فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین

وبعد فهذا المجلد الثانی من الکتاب المستطاب النافع لجمهور الافاضل والطلاب الموسوم به

رموز الاحکام

ترجمہ

شرائع الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلواۃ علی محمد وآلہ اما بعد پس خادم الطلبہ سید محمد صادق ابن سید محمد باقر الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمت ارباب فضل وکمال مین عرض کرتا ہی کہ احقر العباد نے حسب فرمایش عالی مرتبت سامی منزلت جناب میر رستم علی صاحب دام مجدہ العالی اصل کتاب مستطاب شرائع الاسلام کا زبان اُردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکی عبارات دقیقہ ومطالب مشکلہ کا حل کیا اور نام اوسکا روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ محشی کیا اور جو الفاظ کتاب از قبیل اصطلاح یا متعلق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے اونکو بجا لکھا باقی رکھا اور اونکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط وحدانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب فضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ العلماء الکلام راس الفقہاء العظام العالم العلامہ الفہیم الفہامہ ورع المتورعین افقہ المتفقہین

[illegible] طالعہ وانوار

فروخت حرام ہی مثل شراب و رزبید (ایک قسم کی شراب ہی جو خرما و کشمش اور گندم و جو وغیرہ سے بنائی جاتی ہی) اور فقاع (ایک قسم کی شراب ہی کہ جو کے پانی سے بنائی جاتی ہی اور مُسکر نہین ہی) اور اسیطرح جو شی مُسکر (نشہ والی چیز) مائع بالاصالتہ (اصل مین بہنے والی چیز) یا متنجس رقیق ہو (وہ شی جسنے نجاست سے ملاقات کی) سوا روغن نجس کے کہ اوسکی بیع و شرا زیر آسمان چراغ جلانیکے واسطے جائز ہی اور خرید و فروخت میتہ (حیوانات مُردہ) کے وہ اجزا جن مین روح حلول کرتی ہی اور خون و بول و براز حیوان غیر ماکول اللحم حرام ہی اور بعض فقہا کے نزدیک مطلق پیشاب کی خرید و فروخت حرام ہی ماکول اللحم کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا مگر بول شتر کہ اوسکی خرید و فروخت بخصوصہ جائز ہی لیکن قول اول اشبہ ہی اور اسیطرح سُور اور اوسکے اجزا اور کتے کی کھال اور اوسکے اجزا کی خرید و فروخت حرام ہی قسم دوم وہ اشیا مین جنسے اکتساب کرنا اونکی غایت و مقصود کے ناجائز ہونے کیوجہ سے حرام ہی جیسے آلات لہو و لعب (ستار و طنبور وغیرہ) اور وہ ہیاکل عبادت جو ازراہ بدعت ایجاد ہوئے ہین (صنم و صلیب وغیرہ) اور آلات قمار (نرد و شطرنج وغیرہ) اور وہ چیزین جو فعل حرام پر باعث مساعدت ہووین جیسے سلاح وغیرہ کا اعدا دین کے ہاتھ فروخت کرنا یا فعل حرام کے لیے مکانات اور کشتیون کو باجارہ دینا یا شراب بنانے کے لیے انگور کا فروخت کرنا یا بُت بنانیکے لیے لکڑی کا بیچنا اور اشیاء مذکورہ کا اوس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی جو بُت یا شراب بناتا ہو قسم سوم خرید فروخت کرنا اون چیزون کا جنسے انتفاع نہووے مانند مسوخات کے خواہ بری ہون جیسے بندر و ریچھ اور فیل مین تردد ہی لیکن اشبہ جواز بیع ہی کیونکہ انتفاع اوسکے استخوان سے ممکن ہی یا بحری جیسے مارماہی اسیطرح غیر مسوخات مین جو چیزین خالی از نفع مین اونکی بھی بیع و شرا جائز نہین ہی جیسے مینڈک و کچھوا اور طافی (وہ حلال مچھلی جو پانی مین مر جائے) اور سوائے بلی کے کل درندے اور حیوانات شکاری پرندے ہون جیسے باز و شکرہ وغیرہ یا درندے جیسے چیتا وغیرہ اور بعض علما کے نزدیک درندون کے کل قسمون کی خرید و فروخت جائز ہی بسبب اونکی کھال و بال وغیرہ سے نفع حاصل ہوسکتا ہی اور یہی قول اشبہ و موافق عمل

كتاب التجارة

قواعد ہو قسم چہارم اون اعمال کے بیان مین جو فی نفسہ حرام ہین جیسے تصاویر مجسمہ کا بنانا اور غنا کرنا
اور ظالمین کی افعال محرمہ مین اعانت کرنا اور عورتون کا میت پر نوحہ کے ساتھ وہ اوصاف بیان
جو اوسمین نہ تھے اور کتب ضلال کی حفاظت کرنا اور اونکو بغیر ارادہ نقض تحریر کرنا اور مومنین کی ہجو کرنا
اور علم سحر اور کہانت اور قیافہ اور شعبدہ کا سیکھنا اور سکھانا اور قمار بازی کرنا اور اشیا کا اسطرح مغشوش
کرنا کہ غش ظاہر نہو جیسے پانی کا دودھ مین ملا دینا اور مشاطہ کا دھوکا دینا اور اسیطرح مردون کا اون اشیا
سے زینت کرنا جو اونپر حرام ہین اور عورتون سے مخصوص ہین **قسم پنجم** انسان پر اون امور سے اکتساب
کرنا بھی حرام ہی جنکا بجالانا اوسپر واجب ہووے جیسے اموات کو غسل و کفن دینا یا اونکو دفن کرنا اور اسیطرح
بھی بعض دیگر امور سے بھی اکتساب حرام ہوتا ہی جنکا ذکر انشاء اللہ تعالی اونکے محل و موقع پر آئیگا **مسئلہ**
اذان کہنے کی اجرت لینا حرام ہی لیکن بیت المال سے موذن کو قوت دینے مین کوئی مضائقہ نہین اور
اسیطرح پیش نمازی کی اجرت لینا جائز نہین ہی اور علی ہذا القیاس قاضی کو بھی حکم کا عوض لینا حرام ہی
جسکی تفصیل آئندہ مذکور ہوگی اور عقد نکاح مین اجرت لینے کا مضائقہ نہین ہی **دوم** کسب مکروہ جن
اشیاء سے کسب مکروہ ہی اونکی تین قسمین ہین **قسم اول** وہ اشیا ہین جنسے اکتساب کرنا غالباً کسی
فعل حرام یا مکروہ کیطرف منجر ہوجاتا ہی مثل صرافی و کفن فروشی و طعام فروشی و بردہ فروشی اور
اسیطرح ذبح و نحر کا پیشہ بھی ہی **قسم دوم** وہ اشیاء ہین جو بوجہ صنعت مکروہ ہین جیسے کپڑا بننا اور
حجامت کرنا جبکہ اجرت لینا مشروط ہو اور اسیطرح حیوان نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت لینا اور اوسکو
اپنا پیشہ قرار دینا **قسم سوم** وہ اشیاء ہین جنسے شبہ طاری ہونیکی وجہ سے اکتساب مکروہ ہی جیسے
کسب اطفال خردسال یا اون لوگون کا کسب جو امور محرمہ سے اجتناب نکرتے ہون اور علاوہ انکے اور
اشیا بھی مکروہ ہین جو انشاء اللہ تعالی اپنے محل پر مذکور ہونگی **سوم** کسب مباح پس سوا اشیاء مذکورہ بالا کے باقی
اشیاء سے کسب کرنا مباح ہی اور اسمقام پر چند مسائل ذکر کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** سگ شکاری کے سوا کسی قسم کے

کتے کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور آیا سگ ماشیہ اور سگ زراعت اور سگ حائط کی خرید و فروخت جائز
ہے یا نہیں اس مین تردد ہے لیکن اشبہ عدم جواز ہے ہان سگہائے مذکورہ کو باجارہ دینا جائز ہے اور اگر ان مین سے کسی کتے کو
سوائے مالک کے کوئی شخص غیر مار ڈالے تو اوسپر دیت لازم ہوگی **دوسرا مسئلہ** رشوت لینا حاکم پر
حرام ہے خواہ رشوت دہندہ کے موافق حکم کرے یا مخالف اور حکم حق ہو یا نہو **تیسرا مسئلہ** جب کوئی شخص ایک
آدمی کو کچھ مال کسی جماعت پر تقسیم کرنیکے لیے عطا کرے اور وہ آدمی بھی اوسی جماعت سے ہو پس اگر مالک
نے اوسکے واسطے مال مین سے کوئی مقدار معین کر دی ہے تو اوتنی ہی مقدار کو لیسکتا ہے اور اگر معین نکی
ہو تو اوسکو مال مذکور مین سے اوتنی مقدار کا لے لینا جائز ہوگا جو اون جماعت مین سے ہر ایک کو ملی ہو اور
اوس سے زائد لینا جائز نہوگا **چوتھا مسئلہ** بادشاہ عادل کی ولایت کا قبول کرنا جائز ہے اور کبھی واجب
بھی ہو جاتا ہے اگر امام علیہ السلام بالخصوص اوس شخص کو معین فرماوین یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
بغیر اوسکے ممکن نہو اور بادشاہ جابر کی ولایت کا اوسوقت قبول کرنا حرام ہے جب کسی فعل حرام مین
مبتلا ہونیکا خوف ہو اور اگر خوف نہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قدرت رکھتا ہو تو
اس صورت مین قبول کرنا ولایت کا مستحب ہے اور اگر بادشاہ ظالم ولایت پر مجبور کرے تو دفع
ضرر کے لیے قبول کرنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے اگر ضرر قلیل کے دفع کے لیے قبول کی ہے اور اگر ضرر کثیر کے
دفع کے لیے قبول کی ہے تو اس صورت مین کراہت بھی نہین ہے **پانچوان مسئلہ**
جسوقت کہ حاکم ظالم ولایت پر مجبور کرے پس اس صورت مین ولایت کا قبول کرنا اور موافق اوسکی
مرضی کے عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ اپنے نفس کو اس مہلکہ سے خلاصی دینے کی قدرت نہ رکھتا ہو مگر قتل
نفس محترم مین موافق حاکم ظالم کے عمل کرنا جائز نہوگا کیونکہ قتل نفس مین تقیہ نہین ہے **چھٹا مسئلہ** عطایے
حاکم ظالم کا قبول کرنا حرام ہے اگر معلوم ہو کہ ان عطایا کو اوسنے بوجہ حرام اخذ کیا ہے اور اگر معلوم نہووے
تو حلال ہے اور اگر مال حرام بعینہ حاکم ظالم سے اسکے پاس آجاوے تو اوس مال کو مالک تک پہونچانا واجب ہوگا

کتاب التجارة

اور اگر مالک اوسکا معلوم نہووے یا مالک تک پہونچانا اوس مال کا ممکن نہووے تو اوسکو مالک کیطرف سے تصدق
کرے اور اگر مال کا مالک تک پہونچانا ممکن ہو تو اوس مال کا غیر مالک کو دینا جائز نہوگا ساتوان مسئلہ جو چیز کہ
بادشاہ ظالم باسم مقاسمہ یا جو مال باسم خراج یا جو چوپایہ باسم زکوۃ لیتا ہی اوسکا خرید کرنا اور اوسکے ہبہ کا قبول کرنا
جائز ہی اور اوس مال کا مالک کو واپس دینا واجب نہین ہی مالک معلوم ہو یا نہو **فصل دوم** عقد بیع اور اوسکے
شرائط و آداب کے بیان مین اس مین تین امر قابل ذکر ہین **امر اول** عقد بیع وہ لفظ ہی جس سے کہ ملک مالک بعوض معین
معلوم غیر مالک کیطرف منتقل ہو جاتی ہی اور نقل ملک مین تقابض طرفین بدون تلفظ صیغہ کافی نہین ہی اگرچہ
قرائن و علامات سے ارادہ بیع معلوم ہو خواہ وہ شے کم قیمت ہو یا بیش قیمت اور جو شخص صیغہ بیع کے تلفظ پر قدرت
نرکھتا ہو جیسے گونگا اوسکے لیے صحت بیع مین اشارہ کافی و قائم مقام تلفظ ہی اور یہ عقد بدون لفظ ماضی
صحیح نہین ہو سکتا ہی پس اگر بائع کہے اشتر یا ابتع یا کہے ابیعک تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ قبول متحقق ہو اور اسیطرح
قبول مین بھی لفظ ماضی شرط ہی پس اگر مشتری کہے بعنی تو قبول متحقق نہوگا کیونکہ یہ عبارت استدعا و استعلام بیع
مین اظہر ہی اور آیا ایجاب کا قبول پر مقدم ہونا شرط ہی یا نہین اس مین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ شرط نہین ہی اور اگر
مشتری کسی مال پر بعقد فاسد قبضہ کر لے تو اوسکا مالک نہوگا اور اگر وہ مال تلف ہو جاویگا تو مشتری اوسکا
ضامن ہوگا **امر دوم** شرائط بیع بعض شروط متعاقدین سے متعلق ہین اور وہ بلوغ و عقل و اختیار ہی پس
نابالغ کی خرید فروخت صحیح نہین ہی ہر چند کہ ولی کی اجازت سے واقع ہو اور اسیطرح اگر طفل دہ سالہ و عاقل
ہو اوسکی بیع و شرا بھی علی الاظہر صحیح نہین ہی اور اسیطرح بیع و شرا مجنون اور بیہوش اور ایسے شخص
کی جو حالت نشہ مین ہو اور تمیز نرکھتا ہو و مکرہ کی بھی صحیح نہین ہی اگرچہ یہ اشخاص بعد زوال عذر کے
راضی بھی ہو جاوین مگر مکرہ اگر بعد زوال جبر و اکراہ اوس بیع پر راضی ہو جاوے تو صحیح ہوگی بشرطیکہ
اوسکی اجازت قابل وثوق ہو اور غلام یا کنیز کا بغیر اجازت مالک بیع و شرا کرنا صحیح نہین ہی ہان اگر مالک اوسکو
اجازت دیوے تو صحیح ہی اور اگر کوئی شخص کسی مملوک سے کہے کہ تو اپنے نفس کو اپنے آقا سے میرے واسطے خرید کر لے

کتاب التجارة

(بقیہ حاشیہ در صفحہ ۹ دخل ستہ)

تو اسمین اختلاف ہی بعض فقہا نے فرمایا ہی کہ یہ بیع و شرا جائز نہین ہو لیکن جواز اشبہ ہی اور منجملہ شرائط بیع یہ ہو کہ بائع
مالک ہو یا مالک کیطرف سے بیع کرنیکا اختیار رکھتا ہو جیسے باپ اور دادا اور وکیل اور وصی اور حاکم شرع
یا اوسکا امین پس اگر کوئی شخص غیر کے مال کو فروخت کریگا تو صحت اوسکی علی الاظہر مالک یا اوسکے ولی کی اجازت
پر موقوف رہیگی اور حصول اجازت مین سکوت مالک کافی نہین ہو بلکہ اجازت صریحی درکار ہو اگرچہ بوقت عقد حاضر
بھی ہو پس مالک کو اجازت نہ دینے کی صورت مین اختیار ہو کہ اپنے مال کو مشتری سے لے اور مشتری اپنی قیمت اور اون نقصان
کا جو اوسکو نفقہ و اجرت وغیرہ مین ہوا ہو بائع سے مطالبہ کریگا بشرطیکہ مشتری کو بائع کے غیر مالک ہونیکا علم نہو یا بائع
مالک کیطرف سے بیع مین اجازت حاصل ہونے کا دعوی کیا ہو ورنہ فقط اصل قیمت کا مطالبہ کریگا اور جو نقصان نفقہ
وغیرہ مین ہوا ہو اوسکا مطالبہ نہین کر سکتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر مشتری کو مال کے غصبی ہونیکا علم ہو اور
باوجود اسکے خرید ے تو اصل قیمت کا مطالبہ بھی نہین کر سکتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے مال کے ساتھ دوسرے کے
مال کو بھی فروخت کر ڈالے تو فقط اوسکے مال مین بیع صحیح ہوگی اور دوسرے مال مین اجازت مالک پر موقوف
رہیگی اور اگر مالک اجازت نہ دے تو مشتری نے جو مال بائع کو دیا ہو اوس مین سے بقدر قیمت مال غیر اوس نسبت سے واپس لیگا
جو نسبت تنہا اوس ایک مال کی قیمت کو قیمت مجموعہ سے ہوگی اور مشتری کو اصل عقد کے فسخ کر دینے اور کل ثمن کے
واپس لینے کا بھی اختیار ہو اسلیے کہ کبھی غرض مشتری مجموعہ مال سے متعلق ہوتی ہو نہ بعض سے اور اسیطرح اگر
اپنے مال کے ساتھ اوس مال کو فروخت کرے جسکا کوئی مالک نہو سکتا ہو یا اوس مال کو جسکا مالک فقط
مسلمان نہو سکتا ہو فروخت کرے تو اس صورت مین بھی جسکا یہ مالک ہو اوسی مال کی بیع صحیح ہوگی اور
جسکا یہ مالک نہین ہو پس اگر اوسکا کوئی مالک نہو سکتا ہو جیسے حُر تو اوسکی قیمت سو قیاس اوسکو غلام فرض کر کے
مشخص کیجاویگی اور اگر اوسکا مالک فقط مسلمان نہو سکتا ہو جیسے سور اور شراب تو اوسکی اوس قیمت کا
اعتبار کیا جائیگا جو اوسکے حلال جاننے والون کے نزدیک ہوگی اور باپ اور دادا کا تصرف لڑکے کے مال مین وقت
تک نافذ رہتا ہو جبتک اوسکو رشد حاصل نہو اور ثبوت بلوغ اور رشد کے بعد ولایت ان کی نہین رہتی اور

اور دادا کو جائز ہی کہ عقد بیع مین دونون طرف کے متولی ہون اسطرح پر ہو کہ اپنی بعض اولاد کیطرف سے بائع ہو اور
بعض کیطرف سے مشتری ہو یا اپنی طرف سے بائع ہو اور اولاد کیطرف سے مشتری یا اولاد کیطرف سے بائع ہو اور
اپنی طرف سے مشتری اور وکیل کا تصرف موکل کیطرف سے اسوقت تک نافذ ہوگا جبتک کہ موکل زندہ اور جائز التصرف
ہے اور آیا وکیل عقد بیع مین دونون طرف کا متولی ہو سکتا ہی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہی کہ ہو سکتا ہی موکل کو
خبر کی ہو یا نہ کی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مطلقاً نہین ہو سکتا ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ اگر موکل کو خبر کی ہو تو
ہو سکتا ہی ورنہ نہین اور یہی قول اشبہ ہی پس اگر خبر کرنے سے قبل اپنے لیے خرید لیوے تو موکل کی اجازت پر موقوف
رہیگا اور تصرف وصی قبل وفات موصی نافذ ہوگا اور اسکے دونون طرف متولی ہونے مین بھی اختلاف ہی جو
وکیل کے متولی ہونے مین گذر چکا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ جب وصی مالدار ہو تو اوسکو خود خرید لینا یا قرض دینا جائز
ہی اور حاکم شرع اور اوسکے امین کو فقط محجور علیہ پر ولایت حاصل ہوتی ہی خواہ صغرسنی کیوجہ سے محجور علیہ ہو خواہ سفاہت
و مفلسی کی اور اسیطرح غائب پر حکومت کرنے کی ولایت بھی انھین دونون کو حاصل ہوگی اور منجملہ اون شرائط کے
کہ جو متعاقدین کے متعلق ہین یہ ہی کہ مشتری جب کسی غلام مسلم کو خرید کرنا چاہے تو خود بھی مسلم ہو اور بعض علما نے فرمایا ہی
کہ کافر بھی خرید کر سکتا ہی لیکن غلام مسلم کو کسی مسلم کے ہاتھ فروخت کرنیکے لیے اوسپر جبر کیا جائیگا اور پہلا قول اشبہ ہی
اور اگر کوئی کافر اپنے پدر مسلم کو خرید کرے تو اوسکی صحت مین تردد ہی اور اشبہ جواز ہی اسلیے کہ آزاد ہونیکیوجہ سے تسلط
سبیل اوسپر باقی نرہیگی کیونکہ کافر جب پدر مسلم کو خرید کریگا پدر معاً آزاد ہو جائیگا اور منجملہ شرائط بیع کے وہ شرائط
ہین جو مال مبیع سے متعلق ہین چنانچہ بعض شرائط باب اول مین مذکور ہو چکے ہین اور یہان چند شرطین اور بیان
کیجاتی ہین اول مبیع کا مملوک ہونا صحت بیع مین شرط ہی پس حر کی خرید و فروخت صحیح نہین ہی اور اسیطرح
اون اشیا کی خرید و فروخت بھی جائز نہین ہی جو خالی از نفع ہین جیسے چھچھوندر اور کیڑے اور بچھو
اور انسان کے وہ فضلات اور رطوبات جو اوس سے جدا ہون مثل بال اور ناخن اور آب دہن وغیرہ کے لیکن
عورت کے دودھ کی خرید و فروخت جائز ہی اسلیے کہ وہ طاہر ہی اور نفع اوسکا ظاہر ہی اور اون اشیا کی خرید

فروخت جائز نہیں ہے جنمیں سب مسلمان شریک ہیں جیسے گھاس اور پانی اور مچھلی دریا کی اور جو زمین میں قہراً اخذ
کی گئی ہو اور بعض علما نے اوسکی بیع کو بتبعیت آثار (درخت وغیرہ) جائز کیا ہے اور خانہ ہائے مکہ معظمہ کی خرید و
فروخت میں تردد ہے اور زیادہ تر روایات میں ممانعت وارد ہوئی ہے اور کوئیں اور نہر کے پانی کا وہ شخص مالک ہے جسنے پانی نکالا
یا اوسکو کھودا ہے اور اسی طرح جسکی زمین میں کوئی کان وغیرہ برآمد ہو وہ اوسی کی ملک شمار کیجائیگی **شرط دوم**
مبیع کا طلق و غیر محبوس ہونا پس شئ وقف شدہ کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے ہاں اگر اوسکا باقی رکھنا
موقوف علیہم (جنپر وقف کی گئی ہو) کے اختلاف و نزاع سے اوسکی خرابی کا سبب ہو اور اوسکو فروخت کر دینا
بہ نسبت باقی رکھنے کے نفع زاید ہو تو علی الاظہر جائز ہے اور اسیطرح ام الولد کا فروخت کرنا بھی اوس وقت تک جائز
نہیں ہے جبتک اوسکا لڑکا زندہ ہے اور اگر کوئی شخص ایک کنیز خرید کرے اور قبل قیمت دینے کے اوس سے
مباشرت کرے اور فرزند پیدا ہو اور بعد اسکے بائع اوس کنیز کی قیمت مشتری سے طلب کرے اور اوسکو قیمت
دینے پر قدرت نہو تو اوسکی قیمت ادا کرنے کے لیے اوسکا فروخت کرنا جائز ہے اور آیا اوس وقت بھی
اوسکے فروخت کرنے میں اوسکے مالک کی وفات شرط ہے یا نہیں اسمیں تردد ہے اور اسی طرح وثیقہ رہن کا
قبل ادا زر رہن فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے ہاں باجازت مرتہن جائز ہے اور غلام کی جنایت
(کسی کا ہاتھ قطع کرے یا کسی کو قتل کر ڈالے) اوسکو فروخت کرنے یا آزاد کرنے کی مانع نہیں ہے پس آقا کو اوسکا فروخت
کرنا یا آزاد کر دینا جائز ہے عمداً جنایت کی ہو یا خطاءً ولیکن در صورت عمد جواز بیع میں تردد ہے
شرط سوم مبیع کا مقدور التسلیم ہونا یعنی بائع مشتری کو اوسپر قبضہ دے سکتا ہو پس تنہا غلام گریختہ کا فروخت کرنا
صحیح نہیں ہے ہاں اوسکو دوسرے مال کے ساتھ جسکا فروخت کرنا صحیح ہو شریک کرکے فروخت کرنا جائز ہے
اور اس صورت میں اگر مشتری کو غلام گریختہ پر قبضہ حاصل نہوگا تو تمام قیمت فقط ضمیمہ کے مقابل سمجھی
جاویگی اور مشتری کو اوسکی قیمت کا مطالبہ بائع سے جائز نہوگا اور جسکی عادت واپس آنے اور عود کرنے
پر جاری ہو اوسکا بیع کرنا صحیح ہے جیسے حیوانات پرواز میں کبوتر کا فروخت کرنا اور اسیطرح وہ مچھلیاں ہیں جو مملوکہ

كتاب التجارة

کتاب التجارة

معلوم ہون اور ایک حصہ مین مجہول ہون اور اوس چیز کے فروخت کرنے مین تردد ہے جسکو وقت تسلیم کرنا دشوار ہو
اور قول بالجواز بدینوجہ کہ مشتری کو خیار فسخ حاصل ہیگا قوی ہی شرط چہارم قیمت کی مقدار اور جنس اور
وصف کا معلوم ہونا پس اگر کسی مال کو بلا تعیین قیمت فروخت کرے اور اوسکو اپنے یا مشتری کے اختیار
پر موقوف رکھے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر اس طریقہ سے مشتری کسی مال کو خرید کرے اور بعد اوسکے مال تلف
ہو جاوے تو مشتری اوسکی اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو قبضہ کرنے کے وقت تھی اور بعض علما کے نزدیک بائع کو
وہ قیمت دیجائیگی جو روز قبضہ سے تا روز تلف اعلی اور زاید ہوگی اور اگر کسی طرح کا عیب اوس مال مین
پیدا ہو جسکو بطریق مذکور فروخت کیا ہی تو بائع اوسکی ارش (وہ مقدار جو صحیح و معیب مین مابہ التفاوت
ہے) مشتری سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری اوس مال مین ایسا کام کرے کہ جسکی وجہ سے قیمت اوسکی زیادہ
ہو جاوے تو وہ زیادتی مشتری کا حق ہوگا اگرچہ وہ زیادتی عین مال مین نہو بلکہ وصف مین ہو شرط پنجم
مقدار مبیع کا معلوم ہونا پس مکیل (وہ شی جو پیمانہ سے فروخت کی جاتی ہی) اور موزون (وہ چیز جو وزن سے
فروخت کی جاتی ہی) اور معدود (وہ شی جو شمار کر کے فروخت کی جاتی ہی) کو بطریق تخمین فروخت کرنا
جائز نہین ہے اگرچہ اوسکا مشاہدہ کر چکا ہو جیسے غلہ کی ڈھیری اور اسیطرح اشیاء مذکورہ کا اوس پیمانہ سے
فروخت کرنا بھی جائز نہین ہے جسکی مقدار معلوم نہو اور شے معلوم کے حصہ مشاع (غیر ممتاز جیسے نصف و
ربع و ثلث وغیرہ) کا خرید کرنا جائز ہی خواہ اجزا اوس مال کے مساوی ہون جیسے گندم و جو وغیرہ
یا متفاوت ہون جیسے جواہر و حیوانات وغیرہ لکن جبکہ شے معلوم کے اجزا مساوی نہون تو اوسکے
جزء معین کا خرید کرنا جائز نہین ہے جیسے کپڑے مین ایک گز اور زمین مین سے ایک جریب اور دو یا زیادہ غلامون
مین سے ایک غلام یا گلہ گوسفند مین سے ایک گوسفند اور اسیطرح اگر گلہ گوسفند کو فروخت کرے
اور اوسمین سے ایک یا چند گوسفند کو جسکی تعیین اشارہ سے نکی ہو مستثنی کرے تو بھی جائز نہوگا لکن
اگر اوس شی معلوم کے اجزا مساوی ہون تو اوسکے جزء معین کا خرید کرنا جائز ہی جیسے ایک قفیز گندم

کتاب التجارة

ایک گز مین ہے اور اسیطرح ایک قدر معین کا مال متساوی الاجزا مین سے خرید کرنا بھی جائز ہے ہر چند کہ مقدار تمام مال کی معلوم نہو مثل اسکے کہ ایک کوک (پندرہ رطل) گندم کو اوس ڈھیر مین سے خرید کرے جسکی مقدار معلوم نہو اور جب کسی معدود کا شمار دشوار ہو تو جائز ہے کہ اول اوس مقدار شے کو شمار کر لین جس سے ایک پیمانہ بھر جاوے اور بعد اوسکے اوسی پیمانہ کا حساب کیا جاوے اور کپڑے اور زمین کو بدون پیمائش محض مشاہدہ سے فروخت کرنا بھی جائز ہے اگرچہ پیمائش کر کے فروخت کرنا احوط ہے اسلیے کہ موافق مقدار پارچہ کے عرض مین تفاوت ہوا کرتا ہے اور مشاہدہ سے مقدار اوسکی معلوم نہین ہوتی اور مشتری کو مبیع کا مشاہدہ کر لینا صحت بیع مین کافی ہے اور ذکر وصف کی ضرورت نہین ہے اگرچہ وقت بیع غائب بھی ہو لاکن اگر اوسکو مشاہدہ کیے اتنی مدت گذر جاوے کہ جسمین عادۃً متغیر ہو جاتی ہے تو بیع باطل ہو جاویگی اور اگر اوسکے متغیر ہونے کا فقط احتمال ہو تو بھی پہلے ہی مشاہدہ کی بنا پر اوسکا خریدنا جائز ہوگا پس اگر بعد مین تغیر ثابت ہو تو مشتری کو اوس عقد کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر بائع و مشتری اوسکے متغیر ہونے مین اختلاف کرین تو مشتری کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اگرچہ خالی از تردد و اشکال نہین ہے اور اگر مبیع اوسکا مزہ یا بو مقصود ہو تو وقت بیع و شرا اوسکا چکھنے یا سونگھنے سے امتحان کرنا ضرور ہوگا اور بدون امتحان محض وصف بیان کر کے فروخت کرنا بھی جائز ہے جسطرح کہ نابینا دیکھنے کی چیزون کو خرید کرتا ہے اور آیا ان اشیا کو بدون امتحان و وصف محض مشاہدہ پر فروخت کرنا (اس بنا پر کہ اصل ہر شے مین صحت ہے تاوقتیکہ اوسکا معیوب ہونا ثابت نہو) جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے اولیٰ جواز ہے پس اگر خرید کرنے کے بعد اوس مال مین کوئی عیب ظاہر ہوگا تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے یا ارش لینے کا اختیار رہیگا اور اگر مشتری نے اوس مال مین تصرف کر لیا ہوگا تو اوسکا واپس کرنا جائز نہوگا اور بائع پر ارش کا دینا لازم ہوگا خواہ مشتری نابینا ہو یا بصیر اور اسیطرح جن اشیا کا امتحان اونکے فنا کی طرف منجر ہوتا ہے جیسے خربوزہ و بادام و تخم مرغ وغیرہ اونکی خرید و فروخت بغیر امتحان کے جائز ہے پس اگر تراشنے یا توڑنے کے بعد اونکا معیوب ہونا ظاہر ہو تو مشتری کو بائع سے تفاوت کا (عیب کی وجہ سے جو کمی قیمت مین ہو) مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اوسکا توڑنا

جائز ہوگا اور اگر اوس مال شکستہ کی کوئی قیمت نہیں تو مشتری کو بائع سے تمام قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا اور سیان
کی اون مچھلیوں کا فروخت کرنا جو شاہد و محصور نہوں جائز نہیں ہے اگرچہ وہ مچھلیاں مملوک بھی ہوں اور نیز
اس صورت میں مال مبیع مجہول رہتا ہے ہرچند کہ اون مچھلیوں کے ساتھ نے وغیرہ کو بھی شریک کر دیا ہو اور
یہی قول صحیح ہے اور اسی طرح اوس دودھ کا فروخت کرنا بھی صحیح نہیں ہے جو چوپایہ کے تھنوں میں ہو
اگرچہ اوسکو ساتھ دوہا ہوا دودھ یا اور کوئی چیز بھی شریک کر دی جاوے اور اسی طرح چوپایوں کے جسم پر اونکی
کھال یا بال یا اون وغیرہ کا بیچنا بھی صحیح نہیں ہے اگرچہ اوسکو ساتھ دوسری چیز بھی شریک کر دیجائے اس لیے
سوائے کھال کے یہ سب چیزیں موزون ہیں اور محض تخمین سے انکی بیع و شرا صحیح نہیں ہے اور اسیطرح اون بچوں کا
فروخت کرنا بھی صحیح نہیں ہے جو چوپایوں کے شکم میں ہوں اور اسیطرح اوس چیز کا جو نر کو مادہ پر چھوڑنے
سے حاصل ہو قبل پیدایش فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اس مقام پر دو مسئلہ ہیں پہلا مسئلہ شاطا ہری
اور اوسکا نافہ ہی میں فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ اوسکا امتحان کیا ہو لیکن بعد امتحان خریدنا اخوط ہے
دوسرا مسئلہ کسی چیز کا اوسکے ظرف میں اسیطرح خرید کرنا جائز ہے کہ ظرف کے مقابل قیمت میں سے ایک مقدار معین چھوڑ دیجائے
اگرچہ محتمل زیادتی و نقصان ہو لیکن بقدر مال کا بدل تراضی طرفین سے مقابلہ ظرف چھوڑ دینا جائز نہیں ہے جبکہ زیادہ ہونا کا
یقین ہو اور مال کا معہ ظرف خرید کرنا بھی جائز ہے اگرچہ ہر ایک کے وزن کی مقدار معلوم نہو بلکہ فقط مجموع کی
مقدار کا معلوم ہونا کافی ہے امر سوم آداب عقد بیع کے بیان میں جو کئی امر ہیں منجملہ اونکے پانچ امر مستحب ہیں
پہلا امر بائع کو مسائل تجارت کا جاننا (خواہ باجتہاد ہو یا بہ تقلید) تا کہ عقد صحیح و فاسد میں تمیز
ہو جاوے دوسرا امر سب خریداروں کے ساتھ بانصاف پیش آنا اور تفرقہ نہ کرنا تیسرا امر اگر مشتری مال کو
واپس کرے تو اوسکو واپس لینا چوتھا امر بیع و شرا کے وقت شہادتین و تکبیر کہنا پانچواں امر جس گاہ کوئی چیز
خرید کرے تو اپنے حق سے باعتبار وزن یا پیمانہ کے کمتر لینا اور اگر فروخت کرے تو مشتری کو اوسکے حق سے
زاید دینا اور چند امر مکروہ ہیں پہلا امر اپنے مال کی تعریف اور دوسرے کے مال کی مذمت کرنا دوسرا امر

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۲

ربع غراف سطر ۱۱

بیع و شرا میں سچی قسم کھانا اور جھوٹی قسم کھانا حرام ہے تیسرا امر اپنے مال کا فروخت کرنا جہاں اوسکا عیب معلوم نہو چوتھا امر مومن سے بلا ضرورت نفع لینا پانچوان امر جب بیع میں وعدہ احسان کر چکا ہو ان سے نفع لینا چھٹا امر طلوع صبح سے تا طلوع آفتاب بیع و شرا میں اشتغال کرنا ساتوان امر بازار میں سب سے پہلے جانا آٹھوان امر دنی لوگون (وہ جماعت ہو جو قبیحہ کے سننے یا کہنے کی پروانہ کرتی ہو یا احسان سے خوش اور اساءت سے ناخوش نہو یا ذرا ذرا سی چیز پر حساب و کتاب کرتی ہو) سے معاملہ کرنا نوان امر اون لوگون سے معاملہ کرنا جنکے جسمون میں نقصان ہو (جذامی وغیرہ) دسوان امر اکراد منجملہ قبائل جن ایک قبیلہ ہے جو جانب بطرف ہوجانے کی وجہ سے داخل انسان ہو گیا ہے سے معاملہ کرنا گیارھوان امر شخص کیل یا وزن کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وسکا کیل یا وزن کرنا بارھوان امر بعد عقد قیمت میں تخفیف کرانا تیرھوان امر مشتری کے وقت ندا دلال قیمت کا زائد کرنا ہان دلال کا خاموش ہونے کے بعد قیمت کے زائد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے چودھوان امر برادر مومن کے سودے میں داخل ہونا علی الاظہر (یعنی جس چیز کو برادر مومن خرید کرتا ہو اوسکو قیمت زاید یا کم کرکے خود خرید لینا) پندرھوان امر شخص حاضر (شہری) کا غریب و مسافر جو ال کی قیمت نرخ بازار کے موافق نہ جانتا ہو) کی طرف سے وکیل ہونا و بعض علما کے نزدیک حرام ہے لیکن قول اول اشبہ ہے اور اس مقام پر دو مسئلہ ملحق ہیں پہلا مسئلہ تاجرون کا تا جہار فرسخ استقبال کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ مسافت مذکور تک خرید کرنے کی غرض سے جاوے اگر اتفاقاً اس مسافت تک چلے جاوے تو تجار سے معاملہ کرنا مکروہ نہوگا اور اس صورت میں بائع کو فسخ معاملہ کا اختیار حاصل ہوگا ہان اگر غبن فاحش (ایسا نقصان جسکا تحمل تجار نہ کرسکیں) ظاہر ہوئے تو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور یہ اختیار فوری ہے بشرطیکہ فسخ پر قدرت ہو اور بعد حصول قدرت فوری ہوگا اور بعض فقہا کے نزدیک حق بخشش غبن اسقاط ساقط نہوگا اور یہی اشبہ ہے اور شخص (مشتری کے دھوکہ دینے اور بھڑکانے کی غرض سے قیمت متاع کا اوس شخص کے لیے زیادہ کرنا جو خریدار نہو اور بائع نے اوسکو اپنے موافق کرلیا ہو) کا بھی یہی حکم ہے دوسرا مسئلہ احتکار (غلہ کا گرانی کے وقت فروخت کرنے

کتاب التجارة

کے لیے جمع کرنا مکروہ ہے اور بعض علما کے نزدیک حرام ہے لیکن قول اول اشبہ ہے اور احتکار فقط گیہوں اور جو اور خرما
اور کشمش اور روغن میں ثابت ہوتا ہے اور بعض فقہا کے نزدیک نمک میں بھی کراہت احتکار ثابت ہے اور غلہ کا قیمت
کے زیادہ ہونے کے لیے اوس صورت میں حبس کرنا جب کوئی دوسرا شخص فروخت کرنیوالا نہو حرام ہے اور بعض فقہا نے
گرانی میں تین روز اور ارزانی میں چالیس روز حبس کرنا شرط کیا ہے اور ایسا شخص اوس غلے کے فروخت کرنے پر
مجبور کیا جاویگا لیکن قیمت کو شخص کریگا اوسکو خود اختیار ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ حاکم
شرع اوسکی قیمت بھی مشخص کریگا اور قول اول اظہر ہے **فصل سوم** خیار فسخ کے بیان میں اسمیں دو مطلب ہیں

مطلب اول اقسام خیار کی بیان میں اور وہ پانچ ہیں **اول** خیار مجلس ہے یعنی ایجاب و قبول کے بعد
بیع منعقد ہو جاتی ہے لیکن بائع و مشتری کو اوس وقت تک فسخ کرنیکا اختیار رہتا ہے جبتک کہ مجلس عقد میں موجود ہیں
اور اگر بائع و مشتری کے درمیان کوئی شے حائل کردیجاوے جیسے پردہ (فی الدنیا) تو خیار فسخ باطل نہوگا اور اسیطرح اگر
بائع و مشتری مجلس عقد سے بجبر اکراہ اوٹھا دیے جائیں اور وہ متفرق ہو جائیں اور فسخ بیع پر قادر نہوں
تب بھی خیار فسخ اونکو حاصل رہتا ہے پس وقت اجتماع بیع کو فسخ کر سکتے ہیں اور یہ حق خیار
اوس صورت میں ساقط ہو جاتا ہے جبکہ بوقت عقد اوسکا سقوط شرط کر لیا جاوے اور اسیطرح اگر بائع
و مشتری جدا ہو جاویں تب بھی ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ ایک ہی قدم کی جدائی ہو اور اسیطرح اگر بائع
و مشتری دونوں یا انمیں سے ایک شخص دوسرے کی رضا سے عقد کو لازم کرلے تو بھی ساقط ہو جائیگا اور
اگر ان دونوں میں سے ایک شخص عقد کو لازم کرلے تو فقط دوسرے کو خیار فسخ حاصل رہیگا اور اگر ان دونوں میں
سے ایک شخص دوسرے کو کہے کہ تو اپنی طرف سے بیع کو لازم کرلے اور وہ خاموش رہے تو تنہا خاموشی سے عقد بیع
لازم نہوگا اور دونوں کو خیار فسخ حاصل رہیگا اور بعض فقہا کے نزدیک اسی کلام کی وجہ سے فقط اوس
شخص کا حق خیار ساقط ہو جاویگا جسنے یہ خواہش کی تھی اور بیع لازم ہو جائیگی لیکن قول اول
اشبہ ہے اور اگر ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں کی طرف سے عقد بیع واقع کرے مثلاً باپ یا دادا

كتاب التجارة

ایک صغیر کے مال کو دوسرے صغیر کے ہاتھ فروخت کرے اور بولایت دونون کیطرف سے ایجاب و قبول واقع کرے تو اوسکو
خیار فسخ حاصل رہیگا اگر سقوط خیار کو شرط نہ کیا ہو یا وقت بیع حق خیار ساقط نہ کیا ہو یا بعد عقد دونون کیطرف
سے بیع کو لازم نہ کیا ہو بنا بر ایک قول کے جسجگہ کہ عقد بیع واقع کیا ہے اوس سے مفارقت کی ہو ورنہ خیار فسخ
حاصل نہوگا دوم خیار حیوان ہے پس ہر حیوان مین (کنیز ہو یا اور کوئی حیوان) مشتری کو تین روز تک
فسخ عقد کا اختیار رہتا ہے اور علی الاظہر بائع کو خیار حاصل نہین ہوتا اور اگر عقد مین سقوط خیار شرط ہو جاوے
یا بعد عقد بیع لازم کر لیجاے یا مشتری اوس حیوان مین کوئی تصرف کرے (مثلاً کنیز سے وطی کر لے) خواہ وہ تصرف لازم ہو
جیسے اوس حیوان کو بشرط اسقاط خیار فروخت کر دینا یا جائز ہو جیسے اوسکا ہبہ کر دینا اور قبضہ مندینا یا
اوسکے ساتھ وصیت کر دینا کہ یہ حیوان میرے بعد فلان شخص کو دیدیا جاے تو ان سب صورتون مین خیار ساقط ہو جائیگا
سوم خیار شرط ہے پس جو مدت کہ متعاقدین یا احدہما شرط کر لیوین وفا اوسکا لازم ہوگی لیکن اوس مدت کا
معین و منضبط ہونا لازم ہے تا کہ احتمال زیادتی و نقصان نہ ہو پس ایسی مدت کا مقرر کرنا جسمین احتمال
زیادتی و نقصان ہو (جیسے حاجی کے سفر سے واپس آنے تک کی مدت) صحیح نہوگا اور بیع باطل ہوگی اور بائع
و مشتری مین سے ہر ایک کو اپنے یا کسی اجنبی کے واسطے خیار فسخ کا شرط کر دینا بھی جائز ہے اور اسیطرح بشرکت اجنبی
خیار فسخ کا شرط کرنا اور اسیطرح اشتراط مؤامرۃ (بائع و مشتری دونون یا انمین سے ایک کا خیار فسخ کو
کسی اجنبی کے حکم پر مشروط کر دینا) بھی جائز ہے اور اسیطرح اگر شرط کر لیجاے کہ فلان مدت تک بائع کو قیمت کی
واپس کرنے اور مبیع کے واپس لینے کا اختیار ہے تو بھی جائز ہوگا اور اوس مدت کے گذر جانے کے بعد عقد لازم ہو جائیگا
چہارم خیار غبن ہے پس جو شخص کہ کسی مال کو خرید کرے اور اہل خبرہ سے نہو (اور مال کی قیمت و صحت کو نجانتا ہو)
بعد اوسمین ایسا غبن ظاہر ہو جسمین عادۃً مسامحہ جاری نہو تو مشتری کو ہر وقت اوس عقد کے فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہوتا
ہے اور قبل ظہور غبن اگر مشتری نے اوسمین تصرف کر لیا ہو تو بھی یہ اختیار ساقط نہوگا تا وقتیکہ مشتری اوس
مال کو اپنی ملک سے خارج کرے یا اوسمین کوئی ایسا مانع حادث ہو جاوے جسکی وجہ سے واپس نکر سکتا ہو (مثلاً کنیز

الخامس

کتاب التجارة

فاما احکامه فیشتمل علی مسائل الاولی خیار المجلس

لڑکا پیدا ہو جائے یا اوسکو آزاد کر دے) کہ اس صورت مین حق خیار ساقط ہو جاویگا لیکن مشتری کی عنین کی وجہ سے اوسکو اختیار ثابت نہین ہوتا پنجم خیار تاخیر ہے یعنی جسکے عقد بیع واقع ہوا اور قیمت و مبیع پر قبضہ حاصل نہو اور اوس مین تاجیل یا مدت معینہ تک تاخیر اشتراط ہوئی ہو تو یہ عقد تین روز تک لازم رہیگا پس اگر اس اثنا مین مشتری قیمت مبیع بائع کو دیدے تو عقد لازم ہو جائیگا اور مبیع کے لینے کا مستحق ہوگا ورنہ بائع کو اختیار ہے چاہے مبیع کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے خواہ تین روز کے بعد ہو خواہ مشتری کو اوسکے پانیکا استحقاق باقی رہیگا اور اگر وہ مبیع تلف ہو جاوے تو یہ نقصان بائع کے مال کا ہوگا خواہ تین روز کے اندر تلف ہو خواہ بعد اوسکے یہی قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہے اور اگر مشتری ایسی شے کو خرید کرے جو ایک ہی دن مین فاسد ہو جاتی ہو پس اگر قبل شب قیمت لاکر بائع کے حوالہ کر دی تو مبیع کے پانیکا مستحق ہوگا ورنہ بیع باطل ہو جائیگی اور خیار عیب کا ذکر انشاء اللہ تعالی اوسکے باب مین آئیگا

مطلب دوم احکام خیار کے بیان مین اور یہ چند مسئلون پر مشتمل ہے پہلا مسئلہ خیار مجلس سوائے بیع کے اور کسی عقد مین ثابت نہین ہوتا اور خیار شرط سوائے نکاح اور وقف کے ہر عقد مین ثابت ہوتا ہے اور اسیطرح ابراء اور طلاق و عتق مین بھی خیار شرط ثابت نہین ہوتا لیکن خصوص عتق مین بنا بر ایک روایت شاذہ کے ثابت ہوتا ہے دوسرا مسئلہ مبیع مین تصرف کرنے سے شرط خیار حیوان کے خیار شرط بھی ساقط ہو جاتا ہے اور اگر بائع و مشتری دونون کو حق خیار حاصل ہو اور ان مین سے ایک شخص مبیع مین تصرف کرلے تو فقط اوسی کا خیار ساقط ہو جائیگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص تصرف کرنے کی اجازت دیوے اور دوسرا تصرف کرے تو دونون کا حق خیار ساقط ہو جائیگا تیسرا مسئلہ اگر وہ شخص مر جائے جسکو حق خیار حاصل تھا تو یہ حق اوسکے وارث کی طرف منتقل ہو جائیگا اور یہی حکم ہر خیار مین جاری ہے اور اگر صاحب خیار مجنون ہو جائے تو اوسکا ولی اوسکا قائم مقام ہوگا اور بعد زوال عذر تصرف ولی منقوض ہوگا اور اگر صاحب خیار مملوک ماذون (اجازت یافتہ) ہو تو اوسکو مرنے کے بعد حق خیار آقا کو ثابت ہوگا چوتھا مسئلہ مبیع محض عقد سے ملک مشتری مین داخل ہو جاتی ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عقد اور انقضائے مدت خیار دونون سے منتقل ہوتی ہے لیکن قول اول اظہر ہے پس اگر مبیع مین بعد عقد او

قبل انقضاء مدت خیار کوئی نماء زیادتی مثل شیر و پھل و تخم وغیرہ احادث ہوگی تو مال مشتری ہوگا اور اگر مشتری عقد بیع کو
فسخ کر دے تو بائع پوری قیمت کا مطالبہ کریگا اور بائع کو مشتری سے نماء کا مطالبہ صحیح ہوگا پانچوان مسئلہ اگر مبیع
قبل قبضہ مشتری تلف ہو جائے تو یہ نقصان مال بائع کا ہوگا اور اگر بعد قبضہ و انقضاء مدت خیار تلف ہو جائے تو یہ
نقصان مال مشتری کا ہوگا اور اگر بعد ان تقرر یعنی زمان خیار مین تلف ہو جاوے اور خیار فسخ بائع کو حاصل ہو تو مال مشتری تلف ہوگا
اور اگر خیار فسخ مشتری کو حاصل ہو تو مال بائع تلف ہوگا اور یہان پر دو فرع ہین اول خیار شرط وقت تفرق سے ثابت
ہوتا ہے اور بعض علماء کے نزدیک وقت عقد سے ثابت ہوتا ہے اور یہی قول اشبہ و قواعد کے موافق ہے دوم جبکہ مشتری
دو چیزین خرید کرے اور دونون مین سے ایک شی معین مین خیار کو شرط کرے تو صحیح ہوگا اور اگر ابہام کریگا (معین نہ کریگا)
تو باطل ہوگا اور اسی مقام سے خیار رویت کو بھی ملحق ہے اور خیار رویت اعیان شخصیہ کے بدون مشاہدہ فروخت کرنے
کو کہتے ہین پس اس طرح کی بیع مین دو امر کا ہونا ضرور ہے اول ذکر جنس اور جنس سے فقہا کے نزدیک وہ لفظ مراد ہے جو حقیقت
نوعیہ پر دلالت کرے اور جسکو اہل معقول کی اصطلاح مین نوع کہتے ہین جیسے گندم و برنج و ابریشم وغیرہ دوم
ذکر وصف اور اس سے وہ لفظ مراد ہے جس سے افراد جنس مین تمیز حاصل ہو جاوے جیسے اگر گندم کا جو وغیرہ کی آمیزش
سے خالی ہونا یا اسکا موٹا اور باریک ہونا اور پھر ایسے وصف کا ذکر کرنا واجب ہے جسکے مذکور نہونے سے مبیع مین جہالت متحقق
ہو جاوے اور اگر جنس اور وصف دونون یا انمین سے ایک مذکور نہوگا تو عقد باطل ہو جاویگا اور جب وصف و جنس دونون مذکور
ہونگی تو عقد صحیح ہوگا خواہ اوس مال کو بائع نے دیکھا ہو اور مشتری نے نہ دیکھا ہو یا مشتری نے دیکھا ہو اور بائع
نے نہ دیکھا ہو یا ان دونون نے نہ دیکھا ہو لیکن کسی غیر شخص نے اوسکے اوصاف ان دونون سے بیان کر دیے ہون
پس اگر مال مبیع مین وہ اوصاف موجود ہونگے تو بیع لازم ہو جاویگی ورنہ مشتری کو بیع کے فسخ و التزام مین
اختیار حاصل ہوگا اور اگر مال مبیع کو فقط مشتری نے دیکھا ہو اور بائع نے نہ دیکھا ہو تو فقط بائع کو اختیار
حاصل ہوگا اور اگر ان دونون مین سے کسی نے مال مبیع کو نہ دیکھا ہوگا تو دونون کو اختیار رہوگا اور اگر کوئی
ایسی مین یا متاع خرید کرے جسکے بعض کو دیکھ چکا ہو اور بعض باقی کا وصف مذکور ہوئے ہون بعد اوسکے ناقص معلوم ہو

کتاب التجارة

الخیار لکل واحد منہما ولو اشتری ضیعة

الفصل الرابع في احكام النقد والنسيئة

تو مشتری کو کل مین فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا **چوتھی فصل** احکام عقود کے بیان مین اسمین چند اقسام ہین قسم اول بیع
نقد (قیمت معجل کے ساتھ فروخت کرنا) و نسیہ (قیمت موجلہ کے ساتھ فروخت کرنا) کے بیان مین جو شخص
کسی شی کو بدلے کسی قیمت کے خرید کرے یا عدم مدت شرط ہو جاتے تو قیمت معجل ہوگی لیکن اگر بائع ادا قیمت کے لیے کوئی مدت
شرط ہو جائے تو شرط صحیح ہوگی و قیمت موجل ہوگی ورجو مدت کہ قیمت یا بیع یا دونون کے لیے مقرر کیجائے اوسکا اسطرح
معین ہونا ضرور ہے کہ احتمال زیادتی و نقصان و تعیین باقی نرہے پس اگر مدت کی شرط ہو جاوے اور کوئی مدت معین نہو
یا معین ہو لیکن مجہول ہو جیسے حجاج کے سفر سے واپس آنیکی تو بیع باطل ہوگی اور اگر قیمت کے ساتھ نقداً
اور زائد کے ساتھ نسیہ بیع واقع ہو (مثلاً بائع کہے کہ مین نے یہ کتاب تیرے ہاتھ نقداً ایک روپیہ کو ساتھ اور
دو ماہ تک دو روپیہ کے ساتھ فروخت کی) تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ عقد باطل ہوگا اور ایک روایت مین
وارد ہوا ہے کہ اس صورت مین بائع کو کم قیمت کے پانیکا زائد مدت مین استحقاق ہوگا (مثلاً دو مہینہ کے بعد ایک
روپیہ پائیگا) اور اگر ایک مدت مین کم قیمت اور اوس سے زائد مدت مین زیادہ قیمت کے ساتھ بیع واقع ہو تو عقد
باطل ہوگا اور جبکہ قیمت کی تاخیر ایک مدت تک شرط کیجاوے اور بعد بائع اوس مال کو مشتری سے قبل انقضاء مدت
خرید کرے تو جائز ہے خواہ زیادتی کے ساتھ خرید کرے یا کمی کے حالاً خرید کرے یا موجلاً بشرطیکہ اسکو متن عقد مین
شرط نکرلیا ہو و اور اگر بعد انقضای مدت بدون کمی و زیادتی خرید کرے تو بھی جائز ہوگا اور اسیطرح اگر
اوسکی قیمت کے غیر جنس کے ساتھ بزیادتی یا بکمی خرید کرے تو بھی جائز ہوگا خواہ حالاً خرید کرے یا موجلاً اور اگر
اوسکی قیمت کے ہمجنس کے ساتھ بزیادتی یا بکمی خرید کرے تو اسمین دو قسم کی روایتین ہین اشبہ ان دونون مین
جواز بیع ہے اور جبکہ کوئی چیز موجلاً خرید کیجاوے تو مشتری کو قبل انقضاے مدت قیمت کا دینا واجب نہوگا
اگرچہ بائع مطالبہ بھی کرے اور اگر مشتری تبرعاً قبل انقضاے مدت قیمت دینا چاہے تو بائع پر اوسکا
لینا واجب نہوگا اور اگر بعد انقضاے مدت مشتری قیمت دے تو بائع پر اوسکا لینا واجب ہوگا پس اگر
بائع اوسکے لینے سے انکار کرے بعد وہ قیمت بدون تفریط و تصرف مشتری تلف ہو جاوے تو یہ نقصان علی الاظہر

بائع کا ہوگا اور یہی کلام طرف بائع میں بھی جاری ہوگا جب اوس کسی شی کی بیع سلم کی ہو اور اسیطرح جو شخص کسیکے ذمہ
حق رکھتا ہو اور وہ ادا کرتا ہو اور صاحب حق اوسکے لینے سے انکار کرے تو اس صورت میں اگر وہ مال تلف ہو جائیگا تو وہ
صاحب حق کا مال شمار کیا جائیگا جسپر اوسکے لینا واجب تھا اور نہیں لیا اور متاع کا حالاً یا موجلاً اوسکی قیمت
زاید کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ مشتری اوسکی قیمت کو جانتا ہو الا اوسکو خیار غبن حاصل ہوگا اور
قیمت مبیع یا اوسکے حقوق مالیکہ زیادتی کے ساتھ موخر کرنا جائز نہیں ہے ہاں اوسکا معجل کرنا بنقصان قیمت جائز ہے اور جبکہ
کوئی شی بقیمت معجلہ خرید کرے اور اوسکو مرابحۃ فروخت کرنا چاہے تو مدت کا ذکر کرنا بھی واجب ہے پس اگر بغیر
ذکر مدت اسکو فروخت کریگا تو مشتری کو اوسکے اصل پر لینے یا ادائے قیمت کے ساتھ باقی رکھنے کا اختیار ہوگا جبکہ عقد
واقع ہوا ہو اور ایک روایت میں منقول ہے کہ اس صورت میں مشتری کو اوتنی مدت ادائے قیمت کی دیجاویگی جو بائع کو حاصل
تھی دوسرا امر ان چیزوں کے بیان میں جو مبیع میں داخل ہوتی ہیں اور ضابطہ اوسمیں یہ ہے کہ جس شی کو مفہوم لفظ
باعتبار لغت یا عرف کے شامل ہوگا وہی داخل مبیع ہوگی پس باغ کی بیع میں شجر اور بنائیں داخل ہونگی اور اسیطرح
بیع دار (گھر) میں زمین اور بنا اور طبقہ اعلی اور اسفل داخل ہے لیکن اگر طبقہ اعلی مکان مستقل ہو بعادۃ
اسکو علیحدہ شمار کیا جاتا ہو مثل اسکے کہ کسی مسکن علیحدہ علیحدہ ہوں داخل نہوگا اور اسیطرح دروازہ اور قفل جو نصب
کیے ہوں بیع دار میں داخل ہیں اگرچہ اونکا نام بھی نہ لیا گیا ہو اور اسیطرح وہ کڑیاں بھی داخل ہونگی اور وہ چیزیں جو
اوس میں ثابت کی گئی ہوں یا وہ سیڑھی جو زمین کی جگہ بنا میں قائم کی گئی ہو داخل ہوگی اور آیا کنجیاں ...
قفلوں کی داخل ہونگی یا نہیں اسمیں تردد ہے اور اشبہ یہ ہے کہ داخل ہونگی اور اسیطرح جو چیزیں نصب ہوں ...
اور اگر گھر میں خرما وغیرہ کا درخت ہو تو داخل بیع نہوگا پس اگر بائع گھر کو مع اوسکے جملہ حقوق کے فروخت کرے
تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ درخت خرما وغیرہ بھی داخل ہو جائیگا اور یہ قول میرے نزدیک کچھ نہیں ہے ہاں اگر بائع یہ کہے کہ گھر
کو میں نے مع اون اشیا کے فروخت کیا جو اوسکی دیوار کے اندر ہیں یعنی جو محیط ہے اوسکو تو داخل ہو جاویگا اور جبکہ کوئی
درخت مستثنی کر لیا جاوے تو بائع کو درخت کے پاس آنا جانا اور اوتنی زمین کہ اوسکی شاخیں ... اوسمیں تصرف کرنا

کتاب التجارۃ

جائز ہوگا اور اگر کسی زمین کو فروخت کرے اور اوسمین درخت خرما یا کوئی اور درخت ہو تو بھی یہی حکم ہے یعنی داخل مبیع نہوگا اور اسی طرح اگر اوس زمین پر زراعت ہو خواہ ایسی زراعت ہو جسکی اصول پر کئی دفعہ پھل آتا ہو یا ایک ہی دفعہ تو بھی داخل بیع نہ ہوگی لیکن اوسکا زمین میں تا وقت درو باقی رکھنا لازم ہوگا اور اگر نخل مؤبر (وہ مادہ درخت خرما ہی جسکو شگوفہ مین شق کرنے کے بعد نر کا شگوفہ ڈالا جائے) فروخت کیا جاوے تو ثمر بائع کا مال ہوگا اسلیے کہ اسم نخل مین اوسکا ثمر داخل نہیں ہے علاوہ برین جناب سید علیہ السلام نے فرمایا ہے من باع نخلا مؤبرا فثمرته للبائع (جو شخص کسی درخت خرما کو فروخت کریگا تو ثمرہ اوسکا مال بائع کا ہوگا) ہان اگر مشتری ثمر کی شرط کر لیگا تو اوسی کا مال ہوگا اور جبکہ مشتری شرط نہ کرے تو اوسپر ثمر کا اوس زمانہ تک باقی رکھنا واجب ہوگا جو عادۃً اوسکے توڑنے کیواسطے معین ہے اور اسیطرح اگر کسی درخت کا ثمر خرید کیا جائے تو مشتری کو ثمر کا درخت مین اوس مدت تک باقی رکھنا جائز ہے جو اوسکو توڑنے کیواسطے عادۃً معین ہے اور اگر نخل غیر مؤبر فروخت کیا جاوے تو بنا بر فتاوے علماء اوسکا ثمر مال مشتری ہوگا اور اگر درخت ما سوائے بیع کے اور کسی وجہ سے منتقل ہو تو ثمرہ ناقل کا مال ہوگا مؤبر ہو یا نہو خواہ بعقد معاوضہ منتقل ہوا ہو جیسے اجارہ اور نکاح یا بغیر معاوضہ جیسے ہبہ وابرار وغیرہ اور درخت خرما کے مؤبر ہونے مین بائع وغیرہ کا تابیر کرنا شرط نہیں ہے پس اگر اوسکے شگوفے از خود شق ہو جاوین اور ہوا سے مؤبر ہو جاوے تو بھی کافی ہوگا اور تابیر کا اعتبار فقط مادہ درخت خرما میں ہے اور درخت خرما کے نر یا علاوہ اسکے اور کسی درخت مین معتبر نہیں ہے تا کہ موضع اتفاق پر اقتصار رہے پس اگر کسی درخت کی بیع کی جاوے تو ثمرہ اوسکا ہر حال مین بائع کا مال ہوگا اور بائع کو ثمر کے باقی رکھنے کا اوسوقت تک اختیار ہوگا کہ جو وقت عادۃً اوسکے توڑنے کے لیے معین ہے اور مشتری کو اوسکے زائل کرنے کا اختیار نہوگا بشرطیکہ ثمر ظاہر ہو چکا ہو خواہ اپنے غلاف مین ہو جیسے روئی اور اخروٹ وغیرہ یا غلاف مین نہو ہان اگر مشتری اوسکے زائل کرنے کی شرط کر لیگا تو مختار ہو جاویگا اور اسیطرح اگر درخت کی بیع اوسکے پھول کا توڑ مقصود ہو

کتاب التجارة

تو وہ بھی بائع کا مال ہوگا خواہ کلیاں شگفتہ ہوئی ہوں یا نہوئی ہوں اور اس مقام پر چند فرعین
ذکر کی جاتی ہین فرع اول جب کہ درخت مؤبر و غیر مؤبر دونون فروخت کیے جاوین تو مؤبر کا ثمر بائع
کا مال ہوگا اور غیر مؤبر کا ثمر مشتری کا مال ہوگا اور اسی طرح اگر مؤبر ایک ہاتھ اور غیر مؤبر دوسرے
ہاتھ فروخت کیا جاوے فرع دوم ثمر کو درخت پر باقی رکھنے مین اہل عرف کی طرف رجوع کیجاویگی پس جو
ثمر خشک ہونے کے بعد توڑا جاتا ہوگا اوسمین خشک ہونے تک انتظار کیا جاویگا اور جو ثمر تر توڑے
جاتے ہین اونمین اونکی عادت معین تک انتظار کیا جاویگا فرع سوم درخت یا اوسکے پھل کا سینچنا جائز
ہی پس اگر بائع و مشتری مین سے ایک شخص منع کریگا تو مجبور کیا جاویگا اور اگر سینچنا ان دونون مین سے
ایک مال کو مضر ہو تو مشتری کی مصلحت کو ترجیح دیجاویگی لیکن مشتری کو قدر حاجت پر اقتصار واجب
ہوگا اور زیادتی جائز نہوگی اور اگر قدر حاجت مین درمیان بائع و مشتری کے اختلاف ہو تو اہل خبرہ
کی طرف رجوع کیجاویگی فرع چہارم زمین کی بیع مین کھان اور وہ پتھر جو زمین پر پیدا ہوتا ہے
داخل ہے اسلیے کہ یہ چیزین اجزاے ارض مین داخل ہین اور اس مین تردد ہے تتمہ الزام تسلیم قیمت
مبیع کے بیان مین جبکہ عقد مین تاخیر شرط نہو تو بائع کو مبیع کا اور مشتری کو قیمت کا بدون
تاخیر حوالہ کرنا لازم ہے پس اگر بائع و مشتری دونون انکار کرینگے تو مجبور کیے جاوینگے اور اگر انمین
ایک انکار کریگا تو فقط وہی مجبور کیا جاویگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جب دونون انکار کرین
تو اول بائع تسلیم مبیع پر مجبور کیا جاویگا بعد ازان مشتری تسلیم قیمت پر مجبور کیا جاویگا اور قول
اول اشبہ ہے خواہ قیمت دین ہو یا عین ہو اور اگر فقط بائع تاخیر تسلیم کو ایک مدت معینہ تک شرط کرے
جائز ہوگا جسطرح کہ مشتری کو تاخیر قیمت کی شرط کرنا جائز ہے اور اسی طرح اگر بائع گھر کے بسنے اور
چوپایہ پر سوار ہونے کی مدت معینہ کے واسطے شرط کرے تب بھی جائز ہوگا اور قبضہ دلانے مبیع کا تخلیہ
(مشتری کے قبضہ کرنے سے جو چیز مانع ہو اوسکا دور کرنا) مراد ہے خواہ مبیع غیر منقول ہو جیسے زمین اور مکان وغیرہ

خواہ منقول ہو جیسے کپڑا اور موتی اور چوپایہ وغیرہ اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ شیٔ منقول مین قبضہ لانا ہاتھ
مین دینے یا کمیل کو پیمانہ مین بھر کر دکھانے یا چیلون وغیرہ مین اوسکو نقل کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور قول اول صحیح ہے
اور اگر مبیع کسی آفت آسمانی سے قبل تسلیم مشتری تلف ہو جاوے تو مال بائع سے محسوب ہوگا اور اسی طرح اگر اوسکی
قیمت کسی عیب کی وجہ سے کم ہو جاوے تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور رکھ لینے مین تردد ہے
اور اس باب مین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مبیع مین بعد عقد اور قبل تسلیم کوئی زیادتی حاصل ہو مثلاً
حیوان کے بچہ پیدا ہو یا درخت مین پھل آجاوے یا غلام کو لقطہ کا مال ملجاوے تو زیادتی بھی مشتری کا مال ہوگا اسلیے
کہ یہ زیادتی اوسکی ملک کی تابع ہے پس اگر اصل مال تلف ہو جاوے گا تو قیمت مشتری سے ساقط ہو جاویگی لیکن
زیادتی مشتری ہی کا مال ہوگا اور اگر زیادتی بے تفریط کے تلف ہو جاوے تو بائع اوسکا ضامن نہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ مبیع بائع کے پاس اور کسی مال مین اسطرح مخلوط ہو جاوے کہ تمیز باقی نہ رہے پس اگر بائع تمام مال مشتری کے حوالے کرے
تو جائز ہوگا اور اگر وہ تمام مال کے دینے سے انکار کرے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ بیع باطل ہو جاویگی اسلیے کہ مبیع کا
مشتری کو تسلیم کرنا دشوار ہے اور مختار یہ ہے کہ مشتری کو عقد کے فسخ کرنے اور بائع کے ساتھ شریک رہنے مین
اختیار حاصل ہوگا جسطرح کہ بعد قبضہ لینے کے مخلوط ہو جانے مین شریک تھا تیسرا مسئلہ اگر چند چیزون مین سے فروخت
کرنے کے بعد بعض تلف ہو جاوین پس اگر تنہا تلف شدہ مال کے لیے عادۃً کوئی حصہ قیمت کا نہو تو مشتری کو
فسخ عقد اور شیٔ موجودہ کو اوسکے حصہ قیمت کے ساتھ خرید کرنے مین اختیار حاصل ہوگا مثلاً دو غلام یا اوس
درخت خرما کی بیع کیجاوے جو باردار اور غیر مؤبر ہو اور اگر تنہا تلف شدہ مال کے لیے کوئی حصہ قیمت کا
نہو تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے یا تمام قیمت کے ساتھ لینے مین اختیار ہوگا مثلاً کوئی غلام فروخت کیا جاوے
اور اوسکا ہاتھ قطع ہو جاوے چوتھا مسئلہ بائع کو مبیع کا خالی کر کے مشتری کے حوالہ کرنا واجب ہے
پس اگر مبیع مین کوئی متاع ہو تو اوسکا نکالنا اور اگر درو شدہ زراعت ہو تو اوسکا اوٹھانا
بائع پر واجب ہوگا اور اگر زراعت کی ایسی جڑین یا شاخین ہون جو جدید زراعت کو مضر ہون جیسے

كتاب التجارة

روئی وغیرہ) یا زمین مین کوئی پتھر مدفون ہو یا علاوہ اسکے اور کوئی ایسی شی ہو جو مشتری کو انتفاع سے مانع ہو تو بھی
بائع پر اوسکا دور کرنا اور زمین کا ہموار کرکے مشتری کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر زمین مین کوئی
چوپایہ یا ایسی شی ہو جسکا نکلنا بدون تغییر بنا وغیرہ دشوار ہو تو بائع پر اوسکا نکالنا اور جو بنا وغیرہ منہدم
ہو جاوے اوسکی اصلاح کرنا واجب ہے **پانچوان مسئلہ** اگر بعد عقد کوئی شخص مبیع کو بائع کے پاس سے غصب کر لیوے
اور بائع کو اوسکا غاصب سے ایسے قلیل زمانہ مین واپس لینا ممکن ہو جس مین مشتری کا باعتبار عادت
کوئی نقصان نہوتا ہو تو مشتری کو عقد کے فسخ کرنے کا اختیار نہوگا والا اختیار ہوگا اور علی الاظہر بائع پر مدت
غصب کی اجرت لازم نہوگی بلکہ اوسکی ضمانت غاصب سے متعلق ہوگی لیکن اگر بائع مشتری کو تسلیم مبیع سے
مانع ہوا اور پھر کچھ مدت کے بعد اوسکے حوالے کرے تو اوس مدت کی اجرت بائع پر لازم ہوگی اور اس مقام سے
اوس چیز کی خرید فروخت بھی ملحق کیجاتی ہے جسپر قبضہ نہوا اس مین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جو متاع کہ مکیل
یا موزون ہو خرید کیجائے اوسکا قبل قبضہ فروخت کرنا مکروہ ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر وہ مال مبیع
طعام (گندم) ہوگا تو بیع جائز نہوگی اور قول اول اشبہ ہے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ حرمت
عقد اس صورت مین اوسی شخص کے ساتھ مخصوص ہوگی جو نفع کے ساتھ فروخت کرے اور بیع تولیت
حرام نہین ہے اور اگر یہ متاع بائع کے پاس علاوہ بیع کے اور کسی وجہ سے مثل میراث یا مہر وخلع وغیرہ کے منتقل
ہوئی ہو تو اوسکی بیع قبل قبضہ پانے کے بھی جائز ہے **دوسرا مسئلہ** اگر مشتری کا غلہ بیع سلم کی بابت
کسی دوسرے شخص کے پاس ہو اور مشتری کے ذمہ پر بھی اوسیقدر غلہ کسی اور شخص کا ہو اور مشتری اپنے
قرضخواہ کو یہ حکم کرے کہ اپنے مال کے عوض دوسرے شخص سے وہ غلہ لے لیوے جو اوسکے ذمہ پر مشتری کا ہے پس بنا بر
ہمارے مختار کے یہ معاملہ مکروہ ہوگا اور بنا بر بعض علما کے (جو قائل بہ تحریم ہین) ناجائز ہوگا اسلیئے کہ مشتری
کے اس قرضخواہ کا اوس مال پر قبضہ ہوگا جسپر ابھی اوسنے خود قبضہ نہین پایا اور اسی طرح اگر مشتری کچھ مال
اپنے قرضخواہ کے حوالہ کرکے کہے کہ اس مال کے ساتھ غلہ خرید کرو اور اس غلہ پر میری طرف سے قبضہ کرنے کے بعد اوسکو

اپنے مال کے عوض لے لو تو اس صورت مین مشتری کی طرف سے خرید کرنا صحیح ہوگا اور اوسکا خود قبضہ کرنا درست
ہوگا اسلیے کہ ایک ہی شخص کو دونون طرف سے قبضہ کرنا جائز نہین ہے اور اسمین تردد ہے اور اگر مشتری یعنی
قرضخواہ کو کچھ درہم دیکر کہے کہ اسکے ساتھ اپنے لیے غلہ خرید کر لو تو نہ یہ خرید کرنا صحیح ہوگا اور نہ غلہ پر قبضہ
کرنے سے اوسکی ملک ہو جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کسی شخص کا کسی دوسرے کے ذمہ کچھ قرض ہو اور یہ شخص مقروض کا بھی کسی
دوسرے شخص پر کچھ قرضہ ہو اور یہ شخص مقروض قرضخواہ کا اپنے مدیون پر حوالہ کرے یا خود حوالہ کرنے والا
مقروض نہو اور اپنے مدیون پر حوالہ کر دے تو قطعاً صحیح ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ مشتری مبیع پر قبضہ کرنے کے
بعد اوسکے نقصان کا مدعی ہو اور مشتری اوسکے ناپنے یا وزن کرنے کے وقت حاضر نہو اور بائع کے پاس بینہ بھی نہو تو
مشتری کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر حاضر تھا تو بائع کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا
اور بینہ کا قائم کرنا مشتری پر لازم ہوگا پانچوان مسئلہ جبکہ طعام کی بیع سلف عراق مین واقع ہو بعد اسکے
مشتری اوس بائع سے مدینہ مین اوس طعام کا مطالبہ کرے تو بائع پر دفع کرنا واجب نہوگا اور اگر اوس مال کی
قیمت کا مطالبہ کرے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ قیمت کا بھی دینا جائز نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین بائع کا قیمت
دینا مشتری کے اوس مال کی بیع کو مستلزم ہے جسپر ابھی اوسنے قبضہ نہین کیا اور بنا بر ہماری مختار کے مکروہ
ہوگا اور اگر یہ مال جو دوسرے کے ذمہ ہے قرض ہو تو اوسکی قیمت کا بہ نرخ عراق لینا جائز ہوگا اور اگر
کسی کا غلہ کسی نے بطریق غصب لیا ہو تو غاصب پر دفع مثل واجب نہوگا اور دفع قیمت بہ نرخ عراق
جائز ہوگا اور اشبہ یہ ہے کہ غاصب سے ہر جگہ مثل کا مطالبہ جائز ہے اور اگر مثل مفقود ہو تو قیمت کا
مطالبہ جائز ہے چھٹا مسئلہ اگر عین مال کو عین مال کے ساتھ خرید کرے اور ایک شخص قبضہ کرنے کے بعد
اپنے مال کو فروخت کرے اور دوسرا مال اوسکے بائع کے پاس تلف ہو جاوے تو پہلی بیع باطل ہوگی
اور جو مال کہ فروخت کیا گیا ہے اوسکے بائع ثانی پر اوسکی قیمت دینی واجب ہوگی چوتھا امر اختلاف
بائع و مشتری کے بیان مین جبکہ بائع و مشتری کسی نقد کو معین کر دین تو اوسی پر عمل کرنا واجب ہوگا

اور اگر معین نہ کرین تو نقد بلد پر محمول ہوگا بشرطیکہ متعدد نہو الا نقد غالب معین ہوگا اور اگر مساوی ہون تو
بیع باطل ہوگی اور یہی حکم وزن کا بھی ہے پس اگر وزن مین اختلاف ہو تو اسمین بھی یہی مسئلہ ہین پہلا مسئلہ
جبکہ بائع و مشتری مقدار قیمت مین اختلاف کرین اور مبیع باقی ہو تو بائع کا قول اوسکی قسم کے ساتھ
معتبر ہوگا اور اگر مبیع تلف ہوگئی ہو تو مشتری کا قول مع قسم مقبول ہوگا دوسرا مسئلہ
اگر بائع و مشتری قیمت کے موجل اور معجل ہونے مین یا مقدار مدت مین اختلاف کرین تو بائع کا قول
مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کے بشرط رہن یا بشرط ضمان بیع ہونے مین اختلاف ہو
تب بھی بائع کا قول معتبر ہوگا اور اثبات اسکا بذمہ مشتری لازم ہوگا تیسرا مسئلہ اگر بائع و مشتری
مبیع مین اختلاف کرین اور بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک کپڑا فروخت کیا ہے اور مشتری کہے کہ تونے دو
کپڑے میرے ہاتھ فروخت کیے ہین تو بائع کا قول معتبر ہوگا اور اگر بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا فروخت
کیا ہے اور مشتری کسی دوسرے کپڑے کی فروخت کا مدعی ہو تو اس صورت مین ہر ایک دوسرے کے قول کی
نفی پر قسم لیجاویگی اور دونون کا دعوی باطل ہوگا اور اگر بائع اور مشتری کے وارثون مین اختلاف
ہو تو مبیع مین ورثہ بائع کا اور قیمت مین ورثہ مشتری کا قول مقبول ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ بائع
کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ غلام کو فروخت کیا ہے اور مشتری کہے کہ تو نے حر کو فروخت کیا ہے یا بائع کہے کہ مین نے
سرکہ فروخت کیا ہے اور مشتری کہے کہ تو نے شراب فروخت کی ہے یا بائع کہے کہ مین نے قبل تفرق عقد
فسخ کردیا ہے اور مشتری اس سے انکار کرے تو ان سب صورتون مین اوس شخص کا قول مع قسم مقبول ہوگا
جو صحت عقد کا مدعی ہوگا اور دوسرے پر بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا پانچوان امر شروط کے بیان مین
اور ضابطہ شرط صحیح کا یہ ہے کہ جو شرط جہالت مبیع یا قیمت کو مستلزم ہو اور مخالف کتاب و سنت ہو
اوسکا شرط کرنا ناجائز ہوگا اور بائع سے مشتری کو ایسی شرط کرنا صحیح ہے جو شرعا جائز ہو اور وہ
بجالانے پر قادر ہو جیسے کپڑے کو دھونے یا سینے کی شرط کرنا اور اگر بجالانے پر بائع قادر نہو اوسکی

كتاب التجارة

شرط کرنا جائز نہیں ہو جیسے زراعت مین بالی پیدا کر دینی یا رطب کے تمر کر دینے کی شرط کرنا لیکن اوسکے
باقی رکھنے کی شرط کرنیمین کوئی مضائقہ نہین ہو اور مملوک کو آزاد کرنے یا مدبر کرنے یا مکاتب کرنے کی
شرط کے ساتھ خرید کرنا جائز ہو اور اگر بائع سے شرط کیا ہو کہ مشتری کو خسارہ ہو یا مشتری سے شرط
کیجاوے کہ بعد خریدنے کے کنیز کو آزاد نکرے یا اوس سے وطی نکرے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ بیع صحیح
ہوگی اور شرط باطل اور اگر بیع مین کسی انسان کا بعض یا کل قیمت کی نسبت ضمان مین ہونا شرط کیا جاوے
تو بیع اور شرط دونون صحیح ہونگی تفریع جبکہ مشتری سے بیع مملوک مین اوسکو آزاد کرنے کی شرط کیجاوے
اور بعد عقد مشتری اوسکو آزاد کر دے تو بیع لازم ہوگی اور اگر انکار کرے تو بائع کو فسخ عقد کا اختیار
حاصل ہوگا اور اگر قبل آزاد ہونے کے مملوک مر جائے تب بھی بائع کو اختیار فسخ حاصل ہوگا **چھٹا امر احکام
عقود کے بعض لواحق کے بیان مین** غلہ کی ڈھیری کی بیع بدون معرفت وزن یا کیل
صحیح نہین ہو پس اگر اوسکو یا اوسمین کی جزء مشاع کو باوجود ڈھیری کی جہالت مقدار کے فروخت کریگا
تو جائز نہوگا اور اسیطرح اگر بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس ڈھیری مین کا ہر قفیز کو ایک درہم کے ساتھ
فروخت کیا یا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس ڈھیری کو اسطرح فروخت کیا کہ ہر قفیز کی قیمت ایک درہم ہو تو
ان دونون صورتون مین بھی بیع باطل ہوگی اور اگر کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس ڈھیری مین سے
ایک یا دو قفیز کو فروخت کیا تو بیع صحیح ہوگی اور جس چیز مین کہ مشاہدہ کافی ہوتا ہو اوسکی بیع جائز
ہے مثلاً بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس زمین کو یا اس تختہ کو یا اسمین سے فلان جزء مشاع کو فروخت
کیا اور اگر کہے کہ مین نے اس زمین کو فی گز ایک درہم کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کیا پس اگر اوسکے
گزون کی مقدار معلوم ہو تو بیع صحیح ہوگی ورنہ باطل اور اگر کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس زمین مین سے
دس گز زمین فروخت کی اور مقام کو معین کر دے تو بیع جائز ہے اور اگر مقام معین نکرے تو باطل
ہے اسلیے کہ اس صورت مین مبیع مجہول ہو اور اوسکے اجزا مین تفاوت ہوتا ہو بخلاف غلہ کی ڈھیری کے

اور اگر بائع ایک قطعہ زمین اسطرح فروخت کرے کہ اوسکی مقدار جریبون مین معین کردے اور پھر وہ زمین مقدار معین سے کم ثابت ہو تو مشتری کو مبیع کے فسخ کرنے اور اوس زمین کو بحصہ قیمت لینے مین اختیار رہیگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مشتری کو مبیع کے فسخ کرنے اور زمین کو پوری قیمت کے ساتھ لینے مین اختیار رہیگا اور پہلا مذہب صحیح ہے اور اگر وہ زمین زیادہ معلوم ہو تو بائع کو مبیع کے فسخ کرنے اور اوسی قیمت کے ساتھ اجازت دینے مین اختیار رہیگا اور اسیطرح جس شی کے اجزا مساوی ہونگے اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر وہ شی کم نکلے جسکے اجزا مساوی ہین تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے اور بحصہ قیمت لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر دو مختلف چیزون کو ایک عقد مین ایک قیمت کے ساتھ جمع کردے مثلاً ایک شی کی بیع اور ایک کی سلف یا ایک کا اجارہ اور دوسری چیز کی بیع یا ایک کا نکاح اور دوسری چیز کا اجارہ) تو عوض کی قیمت مبیع و اجارہ مثل اور مہر مثل پر قسمت کی جاویگی اور اسی طرح روغن کی بیع مع ظرف جائز ہے بشرطیکہ مجموع کی مقدار معلوم ہو اور اگر بائع کہے کہ یہ روغن مع ظرف تیرے ہاتھ فروخت کیا اور فی رطل ایک درہم قیمت معین کی تو جائز ہوگا

پانچوین فصل احکام عیوب کے بیان مین

جو شخص کسی شی کو بدون شرط یا بشرط صحت خرید کرے تو بائع کو ایسی مبیع مشتری کے حوالے کرنی واجب ہوگی جو عیوب سے پاک ہو پس اگر مبیع مین کوئی ایسا عیب ظاہر ہو جو قبل عقد موجود تھا تو مشتری کو عقد کے فسخ کرنے اور ارش کے لینے مین اختیار رہیگا اور اگر مبیع کو بائع نے عیوب سے برائت کرکے فروخت کیا ہو یا مشتری قبل عقد عیب پر مطلع ہو یا بعد عقد خیار عیب کو ساقط کرچکا ہو تو ان سب صورتون مین مشتری کو مبیع کے واپس کرنے اور ارش لینے مین اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر مشتری نے مبیع مین کوئی تصرف کرلیا ہو مثل غلام کے آزاد کرنے یا کپڑے کے قطع کرنے کے تو بھی واپس کرنے کا اختیار ساقط ہو جاویگا اور ارش لینے کا اختیار ثابت رہیگا خواہ یہ تصرف قبل علم بالعیب ہو یا بعد علم اور اسی طرح اگر مبیع مین علاوہ عیب سابق کے کوئی عیب بعد قبضہ پانے کے حادث ہو جاوے تب بھی واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور ارش لینے کا اختیار رہیگا اور اگر یہ عیب قبل قبضہ پانے کے حادث ہو تو واپس کرنے سے مانع نہوگا اور جبکہ

الفصل الخامس في احكام العيوب

کسی معیوب شے کے فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو اوسے یہ ہو کہ عیب سے مشتری کو مطلع کردے یا ہر عیب سے تفصیلاً برائت کرے اور اگر اجمالاً برائت کرکے فروخت کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر دو چیزون کو ایک ہی عقد مین خرید کرے بعدہ ایک کا معیوب ہونا معلوم ہو تو مشتری کو تنہا معیوب کا واپس کرنا جائز نہوگا ہان اوسکو دونون چیزون کا واپس کرنا یا ارش لینا جائز ہوگا اور اسی طرح اگر دو شخص ایک شے کو شرکت خرید کرین تو اس صورت مین بھی ان دونون کو اوس شے کے واپس کرنے یا ارش لیکر باقی رکھنے مین اختیار ہوگا اور انمین سے ایک کو فقط اپنے حصہ کا واپس کرنا جائز نہوگا اور جبکہ مشتری کنیز سے وطی کرے بعدہ اوسکا معیوب ہونا معلوم ہو تو اوسکے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور ارش لینے کا اختیار ہوگا لیکن یہ عیب اگر حمل ہوگا تو اوسکو واپس کرنا جائز ہوگا اور اوسکے ساتھ اوسکی قیمت کا بیسوان حصہ بھی بعوض وطی بائع کو دیگا اور کنیز کا واپس کرنا باوجود وطی کے سواے حمل کے اور کسی عیب کی وجہ سے صحیح نہین ہے **اقسام عیوب کا بیان** پس ضابطہ یہ ہے کہ جو زیادتی یا نقصان کہ بہ نسبت اصل خلقت کے متحقق ہو وہی اصل عیب ہے پس زیادتی جیسے ایک انگلی کا زاید ہونا اور نقصان جیسے کسی عضو کا نہونا اور نقصان صفات جیسے مزاج کا اپنے مجراے طبعی سے خارج ہونا خواہ مستمر ہو جیسے دائم المرض ہونا یا عارضی ہو جیسے حماے یومی وغیرہ اور جو چیز کہ شرعاً جائز ہو اور مشتری نے بائع سے اوسکی شرط کرلی ہو اوسپر وفا لازم ہوگی ورنہ بدون اوسکے مشتری کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اگرچہ اوس شرط کا مفقود ہونا داخل عیب نہو جیسے کنیز مین گھونگر والے بالون کی شرط کرنا یا اوسکے دانتون کے باریک ہونے کی شرط کرنا اور ابرو کے باریک اور دراز ہونے کی شرط کرنا اور اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ تصریہ (بکری وغیرہ کے تھنون کا دو یا کئی روز باندھکر نہ دوہنا تاکہ تھنون مین دودھ زاید مجتمع ہوجاوے اور مشتری کے دھوکے کا باعث ہو) داخل تدلیس ہے اسکی وجہ سے مشتری کو واپس کرنیکا اختیار حاصل ہوگا پس اگر اوسکو واپس کرے تو اوسکے ساتھ اوسکا دودھ بھی واپس کریگا اگر

کتاب التجارۃ

موجود ہو و الّا اوسکا مثل واپس کریگا اور اگر مثل بھی نہو تو اوسکی قیمت بائع کو دیگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر مشتری کو اوسکا حال معلوم نہو اور تین دن امتحان کرنے کے بعد تصریہ معلوم ہو تو دودھ کے عوض تین مد گندم بائع کے حوالہ کریگا اور تصریہ بکری مین قطعاً ثابت ہوتا ہو اور آیا اونٹنی اور گائے مین بھی ثابت ہوتا ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور اگر کنیز مین تصریہ کیاجائے تو مشتری کو واپس کرنیکا اختیار نہوگا اگر عقد مین کنیز کے صاحب شیر ہونے کی شرط نکی گئی ہو و الّا اختیار فسخ حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر بائع مادہ خر (گدھی) کا تصریہ کرے تب بھی مشتری کو اختیار فسخ نہوگا اور اگر بکری کا تصریہ منجانب اللہ دور ہوجاوے اور اوسی قدر دودھ تین دن گذرنے کے قبل اوسکی عادت قرار پاجاوے تو اختیار ساقط ہوجاویگا اور اگر بعد اسکے دودھ پھر کم ہوجاوے تو اختیار فسخ ساقط نہوگا دوسرا مسئلہ ثیوبت (باکرہ نہونا) داخل عیب نہین ہی ہان اگر مشتری کسی کنیز کو بشرط بکارت خرید کرے اور مشتری کے پاس آنے کے وقت اوسکا ثیبہ (غیر باکرہ) ہونا ثابت ہوجاوے تو اوسکو واپس کرنا جائز ہوگا اور اگر یہ معلوم نہو تو جائز نہوگا اسلیے کہ زوال بکارت کبھی چلنے پھرنے اور کودنے اوچھلنے سے بھی ہوجاتا ہی تیسرا مسئلہ اگر غلام کو مشتری کے پاس آکر بھاگ جانے کی عادت پیدا ہوجاوے تو اسکی وجہ سے مشتری کو واپس کرنے کا اختیار نہوگا لیکن اگر بائع کے پاس سے بھاگ گیا ہوگا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ مشتری کسی کنیز کو خرید کرے اور اوسکو باوجود سن حیض ہونے کے چھ مہینہ تک خون حیض نہ آوے تو یہ داخل عیب ہوگا اسلیے کہ یہ بدون عارضہ غیر طبعیہ نہین ہوسکتا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص روغن زیتون یا کتان خرید کرے اور اوسمین کیٹ موجود ہو پس اگر معمول سے زیادہ ہو تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے یا ارش (تاوان) لینے کا اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر معمول سے زیادہ ہو اور مشتری کو اوسکا قبل سے علم ہو چھٹا مسئلہ چہرہ کا سرخ کرنا یا اوسکے بالون مین اور بال شریک کرنا داخل تدلیس ہی اور مشتری کو اس صورت مین واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا

كتاب التجارة

لیکن ارش لینے کا اختیار ہوگا اسلیے کہ یہ عیب نہیں ہے اور بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا
اور پہلا قول اشبہ و موافق اصول و قواعد ہے اور اس فصل کے لواحق مین چند مسائل مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ**
جبکہ بائع مشتری سے کہے کہ مین نے اس شی کو تیرے ہاتھ عیوب سے برائت کرکے فروخت کیا ہے اور مشتری انکار
کرتا ہو اور بائع کے پاس بینہ نہو تو مشتری کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا **دوسرا مسئلہ** جب مشتری
کہے کہ یہ عیب بائع کے پاس موجود تھا اسلیے مجھکو واپس کرنے کا اختیار ہے اور بائع اس سے انکار کرتا ہو اور مشتری کے
پاس کوئی بینہ اور شاہد حال نہو اور سکے دعوی کو ثابت کرے نہو تو بائع کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا **تیسرا مسئلہ**
مقدار ارش دریافت کرنے کی صورت یہ ہے کہ مال مبیع کی حالت صحت و حالت عیب کی قیمت سو قیمہ شخص
ہونیکے بعد ان دونون قیمتون مین نسبت دیکھی جاویگی اور وہی نسبت ثمن سے قیمت واپس لیجاویگی مثلاً اگر مشتری
نے مبیع کو پچاس روپیہ مین خرید کیا ہو اور مبیع کی حالت صحت مین سو اور حالت عیب مین پچاس روپیہ قیمت
قرار پائے تو مشتری پچیس روپیہ واپس لیگا اور اگر قیمت کے تشخیص کرنے مین اہل خبرت مختلف ہون تو اوسط پر
عمل کیا جاویگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ مشتری عیب پر مطلع ہو اور باوجود اسکے واپس نکرے تو واپس کرنے کا
اختیار باطل نہوگا اگرچہ مدت زیادہ گذر جاوے ہان اگر اپنے اختیار کے ساقط کرنیکی تصریح کردے تو باطل ہوجاویگا اور
مشتری کو عیب کے سبب سے اصل عقد کے فسخ کردینے کا بھی اختیار ہے خواہ بائع حاضر ہو یا غائب **پانچوان مسئلہ**
جبکہ کوئی عیب عقد ہونیکے بعد اور قبضہ پانیکے قبل حادث ہو تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور اختیار
ارش مین تردد ہے اور اگر بعض مبیع پر قبضہ حاصل ہونے کے بعد باقی مین کوئی عیب حادث ہو تو غیر مقبوض مین
یہی حکم ہوگا اور جو عیب حیوان مین بعد قبضہ پانے اور قبل مدت خیار گذرنے کے حادث ہو تو تین دن کے اندر
مشتری کو واپس کرنیکا اختیار ہے اسلیے کہ یہ اختیار عیب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تین دن تک خصوص حیوان مین
واپس کرنیکا اختیار رہتا ہے **چھٹا مسئلہ** ابو ہمام نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مملوک کو
سال بھر تک ان امراض کی وجہ سے مشتری واپس کرسکتا ہے جو اس اثنا مین پیدا ہون مثل جنون و جذام و برص کے

اور روایت علی بن اسباط مین بعض حضرت سے منقول ہو کہ امراض سال جنون و برص و جذام و قرن ہین پس ان امراض مین سے جو مرض وقت بیع سے آخر سال تک حادث ہوگا اوسکی وجہ سے مشتری کو مملوک کے واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اگرچہ اوس سال مین وایس نکرے اور مثل اسیکے محمد بن علی نے بھی بعض حضرت سے روایت کی ہی **فرع** حکم اوس صورت مین ثابت ہوگا کہ جب مشتری نے مبیع مین ایسا تصرف نکیا ہو جس سے خود مبیع یا اوسکی صفت مین تغیر ہو جاوے والا ارش ثابت ہوگی اور واپس دینیکا اختیار نرہیگا

چھٹی فصل مرابحہ اور تولیت اور مواضعہ کے بیان مین اسمین تین مطلب ہین

مطلب اول بیع بالمرابحہ (وہ بیع جسمین بایع نے راس المال کی خبر دینے کے ساتھ کچھ نفع بھی شرط کر لیا ہو) کے بیان مین اسکے متعلق دو امر ہین پہلا امر صیغہ عبارت ہر پس بایع کو چاہیے کہ اول اس مال کی خبر دے اور پھر کہے بِعْتُكَ بِرِبْحِ كَذَا (مین نے اس مال کو تیرے ہاتھ اتنے نفع پر بیچا) یا جو عبارت مثل اسکے مودی مطلب ہو اور وقت بیع بایع و مشتری کو راس المال اور قدر ربح کا معلوم ہونا ضروری ہو اور اگر صرف وزن وغیرہ مین اختلاف ہو تو اوسکی تعیین بھی ضروری ہو اور جبکہ مبیع مین بایع وغیرہ نے تغیر و تصرف نکیا ہو تو قیمت کے بیان کرنے مین یہ عبارت کہے کہ اِشْتَرَيْتُ بِكَذَا (مین نے مبیع کو فلان قیمت کو خرید کیا ہی) یا رَاسُ مَالِي كَذَا (میرا راس المال اسقدر ہی) یا تَقَوَّمَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو فلان قیمت مین پڑا ہی) یا هُوَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو اتنے روپیہ مین حاصل ہوا ہی) اور اگر بایع نے مبیع مین کچھ ایسا کیا ہو جس سے قیمت کی زیادتی متصور ہو تو یہ کہے کہ رَاسُ مَالِي كَذَا وَعَمِلْتُ فِيهِ كَذَا (میرا راس المال مثلاً آٹھ روپیہ کا ہی اور مقابل مین میرے عمل کے دو روپیہ کا اضافہ ہوا ہے) اور اگر غیر بایع نے باجرت کوئی عمل کیا ہو تو تَقَوَّمَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو دس روپیہ مین پڑا ہی) یا هُوَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو دس روپیہ مین پڑا ہی) وغیرہ کہیگا اور اگر زید نے مال مبیع مثلاً دس روپیہ کو خرید کیا ہو اور بعد کو عیب ظاہر ہونے کی وجہ سے دو روپیہ ارش کے بایع سے

كتاب التجارة

کتاب التجارۃ

واپس لیے ہوں تو قیمت بیان کرنے کے وقت ارش کی مقدار ساقط ہو جاویگی اور فقط باقی اٹھ روپے کا ذکر ہوگا پس وقت بیع کہیگا کہ راس مالی فیہ کذا (اس میں سرمال میرا آٹھ روپیہ کا ہی) اور اگر کوئی غلام کسی پر جنایت کرے اور آقا مجنی علیہ (جسپر جنایت کی گئی ہو) کو کچھ مال دیکر غلام کو چھڑاوے تو اوس مال کا قیمت غلام میں شریک کرنا جائز نہوگا اور اسی طرح اگر غلام پر جنایت ہوئی ہو اور آقا نے جانی (جنایت کرنے والا) سے ارش جنایت لی ہو تو اوسکو قیمت سے وضع (منہا) نہ کریگا لکن اگر اس جنایت کی وجہ سے اوسکی قیمت کم ہو جاویگی تو نقصان کا بیان کرنا بھی واجب ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی فائدہ اوس سے حاصل ہوا ہو جیسے درخت سے پھل اور چوپایہ سے بچہ اور نفع کو مال کی طرف منسوب کرکے فروخت کرنا مکروہ ہی **دوسرا امر** حکم کے بیان میں اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جو شخص کسیکے ہاتھ کوئی متاع فروخت کرے تو اوسی متاع کو مشتری سے خرید کرسکتا ہی زیادتی کے ساتھ خرید کرے یا نقصان کے ساتھ نقد ہو یا قرض بشرطیکہ مشتری کو اوس متاع پر قبضہ دیچکا ہو اور قبل قبضہ دینے کے خرید کرنا علی الاظہر مکروہ ہی جبکہ وہ متاع کیلی یا موزون ہو اور اگر بائع نے مشتری سے شرط کرلی ہو کہ اس متاع کو تیرے ہاتھ اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ اسکو پھر میرے ہاتھ تو فروخت کرے تو یہ بیع جائز نہوگی اور اگر یہ شرط لفظوں میں مذکور نہوئی ہو تو بیع مکروہ ہوگی اگرچہ ان دونوں کی نیت یہی ہو جب یہ معلوم ہوچکا پس اگر کوئی شخص اپنے غلام کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کرے پھر اوسی متاع کو زیادتی کے ساتھ اوس سے خرید کرے تو دوسری قیمت کو بیان کرنا جائز ہے اگر غلام سے قبل عقد اپنے ہاتھ فروخت کرنے کی شرط نہ کی ہو ورنہ جائز نہوگا اسلیے کہ یہ داخل خیانت و فریب ہے **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی چیز کو مرابحتہً (نفع کے ساتھ) فروخت کرے بعد کو راس المال کا کم ہونا معلوم ہو تو مشتری کو اوس مبیع کے واپس کرنیکا اختیار ہوگا جسپر عقد واقع ہوا ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ مشتری کو مبیع کے واپس کرنے

یا باسقاط زیادت باقی قیمت مین لینے کا اختیار ہوگا اور اگر بائع کہے کہ مین نے اس متاع کو اوس قیمت سے زائد مین خرید کیا ہی جسکو مین بیاد غلطی وغیرہ سے بیان کر چکا ہون تو مقبول نہوگا اگرچہ بینہ بھی قائم کرے اسلیے کہ یہ قول اوسکے پہلے قول کے مخالف ہے اور مشتری پر قسم لینا واجب نہوگا ہان اگر بائع مشتری کے علم کا دعوی کرے اور کہے کہ مشتری بھی میرے راس المال سے زیادہ ہونیکا علم رکھتا ہی تو مشتری اپنے علم کی نفی پر حلف کریگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ بائع بعض قیمت ساقط کردے تو مشتری کو اصل قیمت کا بیان کرنا جائز ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر بعض قیمت کا اسقاط قبل لزوم عقد (قبل انقضائے مدت خیار) ہو تو فقط مابقی قیمت کو بیان کریگا اور اگر بعد لزوم عقد ہو تو اصل قیمت کا بیان کرنا جائز ہوگا اور اسقاط بعض قیمت کا ہبہ جدید تصور کیا جائیگا **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص چند متاعون کو ایک قیمت کے ساتھ خرید کرے تو اونمین سے بعض کو نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہوگا یکسان ہون یا مختلف قسم کی خواہ سب کی قیمت جدا جدا معین کرکے اوسکو ہر متاع پر بالتوزیع تقسیم کر دیا ہو اور اونمین سے عمدہ متاع کو فروخت کرنا چاہتا ہو یا معین نہ کی ہو ہان مشتری کو خبر کرنے کے بعد فروخت کر سکتا ہے اور اسیطرح اگر چوپایہ باردار (جسکے پیٹ مین بچہ ہو) خرید کرے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اوس بچے کو تنہا فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو بھی جائز نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص متاع کی قیمت معین کرکے دلال کے حوالہ کرے خواہ اصل قیمت پر نفع زیادہ کیے یا نہ کرے اور دلال پر اوسکے خریدنے کو لازم نہ کیا ہو تو دلال کو اوسکا مرابحۃً فروخت کرنا جائز نہوگا مگر صورت حال بیان کرنے کے بعد بیع کر سکتا ہے اور اگر دلال زیادتی کے ساتھ فروخت کرے تو وہ تاجر کا مال ہوگا اور اوسکا دلال کو دینا واجب نہوگا بلکہ دلال کو اجرت المثل دیجائیگی خواہ تاجر نے خود اوسکو بلایا ہو یا دلال اوسکے پاس خود آیا ہو **مطلب دوم** بیع تولیت راس المال کو بدون زیادتی فروخت کرنا

پس بائع کہیگا وَلَّیْتُکَ (مین نے تیرے ہاتھ اس مال کو بلا زیادتی فروخت کیا) یا بِعْتُکَ یا مثل اسکے
جو الفاظ نقل پر دلالت کرتے ہون **مطلب سوم** بیع بالمواضعہ (مال کو اصل قیمت سے
کم پر فروخت کرنا) یہ مفاعلت کے وزن پر وضع سے مشتق ہے جسکے معنی کم کرنے کے ہین پس جبکہ
بِعْتُکَ بِمِائَۃٍ مُوَاضَعَۃً دِرْہَمٍ مِنْ کُلِّ عَشَرَۃٍ (مین نے تیرے ہاتھ سو روپیہ پر ہر دہائی پر ایک درہم
کم کرکے فروخت کیا) کہیگا تو قیمت نوّے روپیہ ہوگی اور اسی طرح اگر مِنْ وَضِیْعَۃِ الْعَشَرَۃ کہے
اور اگر مِنْ کُلِّ اَحَدَ عَشَرَ کہیگا تو زر قیمت نوّے درہم اور ایک درہم کے گیارہ جزون سے
دس جزء قرار پاوینگے **ساتوین فصل** ربا اور سود کے بیان مین سود دو چیزون مین متحقق ہوتا
ہے اول بیع دوم قرض پس بیع مین دو وصفون کے ساتھ سود متحقق ہوتا ہے اول جنسیت دوم
کیل (پیمانہ) یا وزن اور قرض مین نفع شرط کرنے سے حاصل ہوتا ہے جسکا بیان اوسکے مقام
پر آویگا اور اول کا بیان چند امور پر موقوف ہے پہلا امر بیان جنس مین اور ضابطہ اوسکا یہ ہے کہ
جن دو شیئون کو کوئی لفظ خاص شامل ہو وہ ایک جنس کہلاتی ہین جیسے گندم کو گندم کے ساتھ
اور چاول کو چاول کے ساتھ فروخت کرنا پس ہمجنس کی خرید و فروخت اوسکے مثل کے ساتھ
نقداً اور مساوی وزن کے ساتھ جائز ہے اور زیادتی کے ساتھ جائز نہین ہے اور اسطرح ایک کی
دوسرے کے ساتھ علی الاظہر بیع سلف (وہ بیع جس مین قیمت موجود ہو اور مبیع ذمہ پر ہو جسکا ذکر
تفصیلاً آویگا) بھی جائز نہین ہے اور قبل جدا ہونے کے طرفین کا قبضہ شرط نہین ہے لیکن سونے
اور چاندی کی بیع صرف مین شرط ہے اور اگر دو جنسین مختلف ہون تو برابر خواہ زیادتی کے ساتھ
نقداً اور قرض مین تردد ہے اور عدم جواز احوط ہے اور گندم و جو
علی الاظہر باب سود مین جنس واحد ہین اسلیے کہ اسم طعام ان دونون کو شامل ہے اور اسی طرح
میوہ درخت خرما کا بھی ایک ہی جنس ہے ہرچند کہ مختلف قسم کے ہون (بعض جید ہون اور بعض ردی ہون

کتاب التجارۃ

اسی طرح انگور بھی جنس واحد ہی اور جو چیز کہ ایک جنس سے بنائی جاوے اوسکو اوسکی جنس کے ساتھ زیادتی
خرید و فروخت کرنا حرام ہی (جیسے آرد گندم کو گندم کے ساتھ اور جو کے ستو کو جو کے ساتھ اور
شیرۂ خرما کو خرمہ کے ساتھ بزیادتی فروخت کرنا) اور اسیطرح جو چیز کہ انگور سے بنائی جاوے
اوسکو انگور کے ساتھ بزیادتی فروخت کرنا حرام ہی اور جو چیز کہ دو جنسوں سے بنائی جاوے اوسکو اون
دونوں جنسوں کے ساتھ یا اونمین سے ایک کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی ہمجنس سے
اسکی مقدار زیادہ ہو تاکہ وہ زیادتی دوسری جنس کا عوض قرار پاوے مثلاً ایک من آرد گندم
اور ایک من آرد برنج کو ڈیڑھ من آرد برنج کے ساتھ فروخت کرے تاکہ آرد برنج کا آدھا من اوس
آرد گندم کے مقابل ہو جاوے اور گوشت اسمائے حیوان کا تابع ہی پس گائے اور بھینس کا گوشت
ایک جنس ہی اسلیے کہ ان دونوں کو لفظ بقر شامل ہی اور اسیطرح بھیڑ اور بکری کا گوشت بھی
ایک ہی جنس ہی اسلیے کہ یہ دونوں غنم مین داخل ہین اور عربی اور خراسانی اونٹ بھی ایک ہی جنس ہین
اور اسیطرح کبوتر بھی ایک جنس ہی لیکن میرے نزدیک کبوتر مین جس قسم کا نام علیحدہ ہی اوسکو تنہا
ایک جنس قرار دینا قوت زیادہ رکھتا ہی جیسے فجاتی (فاختہ) اور ورشان (کبوتر سفید اور
نر قمری) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ وہ پرند ہی جو فاختہ اور کبوتر سے پیدا ہوتا ہے اور بعض نے
کہا ہی کہ کبوتر سفید اور قمری کبود اور ایک قسم کے سرخ پرند کو کہتے ہین) اور اسیطرح مچھلیان
بھی ایک ہی جنس ہین اور انمین بھی جس قسم کے لیے نام علیحدہ ہی اوسکا ایک جنس قرار دینا خالی از
قوت نہین ہے اور ہر جنس کا وحشی جانور اوسی جنس کے اہلی (پلا ہوا) جانور کے مخالف ہے
(جیسے گاو کوہی اور گاو اہلی) پس اگر گاو اہلی کا ایک من گوشت گاو کوہی کے دو من گوشت
کے ساتھ فروخت کیا جاوے تو سود نہوگا اور دودھ مختلف اور ہمجنس ہونے مین گوشت کا
تابع ہی پس بھیڑ و بکری کا دودھ ایک جنس شمار کیا جاویگا) اور دودھ کا اون اشیاء کے ساتھ

جو اوس سے نکلتی اور نکلتی ہین بہ یادتی خرید او ر فروخت کرنا جائز نہین ہو جیسے گاے کا مسکہ
شیر تازہ یا دہی یا پنیر مایہ کے ساتھ فروخت کرنا) اور روغن اوس چیز کا تابع ہو جس سے وہ نکالا
جاتا ہو پس روغن کنجد ایک جنس ہو اور اسیطرح اوس شیرہ کا بھی تابع ہو جسکی طرف مضاف ہو جیسے روغن بنفشہ اور
روغن نیلوفر اور روغن کتان جنس آخر ہو اور سرکہ جس چیز سے بنا ہو اوسی کا تابع ہو پس سرکہ انگور سرکہ شیرہ خرما کے مخالف
ہو اور ان دونون مین نقدًا زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہو اور قرض مین تردد ہے
دوسرا امر کیل اور وزن کے بیان مین پس غیر کیلی یا موزون مین سود نہین ہوتا ہو اور ان دونون
مین در صورت مساوات حرمت زائل ہو جاتی ہو پس غیر کیلی اور غیر موزون کو زیادتی کے ساتھ
فروخت کرنا جائز ہوگا اگرچہ معدود ہو جیسے ایک کپڑے کا دو یا زیادہ کپڑون کے ساتھ اور
ایک بیضہ کا دو یا زائد بیضیون کے ساتھ نقدًا فروخت کرنا اور قرض مین تردد ہو اظہر منع ہو
اور پانی کی خرید و فروخت مین سود نہین ہو اسلیے کہ اسکی بیع مین کیل یا وزن مشروط نہین ہو
لیکن جو مٹی وزن کے ساتھ فروخت کیجاتی ہو (جیسے گل رستی) اوسمین علی لاشبہ سود ثابت ہوتا
ہو اور کیلی اور موزون ہونے مین عادت شرع کا اعتبار ہو پس جس چیز کا عہد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین کیلی یا موزون ہونا ثابت ہوگا اوسی پر بنا کی جاویگی اور اوس مین سود
ثابت ہوگا اور جس چیز کا حال مجہول ہوگا اوس مین عادت بلد کا اعتبار
ہوگا اور اگر عادت بلاد مختلف ہو تو ہر بلد کے لیے اوسی کی عادت کی بنا پر حکم کیا جاویگا
پس اگر ایک ہی شی بعض بلاد مین موزون اور بعض مین معدود ہو تو اول مین بہ زیادتی خرید و فروخت
کرنا ناجائز اور دوم مین جائز ہوگا اور بعض فقہا نے فرمایا ہو کہ جانب کیل و وزن جانب
عدد پر غالب رکھی جاویگی پس جانب عدد پر بھی صورت زیادتی مین حرمت کا حکم کیا جاویگا اور
مساوات مین خرید کرنیکے وقت کی رعایت کیجاویگی پس اگر تر گوشت کو خشک گوشت کے ساتھ

بدون زیادتی و کمی فروخت کرین تو جائز ہوگا اور اسیطرح خرمائے نیم خام کو پختہ کے ساتھ فروخت کرنا اور اسیطرح گندم تر کو گندم خشک کے ساتھ فروخت کرنا اسلیے کہ خرید کرنے کے وقت مماثلت محقق ہو اور بعض علمائنے اسکو منع کیا ہو اسلیے کہ خشک ہونے کے وقت نقصان محقق ہوتا ہے یا تر چیز مین اجزاء مائیہ شریک ہیں جنکی مقدار معلوم نہین ہوتی اور رطب (خرمائے پختہ و نرم جو خشک ہنو) کو تمر (خرمائے خشک و سخت جسمین نرمی نہو) کے ساتھ فروخت کرنے مین تردد ہے اظہر یہ ہو کہ یہ صورت بالخصوص حرام ہے سند اسکا ایک روایت مشہور ہے اور یہان پر چند فروع ہین **اوّل** جب قیمت اور مبیع ایک ہی جنس کے حکم مین ہون اور ایک کیلی اور دوسری وزنی ہو مثل گندم اور آرد گندم کے پس ایک کو دوسرے کے ساتھ وزن سے فروخت کرنا جائز ہے اور کیل مین تردد ہو اور احوط یہ ہو کہ دونون کو وزن مین برابر کرلین **دوم** انگور کو منقی کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو اور بعض فقہائنے فرمایا ہو کہ جائز نہین ہو اسلیے کہ جو علت ممانعت کی رطب کو تمر کے ساتھ فروخت کرنے مین ہے وہ یہان بھی موجود ہو اور قول اول اشبہ ہے اور اسیطرح ہر تر کے خشک کی بیع مین کلام ہو **سوم** بعض آرد کو بعض کے ساتھ مساوی فروخت کرنا جائز ہے اور اسیطرح روغنی کو روغنی کے ساتھ اور سرکہ کو سرکہ کے ساتھ اگرچہ ہر ایک مین مقدار رطوبت معلوم ہنو اسلیے کہ قیمت و مبیع کو ایک نام شامل ہو پس بے زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہوگی **تتمہ** اس مین چند مسائل مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ باپ اور بیٹے مین سود نہین ہو پس ہر ایک دوسرے سے زیادہ لے سکتا ہو اور اسیطرح آقا اور مملوک و شوہر و زوجہ اور مسلمان اور کافر حربی مین بھی سود نہین ہو اور مسلمان اور کافر ذمی مین علی الاشہر سود ثابت ہوتا ہو **دوسرا مسئلہ** گوشت کا ہمجنس جانور کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہین ہے جیسے بھیڑ و بکری کے گوشت کا بکری کے ساتھ فروخت کرنا اور غیر جنس کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو جیسے گائے کے گوشت کا بکری کے ساتھ فروخت کرنا لیکن گوشت کا حاضر و موجود ہونا شرط ہو **تیسرا مسئلہ** مرغی کو انڈے کے

پیٹ مین انڈا ہو ایسی مرغی کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو کہ جو انڈے سے خالی ہو اور اسیطرح جس
بکری کے تھن مین دُودھ ہو اوسکو ایسی ہی بکری کے ساتھ یا اوس بکری کے ساتھ جسکا تھن دُودھ
سے خالی ہو فروخت کرنا جائز ہوا اور اسیطرح بکری کو دُودھ کے ساتھ بھی فروخت کرنا جائز ہو اگرچہ
وہ دُودھ اوسی کے ہمجنس کا ہو **چوتھا مسئلہ** قسمت ال مثل بیع نہین ہے بلکہ ایک حق کو دوسرے
سے تمیز دینا ہے پس جن چیزون مین کہ سود ثابت ہوتا ہے قسمت اونمین بھی صحیح ہوگی اگرچہ ایک شریک
بھی لے لیوے اور قسمت مال کیلاً اور تخمیناً دونون طرح جائز ہو اور اگر رطب اور تمر برابر ہون اور
اونمین شرکت ہو اور ایک شریک رطب لیوے تو جائز ہوگا اگرچہ خشک ہونے کے بعد کم رہیگا وکے
پانچوان مسئلہ ایک کوک گندم کو ایک مکوک گندم کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو اگرچہ ایک مین
بھوسہ کی گرہ اور ریتی ہووے اور اسیطرح اگر ایک مین کسی قدر مٹی مخلوط ہو اسلیے کہ عادۃً اتنا خلط ہوا
کرتا ہے **چھٹا مسئلہ** ایک درہم و دینار کا دو دینار و درہم کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہو اور ہر ایک
اپنے غیر جنس کا مقابل سمجھا جاویگا اور اسیطرح اگر دینار و درہم کی جگہ کوئی دوسری متاع ہو مثلاً
ایک من گیہون اور ایک من چانول کو دو من چانول اور دو من گیہون کے ساتھ فروخت کرنا
اور اسیطرح ایک مُدخرمہ اور ایک درہم کو دو پائی درہم اور دو پائی مُدخرمہ کے ساتھ فروخت
کرنا بھی جائز ہوا اور کبھی سود سے اسیطرح بھی بچاؤ حاصل ہوسکتی ہے کہ بائع اور مشتری مین سے ایک شخص اپنی
متاع کو دوسرے کے ہاتھ دوسری جنس کے ساتھ فروخت کرے پھر دوسری متاع کو قیمت کے ساتھ خرید
کر لیوے اور اس صورت مین دونون جنسون کے مساوی ہونے کا اعتبار ساقط ہوگا اور اسیطرح
اگر ایک شخص اپنی متاع دوسرے کو ہبہ کرے پھر دوسرا اپنی متاع اول کو ہبہ کرے اور اسیطرح
اگر ایک شخص اپنا مال دوسرے کو قرض دے پھر دوسرا اپنا مال اول کو قرض دے اور بعدہ ہر ایک
شخص اپنی ذمہ داری سے برائت ذمہ حاصل کر لیوے گا اور اسیطرح اگر بائع اور مشتری ایک جنس کی ادنی جنس

کے ساتھ بطور مساوات خرید و فروخت کرین اور پھر زیادتی ہبہ کردیجاوے لیکن ان تمام صورتون مین شرط
کے جواز ہوگا پس اگر اثنائے عقد مین یہ شرطین مذکور ہونگی تو معاملہ صحیح نہوگا تیسرا امر صرف ہے
جسکے معنی طلا و نقرہ کو باہم خرید و فروخت کرنے کے ہین پس طلا و نقرہ کی بیع و شرا مین علاوہ احکام
اون اشیا کے جنمین سود ثابت ہوتا ہو تقابض فی المجلس (جس مقام پر کہ خرید و فروخت واقع
ہوئی ہو بائع و مشتری کا قیمت و مبیع پر قبضہ ہوجانا) بھی شرط ہو پس اگر قبل قبضہ پانے کے بائع و مشتری
جدا ہوجاوین تو علی الاشہر صرف باطل ہوگا اور اگر بعض پر قبضہ ہوجاویگا تو جتنے پر قبضہ ہوا ہے
اوتنے ہی مین صرف صحیح ہوگا اور اگر دونون مجلس سے علحدہ ہوجاوین اور ایک دوسرے سے جدا نہو تو صرف
باطل نہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص اپنی طرف سے قبضہ کرنیکے سبب کسیکو وکیل کردے اور
اور وکیل قبل مفارقت بائع و مشتری قبضہ کرلے تو صحیح و الا باطل ہوگا اور اگر بائع و مشتری مین سے
ایک شخص دوسرے سے کچھ درہم خرید کرے اور قبل قبضہ و تعیین درہمون کے ساتھ اوسی شخص سے کچھ دینار
خرید کرے تو دوسری خرید و فروخت صحیح نہوگی پس اگر درہمون پر قبل قبضہ پانے کے بائع و مشتری
جدا ہوجاوین تو دونون عقد باطل ہوجاوینگے اور اگر کسی شخص کے دوسرے شخص کے پاس کچھ درہم
ہون اور اونکے ساتھ کچھ دینار خرید کرے تو بدون قبضہ بھی صرف صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اوس
شخص کے دینار ہون اور اونکے ساتھ درہم خرید کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ درہم و دینار
ایک ہی شخص کے ہین اور جنس واحد مین زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز نہین ہے اگرچہ
قبضہ ہوجاوے اور دو جنسون مین جائز ہے اور ہمجنس ہونے مین زرگری شدہ اور شکستہ
دونون مساوی ہین اور اسیطرح جوہر جید و ردی بھی ایک ہی جنس ہین اور جبکہ چاندی مین کھوٹ ہو
اور مقدار اوسکی معلوم ہو تو اوس چاندی کو چاندی کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہوگا لیکن
سونے یا اور کسی جنس کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہوگا اور یہی حال اوس سونے کا بھی ہے جسمین کھوٹ ہو

اور مقدار غش معلوم ہو اور اگر غش کی مقدار معلوم ہو تو ہمجنس کے ساتھ بدون زیادتی ومی خرید
وفروخت جائز ہے بشرطیکہ غش کے مقابل کچھ زیادتی قرار دیجاوے تاکہ سود لازم نہ آوے اور چاندی
کی کان کی مٹی کو چاندی کے ساتھ فروخت کرنا احتیاطاً جائز نہیں ہے ہان اوسکو سونے کے ساتھ
فروخت کر سکتے ہین اور سونے کی کان کی مٹی کا بھی یہی حکم ہے اور اگر دونون کانون کی مٹی کو
سونے اور چاندی کے ساتھ فروخت کرین تو جائز ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین چاندی سونے
کے مقابل اور سونا چاندی کے مقابل سمجھا جاویگا اور اسیطرح قلعی کو چاندی کے ساتھ اور پیتل کو سونے
کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز ہے اگرچہ قلعی مین تھوڑی چاندی اور پیتل مین تھوڑا سونا بھی مخلوط ہے
اسلیے کہ یہ چیز ضعیف و غیر مقصود ہوتا ہے اور جو چیز غالب اور اصل مقصود فقط قلعی اور پیتل ہے اور جن
درہمون مین کہ غش ہو اور مقدار اوسکی معلوم نہو اونسے معاملہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ درہم
رائج ہون اور اونکا حال معلوم ہو والا بدون اظہار حال جائز نہوگا اور یہان دس مسئلے ہین
پہلا مسئلہ درہم و دینار عقد مین معین کرنے سے معین ہو جاتے ہین پس اگر درہم یا دینار معین
سے کوئی چیز خرید کیجاوے تو جس درہم و دینار پر کہ بیع واقع ہوئی ہے اوسی کا دینا واجب ہوگا
اور اوسی کے عوض اور درہم و دینار کا دینا کافی نہوگا اگرچہ اوصاف مساوی ہون دوسرا مسئلہ
جبکہ دراہم معینہ کو دراہم معینہ کے ساتھ خرید کرین اور بعد کو معلوم ہو کہ مشتری کے پاس جو درہم
آئے ہین وہ دراہم معینہ کے علاوہ اور جنس کے ہین (مثلاً قلعی وغیرہ کے ہین) تو بیع باطل
ہوگی اور اسی طرح اگر کتان معین پر بیع واقع ہو اور بعد مین اوسکا پشم ہونا ظاہر ہو تو
اس صورت مین بھی بیع باطل ہوگی اور اگر بعض مبیع غیر جنس ہو تو اوسی مین بیع باطل
ہوگی اور مشتری کو کل کا واپس کرنا بھی جائز ہے اسلیے کہ اس صورت مین بعض مبیع باقی رہجاتا ہے
جسکا خرید کرنا اکیلے خلاف مقصود ہوتا ہے اور مشتری کو حصہ ثمن کے مقابل فقط جید کا لے لینا بھی جائز ہے

لیکن مشتری کو غیر جنس کے بدل لینے کا اختیار نہین ہی اسلیے کہ اوسکو عقد شامل نہ تھا اور اگر جنس ایک ہی ہو لیکن کوئی عیب ہے جیسے جوہر کا خشن کھرا ہونا یا سکہ کا مضطرب ہونا تو مشتری کو کل کے واپس کرنے یا کل کے روکنے کا اختیار ہوگا اور تنہا معیوب کے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور اسی طرح اوسکے بدل لینے کا بھی اختیار نہوگا کیونکہ اوسکو عقد بیع شامل نہ تھا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کچھ درہم درہمون کے ساتھ خریدکیے جاوین لیکن وہ درہم معین نہون بلکہ ذمہ پر ہون اور بائع جو درہم مشتری کو لاکر دیوے اونکا غیر جنس ہونا قبل افتراق معلوم ہو تو مشتری کو بائع سے بدل کا مطالبہ جائز ہوگا اور اگر بعد تفرق ظاہر ہو تو صرف باطل ہوگا اسلیے کہ طلا و نقرہ کی بیع مین تقابض طرفین قبل تفرق شرط ہی اور اگر بعد تفرق بعض کا غیر جنس ہونا معلوم ہو تو اوسی کی بیع باطل ہوگی اور باقی کی صحیح اور اگر وہ درہم جو مشتری کو بائع نے دیئے ہین بوجہ عیب جنسیت سے خارج نہون تو مشتری کو اونکے واپس کرنے اور بعوض ثمن رکھنے مین اختیار ہی اور ارش لینے کا اختیار نہین ہی اور اوسکو بدل کا بھی مطالبہ قبل تفرق جائز ہی اور بعد تفرق کے تردد ہی **چوتھا مسئلہ** اگر مشتری ایک دینار کو ایک دینار کے ساتھ خرید کرے اور دونون ذمہ پر ہون (یعنے معین نہون) اور مشتری بائع کو ایسا دینار دے جس مین کچھ زیادتی ہو تو یہ زیادتی بائع کے پاس امانت رہیگی خواہ یہ زیادتی غلطی سے دی ہو یا تعمد کیا ہو اور مشتری اس دینار مین بحصہ مشاع شریک ہیگا **پانچوان مسئلہ** ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ درہم کو درہم کے ساتھ خرید کرنا بشرط صیاغت (زرگری کرنا) انگشتری جائز ہے اور آیا سوائے انگشتری کے اور کسی چیز کی شرط کے ساتھ بھی بیع صحیح ہوگی یا نہین اشبہ عدم صحت ہے **چھٹا مسئلہ** جو ظروف کہ سونے اور چاندی سے بنائے جاوین (اونمین سونا اور چاندی دونون مخلوط ہون) پس اگر ہر ایک کی مقدار معلوم ہو تو ہر ایک کی

بیع اوسکی جنس کے ساتھ بدون زیادتی جائز ہی اور غیر جنس کے ساتھ زیادتی بھی جائز ہی اور اگر
مقدار معلوم نہو اور دونون کا علحدہ کرنا ممکن ہو تو اونکا تنہا سونے یا چاندی کے ساتھ بیع
کرنا جائز نہوگا ہان دونون کے ساتھ یا انکے سوا اور کسی چیز کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہی
اور اگر دونون کا علحدہ کرنا ممکن نہو اور اون دونون مین سے ایک غالب ہو تو اون ظروف
کا کم مقدار کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ قیمت کے ساتھ کچھ زیادتی دوسری جنس کے
مقابل کردیجاوے اور اگر تقریبًا دونون مساوی ہون تو دونون کے ساتھ فروخت
کرنا صحیح ہی **ساتوان مسئلہ** حلیہ شمشیر و مرکب کو جنس حلیہ کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہی اگر مقدار
حلیہ معلوم ہو بشرطیکہ قیمت مین کچھ زیادتی مقدار حلیہ سی بمقابل شمشیر وغیرہ قرار دیجاوے
یا زیادتی ہبہ کردیجاوے جبکہ متن عقد مین شرط نہ کی گئی ہو اور حلیہ کو غیر جنس کے ساتھ مطلقًا
فروخت کرنا صحیح ہی قیمت زاید ہو یا نہو اور اگر مقدار حلیہ معلوم نہو اور بدون ضرر
اوسکا شمشیر وغیرہ سے علحدہ کرنا ممکن نہو تو اوسکو غیر جنس حلیہ کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہوگا
اور اگر جنس حلیہ کے ساتھ فروخت کرنا چاہین تو بعض علمائے فرمایا ہے کہ درہم و دینار
قیمت کے ساتھ کچھ متاع بھی شریک کردیجاوے اور اس صورت مین شمشیر وغیرہ کو اسطرح فروخت
کرنا جائز ہوگا کہ اوسکی قیمت مین کچھ زیادتی حلیہ سے تقریبًا مقرر کیجاوے تاکہ حلیہ کے علحدہ
کرنے کے ضرر سے تحفظ ہوجاوے **آٹھوان مسئلہ** اگر کسی کپڑے کو اون بیس درہمون کے
ساتھ فروخت کرین جنکا بدل ایک دینار ہو تو صحیح نہوگا اسلیے کہ قیمت مجہول ہوجاتی ہی
کیونکہ مقدار درہم و دینار مختلف ہوتی ہی **نوان مسئلہ** اگر سو درہم کو ایک درہم کم ایک
دینار کے ساتھ فروخت کرے تو بیع صحیح نہوگی اسلیے کہ قیمت کی مقدار مجہول رہتی ہی
اور مقدار دینار مین غالبًا تفاوت ہوتا ہی اور اسطرح درہم مین پس ایک درہم کم ایک دینار کی

مقدار بدرجہ اولیٰ مجہول ہوگی اور اسیطرح اگر ایک درہم کم ایک دینار کو اوس چیز کی قیمت قرار دین جس مین مقدار ثابت نہین ہوتا تب بھی بیع صحیح نہوگی اور اگر مقدار درہم کو مقدار دینار سے مقرر کرلین تو خرید و فروخت صحیح ہوگی کیونکہ جہالت مرتفع ہوجاتی ہے دسوان مسئلہ اگر پانچ درہم کو نصف دینار کے ساتھ فروخت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مشتری کو اختیار ہو کہ ایک دینار کے دو مساوی حصہ کرکے ایک حصہ بائع کے حوالہ کرے اور نصف دینار صحیح کا دینا مشتری پر لازم نہین ہے ہان اگر مشتری نے نصف دینار سے باعتبار عرف و عادت کے نصف مثقال (نصف دینار صحیح سکہ دار) مراد لیا ہو تو نصف دینار صحیح کا دینا واجب ہوگا اور یہی حکم غیر صرف مین بھی جاری ہے (مثلاً کوئی کپڑا نصف دینار کو فروخت کیا جاوے) اور سونار کی دوکان کی خاک (نیارا) کو سونے اور چاندی کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہے اور اسیطرح سوائے سونے اور چاندی کے اور متاع کے ساتھ بھی صحیح ہے مگر فروخت کرنے کے بعد سونار کو اوس خاک کی قیمت کا اصل مالکون کی طرف سے تصدق کرنا واجب ہے اسوطیکہ غالباً اوسکے مالک معلوم اور ممتاز نہین ہوتے ہین

آٹھوین فصل خرید و فروخت اثمار (جمع ثمر بمعنے بار) **کے بیان** مین **تین** مطلب ہین **اول نخل** (درخت خرما) کے بیان مین پس اوسکے ایک سال کے ثمر کی خرید و فروخت قبل ظہور اجماعاً جائز نہین ہے اور آیا دو سال یا زیادہ کے اثمار کی قبل ظہور خرید و فروخت کرنا جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور روایت مین جواز بیع منقول ہے اور بعد ظہور اور بدو صلاح خرید و فروخت مطلقاً جائز ہے ایک سال کے لیے ہو یا زیادہ کے لیے شرط قطع ہو یا نہو (پھل توڑ کر دینے کی شرط ہو یا نہو) بضمیمہ بیع ہو یا بدون ضمیمہ اور بعد ظہور اور قبل بدو صلاح فروخت کرنا جائز نہین ہے مگر جب کوئی ایسا ضمیمہ شریک کیا جاوے

قبل بدو صلاحها الا ان یضم

كتاب التجارة

کہ جسکی بیع تنہا جائز ہے یا بشرط قطع فروخت کیا جاوے یا دو سال یا زیادہ کے لیئے فروخت
کیا جاوے اور اگر بدون ان تینون شرطون کے فروخت کیا جاوے تو اکثر علما نے
فرمایا ہو کہ صحیح نہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ صحیح ہو لیکن مکروہ ہو اور بعض نے فرمایا ہو کہ
سلامت ثمر کی مراعات کیجاویگی (یعنے اگر یہ ثمر آفات سے محفوظ رہیگا تو بیع صحیح والا
فاسد ہوگی) لیکن قول اول اظہر ہے اور اگر ثمر کو مع اوسکے اصول کے فروخت کرے تو
مطلقًا جائز ہوگا خواہ بدو صلاح ہوا ہو یا نہوا ہو اور شرط قطع کی ہو یا نہ کی ہو اور
بالضمیمہ فروخت ہو یا نہو بلکہ اصول بمنزلہ ضمیمہ سمجھے جاوینگے اور ثمر نخل مین بدو صلاح
سے یہ مراد ہے کہ اوسکا پھل زرد یا سرخ ہو جاوے یا اسقدر زمانہ اوسپر گذر جاوے
جسمین عادۃً آفت سے محفوظ سمجھا جاتا ہے جسکی تشخیص اہل خبرت کی طرف رجوع کرنے سے ہوتی
ہو اور جبکہ باغ مین فقط بعض ثمر اس حد پر پہونچ جاوین تو اوسکے کل ثمر کی بیع جائز ہوگی
اور اگر ایک باغ کا ثمر حد صلاح پر پہونچے تو دوسرے باغ کے ثمر کی بیع جائز ہوگی اگرچہ پہلے
باغ کا ضمیمہ بھی قرار دیا جاوے اور اسمین تردد ہے دوم باقی درختون کے بیان مین پس
اونکے ثمر کا قبل بدو صلاح فروخت کرنا جائز نہین ہو اور حد اوسکی یہ ہو کہ دانہ بستہ ہو جاوے
اور علاوہ اسکے کوئی زیادتی مثل رنگ یا صفائے رنگ وغیرہ کے صحت بیع مین علی الاشبہ
شرط نہین ہے اور آیا دو سال یا زیادہ کے لیے قبل ظہور ثمر بیع کرنا جائز ہے یا نہین بعض علما
نے فرمایا ہو کہ جائز ہو اور اولے عدم جواز ہے اسلیے کہ جہالت متحقق رہتی ہو اور اسیطرح قبل
انعقاد ضمیمہ کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز نہین ہو اور بعد انعقاد جائز ہو تنہا ہو یا اصول
کے ساتھ خواہ ظاہر ہو جیسے سیب اور زرد آلو اور انگور یا پوست مین ہو خواہ ایسا پوست
ہو کہ جسکی اوسکے درخت مین رہنے اور پختہ ہونیمین حاجت ہو جیسے اخروٹ و بادام

پوست دوم مین یا ایسے پوست مین ہو کہ جسکی اوسکو حاجت نہو جیسے اخروٹ کا پوست بالائی اور باقلائے سبز اور مسور اور اسیطرح سنبل (بالی) خواہ ظاہر ہو جیسے جو یا پوشیدہ ہو جیسے گندم تنہا فروخت کیا جاوے یا مع اصول قائم ہو یا درو شدہ سوم ترکاری وغیرہ کے بیان مین پس اونکی بیع قبل ظہور جائز نہین ہے اور بعد انعقاد ایک لقطہ یا دو لقطہ (ایک یا زیادہ دفعہ توڑنا یا چنا) یا زیادہ کرکے خرید و فروخت جائز ہے اور اسیطرح وہ چیزین جو قطع کے بعد پھر بار آور ہوتی ہین جیسے رطبہ اور اسیطرح بقول کی خرید و فروخت ایک یا زیادہ دفعہ کاٹنے پر جائز ہے اور اسیطرح جو چیزین سوتی جاتی ہین جیسے مینہدی اور توت کے پتے انکا تنہا اور مع اصول دونون طرح فروخت کرنا جائز ہے اور اگر تنہا اصول کو بعد انعقاد ثمر فروخت کرین تو اس بیع مین ثمر داخل نہوگا لیکن اگر شرط کر لیجاوے تو ثمر بھی داخل ہو جاویگا اور مشتری پر اوس ثمر کا اوسکے زمان بلوغ تک باقی رکھنا واجب ہوگا اور جو ثمر کہ خرید کرنے کے بعد پیدا ہوگا وہ مشتری کا مال ہوگا چہارم لواحق کے بیان مین اسمین چند مسئلہ مین پہلا مسئلہ بائع کو چند معین درختون کے ثمر کا مستثنے کر لینا جائز ہے اور اسیطرح حصہ مشاع (غیر ممتاز جیسے ثلث و ربع وغیرہ) یا چند معین رطلون کا مستثنے کرنا بھی جائز ہے اور اگر خرید کرنے کے بعد اوس ثمر مین نقصان حادث ہو تو یہ نقصان بائع و مشتری دونون سے حصہ رسد متعلق ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ کسی ثمر کو بعد بدو صلاح فروخت کرے اور قبل قبض مشتری کے آفت سماوی یا ارضی سے فاسد ہو جاوے تو نقصان بائع کے مال کا ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو بائع تلف کردے اور اگر بعض ثمر فاسد ہو جاوے تو مشتری کو بعض باقی کے لینے کا (جو سالم ہے) اختیار ہوگا لیکن جو ثمر کہ فاسد ہوگئے ہین اون کی قیمت واپس لیویگا اور مشتری کو فسخ عقد کا بھی اختیار ہے اور اگر اوس ثمر کو کوئی شخص اجنبی تلف کردے تو مشتری کو بیع کے فسخ کرنے اور تلف کنندہ سے تاوان لینے مین اختیار ہوگا اور اگر بعد قبض مشتری فاسد ہو جاوے تو علی الاشبہ مشتری کو بائع سے مطالبہ

کتاب التجارة

بحصته من الثمن ولو تلفه اجنبي كان المشتري بالخيار

نقصان ہوگا اور اگر مشتری قبل قبضہ پانے کے ثمر کو تلف کردے تو عقد مستقر ہو جاویگا اور اتلاف بمنزلہ قبضہ شمار کیا جاویگا اور اسیطرح اگر کسی کنیز کو بعد خریدنے اور قبل قبضہ پانے کے آزاد کردے **تیسرا مسئلہ** جو ثمر کہ بالائے درخت ہو اوسکو زر نقد یا کسی اور متاع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے اور اوسکو اوسی درخت کے ثمر کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اسی کو بیع مزابنہ کہتے ہین اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ جو ثمر بالائے درخت خرما ہو اوسکو ثمر کے ساتھ فروخت کرنے کو مزابنہ کہتے ہین اگرچہ ثمر قیمت زمین ہی پر ہو اور یہی قول اظہر ہے اور آیا اس قسم کی بیع سوائے خرمہ کے اور درختون مین بھی جائز ہے یا نہین بعض علمانے فرمایا کہ جائز نہین ہے اسلیے کہ اسمین سُود لازم آنیکا خوف ہے اور پورے خوشہ کو اوسی خوشہ کے بعض دانون کے ساتھ فروخت کرنا اجماعًا جائز نہین ہے اور اسیکو محاقلہ کہتے ہین اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ خوشہ کو اوسکے ہم جنس دانون کے ساتھ فروخت کرنا محاقلہ ہے اگرچہ وہ دانے زمین پر رکھے ہون اور یہی قول اظہر ہے **چوتھا مسئلہ** اگر ایک درخت خرمہ کسیکے گھر یا باغ مین ہو تو اوسکے ثمر کو بطریق تخمین دوسرے درخت کے خرمہ کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے اور اسی کو بیع عریہ کہتے ہین جسکی اباحت بیع مزابنہ سے بنص و اجماع مستثنےٰ ہے اور عریہ وہ درخت خرمہ ہے جو انسان کے گھر مین ہو اور اہل لغت نے کہا ہے کہ انسان کے گھر مین ہو یا اوسکے باغ مین ہو اور یہی قول خوب ہے اور آیا اوس درخت کے ثمر کو اوسی کے ثمر کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہین اظہر عدم جواز ہے اور ایک درخت سے زاید کے ثمر کو اسطرح فروخت کرنا جائز نہین ہے ہان اگر ہر گھر مین ایک درخت ہو تو جائز ہے اور اس بیع مین قبضہ طرفین قبل تفرق شرط نہین ہے بلکہ تعجیل شرط ہے حتی کہ ایک کا دوسرے مین اسلاف (بیع سلف کرنا جسکی شرح آیندہ کتاب مین مذکور ہوگی) جائز نہین اور اس صورت مین خشک ہونے کے بعد

قیمت مبیع کا برابر ہونا لازم نہین ہی یعنے جو تخمین خشک ہونے کے بعد کی اب ہوئی ہی اوسکا بعد خشک ہونے کے مطابق ہونا ضرور نہین ہی اسلیے کہ ظاہر خبر عام ہی اور سوا درخت خرما کے اور کسی درخت مین عریہ کا حکم جاری نہوگا **فرع** اگر بائع کہے کہ بعتك هذه الصبرة من التمر او الغلة بهذه الصبرة من جنسها سواء بسواء (یعنی مین نے تیرے ہاتھ خرمہ یا غلہ کی اس ڈھیری کو اس ڈھیری کے ساتھ جو اوسی کی جنس سے ہی برابر برابر فروخت کیا) تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ بعد امتحان دونون ڈھیریان مساوی بھی نکلین بشرطیکہ وقت عقد بائع و مشتری اون دونون کی مقدار کو نجانتے ہون والا صحیح ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ بیع جائز ہی اگرچہ وقت عقد مقدار اون دونون کی معلوم نہو پس اگر بعد امتحان دونون ڈھیریان مساوی ہونگی تو صحیح ہوگی والا باطل اور اگر دونون ڈھیریان دو جنس کی ہون تو بیع جائز ہی خواہ بعد امتحان مساوی نکلین یا کم و بیش بشرطیکہ صاحب زیادتی اوسکے دینے پر یا صاحب نقصان اپنی کمی پر راضی ہو جاوے والا باطل ہو جاویگی لیکن اشبہ یہ ہی کہ اگر وقت عقد اون دونون کی مقدار معلوم نہو تو بیع صحیح نہوگی **پانچوان مسئلہ** زراعت کی بیع باین شرط جائز ہی کہ مشتری اوسکو خوشہ نکلنے اور پختہ ہونے سے قبل کاٹ لے پس اگر باوجود شرط اوسکو قطع نکرے تو بائع کو اوسکا قطع کرنا جائز ہی اور اگر قطع نکرے تو مشتری سے اجرت زمین لے سکتا ہے اور اسیطرح اگر کسی درخت خرمہ کو بشرط قطع خرید کرے تب بھی بائع کو اوسکے قطع کرنے یا باقی رکھنے اور اجرت زمین کے مطالبہ کرنے کا اختیار رہیگا۔ **چھٹا مسئلہ** جو ثمر کہ خرید کیا جاوے اوسکو زیادتی یا کمی کے ساتھ فروخت کرنا قبضہ پانے سے قبل و بعد دونون طرح جائز ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو شخص درخت خرمہ یا اور کسی درخت مین شریک ہون تو انمین سے ایک کو دوسرے کے حصہ کا ثمر معلوم کے

مقابل مین قبالہ کرنا جائز ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ انسان کا کسی درخت خرما یا اور کسی درخت
میوہ دار یا زراعت کے پاس سے مرور ہو تو اوسمین سے بدون افساد کہا لینا جائز ہے
لیکن وسمین سی اپنے ساتھ لانا جائز نہین ہی **نوین فصل حیوان کی خرید و فروخت**
کے بیان مین اسمین تین امر قابل ذکر ہین **امر اول** اوس حیوان کے بیان مین جسکا
تملک (ملک مین لانا) صحیح ہی پس کفر اصلی کے سبب شخص محارب اور اوسکی ذریت کا ملک مین
لانا جائز ہے اور جبکہ کسی کافر اصلی کو کوئی شخص مملوک کرلے تو اوسکی وہ اولاد جو مملوک ہونے کے
بعد پیدا ہو شخص مذکور کی ملک ہوگی گرچہ وہ اسلام بھی قبول کرے تاوقتیکہ کوئی ایسا سبب حادث
نہو کہ جسکی وجہ سے مملوک آزاد ہو جاتا ہے اور لقیط (وہ انسان ضائع ہی جسکا کوئی متکفل نہو
اور اپنے جلب نفع اور دفع ضرر پر قدرت نرکھتا ہو) دار الحرب مملوک ہوسکتا ہی بشرطیکہ
وہان کوئی ایسا مسلمان نہو جسکی طرف اوسکو منسوب کرنا ممکن ہو والا محکوم بحریت ہوگا
اور لقیط دار الاسلام مملوک نہین ہوسکتا بلکہ محکوم بحریت ہی اور اگر بعد بلوغ اپنے مملوک ہونیکا
اقرار کرے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ مقبول نہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ مقبول ہوگا اور
یہی قول اشبہ او رموافق قواعد و اصول ہی اور مرد سوائے گیارہ عزیز و اقربا کے ہر شخص کو مملوک
کرسکتا ہی اور وہ عزیز یہ ہین مان اور باپ ور دادا اور نانا ور دادی و نانی اگرچہ بعید ہون
اور اولاد اور اولاد الاولاد مرد ہون یا عورتین اگرچہ پست تر ہون اور بہن اور پھوپھی اور خالہ
اور بھتیجی و بھانجی اور اگر یہ لوگ اقربا رضاعی ہون تو آیا وہ بھی مملوک ہوسکتے ہین یا نہین بعض
علمانے فرمایا ہے کہ ہوسکتے ہین اور بعض نے فرمایا ہے کہ نہین ہوسکتے اور علاوہ ان اقربا کے
مرد کو اپنے باقی اہل قرابت کا مثل بھائی اور چچا اور ماموں اور اونکی اولاد کے مملوک کرنا
مکروہ ہی اور عورت سوائے اپنے آبا و اجداد نسبی اور اولاد نسبی کے ہر عزیز کی مالک ہوسکتی ہی

اور رضاع مین تردد ہی اور منع اشبہ ہی اور جبکہ زن و شوہر مین سے ایک دوسری کا مالک ہو جاوے تو ملک مستقر ہو جاویگی اور زوجیت باطل اور اگر کوئی کافر کسی کافر کی ملک مین اسلام لاوے تو وہ کسی مسلمان کے ہاتھ اوسکو بیچنے پر مجبور کیا جاویگا اور اوسکی قیمت پانیکا مستحق ہوگا اور جو شخص مکلف اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے اور مشہور بحریت نہو تو اوسکے اقرار کے موافق اوسپر مملوک ہونیکا حکم کیا جاویگا اور اگر بعد اسکے اپنے اقرار سے عدول کریگا تو قابل التفات نہوگا اگرچہ مقرلہ (وہ شخص جسکے لیے اپنے مملوک ہونیکا اقرار کیا ہی) کافر ہی ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی غلام کو خرید کرے بعدہ وہ غلام اپنے حر ہونیکا دعویٰ کرے تو مقبول نہوگا لکن اسکا دعویٰ بینہ کے ساتھ مقبول ہوگا **امر دوم** احکام خرید و فروخت حیوان کے بیان مین جبکہ حیوان مین بعد عقد اور قبل قبض کوئی عیب حادث ہو تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے اور رکھنے کا اختیار ہوگا اور آیا ارش بھی ثابت ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی اور اگر بعد قبضہ کے حیوان تلف ہو جاوے یا اوس مین کوئی عیب تین دن کے اندر حادث ہو جاوے تو نقصان مال بائع کا ہوگا بشرطیکہ مشتری کی طرف سے اوسمین کوئی عیب حادث نہوا ہو اور اگر سوا مشتری کے اور کسی وجہ سے عیب حادث ہوگا تو مشتری کو اصل خیار کی وجہ سے حیوان کے واپس کرنیکا اختیار رہیگا اور یہ عیب واپس کرنیکا مانع نہوگا اور آیا بائع پر ارش کا دینا واجب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی ظاہر یہ ہی کہ واجب نہوگا اور اگر بعد تین دن کے عیب حادث ہو تو مشتری کو عیب سابق کیوجہ سے واپس کرنیکا اختیار نرہیگا اور جبکہ حیوان باردار (کنیز حاملہ یا گابھن گائے و بھینس وغیرہ) کو فروخت کرے تو بچہ علی الاظہر مال بائع ہوگا ہان اگر مشتری نے اوسکے حمل بیع ہونے کی شرط کر لی ہو تو بچہ بھی اوسی کا مال ہوگا اور اگر مشتری اون دونون کو خرید کرے بعدہ قبل قبضہ پانے کے حمل ساقط ہو جاوے تو مشتری وتنی قیمت بائع سے واپس لیگا جو مقابل حمل قرار پاویگی

کتاب التجارة

اور طریقہ اسکی تشخیص کا یہ ہے کہ کنیز کی حالت حمل اور غیر حمل مین قیمت مشخص کیجاوے ان دونون قیمتون کا تفاوت جو حصہ قیمت حالت حمل کا قرار پاوے قیمت خرید کا وہی حصہ قیمت حمل ہوگا اور مشتری کو اوسی حصہ کی رجوع بائع سے صحیح ہوگی اور حیوان کے جزو مشاع (النصف و ثمن و ربع وغیرہ) کا خرید کرنا بھی جائز ہے اور اگر کسی حیوان کو فروخت کرے اور اوسکے سر اور کھال کو مستثنے کرے تو بیع صحیح ہوگی اور بقدر مال مستثنے بائع بھی اوس حیوان مین شریک رہیگا جیسا کہ روایت سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور اسیطرح اگر ایک حیوان مین دو یا زاید شریک ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے لیے اوس حیوان کے سر یا کھال کو شرط کرے تو بہ نسبت اپنے مال کے یہ شخص بھی شریک ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے کہ تو کسی حیوان کو میری شرکت مین خرید کرلے تو صحیح ہے اور بیع ان دونون کے لیے ثابت ہوگی اور ہر شخص پر نصف قیمت دینی لازم ہوگی اور اگر ان دونون مین سے ایک دوسرے کو اپنی طرف سے قیمت دینے کی اجازت دے تو صحیح ہے اور اگر وہ حیوان تلف ہو جاوے تو نقصان ان دونون کا ہوگا اور قیمت دہندہ کو بقدر قیمت کا مطالبہ دوسرے سے جائز ہوگا جسقدر کہ اوسکے عوض دی ہے اور اگر کہے کہ تو ایک حیوان کو میری شرکت مین باین شرط خرید کر کہ نفع ہمارا ہو اور تیرا کوئی نقصان نہو تو اسمین تردد ہے اور ایک روایت مین جواز منقول ہے اور جبکہ کسی کنیز کے خریدنے کا ارادہ کرے تو اوسکے چہرہ اور محاسن پر نظر کرنا جائز ہے اور جو شخص کسی مملوک کو خرید کرے اوسکو اوسکا نام بدل دینا مستحب ہے اور اسیطرح اوسکو کچھ شیرینی کھلانا اور اوسکی طرف سے کچھ تصدق کرنا بھی مستحب ہے اور جو عورت زنازادی ہو اوس سے وطی کرنا علی الاظہر مکروہ ہے بلکہ بعقد بھی اور اسیطرح مملوک کو اپنی قیمت کا ترازو مین دیکھنا بھی مکروہ ہے امر سوم لواحق کے بیان مین

سہ یعنی نفع مین دونو شریک ہون اور نقصان فقط آمر سے متعلق ہو ۱۲

اسمین چند مسئلہ ہین پہلا مسئلہ غلام کسی چیز کا مالک نہین ہوسکتا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ فاضل ضریبہ وہ مال جو غلام کے پاس ہر روز کی قسط اپنے آقا کو دینے کے بعد بچ رہے) کا مالک ہوسکتا ہے اور یہی روایت مین وارد ہوا ہے اور بقولے ارش جنایت کا بھی مالک ہوسکتا ہے اور اگر اسکے قائل ہون کہ مطلقاً مالک ہوسکتا ہے لیکن عبودیت کی وجہ سے بدون اجازت آقا تصرف سے ممنوع ہے تو خوب ہوگا **دوسرا مسئلہ** جو شخص کسی غلام کو خرید کرے اور اوسکے پاس کچھ مال ہو تو یہ مال بائع کا ہوگا اگر مشتری نے شرط نہ کر لی ہو والا مشتری کا ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر بائع کو اوس مال کا علم ہو تو مال اوسکا ہے اور اگر علم ہو تو مشتری کا ہے اور قول اول اشہر ہے اور اگر مملوک مشتری سے کہے کہ تو مجھکو خرید کرلے مین اسقدر مال دونگا تو اوسپر مال کا دینا واجب ہوگا اگر بیع اوسکو خرید بھی کر لیوے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر مملوک کے پاس اس گفتگو کے وقت مال ہوگا تو لازم ہوگا والا فلا اور یہی منقول بھی ہے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی غلام کو مع اوسکے مال کے خریدے پس اگر قیمت اوس مال کی ہمجنس نہو تو یہ بیع مطلقاً جائز ہوگی اور اسیطرح اگر ہمجنس ہو اور ربوی (وہ چیز جس مین سود ثابت ہوتا ہے مثلاً کیل یا موزون ہونا) نہو تب بھی بیع مطلقاً جائز ہوگی اور اگر ربوی اور ہمجنس ہو تو قیمت مین اوسکے مال سے اوسقدر زیادتی کا ہونا ضرور ہوگا جو مقابل مملوک ہوسکے **چوتھا مسئلہ** مالک پر اپنی کنیز کا قبل اوسکے فروخت کرنے کے استبرا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اوس سے وطی کی ہو اور مدت استبرا ایک حیض ہے اور اگر اوس کنیز کو باوجود سن حیض ہونے کے خون نہ آتا ہو تو مدت استبرا پینتالیس دن ہوگی اور اسیطرح مشتری پر بھی استبرا کنیز واجب ہے جب کہ حال اوسکا معلوم نہو اور اوس صورت مین وجوب استبرا ساقط ہوجاتا ہے جب بائع اوسکو خبر دے کہ مین اسکا استبرا کر چکا ہون بشرطیکہ ثقہ ہو اور اسیطرح اوس صورت

استبراؤها اذا اخبر الثقة انه استبرها

مین بھی وجوب استبرا ساقط ہوجاتا ہو جبکہ یہ کنیز کسی عورت کی مملوک ہو یا سن حیض مین نہو (صغیرہ یا یائسہ ہو) یا حاملہ ہو یا حائض ہو لیکن اس صورت مین بقدر زمان حیض انتظار واجب ہوگا ہان حاملہ سے اوسکے قبل وطی کرنا قبل چار مہینہ دس روز گذرنے کے جائز نہین ہر اور بعد اسکے مکروہ ہے اور اگر وطی کرے تو عزل (قطرات منی کا خارج از فرج گرانا) کرنا مستحب ہے اور اگر عزل نکرے تو اسکو اوس کنیز کے بچہ کا فروخت کرنا مکروہ ہر اور نیز اوس بچہ کیواسطے اپنی میراث مین سے کسی قدر مال کا نکال رکھنا مستحب ہے **پانچوان مسئلہ** اطفال کو اونکی ماؤن سے قبل استغنا جدا کرنا حرام ہر اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ مکروہ ہے اور یہی اظہر ہے اور استغنا سات برس کے بعد حاصل ہوجاتی ہر اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ فقط رضاع سے مستغنی ہونا کافی ہر اور قول اول اظہر ہے **چھٹا مسئلہ** اگر کسی شخص سے کنیز حاملہ ہوجاوے بعدہ اوس کنیز کا ملک غیر ہونا ظاہر ہو تو مالک اوس کنیز کا انتزاع کریگا اور واطی پر اوس کنیز کی قیمت کا دسوان حصہ اگر باکرہ تھی اور بیسوان حصہ اگر ثیبہ تھی مالک کو دینا واجب ہوگا اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ اوس کنیز کا مہر المثل واجب ہوگا اور قول اول مروی ہر اور بچہ اوسکا آزاد ہوگا اور اوسکے باپ پر وہ قیمت دینی واجب ہوگی جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت ہوگی اور مشتری اس قیمت کا مطالبہ بائع سے کریگا اور آیا جو مال کہ مشتری نے مہر اجرت مین مالک کو دیا ہے اوسکا مطالبہ بائع سے صحیح ہوگا یا نہین بعض علمائنے فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ بائع نے اسکو بدون عوض مباح کیا تھا اور بعض نے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اسواسطے کہ اسکو اوسکے مقابل عوض حاصل ہوچکا ہر **ساتوان مسئلہ** جو اشیا کہ دار الحرب سے بدون اذن امام اخذ کی جاوین اوسکا تملک مومنین (شیعہ اثنا عشری) کو حال غیبت مین جائز ہر اور اسیطرح وطی کنیز بھی جائز ہر اور اس حکم مین سب کنیزین داخل ہین خواہ انکو مسلمان نے اسیر کیا ہو

یا اور کسی نے اگرچہ ان اشیاء مین امام کا بھی حق ہو یا کل حق امام ہو **آٹھوان مسئلہ**
زید نے بکر کو جو عمرو کا غلام ماذون (اجازت یافتہ) تھا کچھ مال اسلیے دیا کہ وہ اوس مال مین سے
بعض کا ایک بردہ خرید کر آزاد کرے اور باقی مال مین اوسکے طرف سے حج کرے پس بکر نے اپنے باپ (خالد) کو
اوسکے آقا حامد سے خرید کر آزاد کیا اور بقیہ مال اوسکے حوالہ کیا پھر خالد نے زید کے مرنے کے بعد
اوسکی طرف سے حج کیا بعدہ عمرو اور محمود (وارث زید) اور حامد مین اختلاف ہوا اور ہر شخص نے
یہ دعوی کیا کہ بکر نے اپنے باپ کو میرے مال سے خرید کیا ہے تو اس صورت مین بعض علما نے فرمایا ہے
کہ خالد پر مثل سابق حامد ہی کے مملوک ہونے کا حکم کیا جاویگا بعدہ جو شخص اپنے دعوے پر بینہ
قائم کریگا خالد اوسی کا مملوک ہوجاویگا جیسا کہ روایت ابن اشیم مین وارد ہوا ہے
وبعض علما نے فرمایا ہے کہ جبتک محمود یا حامد بینہ قائم نہ کریگا اوسوقت تک خالد پر عمرو کے مملوک
ہونیکا حکم کیا جاویگا اور یہی قول اشبہ ہے **نوان مسئلہ** جب کوئی شخص کسی شخص سے کوئی غلام بیع
کرے اور وہ غلام وقت بیع حاضر نہو بلکہ ذمہ پر ہو اور بائع دو غلام مشتری کے حوالہ کرے اور
ایک کے لینے کا اختیار دے اور قبل اختیار مشتری ایک غلام بھاگ جاوے تو بعض علما نے فرمایا ہے
کہ غلام گریختہ دونون کا مال شمار کیا جائیگا اور مشتری کو بائع سے نصف قیمت واپس کرنیکا اختیار
ہوگا پس اگر غلام گریختہ مشتری کے ہاتھ آجاوے تو دونون مین سے ایک غلام کو اختیار کریگا
والا غلام موجود مین دونون شریک ہینگے اور یہ قول اس بنا پر مبنی ہے کہ مشتری کا حق
انحین دو غلامون مین منحصر ہے اور اگر اس امر کے قائل ہون کہ مشتری غلام گریختہ کی قیمت کا
ضامن ہو لیکن اوسکو اختیار ہے کہ بائع سے اور غلام کا مطالبہ کرے جو بائع کے ذمہ پر ثابت
ہے تو خوب ہوگا اور اگر دو غلامون مین سے ایک کو خرید کرے تو عقد صحیح نہوگا اور
بعض علما صحت عقد کے قائل ہوے ہین اور یہ قول موہوم ہے **دسوان مسئلہ** جبکہ ایک کنیز مین

الثامنة

التاسعة

كتاب التجارة

العاشرة

دو شریک ہوین اور ایک اوس سے وطی کرے پس اگر وطی اتنے واقع ہوئی ہو تو حد ساقط ہوگی والا ثابت لیکن اوس حد مین سے بقدر نصیب واطی ایک جزو ساقط ہوجاویگا اور محض وطی کے سبب کنیز کی قیمت نہ لگائی جائیگی اور یہی مذہب صحیح تر ہے اور اگر حاملہ ہوجاوے تو باقی شرکا کے حصے کی قیمت واطی سے دلوائی جاویگی اور بچہ آزاد ہوگا اور اوسکے باپ پر بچہ کی اوس قیمت مین سے جو زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پاوے باقی شرکا کے حصون کی قیمت دینی واجب ہوگی

گیارھوان مسئلہ جبکہ دو غلام ماذون ہون اور ہر ایک نے دوسرے کو اوسکے آقا سے خرید کرلے تو جسکا عقد پہلے واقع ہوگا وہ صحیح ہوگا اور دوسرا باطل اور اگر دونون عقد ایک ہی وقت مین واقع ہون تو دونون باطل ہونگے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ قرعہ ڈالا جاویگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ دونون کے رستون کی پیمائش کیجاویگی پس جسکا راستہ قریب ہوگا اوسیکا عقد صحیح سمجھا جاویگا لیکن قول اول اظہر ہے

بارھوان جو شخص ایسی کنیز کو خرید کرے جو زمین صلح سے سرقہ کی گئی ہو تو مشتری کو اوسکا بائع کے حوالہ کرنا جائز ہوگا اور قیمت بائع سے واپس لیگا اور بائع مرجاوے تو اوسکے وارث سے لیگا اور اگر اوسکے کوئی وارث نہو تو اوس کنیز سے اوسکی قیمت مین سعی کروائی جاویگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ کنیز بمنزلہ لقطہ ہوگی اور اگر ایسکے قائل ہون کہ وہ کنیز حاکم شرع کے سپرد کیجاوے اور اوس سے سعی نکرائی جاوے تو اشبہ ہوگا

دسوین فصل سلف (اسی کو سلم بھی کہتے ہین) کے بیان مین

اور اس مین چند مقصد ہین پہلا مقصد بیع سلم مال غیر حاضر (جو ذمہ پر ہو) کو مدت معلومہ تک مال حاضر یا اوس مال کے ساتھ جو حکم حاضر مین ہو خرید یا فروخت کرنے کو کہتے ہین اور یہ بیع بلفظ اَسْلَمْتُ یا اَسْلَفْتُ وغیرہ (جو لفظ ان دونون کے معنی کو مفید ہو) منعقد ہوتی ہے اور اسیطرح بلفظ بیع و شرا بھی منعقد ہوسکتی ہے اور مال حاضر کی بیع بلفظ سلم

ہوسکتی ہو یا نہین اسمین اختلاف ہو اشبہ یہ ہو کہ ہوسکتی ہو اسلیے کہ اسمین بائع و مشتری کا قصد معتبر ہے پس اگر
مشتری کہے اَسْلَمْتُ اِلَیْکَ هٰذَا الدِّیْنَارَ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ (مین نے تمکو یہ دینار اس کتاب کے
عوض مین سلم دیا) تو یہ بیع صحیح ہوجاویگی اور متاع کا متاع مین سلف کرنا جائز ہو بشرطیکہ مختلف
جنس ہوین اور اسیطرح متاع کا طلا و نقرہ مین اور طلا و نقرہ کا متاع مین سلف کرنا بھی جائز ہے
لیکن طلا و نقرہ کا طلا و نقرہ مین جائز نہین ہو اگرچہ مختلف ہون **دوسرا مقصد** شرائط سلف
کے بیان مین اور وہ چھ ہین **اوّل و دوم** ذکر جنس و وصف ہو اور اسمین ضابطہ یہ ہو کہ جن
اوصاف کی وجہ سے قیمت مختلف ہوجاتی ہو انکا ذکر کرنا لازم ہے اور وصف مین فقط
اوسی قدر پر اقتصار ہوسکتا ہو جسکو اسم موصوف شامل ہو اور استقصار وصف مطلوب نہین
ہو اور جید و ردی کی شرط کرنا جائز ہے اور اجود (جس سے زیادہ جید نہو) کی شرط صحیح نہین ہے
اسلیے کہ اوسکا وجود متعذر ہے اور یہی حکم اردی (جس سے زیادہ ردی نہو) کی شرط
کا بھی ہو لکن اگر اسمین شرط کو صحیح کہین تو خوب ہے ہوسکے کہ اس صورت مین برأت فی ذمہ ممکن ہی
(مثلاً اردی کی جگہ ردی حوالہ کرے) اور جو عبارت بیان وصف مین مذکور ہو اوسکا
بائع و مشتری کو معلوم ہونا اور اوسکے معنی لغوی کا ظاہر ہونا ضرور ہی تاکہ وقت اختلاف
اوسکی طرف رجوع کرنا ممکن ہو اور جبکہ کوئی شی وصف کے ساتھ منضبط نہوسکتی ہو تو اوسکی
بیع سلم صحیح نہوگی جیسے گوشت خام و بریان اور روٹی اور آیا جلد کی بیع سلم صحیح ہی یا نہین اسمین
تردد ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ بعد مشاہدہ جائز ہے اور اس قول مین بیع سلم سے خروج
لازم آتا ہے اور اسیطرح تیر تراشیدہ مین بھی جائز نہین ہو ہان اوسکی شاخون مین تیر
تراشنے سے قبل جائز ہے اور اسیطرح جواہر اور موتیون مین بھی صحیح نہین ہے اسلیے کہ انکا
انضباط دشوار ہو اور اونکی قیمتون مین اختلاف اوصاف کی وجہ سے تفاوت ہوجاتا ہے

کتاب التجارة

اور اسیطرح زمینون مین بھی سلم جائز نہین ہی اور اسیطرح ترکاری ور میوہ اور اون اشیا مین
جو زمین سے پیدا ہوتی ہین ویسے ہی بنفشہ اور اخروٹ اور بادام اور کل حیوان (انسان ہو یا
غیر انسان) اور دودھ اور روغن ور چربی ور خوشبو اور لباس اور بہنی کی شیا اور دوا
(مرکب ہو یا بسیط) مین بھی بیع سلم جائز ہے بشرطیکہ دوا کے اصول و اجزا کی مقدار مشتبہ نہو
اور اسیطرح دو مختلف جنسون مین بھی جائز ہے اور اوس بکری مین بھی بیع سلم جائز ہی جو
دودھ دینے والی ہو اور وقت تسلیم بکری کے تھنون مین دودھ کا ہونا لازم نہین ہی بلکہ اوس
بکری کا دنیا کافی ہوگا جسکی شان سے دودھ دینا ہو اور اسیطرح اوس بکری کی بھی بیع سلم
جائز ہے جسکے ساتھ اوسکا بچہ ہو اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ بیع صحیح نہوگی اسلیے کہ ایسی بکری
وقت تسلیم کبھی موجود ہوتی ہی اور کبھی نہین ہوتی حالانکہ بیع سلم مین مبیع کا وقت تسلیم عام الوجود
ہونا شرط ہی اور اسیطرح کنیز حاملہ کی بیع سلم مین بھی تردد ہی اسلیے کہ حمل کا حال مجہول ہوتا ہی اور آیا کرم
ریشم کے تخم (ریشم کا کویا) مین بیع سلم صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی سوم راس المال پر قبل تفرقہ
قبضہ پانا تحت عقد مین شرط ہی پس اگر قبل قبضہ پانے کے بائع و مشتری مین تفرق ہوجاویگا تو
عقد باطل ہوگا اور اگر بعض قیمت پر قبضہ ہوجاوے تو فقط اوسی مین بیع صحیح ہوگی اور باقی
مین باطل اور اگر زر قیمت اوس مال سے معین ہو جو بائع کے ذمہ مشتری کا ہے تو بعض علما
نے فرمایا ہے کہ یہ عقد باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین قیمت و مبیع دونون دین ہین
جو صحیح نہین ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ مکروہ ہی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ جو مال ذمہ پر
ثابت ہی وہ بمنزلہ مقبوض ہی **چہارم** مقدار مبیع کا کیل یا وزن عام کے ساتھ معین ہونا
شرط ہی پس اگر کسی ایسے پتھر یا پیمانہ پر اعتماد کیا جاوے جسکی مقدار مجہول ہو تو عقد صحیح نہوگا اگرچہ
مشاہدہ سے متعین بھی ہو اور کپڑے وغیرہ (ہر وہ چیز جو گز سے ناپی جاتی ہو) مین بیع سلم گز کے

حساب سے جائز ہے اور آیا شئی معدود مین بحساب عدد بیع سلم جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے
لکن عدم جواز بے وجہ نہین ہے اور رنے کی بیع سلم دستہ کے حساب ور لکڑی کے کٹ پتارہ (گٹھہ) کے حساب اور
ترکاری وغیرہ کی توڑنے اور درو کرنے کے حساب ور پانی کی مشک کے حساب سے جائز نہین ہے
اور اسیطرح مقدار راس المال کا کیل عام یا وزن کے ساتھ معین ہونا بھی ضرور ہے اور محض مشاہدہ
پر اقتصار جائز نہین ہے اور اسیطرح اگر راس المال مجہول ہو تو اوسکا دفع بھی کافی نہین ہے جیسے
درہمون مین سے ایک مشت درہم کا مقرر کرنا یا گندم مین سے ایک پیمانہ مجہول معین کرنا ہفتم
مدت کا معین کرنا پس اگر کوئی مدت مجہولہ مذکور ہو تو عقد باطل ہوگا مثلاً بائع کہے کہ تم جب
بیاہ ہوگے مال مبیع تمہارے حوالہ کیا جاویگا یا ایسی مدت مقرر ہو جس مین زیادتی و نقصان کا
احتمال ہو جیسے حجاج کے سفر سے واپس آنے کی مدت اور اگر بدون شرط مدت بلفظ سلم خریدے
تو بعض علما کے نزدیک یہ عقد باطل ہوگا اور بعض کے نزدیک صحیح اور یہی منقول بھی ہے لکن مبیع کا
وقت عقد عام الوجود ہونا شرط ہے **ششم** مال مسلم فیہ (جس مال مین سلم ہوئی ہے) کا ختم مدت کے وقت
بحسب عادت غالب الوجود ہونا شرط ہے اگرچہ بوقت عقد معدوم ہو اور مدت معینہ کا متعاقدین
کو معلوم ہونا ضرور ہے اور جبکہ بائع مدت معینہ جمادی یا ربیع تک مقرر کرے تو اقرب (جمادی الاول
اور ربیع الاول) پر محمول کیا جاویگا اور اسیطرح اگر پنجشنبہ یا جمعہ مقرر کرے تو بھی اقرب پر محمول ہے
اور اگر مدت انقضا ایک مہینہ تک مقرر ہو اور اوسکی تعیین نہوئی ہو پس اگر اول ماہ مین عقد
ہوا ہے تو شہر ہلالی پر محمول ہوگا تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا اور اگر اثنائے ماہ مین ہوا ہے تو
تیس دن مراد لیے جاوینگے اور اگر کہے کہ وقت ادا فلان مہینہ تک قرار دیا گیا ہے تو اس صورت مین
اوس مہینہ کی جا نذرات کے پہلے جزو مین اختتام مدت سمجھا جاویگا اسلیے کہ اس عبارت سے یہی مفہوم
ہوتا ہے اور اگر کہے کہ تا دو ماہ ادا کرونگا پس اگر اول ماہ مین عقد واقع ہوا ہے تو دو ماہ ہلالی

مراد لیے جاوینگے اور اگر اثنا ماہ مین واقع ہوا ہو تو تیسرے مہینہ کے اوتنے ہی دن محسوب ہونگے جتنے دن
عقد کے مہینہ کے منقضی ہو چکے ہونگے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ پورے تیس دن کا اعتبار کیا جاویگا
اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے اور اگر تا یوم پنجشنبہ وقت ادا مقرر ہو تو اوسکا پہلا جزو وقت
ادا سمجھا جاویگا اور علی الاشبہ مقام تسلیم کا مذکور ہونا شرط نہین ہے اگرچہ اوسکی بار برداری مین صرف
زاید ہو **تیسرا مقصد احکام سلف کے بیان مین** اسمین چند مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** جب
کسی شی مین سلف واقع ہو تو قبل انقضائے مدت اوسکا فروخت کرنا جائز نہین ہے اور بعد انقضا
جائز ہے اگرچہ اوسپر قبضہ نہوا ہو خواہ بائع کے ہاتھ فروخت کرے یا اور کسی کے ہاتھ لیکن قبل قبضہ
فروخت کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح بعض مسلم فیہ کو مرابحۃ (نفع کے ساتھ) اور بعض کو تولیۃ (اصلی قیمت
کے ساتھ) فروخت کرنا بھی جائز ہے اور اگر بعد قبضہ فروخت کریگا تو کراہت زائل ہو جاویگی
دوسرا مسئلہ جبکہ بائع ایسی مبیع مشتری کے حوالہ کرے جو صفت مین ناقص ہو اور وہ راضی
ہو جاوے تو بائع بری الذمہ ہو جاویگا خواہ تخفیف مدت کی وجہ سے اوسکی شرط کرلی ہو (جبکہ
قبل مدت حوالہ کرے) یا شرط نکی ہو اور اگر اوسی صفت کی مبیع اوسکے حوالہ کرے جسکی شرط ہوئی
تھی تو اوسپر قبضہ کرنا یا بائع کو بری الذمہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مشتری قبضہ کرنے سے انکار
کرے اور بائع حاکم سے اوسپر قبضہ دلانے کا سوال کرے تو حاکم کو اوسپر قبضہ کرلینا صحیح ہے اور اگر
ایسا مال مشتری کے حوالہ کرے جو صفت مین بہتر ہو تو مشتری پر اوسکا قبول کرنا واجب ہوگا اور
اگر اوسکے حق سے زائد حوالہ کرے تو زیادتی کا قبول کرنا واجب نہوگا اور غیر جنس کا دینا بدون
تراضی برأت ذمہ مین کافی نہین ہے **تیسرا مسئلہ** جبکہ ایک کر (سات سو بیس صاع) گندم کو ایک
مدت معینہ تک سو درہم کے ساتھ خرید کرے اور اوسمین سے پچاس درہم کے دینے کے لیے کوئی
مدت مقرر کردے تو بنا بر ایک قول کے کل کی بیع باطل ہوگی اور اگر پچاس درہم اوسی وقت بائع کے

حوالہ کرے اور پچاس درہم باقی کو اپنے اوس دین مین شرط کرے جو بائع کے ذمہ ہون تو فقط اون پچاس درہمون کی بیع صحیح ہو گی جو بائع کو اوسوقت دیئے ہین اور باقی مین جو مقابل دین کے ہے باطل ہو گی اور اسمین تردد ہے **چوتھا مسئلہ** اگر تسلیم مبیع کے لیے کوئی خاص مقام شرط کر لیا جائے بعد کسی دوسرے مقام پر قبضہ کرنے کے لیے دونون راضی ہو جاوین تو جائز ہوگا اور اگر ان مین سے ایک شخص دوسرے مقام کے قبضہ کرنے پر راضی نہو تو مجبور کیا جاویگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ مشتری مسلم فیہ پر قبضہ کرے تو بائع بری الذمہ ہو جاویگا پس اگر مبیع مین کوئی عیب ہو اور اوسکی وجہ سے مشتری اوسکو واپس کر دے تو اوس مبیع سے مشتری کی ملک زائل ہو جاویگی اور مشتری کا حق جو عیب سے پاک ہو بائع کے ذمہ پھر عود کریگا **چھٹا مسئلہ** جب بائع راس المال (قیمت) مین کوئی عیب پائے اور یہ عیب راس المال کا غیر جنس ہو تو عقد باطل ہوگا اور اگر اوسی کی جنس سے ہو تو ارش کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے اور اوسکو قیمت کے واپس کرنیکا بھی اختیار ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ بائع و مشتری قبضہ کے وقت مین اختلاف کرین کہ آیا یہ قبضہ قبل تفرق ہوا ہے یا بعد تفرق تو ان دونون مین سے اوسکا قول مقبول ہو گا جو صحت عقد کا مدعی ہے اور اگر بائع کہے کہ مین نے قبضہ کرنے کے بعد قیمت تجکو قبل تفرق واپس کی تھی تو اس صورت مین بائع کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اسلیے کہ وہ مدعی صحت عقد ہے **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مدت گذر جاوے اور تسلیم مبیع مین بائع کسی وجہ سے تاخیر کرے بعدہ مشتری اوس مبیع کا زمان وجود منقطع ہونے کے بعد بائع سے مطالبہ کرے تو مشتری کو فسخ عقد اور اوس مبیع کے زمان وجود تک صبر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر بعض مبیع پر قبضہ ہو چکا ہو تو اوسکو باقی مین اختیار رہیگا اور اوسے اصل عقد کے فسخ کرنیکا بھی اختیار ہے **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص صاحب دین کو عوض دین مین اوسکے ادا کرنے کے لیے کوئی متاع دیوے اور اوسکی کوئی قیمت مشخص نہ کرے تو اوسکی اوس قیمت کا حساب کیا جاویگا جو قبضہ کے وقت ہو گی

كتاب التجارة

دسوان مسئلہ دین کی بیع بعد انقضائے مدت جائز ہے خواہ اوسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے جسپر وہ دین ہو یا اور کسی کے ہاتھ پس اگر اوسکو مال حاضر کے ساتھ فروخت کرے تو صحیح ہو اور اگر اوسے مال غیر حاضر کے ساتھ فروخت کرے جو کسی کے ذمہ ہو اور اوسکا وقت ادا آگیا ہو تو بھی صحیح ہوگی اور اگر اوس دین کی قیمت مین کوئی مدت شرط کردے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ عقد باطل ہوگا اسواسطے کہ یہ دین کی بیع دین کے ساتھ ہے اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ مکروہ ہے اور یہی قول اشبہ ہے **گیارھوان مسئلہ** جب کسی شے مین سلف واقع ہو اور مشتری اوسکے ساتھ کوئی شے معلوم شرط کرے تو صحیح ہے اور اگر بکری مین سلف ہو اور اوسکے ساتھ چند معین بھیڑون کا صوف شرط کرلیا جاوے تو بعض علمانے اوسکو صحیح اور بعض نے غیر صحیح فرمایا ہے اور یہی اشبہ ہے اور اگر کپڑے مین شرط کرے کہ کسی معین عورت کے کاتے ہوے سوت کا ہو یا غلہ مین شرط کرے کہ کسی خاص کھیت یا معین مزرعہ کا ہو تو سلف صحیح نہوگی

چوتھا مقصد اقالہ کے بیان مین

اقالہ بیع سابق کے فسخ کرنے کو کہتے ہین پس اقالہ بائع و مشتری وغیرہ سب کے حق مین فسخ ہے اور کوئی جدید بیع نہین ہے اور اقالہ قیمت کے زیادہ و کم کرنے کے ساتھ جائز نہین ہے بلکہ باطل ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اس صورت مین اوسکی شرط فوت ہو جاتی ہے اور اقالہ کل مبیع اور بعض مبیع دونون مین صحیح ہے خواہ بیع سلم ہو یا اور کوئی بیع اور اسکی تین فرعین مذکور ہوتی ہین **اول** اقالہ مین حق شفعہ ثابت نہین ہوتا ہو اسواسطے کہ وہ تابع بیع ہے **دوسرے** اقالہ سے اجرت دلال ساقط نہین ہوتی کیونکہ اوسکا استحقاق قبل اقالہ ثابت ہے **سوم** بعد اقالہ ہر ایک عوض قیمت و مبیع اپنے مالک کی طرف عود کریگا پس اگر موجود ہوگا تو مالک لے لیویگا ورنہ دوسرا شخص اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اگر مثلی ہے (مثل رکھتا ہے) اور اگر قیمی ہے (مثل نہین رکھتا ہے) تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ

الفصل الرابع

كتاب التجارة

الفصل الخامس في القرض

قیمی مین بھی مثل ہی کی ضمانت ہوگی **پانچوان مقصد** قرض کے بیان مین اور اسمین تین امر قابل ذکر ہین

پہلا امر قرض وہ عقد ہے جو ایجاب اور قبول معین پر مشتمل ہے اور ایجاب مین ہر وہ لفظ کافی ہے جو قرض پر دلالت کرتا ہو جیسے اَقْرَضْتُكَ یا تَصَرَّفْ فِيهِ یا اِنْتَفِعْ بِهِ وَعَلَيْكَ رَدُّ عِوَضِهِ

اور قبول مین وہ لفظ کافی ہے جو رضا بالایجاب پر دلالت کرتا ہو اور وہ کسی خاص عبارت مین منحصر نہین ہے اور قرض دینے مین اجر عظیم ہے اسلیے کہ اسمین تطوع اور رضاء خدا کے لیے اعانت محتاج اور دفع کربت مسلم ہوتی ہے جو اشرف اعمال ہے اور اسمین محض عوض پر اقتصار شرط ہے پس اگر نفع کی شرط ہوگی تو ناجائز ہوگا اور مفید ملک بھی نہوگا (مستقرض کو اوس مال مین تصرف کرنا حرام ہوگا اور اوسکا ضامن ہوگا) ہان اگر مستقرض (قرض لینے والا) تبرعاً کوئی زیادتی عین یا صفت مین مقرض (قرض دینے والا) کے حوالہ کرے تو جائز ہوگا اور اگر مکسر (کھوٹا) کے عوض صحیح (کھرا) کی شرط کیجائے تو بعض علمانے اسکو جائز کیا ہے لیکن عدم جواز خالی از وجہ نہین ہے **دوسرا امر** اون چیزون کے بیان مین جنکا قرض دینا صحیح ہے جس شی کے وصف اور مقدار کا ضبط ہوسکتا ہے اوسی کا قرض دینا صحیح ہے پس سونے اور چاندی کو وزن کرکے اور گیہون اور جو کو پیمانہ سے ناپ کر یا اوسکا وزن کرکے اور روٹی کو وزن یا شمار کرکے قرض دینا جائز ہے اسلیے کہ ان اشیا مین بحسب عادت اسی طرح ضبط ہوتا ہے اور جس شی کے اجزا مساوی ہونگے (جیسے گندم و جو و نقرہ و طلا) اوسکا مثل اور جس شی کے مختلف ہونگے (جیسے حیوان) اوسکی قیمت وقت تسلیم مقترض (قرض لینے والا) کے ذمہ ثابت ہوگی اور اگر اسمین بھی ثبوت مثل ہی کے قائل ہون تو خوب ہے اور کنیز کا قرض دینا بھی جائز ہے اور آیا موتیون کا قرض دینا جائز ہے یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز نہین ہے لیکن جو لوگ ضمانت مثل کے قائل نہین ہین بلکہ ضمانت قیمت کے قائل ہین اونکے نزدیک موتی کا قرض دینا جائز ہونا چاہیے **تیسرا امر** احکام قرض کے بیان مین اسمین چند مسئلے ہین

القيمة ينبغي الجواز الثالث في احكامه وهي مسائل

پہلا مسئلہ قرض مین محض قبضہ پانے سے شی ملک مقترض مین داخل ہوجاتی ہے اور تصرف شرط نہین ہے اسلیے کہ تصرف فرع ملک ہے پس حصول ملک مین تصرف شرط نہوگا اور آیا مقرض کو شی کا واپس لینا جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی بعض علمانے فرمایا ہے کہ جائز ہے اگرچہ مقترض راضی نہو اور بعض نے فرمایا ہے کہ جائز نہین ہی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ ملک کا فائدہ تسلط ہی **دوسرا مسئلہ** اگر قرض مین کوئی مدت معین شرط کرلیجاوے تو لازم نہوگی پس قبل مدت معینہ مقرض کو مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اسی طرح اگر غیر مؤجل کو مؤجل کرے اور اس باب مین ایک روایت ایسی وارد ہوئی ہی جسپر عمل متروک ہی اور علمانے اوسکو استحباب پر محمول کیا ہی اور اس حکم مین مہر اور قیمت مبیع وغیرہ سب برابر ہین اور اگر اوسمین زیادتی کے ساتھ تاخیر کیجاوے تو زیادتی اور مدت دونون ثابت نہونگی ہان دین مؤجل کو باسقاط بعض معجل (بے مدت) کرنا صحیح ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کے ذمہ دین ہو اور صاحب دین غائب ہو اور اوسکی کوئی خبر معلوم نہو تو اوسکے ادا کی نیت کرنا واجب ہے اور نیز عند الوفات اوسکے حق کا علیحدہ کردینا اور کسی شخص کو اوس مال کے مالک تک پہونچانے کی وصیت کرنا اور اگر مالک کا وفات پانا ثابت ہو تو اوسکے وارث تک مال کے پہونچانے کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو نجانتا ہو تو اوسکی طلب مین کوشش کریگا اور صورت یاس مین بنا بر ایک قول کے مالک کی طرف سے تصدق کریگا **چوتھا مسئلہ** دین قبضہ پانے کے قبل صاحب دین کی ملک نہین ہوتا پس اگر اوسکو قبل قبضہ کے مدیون یا اور کسی کو بطریق مضاربت دیگا تو صحیح نہوگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کافر ذمی ایسی چیز کو فروخت کرے جسکا مالک مسلمان نہین ہو سکتا ہے (جیسے شراب اور خوک) تو اوسکی قیمت کا مسلمان کے حوالہ کرنا جائز ہے اور اگر اوس چیز کو مسلمان فروخت کریگا تو جائز نہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ دو شخصون کا مال کئی شخصون کے ذمہ ہو تو اوسکا آپس مین

تقسیم کرنا جائز نہوگا پس جو مال ان دونون مین سے ہر ایک کو حاصل ہوگا اوسمین یہ دونون شریک رہینگے اور جو تلف ہوگا اوسمین بھی دونون شریک رہینگے **ساتوان مسئلہ** جب کوئی شخص اپنے دین کو اوسکی اصل قیمت سے کم کے ساتھ فروخت کرے تو مدیون پر مشتری کو اوتنا ہی مال دینا واجب ہوگا جتنا مشتری نے بائع کو دیا ہی **چھٹا مقصد** دین مملوک کے بیان مین مملوک کو اپنے نفس مین تصرف کرنا (مثلاً اپنے تئین کسی کے اجارہ مین دینا یا کسی سے قرض لینا یا نکاح کرنا یا اور کوئی عقد واقع کرنا) یا اوس مال مین تصرف کرنا جو اوسکے پاس ہو بدون اجازت مالک (مثلاً اوسکو فروخت کرنا یا ہبہ کرنا) جائز نہین ہی اگرچہ مملوک کے مالک ہونے کے قائل بھی ہون اور اسیطرح اگر آقا اجازت دے کہ تو اپنے لیے کوئی چیز خرید کرلے تب بھی مملوک کا اوس مال مین تصرف کرنا جائز نہوگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ مملوک اوس کنیز کی وطی کا مالک ہوجاتا ہی جسکو اپنے لیے باجازت مالک خرید کیا ہو اور آقا کے تحلیل کرنے کی حاجت نہین ہی پس اگر غلام کو اوسکا مالک قرض لینے کی اجازت دے تو دین مولی کے ذمہ ثابت ہوگا خواہ غلام کو فروخت کرڈالے یا باقی رکھے اور اگر اوسکو آزاد کردے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ دین عبد کے ذمہ مستقر ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ آقا ہی کے ذمہ رہیگا اور یہی قول اشہر و اتمین ہی اور اگر آقا مرجائے تو اوسکے ترکہ سے دیا جاویگا اور اگر کئی قرضخواہ ہونگے تو اونمین غلام کا قرضخواہ بھی داخل ہوگا اور جب اوسکو تجارت کی اجازت دیجاوے تو قدر اجازت پر اقتصار کرنا واجب ہوگا پس اگر کسی مقدار معین کی اجازت دیگا تو اوس سے زیادتی جائز نہوگی پس اگر خرید کرنے کی اجازت دیگا تو نقد خرید کرنے کی اجازت سمجھی جاویگی اور اگر نسیۃ (وہ بیع جسکی ادائے قیمت کے واسطے کوئی مدت معین ہو) خرید کرنے کی اجازت دی ہو تو قیمت آقا کے ذمہ ہوگی اور اگر قیمت غلام سے تلف ہو جاوے تو بھی آقا پر اوسکا عوض واجب ہوگا اور جبکہ غلام کو تجارت کی اجازت دیجاوے تو یہ اجازت وسی

مخصوص ہوگی اور اوسکے مملوک کے حق مین نہوگی اسلیے کہ مال غیر مین تصرف کرنے کیلیے اذن صریح
درکار ہے اور اگر فقط تجارت کی اجازت دے اور قرض لینے کی نہ دے اور وہ کچھ مال قرض لے
اور وہ مال تلف ہوجاوے تو غلام کے ذمہ لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ غلام سے اوسکی قیمت
اوس مال کے حاصل کرنے مین سعی کرائی جائیگی اور اگر تجارت کرنے اور قرض لینے کی اجازت نہ دے
اور قرض لے اور پھر وہ مال تلف ہوجاوے تو غلام کے ذمہ لازم ہوگا اور بعد اوسکے آزاد
ہونے کے اوس سے وصول کیا جاویگا اور آقا پر اوسکا دینا واجب نہ ہوگا اور اس مقام پر دو فرعین
ہین **اول** جب کوئی غلام بدون اجازت آقا کوئی شی خرید کرے یا قرض لے تو باطل ہے اور عین
مال اوس سے واپس لیا جاویگا اور اگر اوسکے پاس تلف ہوجاویگا تو اوسکے آزاد ہونے کے بعد
اوس سے مطالبہ کیا جاویگا **دوسرے** جبکہ غلام قرض لے اور اوس مال کو اوسکا آقا لیوے اور وہ اوسکے
پاس سے تلف ہوجاوے تو مقرض کو آقا اور مملوک دونون سے مطالبہ کرنیکا اختیار ہے لیکن مملوک سے آزاد ہونے کے
بعد مطالبہ صحیح ہوگا **خاتمہ** جو شخص متاع کو کیل یا وزن سے ضبط کرتا ہے اوسکی اجرت بائع پر اور جو شخص کہ قیمت کو پرکھتا ہے
یا وزن کرتا ہے اوسکی اجرت مشتری پر لازم ہوگی اور متاع کے فروخت کرنے والے کی اجرت بائع پر اور
خرید کرنیوالے کی مشتری پر واجب ہے اور اگر ان لوگون مین سے کوئی شخص تبرعًا کام کریگا تو اجرت پانیکا مستحق
نہوگا اگرچہ مالک بیع و شرا کی اجازت بھی دیدے اور اگر دلال خرید فروخت دونون واقع کرے پس جس مال
کو فروخت کیا ہے اوسکی اجرت اوس شخص پر لازم ہوگی جسنے فروخت کرنیکا حکم کیا ہے اور جس مال کو خرید کیا ہے اوسکی
اجرت اوس شخص پر لازم ہوگی جسنے خرید کرنیکا حکم دیا ہے اور یہ دونون اجرتین ایک ہی شخص پر لازم نہونگی اور اگر
دلال کے پاس متاع تلف ہوجاوے تو ضامن نہوگا ہان اگر تفریط کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر وقوع تفریط مین خلاف ہو اور اوسکے
ثبوت پر کوئی بینہ نہو تو دلال کا قول اوسکی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اسیطرح اگر تفریط ثابت ہوجاوے
اور مقدار قیمت مین اختلاف ہو اور بینہ نہو تب بھی دلال ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا

کتاب الرہن اسمین چند فصلین ہین **پہلی فصل** رہن وثیقہ ہے جو دین مرتہن کے لیے رکھا جاتا ہے

اس عقد مین بھی مثل باقی عقود کے ایجاب قبول ضرور ہے اور ایجاب سے وہ لفظ مراد ہے جو رہن رکھنے پر دلالت کرے جیسے رَهَنْتُكَ (مین نے فلان چیز کو تیرے پاس رہن رکھا) یا هٰذَا وَثِيقَةٌ عِنْدَكَ (یہ چیز تیرے پاس وثیقہ دین ہے) اور اسی طرح جو لفظ اس معنی پر دلالت کریگا وہی کافی ہوگا اور اگر نطق سے عاجز ہو تو اشارہ کافی ہوگا اور اگر اس حالت مین صیغہ کو اپنے ہاتھ سے لکھدے اور اوس قصد ایجاب اوسکا معلوم ہووے تو جائز ہوگا اور قبول سے وہ لفظ مراد ہے جو اس ایجاب کے ساتھ رضا پر دلالت کرے (جیسے قَبِلْتُ یا رَضِيتُ وغیرہ) اور رہن کرنا مطلقاً صحیح ہے سفر مین ہو یا حضر مین اور آیا قبضہ کرنا اس عقد مین شرط ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ شرط ہے اور اگر بدون اجازت راہن قبضہ کرے تو قبضہ صحیح نہوگا اور رہن لازم نہوگا اور اگر راہن نے مرتہن کو قبضہ کرنے کی اجازت دی ہو اور پھر قبل قبضہ پانے کے منع کر دے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر راہن عقد کرنے کے بعد مجنون یا بیہوش ہو جاوے یا قبل قبضہ مر جاوے تو بھی قبضہ صحیح نہوگا اور رہن لازم نہوگا اور قبضہ مرتہن کا شی مرہون پر دائمی ہونا شرط نہین ہے پس اگر مرتہن کے قبضہ پانے کے بعد راہن کی طرف عود کرے یا راہن اوسمین کوئی تصرف کرے تو رہن سے خارج نہوگی اور اگر راہن اپنی اوس شی کو رہن کرے جو مرتہن کے قبضہ مین ہو تو رہن لازم ہوجاویگا اگرچہ وہ شی مرتہن کے پاس بطور غصب ہے کیونکہ قبضہ متحقق ہے اور اگر ایسی چیز کو رہن کرے جو غائب ہے تو رہن لازم نہوگا جبتک کہ مرتہن یا اوسکا قائم مقام وقت رہن حاضر ہو کر قبضہ نکرے اور اگر راہن قبضہ دینے کا اقرار کرے تو موافق اوسکے اقرار کے حکم کیا جاویگا بشرطیکہ اوسکا کذب معلوم نہو اور اگر بعد کو اپنے اقرار سے عدول کرے تو مقبول نہوگا لیکن اگر راہن دعوی کرے کہ مین نے شہادت دلانے مین موافق کرنے کے لیے قبضہ دینے کا اقرار کیا تھا تاکہ رسم وثیقہ قائم ہوجائے اور اوسکی کتابت اور اوسپر شہادت لینے مین سہولت ہو مبادا حقیقۃً قبضہ دینے کا وقت

تاخیر کرنے مین کوئی عذر ایسا حادث ہوجاوے جسکی وجہ سے اقامت رسم وثیقہ مین دقت ہو اور دشوار
واقع ہو اور درحقیقت مین نے قبضہ نہین دیا تھا تو یہ دعویٰ اوسکا مسموع ہوگا اسلیے کہ امر عادة مروج ہے
اور علی الاشبہ مرتہن پر قسم متوجہ ہوگی ورمال مشاع پر قبضہ دینا بدون ضماشریک علی الاشبہ جائز ہے خواہ وہ
شے منقولات سے ہو یا غیر منقولات سے

دوسری فصل شرائط رہن کے بیان مین

پس رہن رکھنا
اوس مال کا صحیح ہوگا جو عین اور مملوک ہو اور اوسپر قبضہ کرنا ممکن ہو اور اوسکا فروخت کرنا صحیح ہو
خواہ مشاع ہو یا منفرد پس اگر دین کو رہن کریگا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر منفعت کو رہن کریگا (جیسے
مکانکی سکونت یا غلام کی خدمت) تو بھی صحیح نہوگا اور آیا غلام مدبر کا رہن صحیح ہے یا نہین اسمین تردد
ہے لیکن صحت رہن خالی از وجہ نہین ہے غایت الامر یہ ہے کہ اوسکی تدبیر باطل ہوجاییگی لیکن اگر رہن خدمت
کے ساتھ بقاء تدبیر کی بھی تصریح کیجاوے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ یہ عقد صحیح ہوگا اور دلیل اسکی وہ روایت
ہے جسمین خدمتِ غلام کی بیع کا جواز منقول ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ تنہا منفعت
کی بیع دشوار ہے اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے اور اگر غیر مملوک کو رہن کرے تو صحت اوسکی
اجازتِ مالک پر موقوف رہیگی اور اسیطرح اگر مملوک اور غیر مملوک کو رہن کرے تو فقط اوسکی ملک مین
رہن صحیح ہوگا اور غیر مملوک مین صحت رہن اوسکے مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اور اگر کوئی مسلمان
شراب کو رہن کرے تو صحیح نہوگا اگرچہ کافر ذمی ہی کے پاس رہن کرے اور اگر کافر ذمی شراب کسی
مسلمان کے پاس رہن کرے تب بھی علی الاشبہ صحیح نہوگا اگرچہ کسی ذمی ہی کے پاس امانت رکھوا دے اور اگر
زمین خراج کو رہن کرے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ زمین کسی ایک مسلمان کی ملک نہین ہے ہان اوسکی بناؤن اور
آلات اور درختون کا رہن کرنا صحیح ہے اور اگر ایسی چیز کو رہن کرے جسپر قبضہ نہ دے سکتا ہو (جیسے پرند کا
حالت پرواز مین اور مچھلی کا پانی مین رہن کرنا) تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوس چیز کو رہن کرے جسپر قبضہ
دے سکتا ہے اور قبضہ نہ دے تب بھی صحیح نہوگا ہے اور اسیطرح اگر کافر کے پاس کسی غلام مسلم یا قرآن شریف کو

کتاب الرهن

رہن کرے تو بھی صحیح ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا لیکن کسی مسلمان کے پاس رکھدیا جاوے اور بیچ ڈالے ہو اور اگر کسی مال وقف کو رہن کریگا تو صحیح ہوگا اسلیے کہ اوس سے استیفاء دین ممکن نہین ہو کیونکہ اوسکی بیع صحیح نہین ہو اور زمان خیار مین رہن کرنا صحیح ہو خواہ بائع کا خیار ہو یا مشتری کا یا دونون کا اسلیے کہ مال مبیع علی الاشبہ محض عقد سے منتقل ہوجاتا ہو اور غلام مرتد کا رہن کرنا صحیح ہو فطری ہو یا ملّی اور اسیطرح اوس غلام کا رہن کرنا بھی صحیح ہو جسنے از راہ خطا جنایت کی ہو اور اگر عمداً جنایت کی ہو تو صحت رہن مین تردد ہو اور اشبہ جواز رہن ہو اور اگر اوس چیز کو رہن کرے جو قبل مدت فاسد ہوجاوے اور اوسکی بیع شرط کرلیجاوے تو جائز ہوگا والا باطل و بعض علما نے فرمایا ہو کہ رہن صحیح ہوگا لیکن راہن اوسکے فروخت کرنے پر مجبور کیا جاویگا

تیسری فصل

اوس حق کے بیان مین جسپر رہن رکھنا صحیح ہو یعنی جو دین کہ ذمہ پر ثابت ہو جیسے قرض یا قیمت مبیع اوسی پر رہن لینا صحیح ہو پس جس چیز کے وجوب کا سبب حاصل نہوا ہو اوسمین رہن کرنا صحیح نہین ہو جیسے اوس مال کا رہن رکھنا جو قرض لیا جاویگا یا اوس مال کی قیمت پر رہن رکھنا جو خرید کیا جاویگا اور اسیطرح اوس مال پر بھی رہن رکھنا صحیح نہین ہو جسکا سبب وجوب حاصل ہوچکا ہو اور ثابت نہوا ہو جیسے دیت قبل استقرار جنایت اور قسط سالانہ پر اوسکی مدت گذرنے کے بعد رہن رکھنا جائز ہو اور اسیطرح مال جعالہ (وہ مال جو گم شدہ چوپایہ وغیرہ کے واپس لانے پر مقرر کیا جاوے) پر قبل واپس کرنے کے رہن لینا جائز نہین ہو اور بعد واپس کرنے کے جائز ہے اور اسی طرح مال کتابت مشروطہ پر بھی رہن لینا جائز نہین ہو اور اگر ہم جواز رہن کے قائل ہون تو اشبہ ہوگا اور کتابت مشروطہ کے فسخ کرنے سے رہن باطل ہوجاتا ہو اور جسچیز سے کہ استیفاء دین ممکن نہوا اوسپر بھی رہن رکھنا صحیح نہین ہو جیسے وہ اجارہ جو عین موجر سے متعلق ہو جیسے کہ اوسکی خدمت اور اوس چیز مین رہن لینا صحیح ہو جو ذمہ پر ثابت ہو جیسے کوئی ایسا عمل جسمین مباشرت شرط نہو اسلیے کہ صورت تعذر مین بیع وثیقہ کے بعد استیفاء عمل ممکن ہو اور اگر کسی مال پر کوئی رہن کے

کتاب الرهن

پھر کسی دوسرے شخص سے قرض لیوے اور اسی رہن کو دونون کے لیے مقرر کرے تو جائز ہوگا

چھٹی فصل راہن کے بیان مین۔ راہن مین کمال عقل اور جواز تصرف شرط ہے اور صورت اکراہ
مین رہن منعقد نہین ہوتا اور ولی طفل کو اوسکے مال کا رہن رکھنا جائز ہے بشرطیکہ قرض لینا طفل کے لیے مصلحت
ہو مثل اسکے کہ اوسکے مکان منہدم کی اصلاح مقصود ہو یا اوسکے اموال کے محفوظ رکھنے مین قرض
لینے کی احتیاج ہو پس ان صورتون مین ولی کو طفل کے بعض اموال کا رہن رکھنا موافق اپنی رائے اور
اوسکی مصلحت کے جائز ہوگا بشرطیکہ اون اموال کا باقی رکھنا اونکے بیع کرنے سے طفل کے حق مین زیادہ مفید ہو

پانچوین فصل مرتہن کے بیان مین۔ مرتہن کا کامل العقل اور جائز التصرف ہونا شرط ہے اور ولی یتیم کو
اوسکے لیے رہن لینا جائز ہے اور اوسکے مال کو نسیئۃً فروخت کرنا بدون ظہور نفع جائز نہین ہے مثل اسکے
کہ اوسکے مال کو زائد قیمت کے ساتھ ایک مدت معین تک فروخت کرے کہ اس صورت مین جائز ہوگا اور اسی طرح
ولی کو اوسکے مال کا قرض دینا بھی جائز نہین ہے کیونکہ اسمین کچھ نفع نہین ہے ہان اگر اوسکے مال کے غرق
ہونے یا جل جانے یا لٹ جانے وغیرہ کا خوف ہو تو اوسکا قرض دینا اور اوسپر رہن لینا جائز
ہوگا اور اگر رہن لینا دشوار ہو تو کسی ایسے شخص کو قرض دینے پر اقتصار کریگا جو ثقہ اور با دیانت
ہو اور غالباً لوگون کا مال رکھا جاتا ہو اور جبکہ مرتہن عقد مین رہن کے محفوظ رکھنے یا اوسکو بیع کرکے
دین مین صرف کرنے کی وکالت اپنے یا اوسکے لیے شرط کر لے یا رہن کو کسی عادل معین کے پاس رکھے تو
شرط لازم ہوجاویگی اور راہن کو بعد عقد کے فسخ وکالت کا اختیار نہوگا اور راہن تردد ہے اور راہن
کے مرجانے سے وکالت باطل ہوجاتی ہے اور رہن باقی رہتا ہے اور جبکہ مرتہن وغیرہ کو وکیل ہونے کی شرط ہوجاوے تو
اوسکے مرجانے سے بھی وکالت باطل ہوگی اور رہن باقی رہیگا اور اگر مرتہن مرجاوے تو اوسکے وارث کی طرف وکالت منتقل
نہوگی ہان اگر شرط کرلی ہوگی تو منتقل ہوجاویگی اور یہی حکم اوس صورت مین بھی ہوگا کہ جب غیر مرتہن
وکیل ہو اور اگر مرتہن مرجاوے اور رہن کا اوسکے ترکہ مین موجود یا معدوم ہونا معلوم نہو تو مرتہن کے

کتاب الرهن

كل متروکہ پر دوسرے مال کا حکم جاری کیا جاویگا یا نہ کہ رہن کی بینہ وغیرہ سے بعینہ موجود ہونا معلوم ہوا اور مرتہن کو رہن کا خرید کرنا جائز ہے اور مرتہن اس رہن سے اپنے دین کے پورا کرنے مین باقی غرما (قرضخواہان) پر مقدم ہوگا خواہ راہن زندہ ہو یا مر گیا ہو اور اگر مال مرہون دین مرتہن کو کافی نہو تو راہن کے مال مین باقی قرضخواہون کے ساتھ حصہ رسد شریک کیا جاویگا اور رہن مرتہن کے پاس امانت ہے پس اگر تلف بھی ہو جاوے تو ضامن نہوگا اور اسکے تلف ہونے سے اوسکا حق قرض ساقط نہوگا جبتک کہ اوسکی تفریط سے تلف نہو اور اگر رہن مین سوار ہونے یا سکونت کرنے یا اجارہ دینے کے ساتھ تصرف کریگا تو ضامن ہوگا اور اوسکو اجرت دینا لازم ہوگی اور اگر رہن مین مصارف ہونگے (مثلاً مال مرہون چوپایہ ہو) تو مرتہن پر انفاق واجب ہوگا اور بعدہ راہن سے اوسقدر مال کا مقاصہ کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مرتہن کو انفاق کے عوض چوپایہ پر سوار ہونے یا راہن سے اوسقدر مال لینے کا اختیار ہوگا اور مرتہن کو مال مرہون سے اپنا دین وصول کرلینے کا استحقاق ہے اگر اقرار دین ورہن مین ورثہ راہن کے انکار کرنے کا خوف ہو اور حاکم کے سامنے ثابت نہ کرسکتا ہو لیکن اگر رہن کا اقرار کرے اور اپنے دین کا مدعی ہو تو اوسکا اقرار مسموع ہوگا اور دعوئے دین بدون بینہ مقبول نہوگا پس اگر مرتہن وارث کے بھی مطلع ہونیکا دعوی کریگا تو وارث کو نفی علم پر حلف دیا جاویگا اور اگر مرتہن کنیز مرہونہ سے جبراً وطی کریگا تو اوسکی قیمت کا دسوان حصہ راہن کو دلوایا جاویگا اگر باکرہ ہوگی اور اگر ثیبہ ہوگی تو بیسوان حصہ دلوایا جاویگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مہر المثل دلوایا جاویگا اور اگر کنیز کی رضا سے وطی کریگا تو مرتہن کو کچھ دینا نہ پڑیگا اور جبکہ مال مرہون کو راہن و مرتہن اپنی رضا سے کسی عادل کے پاس رکھدین تو اوسکو مال مرہون کا ان دونون کو واپس کرنا یا اوس شخص کے حوالہ کرنا جس سے یہ دونون راضی ہون جائز ہوگا اور اوسکو ان دونون کی موجودگی مین بغیر انکی اجازت کے حاکم یا اور کسی امین کے سپرد کرنا جائز نہوگا اور اگر سپرد کریگا تو

كتاب الرهن

توضامن ہوگا اور اگر راہن و مرتہن عمداً بدون عذر پوشیدہ ہوجاوین توحاکم کے سپرد کردینا جائز
ہوگا اور اگر وہ دونون اتفاقاً غائب ہون تو بدون ضرورت مال مرہون کا حاکم یا اور کسی
عادل کے سپرد کرنا جائز نہوگا اور اگر سپرد کریگا توضامن ہوگا اور اگر راہن و مرتہن مین سے ایک شخص
غائب ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی عذر و ضرورت کیوجہ سے حاکم کے سپرد کریگا تو صحیح ہوگا
اور اگر بدون اذن حاکم کسی دوسرے شخص کے سپرد کریگا توضامن ہوگا اور اگر مال مرہون دو
عادلون کے پاس امانت رکھا جاوے تو اون دونون مین سے ایک کو تنہا اپنے پاس رکھنا جائز
نہوگا اگرچہ دوسرا اجازت بھی دیدے اور اگر مال مرہون کو مرتہن یا عادل فروخت کرے اور
قیمت مرتہن کے حوالہ کرے بعدہ اوسمین کوئی عیب ظاہر ہو تو مشتری کو مرتہن پر رجوع کرنا صحیح
لیکن اگر مال مرہون کا ملک غیر ہونا ثابت ہو (مثلاً غصب و سرقہ وغیرہ کے ذریعہ سے آیا ہو)
تو مشتری کو اپنی قیمت کا مرتہن سے واپس لینا صحیح ہوگا اور جبکہ مرتہن مرجاوے تو راہن کو مال مرہون
کا وارث مرتہن کے سپرد کرنا لازم نہوگا پس اگر راہن اور وارث مرتہن مال مرہون کو باتفاق
کسی امین کے پاس رکھدین فبہا والا حاکم کو اپنی رضا سے کسی امین کے سپرد کردینا جائز ہوگا اور اگر عدل
(وہ امین جسکے پاس رہن رکھا گیا تھا) خیانت کرے اور راہن و مرتہن اوسکے منتقل کرنے مین اختلاف
کرین تو حاکم کو اوسکا کسی دوسرے امین کے سپرد کردینا جائز ہوگا **چھٹی فصل** لواحق کے بیان مین
اس مین چند مقصد ہین **پہلا مقصد** اون احکام کے بیان مین جو راہن سے متعلق ہین راہن کو
رہن مین خدمت لینے یا سکونت کرنے یا اجارہ دینے کے ساتھ تصرف کرنا جائز نہین ہے
اور اگر رہن کو فروخت یا ہبہ یا وقف کرے تو اجازت مرتہن پر موقوف ہوگا اور آیا مملوک
مرہون کا باجازت مرتہن آزاد کرنا صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے لکن جواز بیوجہ نہین ہے اور
جسطرح کہ راہن کو مال مرہون مین تصرف کرنا جائز نہین ہے اسی طرح مرتہن کو بھی جائز نہین اور آیا

مرتہن کا باجازت راہن آزاد کرنا صحیح ہو اسمین تردد ہو لیکن عدم جواز بیوجہ نہین ہو کیونکہ مرتہن مالک نہین ہو پس چون سبق اجازت صحیح ہوگا ہان اگر راہن کی اجازت کے بعد آزاد کریگا تو صحیح ہو اور اگر راہن وطی کرے اور کنیز حاملہ ہوجاوے تو ام ولد ہوجاویگی اور رہن باطل ہوگا اور آیا اوس کنیز کو حیات ولد مین فروخت کرنا جائز ہو یا نہین بعض علمائنے فرمایا ہو کہ جائز نہین ہو اور بعض نے فرمایا ہے کہ جائز ہے اسلیے کہ حق مرتہن کا تعلق اوسکے ام ولد ہونے سے قبل ہوچکا ہے لیکن پہلا قول اشبہ ہو اور اگر راہن اوس کنیز سے باجازت مرتہن وطی کرے تو بوجہ وطی رہن سے خارج ہوگی اور اگر باجازت مرتہن اوسکو فروخت کرے تو بیع صحیح اور رہن باطل ہوگا اور اوسکی قیمت کا رہن کرنا واجب ہوگا اور اگر راہن اوسکے بیع کرنے کی قبل مدت معینہ مرتہن کو اجازت دے تو مرتہن کو اوسکی قیمت مین قبل انقضاء مدت تصرف کرنا جائز ہوگا اور اگر بعد انقضاء مدت بیع کرنے کی اجازت دی تھی تو تصرف کرنا صحیح ہوگا اور جبکہ بعد انقضاء مدت راہن کو ادا کرنے مین دشواری ہو پس اگر مرتہن وکیل ہو تو اوسکے بیع کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر وکیل نہین ہو تو حاکم کے پاس مرافعہ کریگا تاکہ حاکم راہن کو بیع کرنے کا حکم دے پس اگر راہن بیع کرنے سے انکار کریگا تو حاکم کو اوسکا قید کرنا جائز ہوگا اور حاکم کو مال مرہون کا بدون رضاء راہن بھی فروخت کرنا جائز ہو **دوسرا مقصد** اون احکام کے بیان مین جو رہن سے متعلق ہین عقد رہن راہن کی طرف سے عقد لازم ہو پس اوسکو مال مرہون کا مرتہن سے اوسوقت تک واپس لینا جائز نہوگا جبتک کہ دین پر اوسکو قبضہ نہ دیوے یا مرتہن ابراء نکردے یا حق ارتہان کے ساقط کرنے کی تصریح نکردے پس عقد رہن کے فسخ ہوجانے کے بعد مال مرہون مرتہن کے پاس امانت رہیگا اور بدون مطالبہ مرتہن پر اوسکا راہن کے سپرد کرنا واجب ہوگا اور اگر عقد رہن باین شرط واقع ہو کہ اگر راہن مدت معینہ مین دین کو ادا نکرے تو مال مرہون کل یا بعض دین کے مقابل

كتاب الرهن

مبیع قرار پاوے تو اس صورت مین نہ بیع صحیح ہوگی نہ رہن اور اگر کوئی شخص اپنے مدیون کا
مال غصب کرلیوے بعد اوسی مال کو اپنے پاس رہن رکھ لیوے تو صحیح ہوگا اور اوسکی ضمانت
باقی رہیگی اور اسی طرح اگر وہ مال کسی کے پاس بذریعہ بیع فاسد موجود ہو بعدہ وہی مال رہن رکھیوے
تب بھی صحیح ہوگا اور ضامن رہیگا اور اگر راہن ضمانت کو ساقط کردے تو ساقط ہوجاویگی اور
جو زیادتی یا فائدہ کہ مال مرہون سے حاصل ہوگا وہ راہن کا مال ہوگا اور اگر بعد رہن کرنیکے
درخت بارآور ہو یا چوپایہ یا کنیز حاملہ ہوجاوے تو بچہ ثمر اور گل بھی علی الاظہر رہن مین اپنی اصل کا تابع ہوگا
اور اگر مرتہن کے پاس دو دینون کے مقابل دو رہن ہون بعدہ راہن ایک دین کو ادا کرے تو
مرتہن کو اس دین کے رہن کا دوسرے دین کے مقابل بدون رضا راہن روکنا جائز ہوگا اور اسیطرح
اگر کسی کے ذمہ مرتہن کے دو دین ہون اور اونمین سے ایک دین کے مقابل رہن ہو تو مرتہن کو اوس
رہن کا دونون دینون کے مقابل قرار دینا جائز ہوگا اور اسیطرح دین سابق کے رہن کو دین لاحق
(جدید) کے مقابل قرار دینا بھی جائز نہین ہے اور جبکہ دوسرے کا مال عاریت لیکر اوسکی
اجازت سے رہن کرے بعدہ وہ مال مرتہن کے پاس سے تلف ہوجاوے یا اوسکے پاس سے بوجہ
غصب یا سرقہ وغیرہ جاتا رہے اور اوسکا واپس کرنا دشوار ہو تو راہن اوس مال کی قیمت کا
ضامن ہوگا اور اگر وہ مال ثمن مثل سے زاید کے ساتھ فروخت کیا جاوے تو صاحب مال کو
اوسی قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا جس قیمت کو وہ فروخت ہوا ہے اور جبکہ درخت خرما رہن کیا جاوے
تو اوسکا ثمر داخل ہوگا اگرچہ غیر مؤبر ہو اور اسیطرح اگر زمین رہن کیجاوے تو زراعت اور درخت
وغیرہ داخل ہونگے اور اگر راہن کہے کہ اوس زمین کو مین نے اوسکے جملہ حقوق کے ساتھ رہن کیا
تو زراعت وغیرہ بھی داخل ہوجاویگی اور اسمین تردد ہے تاوقتیکہ راہن ان چیزون کے داخل ہونیکی
تصریح کردے اور اسیطرح زمین کے رہن کرنے کے بعد جو چیزین پیدا ہون وہ بھی داخل ہونگی خواہ

منجانب اللہ پیدا ہون یا راہن خواہ کسی اجنبی نے بوئی ہون بشرطیکہ اصل اون چیزونکی درخت مرہون سے ہنو اور آیا راہن اونکے دُور کرنے پر مجبُور کیا جاویگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نہ کیا جاویگا۔ و بعض نے فرمایا ہے کہ مجبُور کیا جاویگا اور یہی قول اشبہ ہے اور جو چیزین کہ درخت سے توڑی جاتی ہین (جیسے لکڑی) اگر اونمین سے اوسقدر مال رہن کیا جاوے جو ایکدفعہ توڑا جاتا ہے پس اگر حق مرتہن کے ادا کرنیکی مدت اسقدر رہو جو دوسری دفعہ کے توڑنے سے قبل ختم ہو جاوے تو صحیح ہوگا اور اگر حق مرتہن کی مدت اسقدر متاخر ہو جو مال مرہون کے غیر مرہون مین اسطرح مخلوط ہو جانیکو مستلزم ہو کہ تمیز باقی نرہے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ رہن باطل ہوگا لیکن عدم بطلان خالی از وجہ نہین ہے اور اسیطرح اون چیزون کی رہن مین بھی کلام ہے جو سُوتی جاتی ہین (جیسے مہندی) یا کاٹی جاتی ہین (جیسے ساگ وغیرہ) اور جبکہ غلام مرہون کسی کی عمداً ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو تو یہ جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور حق مجنی علیہ (جسپر جنایت ہوئی ہو) حق مرتہن پر مقدم ہوگا اور اگر از روے خطا جنایت کرے اور اوسکا آقا اپنے مال سے دیت دیکر اوسکو رہا کرے تو رہن رہیگا اور اگر آقا اوسکو نہ چھوڑاوے تو اوس غلام مین بقدر ارش جنایت مجنی علیہ کا حق ہوگا اور باقی غلام رہن رہیگا اور اگر جنایت تمام قیمت غلام کے برابر ہو تو مجنی علیہ مرتہن پر مقدم ہوگا اور اگر اپنے آقا پر عمداً جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جاویگا اور رہن ہونے سے خارج ہنوگا اور اگر جنایت قتل نفس ہو تو غلام کا قتل کرنا جائز ہے لیکن اگر از روے خطا جنایت ہوگی تو اوسکے آقا کا اوسپر کوئی عوض ثابت ہنوگا اور رہن مین باقی رہیگا اور اگر اوس شخص پر جنایت ہو جسکا وارث مالک غلام ہو تو مالک کو غلام پر وہ حق ثابت ہوگا جو اوسکے مورث کا اوسپر ثابت ہوگا پس اگر عمداً وہ جنایت کی ہو جو موجب قصاص ہے تو مالک کو قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر از روے خطا جنایت

لان الملک ثبت للمالک ما یثبت للمورث من القصاص

جنایت کی ہو اور بقدر تمام قیمت ہو تو مالک کو رہن سے چھوڑا لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور
اگر بقدر تمام قیمت نہو تو بقدر جنایت چھوڑا لینے کا اختیار ہوگا اور باقی رہن رہیگا اور اگر کوئی
شخص مال مرہون کو تلف کریگا تو اوسکی قیمت تلف کنندہ کے ذمہ لازم ہوگی اور وہ قیمت بجائے
اصل رہن ہوگی اور یہی حکم مرتہن کے تلف کرنے کی حالت مین بھی جاری ہوگا لیکن اگر مرتہن اصل مین
وکیل ہوگا تو قیمت مین وکیل نہوگا اسلیے کہ عقد اسکو شامل نتھا اور اگر شیرہ انگور رہن کیا جائے
اور بعدہ وہ شراب ہوجائے تو رہن باطل ہوگا بعد اوسکے اگر شراب سرکہ ہوجاوے تو وہ
راہن مین پھر عود کریگا اور رہن صحیح ہوجاویگا اور اگر مسلمان کے پاس شراب رہن کیجاوے
تو رہن صحیح نہوگا پس اگر وہ شراب مرتہن کے پاس سرکہ ہوجاوے تو اوسی کا مال ہوگا اور اسمین تردد
ہے اور اسیطرح اگر زمین سے شراب (یعنے مرتہن کا) اوٹھا کر جمع کرلیوے اور بعدہ وہ شراب سرکہ ہوجاوے
تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی شخص کا شیرہ انگور غصب کرلیوے اور وہ شیرہ شراب ہوکر
بعد سرکہ ہوجاوے تو غاصب اوسکا مالک نہوگا بلکہ مغصوب منہ مالک ہوگا اور اگر بیضہ رہن
کیا جاوے اور مرتہن اوسکی حضانت کرے پھر اوس سے بچہ پیدا ہو تو ملک رہن دونون باقی
رہینگے اور اسیطرح کچھ حبوب دانے یا بیج رہن کیے جاوین بعدہ مرتہن انکو بو دیوے
اور اوس سے درخت وغیرہ حاصل ہو تب بھی ملک و رہن دونون باقی رہینگے اور جبکہ
دو مدیون اپنے ایک مملوک کو اوس دین کے عوض رہن کرین جو اون دونون کے ذمہ ثابت
ہے تو اوس غلام مین سے ہر ایک کا حصہ اوسکے دین کے مقابل رہن ہوگا پس اگر دونون
مین سے ایک شخص اپنا دین ادا کریگا تو اوسکا حصہ چھوٹ جاویگا اور دوسرے کا حصہ
رہن رہیگا **تیسرا مقصد** اوس نزاع کے بیان مین جو مال مرہون مین واقع ہو اور اسمین
چند مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ راہن کی حصہ مشاع کو قبل قسمت رہن کرے بعد شریک اور

مرتہن اوسکی حفاظت اور روکنے مین نزاع کرین تو حاکم کو اوسکا بعد نزاع اجارہ دینا جائز ہوگا

اگر اوسکے لیے کوئی اجرت ہو پھر اوس اجرت کو راہن اور شریک مین موافق شرکت کے

تقسیم کریگا اور اگر اوسکے لیے کوئی اجرت نہوگی تو اوسپر کسی امین کو مقرر کریگا تاکہ نزاع منقطع ہوجاوے

دوسرا مسئلہ جبکہ مرتہن مرجاوے توحق رہانت اوسکے وارث کی طرف منتقل ہوگا اور راہن

کو وارث مرتہن کے امین مقرر کرنے سے انکار کرنا جائز ہوگا پس اگر یہ دونون کسی شخص کے امین

مقرر کرنے پر اتفاق کرلین تو مال مرہون اوسکے سپرد کیا جاویگا والا حاکم شرع اوسپر کوئی امین

مقرر کریگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ مرتہن کی تفریط سے مال مرہون تلف ہوجاوے تو مرتہن پر اسکی وہ

قیمت لازم ہوگی جو وقت قبضہ تھی اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ وہ قیمت لازم ہوگی جو وقت

تلف تھی اور بعض نے فرمایا ہے کہ وقت قبضہ سے وقت تلف تک جو قیمت زائد اور اعلیٰ ہوگی

وہ لازم ہوگی پس اگر مقدار قیمت مین اختلاف ہو تو راہن کا قول معتبر ہوگا اور بعض علمانے

فرمایا ہے کہ مرتہن کا قول معتبر ہوگا اور یہی قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہے **چوتھا مسئلہ**

جبکہ راہن و مرتہن اوس دین کی مقدار مین اختلاف کرین جسکے عوض رہن کیا گیا ہے تو راہن کا

قول معتبر ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ مرتہن کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ اوسکا دعویٰ قیمت رہن سے زائد نہو اور

قول اول اشہر و مختار اکثر ہی **پانچوان مسئلہ** جب کسی متاع کی نسبت اختلاف ہو اور مالک کہے کہ یہ مال تیرے پاس امانت

ہے اور قابض کہے کہ میرے پاس رہن ہے تو مالک کا قول معتبر ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی

کہ قابض کا قول معتبر ہوگا اور قول اول اشبہ ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ مرتہن راہن کو مال مرہون

کے فروخت کرنے کی اجازت دے اور پھر عدول کرے اور دونون مین اختلاف ہو اور مرتہن کہے

کہ مین نے قبل بیع عدول کیا ہی اور راہن کہے کہ بعد بیع تو مرتہن کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ

ان دونون کے دعوے متعارض اور مخالف اصل ہین پس دونون ساقط ہونگے اور وثیقہ دین کو

ترجیح دیجاویگی کیونکہ اصل بقاء رہن ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ راہن و مرتہن مال مرہون کو نقد غالب اور غیر غالب کے ساتھ فروخت کرنمین اختلاف کرین تو بلد کے نقدِ غالب کے ساتھ فروخت کیا جاویگا اور جو انکار کریگا وہ مجبور کیا جاویگا اور اگر یہ دونون نقد غالب کے علاوہ اور کسی نقد کے طالب ہون اور دونون مین نزاع ہو تو حاکم شرع ان دونون کو نقد غالب کے ساتھ فروخت کرنے پر مجبور کریگا اسلیے کہ جب وقت عقد کوئی نقد خاص معین نہ کیا جاوے تو یہ اطلاق نقد غالب ہی کی طرف منصرف ہوتا ہے اور اگر بلد مین دو نقد غالب ہون تو مال مرہون اوس نقد کے ساتھ فروخت کیا جاویگا جو حق دین سے مناسب اشبہ ہوگا (اگر دین سونا ہوگا تو سونے کے ساتھ فروخت کیا جاویگا اور اگر چاندی ہوگا تو چاندی کے ساتھ) **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مرتہن کسی شی معین کے رہن ہونے کا دعوے کرے اور راہن انکار کرے اور بیان کرے کہ رہن دوسری شی ہے اور ان دونون مین سے کسی کے پاس بینہ نہو تو اون کا رہن ہونا بدون قسم باطل ہو جاویگا جسکا مرتہن انکار اور راہن اقرار کرتا ہے اور راہن دوسری پر (وہ مال جسکے رہن ہونے سے راہن انکار کرتا ہے اور مرتہن اقرار کرتا ہے) قسم کھائیگا اور بعد قسم دونون مال رہن سے خارج ہو جاوینگے **نوان مسئلہ** جبکہ کسی شخص کے دو دین کسی کے ذمہ ہون اور ایک دین کے مقابل رہن ہو بعدہ مدیون کچھ مال ادا کرے اور دونون مین اختلاف ہو (مرتہن کہے کہ یہ مال فلان رہن کا ہے اور مدیون کہے کہ دوسرے رہن کا ہے) تو مدیون کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے اور اگر مال رہن کے واپس کرنمین اختلاف کرین تو راہن کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا جبکہ بینہ نہو

کتاب المفلس مفلس لغۃً وہ فقیر ہے جسکا عمدہ اور اکثر مال تلف ہو جائے اور مال قلیل (پیسے وغیرہ) باقی رہجاوین اور شرعاً وہ شخص ہے جسپر مفلس ہونیکا حکم کیا جاوے یعنی اپنے مال مین تصرف کرنے سے منع کیا جاوے لیکن بدون چار شرطون کے اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا **پہلی شرط** حاکم کے نزدیک

اوسکے دیون کا ثابت ہونا خواہ اوسکے اقرار و بینہ سے ثابت ہوا یا حاکم شرع خود جانتا ہو **دوسری شرط** اوسکے اموال کا اوسکے دیون سے قاصر ہونا اور وہ اشیا بھی اوسکے مال مین محسوب ہونگی جو دیون کے عوض اسکے پاس موجود ہین **تیسری شرط** جملہ دیون کا حال ہونا اور معجل جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین نہو **چوتھی شرط** کل یا بعض غرما (قرضخواہان) کا حاکم سے اوسکی نسبت منع تصرف کی درخواست کرنا اور اگر امارات (علامات) مفلسی ظاہر ہون تو حاکم کو اوسکا تبرعاً بدون درخواست غرما از راہ احسان و مواسات تصرف سے منع کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر خود مدیون حاکم سے اپنے ممنوع التصرف ہونے کی درخواست کرے تب بھی ممنوع نکیا جاویگا اور جبتک حاکم ممانعت کردے تو اوسکو تصرف کرنا جائز ہوگا اور اوسکے مال سے قرضخواہون کا حق متعلق ہوگا پس جس قرضخواہ کا کہ عین مال موجود ہوگا وہ اوسی سے مخصوص کیا جاویگا اور باقی مال اوسکے قرضخواہون پر بہ نسبت تقسیم کیا جاویگا پس اس مقام پر چند امور مذکور ہوتے ہین **امر اول** منع تصرف کے بیان مین پس مدیون کو اوسکے مال مین ابتدائی تصرف کرنا صحیح نہوگا تا کہ قرضخواہون کے حق مین حیف لاحق ہے اور اونکی حق تلفی نہونے پائے پس اگر تصرف کریگا تو باطل ہوگا خواہ بعوض ہو جیسے بیع و اجارہ یا بدون عوض جیسے عتق و ہبہ لیکن اگر دین سابق کا اقرار کریگا تو صحیح ہوگا اور مقرلہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک ہوگا اور اسیطرح اگر کسی عین مال کی نسبت اقرار کرے کہ یہ فلان شخص کا مال ہے تب بھی اقرار صحیح ہوگا اور وہ عین مال مقرلہ کے حوالہ کیا جاویگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ قبل اقرار اوسکے اعیان مال سے قرضخواہون کا حق متعلق ہوچکا ہے اور اگر مفلس کہے کہ یہ مال فلان شخص غائب کا میرے پاس بطور مضاربت ہے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور وہ مال اوسیکے پاس چھوڑدیا جاویگا اور اگر کسی شخص حاضر کا مال مضاربت بیان کرے اور وہ تصدیق کرے تو مال اوسکے حوالہ کیا جاویگا اور اگر تکذیب کرے تو قرضخواہون پر تقسیم کیا جاویگا

اور اگر بیع بالخیار کرنے کے بعد تصرف سے ممنوع ہوا اور حق خیار باقی ہو تو اوسکو اوس بیع کی اجازت دینے اور اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہوگا اسلیے کہ یہ ابتدائی تصرف نہین ہے اور اگر مفلس کا کسی پر دین ہوا اور بعد ممانعت اپنے مدیون سے کم مال لینے پر راضی ہو جاوے تو قرضخواہون کو اوسکے منع کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر مفلس کو بعد حجر (یعنے تصرف سے ممنوع ہونے کے بعد) کوئی شخص کچھ مال قرض دے یا اوسکے ہاتھ نسیئة فروخت کرے تو یہ شخص دیگر قرضخواہون کے ساتھ شریک نہوگا ہان اوسکا مال مفلس کے ذمہ رہیگا اور اگر مفلس بعد حجر کسی کے مال کو تلف کریگا تو ضامن ہوگا اور صاحب مال باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک کیا جاویگا اور اگر اپنے ذمہ کسیکے دین ہونیکا اقرار کرے اور یہ بیان نہ کرے کہ کسوجہ سے اور کس زمانہ سے وہ دین اوسکے ذمہ ہے اور کوئی سبب معلوم نہو تو مقرلہ باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مال ایسی وجہ سے اسکے ذمہ لازم ہوا ہو جسکے سبب صاحب مال باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک ہونیکا استحقاق نرکھتا ہو اور دیون موجلہ (جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) حجر (ممانعت تصرف) کی وجہ سے حال نہونگے البتہ مدیون کے مرجانے سے حال ہو جاتے ہین **امر دوم** قرضخواہ کا اپنے عین مال کے ساتھ مخصوص ہونا پس جس قرضخواہ کا اپنا عین مال پاجاوے اوسکو اپنے مال کا لے لینا جائز ہے اگرچہ سواے اس مال کے مفلس کے پاس کوئی دوسرا مال نہو اور اوسکو باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک ہونیکا بھی اختیار ہے اور قرضخواہ کو اپنے عین مال کے لے لینے کا علی الاظہر مطلقاً اختیار ہے خواہ مال مفلس اوسکے کل دیون کے لیے وفا کرے خواہ نہ کرے لیکن میت کے جملہ قرضخواہ اوسکے ترکہ مین مساوی ہونگے اور نہ قرضخواہ کو اپنے عین مال سے اختصاص نہوگا ہان اگر میت کا ترکہ اوسکے جملہ دیون کو کافی ہو تو قرضخواہ اپنے عین مال کو لے سکتا ہے اور بعض علمانے فوریت کو شرط کیا ہے اور اگر تاخیر کے بھی قائل ہون تو جائز ہوگا اور اگر کسی قرضخواہ کی بعض مبیع سالم ہو تو اوسکو بحصہ قیمت لے سکتا ہے اور

باقی میں دیگر قرضخواہون کا شریک ہیگا اور اگر مبیع میں کوئی ایسا عیب موجود ہو جسکی وجہ سے ارش
پانے کا مستحق ہو تو ارشِ نقصان مین باقی قرضخواہون کا شریک ہیگا اور اگر وہ عیب من جانب اللہ
یا بجنایت مالک حادث ہوا ہو تو اوسکے چھوڑ دینے اور پوری قیمت کے ساتھ لے لینے مین
اختیار ہوگا اور اگر اوس مبیع سے کوئی نماے منفصل (وہ زیادتی جو مبیع سے پیدا ہوا ور جدا ہو
جیسے بچہ اور دودھ) حاصل ہوئی ہو تو مشتری کا مال ہوگا اور صاحب مال کو اصل مبیع کا پوری قیمت
کے ساتھ لینا جائز ہوگا اور اگر مبیع مین کوئی نماے متصل (جیسے مبیع کا فربہ یا دراز ہونا) حاصل ہو
اور اوسکی وجہ سے قیمت زیادہ ہو جاوے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اس صورت مین بھی اصل مبیع
کو لے سکتا ہے اسلیے کہ یہ نما تابع اصل ہے اور اسمین تردد ہے اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری
ہوگا جبکہ کسی درخت خرما کو مع ثمر ایسے وقت فروخت کرے کہ اوسکی بیع نہو سکتی ہو (مثلاً قبل بدو صلاح)
فروخت کیا جاوے اور مشتری کے مفلس ہونے کے بعد وہ ثمر قابل بیع ہو ویں لیکن اگر مفلس نے
حبوب (بیج) کو خرید کرنے کے بعد بو دیا ہو اور اوسکی زراعت دور ہو جاوے یا کسی بیضہ کو
خرید کر حضانت کی ہو اور اوس سے بچہ پیدا ہو تو صاحب مال کو اوسکا لینا جائز نہوگا اسلیے کہ
یہ اوسکا عین مال نہین ہے اور اگر اوسکے ہاتھ مفلس ہونے سے قبل کوئی درخت خرما فروخت کرے
بعد اوس درخت مین شگوفہ پیدا ہوا اور صاحب مال اوس درخت کو مؤبر ہونے سے قبل لینا چاہے
تو شگوفہ تابع اصل نہوگا اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جب کسی کنیز کو فروخت کرے
اور مشتری کے پاس جاکر حاملہ ہو جاوے اور مشتری کے مفلس ہو جانے کے بعد بائع کنیز کو لینا چاہے
کہ اس صورت مین بھی حمل تابع کنیز نہوگا اور اگر کوئی قطعہ زمین فروخت کیا جاوے اور پھر مشتری
مفلس ہو جاوے تو شریک کو حق شفعہ کا مطالبہ صحیح ہوگا اور بائع قرضخواہون کے ساتھ قیمت مین
شریک کیا جاویگا اور اگر مستاجر مفلس ہو جاوے تو موجر کو فسخ اجارہ کا اختیار ہوگا اور نہ رکھنا

واجب نہوگا اور اسی طرح اگر مفلس کے قرضخواہ اجرت دینے پر راضی ہوجاوین تب بھی موجر کو
فسخ اجارہ کا اختیار ہوگا اور اگر مشتری زمین مین کچھ درخت لگائے یا اوس پر کوئی مکان وغیرہ
بنائے بعدہ مفلس ہوجائے تو صاحب زمین اوس زمین کے ساتھ احق ہوگا اور اوسکو درخت و
مکان وغیرہ کے دُور کرنے کا اختیار نہوگا اور آیا ارش دینے کے ساتھ دُور کرسکتا ہو یا نہین بعض
علمانے فرمایا ہے کہ کرسکتا ہو لیکن عدم جواز خالی از وجہ نہین ہو پس وہ زمین مع درخت یا مکان
وغیرہ فروخت کیجاویگی اور صاحب زمین کو اوسیقدر قیمت دیجاویگی جو مقابل زمین قرار پاویگی اور
اگر بائع زمین کے فروخت کرنے پر راضی نہوگا تو تنہا درخت و مکان وغیرہ فروخت کیے جاوینگے
اور اگر روغن زیتون کو خرید کرکے ایسے روغن مین مخلوط کردے جو اوسکے مثل ہو تو حق بائع عین
مال سے باطل نہوگا اور اسیطرح اگر اوس روغن کو ناقص روغن کے ساتھ مخلوط کردے تب بھی
بائع کو عین مال کے لینے کا اختیار ہوگا اسلیے کہ وہ اپنے حق سے کم کے لینے پر راضی ہو اور اگر عمدہ روغن
کے ساتھ مخلوط کردے تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ بائع کا حق عین مال سے زائل ہوجاویگا اور
باقی قرضخواہون کے ساتھ قیمت مین شریک کردیا جاویگا اور اگر سُوت خرید کر اوسکا کپڑا بنوا لیا
جاوے یا کپڑا خرید کر دُھلوالیا جاوے یا آٹا خرید کر اوسکی روٹی پکوالیجاوے تو بائع کا حق
باطل نہوگا اور جو زیادتی کہ عمل سے حاصل ہوئی ہو اوسمین جملہ قرضخواہ شریک ہونگے اور اگر
کپڑے کو خرید کر رنگوالیوے تو بقدر قیمت رنگ بائع کا شریک ہوگا بشرطیکہ رنگنے سے کپڑے
کی قیمت کم نہوئی ہو اور اسیطرح اگر مفلس اوس مال مین خود کوئی ایسا عمل کرے جس سے قیمت بڑھجاوے
تو بقدر عمل شریک رہیگا اور اگر کسی متاع کی بیع سلم واقع ہو اور پھر بائع مفلس ہوجاوے تو بعض
علمانے فرمایا ہو کہ اگر مشتری کا راس المال موجود ہو تو اوسکو لے لیویگا والا قرضخواہون کے
ساتھ قیمت مین شریک کیا جاویگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مشتری کو قرضخواہون کے ساتھ

قیمت مین شریک رہنے یا قیمت متاع لینے مین اختیار ہوگا اور یہی قول قوی ہی اور اگر مشتری سی کنیز کے
لڑکا پیدا ہوا اور بعد اوسکے مشتری مفلس ہو جائے تو بائع کو اوس کنیز کے لے لینے اور فروخت
کرنے مین اختیار ہوگا اور اگر قیمت کنیز کا مطالبہ کرے تو اوس کنیز کا اوسکے ثمن قبہ مین فروخت
کرنا جائز ہوگا اور اوسکے لڑکے کا فروخت کرنا کسی طرح جائز نہوگا کیونکہ وہ بہرحال حر ہی اور
جبکہ مفلس پر کوئی شخص از راہ خطا جنایت کرے تو قرضخواہون کا حق اوسکی دیت سے متعلق ہوگا
اور اگر از راہ عمد جنایت کرے تو مفلس کو قصاص اور دیت کے لینے مین (اگر اوسکو دیت دیجاوے)
اختیار ہوگا اور اوسپر دیت کا قبول کرنا معین نہوگا کیونکہ یہ اکتساب ہی جو مفلس پر واجب نہین ہے
ہان اگر مفلس کے پاس کوئی مکان یا چوپایہ ہو تو باجازت حاکم شرع اوسکا اجارہ دینا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر
مفلس کے پاس کوئی کنیز ہو تب بھی اوسکا اجارہ دینا واجب ہوگا اگرچہ ام ولد ہو اور جبکہ کوئی شخص کسیکے پاس مال مفلس موجود
ہونے کی شہادت دے پس اگر مفلس بھی موافق اوس شاہد کے قسم کھاوے تو اوس مال کے پانیکا مستحق ہوگا اور اگر قسم کھانے سے
انکار کرے تو آیا قرضخواہون کو قسم دیجاویگی یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ نہ دیجاویگی در قیل الحال زوجہ نہین ہی اور بعض علماء
نے فرمایا ہی کہ قرضخواہون سے بھی قسم لینا جائز ہی اسلیے کہ قسم سے قرضخواہون کا حق ثابت ہوتا ہی
اور جبکہ مفلس مر جاوے تو جتنے دیون موجلہ (جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) کہ مفلس کے
ذمہ ہین وہ سب حال (جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت نہیں) ہو جاوینگے اور جو دیون مفلس کے اور لوگون کے
ذمہ ہین وہ حال نہونگے اور اس مقام پر ایک روایت اوسکے دیون کے حال ہو جانے کی نسبت
وارد ہوئی ہی جسپر عمل متروک ہی اور (تنگدست) کو مہلت دینا واجب ہی اور اوسپر تنگی کرنا یا اوسکو بانجا
دینا جائز نہین ہی اور اس مقام پر ایک روایت مین اجارہ دینے کا جواز بھی منقول ہی لیکن یہ روایت
متروک ہی امر سوم مال مفلس کی قسمت کے بیان مین (اور اوسکی ہر متاع کا بازار مین
حاضر کرنا مستحب ہے تاکہ اوسکے خریدنے مین رغبت زیادہ ہو اور اسی طرح قرضخواہون کا حاضر ہونا

بھی مستحب ہے اسلیے کہ اسمین قیمت کے زیادہ ہونے کی امید ہے اور اسیطرح اول اوس مال کا فروخت کرنا مستحب ہے
جسکے تلف ہونیکا خوف ہو اور بعد ازین مال رہن کا فروخت کرنا مستحب ہے اسلیے کہ اوسکے پانیکا تنہا
مرتہن کو استحقاق ہے بشرطیکہ اوسکے دین سے زاید نہو ورنہ زیادتی مال مفلس مین داخل کیجاویگی اور
مستحب ہے کہ منادی (وہ شخص جو متاع کو خریدارون کے پاس لیجاوے اور ندا کرے کہ اس متاع کی
اسقدر قیمت اوٹھتی ہے جو زیادہ قیمت لگاویگا اوسی کے ہاتھ فروخت کرونگا) وہ شخص مقرر کیا جاوے
جسپر قرضخواہ اور مفلس دونون راضی ہون تاکہ محل تہمت نرہے پس اگر مفلس اور قرضخواہ منادی کے مقرر
کرنیمین نزاع کرین تو حاکم شرع اپنی طرف سے منادی کو مقرر کریگا اور جبکہ کوئی شخص بلا اجرت فروخت کرنے
پر دستیاب نہو اور بیت المال سے بھی اجرت کا دینا ممکن نہو تو اوسکا مال مفلس سے اخذ کرنا واجب
ہوگا اسلیے کہ مال کا فروخت کرنا اوسپر واجب ہے اور مال مفلس کا بدون قیمت لیے مشتری کے
حوالہ کرنا جائز نہوگا اور صورت نزاع مین دونون کا ایکساتھ قبضہ کرنا واجب ہوگا اور اگر
کوئی مصلحت تاخیر قسمت کو مقتضی ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ مال مفلس احتیاطاً کسی مالدار کو قرض دیا
جاویگا اور اگر ایسا شخص دستیاب نہو تو کسی امین کے پاس امانت رکھوا دیا جاویگا اسلیے کہ یہ
مقام ضرورت ہے اور مفلس اوس مکان کے فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جاویگا جسمین وہ رہتا ہے
ہان جو مکان اوسکی حاجت سے زاید ہوگا وہ فروخت کیا جاویگا اور یہی حکم اوس کنیز کا بھی ہے
جو اوسکی خدمت کرتی ہے اور اگر حاکم یا اوسکا امین مال مفلس کو فروخت کرے بعدہ کوئی خریدار زاید
قیمت دینے پر راضی ہو جاوے تو عقد بیع فسخ نکیا جاویگا اور اگر مشتری سے فسخ عقد کی خواہش
کیجاوے تو اوسپر قبول کرنا واجب نہوگا اگرچہ مستحب ہے اور مفلس اور اوسکے عیال کا نفقہ اور لباس جاری
رکھا جاویگا اور اسمین اوسکے امثال کی عادت کا اعتبار کیا جاویگا اور یہ نفقہ اوس وقت تک
دیا جاویگا جبتک کہ اوسکے مال کی قسمت کیجاوے اور روز قسمت کا نفقہ بھی دیا جاویگا اور اگر مفلس

کتاب المفلس

كتاب المفلس

مرجاوے تو اوسکا کفن قرضخواہون کے حقوق پر مقدم ہوگا لیکن کفن مین قدر واجب پر اقتصار کیا جاویگا اور اس مقام پر تین مسئلہ ہین پہلا مسئلہ جبکہ حاکم شرع مال مفلس کو اوسکے قرضخواہون پر تقسیم کردے اور پھر کوئی قرضخواہ ظاہر ہو تو پہلی قسمت توڑکر یہ شخص بھی قرضخواہون مین شریک کیا جاویگا دوسرا مسئلہ جبکہ مفلس پر کچھ دیون حال (جنکے ادا کرنے کی کوئی مدت مقرر نہو) ہون اور کچھ مؤجل (جنکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو) تو اوسکا مال فقط دیون حالہ پر تقسیم کیا جاویگا تیسرا مسئلہ جبکہ مفلس کا غلام کسی پر جنایت کرے تو مجنی علیہ مقدم رکھا جاویگا اور اگر آقا اوسکے چھڑانے کا ارادہ کریگا تو قرضخواہون کو اوسکے منع کرنیکا اختیار ہوگا اور اس مقام سے مفلس کے حبس کرنیکا بیان بھی ملحق کیا جاتا ہی پس کسی معسر (تنگدست) کا باوجود اوسکی عسرت اور تنگدستی ظاہر ہونے کے حبس کرنا جائز نہین ہی اور عسرت قرضخواہون کے اقرار یا دو عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتی ہی پس اگر مدیون و قرضخواہ مین باہم نزاع ہوا اور مفلس کے پاس کچھ مال ظاہر ہو تو حاکم شرع اوسکو مال مذکورہ کے حوالہ غرما (قرضخواہان) کرنے پر مامور کریگا پس اگر مفلس انکار کریگا تو حاکم شرع کو اختیار ہی خواہ اوسکو اوسوقت تک حبس کرے جبتک کہ وہ اوس مال کو قرضخواہون کے حوالہ کرے یا اوسکے مال کو فروخت کرکے اوسکے قرضخواہون مین حصہ رسد تقسیم کردیوے اور اگر اوسکے پاس کوئی مال ظاہر نہو اور اپنی عسرت کا مدعی ہو پس اگر بینہ موجود ہو تو اوسکے موافق حکم کیا جاویگا اور اگر بینہ موجود نہو اور اوسکے پاس قبل ازین کوئی مال تھا جسکے تلف ہونے کا اوسوقت دعوی کرتا ہی یا اصل دعوی مال ہو باین معنی کہ جس قرضخواہ نے کہ اسپر اپنا دین ثابت کیا ہی اوس نے اوسکے مقابل مین کچھ مال دیا ہو (مثلاً کوئی متاع اوسکے ہاتھ فروخت کی ہو جسکی قیمت کا مطالبہ کرتا ہی یا کچھ مال قرض دیا ہو جسکا عوض لینا چاہتا ہے) اور مدیون اوسکے تلف ہونیکا مدعی ہو تو اس صورت مین اوسوقت تک محبوس کیا جاویگا جبتک کہ اوسکی

عسرت ثابت نہو اور جبکہ بینہ اوسکے مال کے تلف ہونے کی شہادت دیگا تو موافق اوسکے حکم کیا جاویگا اور مفلس کو قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجاویگی اگرچہ بینہ اوسکے باطن امر پر مطلع نہو لیکن اگر بینہ اوسکی عسرت کی شہادت دیوے تو یہ شہادت مقبول نہوگی تاوقتیکہ بینہ اوسکے پورے حالات پر کثرت معاشرت و طول صحبت وغیرہ کے ذریعہ سے مطلع نہو اور قرضخواہون کو اوس سے قسم لینے کا بھی اختیار رہے تاکہ احتمال خفی زائل اور اطمینان کامل حاصل ہوجاوے اور اگر مفلس کے پاس قبل دعوی عسرت کوئی مال نہ تھا یا اصل دعوی مال نہ تھا تو اوسکا دعوی مقبول ہوگا اور اوسکو بینہ قائم کرنے کی تکلیف دیجائیگی اور قرضخواہون کو اوس سے قسم لینے کا اختیار ہوگا اور جبکہ مال مفلس اوسکے قرضخواہون مین تقسیم کردیا جاوے تو اوسکا قید سے رہا کرنا واجب ہوگا اور آیا محض مال ادا کرنے کے بعد اوس سے حکم حجر برطرف ہوجاویگا یا حکم حاکم شرع کی احتیاج ہوگی اسمین تردد ہے لیکن اولی یہ ہے کہ محض ادا کرنے کے بعد حکم حجر برطرف ہوجاویگا اسلیے کہ اوسکا سبب زائل ہوگیا

كتاب الحجر

كتاب الحجر - حجر کے معنی لغۃً منع کرنے کے ہین اور شرعاً محجور وہ شخص ہے جسکو اپنے مال مین تصرف کرنے کی ممانعت ہو اور اس باب مین دو فصلین ہین **پہلی فصل** موجبات حجر (وہ امور جنکی وجہ سے مال مین تصرف کرنے کی ممانعت ہوتی ہے) کے بیان مین اور وہ چھ ہین صغر و جنون و رقیت (مملوک ہونا) و مرض و فلس (مفلس ہونا) و سفاہت پس صغیر اوسوقت تک تصرف کرنے سے ممنوع رہتا ہے جبتک کہ اوسکو بلوغ اور رشد حاصل ہو اور بلوغ کی شناخت زہار (وہ مقام جو عضو تناسل یا فرج کے گرد ہے) پر سخت بال نکلنے سے ہوتی ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر اور اسی طرح بلوغ اوس منی کے خارج ہونے سے بھی معلوم ہوتا ہے جس سے کہ ولد ہوسکتا ہو بشرطیکہ مقام متعارف سے خارج ہو خواب مین ہو یا بیداری مین اور ان دونون علامتون مین ذکور و اناث مشترک ہین اور اسی طرح سن سے بھی بلوغ کی معرفت ہوسکتی ہے پس ذکور مین پندرہ سال کامل

کے بعد بلوغ حاصل ہتوہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب لڑکا دس برس کا ہوجاوے اور بصیرت رکھتا ہو یا پانچ بالشت کا ہوجاوے تو اوسکا وصیت کرنا اور اوس سے قصاص لینا اور اوسپر پوری حد جاری کرنا جائز ہی اور اناث مین نو سال کے بعد بلوغ حاصل ہوتا ہی لیکن حمل یا حیض حق اناث مین علامت بلوغ نہین ہی بلکہ یہ دونون امر کبھی بلوغ کے سابق ہونے پر دلالت کرتے ہین **تفریع** اگر خنثاے مشکل (جسکا مرد یا عورت ہونا مشتبہ ہو) کی منی اوسکی دونون علامتون سے خارج ہو تو اوسکے بلوغ کا حکم کیا جاویگا اور اگر ایک سے خارج ہوگی تو حکم بہ بلوغ نہ کیا جاویگا اور اگر اوسکو علامت اناث سے خون حیض آوے اور علامت ذکور سے منی خارج ہو تو اوسکے بلوغ کا حکم کیا جاویگا اور دوسرا وصف رشد ہی اور مراد اوس سے یہ ہی کہ صغیر اپنے مال کی اصلاح پر قادر ہوجاوے اور آیا تحقق رشد مین عدالت بھی معتبر ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور جبکہ صغیر مین وصف بلوغ اور رشد حاصل ہوگا تو حجر (ممانعت تصرف) باقی رہیگا اور اسی طرح اگر رشد حاصل ہو اور بلوغ حاصل ہوجاوے تب بھی حجر باقی رہیگا اگرچہ سن اوسکا زاید ہوجاوے اور رشد کے معلوم ہونے کی صورت یہ ہی کہ اوسکا اون تصرفات کے ساتھ امتحان کیا جاوے جو اوسکے مناسب حال ہین تاکہ معاملات اور فریب سے محفوظ رہنے مین اوسکی قوت دانائی معلوم ہوجاوے اور اسی طرح لڑکی کا بھی امتحان کیا جاویگا اور اوسکا رشد یہ ہی کہ فضول خرچی سے تحفظ کرے اور کاتنے اور رنگنے مین اہتمام کرے اگر یہ امور اوسکے مناسب حال ہون یا علاوہ انکے اور امور مین اہتمام کرے جو اوسکے مناسب حال ہون اور رشد ذکور مردون کی شہادت سے اور رشد اناث مردون یا عورتون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ اگر عورتون کے رشد مین بھی مردون ہی کی شہادت پر اقتصار کیا جاوے تو عسر و حرج لازم آویگا اور سفیہ سے وہ شخص مراد ہی جو اپنے اموال کو اغراض غیر صحیحہ مین (جو تصرفات عقلا کے مناسب نہون) صرف کرے پس اگر ایسی حالت مین خرید و فروخت کریگا تو نافذ نہوگی اور یہی حکم اوسکے ہبہ یا کسی کے لیے

کتاب الحجر

مال کے اقرار کرنیکا بھی ہر ہان اوسکی طلاق اور ظہار اور خلع صحیح ہو اور اسی طرح نسب اور ایسی چیز کا
اقرار کرنا بھی صحیح ہو جو موجب قصاص ہو اسلیے کہ جس وجہ سے وہ مجبور ہو وہ اوسکے مال کا محفوظ رکھنا
ہو اور عوض خلع کا اوسکے سپرد کرنا بھی جائز نہین ہو اور اگر اوسکو کوئی آدمی بیع یا ہبہ
وکیل کرے تو جائز ہوگا اسلیے کہ سفاہت نے اوس سے ہر تصرف کی قابلیت کو مسلوب نہین کیا ہو اور
اگر ولی اوسکو نکاح کرنے کی اجازت دے تو جائز ہوگا اور اگر کسی مال کو فروخت کرے پھر ولی
اوسکی اجازت دیدے تو صحت عقد بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ اس صورت مین فریب کھانے کا احتمال ہو
اور مملوک بھی بدون اجازت آقا تصرف کرنے سے ممنوع ہو اور مریض کی وصیت ثلث مال سے
زاید مین بدون اجازت ورثہ اجماعاً صحیح نہین ہو اور آیا مریض کے وہ تصرفات منجزہ (جو تصرفات
مابعد موت پر معلق نہون) جو از قبیل تبرعات (جو تصرفات بدون عوض ہون جیسے ہبہ و عتق
وغیرہ) ہون اور ثلث مال سے زاید ہون صحیح ہین یا نہین اسمین ہمارے علمانے اختلاف کیا ہو لیکن عدم صحت
خالی از وجہ نہین **دوسری فصل** احکام حجر کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ حجر مفلس مین حکم حاکم شرع ثابت
نہوگا اور آیا سفیہ مین محض ظہور سفاہت سے حجر ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو لیکن عدم ثبوت بیوجہ نہین ہو پس اوسکا
ثبوت اذن حاکم شرع پر موقوف رہیگا اور اسیطرح زوال حجر بھی حکم حاکم شرع ہی پر موقوف رہے گا۔
دوسرا مسئلہ جبکہ سفیہ کو تصرف کی ممانعت ہو جاوے اور کوئی شخص اوسکے ہاتھ کوئی مال فروخت
کرے تو بیع باطل ہوگی پس اگر مال مبیع موجود ہوگا تو بائع اوسکو واپس لیگا اور اگر تلف ہو جاوے
اور سفیہ نے اوسپر بائع کی اجازت سے قبضہ کیا تھا تو سفیہ پر اوسکا عوض ثابت نہوگا اگرچہ بعد
اسکے حکم حجر برطرف بھی ہو جاوے اور اگر سفیہ کے پاس کوئی مال امانت رکھا جاوے اور وہ اوسکو
تلف کر دیوے پس آیا اوسکا ضامن ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو لیکن عدم ضمانت خالی از وجہ نہین
تیسرا مسئلہ اگر سفیہ کے حکم حجر برطرف ہونے کے بعد پھر فضول خرچ ہو جاوے تو حکم حجر پھر عود کریگا اور

اور اگر یہ صفت زائل ہو جائیگی تو حکم حجر بھی برطرف ہو جاویگا اور اگر پھر فضول خرچی کرنے لگے گا تو حکم حجر پھر عود کریگا اور علی ہذا القیاس ہمیشہ حالت رشد مین حکم حجر برطرف ہوا کریگا اور حالت سفاہت مین عود کیا کریگا **چوتھا مسئلہ** طفل و مجنون کے مال مین باپ اور دادا کو ولایت حاصل ہوگی اگر یہ دونون موجود نہون گے تو ولایت وصی کو حاصل ہوگی پس اگر وصی بھی نہو تو اونکی ولایت حاکم شرع سے متعلق ہوگی لیکن سفیہ اور مفلس کے مال کی ولایت سوائے حاکم شرع کے اور کسی سے متعلق نہوگی۔ **پانچوان مسئلہ** جبکہ سفیہ حج وجب کا احرام باندھے تو جسقدر مصارف کی ادائے فرض مین احتیاج ہے اوس سے منع نہ کیا جاویگا اور اگر سنتی حج کا احرام باندھے اور راہ سکے نفقہ کی مقدار سفر اور حضر مین مساوی ہو یا قدر زاید کی تحصیل خود کر سکتا ہو تب بھی منع نہ کیا جاویگا والا اوسکے ولی کو اوسکی احرام کا کھولدینا لازم ہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر سفیہ قسم کھائیگا تو منعقد ہو جاویگی پس اگر خلاف قسم کریگا تو روزہ کے ساتھ کفارہ دینا متعین ہوگا اسلیئے کہ باقی کفارہ مین تصرف مالی لازم آویگا جس سے وہ ممنوع ہے اور اسمین تردد ہے **ساتوان مسئلہ** اگر سفیہ کا قصاص کسی پر واجب ہو تو اوسکو عفو کرنا جائز ہوگا اور اگر اسکی کسی پر دیت وجب ہوگی تو اسکا عفو کرنا جائز نہوگا اسواسطے کہ یہ تصرف مالی ہے **اٹھوان مسئلہ** صبی کا قبل بلوغ امتحان کیا جاویگا اور آیا اوسکا خرید و فروخت کرنا صحیح ہے یا نہین اشبہ عدم صحت ہے۔ **کتاب الضمان** ضمان وہ عقد ہے جو مال یا نفس کے ذمہ کر لینے کے لیئے مشروع اور جائز کیا گیا ہے اور مال کے ذمہ پر لینے کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ شخص ضامن مال ہو جسکے ذمہ مضمون عنہ (وہ مدیون جسکی طرف سے ضمانت کیجائے) کا مال ہو دوسرے یہ کہ وہ شخص ضامن ہو جسکے ذمہ مضمون عنہ کا مال نہو پس اس لیئے تین قسمین مذکور ہوتی ہین **پہلی قسم** اوس شخص کے ضامن مال ہونے کے بیان مین جسکے ذمہ مضمون عنہ کا مال نہو اور صورت اطلاق مین ضمان سے یہی قسم مراد ہوتی ہے اور اس قسم مین تین بحثین ہین

کتاب الضمان

پہلی بحث ضامن کے بیان مین ضامن کا مکلف (بالغ عاقل) اور جائز التصرف (غیر محجور علیہ) ہونا لازم ہے پس صبی اور مجنون کی ضمانت صحیح نہوگی اور مملوک کی ضمانت بدون اجازت آقا صحیح نہین ہے اور جس مال کا ضامن ہوگا وہ اوسکے ذمہ پر ثابت ہوگا اور اوسکے کسب سے متعلق نہوگا لیکن اگر باجازت آقا اپنے کسب سے ادا کرنے کی شرط کر لیگا تو کسب ہی سے متعلق ہوگا اور اسیطرح اگر ضامن اپنی ضمانت کو مال معین سے ادا کرنے کی شرط کرلے تب بھی شرط صحیح ہوگی و رحق مضمون لہ اسی مال سے متعلق ہوگا اور ضامن کو مضمون لہ (وہ صاحب حق جسکے لیے ضمانت کیجاوے) اور مضمون عنہ کا جاننا صحت ضمانت مین شرط نہین ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ ان دونون کا جاننا شرط ہے اور قول اول اشبہ ہے لیکن مضمون عنہ کا ضامن کے نزدیک اسطرح ممتاز ہونا ضرور ہے کہ جسکی وجہ سے اوسکی طرف سے ضمانت کا قصد کرنا صحیح ہو (مجہول مطلق نہو) ہان مضمون لہ کا راضی ہونا شرط ہے اور مضمون عنہ کے راضی ہونیکا اعتبار نہین ہے اسلیے کہ ضمانت بمنزلہ ادائے دین ہے جو رضائے مدیون پر موقوف نہین ہے اور اگر مضمون عنہ بعد ضمانت کے انکار کرے تو علی الاصح باطل نہوگی اور جبکہ ضمانت متحقق ہوجاوے تو مال مضمون (دین) ضامن کے ذمہ منتقل ہوگا اور مضمون عنہ حق مضمون لہ سے بری الذمہ ہوجاویگا پس اگر مضمون لہ اپنے دین سے مضمون عنہ کو بری الذمہ کرے تو ہمارے نزدیک بنا بر قول مشہور کے ضامن بری الذمہ نہوگا اسلیے کہ مضمون عنہ خود ہی بری الذمہ تھا کیونکہ دین ضامن کی طرف منتقل ہوچکا تھا اور ضامن کا مالدار ہونا یا مضمون لہ کو اوسکی عسرت کا معلوم ہونا لزوم ضمانت مین شرط ہے پس اگر کوئی شخص ضامن ہو پھر اوسکا تنگدست ہونا ظاہر ہو تو مضمون لہ کو فسخ ضمانت کا اختیار حاصل ہوگا اور بعد فسخ اوسکو اپنے دین کا مضمون عنہ سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور ضمان مؤجل جسکے ادا کرنے میں مدت معین ہو) اجماعاً جائز ہے اور ضمان حال مین تردد ہے اظہر جائز ہے اور اگر مال مضمون حال ہو اور ضامن اوسکی ضمان مؤجل کرے

تو صحیح ہوگی اور مضمون عنہ سے مطالبہ ساقط ہوگا اور ضامن کو بھی قبل انقضاء مدت مضمون عنہ سے
مطالبہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر ضامن مر جاوے تو ضمان مؤجل حال ہو جائیگی یعنے مدت ساقط
ہو جائیگی اور اوسکے ترکہ سے لیا جاویگا اسلیے کہ میت کے بعد دیون مؤجلہ حال ہو جاتے ہیں اور اگر
دین مؤجل ہو اور ضامن اوسکی مدت معینہ سے زائد پر ضمانت کرے تو بھی جائز ہوگی اور ضامن
اپنا وہ مقدار مال کا مطالبہ مضمون عنہ سے کریگا جو اوسنے ادا کیا ہے بشرطیکہ اوسکی اجازت سے
ضمانت کی ہو اگرچہ اوس مال کو بدون اوسکی اجازت کے ادا کیا ہو اور جبکہ بدون اوسکی اجازت
کے ضمانت کی ہو تو مطالبہ صحیح نہوگا اگرچہ اوسکی اجازت سے ادا کیا ہو اور ضامن کے لکھدینے سے
بھی ضمانت منعقد ہو سکتی ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ قصد ضمانت پر دلالت کرتا ہو اور فقط لکھدینے
سے منعقد نہوگی دوسری بحث مضمون (یعنی اوس مال کی جسکی ضمانت کیجائے) کے بیان میں جس مال کہ ذمہ پر ثابت ہو
اوسی کی ضمانت صحیح ہے خواہ مستقر ہو چکا ہو جیسے بیع بعد قبضہ مبیع اور انقضاے مدت خیار
یا مستقر نہوا ہو بلکہ معرض بطلان میں ہو جسطرح کہ مدت خیار میں قیمت پر قبضہ پانے کے بعد
قیمت کی ضمانت کرنا اور اگر قیمت پر قبضہ ہونے سے قبل اوسکی ضمانت کرلیگا تو بائع کی طرف سے
قیمت کی ضمانت صحیح ہوگی اور یہی حکم اوس چیز کی ضمانت کا بھی ہوگا جو لازم نہو لیکن لزوم کی طرف
راجع ہو جیسے مال جعالہ اوس فعل کے بجا لانے سے قبل جسکا عوض یہ مال مقرر کیا گیا ہے اور (مثلاً
غلام گریختہ نے واپس کرنے سے پہلے) جیسےکہ سبق ہو رہا ہے قبل تکمیل عمل اور اسمین تردد ہے اور آیا
مال ضمانت کی کتابت بھی صحیح ہے یا نہیں بعض علمانے فرمایا ہے کہ صحیح نہیں ہے اسلیے کہ یہ مال
نہ لازم ہے نہ لزوم کی طرف رجوع کرنے والا ہے لیکن یہان قول بصحت خوب ہے اسلیے کہ یہ مال
ذمہ عبد پر متحقق ہے جسطرح کہ سواے مال کتابت کے اور مال کی ضمانت اوسکی طرف سے صحیح ہے اور کسیکی
زوجہ کے نفقہ گذشتہ و حاضر کی ضمانت کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ وہ ذمہ شوہر پر مستقر ہو چکا ہے

لیکن اوسکے نفقۂ آیندہ کی ضمانت صحیح نہین ہو اور اگر اوس عین مال کی ضمانت صحیح ہو یا نہین جو کسی
شخص کے پاس بیع یا بذریعہ غصب یا بذریعہ بیع فاسد مضمون ہو اسمین تردد ہے اور جواز ضمانت اشبہ ہو اور اگر اوس
مال کا ضامن ہو جو کسی کے پاس از قبیل امانت ہو جیسے مال مضاربت اور ودیعت تو ضمانت صحیح نہوگی
اسلیے کہ یہ مال دراصل مضمون نہین ہو اور اگر ایک ضامن کی طرف سے دوسرا ضامن ہو اور اوسکی طرف سے
کوئی تیسرا شخص ضامن ہو اور علی ہذا القیاس کئی شخص یکے بعد دیگرے ضامن ہون تو جائز ہوگی اور صحت
ضمانت مین مقدار کا معلوم ہونا شرط نہین ہو پس فی الذمہ کی ضمانت علی الاشبہ صحیح ہوگی اور اس
صورت مین ضامن کے ذمہ اوسقدر مال ثابت ہوگا جسقدر کہ قول بینہ (شہادت عادلین) سے
وقت ضمانت مضمون عنہ کے ذمہ ثابت ہو اور اوس مقدار کا ضامن نہوگا جو تمسک مین موجود ہو
یا مضمون عنہ اوسکا اقرار کرتا ہو یا جسپر کہ مضمون لہ رد قسم کی صورت مین حلف کر لے لیکن
اگر اوس مال کی ضمانت کرے کہ جو شہادت سے ثابت ہو تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اوس مال کا وقت
ضمانت ذمۂ مضمون عنہ پر ہونا معلوم نہین ہو سکتا **تیسری بحث** لواحق کے بیان مین
اور وہ چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ عہدۂ قیمت کا ضامن ہو تو ضامن کو اوسکا اوسوقت
ادا کرنا لازم ہوگا جب اصل بیع کا باطل ہونا ثابت ہو لیکن اگر اقالہ یا مبیع کے قبل قبضہ تلف
ہو جانے سے فسخ عقد حادث ہو تو اوسکا تاوان ضامن پر لازم نہوگا اور مشتری کو بائع
سے مطالبۂ قیمت کا اختیار ہوگا اور اسیطرح اگر مشتری عقد کو کسی عیب سابق کیوجہ سے فسخ کرے تب بھی
قیمت ضامن کے ذمہ لازم نہوگی لیکن اگر ارش کا مطالبہ کریگا تو ضامن سے اوسکو لے سکتا ہے
کیونکہ اوسکا استحقاق عند العقد ثابت ہے اور اسمین تردد ہے **دوسرا مسئلہ** جبکہ جمیع مبیع
کا ملک غیر ہونا ظاہر ہو تو مشتری کو ضامن سے قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا لیکن اگر بعض
مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو مشتری کو ضامن سے اوسقدر قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا

کتاب الضمان

جو ملک غیر کے مقابل ہے اور باقی کے لینے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا پس اگر فسخ کو اختیار کریگا تو
اوسکی قیمت کا مطالبہ بائع سے کریگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مشتری کے لیے اوس تاوان
کی ضمانت کرے جو زمین مین سے مالک کی بنا یا درخت مشتری کو اوکھاڑ ڈالنے سے حادث ہو تو
صحیح ہوگی اسلیے کہ یہ اوس مال کی ضمانت ہوگی جبکا استحقاق مشتری کو بائع سے وقت ضمانت
نہ تھا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہی حکم اوس صورت مین بھی ہوگا جبکہ خود بائع اس تاوان کی
ضمانت کرے لیکن اس صورت مین صحت ضمانت بوجہ نہین ہے اسلیے کہ یہ بائع پر بنفس عقد لازم ہے
چوتھا مسئلہ جبکہ ایک شخص کا دو آدمیون پر مال آتا ہو اور راہنین سے ہر ایک دوسرے
کی طرف سے قرضخواہ کے لیے ضمانت کرے تو ضمانت صحیح ہوگی اور ہر ایک کا مال دوسرے کے ذمہ
منتقل ہوجاویگا پس اگر ان دونون مین سے ایک شخص اوس مال کو ادا کرے جسکا وہ ضامن ہوا
تھا تو بری الذمہ ہوجاویگا اور دوسرے شخص پر وہ مال باقی رہیگا جسکا وہ ضامن ہوا تھا
اگر قرضخواہ ان دونون مین سے ایک کو بری الذمہ کردے تو اوس مال سے بری ہوجاویگا
جسکی اسنے ضمانت کی تھی اور اسکا شریک وس مال سے بری نہوگا جسکا اسکی طرف ذمہ کیا تھا
پانچوان مسئلہ جبکہ مضمون لہ ضامن سے بعض مال پر راضی ہوجاوے یا بعض مال سے اوسکو
بری کردے تو ضامن کو مضمون عنہ سے اوسی قدر مال کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسنے ادا
کیا ہے اور اگر ضامن مال ضمان کے عوض کوئی متاع حوالہ کرے تو ضامن کو مضمون عنہ سے اوسقدر
مال کا مطالبہ صحیح ہوگا جو مال ضمان و قیمت متاع مین کمتر ہو **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص باجازت
مضمون عنہ ایک دینار کا ضامن ہو بعد مضمون عنہ ایک دینار ضامن کے حوالہ کرے تو اپنے
دین سے بری الذمہ ہوجاویگا اور اگر دینار دینے کے بعد ضامن سے کہے کہ یہ دینار مضمون لہ
کو دیدو اور وہ اوسکو دیدے تو ضامن اور مضمون عنہ دونون بری الذمہ ہوجاوینگے اور اگر

مضمون عنہ بدون اجازت ضامن مضمون لہ کے حوالہ کریگا تب بھی دونون بری ہو جاوینگے

ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص باجازت مضمون عنہ ضمانت کرنے کے بعد مال ضمانت ادا کرے اور مضمون عنہ قبضہ پانے سے انکار کرے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر مضمون عنہ ضامن کے لیے شہادت دیگا تو مقبول ہوگی بشرطیکہ محل تہمت نہو اسلیے کہ ہمارے نزدیک ضمانت کے بعد مضمون عنہ سے ضامن کی طرف مال دین منتقل ہو جاتا ہے اور اگر مضمون عنہ کی شہادت کسی وجہ (فسق یا خصومت یا جرّ نفع وغیرہ) سے مقبول نہو اور مضمون لہ اپنے قبضہ نہ پانے پر حلف کرے تو اوسکو ضامن سے دوبارہ مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور ضامن کو مضمون عنہ سے اوسقدر مال کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا جو اوسنے بار اول ادا کیا تھا اور اگر مضمون عنہ ضامن کے لیے شہادت نہ دے تو ضامن کو اوس سے اوسقدر مال کا مطالبہ جائز ہوگا جو آخر میں ادا کیا ہے اور اگر قائل ہون کہ ضامن کو اوسقدر مال کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اول اور دوسری مرتبہ کے ادا کردہ مال مین کمتر ہو تو خوب ہے **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی مریض حالت مرض مین ضمانت کرے اور اوسی مین مرجاوے تو مال ضمانت علی الاصح اوسکے ثلث ترکہ سے لیا جاویگا **نوان مسئلہ** جبکہ دین موجل (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) ہو تو اوسکی ضمان حال صحیح اور اسیطرح اگر مدت دین دو مہینہ ہو اور اوسکی ضمانت ایک مہینہ تک کیجاوے تب بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ فرع کو اصل پر ترجیح نہین ہو سکتی اور اسمین تردد ہے **دوسری قسم** حوالہ کے بیان مین **پہلا مطلب** عقد حوالہ اور اوسکے شروط کے بیان مین حوالہ وہ عقد ہے جو مال کے ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کیطرف منتقل کرنے کے لیے مشروع ہوا ہے جو ویسی قدر مال کے ساتھ مشغول ہو اور اس عقد کی صحت مین محیل (حوالہ کرنیوالا) اور محال علیہ (جس شخص پر حوالہ کیا جاوے) اور محتال (جسکا دین حوالہ کیا جاوے) کا راضی ہونا شرط ہے اور جبکہ حوالہ متحقق ہو جاوے

کتاب الضمان

کتاب الضمان

تو مال دین محال علیہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہی اور علی الاظہر محیل بری الذمہ ہوجاتا ہی اگرچہ اوسکو محتال بری الذمہ نہ کرے اور مال کا اوس شخص پر بھی حوالہ کرنا صحیح ہی جسپر محیل کا دین نہو لیکن یہ عقد ضمانت سے اشبہ ہی اور جبکہ کسی مالدار پر حوالہ کرے تو قبول کرنا واجب نہوگا لیکن بعد قبول عقد لازم ہوجاتا اور پھر رجوع کرنا صحیح نہوگا اگرچہ محال علیہ فقیر بھی ہوجاوے لیکن اگر محتال کو اوسکا حال معلوم نہو اور حوالہ قبول کرے بعدہ محال علیہ کا وقت حوالہ فقیر ہونا ظاہر ہو تو محتال کو عقد کے فسخ کرنے اور محیل پر عود کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور جبکہ کوئی شخص دین کو اپنے ذمہ سے دوسرے شخص پر حوالہ کرے پھر محال علیہ وس دین کو اوسی شخص پر حوالہ کرے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کئی شخص یکے بعد دیگرے محال علیہ ہون تب بھی صحیح ہوگا اور جبکہ محیل حسب درخواست محال علیہ حوالہ کے بعد دین ادا کرے تو اوسکا مطالبہ محال علیہ سے کریگا اور اگر تبرعاً بدون درخواست محال علیہ) ادا کیا ہی تو مطالبہ صحیح نہوگا اور محال علیہ بری الذمہ ہوجاویگا اور مال کا ثابت فی الذمہ اور معلوم ہونا شرط ہی خواہ مثلی ہو جیسے گندم یا قیمتی ہو جیسے مملوک اور پارچہ اور دونون باتون کا جنس اور وصف مین مساوی ہونا بھی شرط ہی تاکہ محال علیہ پر تسلط نہووے اسلیے کہ اوسپر اوسی قدر مال کا دینا واجب ہے جو اوسکے ذمہ ہی اور اسمین تردد ہی اور اگر کسی پر دین کا حوالہ کیا جاوے اور وہ قبول کرکے ادا کردے بعدہ جسقدر مال اوسنے ادا کیا ہی اوسکا مطالبہ کرے اور محیل اپنا مال اوسکے ذمہ ہونیکا دعوی کرے اور محال علیہ انکار کرے تو اوسکا قول مع قسم قبول ہوگا اور محیل سے مطالبہ کریگا اور حوالہ مال کتابت کے ساتھ بھی صحیح ہی بشرطیکہ اوسکا وقت معین منقضی ہوجاوے اور آیا قبل انقضاء وقت معین صحیح ہی یا نہیں بعض علمانے فرمایا ہی کہ صحیح نہین ہی اور اگر آقا اپنے غلام مکاتب کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کرے تو غلام کو اوس متاع کی قیمت کے ساتھ حوالہ کرنا جائز ہوگا اور اگر غلام کا کسی اجنبی کے ذمہ

دین ہو تو اوسکو اول کتابت کے ساتھ اپنے مدیون پر آقا کا حوالہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے
مدیون پر دین کا مکاتب کے سپرد کرنا واجب ہے **دوسرا مطلب** احکام حوالہ کے بیان مین اسمین
چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مدیون اپنے قرضخواہ سے کہے اَحَلْتُكَ عَلَيْهِ (مین نے تیرا
فلان شخص پر حوالہ کیا) بعدہٗ محتال اپنے دین پر قبضہ کرلیوے پھر محیل کہے کہ مین نے اس لفظ سے وکالت
کا قصد کیا تھا اور محتال کہے کہ تو نے میرے دین کا حوالہ کیا تھا پس اس صورت مین محیل کا قول معتبر
ہوگا اسواسطے کہ وہ اپنے قصد کو بہتر جانتا ہے اور اسمین تردد ہے لیکن اگر محتال نے ابھی اپنے دین پر قبضہ
نہ کیا ہو اور دونون مین اختلاف ہو پس محیل کہے کہ مین نے تجھکو وکیل کیا ہے اور محتال کہے کہ تو نے
میرے دین کا حوالہ کیا ہے تو اس صورت مین محیل کا قول قطعاً معتبر ہوگا اور اگر صورت مسئلہ بالعکس ہو
یعنے محتال کہے کہ تو نے مجھکو وکیل کیا ہے اور محیل کہے کہ مین نے تیرا حوالہ کیا ہے تو محتال کا قول معتبر ہوگا
دوسرا مسئلہ جب کسی کا دو شخصون کے ذمہ دین ہو اور اون دونون مین سے ہر ایک یون
دوسرے کا کفیل ہو اور اس قرضخواہ پر بھی کسی تیسرے شخص کا اوسی قدر دین ہو اور یہ شخص اپنے
قرضخواہ کا اپنے دونون مدیونون پر حوالہ کرے تو صحیح ہوگا اگرچہ محتال کو اس صورت مین اپنے
دین کا وصول کرنا آسان ہو جاویگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ مشتری بائع کا قیمت کے ساتھ حوالہ کرے
پھر مبیع کو کسی عیب سابق کی وجہ سے واپس کر دے تو حوالہ باطل ہو جاویگا اسلیے کہ وہ بیع کا تابع ہے
اور اسمین تردد ہے پس اگر بائع نے مال پر قبضہ نہ کیا ہو تو مشتری کا مال محال علیہ کے ذمہ باقی رہیگا
اور اگر بائع قبضہ کر چکا ہو تو محال علیہ بری الذمہ ہو جاویگا اور مشتری اوس مال کو بائع سے
واپس لیگا لیکن اگر بائع کسی اجنبی کے ساتھ مشتری پر حوالہ کرے پھر مشتری عیب سابق یا کسی امر
حادث کی وجہ سے بیع کو فسخ کرے تو حوالہ باطل نہوگا اسواسطے کہ وہ غیر متعاقدین سے متعلق
ہوا ہے اور اگر بیع کا اصل سے باطل ہونا ثابت ہو تو حوالہ دونون مقامون پر باطل ہو جاویگا

كتاب الضمان

لو احال البائع على المشتري اجنبيا ثم فسخ المشتري البيع بالعيب او بامر حادث لم تنبطل الحوالة لانها تعلقت بغير المتبايعين ولو ثبت بطلان البيع بطلت الحوالة في الموضعين

تیسری قسم کفالت کے بیان مین کفالہ وہ عقد ہی جسمین کسی نفس کے حاضر کرنے کا ذمہ کیا جاوے
اس عقد کی صحت مین کفیل (کفالت کرنیوالا) اور مکفول لہ (وہ صاحب حق جسکے لیے کفالت کیجاوے)
کا راضی ہونا شرط ہی اور مکفول عنہ (وہ شخص جسپر ثبوت حق کا دعویٰ کیا جاوے) کی رضا کا اعتبار
نہین ہی اور کفالت علی الاظہر حالّہ (جسمین مکفول کے حاضر کرنے کے لیے مدت معین نہو) اور مؤجلہ
(جسمین اوسکے حاضر کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) دونون طرح صحیح ہی اور جبکہ عقد مین حلول
(بلا مدت ہونا) یا تاجیل (مدت کا مقرر کرنا) کی قید نہ کیجاوے تو حلول ہی مراد لیا جائیگا اور جبکہ کوئی مدت
شرط کیجائے تو اوسکا معلوم ہونا ضروری ہوگا اور جبکہ کفالت مین کوئی مدت مذکور نہو یا حلول
(عدم مدت) شرط کر لیا جائے تو مکفول لہ کو ہر وقت کفیل سے مکفول کے حاضر کرنے کا مطالبہ صحیح
ہوگا اور اگر کوئی مدت شرط کر لیوے تو اوس مدت کے گذرنے کے بعد صحیح ہوگا پس اگر کفیل اوسکو
پورے طور پر مکفول لہ کے سپرد کر دیگا تو بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر انکار کریگا تو مکفول لہ کو
کفیل کے اوس وقت تک قید کرنے کا اختیار ہوگا جبتک کہ وہ مکفول کو حاضر نہ کرے یا اوسکی طرف سے
مکفول لہ کے اوس حق کو ادا نہ کرے جسکا ادا کرنا اوسکے ذمہ لازم ہی اور جبکہ کفیل کہے اگر مین
مکفول کو حاضر نہ کرون تو پانچسو روپیہ دونگا اس صورت مین کفیل پر مکفول کا حاضر کرنا
لازم اور مال کا دینا لازم نہوگا اور جبکہ کہے مین پانچسو روپیہ فلان مدت تک دونگا اگر مکفول
کو حاضر نہ کرون تو اس صورت مین کفیل پر پانچسو روپیہ کا دینا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی
مدعی علیہ کو صاحب حق کے پاس سے زبردستی رہا کرا دے تو اس شخص پر مدعی علیہ کا حاضر کرنا یا
اوسکی طرف سے حق کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر مدعی علیہ قاتل ہو تو اوس شخص پر اوسکا حاضر کرنا یا
اوسکی طرف سے دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور مکفول کا معین ہونا ضرور ہی پس اگر کفیل کہے کہ مین نے
ان دونون مین سے ایک کی کفالت کی تو صحیح نہوگی اوسیطرح اگر کہے کفلت بزید او عمرو

میں نے زید یا عمرو کی کفالت کی تب بھی صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر کہے کہ میں زید کا کفیل ہوں پس اگر اوسکو
میں نے حاضر نہ کیا تو عمرو کا کفیل ہوں تب بھی صحیح ہوگی اور اس باب سے چند مسئلے متعلق ہیں پہلا مسئلہ
جبکہ مدعی علیہ قبل انقضاء مدت معینہ حاضر کردیا جائے تو مکفول لہ کو اوسکا اخذ کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ
اوسکا کوئی ضرر متصور نہو اور اگر اسکے قائل ہوں کہ اوسکو مکفول کا قبل مدت معینہ اخذ کرنا لازم نہیں
ہو خواہ اوسکا ضرر متصور ہو یا نہو تو اشبہ و اصول کے موافق ہوگا۔ اور اگر کفیل ایسے وقت مکفول کو [illegible]
دے کہ مکفول لہ کسی ظالم کی وجہ سے اوسکو اخذ نہ کرسکتا ہو تو اس صورت میں کفیل بری الذمہ
نہوگا اور اگر مکفول کسی حاکم عادل کے پاس محبوس ہو تو مکفول کو اوسکا ماخوذ کرنا واجب ہوگا کیونکہ
وہ اس صورت میں مکفول سے اپنے حق کا استیفا کرسکتا ہے بخلاف اوس وقت کے کہ مکفول کسی ظالم کے
پاس محبوس ہو کہ اس صورت میں غالبًا اپنے حق کا استیفا نہیں کرسکتا **دوسرا مسئلہ** جبکہ مکفول عنہ
غائب ہو اور کفالت میں کوئی مدت معین نہو تو کفیل کو اوسقدر مہلت دیجائیگی جسمیں اوسکا جانا
اور مکفول عنہ کا لے آنا ممکن ہو اور اسیطرح اگر کفالت میں کوئی مدت معین ہو اور حلول مدت کے
وقت مکفول عنہ غائب ہو تب بھی اوسی قدر مہلت دیجائیگی **تیسرا مسئلہ** جبکہ مکفول کے حاضر
کرنے کے لیے کوئی مقام معین نہ کیا جائے تو بلد عقد میں حاضر کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی مقام معین کرلیا
جائیگا تو اوس مقام پر حاضر کرنا لازم ہوگا پس اگر کسی دوسرے مقام پر حاضر کریگا تو بری الذمہ
نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جب مکفول لہ کو مکفول کے منتقل کرنے میں کوئی مشقت اور اوسکے
ماخوذ کرنے میں کوئی ضرر نہو تو اوسکا اخذ کرنا لازم ہوگا اور یہی اوجہ ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ کفیل
اور مکفول لہ وقوع کفالت پر متفق ہوں اور کفیل کہے کہ تیرا مکفول پر کوئی حق نہیں ہے تو اس صورت میں
مکفول لہ کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ وقوع کفالت ثبوت حق کو مقتضی ہے **پانچواں مسئلہ**
جبکہ دو شخص ایک شخص کی طرف سے کفیل ہوں اور ان دونوں میں سے ایک شخص مکفول کو مکفول لہ کے

سپرد کردے تو دوسرا کفیل بری الذمہ ہوگا اور اگر اس صورت مین دونون کی برائت کے قائل ہون تو خوب ہے اور اگر ایک شخص دو شخصون کے لیے ایک ہی شخص کا کفیل ہو پھر مکفول کو ان دونون مین سے ایک کے سپرد کرے تو دوسرے کے حق سے بری الذمہ ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ مکفول مر جاوے تو کفیل بری الذمہ ہو جاویگا اور اسیطرح اگر مکفول از خود مکفول لہ کے پاس چلا آئے اور اپنے نفس کو اوسکے سپرد کر دے تب بھی کفیل بری الذمہ ہو جائیگا **فرع** اگر کفیل کہے تو نے مکفول کو بری کر دیا ہے اور مکفول لہ اسکا انکار کرے تو مکفول لہ کا قول مع قسم قبول ہوگا پس اگر مکفول لہ قسم کو کفیل کی طرف رد کرے اور وہ قسم کھائے تو کفالت سے بری ہو جائیگا لیکن مکفول کو اس سے برائت نہوگی **ساتوان مسئلہ** اگر کسی کفیل کی دوسرا شخص کفالت کرے اور اوسکی تیسرا شخص کفالت کرے اور علی ہذا القیاس یکے بعد دیگرے کئی کفیل ہو جائین تو جائز ہوگی **آٹھوان مسئلہ** غلام مکاتب کی کفالت صحیح ہے اور اسمین تردد ہے **نوان مسئلہ** اگر کسی شخص کے سر یا بدن یا منھ کی کفالت کرے تو صحیح ہوگی کیونکہ ان الفاظ سے عرفاً کبھی مجموع شخص کی تعبیر کیجاتی ہے اور اگر کسی شخص کے ہاتھ یا پاؤن کی کفالت کرے اور اسی پر اقتصار کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ جن اشیاء کی کفالت کی ہے اونکا تنہا حاضر کرنا ممکن نہین ہے اور فقط ان اشیاء کی کفالت سے مجموع شخص کی کفالت ثابت نہین ہوتی

کتاب الصلح

صلح وہ عقد ہے جو قطع نزاع کے لیے مشروع اور جائز کیا گیا ہے اور صلح عقد مستقل ہے اور کسی دوسرے معاملہ (بیع و اجارہ و عاریت وغیرہ) کی فرع نہین ہے اگرچہ اونکا فائدہ کبھی اس سے حاصل ہو جاتا ہے اور صلح اقرار و انکار دونون صورتون مین صحیح ہے البتہ جس صلح سے کسی فعل حرام کا حلال (جیسے صلح سے کسی آزاد کا بندہ بنانا یا فرج کا محض صلح سے مباح کرنا یا شراب پینے پر صلح کرنا) یا حلال کا حرام ہونا (جیسے ترک وطی زوجہ یا انتفاع مال سے ترک انتفاع پر صلح کرنا) لازم آئے وہ صحیح نہین ہے اور اسیطرح صحت صلح مین متعلق دین کا اور حق کو جاننا بھی شرط نہین ہے جسمین کہ نزاع

واقع ہو پس عقد صلح مطلقاً صحیح ہے خواہ طرفین اوس حق کو جانتے ہون جسمین منازعت ہوئی ہے یا نجانتے
ہون دین ہو یا عین اور جبکہ یہ عقد با شرائط واقع ہو تو طرفین سے لازم ہوگا ہان اگر متعاقدین
اوسکے فسخ کرنے پر راضی ہو جائین تو فسخ ہو سکتا ہے اور اگر دو شریک باہم اسطرح صلح کرین کہ نفع
اور نقصان ایک شریک کے ذمہ رہے اور دوسرا فقط اپنے راس المال کا مستحق رہے تو صحیح
ہوگی اور اگر دونون کے پاس دو درہم ہون اور انمین سے ایک شریک دونون درہمون کا
اور دوسرا شریک فقط ایک درہم کا مدعی ہو تو جو شریک دونون کا مدعی ہے اوسکو ڈیڑھ اور جو
ایک کا مدعی ہے اوسکو آدھا درہم دیا جائیگا اور اسیطرح اگر کسی کے پاس ایک شخص دو درہم اور دوسرا
شخص ایک درہم امانت رکھوائے اور وہ تینون درہم مخلوط ہو جائین پھر اونمین سے ایک درہم تلف
ہو جائے تب بھی یہی حکم ہوگا۔ اور جبکہ ایک شخص کا وہ کپڑا جسکی قیمت بیس روپیہ ہو دوسرے
شخص کے اوس کپڑے کے ساتھ جسکی قیمت تیس روپیہ ہو مشتبہ ہو جائے پس اگر ان دونون
مین ایک شخص دوسرے کو اون دونون کپڑون مین سے ایک کے لے لینے کا اختیار دے تو فبہا اور
اگر باہم نزاع کرین تو وہ دونون کپڑے فروخت کیے جاوینگے اور اونکی قیمت کے پانچ حصے
کیے جاینگے منجملہ اونکے دو حصے اوس شخص کو جسکے کپڑے کی بیس روپیہ قیمت تھی اور تین حصے
دوسرے شخص کو دیے جائینگے اور جبکہ دو عوضون مین سے ایک کا ملک غیر ہونا ثابت ہو
تو صلح باطل ہوگی۔ اور عین مال پر عین مال (جیسے کپڑے پر بکری کے ساتھ) اور منفعت (جیسے
گھوڑے پر خدمت غلام کے ساتھ) کے ساتھ صلح کرنا صحیح ہے اور اسیطرح منفعت پر عین مال
(جیسے گھر کے رہنے پر بکری کے ساتھ) اور منفعت (جیسے گھر کے رہنے پر خدمت غلام کے ساتھ)
کے ساتھ بھی صحیح ہے اور اگر درہمون پر درہمون کے ساتھ کسی سے مصالحت کرے تب بھی صحیح
ہوگی اور فرع بیع نہوگی اور سمین علی الاشبہ اون شرائط کا اعتبار بھی نہوگا جو صرف (طلا و نقرہ کا

طلا و نقرہ کے ساتھ بیع کرنا مین معتبر ہین اور اگر کوئی شخص کسی شخص کا وہ کپڑا تلف کردے جسکی قیمت ایک درہم ہو پھر اوس سے دو درہمون پر مصالحت کرے تو بھی علی الاشبہ صحیح ہوگی اسلیے کہ یہ صلح کپڑے پر ہوئی ہے نہ درہم پر اور اگر کوئی شخص کسی مکان کا مدعی ہو اور وہ شخص جسکے قبضہ مین وہ مکان ہے انکار کرنے کے بعد مدعی سے اسقاط دعوی کے عوض وسمین ایک سال سکونت کرنے پر مصالحت کرے تو صحیح ہوگی اور ان دونون مین سے کسی کو عدول کرنا صحیح نہوگا (اسلیے کہ صلح عقد مستقل اور لازم ہے) اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جبکہ مدعی کے لیے مکان کا اقرار کرے اور پھر مقرلہ (جسکے لیے قابض نے اقرار کیا ہو یعنی مدعی) مقر (جسنے اقرار کیا ہو یعنی قابض) کے اوس مکان مین ایک سال سکونت کرنے پر مصالحت کرے اور بعض علماء نے فرمایا کہ اوسکو عدول کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ صلح اس صورت مین عاریت کی فرع ہے اور قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے اور جبکہ دو شخص اوس مکان کا جو کسی تیسرے شخص کے قبضہ مین ہو کسی ایسے سبب کی وجہ سے دعوی کرین جو ان دونون کی شرکت کو مقتضی ہو (جیسے میراث) اور مدعی علیہ ان دونون مین سے فقط ایک شخص کے لیے نصف مکان کی تصدیق کرے اور پھر مقرلہ (جسکے لیے اقرار کیا ہو) سے اوس نصف مکان پر کسی عوض کے ساتھ مصالحت کرے پس اگر مقرلہ نے دوسرے مدعی سے اجازت لیکر مصالحت کی ہو تو پورے نصف مین صحیح ہوگی اور عوض ان دونون مین مساوی تقسیم کیا جائیگا اور اگر بغیر اوسکی اجازت کے مصالحت کی ہو تو فقط اوسی کے حصہ یعنی ربع مین صحیح ہوگی اور دوسرے شریک کے حصہ یعنی دوسرے ربع مین باطل ہوگی اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک شخص نصف مکان کا کسی ایسے سبب سے مدعی ہو جو ان دونون کی شرکت کو مقتضی نہو (مثلاً ایک شخص ارث کے سبب اور دوسرا خرید کرنے کے سبب سے مدعی ہو) تو اس صورت مین یہ دونون شخص اوس حق مین شریک نہونگے جسکی بہ نسبت مدعی علیہ نے ان مین سے ایک کے لیے اقرار کرلیا اور اگر کوئی شخص کسی کا

اپنے حق کا دعوی کرے اور مدعی علیہ اوس سے انکار کرے اور پھر مدعی سے اوسکے دعوی کے عوض اس امر پر مصالحت کرے کہ وہ اپنی زراعت یا درخت کو اسکے پانی سے سینچلے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ صلح جائز نہوگی اسلیے کہ اس صورت مین پانی عوض ہوگا جو مجہول ہی اور اسمین ایک وجہ جواز صلح کی بھی ہی جسکا ماخذ یہ ہی کہ نہر کے پانی کی خرید و فروخت تعیین مدت اور مشاہدہ کے بعد جائز ہی پس اوسپر صلح بھی جائز ہونی چاہیے لیکن اگر مدعی سے اپنی سطح یا ساحت پر پانی کے جاری کرنے کے ساتھ مصالحت کرے تو صحیح ہوگی بشرطیکہ وہ مقام معلوم ہو جس سے پانی جاری کیا جائے اسلیے کہ وہ باعتبار قلت و کثرتِ آب کے صغر و کبر (چھوٹائی اور بڑائی) مین مختلف ہوتا ہی اور جبکہ مدعی علیہ مدعی سے کہے کہ تو مجھسے اپنے دعوی پر مصالحت کرلے تو یہ قول اقرار نہ سمجھا جائیگا اسلیے کہ یہ قول کبھی انکار کے ساتھ بھی صحیح ہوتا ہی لیکن اگر مدعی سے کہے کہ تو میرے ہاتھ فروخت کردے یا مجکو مالک کردے تو اقرار سمجھا جائیگا اور اس مقام سے اوس نزاع کے احکام بھی ملحق ہین جو املاک مین واقع ہوتی ہی اور وہ چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ روشن اور جناح (وہ لکڑیان جو دیوار مالک سے خارج ہون اور دیوار مقابل تک نہ پہونچین اور اوسپر کچھ بنا لیا جائے) کا طرق نافذہ تک خارج کرنا جائز ہی بشرطیکہ اتنی بلند ہون کہ آمد و رفت کرنیوالون کو ضرر نہ پہونچائین اگرچہ علی الاصح کوئی مسلمان مزاحمت بھی کرے اور اگر اونکے رکھنے سے آنے جانے والون کو ضرر پہونچے تو اونکا دور کرنا لازم ہوگا اور اگر اونکی وجہ سے راستہ تاریک ہوجائے تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اس صورت مین اونکا دور کرنا واجب نہوگا اور طرق نافذہ مین نئے دروازون کا کھولنا بھی جائز ہی اور طرق مرفوعہ غیر نافذہ (جسکی انتہا کسی دوسرے طریق کی طرف نہو بلکہ دوسرے کی ملک کی طرف منتہی ہوتی ہون) مین سوادہ یا جناح وغیرہ کا حادث کرنا جائز نہین ہی البتہ انکے مالکون کی اجازت سے حادث کرنا جائز ہی خواہ مضر ہو یا نہو اسلیے کہ طریق مرفوع اونھین کے ساتھ مخصوص ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص ایسے

(متعلقہ صفحہ ۱۰۰)

دروازہ کے کھولنے کا ارادہ کرے جسمین سے آنے جانے کا قصد نہ رکھتا ہو تب بھی جائز ہوگا کیونکہ یہ
محل شبہ ہی اور روزن اور شگافون کا کھولنا جائز ہی اور جبکہ مالک اجازت دیدے تو اور کسی کو
اعتراض اور مزاحمت کرنا صحیح ہوگا اور اگر مالک طرق مرفوعہ سے روشن کے حادث کرنے پر مصالحت
کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جائز نہین ہی اسلیے کہ تنہا ہوا کی خرید و فروخت صحیح نہین ہے اور
اسمین تردد ہی کیونکہ صلح عقد مستقل ہی اور تابع بیع نہین ہی اور اگر کسی انسان کے دو مکان ہون
اور ہر ایک کا دروازہ کوچہ غیر نافذہ کی طرف ہو تو اوسکو اون دونون مکانون کے
درمیان دروازہ کا کھولنا جائز ہوگا اور اگر کوئی شخص طرق مرفوعہ مین کچھ بنا لیوے اور جملہ
مالکون کی اجازت حاصل نہ کی ہو تو اوسکے دور کرنے کا ہر اوس شخص کو اختیار حاصل ہوگا جسکو اوس
راہ سے آمد و رفت کرنا جائز ہی اور اگر کسی خاص کوچہ مین دو دروازے ہون اور ایک دروازہ
بہ نسبت دوسرے کے ادخل (زیادہ دور) ہو تو پہلے دروازہ کا مالک دوسرے دروازہ کے مالک کا عبور کرنے مین شریک
ہوگا اور جو فاصلہ کہ دونون دروازون مین ہوگا وہ پہلے دروازہ کے مالک سے مخصوص ہوگا
اور اگر کوچہ مین اوسکے صدر تک کچھ زمین فاضل ہو اور اوسمین آمد و رفت نہوتی ہو اور دونون
دروازون کے مالک اوس زمین کا دعوی کرین تو وہ دونون اوس زمین سے نفع پانے مین مساوی قرار
دیئے جاوینگے اور انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہوگی اور ادخل (جبکا دروازہ کوچہ نافذہ
سے بعید ہو) کو اپنے دروازہ کا مقدم کرنا جائز ہی اور اسیطرح خارج (جبکا دروازہ کوچہ نافذہ سے
قریب ہے) کو بھی جائز ہی اور خارج کو اپنے دروازہ کا داخل کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح داخل کو اپنے
دروازہ کا ادخل (جبکا دروازہ داخل سے بھی پہلے واقع ہوا ہی) کی طرف داخل کرنا بھی جائز ہوگا جسکی
بہ نسبت یہ خارج ہی اور اگر اہل کوچہ نافذہ مین سے کوئی شخص روشن کو خارج کرے تو اوسکے
مقابل کو مزاحمت کرنا صحیح ہوگا اگرچہ تمام کوچہ کی چوڑائی کو گھیر لیوے (بشرطیکہ مقابل کی دیوار پر واقع ہو)

اور اگر یہ روشن گرجائے اور اس سے قبل اسکا ہمسایہ اپنے لیے ایک روشن خارج کرلیوے تو پہلے
شخص کو اسکا منع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ یہ دونون آپس مین مساوی ہین جسطرح کہ کوئی شخص مسجد مین قبل سے
بیٹھ جاوے تو دوسرے کو مزاحمت کا اختیار نہین ہو لیکن اگر شخص اول وہان سے چلا جائے اور
کوئی دوسرا شخص اوسی جگہ آکر بیٹھ جائے تو اوّل کو اوسکا وہان سے اوٹھانا صحیح نہین

دوسرا مسئلہ جب کوئی شخص اپنے مکان کی لکڑیان ہمسایہ کی دیوار پر رکھنا چاہے تو ہمسایہ پر اوسکی
درخواست کا قبول کرنا واجب نہوگا ہرچند کہ ایک ہی لکڑی کے رکھنے کی خواہش کرے اگرچہ
قبول کرنا مستحب ہو اور اگر اجازت دینے کے بعد اور رکھنے سے قبل عدول کرے تو اجماعًا جائز ہو
ہان رکھ لینے کے بعد عدول کرنا جائز نہین ہو اسلیے کہ لکڑیون کا ہمیشہ کے لیے رکھنا مقصود
ہوتا ہو لیکن جواز عدول کا مع ضمانت نقصان قائل ہونا خوب ہو ہان منہدم ہوجانے کے بعد اسکا
دوبارہ رکھنا بدون اذن جدید صحیح نہوگا اور اس مقام پر ایک قول اور بھی ہو اور اگر ابتداءً اوسنے
صلح کرچکا تھا تو دوبارہ رکھنا جائز ہوگا بشرطیکہ لکڑیون کا عدد اور وزن وطول بھی مذکور ہو

تیسرا مسئلہ اگر دو شخص کسی ایسی دیوار کا دعویٰ کرین جو اون دونون کی ملک کے اندر واقع ہو اور
بظاہر کوئی علامت ایک کے حق ہونے کی موجود نہو اور بینہ بھی نہو پس اگر ان دونون مین سے
ایک شخص دوسرے کی قسم کے بعد قسم کھائے تو وہ دیوار اوسی کو دلوائی جاویگی اور اگر دونون قسم کھائین یا
دونون قسم کو رد کرین تو دونون اوسمین مساوی شریک کیے جائینگے اور اگر وہ دیوار ایک کی بناء
سے متصل ہو اور بینہ نہو تو اوسی کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر اوس دیوار پر ان دونون
مین سے کسی کی ایک یا دو لکڑیان رکھی ہون تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ محض اسی علامت کے
سبب سے وہ دیوار اوسکا حق قرار نہ دیجائیگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ مع قسم اوسی کا حق قرار دیجائیگی
اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو اور ان دونون مین سے ایک کے دعوی کو اون

کتاب الصلح

متعلقہ صفحہ ۱۰۲

متعلقہ صفحہ ۱۰۳

کتاب کافی اور تہذیب مین بروایت منصور
بن حازم منقول ہے سئلتہ عن خص بین دارین فزعم ان علیا امیر المؤمنین قضی
لصاحب الدار الذی من قبلہ القمط یعنی مین نے حضرت سے سوال کیا
کہ جو دیوار دو مکانون کے درمیان واقع ہو وہ کون سے
مکان کے مالک کا حق ہوگا تو حضرت نے فرمایا کہ امیر المؤمنین
علیہ السلام نے دیوار مذکور کو اوس شخص کا مال قرار دیا تھا جسکی طرف رسّی کی گرہین
واقع ہون اور تہذیب منقول ہے انہ قضی فی رجلین اختصما الیہ فی خص فقال ان الخص
للذی الیہ القمط یعنی جناب امیر علیہ السلام نے اون دو شخصون مین حکم فرمایا جنھون
نے دیوار ذی مین مخاصمت کی تھی پس ارشاد فرمایا کہ وہ دیوار اوس شخص کا مال ہے جسکی
طرف اوسکی رسّی کی گرہین ہون اور بطریق عامہ مروی ہو کہ ایک قوم نے دیوار
نے مین خصومت کی پس رسالت مآبؐ نے حذیفہ بن الیمان کو فصل
خصومت کے لیے روانہ فرمایا فحکم لمن الیہ معاقد القمط پس حذیفہ نے
وہ دیوار اوس شخص کا مال قرار دیا جسکی طرف اوسکی رسّی کی گرہین
تھین اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر اسکی خبر دی
پس آپ نے ارشاد فرمایا اصبت واحسنت
یعنے تمنے بہت اچھا فیصلہ کیا
اور اکثر فقہا نے

[illegible]

تو کا بھی حکم ہوگا یعنے مرجحات عادیہ یا
شرعیہ کی طرف
رجوع کیجائیگی

[illegible]

۱۲

لا ترجیح بوجود عوض احدهما بالخارج التی فی الحیطان ولا الروازن ولو اختلفا فی خص قضی لمن الیه معاقد القمط عملا بالروایة الرابعة لا یجوز للشریک فی الحائط التصرف فیه ببناء ولا تسقیف ولا ادخال خشبة الا باذن شریکه ولو انهدم لم یجبر شریکه علی المشارکة فی عمارته وکذا لو کانت الشرکة فی دولاب او بئر او نهر وکذا لا یجبر صاحب السفل ولا العلو علی بناء الجدار الذی یحمل العلو ولو هدمه الشریک بغیر اذن شریکه وجب علیه اعادته وکذا لو هدمه باذنه وشرط اعادته

کتاب الصلح

الخامسة اذا تنازع صاحب السفل والعلو فی جدران البیت فالقول قول صاحب البیت مع یمینه ولو کان فی جدران الغرفة فالقول قول صاحبها مع یمینه ولو تنازعا فی السقف ... وهو حسن السادسة اذا خرجت اغصان الشجرة الی ملک الجار وجب عطفها ان امکن والا قطعت من حد ملکه ...

امور خارجیہ کیوجہسے جو دیوارون پر موجود ہون (مثلاً ایک کے ہاتھ کے اوسپر نقش ونگار ہون یا اوسکی کھونٹیان گڑہی ہوئی ہون) ترجیح نہ دیجائیگی اوراسیطرح روزن کی وجہ سے بھی ترجیح نہ دیجائیگی اور اگر ذی کی اوس دیوار مین اختلاف کرین جو دو ملکون مین حد فاصل ہو تو بنا بر روایت کے اوس شخص کا مال قرار دیا جائیگا جسکی طرف رسی کی گرہین ہونگی چوتھا مسئلہ ایک شریک دیوار مشترک مین مکان بنانے یا چھت پاٹنے یا لکڑی داخل کرنے کے ساتھ تصرف کرنا بدون دوسرے شریک کی اجازت جائز نہوگا اور اگر وہ دیوار منہدم ہو جائے تو شریک پر اوسکے بنانے کی شرکت مین جبر کرنا صحیح نہوگا اوراسیطرح اگر کسی دولاب یا کنوین یا نہر مین شرکت ہو تب بھی شریک اوسکی عمارت کی شرکت پر مجبور نہ کیا جاویگا اوراسیطرح نیچے یا اوپر کے مکان کا مالک اوس دیوار کے بنانے پر مجبور نہ کیا جاویگا جسپر اوپر کا مکان قائم ہو اور اگر دیوار مشترک کو بدون اجازت شریک منہدم کردے تو اوسکا اعادہ کرنا واجب ہوگا اوراسیطرح اگر اوسکی اجازت سے منہدم کرے اور اعادہ کی شرط ہوگئی ہو تب بھی یہی حکم ہوگا پانچوان مسئلہ جبکہ اوپر اور نیچے کے مکان کے مالک مکان کی اون دیوارون مین نزاع کرین جو اوپر کے مکان کی حائل ہون تو صاحب مکان کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اور اگر دریچہ کی دیوارون مین نزاع ہو تو صاحب دریچہ کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور اگر مکان کی چھت (جو دریچہ اور مکان کے وسط مین واقع ہو اور حائل دریچہ ہو) مین نزاع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر دونون قسم کھاوین تو دونون شریک کردیئے جاوینگے اور بعض نے فرمایا ہی کہ فقط اوپر کے مکان کے مالک کو دلائی جاویگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ ان دونون مین قرعہ ڈالا جاویگا اور یہ قول خوب ہی چھٹا مسئلہ جبکہ کسی درخت کی شاخین ہمسایہ کی ملک تک خارج ہون پس اگر اونکا پھیرنا ممکن ہو تو اونکے مالک پر پھیرنا اونکا واجب ہوگا والا ملک ہمسایہ کی حد سے قطع کی جاوینگی اور اگر مالک درخت انکار کرے تو خود ہمسایہ کو اونکا قطع کرنا جائز ہوگا اور یہ قطع کرنا اجازت

حاکم شرع پر موقوف نہین ہو اور اگر مالک درخت شاخون کے ہوا مین باقی رکھنے پر مصالحت کرے تو صحیح ہوگی اور اسمین تردد ہو اور اگر ہمسایہ سے اوسکی دیوار پر رکھنے کے لیے مصالحت کرے تو جائز ہوگی بشرطیکہ شاخین اسقدر زیادہ ہو چکی ہون کہ اہل خبرت کے نزدیک وہ زیادتی ختم ہو چکی ہو ورنہ اوس زیادتی کی انتہا کا معین کرنا بھی ضرور ہوگا ساتوان مسئلہ جبکہ ایک شخص کسی کاروان سرا کے نیچے کے طبقہ کا مالک ہو اور دوسرا شخص اوسکے اوپر کے مکانون کا مالک ہو اور یہ دونون شخص اوس کاروانسرا کے زینہ مین نزاع کرین تو طبقہ بالا کے مالک کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا اور اگر زینہ کے نیچے خزانہ ہو تو یہ دونون اوسکے دعوی مین مساوی ہونگے اور اگر اوس کاروانسرا کے صحن مین نزاع کرین تو اوسمین سے اوسقدر زمین جس سے بالاخانہ کی آمد و رفت ہوتی ہو ان دونون مین مشترک قرار دیجاویگی اور جو زمین اس مقدار سے خارج ہوگی وہ نیچے کے مکانون کے مالک کی قرار دیجاویگی ثمنہ جبکہ سوار اور قابض لگام (روکنے والا) چوپایہ مین باہم نزاع کرین تو سوار کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علما رنے فرمایا ہو کہ وہ دونون دعوی مین مساوی قرار دیے جاوینگے اور قول اول اقوی ہو لیکن اگر کسی کپڑے مین نزاع کرین اور دونون مین سے ایک کے ہاتھ مین زیادہ ہو تو یہ دونون مساوی قرار دیے جاوینگے اور اسیطرح اگر کسی مملوک مین نزاع کرین اور انمین سے ایک کے کپڑے اوسکے پاس موجود ہون تب بھی مساوی سمجھے جاوینگے لیکن اگر کسی اونٹ مین نزاع کرین اور ان دونون مین سے ایک کا بار اوسپر لدا ہو تو اوسکے دعوی کو ترجیح ہوگی اور اگر کسی ایسے بالاخانہ مین نزاع کرین جو ان مین سے ایک کے مکان پر بنایا گیا ہو اور اوسکا دروازہ دوسرے کے بالاخانہ کی طرف کھلا ہوا ہو تو صاحب مکان کے دعوے کو رجحان ہوگا ——

كتاب الشركت

اس مین کئی فصلین ہین پہلی فصل اقسام شرکت کے بیان مین

شرکت سے دو یا چند لوگون کے حقوق کا کسی شی معین مین بطور شیاع مجتمع ہونا مراد ہو پس جس شی مین ک

شرکت متحقق ہوتی ہو وہ کبھی عین مال ہوتا ہو (جیسے کسی مکان مین شریک ہونا) اور کبھی منفعت ہوتی ہو (جیسے سکونت مکان مین شریک ہونا) اور کبھی حق ہوتا ہو (جیسے خیار مین شریک ہونا) اور سبب شرکت تینون امرون مین کبھی میراث ہوتی ہو (جیسے کسی مال یا منفعت یا حق کا بذریعہ میراث حاصل ہونا) اور کبھی عقد ہوتا ہو (جیسے کسی مکان کو بشرکت خریدنا یا باجارہ لینا) اور کبھی مزج (دو مالون کا آپس مین اسطرح مخلوط ہو جانا کہ تمیز باقی نرہے جیسے زید کے روغن یا گندم کا عمر کے روغن و گندم مین مخلوط ہو جانا) ہوتا ہو اور کبھی حیازت (کسی شی مباح کا جمع کرنا) ہوتی ہو (جیسے دو شخصون کا جنگل سے لکڑیان جنگل لانا) لکن حیازت مین اشبہ یہ ہو کہ ہر شخص اوس مال کے ساتھ مخصوص ہوگا جو اوسنے جمع کیا ہو ہان اگر دونون ملکر کسی درخت کو اوکھاڑین یا کسی ظرف مین ایک ہی دفعہ پانی بھرین تو شرکت متحقق ہوگی و راگر دو مال اسطرح مخلوط ہو جاوین کہ تمیز باقی نرہے تو اون دونون مین شرکت ثابت ہوگی خواہ یہ خلط اختیاراً حاصل ہوا ہو یا اتفاقاً اور خلط کی وجہ سے شرکت کے حاصل ہونے مین دونون مالون کا جنس او صفت مین ہم مثل ہونا شرط ہو خواہ متاع ہون یا طلا و نقرہ لکن جس مال کے لیے مثل نہین ہو جیسے کپڑا اور لکڑی و غلام پس اوسمین خلط کیوجہ سے شرکت متحقق نہوگی بلکہ کبھی میراث اور اون عقود کی وجہ سے شرکت صحیح حاصل ہوتی ہو جو ناقل ملک ہین جیسے خرید کرنا یا بذریعہ ہبہ لینا اور اگر کوئی شخص ایسے مال مین شرکت کرنا چاہے جسکے لیے مثل نہو تو ہر ایک شخص دونون مین سے اپنے مال کا کوئی حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے کہ اس صورت مین ہر ایک دوسرے کے مال مین شریک ہو جاویگا اور اعمال کی شرکت صحیح نہین ہو مثل سینے اور رنگنے کے ہان اگر دونون شخص ایک ہی ساتھ کسی شخص کے لیے باجرت عمل کرین اور وہ شخص ان دونون کی اجرت کے عوض کوئی شی انکو دے تو اوس شی مین شرکت متحقق ہوگی اور اسطرح شرکت وجوہ (دو شخص روشناس کا کسی مال کو مدت معینہ تک باین شرط خرید کرنا کہ اوسکو فروخت کرکے بعد ادائے زر قیمت نفع مین

کتاب الشرکت

شریک ہین) ابھی صحیح نہین ہوا اور سیطرح شرکت مفاوضہ (دو شخصون کا کسی ایسے مال مین جو کسی سبب
سے احد ہوا (دونون مین سے ایک) کو دستیاب ہو مثل میراث اور لقطہ وغیرہ کے اور دونون
مین سے کسی پر جو تاوان واقع ہو مثل ارش جنایت اور ضمانت او رغصب وغیرہ کے اوس مین شرکت
کرنا) بھی صحیح نہین ہو پس ہمارے نزدیک سوائے شرکت اموال کے اور کوئی شرکت صحیح نہین ہو اور
جبکہ کسی مال مین مساوی شرکت رکھتے ہون تو نفع اور نقصان مین بھی مساوی ہونگے اور اگر ایک کا
مال زاید ہوگا تو اوسکو نفع اور نقصان بقدر راس المال ہوگا اور اگر عقد شرکت مین باوجود
تساوی مالین (دونون مالون کا برابر ہونا) کے ایک شریک کے لیے نفع کی زیادتی یا باوجود دونون
مالون کے متفاوت ہونے کے نفع اور نقصان مین مساوات شرط کیجاوے تو بعض علما نے فرمایا ہے
کہ شرکت باطل ہوگی یعنی یہ شرط اور وہ تصرف جو اس شرط پر موقوف ہے صحیح نہوگا اور ہر ایک
شریک اپنے مال کے نفع کا مستحق ہوگا اور ہر ایک شخص کو اوسکے عمل کی اُجرت دلوائی جاویگی
بشرطیکہ قبل ازین ہر ایک کے اوس عمل کی اجرت وضع (منہا) کردیجائے جو اوسنے اپنے مال مین
کیا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ شرکت اور شرط دونون صحیح ہونگی اور پہلا قول اظہر ہو یہ کلام
اوس صورت مین ہی جبکہ دونون شریکون نے مال مین عمل کیا ہو لیکن اگر ان دونون مین سے
ایک شریک عامل (عمل کرنیوالا) ہو اور اوسی کے لیے زیادتی شرط کیجاوے تو شرکت صحیح ہوگی اور
یہ قراض سے اشبہ ہو اور جبکہ کسی سبب سے مال مین شرکت حاصل ہوجاوے تو ایک شریک کو
بدون باقی شرکا کی اجازت کے اوس مین تصرف کرنا جائز نہوگا پس اگر فقط ایک شریک کے لیے
اجازت حاصل ہو تو صرف اوسی کو تصرف کرنا صحیح ہر گانہ باقی کو اور تصرف مین اوسیقدر پر
اقتصار کرنا واجب ہوگا جتنے کی اجازت حاصل ہو پس اگر تصرف کی اجازت دیجاوے اور کسی خاص
وجہ کی قید نہ کیجاوے تو جسطرح چاہے تصرف کرے پس اگر اوسکے لیے کسی خاص سمت مین سفر کرنا معین کردیا

کردیا جاوے تو دوسری سمت کا سفر جائز نہوگا اور اسیطرح اگر تجارت مین کسی نوع خاص کے لیے
اجازت ہو تو علاوہ اوسکے اور کسی نوع کا اختیار کرنا جائز نہوگا اور اگر ہر ایک شریک
دوسرے کو اجازت دے تو اون دونون مین سے ہر ایک کو تصرف کرنا جائز ہوگا اگرچہ تنہا
تصرف کرے اور اگر اجتماع کی شرط ہو جاوے تو تنہا تصرف کرنا جائز نہوگا اور اگر قدر معین سے
زائد مین تصرف کریگا تو ضامن ہوگا اور ہر ایک شریک کو بعد اجازت اوس سے عدول
کرنا بھی جائز ہی اور اسیطرح ہر ایک شریک قسمت مال کا مطالبہ بھی کرسکتا ہی اسلیے کہ شرکت
عقد لازم نہین ہی اور جبکہ عقد شرکت فسخ کیا جاوے تو کسی شریک کو باقی شرکا سے راس المال کا
مطالبہ کرنا صحیح نہین ہی بلکہ جتنا مال موجود ہوگا اوسکو تقسیم کرینگے ہان اگر دونون شریک اوس
مال کے فروخت کرنے پر اتفاق کرین تو بیع صحیح ہوگی اور اگر شرکت مین کوئی مدت بھی شرط
کرلیجاوے تو صحیح نہوگی پس ہر ایک شریک کو رجوع کرنے کا ہر وقت اختیار رہوگا اور اگر مالِ
شرکت کسی شریک کے پاس تلف ہو جاوے تو وہ اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امانت ہی
ہان اگر اوس مال مین تعدی یا اوسکی حفاظت مین تفریط کریگا تو ضامن ہوگا اور اوسکا قول مع
قسم دعوای تلف مین مقبول ہوگا خواہ کسی سبب ظاہر کا مدعی ہو جیسے ڈوب جانا یا جل جانا یا سبب
خفی کا مدعی ہو جیسے چوری جانا اور اسیطرح اگر اوسپر خیانت یا تفریط کا دعوی کیا جاوے تب بھی
اوسی کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور جنون اور موت کی وجہ سے اجازت باطل ہو جاتی ہی

دوسری فصل قسمت کے بیان مین

قسمت سے ہر ایک شریک کے حق کو دوسرے کے حق سے تمیز دینا مراد ہی اور قسمت مال داخل بیع نہین ہی خواہ اوسمین رد ہو یا نہو اور
قسمت اوسوقت تک صحیح نہوگی جبتک جملہ شرکا اتفاق نکرین اور قسمت کی دو قسمین ہین
پہلی قسم وہ ہی جس مین کسی شریک کا ضرر نہو پس اس صورت مین اگر ایک شریک قسمتِ مال

کی خواہش کرے اور دوسرا شریک انکار کرے تو اوسپر جبر کیا جاویگا اور قسمت میں تمام حصون کا معتدل و مساوی ہونا ضرور ہے اور ہر ایک شریک کا حصہ قرعہ سے نکالا جاویگا لیکن اگر ایک شریک اپنے حصہ کو بدون قرعہ اختیار کرنا چاہے اور باقی شرکاء راضی ہون تو جائز ہوگا اور اگر کوئی شریک بدون قرعہ راضی نہو تو اوسپر جبر نکیا جاویگا **دوسری قسم** وہ ہے جس مین کسی شریک کا ضرر ہو جیسے جواہر اور تلوار اور سنگہاے حوض وغیرہ پس ایسے مال کی قسمت جائز نہین ہے اگرچہ جملہ شرکاء قسمت پر اتفاق بھی کرین اور مال وقف کی قسمت صحیح نہین ہے اسلیئے کہ یہ مال قسمت کرنے والون مین منحصر نہین ہے اور اگر ایک ہی ملک مین بعض وقف ہو اور بعض وقف نہو تو اوسکی قسمت صحیح ہے اسواسطے کہ اس سے وقف کا غیر وقف سے تمیز دینا مقصود ہے **تیسری فصل** اون لواحق کے بیان مین جو اس باب سے متعلق ہین اور وہ چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر ایک شخص چوپایہ اور دوسرا مشک باین شرط کسی سقار کے حوالہ کرے کہ محاصل مین تینون شخص شریک ہین تو یہ عقد شرکت صحیح نہوگا بلکہ جو حاصل ہوگا اوسکے پانے کا فقط سقا ہی مستحق ہوگا اور اوسپر چوپایہ اور مشک کی اجرت المثل لازم ہوگی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی شکار یا لکڑی یا گھاس کو باین نیت جمع کرے کہ اس مال مین یہ خود اور کوئی دوسرا شخص شریک رہے تو اس نیت کا کوئی اثر نہوگا بلکہ وہ تمام مال اوسی کا ہوگا اور آیا مباح کے حیازت کنندہ کو نیت تملک کی حاجت ہے یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نہین ہے اور اسمین تردد ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی مال دو شخصون مین مساوی مشترک ہو بعدہ ان دونون مین سے ایک شخص دوسرے کو باین شرط تصرف کی اجازت دے کہ یہ دونون نفع مین مساوی شریک رہین تو یہ عقد قراض و مضاربت مین داخل نہوگا اسلیئے کہ عامل کی اوس شخص کے مال مین جسنے تصرف کی اجازت دی ہے شرکت نہین ہے اور اگر خلط و امتزاج ہوجاوے تب بھی شرکت حاصل نہوگی بلکہ مال بضاعت (وہ مال جو کسی دوسرے کو

الرابعة اذا اشترى احد الشريكين شيئا فادعى الآخر انه اشتراه لهما وانكره المشتري فالقول قول المشتري مع يمينه لانه ادرى بنيته ولو ادعى انه اشتراه لهما وانكر الشريك فالقول ايضا قوله لمثل ما قلنا

الخامسة

اوسکے تبرعاً تجارت کرنے کے لیے دیا جاوے) ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ دو شریکون مین سے ایک شخص کسی شی کو خرید کرے اور دوسرا شریک اس امر کا مدعی ہو کہ اوسنے دونون کے لیے بشرکت خرید کیا ہی اور وہ انکار کرے تو اس صورت مین مشتری کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا کیونکہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہی اور اگر مشتری اس امر کا مدعی ہو کہ مین نے دونون کے لیے خرید کیا ہی اور شریک انکار کرے تب بھی مشتری ہی کا قول مقبول ہوگا اوسی وجہ سے جو ابھی مذکور ہوئی **پانچوان مسئلہ** اگر احد الشریکین متاع مشترک کو فروخت کرے اور وہ دوسرے شریک کی طرف سے قیمت پر قبضہ کرنیمین وکیل ہو اور مشتری اس امر کا دعوی کرے کہ مین پوری قیمت بائع کو دیچکا ہون اور شریک بھی اوسکی تصدیق کرے تو مشتری اوسکے حق سے بری ہو جاویگا اور اس شریک کی شہادت نصف آخر مین جو بائع کا حصہ ہی مقبول ہوگی اسلیے کہ اوس سے اس مقدار مین تہمت مرتفع ہی اور اگر مشتری اس امر کا دعوی کرے کہ مین قیمت شریک کو دیچکا ہون (جو بائع کی طرف سے قبضہ کرنیمین وکیل نہین ہی) اور بائع اسکی تصدیق کرے تو مشتری قیمت سے بری الذمہ نہوگا (نہ بائع کے حصہ سے اور نہ شریک کے حصہ سے) اسلیے کہ بائع کا حصہ اوسکے یا اوسکے وکیل کے سپرد نہین کیا ہی اور شریک انکار کرتا ہی پس اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ بائع کی شہادت مقبول ہوگی اور مقبول نہونا شہادت کا دونون مسئلون مین اشبہ ہی **چھٹا مسئلہ** اگر دو شخص اپنے دو غلامون کو جبکہ ہر ایک شخص ایک ایک غلام کا تنہا مالک ہو ایک ہی عقد مین بقیمت فروخت کرین اور اون دونون غلامون کی قیمت مین تفاوت ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ صحیح ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ باطل اسلیے کہ یہ عقد دو عقدون کا قائم مقام ہی پس ہر ایک غلام کی قیمت مجہول ہوگی لیکن اگر ہر ایک غلام مین یہ دونون شریک ہون یا دونون غلامون کا ایک شخص مالک ہو تو بیع جائز ہوگی اور اسیطرح اگر ہر ایک شخص کا ایک قفیز گندم مملوک ہو اور اون دونون کو ایک ہی عقد مین فروخت

کرین تب بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین قیمتان دونون پر بالتسویہ منقسم ہوگی **ساتوان مسئلہ**
ہم بیان کر چکے ہین کہ شرکت ابدان باطل ہی پس اگر دو شخص اپنے نفسون کو بعنوان شرکت باجارہ دین
اور ہر ایک کے عمل کی اجرت دوسرے سے ممتاز ہو تو ہر ایک شخص اپنے عمل کی اجرت پانے کا مستحق ہوگا
اور اگر دونون کے عمل کی اجرتین مشتبہ ہوجاوین تو ہر ایک کو موافق ہر ایک کی اجرت المثل کے مجموعہ
مال اجرت مین سے نسبت لگا کر اوسقدر دیا جاویگا جو اوسکی اجرت المثل کے مقابل ہو **آٹھوان مسئلہ**
جبکہ دو شریک متاع کو ایک عقد مین فروخت کرین پھر ایک شریک مشتری سے بعض قیمت کو وصول کرے
تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکو لکڑیان یا گھاس جمع کرنے یا شکار
کرنے کے لیے مدت معینہ تک اجیر کرے تو اجارہ صحیح ہوگا اور مستاجر اوس چیز کا مالک ہوگا جو اس مدت
مین اوس سے حاصل ہوگی اور اگر اوسکو کسی شی معین کے شکار کرنے کے لیے اجیر کریگا تو صحیح نہوگا اسلیے
کہ اوسکے حصول پر غالبًا وثوق نہین ہوتا

کتاب المضاربت

مضاربت وہ عقد ہی
جسمین کچھ مال بغرض تجارت کسی کو دیا جائے اور مقابل عمل نفع کا کوئی حصہ عامل کے لیے مقرر کیا جائے
اس کتاب مین چار امرون کا بیان کرنا ضرور ہی **پہلا امر** عقد کے بیان مین یہ عقد طرفین (یعنی مالک مال
اور عامل) سے جائز ہی باین معنی کہ ان دونون مین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنے کا ہر وقت
اختیار ہی خواہ تمام مال نقد (درہم یا دینار) ہوچکا ہو یا اوسمین کچھ جنس متاع موجود ہو اور اگر
اس عقد مین کوئی مدت شرط کیجاوے تو عقد لازم نہوگا بلکہ قبل مدت مشروطہ اوسکا فسخ کرنا صحیح ہوگا
لیکن اگر مالک مال عامل سے یہ کہے کہ اگر تجھکو ایک سال گذر جاوے تو بعد اوسکے خرید کرنا اور فقط فروخت
کرنا تو شرط صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ مقتضائے عقد سے ہی اور اوسکے منافی نہین ہی اور اگر کہے مین نے
تجھکو باین شرط عامل مقرر کیا کہ مین اس سال مین تجھکو منع نہین کر سکتا تو شرط و عقد فاسد ہوجاویگا
اسلیے کہ یہ مقتضائے عقد کے منافی ہی اور اگر عامل سے یہ شرط کرے کہ تو سوائے زید کے کسی سے خرید

نکرنا یا سوائے عمر کے اور کسی کے ہاتھ فروخت نکرنا تو شرط صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر کہے کہ سوائے فلان کپڑے
یا میوہ فلان درخت کے اور خرید نکرنا تب بھی شرط صحیح ہوگی خواہ وہ متاع جسکی خرید و فروخت
کا حکم کیا ہی عام الوجود ہو یا نادر الوجود اور اگر عامل سے یہ شرط کرے کہ وہ کسی اصل کو خرید کرے
اور یہ دونون اوسکی نما مین مشترک رہین جیسے درخت اور گوسفند تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ عقد
فاسد ہوگا اسلیے کہ مقتضائے مضاربت یہ ہی کہ عامل کے راس المال مین تصرف کرنے سے جو ربح (نفع)
حاصل ہو اوسمین وہ دونون شریک ہین اور اسمین تردد ہی اور جبکہ عامل کو تصرف کرنے کی بدون
کسی قید زائد کے اجازت دے (یعنے عقد مضاربت بدون کسی قید کے واقع ہو) تو اوسکو راس المال
مین وہ تصرفات جائز ہونگے جو مالک کو تجارت کرنے مین جائز تھے مثلاً متاع کا کھولکر رکھنا او
پھیلانا اور لپیٹنا اور محفوظ رکھنا اور قیمت پر قبضہ کرنا اور صندوق مین رکھنا اور جن لوگون کے اجیر
کرنیکی عادت جاری ہو اونکا اجیر کرنا جیسے دلال و روزان (تولنے والا) اور حمال بار بردار وغیرہ
جنکی باعتبار عادت کے تجارت مین ضرورت پڑتی ہو اور اگر اوس مقام پر اجیر کرے جہان عادتاً اجیر
کرنے کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ خود عمل کیا جاتا ہو تو اجرت کا ضامن ہوگا اور اگر اس مقام پر خود
بقصد تبرع عمل کرے جہان عادتاً اجیر کیا جاتا ہو تو اجرت پانے کا مستحق نہوگا اور سفر مین اصل مال سے
اپنا پورا نفقہ علی الاظہر صرف کریگا اور اگر خود عامل کا بھی مال ہو اور اوسکے تجارت کرنے کی غرض سے
بھی سفر کیا ہو تو سفر مین اسکے نفقہ کا دونون مالون پر منقسم ہونا خالی از وجہ نہین ہی اور اگر اتفاقاً
صاحب مال بھی مسافر ہو اور عامل سے مال مضاربت واپس کرے تو عامل کی واپسی مین جو مصارف ہونگے
وہ عامل ہی کے مال سے متعلق ہونگے اور عامل کو مال معیب کا خرید کرنا یا معیب کا صورت جہل مین
بوجہ عیب واپس کرنا یا اوسکو باقی رکھنا اور ارش کا لینا بھی جائز ہی بشرطیکہ ان جملہ صورتون مین مصلحت ہو
اور جبکہ عقد مین نقد یا نسیہ کی قید نکی ہو تو عامل کو نقداً بقیمت مثل نقد بلد کے ساتھ خرید و فروخت

کرنے کی اجازت سمجھی جاویگی اور اگر مخالفت کریگا تو بدون اجازت مالک تصرف نافذ نہوگا
اور اسیطرح صورت اطلاق مین عین مال کے ساتھ خرید کرنا واجب ہوگا پس اگر بافی الذمہ کے ساتھ
خرید کریگا تو صحت اوسکی اجازت مالک پر موقوف رہیگی اور اگر ذمہ پر خرید کریگا اور مالک کا
ذکر نہ کریگا تو قیمت ظاہر مین عامل کے ذمہ سے متعلق ہوگی اور اگر مالک مال اوسکو کسی خاص سمت
کی طرف سفر کرنے کا حکم کرے اور وہ کسی دوسری سمت کا سفر اختیار کرے یا مالک اوسکو کسی چیز معین
کے خریدنے کا حکم کرے اور وہ دوسری چیز خرید کرلے تو ضامن ہوگا اور اگر اس صورت مین
کوئی نفع حاصل ہوگا تو اوسمین یہ دونون موافق شرط کے شریک ہونگے اور ان دونون مین سے
ہر ایک کے مرنے کے بعد مضاربت باطل ہوجاویگی کیونکہ عقد مضاربت از قبیل عقد وکالت ہے
دوسرا امر مال مضاربت کے بیان مین مال مضاربت کا عین اور درہم یا دینار ہونا شرط ہے
اور آیا نقرہ کے ساتھ مضاربت جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور فلوس کے ساتھ مضاربت
صحیح نہین ہے اور اسیطرح نقرۂ مغشوش کے ساتھ بھی صحیح نہین ہے خواہ غش اوسمین کم ہو یا زائد اور
اسیطرح کسی متاع مین بھی صحیح نہین ہے اور اگر کوئی شخص کسیکو شکار کرنے کا آلہ (جیسے مچھلی وغیرہ کا جال)
بحصۂ معین دیوے اور وہ شکار کرے تو یہ شکار صیاد ہی کا مال ہوگا اور اوسپر اجرت
آلہ کا دینا واجب ہوگا اور مال مشاع مین مضاربت کرنا صحیح ہے اور اوسکا معلوم المقدار ہونا
ضرور ہے اور فقط مشاہدہ کافی نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مشاہدہ کافی ہے اگرچہ مقدار
اوسکی مجہول ہو اور اگر اوسکی مقدار مین بعد عقد نزاع ہو تو عامل کا قول مع قسم مقبول
ہوگا اور اگر کوئی شخص دو مال حاضر کرے اور کہے قارضتك بایهما شئت (مین نے
تیرے ساتھ ان دونون مین سے جس مال کو تو پسند کرے مضاربت کی) تو عقد صحیح نہوگا
اسلیے کہ اس صورت مین مال قراض متعین نہین ہے جو صحت مضاربت مین شرط ہے اور اگر

مضاربت

عامل مضاربت کے لیے اوسقدر مال اخذ کرے جس مین عمل کرنے سے عاجز ہو تو ضامن ہوگا (یعنے صورت تلف مین تاوان اوسپر لازم ہوگا) اور اگر کسی شخص کا کسی غاصب کے پاس مال ہو اور صاحب مال غاصب اوس مال پر عقد مضاربت واقع کرے تو صحیح ہوگا اور ضمان سابق باطل نہوگی پس جبکہ اوس مال کے ساتھ کچھ خرید کرے اور مال بائع کے حوالہ کرے تو بری الذمہ ہو جاویگا اسلیے کہ اوسنے اوسکے دین کو اوسکی اجازت سے ادا کیا ہو اور اگر کسی شخص کا کسی پر دین ہو تو اوسکو مال مضاربت گردانا قبضہ پانے کے قبل جائز نہوگا اور اسیطرح اگر عامل کو اوسکے قبضہ کرنے مین مدیون کے پاس سے اجازت دے تب بھی اوسپر مضاربت کرنا صحیح نہوگا تا وقتیکہ قبضہ پانے کے بعد عقد جدید واقع نکرے **فروع** اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تم فلان متاع کو فروخت کرو پس جبکہ قیمت اوسکی نقد (درہم یا دینار) ہو جاویگی تو وہ مال مضاربت سمجھا جاویگا پس یہ عقد صحیح نہوگا اسلیے کہ قیمت متاع وقت عقد مجہول تھی اور اگر صاحب مال مرجاوے اور مال مضاربت مین سواے نقد کے کچھ متاع موجود ہو اور اوسکا وارث متاع مذکور کو بحالہ مضاربت پر باقی رکھے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ عقد اول وفات مالک کی وجہ سے باطل ہو گیا اور متاع پر ابتداءً مضاربت کرنا صحیح نہین ہے اور اگر مالک و عامل مقدار راس المال مین اختلاف کرین تو عامل کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف مقدار مقبوض مین واقع ہوا اور اصل برات عامل ہے اور اگر عامل مال قراض مین اپنا مال بدون اجازت مالک اسطرح مخلوط کردے کہ تمیز باقی نرہے تو ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ تصرف غیر مشروع ہے **تیسرا امر ربح** (نفع) کے بیان مین پس ربح مین عامل کا حصہ اجرت کے سبب سے لازم نہین ہوتا بلکہ علی الاشتراک شرط کی وجہ سے لازم ہوتا ہے اور مال ربح کا شائع ہونا ضرور ہے (یعنی عامل و مالک کے مال ربح مین علی سبیل الاشاعت شرکت ہوگی اور ہر ایک کو ان دونون مین سے شی معین کے پانے کا استحقاق نہوگا) پس اگر مالک مال عامل سے کہے کہ تم یہ مال مضاربت کے لیے باین شرط اخذ کرو کہ نفع مجھسے مخصوص ہوگا

تو فاسد ہو جاویگا اور ممکن ہو کہ یہ عبارت باعتبار معنی عقد بضاعت (وہ مال جو کسیکو تجارت کرنے کے لیے باین شرط دیا جائے کہ ربح مالک کا مال ہے اور عامل کو اجرت عمل دیجائے) قرار دیا جاوے اور اس مین تردد ہو اور اسی طرح اوس صورت مین بھی تردد ہو کہ جب مالک مال تمام ربح کو فقط عامل کے لیے شرط کرے لیکن اگر عامل سے کہے کہ یہ مال لیکر اسکے ساتھ تجارت کرو اور نفع میرا ہوگا تو یہ مال بضاعت ہوگا اور اگر اس صورت مین ربح کو عامل سے مخصوص کرے تو قرض ہو جاویگا اور اگر ان دونون مین سے کوئی شخص اپنے لیے کسی شی معین کی شرط کرے اور باقی مین باہم شریک رہنے کی شرط کرے تو عقد فاسد ہو جائیگا اسلیے کہ حصول زیادتی پر وثوق نہین ہے پس شرکت متحقق نہوگی اور اگر عامل سے کہے خذہ علی النصف (اس مال کو نصفا نصفی پر اخذ کرو) تو صحیح ہوگا اور اسطرح اگر کہے خذہ علی ان الربح بیننا (اس مال کو باین شرط اخذ کرو کہ ربح ہمارے تمہارے درمیان مشترک رہے) تب بھی صحیح ہوگا اور ربح ان دونون مین مساوی تقسیم کیا جاویگا اور اگر کہے خذہ علی ان لک النصف (اس مال کو باین شرط اخذ کرو کہ تمہارے لیے نصف ربح ہو) تو صحیح ہوگا اور اگر فقط علی ان لی النصف (باین شرط کہ نصف ربح میرا ہو) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو صحیح نہوگا کیونکہ عامل کے لیے اس صورت مین کوئی حصہ معین نہین کیا اور اگر مالک مال نے غلام کے لیے بھی کوئی حصہ ربح کا اپنے اور عامل کے ساتھ شرط کرلے تو صحیح ہوگا خواہ غلام بھی کوئی عمل کرے یا نہ کرے اور اگر کسی اجنبی کے لیے شرط کرے اور وہ عامل بھی ہو تو شرط صحیح ہوگی اور اگر اجنبی عامل نہوگا تو فاسد ہوگی اور اس مقام پر ایک وجہ اور بھی ہے اور اگر عامل سے کہے کہ خُذْہُ قِرَاضًا وَلَکَ نِصْفُ رِبْحِہٖ (اس مال کو تم مضاربت کے لیے اخذ کرو اور تمکو نصف ربح دیا جاویگا) تو صحیح ہوگا اور اسطرح اگر کہے ربح نصفہ (تجھکو نصف مال کا ربح دیا جاویگا) تب بھی صحیح ہوگا اور اگر دو شخصون سے کہے ضاربتکما بھذا المال ولکما النصف الربح (تم دونون کو مین نے یہ مال مضاربت کے لیے دیا اور تمکو

نصف ربح دیا جائیگا) تب بھی صحیح ہوگا اور ربح مین وہ دونون شریک مساوی رہینگے اور اگر
ان دونون مین سے ایک کے لیے زیادہ مقرر کرے تب بھی صحیح ہوگا اگرچہ دونون کا عمل مساوی ہو
اور اگر مالک اور عامل نصیب عامل کی مقدار مین اختلاف کرین تو مالک کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا
اور اگر مرض الموت مین کسیکو کچھ مال مضاربت کے لیے دیوے اور عامل کے لیے کچھ ربح شرط کرے تو
عقد صحیح ہوگا اور عامل اپنے حصہ کا مالک ہوگا اور اگر عامل کہے کہ مجھکو فلان مقدار ربح کی حاصل ہوئی
اور پھر عدول کرے تو یہ انکار مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر غلطی کا مدعی ہو تب بھی دعوی اوسکا مقبول
نہوگا اور اگر کہے کہ فلان مقدار ربح حاصل ہوئی پھر خسارہ ہوگیا یا کہے کہ پھر ربح تلف ہوگیا تو
مقبول ہوگا اور عامل ظہور ربح کے بعد اپنے حصہ کا مالک ہو جاتا ہے اور اوسکی ملک بیع کر نقد ہونے پر موقوف نہین ہے

چوتھا امر لواحق کے بیان مین اس مین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ عامل امین ہے پس جو مال بدون
تفریط اور خیانت تلف ہوگا اوسکا ضامن نہوگا اور اوسکا قول تلف مین مقبول ہوگا اور آیا واپس
کرنے مین بھی اوسکا قول مقبول ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اظہر یہ ہے کہ مقبول نہوگا **دوسرا مسئلہ**
جبکہ عامل اوس مملوک کو خرید کرے جو صاحب مال پر آزاد ہو جاوے (مثلاً مالک کے مان باپ یا بیٹے)
پس اگر اوسکی اجازت سے خرید کیا ہو تو صحیح ہے اور وہ مملوک آزاد ہو جاویگا پھر اگر مال مضاربت
مین سے اوسکی قیمت ادا کرنے کے بعد کچھ مال فاضل رہیگا تو مضاربت پر باقی رہیگا اور اگر مال
مضاربت دینے کے بعد کچھ حصہ مملوک کا فاضل رہجاوے تو صاحب مال حصہ عامل کا قدر زائد مین ضامن ہوگا
لیکن اس صورت مین عامل کو اجرت المثل کا دلوانا بیوجہ نہین ہے اور اگر بدون اجازت مالک عین مال
کے ساتھ خرید کیا ہو تو عقد باطل ہوگا اور اگر ذمہ پر خرید کیا ہو تو اوس مملوک کا مشتری عامل
سمجھا جائیگا اور اوسی کے ذمہ اوسکی قیمت لازم ہوگی ہان اگر مالک کا لفظاً ذکر کیا ہوگا تو یہ
عقد اوسکی اجازت سے مفضی ہوگا اور اگر بدون لفظ مالک کی طرف سے خرید کرنیکا قصد کیا ہوگا

والوجه لاجرة وان كان بغير اذنه وكان الشراء بعين المال بطل وان كان في الذمة وقع الشراء للعامل

توظاہر مین عامل مشتری ہوگا اور باطنا نہو گا اور مملوک آزاد نہوگا اور عامل کو سعی مبر تجری سے اپنا تخلص کرنا ضرور ہوگا تیسرا مسئلہ اگر مالک مال عورت ہو اور عامل اوسکے شوہر کو خرید کرے پس اگر اوسکی اجازت سے خرید کیا ہو تو نکاح باطل ہوگا اور اگر بدون اجازت خرید کیا ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ خرید صحیح ہوگی و بعض نے فرمایا ہو کہ باطل ہوگی اسلیے کہ اس مین عورت کا ضرر لازم آتا ہو اور یہی قول اشبہ ہو چوتھا مسئلہ جبکہ عامل اپنے باپ کو خرید کرے اور اوسمین ربح ظاہر ہو تو اوسمین جسقدر حصہ عامل کا ہوگا اوسیقدر وہ آزاد ہو جاویگا اور یہ مملوک باقی قیمت کے اوا کرنے مین سعی کریگا خواہ عامل تنگدست ہو یا خوشحال - پانچوان مسئلہ جبکہ مالک مال عقد مضاربت کو فسخ کرے تو عامل کو اوسکے عمل کی تا وقت فسخ اجرت المثل لوائی جاویگی اور اگر مال مضاربت مین کچھ اجناس موجود ہون تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ عامل کو بدون رضاے مالک اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور عدم جواز بیوجہ نہین ہو اور اگر مالک مال اوسکو فروخت کرنے پر مجبور کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ عامل پر اوس مال کا نقد کرنا واجب ہوگا لیکن عدم وجوب خالی از وجہ نہین ہو اور اگر مال مضاربت سلف ہو تو عامل پر اوسکی جبایت (تحصیل) کرنا کرنے بعد حوالہ مالک کرنا واجب ہوگا اور اسی طرح اگر مالک مرجاوے اور مال مضاربت اجناس ہون تو عامل کو اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اگر وارث منع نہ کرے ورنہ جائز نہوگا اور اسمین ایک قول اور بھی ہو چھٹا مسئلہ جبکہ عامل مال مضاربت کو کسی دوسرے شخص کو مضاربت کے لیے دیوے پس اگر باجازت مالک دیا ہو اور ربح کو دوسرے عامل اور مالک کے لیے شرط کیا ہو تو صحیح ہوگا اور اگر اپنے لیے شرط کیا ہو تو صحیح نہوگا اسلیے کہ اس صورت میں اوسکا کوئی عمل نہین ہو اور اگر بدون اوسکی اجازت کے واقع ہوا ہو تو دوسرا عقد مضاربت صحیح نہوگا پس اگر بدون اجازت واقع ہوا اور ربح حاصل ہو تو نصف ربح مالک کو اور دوسرا نصف عامل اول کو دیا جاویگا اور عامل ثانی

کی اجرت المثل عامل اوّل پر لازم ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ دوسرا نصف بھی مالک کو دیا جائیگا اسلیے کہ عامل اول نے کوئی عمل نہین کیا اور بعضون نے کہا ہو کہ دوسرا نصف دونون عاملون پر تقسیم کیا جاویگا اور عامل ثانی عامل اول سے نصف اجرت کا مطالبہ کریگا اور پہلا قول خوب ہو **ساتوان مسئلہ** جب مالک مال کہے کہ مین نے عامل کو کچھ مال مضاربت کے لیے دیا ہو اور عامل انکار کرے پھر مدعی بیّنہ قائم کرے اور عامل مال کے تلف ہوجانیکا مدعی ہو تو اوسپر ضمانت مال کا حکم کیا جاویگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ مین نے فلان شخص کے پاس اپنا مال ودیعت رکھا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر عامل یہ جواب دے کہ مالک مال مجھسے کسی چیز کے پانے کا مستحق نہین ہو تو ضامن نہوگا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کل یا بعض مال مضاربت اوسوقت تلف ہوجاوے کہ جب وہ مین خرید و فروخت کے ساتھ تصرف ہو چکا ہو تو تلف شدہ مال نفع سے محسوب ہوگا اور اسی طرح اگر قبل تصرف تلف ہوجاوے تب بھی یہی حکم رہیگا **نوان مسئلہ** جبکہ دو شخص اپنا مال مضاربت کے لیے ایک عامل کے حوالہ کرین اور اسکے لیے نصف نفع دونون کی طرف سے شرط کرین اور دوسرے نصف مین باہم کم اور زیادتی شرط کرین اور اصل مال مین دونون مساوی ہون تو یہ عقد فساد شرط کی وجہ سے باطل ہوگا اور اسمین تردد ہی **دسوان مسئلہ** جبکہ عامل کسی غلام کو حصول نفع کی غرض سے نسیئۃً خرید کرے اور قیمت اوسکی عامل کے پاس بائع کو دینے سے پہلے بدون تفریط تلف ہوجاوے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صاحب مال پر اوسکی قیمت کا دینا لازم ہوگا اگرچہ مکرر ایسا اتفاق ہو اور تمام مال قیمت مالک کا راس المال شمار کیا جاویگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر مالک نے نسیئۃً خرید کرنے کی اجازت دی تھی تو یہی حکم ہوگا جو مذکور ہوا ہو ورنہ باطل ہوگا اور قیمت ان دونون مین سے کسی پر لازم نہوگی **گیارھوان مسئلہ** جبکہ بقدر نفع نقد ہوجاوے اور ان دونون مین سے ایک شخص اوس مقدار کی قسمت کی خواہش کرے پس اگر دونون راضی ہوجاوین تو قسمت صحیح ہوگی اور اگر مالک انکار کریگا تو

مجبور کیا جاویگا پس اگر قسمت کرین اور راس المال مالک کے پاس باقی ہے اور خسارہ ہو تو عامل پر
مقدار ربح جو اوسکو پہونچی ہو اور مقدار خسارہ جو مالک کو حاصل ہو ہی ان دونون مین سے
جسکی مقدار کم ہوگی اوسکا مالک کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مالک اس مقدار کو راس المال مین
محسوب کریگا **بارھوان مسئلہ** صاحب مال کو عامل سے مال قراض کا خرید کرنا صحیح نہین ہے اور
اسیطرح عامل سے کسی زمین کا بدعوی شفعہ خرید کرنا بھی جائز نہین ہے اور اسیطرح کسی مال کا اپنے غلام خاص
(جسکا کوئی جزو آزاد نہوا ہو) سے بھی خرید کرنا صحیح نہین ہے ہان اپنے غلام مکاتب سے خرید کرسکتا ہے
تیرھوان مسئلہ جب کوئی مال مضاربت کے لیے کسی کے حوالہ کرے اور اوس سے بطور بضاعت
(وہ امانت جسکا نفع مالک سے مخصوص ہو) دوسرے مال کے اخذ کرنے کی شرط کرلے تو بعض علماء
فرمایا ہے کہ شرط و عقد صحیح نہین ہے اسلیے کہ عامل مال قراض مین ایسا عمل نہین کرتا کہ جسکے سبب سے
مستحق اجرت ہو اور بعض نے فرمایا ہے کہ قراض (مضاربت) صحیح ہوگا اور دوسرے مال کی بضاعت
رکھنے کی شرط باطل ہوگی اور اگر دونون کی صحت کے قائل ہون تو خوب ہے **چودھوان مسئلہ**
جبکہ مال قراض سو دینار ہون اور اوسمین دس دینار کا خسارہ ہوا اور مالک بعد خسارہ دس دینار
عامل سے اخذ کرے پھر عامل اون سو دینار مین عمل کرکے کچھ ربح حاصل کرے تو راس المال ایک تسع
(نوان حصہ) کم نواسی دینار قرار پاوینگے اسلیے کہ دس دینار جو عامل سے لیے گئے ہین راس المال
مین محسوب ہونگے پس اس صورت مین مال مالک نوّے دینار ہونگے پس جبکہ مقدار خسارہ یعنے
دس دینار نوّے پر تقسیم کیے جاوین تو حصہ اون دس دیناروں کا جو عامل سے لیے گئے تھے
ایک دینار اور ایک تسع ہوگا جو راس المال سے وضع کیا جاویگا **پندرھوان مسئلہ**
مضارب (عامل) کو کسی کنیز سے جو مال مضاربت سے خریدی ہو وطی کرنا جائز نہین ہے اگرچہ
مالک نے اجازت بھی دی ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اجازت حاصل ہونے کی حالت مین جائز ہے

نکلے ہوگی اسی نسبت سے مقدار ربع مجیب سے مطلوب خارج کیا جائے جیسا کہ صورت مذکورہ میں کیا ہیں جو اسی بنا کو سمت ... ہوگا ۱۲

متعلقات کتاب العصبات

[illegible]

لیکن اگر بعد خریدنے کے مالک اوس کنیز کو عامل کے لیے حلال کردے تو صحیح ہو سو طون ہم مسلم
جبکہ عامل مرجاوے اور اوسکے پاس کئی شخصون کا مال مضاربت موجود ہو پس اگر اونمین سے کسی کا
عین مال موجود ہو تو وہ اوسی کو دیا جاویگا اور اگر کسی کا عین مال موجود نہو تو وہ سب اوس مال
مین حصہ سے شریک ہونگے اور اگر اوس مال کا مال مضاربت ہونا معلوم نہو تو وہ بسبیل میراث کا حکم کیا جاویگا

کتاب المزارعۃ والمساقات

مزارعۃ وہ معاملہ ہو جو زمین پر اوسکے حاصل مین
کسی حصہ معینہ کے ساتھ تا مدت معلومہ کیا جاتا ہو اور عبارت اوسکی ذارعتک (مینے تجھکو یہ زمین
مزارعت کے لیے دی) یا ازرع ہذہ الارض (تو اس زمین پر زراعت کر) یا سلمتہا الیک (
زمین نے یہ زمین تیرے سپرد کی) مدۃ معلومۃ بحصۃ معینۃ من حاصلہا
(اور اوسکے حاصل مین سے فلان حصہ تا فلان مدت مقرر کیا) ہو اور اسیطرح جو عبارت اس مقصود
پر دلالت کرتی ہو کافی ہوگی اور مزارعت عقد لازم ہو اور باہم اقالہ کرنے کے بدون فسخ
نہین ہوتا اور احد المتعاقدین کے مرجانے سے باطل نہین ہوتا اور اس مقام پر اس عقد کے
شروط اور احکام مین کلام کیا جاتا ہو یہان دو امر ہین امر اول شروط کے بیان مین
وہ تین ہین **پہلی شرط** جمیع نماء (زیادتی) کا متعاقدین مین بالاشاعت مشترک ہونا خواہ مساوی
شریک ہون یا کمی و زیادتی پس اگر اون دونون مین سے ایک شخص نماء کو اپنے لیے شرط کریگا تو
صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ہر ایک شخص ایک قسم زراعت کے ساتھ
مخصوص ہوگا تب بھی صحیح نہوگا مثلاً ایک شخص مقدم زراعت کی اور دوسرا موخر زراعت کی
شرط کرے یا ایکشخص اوس زراعت کی شرط کرے جو پہلی نہر سے سیراب کیجاوے اور دوسرا شخص اوس زمین کی شرط
کرے جو دوسری نہر سے سیراب کیجاوے تو اس صورت مین بھی شرط صحیح نہوگی اور اگر ایک شخص حاصل مین سے
اپنے لیے کسی مقدار معین کی شرط کرے اور اوس مقدار سے زائد مین دونون شریک رہین

تب بھی یہ شرط صحیح ہوگی اسلیے کہ زیادتی کے حاصل ہونیکا بھی احتمال ہو لیکن اگر اون دونون مین سے ایک شخص اپنے لیے دوسرے پر علاوہ حصہ معینہ کے کسی ایسی شی کی ضمانت شرط کرے جو حاصل زمین سے نہو (جیسے طلا و نقرہ) تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ یہ شرط صحیح ہوگی و بعض نے فرمایا ہو کہ باطل ہوگی اور پہلا قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہو اور زمین کا زراعت کے لیے اوس گیہون و جو کے عوض مین اجارہ دینا مکروہ ہو جو اوسی سے پیدا ہو لیکن عدم جواز اسکا اشبہ ہو اور اسیطرح زمین کا اوس مال سے زاید کے ساتھ اجارہ دینا بھی مکروہ ہو جسپر اوسکو اجارہ لیا ہو اور قول بعدم جواز اشبہ ہو ہان اگر اوس زمین مین کوئی تصرف کیا ہو یا اوس مال کے غیر جنس کے ساتھ زمین کو با جارہ دے تو صحیح ہوگا **دوسری شرط** تعیین مدت ہو پس مدت کا ایام اور ماہ و سال وغیرہ کے ساتھ معین کرنا صحیح ہو اور اگر بدون ذکر مدت کے فقط مال مزروعہ (وہ مال جسکے ساتھ زراعت کیجائے) کی تعیین پر اقتصار کیا جائے تو اسمین دو وجہین ہین ایک یہ کہ عقد صحیح ہوگا اسلیے کہ ہر زراعت کے لیے ایک مدت فی نفسہ باعتبار عادت کے معین ہو پس اوسی پر بنا کیجائیگی جسطرح مضاربت مین کیا جاتا ہو دوسرے یہ کہ عقد باطل ہوگا اسلیے کہ مزارعت مثل اجارہ کے عقد لازم ہو پس اسمین مدت کا معین کرنا شرط ہوگا تاکہ نقصان سے برارت ہو جاوے اسلیے کہ مدت زراعت منضبط نہین ہو اور یہی قول اشبہ ہے اور اگر مدت معینہ گذر جائے اور زراعت باقی رہے تو مالک کو علی الاشبہ اوسکے زایل کرنیکا اختیار ہوگا خواہ کوئی سبب زارع (زراعت کرنے والا) کی طرف سے حادث ہو جیسے تفریط یا کوئی سبب منجانب اللہ ہوا ہو جیسے پانی کا تاخیر سے برسنا یا ہوا کا متغیر ہونا اور اگر دونون اوس زراعت کے باقی رکھنے پر اتفاق کریں تو جائز ہوگا خواہ بعوض اتفاق ہوا ہو یا بدون عوض لیکن اگر مالک زمین کسی عوض معین کو شرط کریگا تو اوسکے لزوم مین مدت زایدہ کے معین کرنے کی احتیاج ہوگی

اور اگر عقد مزارعت مین تاخیر زراعت شرط ہو اگر مدت معینہ کے بعد زراعت باقی رہے اوس تاخیر
کیجائے تو بنا بر اوس قول کے یہ عقد باطل ہوگا جس مین مدت کا معین کرنا شرط ہو اور اگر زراعت
مدت معینہ کے گذر جانے تک ترک کیجائے تو زارع پر اجرت المثل لازم ہوگی اور اگر اوس زمین کو
باجارہ لیا تھا تو اجرت معینہ لازم ہوگی **تیسری شرط** جس زمین پر کہ زراعت کیجائے اوسکا
ممکن الانتفاع ہونا شرط ہو باین معنی کہ اوسکے لیے کوئی پانی معین ہو خواہ کسی نہر سے خواہ کنوین یا چشمہ
یا کسی ایسے مقام سے ہو جہان بارش کا پانی جمع رہتا ہو پس اگر اثنائے مدت مین پانی منقطع ہوجائے
تو مزارع (عامل) کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین زمین سے انتفاع حاصل نہین ہوسکتا
یہ کلام اوس صورت مین ہو کہ جب اوس زمین پر عقد مزارعت واقع ہوا زارع (عامل) نے
اوسکو زراعت کے لیے باجارہ لیا ہو پس اس صورت مین جتنی مدت کہ گذر گئی ہو اوسکی اجرت
زارع پر واجب ہوگی اور جتنی مدت کہ باقی ہے اوسکے مقابل جتنی اجرت ہوگی وہ اوسکو واپس لیگا اور
جبکہ عقد مزارعت بدون کسی قید کے واقع ہوا اور کسی خاص مال کی زراعت معین نہو تو مزارع کو
اختیار حاصل ہوگا جس مال کے ساتھ چاہے زراعت کرے اور اگر صاحب زمین کسی خاص مال کے ساتھ
زراعت کرنے کی تعیین کریگا تو اوسی پر اقتصار واجب ہوگا اور تعدی جائز نہوگی اور اگر مزارع
اس حالت مین عدول کرکے کسی ایسے مال کے ساتھ زراعت کرے جسمین ضرر زیادہ ہو تو مالک زمین کو
مزارع سے اجرت المثل یا اجرت معینہ کا مع ارش مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر ایسے مال کے ساتھ
زراعت کرے جسمین ضرر کم ہو تو جائز ہوگا اور اگر زمین پر عقد مزارعت واقع ہوا زراعت کے
لیے باجارہ دی ہو اور اوس زمین کے لیے پانی نہو اور مزارع جانتا ہو تو اوسکو اختیار فسخ
حاصل نہوگا اور اگر نجانتا ہو تو اوسکو فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا لیکن اگر زمین کو بدون کسی قید کے
باجارہ لے اور شرط زراعت نکرے تو پانی نہونے کی صورت مین عقد باطل نہوگا کیونکہ اوس زمین سے

ولو شرط في العقد تأخيره ان بقي بعد المدة فالمشترطه يبطل العقد على القول باشتراط المدة ولو ترك الزراعة حتى انقضت المدة لزمه اجرة المثل ولو كان استأجرها لزمت الاجرة الثالث ان تكون الارض يمكن الانتفاع بها بان يكون لها ماء اما من نهر او بئر او عين او مصنع ولو انقطع في اثناء المدة فللزارع الخيار لعدم الانتفاع هذا اذا زارع عليها او استأجرها للزراعة [illegible]

علاوہ زراعت کے اور انتفاع ممکن ہو اور اسیطرح اگر زمین کو بشرط زراعت اجارہ لے اور وہ زمین ایسے بلاد مین واقع ہو جہان غالبًا بارش ہوتی ہو اور اتفاقًا پانی منقطع ہو جاوے تب بھی عقد باطل نہوگا اور اگر ایسی زمین کو بغرض زراعت اجارہ لے کہ جس وقت زراعت پانی جدا ہونا ہو (بلکہ اوسپر مستولی رہتا ہو) تو عقد مزارعت جائز نہوگا کیونکہ اس صورت مین زمین سے انتفاع ممکن نہین ہو اور اگر مستاجر (اجارہ لینے والا) راضی ہو جاوے تو جائز ہوگا لیکن اگر اس صورت مین بھی عدم جواز کے قائل ہون تو خوب ہو کیونکہ اس صورت مین محل انتفاع مجہول رہتا ہو اور اگر پانی اتنا قلیل ہو کہ باوجود اوسکے بعض زراعت ممکن ہو تب بھی جائز ہوگا اور اگر پانی اوس زمین سے رفتہ رفتہ دور ہوتا ہو تو صحیح نہوگا اسلیے کہ وقت انتفاع مجہول رہتا ہو اور اگر زمین کے اجارہ مین درخت لگانے اور زراعت کرنے کی شرط کرے تو ہر ایک کے مقدار معین کرنے کی احتیاج ہوگی اسلیے کہ ان دونون کے ضرر مین تفاوت ہوتا ہو اور اسیطرح اگر زمین کو دو قسم کی زراعت یا دو قسم کے درخت لگانے کے لیے اجارہ لے اور دونون کا ضرر مختلف ہو تب بھی ہر ایک کی مقدار کا معین کرنا ضرور ہوگا **تفریع** جبکہ کسی زمین کو مدت معینہ تک ایسا درخت لگانے کے لیے اجارہ لے جو غالبًا اوس مدت کے بعد تک باقی رہتا ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ مالک زمین پر اوسکا باقی رکھنا یا اوسکا دور کرنا اور ارش کا دینا واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ مالک کو بدون ارش اوسکے دور کرنے کا اختیار حاصل ہوگا جسطرح کہ بعد مدت معینہ کے درخت لگانے کی صورت مین حاصل ہوتا ہو لیکن پہلا قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو

امر دوم احکام مزارعت کے بیان مین

پس وہ چند مسئلون پر مشتمل ہو **پہلا مسئلہ** جبکہ ایک شخص کی فقط زمین ہو اور دوسرے شخص کا بیج اور عمل اور عوامل (عمل کرنیوالے) ہون تو عقد بلفظ مزارعت صحیح ہو اور اسیطرح اگر ایک شخص کی زمین اور بیج ہو اور دوسرے

شخص کا عمل ہو یا ایکشخص کی زمین اور عمل ہو اور دوسرے کا بیج تب بھی صحیح ہے اسلیے کہ عقد
مزارعت کی مطلقًا (بدون کسی قید کے) اجازت حاصل ہے اور صورتِ مذکورہ مین عقد کا بلفظ
اجارہ واقع کرنا صحیح نہین ہے اسلیے کہ عوض مجہول رہتا ہے جو عقد اجارہ مین جائز نہین ہے
لیکن اگر مال معلوم کے مقابل زمین باجارہ دیجائے تو جائز ہو گا خواہ وہ مال ذمہ پر ہو یا معین ہو
بشرطیکہ اوس زمین کا **دوسرا مسئلہ** جبکہ مالک زمین اور مزارع (عامل) مدت کے کم یا زیادہ
ہونے مین نزاع کرین تو اوس شخص کا قول مع قسم مقبول ہو گا جو زیادتی کا انکار کرتا ہے اور اسیطرح
اگر مقدار حصہ مین اختلاف کرین (باین معنی کہ مالکِ زمین اوسکی قلت کا اور عامل اوسکی زیادتی
کا مدعی ہو) تو اوس شخص کا قول معتبر ہو گا جسکا بیج ہے (خواہ صاحبِ زمین ہو یا عامل) پس اگر
ان دونون مین سے ہر ایک شخص بینہ (دو عادلون کی شہادت) قائم کرے تو عامل کے بینہ کو
ترجیح دیجائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اس صورت مین دونون شخص قرعہ کی طرف رجوع
کرینگے اور پہلا قول اشبہ ہے **تیسرا مسئلہ** اگر صاحب زمین اور عامل اختلاف کرین پس عامل کہے کہ تو نے
یہ زمین مجھکو بعاریت دی ہے اور مالک اسکا انکار کرے اور عامل سے حصہ یا اجرت کا مطالبہ کرے
اور کوئی بینہ نہو تو صاحبِ زمین کا قول معتبر ہو گا اور زارع سے نفی مزارعت یا اجارہ پر قسم لینے
کے بعد مالک کو اجرۃ المثل دلوائی جائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ قرعہ ڈالا جائیگا لیکن پہلا قول
اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اس صورت مین زارع کو اپنی زراعت کا کاٹنے کے
وقت تک باقی رکھنا جائز ہو گا اسلیے کہ اوسکو اس زمین مین زراعت کرنے کی اجازت مالک
زمین سے حاصل ہے لیکن اگر صاحبِ زمین زارع سے کہے کہ تو نے میری زمین کو غصب کیا ہے تو مالک کو
بعد قسم اوس زراعت کے زائل کرنے اور اجرۃ المثل کے مطالبہ کرنے کا اختیار ہو گا اور اگر
زمین مین کوئی عیب حادث ہو گا تو مالک کو زارع سے اوسکی ارش کا مطالبہ بھی جائز ہو گا اور

اسیطرح جو گڈھے زمین مین زراعت کے دُور کرنے سے پیدا ہونگے غاصب اونکی مرمت کرانا صحیح ہوگا **چوتھا مسئلہ** مزارع کو کسی دوسرے کا زراعت مین شریک کرلینا یا اوس زمین کو بغرض زراعت کسی دوسرے کو دینا بھی جائز ہو اور اسمین مالک کی اجازت ضروری نہین ہو لیکن اگر مالک نے مزارع سے اوسی کے زراعت کرنے کی شرط کی ہو تو اوس شرط پر عمل کرنا لازم ہوگا اور بدون اوسکی اجازت کے کسی شخص کا شریک کرنا جائز نہوگا **پانچوان مسئلہ** زمین کا خراج ورا اوسکے مصارف صاحب زمین کے ذمہ ہونگے اگر زارع سے متعلق ہونے کی شرط نہ کی ہو والا زارع کے ذمہ ہونگے **چھٹا مسئلہ** جس مقام پر کہ عقد مزارعت کے بطلان کا حکم کیا جائیگا صاحب زمین کو اوس صورت مین اجرۃ المثل دلوائی جائیگی **ساتوان مسئلہ** صاحب زمین کو زارع پر اپنا حصہ تخمین کے ساتھ معین کرنا جائز ہو اور زارع کو اوسکے قبول کرنے اور انکار کرنے کا اختیار ہو پس اگر قبول کرے تو استقرار اسکا سلامت و بقاء زراعت کے ساتھ مشروط ہوگا پس اگر زراعت کسی آفت ارضیہ یا سماویہ سے تلف ہو جائیگی تو زارع پر کچھ واجب نہوگا

اور **مساقات** وہ معاملہ ہو جو اصول ثابتہ پر اونکے ثمر مین سے کسی حصہ معین کے ساتھ کیا جاتا ہو اور اسمین چند فصلین ہین **پہلی فصل عقد کے بیان مین** اور صیغہ ایجاب سَاقَيْتُكَ يَا اَعْمَلْتُكَ يَا سَلَّمْتُ اِلَيْكَ ہو اور اسیطرح جو لفظ اس معنی پر دلالت کریگا کافی ہوگا اور یہ عقد بھی مثل اجارہ کے لازم ہو اور قبل ظہور ثمر صحیح ہو اور آیا بعد ظہور ثمر بھی صحیح ہو یا نہین اسمین تردد ہو اظہر جواز ہو بشرطیکہ عامل کو کچھ عمل کرنیکا موقع باقی ہو جسکی وجہ سے اوسکا ثمر زائد ہو سکتا ہو اگرچہ کم ہو اور یہ عقد مساقی (وہ شخص جو اپنے اصول کو مساقات کے لیے عامل کے حوالہ کرتا ہو) کے مرنے سے باطل نہین ہوتا اور اسیطرح عامل کے مرنے سے بھی علی الاشبہ باطل نہین ہوتا ہو **دوسری فصل** اون اشیاء کے بیان مین جنپر عقد مساقات

واقع ہوتا ہے پس صحیح اصل کہ ثابت ہو اور اوسکے ثمر سے باوجود اوسکے باقی رہنے کے نفع حاصل ہو سکتا
ہو اوسپر یہ عقد واقع ہو سکتا ہے پس درختِ خرمہ و انگور پر مساقات کرنا صحیح ہے اور اسیطرح باقی
میوون کے درختون پر بھی جائز ہے اور آیا جو درخت بے ثمر ہو اور اوسکے پتون سے نفع
حاصل ہوتا ہو جیسے شہتوت و بید ہے اوسپر بھی مساقات جائز ہے یا نہیں اس مین تردد ہے اور اگر کسی ایسے
درخت پر مساقات کیجائے جو زمین مین ثابت نہو تو صحیح نہوگی تا کہ محلِ اتفاق پر اقتصار رہے
اور اگر کسی تازہ درخت یا ایسے پودہ پر مساقات کیجائے جسکے مثال اوسکے ہم شکل درخت
غالباً ایک مدتِ معینہ تک بار آور رہتے ہین تو صحیح ہوگی اگرچہ اوس مدت مین اتفاقاً بار آور نہون بھی
اور اگر وہ مدتِ معینہ اسکے بار آور ہونے کے زمانہ سے کم ہو یا اوس کے بار آور ہونے اور نہونے
کا مساوی احتمال ہو تو صحیح نہوگی

تیسری فصل

مدت کے بیان مین پس مدتِ مساقات مین
دو شرطون کا اعتبار ہے اول یہ کہ وہ مدت ایسے زمانے کے ساتھ محدود ہو جسمین احتمال زیادتی
و نقصان نہو دوم یہ کہ اوس مدت مین عادۃً ثمر حاصل ہوتا ہو

چوتھی فصل

عمل کے بیان مین جس وقت
کہ عقد مساقات مین کسی عمل کی تعیین نہو تو عامل کو ایسا عمل کرنا لازم ہوگا جس سے ثمر کی زیادتی متصور
ہو جیسے بعض ثمر کا باقی ثمر کی اصلاح کے لیے کاٹ دینا اور اون گڑھون کی اصلاح کرنا جن مین اصولِ درخت
کے لیے پانی ٹھہرتا ہو اور اوس گھاس کا دور کرنا جو اصول کے لیے مضر ہو اور شاخون کا ہموار
اور درست کرنا اور پانی دینا اور درختِ خرمہ کی تابیر کرنا اور فشارِ انگور سے عمل کرنا اور اون شاخون
اور پتون کا دور کرنا جو ثمر کے لیے مضر ہون اور موافق عادت کے ثمر کا پختہ ہو جانے کے بعد توڑنا
اور اوس مکان کا درست کرنا جس مین ثمر خشک کیا جاتا ہے اور اوسکی طرف ثمر کا نقل کرنا اور
اوسکا محفوظ رکھنا اور اسیطرح مالکِ اصول کو دیوار کا بنانا اور اون اشیا کا فراہم کرنا لازم
ہوگا جنسے درختون مین پانی پہونچایا جاتا ہے جیسے چرخ اور چرسہ و رہٹ کا بنوانا اور اوس کنوئین کا درست

کرانا جب سے درخت خرس کی تا بیر کیجاتی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ عامل پر لازم ہوگا اسلیئے
یہ وہ عمل ہو جس سے ثمر کی زیادتی متصور ہو اور یہ قول خوب ہو اور اگر مالک اصول ان امور مین سے
بعض کے عامل سے متعلق ہونے کی شرط کرے تو صحیح ہوگی اور اوسکا معلوم ہونا ضرور ہو اور اگر عامل
اپنے عمل کو مالک سے متعلق رہنے کی شرط کرے تو مساقات باطل ہوگی اسلیئے کہ عامل کو بدون عمل حصہ
پانے کا استحقاق نہین ہو سکتا اور اگر عامل بعض اعمال کو بجا لائے اور بعض کو مالک سے متعلق کرے
اور اوسکے مقابل فائدہ مین سے کوئی حصہ مالک کو دے اور بعض اعمال کے مالک سے بدون عوض متعلق ہونے کی
شرط کرے تو جائز ہوگا اور اگر عامل کے ساتھ غلام مالک کے عمل کرنے کی بھی شرط کیجائے تو جائز
ہوگی اسلیئے کہ یہ شرط ایک مال کے دوسرے مال مین شامل کرنے کی مثل ہو لیکن اگر یہ شرط ہوجائے
کہ مالک کا غلام عامل کے مال مخصوص مین عمل کرے تو جائز ہوگی ور اسمین تردد ہو اور جواز اشبہ اور
اصول مذہب کے موافق ہو اور اسیطرح اگر مالک پر اجرا اور آب کی اجرت شرط کیجائے یا غلامون
کی اجرت دونون کے مال مین سے خارج ہونے کی شرط کیجائے تب بھی یہی حکم ہوگا پانچوین

فصل فائدہ کے بیان مین عامل کے لیے فائدہ مین سے کسی جزء مشاع (غیر ممتاز جیسے نصف و
ثلث و ربع وغیرہ) کا معین ہونا ضرور ہو پس اگر حصہ کا ذکر نہوگا تو مساقات باطل ہوگی اور اسیطرح
اگر اون دونون مین سے ایک شخص تنہا اپنے لیے ثمر کی شرط کریگا تب بھی مساقات صحیح نہوگی اور
اسیطرح اگر انمین سے ایک شخص کے لیے کسی شئ معین کی اور باقی مین دونون کے شریک ہونے کی شرط کیجائے
تب بھی صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر مالک اصول تنہا اپنے لیے کچھ ارطال معینہ شرط کرے اور عامل کے لیے
باقی کو شرط کرے یا اسکے برعکس کرے تب بھی صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر اپنے لیے بعض درختون
کے حصہ کو شرط کرے اور دوسرے کے لیے باقی درختون کے حصہ کو شرط کرے تب بھی یہی حکم ہوگا
اور ہر نوع درخت مین سے ایسا حصہ مقرر کرنا جو دوسرے نوع کے حصہ کا مخالف ہو جائز ہو

بشرطیکہ عامل کو ہر نوع کی مقدار معلوم ہو اور اگر حصۂ نما کے ساتھ اصل مین سے بھی کسی حصہ کی شرط کیجائے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ بمقتضائے مساقات حصہ کا فائدہ سے مقرر کرنا ضرور ہو اور اسمین تردد ہو اور اگر نصف فائدہ پر باین شرط مساقات واقع ہو کہ نہر آبکش سے پانی دیا جائے اور ثلث فائدہ پر باین شرط واقع ہو کہ آب روان سے پانی دیا جائے تو باطل ہوگی کیونکہ اس صورت مین حصہ معین نہین ہوا ہو اور اسمین تردد ہو اور مالک زمین کا عامل سے حصہ کے ساتھ کچھ سونے یا چاندی کی شرط کرنا مکروہ ہو لیکن اگر شرط ہو جائے تو وفا اوسپر واجب ہوگی اور اگر ثمرہ تلف ہو جائے تو وفا لازم نہوگی

چھٹی فصل احکام مساقات کے بیان مین

اور وہ چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جس مقام پر عقد مساقات باطل ہوگا عامل کو اجرۃ المثل کے اور مالک اصل کو ثمر کے پانیکا استحقاق ہوگا۔ **دوسرا مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو عمل کے لیے ثمرہ مین سے کسی حصہ معینہ کے ساتھ بعد بدو صلاح اجیر کرے تو جائز ہوگا اور اگر بعد ظہور ثمرا ور قبل بدو صلاح بشرط قطع کل ثمر کے ساتھ اجیر کرے تب بھی صحیح ہوگا اور اگر بعض ثمر کے ساتھ اجیر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین تسلیم ثمر دشوار ہو لیکن جواز بعید نہین ہو **تیسرا مسئلہ** جبکہ مالک اصول عامل سے کہے سَاقَیْتُکَ عَلٰی ھٰذَا الْبُسْتَانِ بِکَذَا عَلٰی اَنْ اُسَاقِیَکَ عَلَی الْاٰخَرِ بِکَذَا (مین نے تجھسے اس باغ پر فلان حصہ کے مقابل باین شرط مساقات واقع کی کہ فلان باغ پر تجھسے فلان حصہ کے مقابل مساقات واقع کرونگا) تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ مساقات باطل ہوگی لیکن جواز اشبہ ہو **چوتھا مسئلہ** اگر مالک اصول دو شخص ہون اور وہ دونون ایک شخص سے عقد مساقات واقع کرین اور ایک حصہ کا نصف اور دوسرے کے حصہ کا ثلث عامل کے لیے مقرر کیا جائے تو صحیح ہوگا بشرطیکہ عامل کو ہر ایک کے حصہ کی مقدار معلوم ہو اور اگر جاہل ہو تو مساقات باطل ہوگی اسلیے کہ حصہ مجہول رہتا ہو **پانچوان مسئلہ** اگر عامل بھاگ جائے

تو مساقات باطل ہوگی پس اگر اوسکی طرف سے کوئی شخص عمل کرنے کو موجود ہو یا حاکم شرع مالک
اصول کو بیت المال سے از طرف عامل اجیر مقرر کرنے کیلیے مال عطا کرے تو اختیار فسخ حاصل ہوگا
والا مالک کو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اسلیے کہ حصول دشوار ہوا اور اگر فسخ نکرے اور حاکم شرع تک پہونچنا
دشوار ہو تو مالک کو عامل کیطرف سے کسی شخص کا شہادت دلانے کے بعد اجیر مقرر کرنا جائز ہوگا اور جتنا
مال کہ اجیر کے مقرر کرنے میں مالک کا صرف ہوگا اوسکا مطالبہ عامل سے کریگا اور اسمین تردد ہے اور
اگر بدون شہادت اجیر رکھیگا تو مطالبہ نکریگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ مالک اصول عامل کی خیانت یا
سرقہ یا مال کے تلف کرنے یا اوسکی تفریط سے مال کے تلف ہونیکا دعوی کرے اور عامل انکار کرے
تو اوسی کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا اور جبکہ بینہ وغیرہ سے عامل کی خیانت ثابت ہوجانے
تو آیا اوسکا قبضہ اوٹھا دیا جائیگا یا اصل ثمر میں سے کوئی شخص اوسکے ساتھ اجیر کرکے چھوڑا جائیگا
اسمین تردد ہے لیکن عامل کا قبضہ اوتنے ثمر سے برطرف ہونا جو اوسکا حصہ ہے بوجہ یمین ہے اور
مالک کو علاوہ اسکے باقی ثمر سے اوسکے قبضہ کا برطرف کرنا صحیح ہے اور اگر مالک کسی شخص امین
کو عامل کے ساتھ مقرر کرے تو اجرت اوسکی فقط مالک ہی پر لازم ہوگی **ساتوان مسئلہ**
جبکہ عقد مساقات کے بعد اصول کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو عقد باطل ہوگا اور ثمرہ اصل مالک کا
حق ہوگا اور عامل کی اجرت مساقی (وہ شخص جسنے مساقات واقع کی تھی) پر لازم ہوگی نہ اصل مالک پر اور اگر عامل اور
مساقی ثمر کو باہم تقسیم کرین بعد وہ ثمر تلف ہوجاوے تو اصل مالک کو غاصب سے کل ثمر کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور
غاصب کو عامل سے اوتنے ثمر کا مطالبہ صحیح ہے جو اوسکو پہونچا ہے اور غاصب پر عامل کے عمل کی اجرة المثل لازم ہوگی اور
اصل مالک کو ہر ایک سے اوتنے ثمر کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہے جو اوسکو حاصل ہوا ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ
اصل مالک کو فقط عامل سے کل ثمر کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہے اسلیے کہ اوسکا قبضہ عدوان (مال
غیر پر بلا وجہ شرعی قبضہ کرنا) کے ساتھ تھا اور پہلا قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے ہان اگر عامل کو

اون اصول کے ملک غیر ہونیکا علم ہو تو اوس سے کل ثمر کا مطالبہ بھی صحیح ہوگا **آٹھوان مسئلہ** عامل کو کسی دوسرے شخص سے مساقات کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ مساقات اون اصول پر صحیح ہوتی ہے جو خود مساقی کی مملوک ہون **نوان مسئلہ** زمین کا خراج مالک سے متعلق ہوگا لیکن اگر تنہا عامل سے یا دونون سے متعلق ہونے کی شرط ہو جائے تو وہ اوسپر لازم ہوگی **دسوان مسئلہ** فائدہ ظاہر ہونے کے بعد عامل اور مالک اصول کا مملوک ہوتا ہے اور دونون مین ہر ایک پر زکوۃ واجب ہوتی ہے بشرطیکہ نصیب ہر ایک کا بقدر نصاب زکوۃ ہو **تتمہ** جبکہ مالک اپنی زمین کسی شخص کو درخت لگانے کے لیے حوالہ کرے اور جو درخت کہ پیدا ہون وہ اور زمین دونون کے شریک ہونے کی شرط ہو جائے تو یہ مغارسہ باطل ہوگا اور درخت نقطہ اوسکے مالک کا مال ہوگا اور صاحب زمین کو اوسکے دور کرنے کا اختیار ہوگا اور رجیسا نقصان کہ اوس درخت کی وجہ سے زمین کا ہوگا اوسکا مطالبہ مالکِ درخت سے کیا جائیگا اور صاحب زمین پر مالکِ درخت کو اوس نقصان کے ارش (قدر تفاوت) کا دینا جو درخت کے اوکھاڑنے سے حاصل ہوا ہو واجب ہوگا اور اگر صاحب زمین مالک درخت کو قیمت دینی چاہے تو اوسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر مالکِ درخت مالک زمین کو اجرت دینی چاہے تو اوسپر درختون کے باقی رکھنے مین جبر نہ کیا جائیگا۔

کتاب الودیعۃ اس کتاب مین تین امر قابل بیان ہین پہلا امر ودیعۃ وہ عقد ہے جسمین حفظ مال کے لیے نائب مقرر کیا جاتا ہے اور امین بھی مثل دیگر عقود کے ایجاب قبول کی احتیاج ہے اور اس عقد مین جو عبارت کہ معنی ودیعت پر دلالت کریگی کافی ہوگی اور قبول مین وہ فعل کافی ہے جو رضا پر دلالت کرے اور اگر مال ودیعت کسیکے پاس رکھدیا جائے تو اوسپر اوسوقت تک حفاظت لازم نہوگی جبتک کہ وہ قبول نہ کرے اور اسیطرح اگر قبضہ کرنے کے لیے اوسپر جبر کیا جائے تب بھی وہ مال ودیعۃ نہوگا اور اگر اوسکے حفظ نہ کرنے سے تلف ہو جائیگا تو وہ ضامن نہوگا اور جبکہ کوئی شخص ودیعۃ

قبول کرے تو اوسکی حفاظت واجب ہوگی اور اگر مال ودیعۃ بدون تفریط تلف ہو جائے یا اوس
سے قہراً لے لیا جائے تو ضامن نہوگا ہان اگر ظالم کے دفع کرنے پر قادر ہو تو اوسکا دفع کرنا واجب
ہوگا اور اگر باوجود قدرت کے اوسکو دفع نکریگا تو ضامن ہوگا اور ظالم کے دُور کرنے مین مستودع
کو ضرر کثیر کا تحمل واجب نہوگا جیسے زخمی ہونا یا مال کا صرف ہونا اور اگر ظالم کے سامنے مال ودیعۃ
سے انکار کرے اور وہ از راہ ظلم اوس سے قسم کا مطالبہ کرے تو توریہ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہوگا
تاکہ کذب سے محفوظ رہے (مثلاً کہے کہ میرے پاس نہین ہو اور جیب یا ہاتھ مین نہونے کا قصد کرے)
اور عقد ودیعت طرفین سے جائز ہو پس انمین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہو اور
ہر ایک کے موت وجنون سے باطل ہو جاتا ہو اور مال ودیعۃ مالک کی طرف سے اوسکے مرجانے
کے بعد امانت رہیگا اور مال ودیعۃ کا اون طرق سے حفاظت کرنا واجب ہوگا جنکے ساتھ
حفاظت کرنے کی عادت جاری ہو جیسے کپڑے کا صندوق مین اور چوپایہ کا اصطبل مین اور
بکری کا مراح مین رکھنا یا جو مقام مثل اسکے محفوظ ہو جیسے اپنے گھر مین اشیاء مذکورہ کا محفوظ رکھنا
اور مستودع پر چوپایہ کو پانی پلانا اور چارہ دینا واجب ہوگا خواہ مودع (مالک ودیعت)
نے اسکا حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو اور مستودع کو اوسکا خود پانی پلانا لازم نہین ہو بلکہ خود پلائے یا اوسکا
غلام اسلیے کہ عادت اسکی جاری ہو اور چوپایہ کا اپنے مکان سے بدون ضرورت پانی
وغیرہ پلانے کے لیے خارج کرنا جائز نہوگا ہان وقت ضرورت جائز ہوگا مثلاً گھر مین اوسکو
چارہ دینا یا سیراب کرنا ممکن نہو یا مثل اسکے اور کوئی عذر ہو اور اگر مالک چوپایہ مستودع
کو اوسکے پانی پلانے یا چارہ کھلانے کی ممانعت کرے تو قبول جائز نہوگا بلکہ اوسکا سیراب کرنا
اور چارہ دینا واجب ہوگا اور اگر اس صورت مین اوسپر اتفاق نکریگا تو گنہگار ہوگا لکن
ضامن نہوگا اسلیے کہ مالک نے بوجہ ممانعت اوسکی ضمانت کو ساقط کردیا ہو جیسا کہ اپنے مال کے

دریامین ڈالدینے کا اوسکو حکم کرنا اور اگر مالک نے ودیعتہ اوسکے لیے مقام حفاظت معین کرے
تو اوسی پر اقتصار واجب ہوگا اور اگر بدون اجازت دوسرے مکان مین منتقل کریگا تو ضامن
ہوگا لیکن اگر کسی ایسے مقام کی طرف نقل کرے جو اوس سے محفوظ تر یا مثل اوسکے ہو تو بنا بر ایک
قول کے ضامن ہوگا اور اوس مقام سے ادنی کی طرف نقل کرنا جائز نہوگا اگرچہ محفوظ ہو ہان
اگر ودیعت کے وہان باقی رکھنے مین کوئی خوف ہو تو ادنی کی طرف بھی منتقل کرسکتا ہے اور اگر مالک
ودیعتہ کہے کہ اسکو اس مکان سے منتقل نکرنا اور باوجود اسکے نقل کرے تو ضامن ہوگا خواہ
مساوی کی طرف نقل کرے یا اعلی کی طرف لیکن اگر اوس مقام معین مین اوسکے تلف کا
خوف ہو تو حسبۃً للہ نقل کرسکتا ہے اگرچہ مالک نے خوف تلف کی حالت مین بھی نقل کرنے سے
ممانعت کی ہو اور طفل مجنون کی طرف سے ودیعتہ رکھنا صحیح نہین ہے اور جو شخص ان دونون
کی طرف سے ودیعتہ پر قبضہ کریگا وہ ضامن ہوگا اور اگر ودیعتہ کو ان دونون کے حوالہ کریگا
تو بری الذمہ نہوگا اور ایسے طفل و مجنون کے پاس ودیعتہ رکھنا بھی صحیح نہین ہے پس اگر ان
دونون کے پاس ودیعتہ رکھی جاویگی تو ترک حفاظت مین ضامن نہونگے اسلیے کہ مالک نے
اپنے مال کے تلف کرنے پر خود اقدام کیا ہے اور جبکہ مستودع کو اپنی موت کے آثار ظاہر ہون
تو مال ودیعتہ پر شہادت دلانا واجب ہے اور اگر شہادت نہ دلائے اور اوسکے ورثہ ودیعتہ
سے انکار کرین تو اونکا قول معتبر ہوگا اور اونپر قسم واجب نہوگی ہان اگر اونکے علم کا
دعوی کیا جائے تو نفی علم پر حلف کرنا واجب ہوگا اور جبکہ مودع (صاحب ودیعتہ)
مطالبہ کرے تو ودیعت کا اوسکو یا اوسکے ولی یا وکیل کو بقدر امکان واپس دینا
واجب ہوگا اگرچہ کافر بھی ہو لیکن اگر مودع غاصب ہو تو ودیعت کا اوسکے حوالہ
کرنا جائز نہوگا اور اگر غاصب مجائے اور ودیعت کو اوسکا وارث طلب کرے تو انکار

واجب ورا وسکا اصل مالک پر رد کرنا لازم ہوگا اگر معلوم ہو اور اگر مجہول ہو تو سال بھر تک وسکی تعریف کیجائیگی پھر اوسکا مالک کی طرف سے تصدق کرنا جائز ہوگا اور اگر صاحب ودیعت آجائے اور تصدق پر راضی نہو تو متصدق (جس نے تصدق کیا ہو) ضامن ہوگا اور اگر غاصب نے ودیعت کو اپنے مال مین مخلوط کر دیا ہو پھر مجموع کو کسی کے پاس ودیعت رکھا ہو پس اگر مستودع کو دونون مالون مین تمیز دینا ممکن ہو تو فقط اوسی کا مال اوسکو واپس دیگا اور دوسرا مال اوسکے حوالہ نہ کریگا اور اگر تمیز دینا ممکن نہو تو دونون مال کا غاصب کے حوالہ کرنا واجب ہوگا **دوسرا امر** اسباب ضمانت کے بیان مین اور وہ جملہ اسباب دو قسمون مین منسلک ہین تفریط اور تعدی **قسم اول** تفریط ودیعت وغیرہ کی حفاظت نہ کرنے کو کہتے ہین مثل اسکے کہ اوسکو ایسے مقام پر چھوڑ دے جو محفوظ نہو یا چوپایہ کے پانی پلانے یا چارہ دینے کو ترک کرے یا جس کپڑے کے پھیلانے کی ضرورت ہو اوسکو نہ پھیلائے یا مال ودیعت کو بلا ضرورت اور بدون اجازت مالک کسیکے پاس ودیعت رکھے یا اوسکو بدون ضرورت بلا اجازتِ مالک اپنے ہمراہ سفر مین لیجائے خواہ راستہ مین خوف ہو یا امن یا اسباب ودیعت کو ایسے مقام پر ڈالدے جہان فاسد ہو جائے اور اسیطرح اگر چوپایہ کو اتنی مدت تک پانی اور چارہ نہ دے کہ عادۃً اوسپر صبر نکرتا ہو اور چوپایہ جسکی وجہ سے ہلاک ہو جائے **قسم دوم** تعدی وہ فعل ہے جسکا کرنا جائز نہو مثل اسکے کہ کپڑے کو اپنے انتفاع کی غرض سے پہنے یا چوپایہ پر سوار ہو یا اوسکو اوسکے مقام حفاظت سے اپنے انتفاع کے واسطے خارج کرے ہان اگر انتفاع کی نیت کرے تو محض نیت کرنے سے ضامن نہوگا اور اگر مالک ودیعت طلب کرے اور یہ باوجود قدرت کے نہ دے تو ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر بعد مطالبۂ مالک یہ اوس سے انکار کرے پھر بینہ سے اسکے پاس ودیعت کا ثبوت

ہوجائے یا یہ خود اقرار کرے تب بھی ضامن ہوگا اور اگر ودیعت کو اپنے مال مین اسطرح مخلوط کرے
کہ تمیز باقی نہ رہے تو ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر مودع نے اپنا مال اوسکے پاس کسی مُہر کردہ کیسہ مین
بند کرکے ودیعت رکھا ہو اور یہ اوسکی مُہر کو کھول ڈالے تب بھی ضامن ہوگا اور اگر مالک نے
اسکے پاس دو کیسے ودیعت رکھے ہون اور اون دونون کو مخلوط کردے تب بھی یہی حکم ہوگا
اور اسیطرح اگر مالک نے اسکو اپنے چوپایہ کو بار حقیقت (جیسے ایک من) کے لیے باجارہ دینے کا حکم
کیا ہو اور یہ اوسکو بار ثقیل (جیسے چار من) کے لیے باجارہ دے یا اوسے بار سہل (جیسے روئی)
کے لیے اجارہ دینے کا حکم کیا ہو اور یہ بار سخت (جیسے لوہا) کے لیے باجارہ دے اور اگر مالک نے
ودیعت کو کسی حرز (جائے استوار و مقام حفاظت) مقفل مین رکھکر اسکے پاس ودیعت رکھا ہو
اور یہ اوسکو کھولکر بعض ودیعت اخذ کرے تو کل کا ضامن ہوگا اور اگر مال ودیعت کسی حرز مین خود
یا خود مستودع کے حرز مین رکھا ہوا ہو اور یہ اوسمین سے بعض کو اخذ کرے تو اوتنے ہی مال کا
ضامن ہوگا جتنا کہ اوسنے اخذ کیا ہو اور اگر اوسکی جگہ اوسکا بدل رکھدے تو بری الذمہ ہوگا اور
اگر مال ماخوذ کو واپس لاکر باقی مین مخلوط کردے تب بھی اوسکا ضامن ہوگا اور اگر اوسکے بدل کو
بقیۂ ودیعت مین اسطرح مخلوط کرے کہ تمیز باقی نہ رہے تو کل ودیعت کا ضامن ہوگا

تیسرا امر لواحق کے بیان مین

اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ ودیعت کو محل اقامت پر
چھوڑنے مین تلف کا خوف ہو تو اوسکو سفر مین اپنے ہمراہ لے جا سکتا ہو اور اس صورت مین اگر
بدون تفریط و تعدی تلف ہوجائیگا تو ضامن نہوگا اور جبکہ سفر کے لیجانے مین اوسکے تلف
ہونیکا خوف ہو تو سفر کرنا جائز نہوگا پس اگر باوجود خوف تلف کے سفر کریگا تو ضامن ہوگا
دوسرا مسئلہ مستودع (جسکے پاس ودیعت رکھی ہو) اوسوقت تک بری الذمہ نہوگا جبتک کہ
اوسکو مالک کے حوالہ نکرے پس اگر مالک موجود نہو تو حاکم شرع کے سپرد کریگا اگر اپنے پاس رکھنے مین

کوئی عذر رکھتا ہو ورنہ ضامن ہوگا اور اگر حاکم شرع بھی موجود تھا اور تلف ہونے کا خوف رکھتا ہو تو اوسکا کسی ثقہ (جس پر وثوق ہو یا عادل ہو) کے پاس ودیعت رکھنا جائز ہوگا اور اس صورت مین اگر ودیعت تلف ہو جائیگی تو ضامن نہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر حاکم کے سپرد کرنے پر قادر ہو اور باوجود اسکے کسی ثقہ کے پاس امانت رکھوائے تو ضامن ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ مستودع سفر کرے اور بلا ضرورت ودیعت کو دفن کرے تو ضامن ہوگا لکن اگر رفقا کے جلد چلے جانیکا خوف یا کسی ایسے حادثہ کے پیش آجانیکا اندیشہ رکھتا ہو جسکی وجہ سے مالک یا اوسکے وکیل یا حاکم شرع وغیرہ کے سپرد کرنیکا موقع نرہے اور دفن کرے تو ضامن نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر بعد تفریط ودیعت کا اوسکے حرز مین اعادہ کرے تو بری الذمہ نہوگا ہان اگر مالک ودیعت پہلے عقد کو فسخ کرکے دوسرا عقد ودیعت واقع کرے تو بری ہو جائیگا اور اسیطرح اگر مالک اوسکو ضمانت سے بری کردے تب بھی بری ہو جائیگا اور مستودع کو صورت اکراہ (مجبور کرنا) مین مال ودیعت کا غیر مالک کے حوالہ کرنا جائز ہوا اور اس صورت مین اوسکا ضامن بھی نہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر ودیعت کا انکار کرے یا بعد اقرار اوسکے تلف ہونے کا مدعی ہو یا واپس دینے کا دعوی کرے اور بینہ نہو تو اسی کا قول معتبر ہوگا اور مالک کو علی الاشبہ اس سے حلف لینے کا اختیار ہوگا لکن اگر ودیعت کو غیر مالک کے حوالہ کرے اور حصول اجازت کا مدعی ہو اور مالک انکار کرے تو اس صورت مین مالک کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر حصول اجازت پر مالک وسکی تصدیق کرے تو علی الاشبہ شخص ماذون (جسکے حوالہ کرنے کی مالک نے اجازت دی تھی) کے انکار کرنے سے ضامن نہوگا اگرچہ اوسپر شہادت نہ لائی ہو **ساتوان مسئلہ** جبکہ مالک ودیعت بعد انکار امین ودیعت پر بینہ قائم کرے اور امین اوس بینہ کی تصدیق کرے پھر مدعی ہو کہ ودیعت قبل میرے انکار کے تلف ہو گئی ہو تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا کیونکہ وہ ضمان کے ساتھ مشغول الذمہ ہو چکا ہے اور اگر کہا جائے کہ اوسکا

دعویٰ مسموع اور اوسکا بینہ مقبول ہوگا تو خوب ہے **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مالک مال ودیعت کے لیے کوئی ایسا مقام حفاظت معین کرے جو کہ مکان امین سے دور ہو تو اوسکو ودیعت کے اوس مقام پر پہونچانے مین بحسب عادت عجلت کرنی لازم ہوگی پس اگر باوجود قدرت کے تاخیر کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر مال ودیعت کو بغرض حفاظت اپنی زوجہ کے سپرد کریگا تو بھی ضامن ہوگا **نوان مسئلہ** جبکہ امین ودیعت کا اقرار کرنے کے بعد مرجائے اور عین ودیعت مجہول ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اوسکے اصل ترکہ سے خارج کیا جائے اور اگر اوسکے چند قرضخواہ ہون اور ترکہ مین گنجایش نہو تو مستودع اوسکے قرضخواہون کا حصہ رسد شریک ہوگا اور اسمین تردد ہے **دسوان مسئلہ** جبکہ کسی شخص کے پاس ودیعت ہو اور دو شخص اوسکا دعویٰ کرین پس اگر اون دونون مین سے ایک کی تصدیق کرے یا دونون کی تکذیب کرے تو اسکا قول مقبول ہوگا اور اگر کہے کہ مین نہین جانتا کہ یہ تمہارا باہم مین سے ایک کا مال ہے یا کسی اور کا تو وہ مال اسی کے پاس اوس وقت تک باقی رکھا جائیگا جبتک کہ اوسکا مالک ثابت نہو پس اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص اپنے دعوے کی صحت پر اسکے علم کا دعویٰ کرے تو اسکو اپنے علم کی نفی پر حلف کرنا واجب ہوگا **گیارھوان مسئلہ** جبکہ مستودع تفریط کرے اور ودیعت کی قیمت مین دونون اختلاف کرین تو مالک کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مستودع کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے **بارھوان مسئلہ** جبکہ مالک ودیعت مرجائے تو مستودع پر مال ودیعت کا اوسکے وارث کے سپرد کرنا لازم ہوگا پس اگر کئی وارث ہون تو کل ورثہ یا اوس شخص کے سپرد کریگا جو اونکا قائم مقام ہو اور اگر بدون اجازت بعض ورثہ کے سپرد کریگا تو باقی ورثہ کے حصون کا ضامن ہوگا۔

کتاب العاریت

عاریت وہ عقد ہے جسکا ثمرہ تبرعًا (بدون عوض) نفع حاصل کرنے کی اباحت ہے یہ عقد ہر ایسے لفظ سے واقع ہو سکتا ہے جو اجازت انتفاع پر دلالت کرتا ہو اور احد المتعاقدین کی طرف سے لازم نہین ہے بلکہ طرفین سے جائز ہے اور ہر ایک کو اسکے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور اوسکا چار فصلون مین بیان ہے

پہلی فصل

معیر (عاریت دینے والا) کے بیان مین ہے اوسکا مکلف (بالغ عاقل) اور جائز التصرف (سفاہت و افلاس وغیرہ کی وجہ سے محجور علیہ اور ممنوع التصرف نہونا) ہونا ضرور ہے پس طفل و مجنون کا عاریت دینا صحیح نہین ہے اور اگر ولی اجازت دے تو طفل کو عاریت دینا جائز ہوگا بشرطیکہ عاریت دینے مین کوئی مصلحت ہو اور جسطرح کہ طفل کو اپنے مال کا عاریت دینا صحیح نہین ہے اسی طرح دوسرے کی طرف سے اوسکا عاریت مین ولی ہونا بھی صحیح نہین ہے

دوسری فصل

مستعیر (عاریت لینے والا) کے بیان مین مستعیر کو اوسقدر نفع حاصل کرنا جائز ہے جو عادۃً مال عاریت سے حاصل کیا جاتا ہے اور اگر عین مال مین استعمال کیوجہ سے کوئی نقصان حادث ہو یا بدون تعدی تلف ہو جائے تو ضامن نہوگا لکن اگر معیر نے ضمانت کی شرط کر لی ہو تو ضامن ہوگا اور محرم (جسنے احرام باندھا ہو) کو کسی محل (جسنے احرام نہ باندھا ہو) سے شکار کا عاریت لینا جائز نہین ہے اسلیے کہ محرم پر شکار کا امساک (روکنا) جائز نہین ہے اور اگر بعد امساک چھوڑ دیوے تو ضامن ہوگا اگرچہ اوس سے ضمانت کی شرط نہ کی گئی ہو اور اگر شکار کسی محرم کے پاس ہو اور اوسکو کوئی محل بصورت عاریت اخذ کرے تو جائز ہوگا اسلیے کہ ملک محرم شکار سے بوجہ احرام زائل ہو گئی پس اوسکا اس حالت مین شکار کو اخذ کرنا ایسا ہے جیسا کہ غیر مملوک شے پر قبضہ کرے اور اگر کوئی شخص غاصب سے عاریت لے اور مستعیر اوسکے غصب کا علم نہ رکھتا ہو تو منفعت کی ضمانت غاصب سے متعلق ہوگی اور اصل مالک کو مستعیر سے اوتنی منفعت کے عوض کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسنے حاصل کی ہے یا اوسکے

پاس سے تلف ہوئی ہو اور مستعیر کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے بدون اذن مالک نفع حاصل کرنے کی اجازت دی تھی لیکن ضمان کا فقط غاصب سے متعلق ہونا بوجہ نہیں ہو اور اسیطرح اگر عین مال مستعیر کے پاس سے تلف ہوجائے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر مستعیر کو عاریت کے مغصوب ہونیکا علم ہو تو ضامن ہوگا اور غاصب پر رجوع نکریگا اور اگر غاصب پر کچھ تاوان پڑیگا تو اوسکا مطالبہ مستعیر سے کریگا

تیسری فصل مال عاریت کے بیان مین ہر ایسی چیز سے کہ باوجود بقائے عین کے نفع حاصل کرنا صحیح ہو جیسے کپڑا اور چوپایہ وسی کا عاریت دینا جائز ہو اور زمین کا زراعت کرنے اور درخت لگانے اور مکان وغیرہ بنانے کے لیے عاریت دینا صحیح ہو اور مستعیر کو اوسقدر نفع حاصل کرنے پر اقتصار واجب ہوگا جسقدر کی کہ معیر سے اجازت حاصل ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ قدر ماذون سے اوس انتفاع کی بھی اباحت حاصل ہوجاتی ہو جسکا ضرر بہ نسبت اوسکے کم ہو جیسے کسی زمین کو درخت لگانے کے لیے عاریت لے پس اوسمین مستعیر کو زراعت کرنا جائز ہوگا اور پہلا قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو اور اسیطرح جس حیوان سے نفع حاصل ہو سکتا ہو اوسکا عاریت لینا جائز ہو جیسے فحل ضراب (وہ نر جو مادہ پر چھوڑا جاتا ہو) اور سگ پاسبان اور گربہ اور غلام خدمت کے لیے اور اسیطرح کنیز کا عاریت لینا بھی صحیح ہو اگرچہ مستعیر اجنبی اور غیر محرم ہو اور بکری کا بغرض شیر عاریت لینا بھی جائز ہو اور اوسکو منیحہ کہتے ہین اور عاریت لینے کیوجہ سے کنیز کی وطی مباح نہین ہوتی اور آیا بلفظ اباحت اوسکی وطی حلال ہوتی ہو یا نہین اسمین تردد ہو اشبہ جواز ہے اور عاریت دینا مطلقاً صحیح ہو خواہ کوئی مدت معین کیجائے یا نہ کیجائے اور مالک کو قبل مدت معینہ عقد عاریت کا فسخ کرنا جائز ہو اور اگر مستعیر کو زمین مین کوئی مکان وغیرہ بنانے یا درخت لگانے کی اجازت دے پھر اوسکے زایل کرنے کا حکم کرے تو اجابت واجب ہوگی اور زراعت مین بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ اوسکے کاٹنے کا زمانہ نہ آیا ہو اور یہی قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد

اور اجازت دینے والے پر ارش لازم ہوگی اور معیر کو بدون ارش اشیاء مذکورہ کے زائل کرنے کا
مطالبہ صحیح نہین ہو اور اگر کوئی زمین کسی میت کے دفن کرنے کے لیے عاریت دیجائے تو مستعیر سے
میت کے اوکھاڑنے کے لیے جبر کرنا جائز نہوگا اور مستعیر کو اوس زمین مین جو درخت لگانے یا زراعت
کرنے یا مکان وغیرہ بنانے کی غرض سے عاریت لی ہو داخل ہونا یا اوسکے درختون کے سایہ سے
منتفع ہونا جائز ہوگا اور اگر اوسکو کوئی دیوار دھنی ڈالنے کی غرض سے عاریت دے تو مستعیر سے
اوسکے زائل کرنیکا مطالبہ کر سکتا ہو لیکن اگر دھنی کے دوسری طرف مستعیر کی دیوار مین ثبت ہو اور
اوسکا زائل کرنا دیوار مستعیر کی طرف منجر ہو یا مالک مستعیر سے دھنیون کے مجبوری خارج ہونے کی
طرف مودی ہو تو اونکے زائل کرنیکا مطالبہ صحیح نہوگا اور آئین تر ردید ہو اور اگر کسی درخت کے لگانے
کی اجازت دے پھر وہ درخت اوکھڑ جائے تو مستعیر کو دوسرے درخت کا لگانا پہلی ہی اجازت کی بنا پر
جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اذن جدید کی ضرورت ہوگی اور یہی قول اشبہ باصول
مذہب کے موافق ہو اور مستعیر کو مال عاریت کا بدون مالک کی اجازت کے عاریت دینا یا اجارہ
دینا جائز نہین ہو اسلیے کہ اوسکے منافع مستعیر کی ملک نہین ہین اگرچہ خود اوسکو اون منافع کا حاصل
کرنا جائز ہو **چوتھی فصل** احکام عاریت کے بیان مین اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ عاریت
مستعیر کے پاس امانت ہو پس جبتک کہ اوسکی حفاظت مین تفریط یا تعدی یا شرط ضمانت نہوگی ضامن
نہوگا اور جبکہ مال عاریت سونا یا چاندی ہو تو بدون شرط ضمان بھی ضامن ہوگا لیکن اگر سقوط
ضمان شرط ہو جائیگی تو ضامن نہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ مستعیر مال عاریت کو مالک یا وکیل مالک کے
سپرد کر دے تو بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر اوسکو حرز مالک مین پہونچا دے (مثلاً چوپایہ کو اوسکے
اصطبل مین داخل کر دے) تو بری الذمہ نہوگا اور اگر چوپایہ کو کسی مسافت معینہ تک عاریت لے اور
اوس سے زائد مسافت تک لیجائے تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکو پہلی مسافت تک واپس لائے تو بھی ضامن ہوگا

تیسرا مسئلہ مستعیر کو اپنے اون درختون اور بناؤن کا فروخت کرنا جو زمین عاریت مین موجود ہون علی الاشبہ مطلقاً جائز ہی خواہ معیر کے ہاتھ فروخت کرے یا کسی غیر کے **چوتھا مسئلہ** جبکہ ہوا یا سیلاب کسی شخص کے حبوب (دانہ یا بیج) کو دوسرے کی ملک مین اوٹھا لائے اور وہ وہمین اگ آوے تو صاحب زمین کو اوسکے دور کرنیکا اختیار ہوگا اور ضامن ارش ہوگا جیسا درخت کی اون شاخون مین بدون ضمان ارش زائل کرنیکا اختیار ہوتا ہی جو اوسکی ملک پر ظاہر ہون **پانچوان مسئلہ** جبکہ مال عاریت استعمال کی وجہ سے ناقص ہو جانیکے بعد تلف ہو جائے اور اوسکی ضمانت کی شرط ہوگئی ہو تو مستعیر وقت تلف کی قیمت کا ضامن ہوگا اسلیے نقصان مذکور کا یہ ضامن تھا **چھٹا مسئلہ** جبکہ سوار کہے کہ تونے مجکو یہ چوپایہ عاریت دیا ہی اور مالک کہے کہ مین نے تجھکو باجارہ دیا ہی تو سوار کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ مالک اجرت کا مدعی ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مالک کا قول عاریت نہ دینے مین مقبول ہوگا پس جبکہ مالک حلف کریگا تو سوار کا دعوی ساقط ہوگا اور اوسپر اجرۃ المثل ثابت ہوگی اور وہ اجرت جسکا مالک چوپایہ مدعی ہی ثابت نہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر یہ اختلاف بعد عقد بدون انتفاع واقع ہو تو سوار کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ مالک عقد کا مدعی ہی اور سوار اوسکا انکار کرتا ہو **ساتوان مسئلہ** جبکہ کسی مال کو اس غرض سے عاریت لے کہ اوسکے ساتھ کسی شی معین مین انتفاع حاصل کرے اور پھر کسی دوسری شی مین اوس سے انتفاع حاصل کرے تو ضامن ہوگا اور اگر اوس انتفاع کے عادۃً کوئی اجرت ہوگی تو مستعیر پر اوسکی اجرت المثل لازم ہوگی — **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مستعیر عاریت کا انکار کرے تو اوسکا امین کرنا باطل ہوگا اور اوسکو بعد ثبوت ضمانت لازم ہوگی **نوان مسئلہ** جبکہ مستعیر عاریت کے تلف ہونیکا مدعی ہو تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر واپس کرنیکا مدعی ہوگا تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ

مقبول ہوگا **دسوان مسئلہ** جبکہ مستعیر عاریت مین تفریط کرے تو اوسپر اوسکے وقت تلف کی قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ اوسکے لیے مثل نہو والا اوسکا مثل واجب ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ وقت تفریط سے وقت تلف تک جو قیمت سو قیمہ اعلی اور زائد ہوگی وہی مستعیر پر لازم ہوگی اور قول اول اشبہ ہو اور اگر قیمت مین اختلاف کرین تو مستعیر کا قول مقبول ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مالک کا قول معتبر ہوگا اور قول اول اشبہ ہو

کتاب الاجارہ

اور اسمین چار فصلین مین **پہلی فصل** عقد اجارہ کے بیان مین

اس عقد کا ثمرہ تملیک منفعت بعوض معلوم ہو یہ عقد بھی مثل باقی عقود کے ایجاب قبول کا محتاج ہو اور ایجاب کے لیے لفظ صریح اجرتک ہو اور ملکتک کافی نہین ہو لیکن اگر ملکتک سکنی ھذہ الدار سنۃ (مین نے تجھکو اس مکان کی سکونت کا ایک سال تک کیلئے مالک کیا) کہے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اعرتک (مین نے تجھکو یہ مکان بعاریت دیا) کہے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ اس عبارت سے نقل منفعت کا قصد ثابت ہو اور اگر بعتک ھذہ الدار (مین نے تیرے ہاتھ یہ گھر فروخت کیا) کہا اور اجارہ کا قصد کرے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر بعتک سکناھا سنۃ (مین نے تیرے ہاتھ اس مکان کی سکونت ایک سال تک فروخت کی) کہے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ لفظ بیع نقل اعیان کے ساتھ مخصوص ہو اور اسمین تردد ہو اور اجارہ عقد لازم ہو پس بدون تقابل (باہم رضا سے فسخ کرنا) یا بدون کسی ایسے سبب کے جو مقتضی فسخ ہو باطل نہوگا اور یہ عقد عین مال کے فروخت کردینے سے باطل نہین ہوتا اور اسیطرح کسی عذر کے حادث ہوجانے کی وجہ سے باطل نہین ہوتا بشرطیکہ اوس جات سے انتفاع ممکن ہو اور آیا احد المتعاقدین کے مرجانے سے یہ عقد باطل ہوتا ہو یا نہین پس مشہور بین الاصحاب یہ ہو کہ باطل ہوجاتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ موت موجر (اجارہ دینے والا) سے باطل نہین ہوتا

وتبطل بموت المستاجر وقال آخرون لا تبطل بموت احدهما وهو الاشبه وكلما صح اعارته صح اجارته والمشاع كالمقسوم والعين المستاجرة امانة لا يضمنها المستاجر الا بتعد او تفريط ولو شرط ضمانها من غير ذلك ففي لزومه تردد اظهره المنع ولا يثبت فيه خيار المجلس ولو شرط الخيار لهما او لاحدهما جاز سواء كانت معينة او في الذمة

اور موت مستاجر (اجارہ لینے والا) سے باطل ہوجاتا ہے اور دیگر علماء نے فرمایا ہے کہ ان دونون مین
کسی کی موت سے بھی باطل نہین ہوتا اور یہی قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہے اور جس مال کا کہ عاریت
دینا صحیح ہے اوسکا اجارہ دینا بھی صحیح ہے اور مال مشاع کا بھی اجارہ دینا صحیح ہے جسطرح کہ تقسیم شدہ مال کا
صحیح ہے اور عین مستاجرہ (وہ مال جو باجارہ دیا گیا ہے) امانت ہے پس صورت تلف مین مستاجر اوسکا بدون
تفریط یا تعدی ضامن نہوگا اور اگر علاوہ تعدی و تفریط کے اور کسی وجہ سے ضمانت کی شرط ہوجائے
تو صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہے اظہر یہ ہے کہ جائز نہین ہے اور عقد اجارہ مین خیار المجلس حاصل نہین ہوتا
اور اگر متعاقدین یا احدہما کے لیے خیار فسخ شرط ہوجائے تو جائز ہے خواہ معین ہو جیسے کسی غلام معین یا
مکان معین کو باجارہ لینا یا ذمہ پر ہو جیسے غلام کا دیوار بنانے کے لیے اجارہ لینا

دوسری فصل

شرائط اجارہ کے بیان مین اور وہ چھ ہین **پہلی شرط** متعاقدین (موجر و مستاجر) کا کامل یعنی بالغ عاقل
اور صاحب اختیار ہونا) اور جائز التصرف (بوجہ سفاہت و افلاس وغیرہ تصرف سے ممنوع اور
مجور علیہ نہونا) ہونا پس اگر مجنون اجارہ دے تو منعقد نہوگا اوسیطرح طفل غیر ممیز کا اجارہ بھی منعقد نہین ہوتا
اور اسیطرح طفل ممیز کا بھی اجارہ بدون اجازت ولی منعقد نہین ہوتا اور اسمین تردد ہے **دوسری
شرط** اجرت کا اون اشیاء مین جو کیلی یا موزون ہون وزن یا کیل سے معلوم ہونا تاکہ غرر اور
جہالت متحقق نہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مشاہدہ بھی کافی ہے اور یہ قول خوب ہے اور اجرت محض عقد
سے مملوک ہوجاتی ہے اور بصورت اطلاق یا شرط تعجیل مین تعجیل اجرت (بدون مدت ہونا) لازم ہوگی
اور اگر مستاجر کسی مدت کی شرط کرے تو صحیح ہوگی بشرطیکہ اسطرح معلوم اور منضبط ہو کہ احتمال زیادتی
و نقصان باقی نرہے اور اسیطرح اگر اجرت کی قسطین معین ہوجائین تب بھی ہر مہینہ کی قسط کا مثلاً معلوم
ہونا ضرور ہوگا اور جبکہ موجر (اجارہ دینے والا) کو اجرت مین کسی ایسے عیب پر اطلاع حاصل ہو جو
اوسمین قبل قبضہ موجود تھا تو اوسکو فسخ عقد یا مطالبہ عوض کا اختیار ہوگا خواہ وہ عیب بعد عقد حادث

الفصل الثاني في شرائط الاجارة وهي ستة الاول ان يكون المتعاقدان كاملين جائزي التصرف فلو اجر المجنون لم تنعقد اجارته وكذا الصبي غير المميز وكذا المميز الا باذن وليه وفيه تردد الثاني ان تكون الاجرة معلومة بالوزن او الكيل فيما يكال او يوزن ليتحقق انتفاء الغرر وقيل تكفي المشاهدة وهو حسن وتملك الاجرة بنفس العقد معجلة مع الاطلاق او اشتراط التعجيل ولو شرط التأجيل صح اذا كان معلوما وكذا لو شرطه في نجوم ولو وجد بالاجرة عيبا سابقا على القبض كان له الفسخ او المطالبة بالعوض

ہوا ہو یا قبل سے موجود ہو بشرطیکہ اجرت مضمون فی الذمہ ہو اور اگر اجرت معین ہو تو اوسکو
واپس کرنے اور ارش لینے کا اختیار ہوگا اور اگر مستاجر مفلس ہو جائے تو موجر کو عقد کے فسخ کرنے اور
اوسکے قرضخواہون کے ساتھ شریک ہونے مین اختیار ہوگا اور مکان یا کاروان سرائے یا مزدور کا اوس
مال سے زائد پر اجارہ دینا جائز نہین ہے جس مال پر کہ اوسکو اجارہ لیا ہے اگر جنس اجرت کے ساتھ
اجارہ دینا چاہے ورنہ جائز ہے اور اسیطرح اگر اشیاء مذکورہ مین کوئی ایسا عمل کرے جو مقابل زیادتی
ہو سکتا ہو تو جنس اجرت کے ساتھ بھی زائد پر اجارہ دے سکتا ہے اور اسیطرح اگر بعض ملک مین سکونت
کرے تو باقی کا کل ملک کی اجرت سے زائد پر اجارہ دینا جائز نہوگا درحالیکہ جنس اجرت ایک ہو
ہان اکثر اجرت کے ساتھ اجارہ دے سکتا ہے (مثلاً ایک ملک کو دس روپیہ مین اجارہ لے اور نصف
مین سکونت کرے اور نصف باقی کو آٹھ روپیہ پر اجارہ دے تو جائز ہوگا) اور اگر کسی شخص کو متاع
کے اوٹھانے کے لیے مقام محدود تک ایک وقت معین مین پہونچنے کی شرط کے ساتھ کسی اجرت پر اجیر
کرے اور وہ تقصیر (کوتاہی) کرے تو مستاجر کو اوسکی اجرت مین سے کچھ کم کر دینا جائز ہوگا اور اگر
صورت تقصیر مین کل اجرت کے ساقط ہونے کی شرط کریگا تو جائز نہوگا اور اجیر کو اجرۃ المثل کے
پانیکا استحقاق ہوگا اور جبکہ اجیر سے آجر نے کل شہر بکذا (مین نے تجھکو یہ مکان ہر مہینہ مین پانچ
روپیہ پر اجارہ دیا) کہے تو فقط پہلے مہینہ مین صحیح ہوگا اور باقی مہینون مین اگر سکونت کریگا تو
موجر کو اجرۃ المثل دلوائی جائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ عقد مطلقاً باطل ہوگا اسلیے کہ اجرت
مجہول رہتی ہے اور قول اول اشبہ ہے اور اسی مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** جبکہ موجر
خیاط (درزی) سے کہے کہ اگر تونے اس کپڑے کو فارسی سلائی پر سیا تو تجھکو ایک درہم پائیگا اور اگر رومی
سلائی پر سیا تو دو درہم پائیگا استحقاق ہوگا تو یہ اجارہ صحیح ہوگا **دوم** جبکہ کہے کہ اگر تونے یہ عمل آج ہی
کر لیا تو دو درہم اور اگر کل کیا تو ایک درہم تجھکو دیا جائیگا اسمین تردد ہے لیکن اظہر صحت و جواز ہے

اور اجیر کو محض عمل سے اجرت پانیکا استحقاق حاصل ہو جاتا ہو خواہ وہ عمل اجیر کی ملک مین ہو یا مستاجر کی ملک مین اور بعض علما نے اسمین تفرقہ کیا ہو اور ایک کا سپرد کرنا دوسرے کے سپرد کرنے پر موقوف نہین ہو اور جس مقام پر عقد اجارہ باطل ہوگا تو استیفاء کل یا بعض منفعت کی صورت مین اجرۃ المثل واجب ہوگی خواہ اجرت معینہ سے زائد ہو یا کم ہو اور اجیر سے قبل مقاطعت اجرت عمل کرانا مکروہ ہو اور اسیطرح اجیر کا ضامن اجرت کرنا بھی مکروہ ہو جبکہ متہم نہو سوم منفعت کا مملوک موجر ہونا ضرور ہو خواہ تبعیت ملک عین ہو یا تنہا اور بدون تبعیت ہو اور مستاجر کو اجارہ دینا جائز ہو لیکن اگر موجر نے اوسیکے استیفاء منفعت کی شرط کرلی ہو تو جائز نہوگا اور اگر باوجود اس شرط کے عین مستاجرہ کو کسی غیر کے سپرد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر غیر مالک کسیکے عین مال کو تبرعاً اجارہ پر دے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اجازت مالک پر موقوف رہیگا اور یہ قول خوب ہو چہارم منفعت کا معلوم ہونا ضرور ہو خواہ تعیین عمل کے ساتھ ہو جیسے کسی پارچہ معلوم کا سینا یا تعیین مدت کے ساتھ ہو جیسے کسی مکان معین کی سکونت یا کسی چوپایہ سے مدت معینہ تک کام لینا اور اگر مدت و عمل دونون معین کیے جائین مثلاً خیاط کو ایک روز مین پارچہ معین کی خیاطت (سینا) کے لیے اجیر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ اجارہ باطل ہوگا اسلیے کہ پورا عمل کبھی مدت معینہ مین انجام نہین پاتا اور اسمین تردد ہو اور اجیر خاص (وہ شخص جسکو مدت معینہ تک اجیر کیا ہو) کو مدت معینہ مین سوائے مستاجر کے اور کسی کا عمل کرنا بدون اوسکی اجازت کے جائز نہین ہے اور اگر مشترک ہو (وہ شخص جسکو کسی عمل کے لیے اجیر کیا ہو اور کوئی مدت محدود نہ کی ہو) تو جائز ہوگا اور منفعت بھی مثل اجیر کے محض عقد سے مملوک ہو جاتی ہو اور آیا مدت اجارہ کا عقد سے متصل ہونا شرط ہو یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو کہ شرط ہو اور صورت اطلاق مین اجارہ باطل ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اطلاق عقد اتصال ہی پر محمول کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہو اور اگر کوئی

معینہ عقد سے متاخر معین کیا جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ باطل ہوگا لیکن جواز اسکا بیوجہ نہیں ہو
اور جبکہ موجر مال اجارہ کو مستاجر کے سپرد کرے اور اوسقدر مدت گذر جائے جس مین استیفاء منفعت
ممکن ہو تو مستاجر پر اوسکی اجرت لازم ہوگی اور اس مقام پر تفصیل ہو اور اسیطرح اگر کسی مکان کو
باجارہ لے اور موجر اوسکے سپرد کرے اور مدت معینہ بے سکونت گذر جائے یا کسی کو اپنی ڈاڑھی
اوکھاڑنے کے لیے اجیر کرے اور اوسقدر مدت گذر جائے کہ جسمین عمل کا واقع کرنا ممکن تھا تب بھی
اجیر کو اجرت پانیکا استحقاق حاصل ہوگا لیکن اگر وہ الم جسکی وجہ سے اجیر کیا تھا بعد عقد زائل ہو جائے
تو اجرت ساقط ہوگی اور اگر کسی شی کو اجارہ لے اور وہ قبل قبضہ تلف ہو جائے تو اجارہ باطل ہوگا
اور اسیطرح اگر بعد قبضہ فوراً تلف ہو جائے تب بھی اجارہ باطل ہوگا لیکن اگر کچھ مدت گذر جانے
کے بعد تلف ہو یا عقد اجارہ فسخ کیا جائے تو جتنی مدت کہ گذر گئی ہو اوسمین صحیح اور باقی مین باطل
ہوگا اور اجرت کی وہ مقدار موجر سے واپس لیجائیگی جو باقی مدت کے مقابل ہوگی اور جو اسباب
کہ چوپایہ پر بار کیا جائے اوسکا معین کرنا ضرور ہوگا خواہ مشاہدہ سے معین ہو یا کیل و وزن سے
اوسکی مقدار مشخص کیجائے یا اور کسی طرح تاکہ جہالت برطرف ہو جائے اور فقط محمل یا راکب یا اعیر معین
کا ذکر کافی نہین ہو اسلیے کہ ان اشیا مین باعتبار سبکی اور گرانی کے اختلاف ہوتا ہو اور ذکر محمل کے
ساتھ اوسکے طول اور عرض اور بلندی کا ذکر بھی ضرور ہو اور اسی طرح اوسکے سر کشادہ یا سربستہ
ہونے کا ذکر بھی لازم ہو اور اسیطرح جنس وہ کا ذکر بھی ضرور ہو اور اسیطرح اگر کسی چوپایہ کو بار کرنے کے
لیے اجارہ لے تو بار کا مشاہدہ کرنا یا جنس و وصف و مقدار کے ساتھ اوسکا معین کرنا بھی ضرور
ہو اور اون آلات کا ذکر کرنا جو بار کیے جائین بدون تعین مقدار و جنس کافی نہین ہو اور اسیطرح
حمل زاد کی شرط کرنا بدون تعیین کافی نہین ہو اور جبکہ وہ زاد مین فنا ہو جائے تو مستاجر کو اوسکے
بدل کا بار کرنا بدون شرط جائز ہوگا اور جبکہ کسی چوپایہ کو اجارہ لے تو اوسکے مشاہدہ کی احتیاج

ہوگی اور اگر مشاہدہ نہو تو اوسکے جنس و وصف کا ذکر لازم ہوگا اور اسیطرح جبکہ چوپایہ کو سواری
کے لیے اجارہ لے تو اوسکے نر یا مادہ ہونے کا ذکر بھی ضرور ہے ہان جبکہ بار کرنے کے لیے اجارہ
لیا جائے تو اوسکے نر یا مادہ ہونے کا ذکر ساقط ہوگا اور موجر چوپایہ کو اون اسباب کا بہم پہونچانا
لازم ہوگا جنکی باعتبار عادت سواری مین احتیاج ہوتی ہے جیسے پالان شتر و خر اور اوسکے آلات اور تنگ
اور مہار اور آیا موجر پر محمل کا بلند کرنا اور کسنا بھی واجب ہے یا نہین اسمین تردد ہے اظہر لزوم ہے اور اگر
چوپایہ کو دوران چرخ کے لیے اجارہ دے تو اوس چرخ کے مشاہدہ کرنے کی بھی احتیاج ہوگی کیونکہ
اوسکا حال گرانی و سبکی مین مختلف ہوتا ہے اور اگر چوپایہ کو زراعت کرنے کے لیے اجارہ دے
پس اگر کسی جریب معلوم کی زراعت کے لیے اجارہ ہوا ہو تو زمین کا مشاہدہ یا وصف ضرور ہوگا اور
اگر کسی مدت تک عمل کرنے کے لیے اجارہ لیا گیا ہو تو فقط مدت کی مقدار کا معین کرنا کافی ہوگا اور
اسیطرح اگر چوپایہ کو کسی مسافت معینہ تک سفر کے لیے اجارہ لے تب بھی یہی کلام ہوگا پس وقت سیر کا
شب یا روز مین سے معین کرنا ضروری ہوگا لیکن اگر اس مقام پر عادۃً کوئی وقت معین ہوگا
تو وہی کافی ہوگا اور دو شخصون کا ایک شتر یا خر وغیرہ کو باری باری سوار ہونے کے لیے باجارہ
لینا جائز ہے اور تشخیص نوبت مین عادت کی طرف رجوع کیجائیگی اور جبکہ کسی چوپایہ کو بکرایہ لے اور
اوسکو عادت سے زاید تیز ہنکائے یا اوسکو عادت سے زائد ضرب لگائے یا بدون ضرورت
اوسکو لگام سے روکے تو ضامن ہوگا اور زمین کا اجارہ درخت لگانے یا زراعت کرنے
یا مکان وغیرہ بنانے کے لیے اوسوقت تک صحیح نہوگا جبتک کہ اوسکی تعیین مشاہدہ
یا اوس مقام معین کی طرف اشارہ کرنے سے نہو جائے جو ایسے اوصاف کے ساتھ موصوف ہو
جنسے اجارہ مین جہالت مرتفع (بر طرف) ہو جائے اور زمین ما فی الذمہ (وہ غیر معین زمین جسکا
فقط اوصاف سے ضبط کیا جائے) کا اجارہ صحیح نہین ہے اسلیے کہ یہ متضمن غرر و جہالت ہے بخلاف استیجار

(اجارہ لینا) خیاط (درزی) و نساج (بُننے والا) کے کراونکے استیجار خیاطت (سینا) و نساجت (بُنا)
مین اجارہ کا ذمہ پر ہونا جائز ہو اسلیے کہ اسمین غرر و جہالت مذکورہ مرتفع ہو اور جیسا کہ خیاط کو ایک
مدت تک اجیر کرے تو صانع کا معین کرنا ضرور ہوگا تاکہ وہ غرر و جہالت جو صنعت مین اونکے
تفاوت سے پیدا ہوتی ہو دُور ہو جائے اور جبکہ کسی کو کنوان کھودنے کے لیے اجیر کرے تو
زمین کا مشاہدہ یا مقام معین کے اسطرح وصف کرنے سے معین کرنا ضرور ہوگا کہ غرر و جہالت
اجارہ مرتفع ہو جائے اور اسیطرح کنوین کی گہرائی اور چوڑائی کا معین کرنا ضرور ہوگا اور اگر
کھودنے کے بعد کنوان کل اطراف یا بعض جوانب سے منہدم ہو جائے تو اجیر پر اوسکی مٹی کا دُور
کرنا لازم نہوگا بلکہ یہ مالک سے متعلق ہوگا۔ اور اگر اجیر بعض مقام کو کھودے اور باقی کا کھودنا
صعوبت زمین یا اجیر کے بیمار ہو جانے وغیرہ کی وجہ سے متعذر ہو جائے تو پورے مقام اور
اوتنے مقام کے کھودنے کی جو اجیر نے کھودا ہو اجرت قائم کیجائیگی پس ان دونون کی اجرت مین
جو نسبت ہوگی اوسی نسبت کے ساتھ مستاجر کو اجیر سے اجرت کے واپس لینے کا استحقاق ہوگا
اور اِس مسئلہ مین ایک قول اور ہو جسکا مستند ایک روایت مہجورہ ہو اور کسی عورت کا اوسکے
شوہر کی اجازت سے رضاع (دُودھ پلانا) کے لیے مدت معینہ تک اجیر کرنا جائز ہو پس اگر
شوہر اجازت نہ دے تو جواز عقد مین تردد ہو لیکن جواز اشبہ ہو بشرطیکہ رضاع حق شوہر کا
مانع نہو اور شیرخوار کا مشاہدہ ضرور ہو اور آیا پلانے کے مقام کا مذکور ہونا شرط ہو یا نہین بعض
علماء نے فرمایا ہو کہ شرط ہو اور اسمین تردد ہو اور اگر شیرخوار اور مرضعہ (دُودھ پلانے والی
عورت) مرجائے تو عقد باطل ہوگا اور اگر شیرخوار کا باپ مرجائے تو آیا عقد باطل ہوگا یا
نہین اسکی صحت و بطلان اون دونون قولون پر مبنی ہو جو قبل ازین مذکور ہوچکے ہین اور اگر کسی شخص
کو مدت معینہ تک اجارہ لے تو اجرت کا اجزائے مدت پر تقسیم کرنا واجب نہوگا خواہ مدت کم ہو

یا زیادہ اور زمین کا مسجد بنانے کے لیے اجارہ لینا جائز ہو اور اسیطرح درہم و دینار کا اجارہ بھی
صحیح ہو بشرطیکہ کوئی منفعت حکمیہ اونمین باوجود بقائے عین کے متصور ہو جیسے زینت کرنا یا احتمال
فقر کا دور کرنا یا اونسے وزن کرنا اور علی ہذا القیاس **تفریع** اگر کوئی شخص کسی چوپایہ
کو غلہ کی ڈھیری مین سے دس قفیز (ایک پیمانہ ہو جسکی مقدار اہل عراق کے نزدیک آٹھ مکوک ہین
اور مکوک کی مقدار ایک مد اور بقولے ایک صاع ہو) گندم اوٹھانے کے لیے اجارہ لے بعدہ
کوئی شخص اونکو ناپے اور پھر چوپایہ پر بار کرے اور اونکا دس قفیز سے اوسقدر زائد ہو معلوم ہو
جسکی زیادتی معتد بہ ہو پس اگر مستاجر نے ناپا تھا تو اوسپر قدر زائد کی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور
چوپایہ کا صورت تلف مین ضامن ہوگا اسلیے کہ اوسکی طرف سے تعدی ثابت ہو اور اگر
موجر نے ناپا تھا تو مستاجر پر اجرت کا ضامن ہوگا نہ قیمت کا اور اگر کسی شخص اجنبی نے ناپا تھا تو
اوسپر مالک چوپایہ کے لیے زیادتی کی اجرۃ للمثل لازم ہوگی **پانچوین شرط** منفعت کا مباح ہونا
پس اگر کسی مکان کو شراب کے جمع کرنے یا ایسی دوکان بنانے کے لیے اجارہ دے جسمین آلات محرمہ کی
بیع کیجائے یا کسی شخص کو مسکر (نشہ والی چیز) کے اوٹھانے کے لیے اجیر کرے تو اجارہ منعقد ہوگا
اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ امور مذکورہ کے لیے اجارہ دینا حرام ہو لکن صحیح ہو جایگا اسلیے
کہ امور مذکورہ سے انتفاع مباح بھی ممکن ہو واللہ قول اول اشبہ ہو اسلیے کہ عقد اجارہ انتفاع مباح کو شامل
تھا اور آیا دیوار منقش کا تفرج کے لیے اجارہ لینا جائز ہو یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جائز ہو
اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ یہ داخل سفاہت ہو **چھٹی شرط** موجر کا تسلیم منفعت پر قادر ہونا پس اگر
غلام گریختہ کو اجارہ دیگا تو صحیح نہوگا اگرچہ اوسکے ساتھ کوئی ضمیمہ بھی شامل کرے اور
اسمین تردد ہو اسلیے کہ غلام گریختہ کی بیع ضمیمہ کے ساتھ صحیح ہو پس اجارہ بطریق اولی صحیح ہونا چاہیے
اور اگر مستاجر کو مالک عین استیفاء منفعت سے منع کرے تو اجرت ساقط ہوگی اور آیا مستاجر کو

اجرت معینہ کا التزام کرنا اور موجر سے تفاوت کا مطالبہ کرنا صحیح ہو یا نہین اسمین تردد ہے اظہر یہ ہو کہ صحیح ہو اور اگر مستاجر کو کوئی ظالم قبل قبضہ استیفاء منفعت سے منع کرے تو اوسکو عقد اجارہ کے فسخ کرنے اور ظالم سے اجرۃ المثل کے مطالبہ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر بعد قبضہ منع کرے تو اجارہ باطل نہوگا اور مستاجر کو ظالم سے اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا اور جبکہ مکان منہدم ہو جائے تو مستاجر کو فسخ اجارہ کا اختیار ہوگا لکن اگر مالک مکان اوسکی مرمت کرے اور مستاجر کو اوسپر استیفاء منفعت کی قدرت دے تو اوسکو فسخ کرنیکا اختیار نہوگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ مستاجر کو مکان کے منہدم ہو جانے سے اختیار فسخ حاصل ہو چکا تھا لہذا اوسکا استصحاب کیا جائیگا اور اگر موجر اوسکی مرمت کرنے مین تاخیر کرے اور مستاجر عقد کو فسخ کرے تو اوسکو موجر سے اجرت کا بہ نسبت واپس لینا جائز ہوگا اگر تمام اجرت معینہ موجر کے سپرد کر چکا ہو و الا بقدر منفعت کا استیفاء کر چکا ہو فقط اوسیکی اجرت موجر کے حوالہ کریگا

تیسری فصل

احکام اجارہ کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مستاجر عین مستاجرہ مین کوئی عیب پائے تو اوسکو عقد کے فسخ کرنے اور پوری اجرت کے ساتھ راضی رہنے مین اختیار حاصل ہوگا اگرچہ اوس عیب کیوجہ سے بعض منفعت فوت بھی ہو جائے **دوسرا مسئلہ** جبکہ مستاجر عین مستاجرہ مین تعدی کریگا تو وقت تعدی کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر قیمت مین اختلاف کرین تو مالک کا قول معتبر ہوگا اگر مال اجارہ چوپایہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہر حال مین قول مستاجر مقبول ہوگا خواہ مال اجارہ چوپایہ ہو یا اور کوئی شے اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی عمل کو اپنے ذمہ پر قبول کرے تو اوس عمل کا نقصان اجرت کے ساتھ کسی غیر سے متعلق کرنا علی الاشہر جائز نہوگا لکن اگر مال اجارہ مین کوئی ایسا عمل حادث کرے جسکی وجہ سے اوسکو زیادتی کی باعث ہو جائے تو جائز

ہوگا اور مال اجارہ کا بدون اجازتِ مالک کسی دوسرے کے سپرد کرنا جائز ہوگا اور اگر بدون اجازت سپرد کریگا تو ضامن ہوگا **چوتھا مسئلہ** متاجر پر چوپایہ کا پانی پلانا اور چارہ دینا واجب ہوگا اور اگر ترک کریگا تو ضامن ہوگا **پانچوان مسئلہ** صانع (کاریگر) صورت افساد مین ضامن ہوگا اگرچہ اپنے کام مین حذاقت و مہارت رکھتا ہو مثلاً گازر کپڑے کو جلادے یا حجام اثنائے حجامت مین زخمی کردے یا ختان (ختنہ کرنے والا) ختنہ کرے اور اوسکا استرہ حشفہ تک پہونچ جائے یا ختنہ کی حد سے تجاوز کرے اور اسیطرح بیطار (جو چوپایون کا علاج کرتا ہو) بھی صورت افساد مین ضامن ہوتا ہو مثل اسکے کہ نعل بندی مین گھوڑے کا سُم زائد کاٹ دے یا فصد کرنے مین گھوڑے کو ہلاک کرے یا چوپایہ پر ایسی جنایت کرے جو اوسکو مضر ہو اگرچہ احتیاط کے ساتھ علاج کرے لیکن اگر صانع کے پاس بدون اوسکے سبب کے بلا تفریط و تعدی تلف ہو جائے تو علی الاصح ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امین ہے اور اصل عدم ضمان ہے اور اسیطرح ملاح (ناخدا) اور مکاری (کرایہ دینے والا) بھی صورت تلف مین بدون تفریط علی الاشہر ضامن نہین ہوتا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو اپنے حوائج مین نافذ کرنے کے لیے مثلاً اجیر کرے تو اوسکا نفقہ مال متاجر سے متعلق ہوگا لیکن اگر نفقہ کے اجیر سے متعلق ہونے کی شرط ہو جائے تو اوسی پر لازم رہیگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے غلام کو (جو صانع ہو) با اجارہ دے اور وہ غلام افساد کرے تو اوسکی ضمانت مالک پر کسب غلام مین لازم ہوگی اور اگر اوسکا کسب قاصر ہوگا تو بقیہ اوسکے آزاد ہو جانے کے بعد وصول کیا جاویگا اور اسیطرح اگر غلام آقا کی اجازت سے اپنے نفس کو با جارہ دے تب بھی یہی حکم ہوگا **آٹھوان مسئلہ** صاحب حمام ضامن نہین ہوتا لیکن اگر اوسکے پاس کوئی مال ودیعت رکھا جائے اور اوسکی حفاظت مین تفریط یا ودیعت مین تعدی کرے تو ضامن ہوگا **نوان مسئلہ** جبکہ اجرت کو متاجر کے ذمہ پر متحقق ہونے کے بعد ساقط کرے تو صحیح ہوگا خواہ بلفظ اسقاط ساقط کرے یا بلفظ

ابرا یا کسی اور لفظ سے اور اگر منفعت معینہ کو ساقط کریگا تو ساقط نہوگی اسلیے کہ ابرا اوسی چیز سے متعلق ہوتا ہے جو ذمہ پر ثابت ہو جیسے کسی اجرت یا عمل یا منفعت کلیۃ کا متعلق ہونا) **دسوان مسئلہ** جبکہ غلام کو اجارہ دینے کے بعد آزاد کرے تو اجارہ باطل نہوگا اور مستاجر کو اوس سے ایسی منفعت کا حاصل کرنا صحیح ہوگا جسکو عقد اجارہ شامل ہو اور غلام کو آزاد ہونے کے بعد اپنے آقا سے اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ وقت اجارہ اوسکی ملک تھا اور اگر وصی طفل کو اوتنی مدت تک اجارہ دے کہ جسمین اوسکا بلوغ معلوم ہو تو جس مدت مین کہ بلوغ یقینی ہوگا اوسمین اجارہ باطل ہوگا اسلیے کہ اس مدت مین وصی کو اوس طفل پر ولایت نہین ہے اور جسمین محتمل ہوگا اوسمین صحیح ہوگا اگرچہ اتفاق سے اوسی مدت مین بالغ ہو جائے اور آیا طفل کو بلوغ کے بعد عقد اجارہ کے فسخ کرنیکا اختیار رہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے کہ اختیار ہوگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ وقت اجارہ وصی کو بظاہر ولایت حاصل تھی اور تصرف اوسی کا جائز تھا پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو بعقد صنعت کرنے کے لیے اجیر کرے اور وہ بدون تفریط و نفس مستاجر ہلاک ہو جائے تو مستاجر اوسکا ضامن نہوگا خواہ اوسی عمل مین ہلاک ہو یا اور کسی مین صغیر ہو یا کبیر آزاد ہو یا غلام **بارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی متاع اوسمین عمل کرنے کے لیے کسی شخص کے حوالہ کرے پس اگر اجیر اون لوگون مین سے ہو جو عادۃً اس عمل کے لیے اجیر کیے جاتے ہین جیسے غسال اور دھوبی تو اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل پانیکا استحقاق ہوگا اور اگر اون لوگون مین سے نہو اور اس عمل کے لیے عادۃً کوئی اجرت ہو اور تبرعاً عمل کرنے کی تصریح نکی ہو تو اجیر کو اوسکی اجرت کا مطالبہ صحیح ہوگا کیونکہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے اور اگر اوس عمل کے لیے عادۃً کوئی اجرت نہو تو اوسکے مدعی کی طرف التفات نکیا جائیگا **تیرھوان مسئلہ** جن اشیا پر کہ منفعت کا پورا کرنا موقوف ہوگا وہ

موجر سے متعلق ہونگی جیسے دھاگا خیاطت مین اور روشنائی کتابت مین اور مکان کے اجارہ مین وہ کنجی بھی داخل ہوگی جبکہ قفل دروازۂ مکان مین ثابت ہو کیونکہ انتفاع اوس سے تمام ہوگا

چوتھی فصل نزاع موجر و مستاجر کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ اصل اجارہ مین نزاع کرین تو مالک کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر مقدار مال اجارہ مین اختلاف کرین تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر مال اجارہ کی واپسی مین اختلاف کرین تب بھی مالک ہی کا قول مع قسم مقبول ہوگا لیکن اگر مقدار اجرت مین اختلاف کرین تو قول مستاجر مقبول ہوگا

دوسرا مسئلہ جبکہ صانع یا ملاح یا مکاری تلف متاع کا بدون تعدی و تفریط دعوی کرے اور مالک انکار کرتا ہو تو اونکو اقامت بینہ کی تکلیف دیجائیگی اور جبکہ بینہ نہوگا تو اونپر ضمانت متعلق ہوگی اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اونکا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ امین ہین اور یہی قول مشہور و متین ہو اور اسیطرح اگر مالک اس تلف مین تصدیق کرنے کے بعد اونکی تفریط کا مدعی ہو اور وہ انکار کرین تب بھی یہی حکم ہوگا

تیسرا مسئلہ اگر خیاط کسی کپڑے کی قبا قطع کرے اور مالک کی طرف سے حصول اجازت کا مدعی ہو اور مالک کہے کہ مین نے تجھکو کرتا قطع کرنے کا حکم دیا تھا تو مالک کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ قول خیاط مقبول ہوگا اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر خیاط اوسکے نقض کھولنے کا ارادہ کرے تو جائز نہوگا جبکہ دھاگے اوسی کپڑے کے یا مالک کی ملک ہون اور خیاط کو اس صورت مین کوئی اجرت نہ دیجائیگی اسلیے کہ اوسنے ایسا عمل کیا ہو جسکی اجازت مالک نے نہ دی تھی

کتاب الوکالت

اور وہ چند فصلون کے بیان کو مقتضی ہے

پہلی فصل عقد وکالت کے بیان مین پس وکالت وہ عقد ہو جسکا مین بالذات

تصرف کرنے کی نیابت حاصل ہوتی ہو اس عقد کے حصول مین ایسے ایجاب کا تحقق ضرور ہو جو قصد استنابت (نائب کا مقرر کرنا) پر دلالت کرے جیسے وکلتک مین نے تجھکو وکیل کیا) یا استبتک (مین نے تجھکو نائب مقرر کیا) یا جو الفاظ مثل ان دونون کے ہون اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے وکلتنی (آیا تو نے مجھکو وکیل کیا) اور وہ اوسکے جواب مین نعم (ہان مین نے تجھکو وکیل کیا ہی) کہے یا ایسا اشارہ کرے جو اجابت پر دلالت کرتا ہو تب بھی تحقق ایجاب مین کافی ہوگا اور قبول کبھی اوس لفظ سے متحقق ہوتا ہی جو رضا بالایجاب پر دلالت کرے جیسے قبلت (مین نے قبول کیا) یا رضیت (مین راضی ہون) یا مثل اسکے جو الفاظ ایجاب کے ساتھ رضا پر دلالت کرین اور کبھی اوس فعل کے بجالانے سے متحقق ہوتا ہی جس سے وکالت متعلق ہوئی ہو مثلاً موکل (وکیل کا مقرر کرنے والا) کسی شخص سے وکلتک فی البیع (مین نے تجھکو خرید و فروخت کرنے مین وکیل کیا) کہے اور وہ موافق اوسکے خرید و فروخت مین مصروف ہوجائے اور اگر قبول کا ایجاب سے موخر واقع ہونا صحت عقد مین قادح نہین ہو اگرچہ ایک سال یا زائد کی تاخیر واقع ہو) اسلیے کہ غائب کی وکالت صحیح ہو حالانکہ وہان پر قبول متاخر ہوتا ہو اور وکالت کا منجز (غیر معلق) ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو پس اگر اوسکو ایسی شرط پر معلق کرے جسکا وقوع و عدم وقوع ممکن ہو (جیسے زید کا آنا) یا ایسی صفت پر معلق کرے جسکا وجود مترقب اور قطعی ہو (جیسے آفتاب کا طلوع ہونا) تو عقد صحیح نہوگا ہان اگر وکالت کو معلق نکرے اور تصرف مین تاخیر کو شرط کرے تو جائز ہوگا اور اگر کسی شخص کو غلام کے خرید کرنے مین وکیل کرے تو اوسکے اوصاف کا فی الجملہ بیان کرنا ضرور ہوگا تاکہ معظم غرر وجہالت مرتفع برطرف ہوجائے اور اگر مطلقاً بدون ذکر اوصف) اوسکے خرید کرنے مین وکیل کریگا تو بنا بر ایک قول کے صحیح نہوگا لیکن جواز عقد اس صورت مین بھی بیوجہ نہین ہو اور عقد وکالت طرفین سے عقد جائز ہو پس وکیل کو اپنے نفس کا معزول کرنا جائز ہو خواہ موکل حاضر ہو یا غائب

قبلت و رضيت ... باللفظ كقوله ... وانما القبول ... فقد يكون بالفعل كما اذا قال وكلتك في البيع فباع ولو تأخر القبول عن الايجاب لم يقدح في الصحة فان الغائب يوكل والقبول يتأخر

كتاب الوكالة

ومن شرطها ان تقع منجزة فلو علقت على شرط متوقع او وقت متجدد لم يصح نعم لو نجز الوكالة وشرط تأخير التصرف جاز ولو وكله بشراء عبد افتقر الى وصفه لينتفي الغرر ولو وكله مطلقا لم يصح على قول والوجه الجواز ... عقد جائز من طرفيه فللوكيل ان يعزل نفسه مع حضور الموكل ومع غيبته

اور موکل کو بھی اوسکے معزول کرنیکا ہر وقت اختیار ہو بشرطیکہ اوسکو اطلاع کر دے پس اگر اطلاع
نکریگا تو معزول نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر اوسکا مطلع کرنا متعذر ہو اور موکل اوسکے
معزول کرنے پر شاہد کر دے تو عزل و اشہاد (شہادت دلانا) سے معزول ہو جائیگا اور پہلا قول
اظہر ہو پس اگر وکیل قبل اطلاع کوئی تصرف کریگا تو نافذ ہوگا اور اگر کسیکو قصاص لینے مین وکیل کر دینے
کے بعد معزول کرے اور وہ اپنے معزول ہونے کی اطلاع پانے سے قبل قصاص لے تو یہ قصاص اپنے
موقع پر واقع ہوگا اور عقد وکالت ان دونون مین سے ہر ایک کے مرجانے یا مجنون و بیہوش
ہو جانے سے باطل ہو جاتا ہو اور جبکہ موکل اپنے مال مین تصرف کرنے سے ممنوع ہو جائے تو وکالت
باطل ہو جائیگی اور سو جانے سے وکالت باطل نہین ہوتی اگرچہ زائد ہو بشرطیکہ بیہوشی کی حد تک
نہ پہونچے اور جبکہ متعلق وکالت تلف ہو جائے تو وکالت باطل ہو جائیگی مثلاً وہ غلام مرجائے جسکی بیع مین
اوسکو وکیل کیا تھا یا وہ عورت ہلاک ہو جائے جسکی طلاق مین اوسکو وکیل کیا تھا اور اسیطرح اگر متعلق
وکالت کو خود موکل بجا لے آئے (مثلاً جس متاع کے خرید کرنے کے واسطے اوسکو وکیل کیا ہو اوسکو خود خرید لے)
تب بھی باطل ہو جاتی ہو اور جب وکیل کو معزول کرنا چاہے تو ایسے الفاظ کا بیان کرنا ضرور ہوگا
جو اوسکے عزل (برطرف کرنا) پر دلالت کرتے ہون جیسے عزلتك (مین نے تجھکو برطرف کیا) یا
ازلت نیابتك (مین نے تیری نیابت کو دور کیا) یا فسخت (مین نے عقد وکالت کو
فسخ کیا) یا ابطلت (مین نے تیری وکالت کو باطل کیا) یا نقضت (مین نے تیری وکالت کو توڑ دیا)
یا مثل ان الفاظ کے جو ازالہ وکالت پر صراحۃً دلالت کرتی ہون اور جبکہ وکالت مین
کوئی قید نہو تو یہ اطلاق نقد بلد کے ساتھ ثمن مثل بدون مدت خرید کرنیکو مقتضی ہوگا اور اسیطرح
مال صحیح کے خرید کرنے پر محمول ہوگا اور مال معیب (جسمین کوئی عیب ہو) کا خرید کرنا صحیح نہوگا اور
اگر امور مذکورہ مین سے کسیکی مخالفت کریگا تو عقد وکالت لازم نہوگا اور اجازت مالک پر موقوف

اور اگر وکیل کسی قیمت کے ساتھ خرید کرے اور مالک اوس قیمت کے ساتھ خرید کرنے کی اجازت کا انکار کرے تو مالک کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعد قسم عین مال مشتری سے واپس لیا جائیگا اگر باقی ہو اور اگر تلف ہوجائیگا تو اوسکا مثل یا قیمت واپس لیجائیگی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ دلال (وکیل) کو اوس مقدار کا پورا کرنا واجب ہوگا جسپر مالک نے حلف کیا ہو اور یہ قول بعید اور اصول مذہب کے خلاف ہی پس اگر مشتری اور وکیل اوسیقدر قیمت پر اتفاق کرین جسکی نسبت وکیل نے موکل کی طرف سے حصول اجازت کا دعوی کیا ہو اور اوتنی ہی قیمت پر وکیل متاع کو مشتری کے حوالہ کرچکا ہو اور وہ مشتری کے پاس تلف ہوگئی ہو تو موکل کو دونون سے ہرایک پر اوسکی قیمت کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا لیکن اگر موکل مشتری پر رجوع کریگا تو مشتری کو وکیل پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ وکیل کی حصول اجازت مین تصدیق کرچکا ہی اور اگر موکل قیمت کے ساتھ وکیل پر رجوع کریگا تو وکیل کو مشتری پر اوتنے مال کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا جو قیمت اور غرامت مشتری (وہ مال جسکا مشتری پر تاوان واقع ہوا ہی) مین کم ہو اور جبکہ کسی شی کے فروخت کرنے مین وکیل کرے اور کوئی قید مذکور نہو تو یہ اطلاق تسلیم مبیع کو مقتضی نہوگا اسلیے کہ یہ عقد بیع کی واجبات سے ہی اور اسیطرح اطلاق وکالت خرید کرنے مین تسلیم قیمت کی اجازت کو مقتضی ہی لیکن بیع کی اجازت قیمت پر قبضہ کرنے کو مقتضی نہین ہی اسلیے کہ کبھی قبضہ پر مین حاصل نہین ہوتا اور وکیل کو عیب کیوجہ سے واپس کرنیکا بھی اختیار ہی اسلیے کہ یہ منجملہ مصالح عقد ہی جنکی مراعات وکیل پر لازم ہی خواہ موکل حاضر ہو یا غائب اور اگر موکل رد کرنے کی ممانعت کرے تو وکیل کو اوسکی مخالفت جائز نہوگی ۔

دوسری فصل اسمین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** اون امور کے بیان مین جنمین کہ نیابت صحیح نہین ہی اور ضابطہ اونکا یہ ہی کہ جن امور کے واقع کرنے مین قصد شارع علیہ السلام مباشرت مکلف سے متعلق ہو اونمین نیابت صحیح نہین ہوتی اور اونکے کچھ امور بیان مذکور ہوتے ہین **اول**

کتاب الوکالت

طہارت (غسل و وضو و تیمم) کا حالتِ اختیار و قدرت مین بجا لانا اگرچہ عند الضرورت غسل اعضا مین نیابت جائز ہی **دوم** نماز وجب جبتک کہ مکلف زندہ ہو **سوم** روزہ و اعتکاف **چہارم** حج واجب جبکہ اوسکے ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہو **پنجم** قسم اور نذر وغیرہ **ششم** غصب کرنا پس جو شخص غصب کریگا اوسکا مطالبہ اوسی سے متعلق ہوگا اور دعوی نیابت مقبول و مسموع نہوگا اور اسیطرح مجامعت کا بھی یہی حکم ہو **ہفتم** ازواج مین شبون کا قسمت کرنا اسلیے کہ یہ استمتاع سے متعلق ہو جس مین نیابت بے معنی ہو **ہشتم** ظہار و لعان **نہم** قضا رعدہ **دہم** جنایت **یازدہم** التقاط (کسی شی ضائع کا اوٹھانا) **دوازدہم** لکڑی و رگھاس کا جمع کرنا **سیزدہم** اقامت شہادت لکن شہادت پر شہادت کی نیابت صحیح ہو

دوسرا مطلب اون اشیاء کے بیان مین جنمین نیابت صحیح ہو اور اونمین ضابطہ یہ ہو کہ جن اشیاء کے واقع کرنے مین مباشرت مطلوب نہین ہوتی بلکہ اونکا محض وقوع مقصود ہوتا ہو اونمین نیابت صحیح ہو کیونکہ جس غرض کے لیے وہ اشیاء واقع کیجاتی ہین وہ محض مباشرت نہین ہو جیسے بیع اور قیمت پر قبضہ کرنا اور رہن و صلح و حوالہ و ضمان و شرکت و وکالت عاریت اور اسیطرح حق شفعہ کے اخذ کرنے مین بھی نیابت صحیح ہو اور اسیطرح ابرار اور ودیعت اور تقسیم صدقات اور عقد نکاح اور تعیین مہر اور خلع اور طلاق اور قصاص لینا اور دیات پر قبضہ کرنا اور جہاد کرنا لکن بعض صورتون مین نیابت جہاد صحیح نہین ہوتی (مثلاً کسی شخص کو امام علیہ السلام بخصوصہ جہاد کرنے کا حکم فرمائین یا دفع اعدا اوسکے جہاد پر موقوف ہو کہ ایسی صورت مین نیابت صحیح نہوگی) اور حدود کا قائم کرنا خواہ وہ حدود ہون جو انسان سے متعلق ہین جیسے سرقہ یا ایسے حدود ہون جو حق اللہ سے متعلق ہین جیسے زنا اور اسیطرح حدود انسانی کے ثابت کرنے مین بھی نیابت صحیح ہو لکن حدود اللہ کے اثبات مین صحیح نہین ہو اور اسیطرح عقود مین بھی نیابت صحیح ہو جیسے عقد سبق و رمایہ وغیرہ اور اسیطرح عتق و کتابت (آقا کا اپنے غلام پر کچھ مال مقرر کرنا اور اوسکی آزادی کو اوسکے ادا پر معلق کرنا)

کتاب الوکالت

اور تدبیر (آقا کا غلام کے آزاد ہونے کو اپنے وفات پر معلق کرنا) اور رد دعویٰ اور اثبات حجت و حق وغیرہ
مین بھی وکیل کرنا صحیح ہے اور اگر ہر قلیل و کثیر پر وکیل کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ ایسی وکالت صحیح نہوگی
کہ اسمین وقوع ضرر کا احتمال ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جائز ہے اور احتمال ضرر رعایت مصلحت سے جو وکیل پر واجب
ہے دفع ہو جاتا ہے لیکن یہ قول محل غرض سے ابعید ہے لیکن اگر موکل ہر اوس مال پر وکیل کرے جسکا وہ مالک ہو
تو وکالت صحیح ہوگی اسلیے کہ مصلحت پر منوط (معلق) ہوگی **تیسری فصل** موکل کے بیان مین
پس اوسکا بالغ اور کامل العقل اور اوس مال مین جائز التصرف ہونا شرط ہے جسمین کہ اوسنے وکیل کیا ہے
اور نیابت اوسمین صحیح ہے پس وکالت طفل صحیح نہین ہے خواہ ممیز ہو یا نہو لیکن طفل دہ سالہ کو اون امور مین
وکیل کرنا جائز ہے جن مین کہ وہ تصرف کر سکتا ہے جیسے وصیت اور صدقہ اور طلاق بنا بر ایکسا ثابت
کے اور اسیطرح طفل دہ سالہ کا کسی دوسرے کی طرف سے امور مذکورہ مین وکیل ہونا بھی صحیح ہے اور
اسیطرح وکالت مجنون کی بھی صحیح نہین ہے اور اگر وکالت کے بعد وکیل کو جنون عارض ہو تو وکالت
سابقہ کو باطل کریگا اور غلام مکاتب کا وکیل کرنا بھی صحیح ہے اسلیے کہ وہ اپنے اکتساب مین تصرف
کرنیکا مالک ہے لیکن غلام قن (وہ مملوک جسکا کوئی حصہ آزاد نہوا ہو) کا وکیل کرنا بدون اجازت
آقا صحیح نہین ہے اور اگر کوئی شخص اوسکو آقا سے اپنے نفس کے خرید کرنے مین وکیل کرے تو یہ وکالت
صحیح ہوگی اور وکیل کو بدون اجازت موکل وکیل کرنا جائز نہین ہے اور اگر اپنے مملوک کو تجارت
کرنے کی اجازت دے تو اوسکو اون امور مین وکیل کرنا صحیح ہوگا جن مین عادۃً وکیل کیا جاتا ہے اسلیے
کہ اس صورت مین مالک نے اوسکو وکیل کے مقرر کرنے مین بھی ماذون کیا ہے اور ایسے امور مین وکیل کرنا
جائز نہوگا جن مین عادۃً وکیل نہین کیا جاتا ہے اسلیے کہ اس صورت مین جواز توکیل آقا کے اذن
صریح پر موقوف ہے اور مملوک کو اون امور مین وکیل کرنا بدون اجازت آقا صحیح ہے جن مین اوسکو
تصرف کرنا جائز اور نیابت اوسمین صحیح ہے جیسے طلاق اور محجور علیہ کو اون امور مین وکیل کرنا صحیح ہے

جن مین اوسکو تصرف کرنا جائز ہی جیسے طلاق اور خلع یا جو امور مثل انکے ہون اور محرم کو عقد نکاح
اور خرید شکار مین وکیل کرنا جائز نہین ہی اور باپ دادا کو ولد صغیر کی طرف سے وکیل کر دینیکا اختیار
ہی اور شخص غائب کی وکالت طلاق اجماعًا اور حاضر کی علی الاظہر صحیح ہی اور اگر موکل کہے کہ اصنع ماشئت
(تو جو چاہے سو کر) تو یہ قول وکیل کرنے کی اجازت پر بھی دلالت کریگا اسلیے کہ اسمین موکل نے وکیل کو
ان امور پر مسلط کیا ہی جنسے کہ اوسکی شان متعلق ہو جسمین کل فرض بھی مندرج ہی اور وکیل کا اوس امر
مین تام البصیرة ہونا مستحب ہی جسمین کہ وہ وکیل کیا گیا ہی اور اسیطرح وکیل کا اوس لغت کے ساتھ عارف ہونا بھی مستحب
جسمین کہ موکل اوس سے ہمکلام ہوتا ہی اور حاکم کو سفہا کی طرف سے ایسے شخص کا وکیل مقرر کرنا سزاوار ہی جو
اونکی طرف سے متولی حکومت ہو اور صاحبان مروت (ارباب شرف ومناصب جلیلہ) کو خود متولی منازعت
ہونا مکروہ ہی اور اسمین وکیل کرنا مستحب ہی چوتھی فصل وکیل کے بیان مین وکیل کا بالغ اور کامل العقل ہونا بجہت
وکالت مین شرط ہی اگرچہ فاسق یا کافر (ذمی ہو یا حربی) یا مرتد ہو اور اگر وکیل مسلم مرتد ہو جائے تو اوسکی
وکالت باطل نہوگی اسلیے کہ ارتداد جسطرح کہ ابتدا مانع وکالت نہین ہی اسیطرح استدامة (بقاء) بھی مانع نہوگا
اور جس کام کا کہ انسان خود متولی ہو سکتا ہی یعنے اصل فعل کا اوسکو بجا لانا جائز ہی اگرچہ عدم دلیل حرمت ہی کیوجہ سے ہو
اوسمین اوسکا وکیل ہونا صحیح ہی اور جو اسمین صحیح نہو اوسمین اوسکا وکیل ہونا بھی صحیح نہیں پس اوس شخص کا وکیل ہونا صحیح ہی جو بوجہ تبذیر
(فضول خرچی) و مفلسی محجور علیہ اور تصرف سے ممنوع ہوا ہی اور محرم کا ایسے فعل مین نائب ہونا
صحیح نہین ہی جسکا بجا لانا اوسکو جائز نہین ہی جیسے شکار کا خرید کرنا یا اوسکا امساک کرنا (روکنا)
اور عقد نکاح کا واقع کرنا اور عورت کا دوسری عورت کی طلاق مین وکیل ہونا جائز ہی اور کیا
اپنی طلاق مین بھی وکیل ہو سکتی ہی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہی کہ نہین ہو سکتی اور اسمین تردد ہی اور
اسیطرح عورت کا عقد نکاح مین ایجاب اور قبول کا وکیل ہونا بھی صحیح ہی اسلیے کہ ہمارے نزدیک اوسکی
عبارت معتبر ہی اور غلام کا باجازت آقا وکیل ہونا جائز ہی اور اسیطرح آقا کی طرف سے اپنے نفس کے

آزاد کرنیمین بھی وکیل ہوسکتا ہے اور عقد نکاح مین ولی یا وکیل کا عادل ہونا شرط نہین ہے اور ذمی کا ذمی یا مسلم کی طرف سے مسلم پر وکیل ہونا بنا بر قول مشہور کے جائز نہین ہے اور آیا مسلم کا ذمی کیطرف سے مسلم پر وکیل ہونا جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور جواز بیوجہ نہین ہے اگرچہ کروہ ہے اور ذمی کا ذمی پر وکیل ہونا جائز ہے اور وکیل کو تصرف مین قدر ماذون یا اون امور پر اقتصار کرنا واجب ہے جس مین حصول اجازت پر عادت شاہد ہو اور تجاوز صحیح نہوگا پس اگر وکیل کو کسی متاع کی نسیئہ فروخت کرنیکا ایک دینار کے ساتھ اذن حاصل ہو اور وہ دو یا ایک دینار کے ساتھ نقداً فروخت کرے تو صحیح ہوگا (مثلاً نقداً فروخت کرنے کی صورت مین تلف ثمن کا خوف ہو) لیکن اگر نسیئہ فروخت کرنے مین موکل کی کوئی غرض صحیح ہو تو نقداً فروخت کرنا جائز نہوگا پس اگر وکیل کو نقداً فروخت کرنیکا حکم کرے اور وہ نسیئہ فروخت کرے تو صحیح نہوگا اگرچہ ثمن معین سے زائد کے ساتھ بھی فروخت کرے اسلیے کہ نقداً فروخت کرنے سے غالباً اغراض صحیحہ متعلق ہوتی ہین اور اگر وکیل کو کسی بازار مخصوص مین مال کے فروخت کرنیکا حکم کرے اور وہ ثمن معین کے ساتھ دوسری بازار مین یا درصورت اطلاق ثمن مثل کے ساتھ فروخت کرے تو صحیح ہوگا اسلیے کہ اصل غرض تحصیل ثمن ہے اور اگر موکل کسی مشتری کو معین کردے اور وکیل کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو صحیح نہوگا اگرچہ قیمت دو چند ہو اسلیے کہ قرضخواہون مین غالباً باختلاف اشخاص اغراض بھی مختلف ہوتے ہین اور اسیطرح اگر وکیل کو معین مال کے ساتھ خرید کرنے کا حکم کرے اور وہ ذمہ پر خرید کرے یا ذمہ پر خرید کرنے کا حکم کرے اور وہ عین مال کے ساتھ خریدے تب بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ یہ ایسا تصرف ہے جسکی اجازت موکل نے نہین دی اور اغراض وعین مختلف ہوتے ہین اور جبکہ وکیل کسی شے کو خرید کریگا تو یہ خرید موکل کی طرف سے سمجھی جائیگی اور مال مبیع ملک وکیل مین داخل نہوگا اسلیے کہ اگر اوسکی ملک مین داخل ہو تو لازم آئیگا کہ جب وہ اپنے باپ یا اولاد کو خرید کرے اور سب آزاد ہو جائین جسطرح کہ موکل پر اوسکا

باپ اور اوسکی اولاد آزاد ہوجاتی ہو اور اگر کوئی مسلمان کسی کافر ذمی کو شراب کے خریدنے مین وکیل
کرے تو وکالت اور بیع دونون صحیح ہونگی اسلیے کہ متعلق وکالت کا اون امور مین سے ہونا ضروری
ہی جنکو موکل بنفسہ کر سکتا ہو اور جس مقام پر کہ موکل کیطرف سے بوجہ مخالفت وغیرہ خرید باطل ہوگی
اور وکیل نے وقت عقد موکل کا نام ذکر کیا ہوگا (موکل کے لیے خرید کرنے کی تصریح اور اوسکے لیے
خرید کرنیکا ارادہ کیا ہو) تو یہ عقد ان دونون مین کسی کی طرف سے واقع نہوگا اور اگر موکل کا ذکر
نکیا ہوگا تو یہ عقد ظاہراً وکیل کی طرف سے واقع ہوگا اور بائع کو اوس سے قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا
اور اسیطرح اگر موکل وکالت کا انکار کرکے اوسپر قسم کھائے تب بھی موکل کی طرف سے یہ خرید باطل ہوگی پس
اگر وکیل کاذب ہوگا تو مال مبیع ظاہراً اور باطناً اوسیکی ملک ہوگا اور اگر صادق ہوگا تو باطناً
موکل کی اور ظاہراً وکیل کی ملک ہوگی اور اس صورت مین وکیل کے لیے مبیع کے باطناً حلال ہونیکا
طریقہ یہ ہو کہ موکل کہے اگر یہ خرید میرے لیے واقع ہوئی تھی تو مین نے اس مبیع کو وکیل کے ہاتھ فروخت
کیا پس اس صورت مین بیع صحیح ہوجائیگی اور موکل کے اس قول سے بیع کا ایسی شرط پر معلق ہونا لازم
نہ آئیگا جسپر معلق کرنے سے بیع باطل ہوجاتی ہو اسلیے کہ جس شرط کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہو
اوس سے وہ شرط مراد ہو جسکا حصول اور عدم حصول دونون محتمل ہون اور یہان پر ایسا نہین
ہو اسلیے کہ موکل اوسکے حال کو جانتا ہو پس اوسکا شرط کرنا مضر نہوگا اور یہ کلام ہر شرط معلوم الوجود
مین جاری ہو اور وکیل اور موکل باہم مقاصہ (اپنے مال کے عوض دوسرے کا مال لینا) کرینگے
اور اگر موکل بیع سے انکار کرے تو وکیل کو متاع موکل سے اوتنے مال کا لے لینا جائز ہوگا جو اوسنے
بائع کو موکل کیطرف سے دیا ہو اور زاید کو واپس دیگا یا اوتنے مال کا مطالبہ موکل سے کریگا جو اوسنے
زاید دیا ہوگا اور اگر دو شخصون کو بشرط اجتماع وکیل کرے تو اون دونون مین سے ہر ایک کو
بدون دوسرے کے تصرف کرنا جائز نہوگا اور صورت اطلاق (جبکہ اجتماع کو شرط نہ کرے) مین بھی

یہی حکم ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک وکیل مر جائیگا تو وکالت باطل ہو گی اور حاکم کو کسی مین کے
شریک کر دینے کا اختیار ہوگا لیکن اگر موکل نے تنہا تصرف کر نیکو شرط لیا ہو تو اون مین سے ہر ایک کو
بدون دوسرے کی رائے کے تصرف کرنا جائز ہوگا اور اگر اپنی زوجہ یا دوسرے کے غلام کو
وکیل کرے پھر زوجہ کو طلاق دے یا وہ غلام آزاد ہو جائے تو وکالت باطل ہوگی لیکن اگر اپنے
غلام کو اپنے حال مین تصرف کرنے کی اجازت دے اور پھر اوسکو آزاد کرے تو اجازت باطل
ہو جائیگی اسلیے کہ وہ اجازت حد وکالت پر نہ تھی بلکہ تابع ملک تھی اور جبکہ کسی انسان کو حکومت
مین وکیل کرے تو اس وکالت سے اوسکے حقوق پر قبضہ کرنے کی اجازت حاصل ہوگی اسلیے کہ
کبھی ایسا انسان وکیل کیا جاتا ہو جو مال پر امین نہین سمجھا جاتا ہو اور اسیطرح اگر کسی کو مال پر قبضہ کرنے مین
وکیل کرے اور قرضخواہ انکار کرے تو وکیل کو اوس سے محاکمہ کرنے کی اجازت حاصل ہوگی
اسلیے کہ کبھی موکل وکیل کو خصومت کے لیے پسند نہین کرتا ہو **فرع** اگر موکل کہے وکلتک
فی قبض حقی من فلان (مین نے تجھکو فلان شخص سے اپنے حق پر قبضہ کرنے مین وکیل کیا) پھر
وہ شخص مر جائے تو وکیل کو اوسکے ورثہ سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ عبارت موکل مین مقبوض
منہ معین تھا اور اوسکا وارث عبارت موکل مین مندرج تھا لیکن اگر وکلتک فی قبض
حقی الذی علی فلان (مین نے تجھکو اپنے اوس حق پر قبضہ کرنے مین وکیل کیا جو فلان شخص پر ہے)
کہے تو وکیل کو اوسکے ورثہ سے مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ عبارت موکل مین مقبوض منہ
معین نتھا پس وارث اور متبرع بھی داخل ہوگا اور اگر کسیکو بیع فاسد مین وکیل کرے تو اوسکو بیع
صحیح کی وکالت حاصل ہوگی اور اسیطرح اگر اوسکو کسی شے معیب (جسمین کوئی عیب ہو) کے خریدنے مین
وکیل کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ کسی شخص کا کسی پر دین ہو اور اپنے مدیون کو دین کے
ساتھ کسی متاع کے خریدنے مین وکیل کرے تو جائز ہوگا اور جبکہ اوس دین کو بائع کے سپرد کر یگا تو

كتاب الوكالة

پانچوین فصل اون اُمور کے بیان مین جنسے وکالت ثابت ہوتی ہو۔ ثبوت وکالت کا حکم محض وکیل کے دعوی کرنے یا قرضخواہ کے موافق ہونے سے نہین ہو سکتا جبتک کہ کوئی بینہ قائم نہو اور بینہ سے دو شاہد جامع شرائط مراد ہین اور نسوان (عورات) یا ایک شاہد اور قسم یا ایک شاہد اور دو عورتون کی شہادت سے علی المشہور ثابت نہین ہوتی اور اگر ایک شاہد تاریخ معین مین حصول وکالت کی شہادت دے اور دوسرا شاہد دوسری تاریخ مین واقع ہونے کی شہادت دے تو دونون کی شہادت مقبول ہوگی اسلیے کہ اشہاد (شہادت دلانا) مین عادت پر نظر کیجاتی کیونکہ شہادت دلانے کے لیے شہود کا ایک مقام پر جمع کرنا کبھی مشکل ہوتا ہو اور ہر ایک شخص سے علیحدہ شہادت لیجاتی ہو اور اسیطرح اگر ایک شاہد بیان کرے کہ اوسکو زبان فارسی مین اور دوسرا بیان کرے کہ زبان عربی مین وکیل کیا ہو تب بھی دونون کی شہادت مقبول ہوگی اسلیے کہ ہر بیان مین ایک ہی معنی کی طرف اشارہ ہو (یعنے دونون ثبوت وکالت پر متفق ہین اگرچہ طریق حصول مین مختلف ہین) اور اگر لفظ عقد مین اختلاف کرین مثلاً ایک شخص شہادت دے کہ موکل نے عقد وکالت مین وکلتک (مین نے تجھکو وکیل کیا) کہا ہو اور دوسرا شہادت دے کہ اوسنے استنبتک (مین نے تجھکو نائب کیا) کہا ہو تو اونکی شہادت مقبول نہوگی اسلیے کہ یہ عقدون پر شہادت ہو کیونکہ ہر ایک کا صیغہ دوسرے کے مخالف ہو اور اسمین تردد ہو کیونکہ مرجع اسکا اسطرف ہو کہ وہ تحقق وصف وکالت پر دو وقتون مین شاہد ہوے لیکن اگر دونون شاہد لفظ موکل سے عدول کرین اور فقط ادائے معنی پر اقتصار کرین تو جائز ہوگا اگرچہ اون دونون کی عبارت مختلف ہو اور جبکہ حاکم کو ثبوت وکالت کا علم حاصل ہو تو موافق اپنے علم کے حکم کریگا

تفریع اگر کسی غائب کی طرف سے اوسکے مال پر کسی مدیون معین سے قبضہ کرنے مین وکیل ہونیکا مدعی ہو اور اوسکا غریم (مدیون) انکار کرے تو اوسپر قسم متوجہ نہوگی اسلیے کہ قسم اوس مقام پر متوجہ

ہوتی ہو جہان منکر کے اقرار کرنے سے اوسکا اقرار نافذ ہو جائے حالانکہ یہان پر ایسا نہین ہو اور اگر
قرضخواہ اوسکی تصدیق کرے پس اگر وہ مال عین ہو تو قرضخواہ اوس مال کے حوالہ وکیل (مدعی وکالت)
کرنے پر مامور نہوگا اور اگر اوسکے حوالہ کریگا اور عین مال موجود ہوگا تو مالک کو اوسکے واپس لینے
کا اختیار ہوگا اور اگر عین مال تلف ہو جائیگا تو مالک کو انمین سے ہر ایک کا الزام دینا صحیح ہوگا جبکہ
وکالت سے انکار کرے اور انمین سے ایک کو دوسرے پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح
اگر مال مذکور دین ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسمین تردد ہے لیکن اس صورت مین اگر شخص مدیون
دین کو مدعی وکالت کے حوالہ کریگا تو مالک کو اوسکا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ مدعی وکالت
نے اوسکے عین مال کا انتزاع نہین کیا کیونکہ دین پر ملک مالک اوس صورت مین معین ہوتی
ہے جبکہ اوسپر وہ یا اوسکا وکیل قبضہ کرلے حالانکہ وہ دونون قسمون مین سے ہر ایک کی نفی کرتا ہے
اور مدیون کو وکیل سے مطالبہ کرنا صحیح ہے خواہ عین مال باقی ہو یا تفریط وکیل سے تلف ہوگیا ہو ہان
اگر بدون تفریط وکیل تلف ہو جائے تو اوسپر تاوان لازم نہوگا اسلیے کہ مدیون اوسکی دعواے
وکالت مین تصدیق کرچکا ہے جو اوسکے امین ہونے کو مستلزم ہے اور جس مقام مین کہ مدیون پر اقرار
کرنے سے مال کا حوالہ وکیل کرنا لازم ہوگا وہان صورت انکار مین اوسپر قسم لازم ہوگی

چھٹی فصل

لواحق کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** وکیل امین ہے جو مال اوسکے پاس بدون
تفریط یا تعدی تلف ہوگا اوسکا ضامن نہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ وکیل کو اپنے وکیل کرنے کی
اجازت دے پس اگر اپنے موکل کیطرف سے وکیل کرے تو یہ دونون اوسکے وکیل ہونگے اور
ان دونون کی وکالت اوسکی موت سے باطل ہو جائیگی اور انمین سے ایک کے مرجانے سے دوسرے
کی وکالت باطل نہوگی اور انمین سے ایکے دوسرے وکیل کے معزول کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر اپنی
طرف سے باجازت موکل وکیل کیا ہے تو اسکو اوسکے معزول کرنیکا اختیار ہوگا پس اگر موکل مرجائیگا

تو دونون کی وکالت باطل ہوگی ورسیطرح اگر وکیل اول مرجائیگا تو دوسرے کی وکالت باطل ہوگی

تیسرا مسئلہ دلیل پر دال ہو کل کا بعد مطالبہ اوسکے (یا اوسکے وکیل کے) حوالہ کرنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہو پس اگر بدون عذر اوسکے سپرد کرنے سے انکار کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر کوئی عذر ہوگا تو ضامن نہوگا اور اگر بعد زوال عذر سپرد کرنے مین تاخیر کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر بعد مطالبہ باوجود اعتراف مال کے رد کرنے سے انکار کرے اور پھر اوسکے قبل انکار تلف ہوجانے یا قبل مطالبہ واپس کر دینے کا مدعی ہو تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ دعوی اوسکا مقبول نہوگا اگرچہ بینہ بھی قائم کرے اسلیے کہ وہ اپنے اقرار سابق سے اوسکی تکذیب کر چکا ہی لیکن بینہ کا قبول کرنا بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ بینہ مدعی پر مطلقاً واجب ہوتا ہی خصوصاً جبکہ اقرار اول کی کوئی وجہ وجیہ ظاہر ہو جیسے سہو و نسیان کا عارض ہوجانا یا کسی کتابت پر اعتماد کرنا

چوتھا مسئلہ جب کسی شخص کے پاس یا اوسکے ذمہ کسی دوسرے کا مال ہو تو اوسکو مال کے سپرد کرنے سے اوسوقت تک انکار کرنا جائز ہی جبتک کہ صاحب حق اوسپر قبضہ کرنے کے واسطے شاہد لائے خواہ شخص اون لوگون مین سے ہو جنکا قول مال کے واپس کرنے مین مقبول ہوتا ہو جیسے امین یا اون لوگون مین سے ہو جنکا قول بدون بینہ مال کے واپس کرنے مین مقبول نہین ہوتا تاکہ بعد قبضہ صاحب حق کے انکار کرنیکی صورت مین دوبارہ تدارک یا قسم کی ضرورت نہو اور بعض علمار نے اسطرح اسکی تفصیل کی ہی کہ اگر اس شخص کا قول مال کے واپس کرنے مین مقبول ہو تو اوسکو مال کے سپرد کرنے مین صاحب حق سے شاہد کا مطالبہ جائز نہوگا اور بدون شاہد سپرد کرنا واجب ہوگا اور اگر اوسکا قول رد مال مین مقبول نہو تو بدون شاہد سپرد کرنے سے انکار کر سکتا ہی لیکن پہلا قول اشبہ ہی

پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسیکے پاس مال کی ودیعت رکھنے مین وکیل ہو اور اوسکو بدون شاہد مستودع (جسکے پاس ودیعت رکھی جائے) کے پاس ودیعت رکھے تو اوسکا صورت انکار مستودع مین ضامن نہوگا

اور اگر دین کے ادا کرنے مین وکیل ہو اور بدون شاہد قرضخواہ کو اوسپر قبضہ دے تو صورت انکار مین ضامن ہوگا اور اسمین تردد ہی **چھٹا مسئلہ** جبکہ وکیل مال موکل مین تعدی کرے تو ضامن ہوگا لکن وکالت اوسکی باطل نہوگی اسلیے کہ اوسکے ضامن ہونے اور ماذون رہنے مین منافات نہین ہی اور اگر وکیل اوس مال کو فروخت کرے جس مین اوسنے تعدی کی ہی اور مشتری کے سپرد کرے تو اوسکی ضمانت سے بری ہو جائیگا اسلیے کہ سپرد کرنا مین اوسکو موکل کی اجازت حاصل تھی پس مشتری کا اوسپر قبضہ دینا قبضہ مالک کے مثل ہوگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ موکل اپنے مال کے فروخت کرنے مین وکیل کو اوسیکے ہاتھ فروخت کرنیکی اجازت دے اور موافق اوسکی اجازت کے خود خرید کرلے تو جائز ہوگا اور اسمین تردد ہی اور اسیطرح اگر اپنے ساتھ نکاح کرنے مین ماذون ہو اور نکاح واقع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا **ساتوین فصل** نزاع موکل و وکیل کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ وکالت مین اختلاف کرین تو منکر کا قول مقبول ہوگا اسلیے اصل عدم وکالت ہی اور اگر تلف مال مین اختلاف کرین تو قول وکیل مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ امین ہی اور غالباً تلف مال پر بینہ کا قائم کرنا دشوار ہوتا ہی سو جبہ اوسکے قول پر قناعت کی گئی تاکہ اوسکو ایسے امر کا التزام کرنا نہ پڑے جو غالباً متعذر رہتا ہی اور اگر وقوع تفریط مین اختلاف کرین تو منکر کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی البینة علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی بینہ کا قائم کرنا مدعی پر اور قسم کھانا منکر پر لازم ہی **دوسرا مسئلہ** جبکہ اوس مال کے حوالہ موکل کرنے مین اختلاف ہو جو وکیل کے پاس موجود ہو پس اگر کسی مزدوری کے عوض وکیل نے اوسپر قبضہ کیا تھا تو وکیل کو اقامت بینہ کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ وہ مدعی ہی اور اپنی مصلحت سے اوسپر قابض ہی اور اگر بدون مزدوری اوسپر قابض تھا تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قول وکیل مقبول ہوگا جسطرح کہ ودیعت مین مقبول ہوتا ہی اسلیے کہ صورت مین وہ امین ہی اور موکل کی مصلحت سے اوسپر قابض ہی اور یہ قول مشہور ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قول مالک مقبول ہوگا اور یہی قول اشبہ و اوصل

مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ اصل عدم رد ہے اور عموم البینۃ علی المدعی محل قرض کو شامل ہے اور
قول وصی طفل وغیرہ پر اتفاق کر یمین مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسمین اقامت بینہ دشوار ہے لیکن مال
کے حوالہ موصی لہ کرنے مین بدون بینہ مقبول نہوگا اور یہی کلام باپ اور دادا اور حاکم اور
اوسکے امین مین بھی یتیم کے ساتھ جاری ہوگا جبکہ بعد بلوغ و رشد قبضہ پانے سے انکار کرے اور
شریک اور مضارب (عامل) اور اوس شخص کا بھی یہی حکم ہے جسکا کسیکے حیوان گم شدہ پر قبضہ ہوجانے
اور مالک سے نوبت نزاع باہم ہو پہنچے **تیسرا مسئلہ** جبکہ وکیل تصرف کا مدعی ہو مثلاً وکیل کہے کہ
مین نے عین مال کو فروخت کر دیا یا مین نے اوسکی قیمت پر قبضہ کر لیا اور موکل اسکا انکار کرتا ہے
تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وکیل کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ ایسے امر کا مدعی ہے جسکے بجا لانے
کا اوسکو اختیار تھا اور رہا یہ اگرچہ قول موکل کا مقبول ہونا بھی ممکن ہے اسلیے کہ اصل عدم تصرف
وکیل ہے لیکن قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے اسلیے کہ وہ امین ہے اور اپنے فعل کو بہ نسبت
موکل کے بہتر جانتا ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ زید کسی متاع کو خرید کرے اور عمرو کی طرف سے وکیل ہونے
کا مدعی ہو اور وہ انکار کرے تو عمرو کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم توکیل ہے اور زید پر
قیمت کا بائع کے سپرد کرنا واجب ہوگا خواہ عین مال کے ساتھ خرید کیا ہو یا ذمہ پر لیکن اگر زید نے
وقت عقد عمرو کے لیے خرید کرنے کی تصریح کی ہوگی تو عقد باطل ہو جائیگا اور زید پر قیمت
لازم نہوگی اور اگر وکیل کہے کہ مین نے تیرے لیے خرید کیا ہے اور موکل اسکا انکار کرے یا وکیل
کہے کہ مینے یہ مال اپنے لیے خرید کیا ہے اور موکل کہے کہ تونے میرے لیے خرید کیا ہے تو قول وکیل
مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی
دوسرے شخص کا کسی عورت سے نکاح پڑھ دیوے اور موکل وکالت سے انکار کرے اور بینہ موجود
نہو تو موکل کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور مدعی وکالت پر اوس عورت کا مہر مسمّی لازم ہوگا

اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ نصف مہر لازم ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ ظاہر مین بطلان عقد کا حکم کیا جائیگا اور موکل پر اوسکا طلاق دینا واجب ہوگا اگر صدق وکیل کو جانتا ہو اور عورت کا نصف مہر اوسپر لازم ہوگا اور یہی قول قوی ہو **چھٹا مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو ایک غلام کے خرید کرنے مین وکیل کرے اور وکیل اوسکو سو درہم کے ساتھ خرید کرلیوے اور موکل کہے کہ تو نے اسکو اسّی درہم کے ساتھ خرید کیا ہو تو وکیل کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ امین ہو اور اگر قائل ہون کہ قول موکل مقبول ہو تو اشبہ ہوگا اسلیے کہ اوسپر تاوان لازم آتا ہو **ساتوان مسئلہ** جبکہ وکیل اپنے موکل کے لیے کسی مال کو خرید کرے تو بائع کو اختیار حاصل ہوگا چاہے وکیل سے مطالبہ کرے چاہے موکل سے لیکن جبکہ بائع اوسکے وکیل ہونیکا علم رکھتا ہو تو مطالبہ کا موکل سے اور جب علم وکالت نہ رکھتا ہو تو وکیل سے مخصوص ہونا بے وجہ نہین ہو **آٹھوان مسئلہ** جبکہ وکیل ثابت الوکالۃ حق موکل کا کسی دوسرے سے مطالبہ کرے اور وہ شخص جسکے ذمہ حق موکل ہو فقط اس کلام پر اکتفا کرے کہ تجھکو مطالبہ کا استحقاق نہین ہو تو اوسکے قول کیطرف التفات نکیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا قول بینہ وکالت کی تکذیب کرتا ہو اور اگر وکیل سے کہے کہ تجھکو موکل نے معزول کردیا ہو تو وکیل پر قسم لازم نہوگی لیکن اگر اوسکے علم کا بھی دعوی کیا جائے تو نفی علم پر قسم کھائیگا اور اسیطرح اگر مدعی ہو کہ موکل نے اوسکو اپنے حق سے بری کردیا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا **نوان مسئلہ** وکیل کی شہادت اپنے موکل کے لیے اوس مال مین مقبول ہو جس مین کہ وہ وکیل نہین ہو اور اگر معزول ہو جائے تو کل اموال مین مقبول ہوگی بشرطیکہ درصورت بحالئی وکالت اوس امر مین اقامت شہادت یا شروع منازعت نہ کرچکا ہو **دسوان مسئلہ** اگر کسی شخص کو اپنے مدیون سے تحصیل دین کے لیے وکیل کرے اور بعد وکیل اوسپر قبضہ کرنے کا اقرار کرے اور اوسکے تلف کا مدعی ہو اور مدیون اوسکی تصدیق کرے اور موکل انکار کرے تو موکل ہی کا قول مقبول ہوگا

اور اسمین تردد ہو لیکن اگر وکیل کو کسی متاع کے فروخت کرنے اور اوسکے حوالہ مشتری کرنے اور اوسکی قیمت پر قبضہ کر لینے کا حکم کرے اور وکیل کے پاس بدون تفریط تلف ہو جائے اور وکیل اوسپر قبضہ پانے کا اقرار کرے اور مشتری وسکی تصدیق کرے اور موکل منکر ہو تو اس صورت مین وکیل کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اس مسئلہ مین وکیل پر دعوی ہے باین معنی کہ اوسنے مبیع کو مشتری کے حوالہ کر دیا اور قیمت پر قبضہ نہین کیا پس گویا کہ موکل اوسپر ایسی چیز کا دعوی کرتا ہے جو بوجہ تفریط موجب ضمانت ہے بخلاف پہلے مسئلے کے کہ وہان موکل کا دعوی مدیون سے متعلق ہے نہ وکیل سے اور اس فرق مین نظر اور بحث ہے اور اگر مبیع مین کوئی عیب ظاہر ہو تو مشتری کو اوسکا وکیل پر رد کرنا صحیح ہوگا اور موکل پر واپس کرنے کا اختیار نہوگا اسلیے کہ اوسکے پاس قیمت کا پہونچنا ثابت نہین ہوا اور اگر قائل ہون کہ مال مبیع موکل پر واپس کیا جائے تو اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہوگا

كتاب الوقوف والصدقات

اسمین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** وقف کے بیان مین اور اسمین تین مقصد ہین **پہلا مقصد** وقف وہ عقد ہے جسکا ثمرہ تحبیس اصل (اصل مال) مین ایسے تصرف سے منع کرنا جو ناقل ملک ہو اور اطلاق منفعت (تصرف منفعت کا اوس جہت مین مباح کرنا جسمین کہ وقف کیا ہو) ہو اور لفظ صریح جو وقف پر شرعًا ولغةً بدون انضمام قرینہ دلالت کرتا ہے وہ فقط وقفتُ ہے اور حبستُ یا تصدقتُ کا بدون قرینہ (جیسے لفظ موبدًا یا والا وغیرہ) وقف پر محمول کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ یہ لفظ حالت انفراد مین غیر وقف (جیسے تملیک محض اور اخراج زکوٰۃ وصدقہ مطلقہ وغیرہ) کو بھی محتمل ہے اور اگر اس لفظ سے بدون قرینہ قصد وقف کرے تو وقف صحیح ہوگا اور اوسکی نیت پر مجبور رہا جائیگا بخلاف لفظ وقفتُ کے کہ وہان ظاہر لفظ حجت ہوگا خواہ قصد وقف کرے خواہ نکرے اسلیے کہ وہ معنی وقف مین صریح ہے ہان اگر وہ لفظ مذکور (جو وقف مین صریح نہین ہے) سے قصد وقف کا

اقرار کرے تو موافق ظاہر اقرار کے صحت وقف کا حکم کیا جائیگا اور اگر حبست یا سبلت
کہے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وقف صحیح ہوگا اگرچہ مجرد عن القرینہ بھی ہو اسلیے کہ حضرت نے
ارشاد فرمایا ہو حبس الاصل و سبل الثمرۃ (اصل کو حبس کر اور ثمرہ و منفعت کو مباح کر) اور
بعض علماء نے فرمایا ہو کہ بدون قرینہ صحیح نہوگا اسلیے کہ ان الفاظ سے وقف کے مفہوم ہونے میں عرف
کا اسطرح استقرار نہیں ہوا کہ صورت اطلاق اور تجرد عن القرینہ میں اون سے وقف بھی مفہوم ہوتا ہو
کیونکہ وقف ان الفاظ کا معنی موضوع لہ نہیں ہو اور استعمال انکا وقف اور غیر وقف دونوں میں
ہوتا ہو اور منقول شرعی ہونا بھی ثابت نہیں ہو اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو اور یہ
عقد بدون قبضہ دینے کے لازم نہیں ہوتا اور جبکہ بہ شرائط معتبرہ تمام ہو جائے تو لازم ہوگا
اور اوسکے فسخ کرنے کا اختیار نہوگا بشرطیکہ زمان صحت میں واقع ہوا اور اگر مرض الموت
میں وقف کرے اور ورثہ اجازت دیں تو اصل متروکہ میں ورنہ فقط ثلث متروکہ میں نافذ ہوگا
جسطرح کہ مرض الموت میں ہبہ و بیع بالمحاباۃ (مال کو ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) بدون
اجازت ورثہ فقط ثلث متروکہ میں صحیح ہوتی ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اصل میں نافذ ہوگی
لیکن قول اول اشبہ ہو اور اگر مرض الموت میں کسی ملک کو وقف اور بعض اشیا کو ہبہ اور کسی غلام کو
آزاد اور کسی متاع کو ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرے اور ورثہ اجازت نہ دیں پس اگر
ان تصرفات کی ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا تو صحیح ہونگے ورنہ ترتیب وار اول فالاول
کا اخراج کیا جائیگا یہانتک کہ ثلث متروکہ ختم ہو اور جو ثلث سے زائد ہوگا وہ باطل ہوگا
اور اسیطرح اگر چند وصیتیں کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ترتیب معلوم نہو تو بعض علماء نے
فرمایا ہو کہ جملہ وصیتوں پر حصہ رسد تقسیم کیا جائیگا اور اگر تشخیص ترتیب کے لیے قرعہ ڈالا جائے
تو خوب ہو اور جبکہ کسی گوسفند (بکری) کو وقف کرے تو اوسکا صوف اور دودھ جو وقت وقف

موجود ہو داخل ہوگا بشرطیکہ واقف (وقف کرنے والا) نے ان اشیاء کا استثنا نکیا ہو اسلیے کہ عرفاً یہ چیزین مثل جزو کے شمار کیجاتی ہین جسطرح کہ گوسفند کے بیع کرنے مین یہ چیزین داخل ہوتی ہین دوسرا

مقصد شرائط کے بیان مین اور اسکی چار قسمین ہین پہلی قسم شرائط موقوف (وہ شی جو وقف کیجائے) کے بیان مین اور وہ چار ہین اوّل جس چیز کا وقف کیا جائے اوسکا عین مال (دین اور منفعت اور مبہم نہونا) ہونا دوّم اوسکا مملوک ہونا سوّم اوس سے باوجود بقاء عین کے انتفاع کا ممکن ہونا چہارم اوسپر قبضہ دینا اور اوسمین تصرف کا ممکن ہونا پس دین کا وقف صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر وقفت فرساً (مین نے ایک گھوڑے کو وقف کیا) یا وقفت ناضحاً (مین نے شتر آبکش کو وقف کیا) کہے اور معین نکرے تب بھی صحیح نہوگا اور زمین و پارچہ اور رخت خانہ و آلات مباحہ کا وقف کرنا بھی صحیح ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جس شی سے باوجود بقاء عین کے نفع مباح و حلال کا حاصل کرنا ممکن ہو اوسی کا وقف صحیح ہے اور اسیطرح سگِ مملوک (وہ کتا جسکا مسلمان مالک ہوسکتا ہے جیسے سگ شکاری وغیرہ) اور گربہ (بلی) کا وقف بھی صحیح ہے اسلیے کہ اس سے انتفاع ممکن ہے اور وقف خوک (سوٗر) صحیح نہین ہے کیونکہ اوسکا مسلمان مالک نہین ہوسکتا اسیطرح غلام گریختہ کا وقف کرنا بھی صحیح نہین ہے اسلیے کہ اوسپر قبضہ دینا متعذر ہے اور آیا درہم و دینار کا وقف صحیح ہے یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح نہین ہے اور یہی اظہر ہے اسلیے کہ انمین تصرف کرنے کے سوائے کوئی نفع نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح ہے اسلیے کہ کبھی ان مین باوجود بقاء عین کے نفع (جیسے اونسے زینت کرنا) فرض ہوسکتا ہے اور جسکا مالک نہو اوسکا وقف کرنا بھی صحیح نہین ہے اور آیا مالک کے اجازت دینے سے صحیح ہوتا ہے یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح ہوجاتا ہے اسلیے کہ اجازت مالک مثل عقد جدید کے ہے اور یہ قول خوب ہے اور مال مشاع کا (وہ مال مشترک جسکے اجزاء ممتاز نہون جیسے نصف و ثلث

وربع وغیرہ) وقف اور اوسپر قبضہ کرنا صحیح ہی جسطرح کہ بیع مین اوسپر قبضہ صحیح ہی دوسری قسم
شرائط واقف (وقف کرنیوالا) کے بیان مین واقف کا بالغ اور کامل العقل (صغیر و مجنون وغیرہ
نہونا) اور جائز التصرف ہونا (بوجہ سفاہت و افلاس وغیرہ محجور علیہ و تصرف سے ممنوع نہونا)
معتبر اور صحت وقف مین شرط ہی اور طفل دہ سالہ کے وقف کی صحت مین تردد ہی اور
روایت مین اوسکے صدقہ کا جواز وارد ہوا ہی لیکن اوسکے وقف کا صحیح نہونا اولی ہی اسلیے کہ
رفع حجر تحقق بلوغ و رشد پر موقوف ہی اور واقف کو اپنے نفس کا متولی وقف کرنا بھی صحیح ہے
جسطرح کسی دوسرے کا متولی کرنا صحیح ہی پس اگر متولی کو معین نہ کرے تو بنا بر قول بالملک کے
موقوف علیہم کا متولی وقف ہونا صحیح ہوگا **تیسری قسم** شرائط موقوف علیہ (جسپر وقف کیا
جائے) کے بیان مین موقوف علیہ مین تین شرطون کا وجود معتبر ہی **اول** اوسکا وقت وقف
اسطرح موجود ہونا کہ مالک ہو سکتا ہو دوم اوسکا معین ہونا سوم وقف کا اوسپر حرام
نہونا پس اگر کسی معدوم پر ابتداءً (بدون تبعیت موجود) وقف کریگا تو صحیح نہوگا مثلاً
اپنے اوس ولد پر وقف کرے جو عنقریب پیدا ہوگا یا ایسے حمل پر وقف کرے جو ابھی منفصل
نہین ہوا لیکن اگر کسی معدوم پر بتبعیت موجود وقف کریگا تو صحیح ہوگا اور اگر ابتداءً معدوم
پر بعد ازان موجود پر وقف کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ وقف مطلقاً صحیح نہوگا
اور بعض نے فرمایا ہی کہ فقط موجود پر صحیح ہوگا اور قول اول اشبہ اور اصول کے موافق ہے
اور اسیطرح اگر ابتداءً اوس شخص پر وقف کرے جو مالک نہو سکتا ہو اور پھر ایسے شخص پر وقف کرے
جو مالک ہو سکتا ہو تب بھی صحت وقف مین تردد ہی اور عدم صحت اشبہ ہی اور مملوک پر بھی
وقف کرنا صحیح نہین ہی اور اوسکے آقا کی طرف منصرف نہوگا اسلیے کہ واقف نے اوسپر وقف
کرنیکا قصد نہین کیا اور قناطر (پل) و مساجد پر وقف کرنا صحیح ہی اسلیے کہ اس صورت مین یہ وقف

ویجوز ان یجعل الواقف النظر لنفسه ولغیره فان لم یعین الناظر کان النظر الی الموقوف علیهم بناء علی القول بالملک
الثالث فی شرائط الموقوف علیه ویعتبر فی الموقوف علیه شروط ثلاثة ان یکون موجودا ممن یصح ان یملک وان یکون معینا وان لا یکون

کتاب الوقف والصدقات

درحقیقت مسلمین پر ہی اگرچہ اونکے بعض مصالح مین صرف کرنے کی تعیین ہوجاتی ہی اور مسلم کا کافر حربی پر وقف کرنا صحیح نہین ہی اگرچہ اوسکا عزیز بھی ہو ہان کافر ذمی پر کرسکتا ہی اگرچہ اجنبی ہو اور اگر بیع (معابد یہود) و کنائس (معابد نصاریٰ) پر وقف کرے تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر زناکارون اور شراب خوارون اور قطاع الطریق کی اعانت کے لیے وقف کریگا تب بھی صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اون کتابون پر وقف کرے جو اب توریت و انجیل کے نام سے مشہور ہین تب بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ یہ کتابین تحریف شدہ ہین اور اگر بیع و کنائس یا احد الکتابین (توراۃ یا انجیل موجودہ) پر کافر وقف کریگا تو جائز ہوگا اور جبکہ کوئی مسلم فقرا پر وقف کریگا تو فقط فقرا مسلمین مراد لیے جائینگے اور اگر کوئی کافر اسیطرح وقف کریگا تو اوسکے مذہب کے فقرا مراد لیے جائینگے اور اگر مسلمین پر وقف کریگا تو وہ لوگ مراد ہونگے جو قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہین اور اگر مومنین پر وقف کریگا تو شیعۂ اثنا عشری مراد ہونگے اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ وہ لوگ مراد ہونگے جو گناہان کبیرہ سے پرہیز کرتے ہین اور قول اول اشبہ ہی اور اگر شیعہ پر وقف کریگا تو شیعۂ امامیہ اور جارودیہ (زیدیہ مین سے ایک فرقہ ہی جو مثل امامیہ جناب امیر علیہ السلام کو بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص پر مقدم جانتے ہین) مراد لیے جائینگے اور سوا انکے اور فرق زیدیہ کے مراد نہونگے اور اسیطرح اگر موقوف علیہ جسپر وقف کیا گیا ہو) کو کسی نسبت کے ساتھ موسوم کریگا تو اوسمین ہر وہ شخص داخل ہوگا جسپر اوسکا اطلاق ہوتا ہوگا پس اگر امامیہ پر وقف کریگا تو فقط شیعۂ اثنا عشریہ کثرھم اللہ فی البریہ مراد ہونگے اور اگر زیدیہ پر وقف کریگا تو وہ لوگ مراد لیے جائینگے جو زید بن علی کی امامت کے قائل ہین اور اسیطرح اگر موقوف علیہم (جنپر وقف کیا گیا ہو) کو اونکے آبا و اجداد مین سے کسی شخص کیطرف منسوب کریگا تو ہر وہ شخص داخل ہوگا جو اوسکی طرف ابوت مین منسوب ہوگا مثلاً اگر ہاشمیین پر وقف کریگا تو وہ لوگ مراد ہونگے

جو حضرت ہاشم علیہ السلام کیطرف منسوب ہونگے جیسے اولاد حضرت ابوطالب حضرت عباس علیہما السلام اور اولاد حارث و ابولہب اور اگر طالبیین پر وقف کریگا تو اولاد حضرت ابوطالب علیہ السلام مراد ہوگی اور اونمین ذکور و اناث (مرد و عورت) جو باپ کی جہت سے اونکی طرف منسوب ہونگے وہ سب وقف مین شریک ہونگے اسلیے کہ دلالت عرف اسی پر ہے اور اس مقام پر بین العلما اختلاف ہے اور اگر ہمسایہ پر وقف کریگا تو اوسکی تشخیص مین عرف کی طرف رجوع کیجائیگی اسواسطے کہ اس لفظ کے لیے کوئی حقیقت شرعیہ نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہمسایہ مین وہ لوگ داخل ہونگے جنکے مکان ہر طرف سے چالیس ذراع کے فاصلہ پر ہونگے اور یہ قول خوب ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ ہر جانب سے چالیس مکان تک کے لوگ داخل ہونگے چھوٹے مکان ہون یا بڑے اور یہ قول متروک ہے اور اگر کسی خاص مصلحت پر مثل مسجد و قنطرہ وغیرہ کے وقف کیا جائے اور اوسکے آثار بالکل محو ہو جائین تو مال موقوفہ وجوہ بر (جیسے مسجد و پل کا بنانا یا طلبہ علم کی اعانت کرنا یا مدرسہ کا قائم کرنا یا حاج و زائرین کی اعانت کرنا یا مشاہد مقدسہ کی عمارت مین صرف کرنا الے غیر ذلک) مین صرف کیا جائیگا اور اگر وجوہ بر کے لیے وقف کرے اور کسی خاص وجہ کو معین نہ کرے تو فقراء و مساکین کے مصارف اور ایسے مصالح مین صرف کیا جائیگا جنسے تقرب حق سبحانہ و تعالی حاصل ہوتا ہے اور اگر بنی تمیم پر وقف کریگا تو اونمین سے جو لوگ موجود ہونگے اونپر صرف کیا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ وقف صحیح نہوگا اسلیے کہ بنی تمیم مجہول ہین اور مذہب مختار قول اول ہے اور اگر کافر ذمی پر وقف کرے تو جائز ہوگا اسلیے کہ وقف از قبیل تملیک (مالک کرنا) ہے جو اباحت منفعت کے مثل ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ صحت وقف مین نیت قربت شرط ہے لکن احد الابوین اگر کافر ذمی ہو تو اوسپر بالخصوص وقف کرنا بدون نیت قربت بھی صحیح ہوگا

اور بعض نے فرمایا ہے کہ اگر کافر ذمی ذوی القرابت سے ہو تو اوسپر وقف کرنا صحیح ہوگا اور قول
اول اشبہ ہے اور اسیطرح مرتد ملی پر وقف کرنا بھی صحیح ہے اور آیا کافر حربی پر بھی وقف صحیح ہے یا نہین
اسمین تردد ہے اور عدم صحت اشبہ ہے اور اگر بدون ذکر مصرف وقف کرے تو باطل ہوگا اسلیے
کہ وقف از قبیل تملیک ہے جسکے لیے مالک کا ہونا ضرور ہے جسطرح کہ بدون مشتری یا موہوب لہ بیع و
ہبہ باطل ہے اسیطرح وقف بھی باطل ہوگا اور اگر موقوف علیہ کو معین نہ کرے (مثلاً مسجد و مدرسہ
یا مشہد علوی و مشہد رضوی یا فرقہ شیعہ و سنی مین سے ایک پر بدون تعیین وقف کرے) تب بھی
باطل ہوگا اور جبکہ اپنی اولاد یا اخوت یا اہل قرابت پر مطلقاً وقف کرے تو یہ اطلاق ذکور و
اناث (مرد و زن) اور قریب و بعید کے مشترک اور قسمت مین مساوی ہونے کو مقتضی ہوگا لیکن
اگر واقف نے ترتیب یا بعض کے اختصاص یا اونمین تفصیل کی شرط کی ہوگی تو موافق اوسکے عمل
واجب ہوگا اور اگر اپنے اعمام و اخوال پر وقف کریگا تو سب برابر ہونگے اور جبکہ واقف
اقرب الناس پر وقف کریگا تو مان باپ اور اولاد مراد لیے جائینگے اگرچہ پست تر ہون
(یعنی خواہ اولاد صلبی ہو یا اونکی اولاد یا اولاد الاولاد اور علی ہذا القیاس) پس جبتک کہ واقف
کے مان باپ یا اولاد مین سے کوئی شخص موجود ہوگا اوسوقت تک علاوہ انکے اور کسی عزیز کو
کچھ نہ دیا جائیگا اور جبکہ والدین و اولاد موجود نہونگے تو اجداد و اخوت (برادران واقف)
کو دیا جائیگا اور جبکہ یہ لوگ بھی موجود نہونگے تو اعمام و اخوال کو دیا جائیگا جسطرح کہ میراث
مین ترتیب ہوتی ہے لیکن ہر مرتبہ کے لوگ استحقاق مین مساوی قرار دیے جائینگے ہان اگر
خود واقف تفصیل کی شرط کرے گا تو وفا اوسپر لازم ہوگی **چوتھی قسم** شرائط وقف کے
بیان مین اور وہ چار ہین **اول** وقف کا دائمی ہونا (کسی مدت کے ساتھ محدود نہونا جیسے
ایکسال) **دوم** وقف کا منجز ایسی شرط پر معلق نہونا جسکے وقوع و عدم وقوع دونون کا

احتمال ہو جیسے زید کا سفر سے واپس آنا یا ایسی صفت پر معلق کرنا جسکا وقوع حتمی ہو جیسے آفتاب کا
نکلنا ہونا سوم مال موقوف پر قبضہ دینا چہارم مال موقوف کا اپنی ملک و قبضہ سے خارج
کرنا پس اگر وقف کو کسی مدت کے ساتھ مقرون کریگا تو باطل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو کسی صفت
متوقعہ (جسکا وقوع حتمی ہو) پر معلق کریگا تب بھی صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر مال کو کسی ایسے شخص پر وقف
کرے جو غالباً فنا ہو جائے تب بھی صحیح نہوگا جیسے فقط زید پر وقف کرے اور اوسی پر اقتصار
کرے یا ایسے چند بطون پر وقف کرے جو غالباً منقرض (فنا) ہو جائیں یا اپنے اعقاب (اولاد
اور اولاد الاولاد) پر وقف کرے اور اونکے انقراض و فنا ہو جانے کے بعد کے لیے کوئی مصرف
بیان نہ کرے اور اگر کوئی اسی طور پر وقف کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ باطل ہوگا اور
بعض نے فرمایا ہے کہ وقف کا اوسوقت تک جاری کرنا واجب ہوگا جبتک کہ وہ لوگ باقی رہیں
جنکو واقف نے معین کیا ہے اور یہی قول اشبہ ہے پس جبکہ وہ لوگ منقرض ہو جاینگے تو وہ مال
واقف کے ورثہ کی طرف عود کر دیگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ موقوف علیہم (جنپر وقف
کیا گیا تھا) کے ورثہ کی طرف عود کریگا لیکن قول اول اظہر ہے اور اگر وقفتُ اذا جاء
راس الشہر (رجب اول ماہ آئیگا تو وقف کرونگا) یا وقفتُ ان قدم زید
(اگر زید سفر سے واپس آیا تو وقف کرونگا) کہے گا تو صحیح نہوگا۔ اور قبضہ دینا صحتِ
وقف مین شرط ہے پس اگر وقف کرنے کے بعد قبضہ دینے سے قبل مر جائے گا تو صحیح نہوگا
اور مالِ وقف اوسکی میراث ہو جائیگی اور اگر اپنی صغیر السن اولاد پر وقف کریگا تو اونکی
طرف سے یہ خود قبضہ کریگا اور دادا کا بھی یہی حکم ہے اور آیا وصی کا بھی یہی حکم ہوگا یا نہین
اسمین تردد ہے اور اظہر یہ ہے کہ اوسکا قبضہ کرنا بھی صحیح ہے اور اگر اپنے نفس پر وقف کریگا
تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوّل اپنے نفس پر اور بعد ازان کسی دوسرے پر وقف کریگا

تب بھی صحیح ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکے حق مین باطل اور دوسرے کے حق مین صحیح ہوگا
اور قول اول اشبہ اور قواعد وصول کے موافق ہو اور اسیطرح اگر کسی دوسرے پر وقف کرے اور
اوس مال سے اپنے دیون کے ادا کرنے یا اپنے مصارف کے جاری رکھنے کی شرط کرے تب بھی
صحیح ہوگا لیکن اگر فقرا اور پر وقف کرے بعد ازان خود بھی فقیر ہو جائے یا فقہا (علماء دین)
پر وقف کرے پھر خود بھی فقیہ ہو جائے تو اسکو بھی تحصیل نفع مین شریک ہو جانا صحیح ہوگا اور اگر
وقف کرے اور عند الحاجت اپنی طرف عود کرنے کی شرط کرے تو شرط صحیح ہوگی اور یہ عقد
جو بصیغۂ وقف واقع کیا ہو وقف ہوگا بلکہ حبس ہو جائیگا اور عند الحاجت اوسکی طرف
عود کریگا اور واقف کے مرجانے کے بعد میراث ہوگا اور اگر باین شرط وقف کرے کہ
موقوف علیہم مین سے جسکو چاہے خارج کردے تو وقف باطل ہوگا اور اگر موقوف علیہم کے
ساتھ اوس شخص کے داخل کرنے کی شرط کرے جو آئندہ پیدا ہوگا تو جائز ہوگی خواہ اپنی اولاد
پر وقف کرے یا اونکے غیر پر لیکن اگر موقوف علیہم سے اوس شخص کی طرف نقل کرنے کی شرط کرے
جو آئندہ پیدا ہوگا تو شرط ناجائز اور وقف باطل ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر
اپنی صغیر السن اولاد پر وقف کرے تو اونکے ساتھ اپنی اور اولاد کو بھی شریک کر سکتا ہو جو آئندہ
پیدا ہوگی اگرچہ اسکی شرط نکی ہو اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو اور موقوف علیہم مین سے طبقۂ اولی
کے اون لوگون کا قبضہ کرنا صحت وقف مین شرط ہو جنپر اولا وقف کیا گیا ہو اور باقی طبقات مین اسکا
اعتبار ساقط ہو اور اگر فقرا یا فقہا پر وقف کرے تو مال وقف پر موقوف علیہم کی طرف سے
وہ شخص قبضہ کریگا جسکو خود واقف منصوب کریگا اور اگر کسی مصلحت (مسجد پل وغیرہ) پر
وقف کرے تو فقط وقف کا واقع کرنا کافی ہوگا اور قبول شرط صحت نہوگی اور وہ شخص قبضہ
کریگا جو اس مصلحت مین ناظر ہوگا اور اگر کسی مسجد کو وقف کرے تو صحیح ہوگا اگرچہ اوسمین ایک ہی شخص

اوسکی اجازت سے بہ نیت قبضہ نماز پڑہے اور اسیطرح اگر کسی مقبرہ کو وقف کرے تب بھی صحیح ہوگا
اور اوسمین کسی میت کے مدفون ہونے سے قبضہ متحقق ہوجائیگا اگرچہ ایک ہی میت مدفون ہو اور
اگر لوگون کو مسجد مین نماز پڑہنے یا دفن کرنے کی اجازت دے اور وقف کے ساتھ تلفظ نکرے
تو وہ مسجد اوسکی ملک سے خارج نہوگی اور اسیطرح اگر عقد وقف کے ساتھ تلفظ کرے اور قبضہ نہ دے
تب بھی یہی حکم ہوگا **تیسرا مقصد** لواحق کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** مال
موقوف ملک موقوف علیہ کیطرف منتقل ہوجاتا ہے اسلیے کہ فائدہ ملک اوسمین موجود ہے اور اوسکی
بیع جائز ہونا منافی ملک نہین ہے جسطرح کہ ام ولد بالاتفاق مملوک ہوتی ہے اور اوسکی بیع جائز نہین
ہوتی علاوہ برین بعض وجوہ سے اوسکی بیع بھی صحیح ہوجاتی ہے جسطرح کہ ام ولد کی بیع کبھی جائز ہوجاتی
ہے پس اگر اپنے مملوک کا کوئی حصہ وقف کرنے کے بعد اوسکو آزاد کریگا تو آزاد کرنا صحیح نہوگا
اسلیے کہ وقف کرنے سے وہ مملوک اوسکی ملک سے خارج ہوگیا ہے اور آزاد کرنا بدون ملک
صحیح نہین ہے اور اسیطرح اگر اوس مملوک کو موقوف علیہ آزاد کریگا تب بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ اوس سے
حق بطون (موقوف علیہم کی اولاد یا اولاد اولاد جو بالفعل معدوم ہین) متعلق ہوچکا ہے
اور اگر مملوک کا ایک حصہ وقف ہو اور شریک آخر اپنے حصہ کو آزاد کرے تو یہ دونون قول
مال موقوف کے ملک موقوف علیہ مین منتقل ہونے پر مبنی ہین اور اگر قائل ہون کہ ملک واقف
پر باقی رہتا ہے یا حق سبحانہ تعالی کیطرف منتقل ہوجاتا ہے تو سرایت نہوگی کیونکہ وہ فقط اوس کا
حصہ آزاد ہوگا اور دوسرے حصہ مین (جو وقف ہے) سرایت نکریگا یعنی بوجہ سرایت حصہ وقف شدہ
کی قیمت شریک پر لازم نہوگی اسلیے کہ وقف مین عتق بمباشرت (جسمین مباشر کا تنہا مالک
شریک مالک غلام ہونا شرط ہے) جو اقوی و متبوع ہے نافذ نہین ہوتا پس عتق سرایت جو ضعیف
اور تابع ہے بطریق اولی نافذ نہوگا اور یہ قول اکثر علما کا مختار ہے بلکہ بعض نے اجماع کا بھی دعوی کیا ہے

ويلزم من القول بانتقاله الى الموقوف عليهم انفكاك العتق من ... بينه مما انه يحرم سرايته ... بان العتق مباشرة يتوقف على انحصار الملك في المباشر وفيه شركة وليس كذلك فانه انفكاك ازالة الرق شرعاً فيسري باقتضاء الشرع لانه يتضمن الشرع بمجرد ... لا ... التابعه

اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر مال موقوف کا ملک مع موقوف علیہم کیطرف منتقل ہونا تسلیم کریں تو حصہ وقف
شدہ بھی بوجہ سرایت عتق آزاد ہو جائیگا اور شریک حصہ وقف شدہ کی قیمت کا ضامن ہوگا جو
موقوف علیہم کو دلوائی جائیگی اسلیے کہ حدیث شریف من اعتق شقصاً من عبدٍ و له
مال قوم علیه الباقي (جو شخص غلام مشترک مین سے اپنے حصہ کو آزاد کریگا اور مالدار ہوگا
تو دوسرے حصہ کی قیمت بھی اوس سے دلوائی جائیگی) عام ہو خواہ دوسرا حصہ وقف ہوا
ہو یا نہوا اور عتق مباشرت اگرچہ اقوی اور متبوع ہو لیکن وہ اسوجہ سے نافذ نہین ہوتا کہ اوسمین مباشر کا
تنہا یا مع شریک مالک غلام ہونا شرط ہو جو اس مقام پر مفقود ہو اسلیے کہ یہان حصہ وقف شدہ
سے ملک بطون بھی متعلق ہو بخلاف عتق سرایت کے کہ اوسکے نافذ ہونے سے کوئی مانع نہین ہو
اسلیے کہ وہان ازروی شرع قید رقیت کا قہراً (بدون اختیار) زوال ہوتا ہو بنابر علیہ حصہ وقف
شدہ بھی بوجہ سرایت آزاد ہو جائیگا اور شریک پر حصہ وقف کی قیمت لازم ہوگی کیونکہ
اس صورت مین شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا بمنزلہ اتلاف حصہ وقف ہو اور اقوی کا بوجہ
فقدان شرط نافذ نہونا نفوذ ضعف کو باوجود اجتماع شرائط کے مانع نہوگا اور اس قول مین تردد
ہو اسلیے کہ مقتضائے اول وقف بقاء ودوام ہو پس حصہ وقف کا بوجہ سرایت آزاد ہو جانا
مقتضائے وقف کے خلاف ہو علاوہ برین اسمین حق موقوف علیہم کا ابطال لازم آتا ہو

مسئلہ

اگر کسی مملوک (غلام یا کنیز) کو وقف کرے تو اوسکا نفقہ اوسکے کسب سے متعلق ہوگا خواہ اسکی
شرط کی ہو یا نکی ہو اور اگر وہ مملوک کسب سے عاجز ہو تو اوسکا نفقہ موقوف علیہم سے متعلق ہوگا
اور اگر دونون مسئلون مین (یعنے کمانے سے عاجز ہو یا نہو) نفقہ ملک کے ذمہ موقوف علیہم
متعلق ہونے کے قائل ہون تو اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہوگا اسلیے کہ مملوک کا نفقہ مالک کے
ذمہ لازم ہوتا ہو اور اگر مملوک وقف شدہ زمینگیر ہو جائے تو ہمارے نزدیک وہ آزاد ہو جاتا ہو

كتاب الوقف الصدقة ... اذا وقف مملوكاً كانت نفقته في كسبه شرط ذلك او لم يشترط ولو عجز المملوك عن الكسب كانت نفقته على الموقوف عليهم ولو قيل في المسئلتين كانت نفقته على الموقوف عليهم ولو قيل ذلك كان اشبه لان نفقة المملوك تابعة للملك ولو صار مقعدا انعتق عندنا فسقط ***

اور اوس سے خدمت مالک اور مالک سے اوسکا نفقہ ساقط ہوجاتا ہی **تیسرا مسئلہ** اگر مملوک وقف شدہ کسی پر عمداً جنایت کرے تو اوس سے حق قصاص متعلق ہوگا پس اگر وہ جنایت قتل نفس نہین ہی تو بعد قصاص لینے کے غلام وقف پر باقی رہیگا اور اگر جنایت قتل نفس ہوگی تو مجنی علیہ کے جنایت کی ہی اکو اوس سے قصاص لینے کا اختیار ہوگا لیکن اوسکے رقیق بنانے کا اختیار نہوگا اسلیے کہ صورت بقاء عین مین وقف کا دائمی ہونا اور باقی رہنا ضرور ہی پس اگر مجنی علیہ کو استرقاق (رقیق وغلام بنانا) کی اجازت دیجائے تو لازم آئیگا کہ باوجود بقاء عین کے وقف باطل ہوجائے جو مقتضائے وقف کے خلاف ہی اور اگر از روئے خطا جنایت کرے تو اوسکی دیت مال موقوف علیہم سے متعلق ہوگی کیونکہ اوسکی ادائی رقبۂ غلام سے بوجہ وقف متعذر ہی اسلیے کہ اوسکی بیع جائز نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ کسب مملوک سے متعلق ہوگی اسلیے کہ مملوک کی دیت مالک سے متعلق نہین ہوتی اور جنایت کا بے عوض چھوڑ دینا بھی جائز نہین ہی اور اوسکا آزاد ہونا متصور نہین ہی اسلیے کہ وہ وقف ہی جسکا آزاد کرنا صحیح نہین ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر مملوک وقف شدہ پر کوئی شخص ایسی جنایت کرے جو موجب ارش (وہ قدر تفاوت جو صحیح ومعیب مین حاصل ہوا ہو) ہو (مثلاً کسی مملوک نے از روئے خطا کسی حر پر جنایت کی ہو) تو اوسکے پانیکا موقوف علیہم مین سے اون لوگون کو استحقاق حاصل ہوگا جو موجود ہین اور اگر ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو (مثلاً مملوک وقف شدہ کو کوئی غلام قتل کرے) تو قصاص لینے کا استحقاق بھی موقوف علیہم کو حاصل ہوگا اور اگر ایسی جنایت کرے جو موجب دیت ہو (مثلاً مملوک وقف شدہ کو کوئی شخص از روئے خطا قتل کر دالے) تو دیت اوسکے جانی (جنایت کرنے والا) سے لیجائیگی اور آیا اس دیت سے کسی مملوک کو خرید کرکے مملوک وقف شدہ کے قائم مقام کرنا واجب ہوگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ

واجب ہوگا اسلیے کہ یہ دیت رقبۂ مملوک وقف شدہ کا عوض ہو جس سے حق بطون بھی متعلق ہی
اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ واجب نہوگا بلکہ اس دیت کے موقوف علیہم مین سے وہ لوگ مستحق
ہونگے جو موجود ہین اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ عقد وقف اوسکی قیمت کو شامل نہین تھا پس
اوس سے حق بطون بھی متعلق نہوگا چوتھا مسئلہ اور جبکہ فی سبیل اللہ وقف کرے تو اون امور خیر کی
طرف منصرف ہوگا جو موجب اجر و ثواب اور باعث رضاء حضرت رب الارباب ہون
جیسے مجاہدین کی اعانت اور حج وعمرہ اور بناء مساجد و قناطر (پل) اور اسیطرح اگر وقف
کرے کہ مین نے فلان مال کو راہ خدا اور سبیل ثواب و خیر مین وقف کیا تب بھی یہی امور مراد
لیے جائینگے اور تینون عبارتون کا ایک ہی مفاد ہوگا اور اوس مال کے تین حصہ نہ کیے
جاوینگے جیسا کہ شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ سے منقول ہو کہ اس صورت مین ایک حصہ مجاہدین و
حج وعمرہ کے لیے مقرر کیا جائیگا جو راہ خدا سے مراد ہو اور دوسرا حصہ فقراء و مساکین کے لیے مقرر ہوگا جس
کو سبیل ثواب عبارت ہو اور تیسرا حصہ اقسام زکوۃ کے لیے معین کیا جائیگا جو سبیل خیر کا مفاد ہو
اسلیے کہ الفاظ مذکورہ کا مفہوم لغوی و عرفی ایک ہو اور اس تخصیص کی جو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمائی ہو
کوئی دلیل موجب جو مفہوم لغوی و عرفی سے عدول کرنے کو مقتضی ہو موجود نہین ہو پانچوان مسئلہ
اگر واقف کے لیے دو قسم کے موالی آقا اور مملوک) ہون ایک مولائے اعلی (وہ آقا جس نے اپنے
غلام کو آزاد کیا ہو یا اوسکی طرف ولاء عتق منتقل ہوئی ہو) اور دوم مولائے اسفل وہ غلام جسکو
اوسکے آقا نے وقف کیا ہو) اور اپنے موالی پر وقف کرے پس اگر ان دونون قسم
ایک کا مراد لینا معلوم ہو جائے تو مال موقوف تنہا اوسیکی طرف و الا دونون کی طرف منصرف
ہوگا چھٹا مسئلہ اگر اولاد و اولاد اولاد پر وقف کرے تو اولاد پسری و دختری دونون شریک
ہونگی خواہ ذکور (لڑکے) ہون یا اناث (لڑکیان) او... مین تفصیل نہ کی جائیگی لیکن اگر

وقفت علی من انتسب الی منہم (مین نے اپنی اوس اولاد پر وقف کیا جو میری طرف منتسب ہو) کہے تو اولاد دختری داخل ہنوگی ور اگر اپنی اولاد پر وقف کرے تو فقط اوسکی اولاد صلبی مراد لیجائیگی ور اوسکے ساتھ اولاد الاولاد (پوتے پوتیان اور نواسے نواسیان) داخل وقف ہنوگی او ربعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ سب لوگ شریک اوسمین داخل ہونگے اور قول اول اظہر ہو اسلیے لفظ ولد سے صورت اطلاق مین ولد الولد (اولاد کی اولاد) مفہوم نہین ہوتا اور اگر وقفت علی ولادی واولاد اولادی (مین نے اپنی ولاد اور اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کیا) کہے تو وقف فقط دو پشتون سے مخصوص ہوگا اور اگر وقفت علی اولادی فان انقرضوا او انقرض ولاد اولادی فعلی الفقراء (مین نے اپنی اولاد پر وقف کیا پس اگر وہ منقرض ہوا اور اوسکی اولاد بھی منقرض ہو جائے تو فقراء پر وقف کیا) کہے تو اوسکی اولاد صلبی پر ختما وقف ہوگا پس جبکہ وہ منقرض ہو جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وقف اوسکی اولاد الاولاد کی طرف منصرف ہوگا اور جب وہ بھی منقرض ہو جائے تو فقراء کی طرف منصرف کیا جائیگا او ربعض علماء نے فرمایا ہو کہ اولاد کی ولاد پر وقف ہنوگا اسلیے کہ وقف وسکو شامل نہین ہو لکن اوسکا انقراض فقراء پر وقف ہونے کے لیے شرط ہوگا اور یہی قول اشبہ ور قواعد کے موافق ہو ساتوان مسئلہ اگر کسی مسجد کو وقف کرے اور وہ خراب ہو جائے یا وہ قریہ یا محلہ برباد ہو جائے تو ملک واقف مین عود نہ کریگی ور وہ میدان وقف سے خارج ہنوگا اور اگر کسی ... کو سیلاب بہالیجائے اور اوسکے دستیاب ہونے سے نا امیدی حاصل ہو جائے تو اوسکا کفن ... مین عود کریگا آٹھوان مسئلہ اگر مکان موقوف منہدم ہو جائے تو اوسکا میدان و... سے خارج ہنوگا اور اوسکی بیع جائز ہنوگی اور اگر موقوف علیہم مین ایسی نزاع واقع ہو جس سے مال موقوف کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اوسکا بیع کرنا

قال من انتسب الی منہم لا یدخل اولاد البنات ولو وقف علی اولادہ لمن اولاد اولادہ ... ولو لم یدخل معہم اولاد الاولاد ... بالجمیع ولا یدخل ... اظہر لان ذلک الولد لا یفہم من اطلاق لفظ الولد ولد الولد ولو قال علی اولادی واولاد اولادی اختص بالبطنین ولو قال علی اولادی فان انقرضوا وانقرض اولاد اولادی فعلی الفقراء ... فاذا انقرضوا قیل یصرف الی اولاد اولادہ فاذا انقرضوا فالی الفقراء وقیل لا یصرف الی اولاد الاولاد لان الوقف لم یتناولہم لکن یکون انقراضہم شرطا لصرفہ الی الفقراء وہو اشبہ السابعة اذا وقف مسجدا فخرب او خربت القریة او المحلة لم یعد الی ملک الواقف ولا تخرج العرصة عن الوقف ولو اخذ السیل میتا فیئس منہ کان الکفن للورثة الثامنة لو انہدمت الدار لم تخرج العرصة عن الوقف ولم یجز بیعہا ولو وقع بین الموقوف علیہم خلف بحیث یخشی خرابہ جاز بیعہ ×

جائز ہوگا اور اگر نزاع واقع ہو یا اوسکے خراب ہونے کا اندیشہ ہو یا نہ نزاع واقع ہوا و سکے
خراب ہونے کا اندیشہ ہو لیکن اوسکی بیع کرنے مین بہ نسبت باقی رکھنے کے موقوف علیہم کا نفع زائد ہو
تو بعض فقہائے فرمایا ہو کہ اوسکی بیع جائز ہوگی اور عدم جواز بے وجہ نہین ہو اور اگر درخت خرما اکھڑ
جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ اوس سے بدون بیع
کوئی انتفاع ممکن نہین ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جائز نہوگا اسلیے کہ اوسکو چھت پاٹنے یا دھنی وغیرہ
ڈالنے کے لیے اجارہ دینے سے انتفاع ممکن ہو اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو **نوان مسئلہ**
جبکہ بطن اول اوقف کو ایک مدت معینہ تک اجارہ دے اور اثناء مدت مین منقرض ہو جائے اور
موت کو مبطل اجارہ کہین تو اسمین کوئی کلام نہین اور اگر اسکے قائل نہون تو آیا بالخصوص یہ امر مبطل
اجارہ ہوگی یا نہین اسمین تردد ہو اظہر یہ ہو کہ بطن ثانی کی اجازت پر موقوف ہوگا اسلیے کہ ہمنے بیان
کیا ہو کہ یہ مدت فقط بطن اول کی نہتی پس بطن ثانی کو اجارہ کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اختیار
ہوگا پس اگر مستاجر پوری مدت کی اجرت دیچکا ہوگا تو مدت باقی ماندہ کی اجرت بطن اول کے ترکہ
مین سے واپس لیگا **دسوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص فقراء پر وقف کرے تو فقراء بلد اور جو اوسمین حاضر
ہون مراد لیے جاوینگے اور اسیطرح اگر علویین پر وقف کریگا تب بھی حاضرین بلد کیطرف منصرف
ہوگا اور اسیطرح اگر ایک شخص کی اولاد پر وقف کرے جو بلاد مختلفہ مین منتشر ہون تو فقط جو وہین
کی طرف منصرف ہوگا اور جو لوگ غائب اور غیر موجود ہین اونکا تفحص (تلاش کرنا) واجب نہوگا
اسلیے کہ اسمین مشقت ہو اور موقوف علیہ (جسپر وقف کیا گیا ہو) کو کنیز موقوفہ سے وطی کرنا جائز نہو
اسلیے کہ کنیز موقوفہ کی ملک سے فقط اسیکو اختصاص نہین ہو بلکہ حق بطون بھی متعلق ہو علاوہ برین اوس کی
وطی سے کنیز کے ام ولد ہو جانیکا بھی احتمال ہو جبکو موت موقوف علیہ کے بعد آزاد ہونا چاہیے
اور اسمین حق بطون کا اتلاف لازم آتا ہو اور اگر موقوف علیہ سے اوس کنیز کے کوئی مولود (لڑکا

یا لڑکی) پیدا ہو تو آزاد ہوگا اور اوس مولود کی قیمت موقوف علیہ پر بطون کے لیے لازم ہوگی اسلیے کہ اوس وقت وہ خود مستحق ہی اور انسان اپنے نفس کے لیے ضرر تا وان کا لازم ہونا معقول نہین ہی اور آیا اس صورت مین وہ کنیز ام ولد ہوجاتی یا نہین (یعنی اوسپر احکام ام ولد جاری کیے جاینگے یا نہین) بعض علماء نے فرمایا ہو کہ ہان ام ولد اور موت موقوف علیہ کے بعد آزاد ہوجائیگی اور اوسکے ترکے سے بطون آئندہ کے لیے قیمت کنیز لیجائیگی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ مقتضائے وقف بقاء و دوام اور عدم تغیر اسباب اختیاریہ و اضطراریہ ہی اور کنیز موقوفہ کا عقد کردینا جائز ہی اور اوسکے مہر کا موقوف علیہم مین سے موجودین کو استحقاق ہوگا اسلیے کہ یہ مہر مثل کرایہ مکان کے داخل فائدہ ہی جسکا استحقاق موقوف علیہ کو ہوتا ہی اور اسیطرح مولود کنیز اوسکے نما مین داخل ہوگا بشرطیکہ مملوک سے پیدا ہوا یا زنا سے مخلوق ہوا اور اوس مولود کے ساتھ موقوف علیہم مین سے وہی طبقہ مختص ہوگا جسکے زمانہ مین وہ پیدا ہوگا پس اگر کسی حُر سے بوطی صحیح بہم پہونچیگا تو آزاد ہوگا لکن اگر عقد مین اوسکے مملوک ہونے کی شرط کرلی گئی ہوگی تو مملوک ہوگا اور اگر کوئی حُر اوس کنیز سے وطی بالشبہ واقع کریگا تو اولاد بھی حُر ہوگی اور واطی پر اوسکی قیمت موقوف علیہم کے لیے لازم ہوگی اور اگر کنیز وقف شدہ سے خود واقف وطی کریگا تو حکم اجنبی اوسپر جاری ہوگا

دوسرا مطلب صدقہ کے بیان مین پس صدقہ وہ عقد ہی جو ایجاب اور قبول و اقباض (قبضہ دینا) کی طرف احتیاج رکھتا ہی اور اگر مال صدقہ پر بدون رضاء مالک کوئی شخص معطیٰ لہ (جسکو عطا کیا گیا ہی) کو قبضہ دیگا یا وہ از خود قبضہ کریگا تو اوسکی طرف منتقل نہوگا اور صحت صدقہ مین نیت شرط ہی اور مال صدقہ کا قبضہ دینے کے بعد واپس لینا علی الاصح (مذہب صحیح کی بناپر) جائز نہین ہی کیونکہ صدقہ سے اجر و ثواب مقصود ہوتا ہی جو معطی (دینے والا) کو حاصل ہوچکا پس صدقہ بمنزلہ ہبہ لازمہ کے ہی جس مین رجوع کرنا صحیح نہین ہی اور غیر ہاشمی کا صدقہ مفروضہ

(جو صدقہ واجب ہی جیسے زکوٰۃ اور فطرہ) بنی ہاشم پر بحالت اختیار مین حرام ہی اور صدقہ ہاشمی جو حضرت ہاشم بن عبد مناف کی طرف منسوب ہی) مطلقاً (خواہ بحالت اختیار ہو یا بحالت اضطرار) اور صدقہ غیر ہاشمی بحالت اضطرار مین بنی ہاشم پر حرام نہین ہی ہان بنی ہاشم کو صدقہ مندوبہ (سنتی صدقہ جیسے مثل گندم دگوسفند وغیرہ) کے لینے مین مطلقاً (خواہ ہاشمی کا ہو یا غیر ہاشمی کا) مضائقہ نہین ہی اور اس مقام پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** صدقہ مین بعد قبضہ رجوع کرنا علی الاصح مطلقاً جائز نہین ہی خواہ اوسکا عوض حاصل ہوا ہو یا نہوا ہو اور خواہ اہل قرابت کو دیا ہو یا کسی اجنبی کو **دوسرا مسئلہ** کافر ذمی کو صدقہ دینا جائز ہی اگرچہ اجنبی ہو اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی علی کل کبد حرّی اجر (ہر تفتیدہ جگر پر تصدق کرنے مین اجر و ثواب ہی) جو کافر ذمی کو بھی شامل ہی اور حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہی لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین (حق تعالیٰ تمکو ان لوگون پر احسان کرنے سے منع نہین کرتا جنھون نے تمھارے ساتھ دین اسلام کے بارہ مین مقاتلہ نہین کیا) **تیسرا مسئلہ** صدقہ جہر (علانیہ تصدق کرنا) صدقہ سر (پوشیدہ تصدق کرنا) افضل اور بہتر ہی لیکن اگر صدقہ دینے مین متہم ہو تو دفع تہمت اور حفظ آبرو کے لیے صدقہ جہر بہتر اور افضل ہی

کتاب السکنیٰ و الحبس

سکنیٰ کسیکو سکونت مکان کا بخشدینا وہ عقد ہی جو ایجاب قبول اور قبضہ کیطرف احتیاج رکھتا ہی اور اوس سے کسی کا استیفاء منفعت پر مع بقاء ملک مالک مسلط کرنا مقصود ہوتا ہی اور اوسکے اسماء اختلاف اضافت کیوجہ سے مختلف ہوتے ہین پس جبکہ عمر کے ساتھ مقرون ہوتی ہی تو اوسکو سکنیٰ اور عمریٰ کہتے ہین اور جبکہ اسکان (مکان مین رہنے کی اجازت کرنا) سے مقرون کیجاتی ہی تو سکنیٰ کہلاتی ہی اور جب کسی مدت کے ساتھ مقرون ہوتی ہی تو سکنیٰ اور رقبیٰ کہتے ہین اور رقبیٰ یا ارتقاب سے ماخوذ ہی جسکے معنی انتظار کے ہین چونکہ مدت معینہ کا اسمین انتظار کیا جاتا ہی اسلیے

اوسکو رقبیٰ کہا گیا اور یا رقبہ ملک سے ماخوذ ہو جس سے عطا رقبہ ملک مراد ہو چونکہ مالک مکان
اوسکے رقبہ کو نفع حاصل کرنے کے لیے تا مدتِ معینہ عطا کر دیتا ہو اسلیئے اوسکو رقبیٰ کہنا صحیح ہوا
اس عقد کی عبارت اسکنتك یا اعمرتك یا ارقبتك هذه الدار یا هذه الارض
یا هذا المسکن عمرك یا عمری او مدة معینة (مین نے تجھکو یہ مکان یا یہ زمین یا یہ مسکن بعنوان سکنیٰ
یا بعنوان عمریٰ یا بعنوان رقبیٰ تیری عمر یا اپنی عمر یا فلان مدت تک دیدیا ہی) اور علاوہ اسکے
جو عبارت اس مطلب کو مفید ہوگی وہی کافی ہوگی اور یہ عقد قبضہ دینے سے لازم ہو جاتا ہی اور
بعض علمار نے فرمایا ہی کہ لازم نہین ہوتا اور بعض نے فرمایا ہی اگر قصدِ قربت ہوگا تو لازم ہوگا
و الا فلا لکن قول اول اشہر اور مختار اکثر ہی اور اگر لك سکنیٰ هذه الدار ما بقیت یا
حییت (تجھکو اس مکان مین اپنی عمر بھر سکونت کرنے کا اختیار ہی) کہیگا تب بھی جائز ہوگا
اور حق سکنیٰ (منفعت سکونت) وفات ساکن (سکونت کرنیوالا) کے بعد علی لا اشبہ مسکن (سکنیٰ کا
دینے والا) کی طرف عود کریگا لکن اگر لك سکنیٰ هذه الدار ما بقیت فاذا مت رجعت
الی (تجھکو اس مکان مین اپنی عمر بھر سکونت کرنے کا اختیار ہی پس جب تو مر جائیگا تو میری طرف
عود کریگی) کہیگا تو قطعاً عود کریگا اور اگر اعمرتك هذه الدار لك ولعقبك (مین نے
اس مکان مین تجھکو اور تیری نسل کو بعنوان عمریٰ دیا) کہے تو عقد عمریٰ ہوگا اور جبتک کہ ساکن
کی نسل باقی رہیگی اوسوقت تک حق سکنیٰ اوس سے متعلق رہیگا اور اوسکے منقرض ہو جانے
کے بعد مسکن کی طرف عود کریگا لکن عین مکان علی لا اشبہ معمر (ساکن) یا اوسکی نسل جسکے لیے اباحت سکونت کی گئی
ہی کیطرف منتقل نہوگا بلکہ ملک مالک پر باقی رہیگا جسطرح کہ ذکر نسل نہ کرنیکی صورت مین عین مکان
ملک مالک پر باقی رہتا ہی - اور جبکہ سکنیٰ کو کسی مدت تک معین کر دے تو قبضہ دینے سے لازم ہو جاتی
ہی اور مسکن کو قبل انقضاء مدتِ معینہ اوسمین رجوع کرنیکا اختیار نہین رہتا اور اگر حق سکنیٰ تا حیاتِ

مالک یا بانٔے تو موت معمر (جسکے لیے سکونت کا اختیار دیا گیا ہو) کے بعد مالک کیطرف عود نہ کریگا بلکہ تا حیات مالک اوسکے ورثہ کی طرف منتقل ہوگا اور اگر سکنی کو عمر معمر کے ساتھ مقرون کرے اور وہ مرجائے تو اوسکے وارث کی طرف منتقل نہوگی بلکہ مالک کیطرف عود کریگی اور اگر سکنی کے لیے کوئی مدت معین ہو تو مالک کو ہر وقت اوسکے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور جس چیز کا وقف کرنا صحیح ہے اوسکا بعنوان عمری دینا بھی صحیح ہے جیسے مکان اور مملوک اور اثاث (اسباب) وغیرہ اور بیع سے عقد عمری باطل نہین ہوتا بلکہ مالک کو اوس شرط پر وفا کرنا واجب ہے جو ساکن کے لیے ہو چکی ہے (اس صورت مین مالک کو تا مدت معینہ مشتری سے ساکن کے لیے منفعت سکونت پر وفا کرنے کی شرط کرنا لازم ہوگا) اور اطلاق سکنی فقط ساکن اور اوسکی اہل و اولاد کی سکونت کرنے کو مقتضی ہے اور ساکن کو علاوہ اپنی اہل و اولاد کے کسی اور کا ساکن کرنا جائز نہوگا ہان اگر اسکی شرط کرلی ہوگی تو جائز ہوگا اور ساکن کو سکنی کا اجارہ دینا بھی جائز نہین ہے جسطرح کہ بلا اجازت مسکن کسی غیر کا ساکن کرنا جائز نہین ہے اور اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے کو فی سبیل اللہ یا اپنے غلام کو خانہ کعبہ یا مسجد کے لیے حبس کرے تو لازم ہوگا اور تا بقاء عین اوسکا متغیر کرنا جائز نہوگا لیکن اگر کوئی شی کسی شخص پر بلا تعیین مدت حبس کیجائے تو وہ شی وفات حابس کے بعد میراث ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی مدت معین ہو اور وہ گذر جائے تب بھی ورثہ حابس کے لیے میراث ہوگی —

کتاب الہبات اس کتاب مین دو مطلب ہین پہلا مطلب حقیقت ہبہ کے بیان مین پس ہبہ وہ عقد ہے جو عین مال کے بدون عوض اسطرح مالک کر دینے کو مقتضی ہے کہ منجز (غیر معلق علی الموت) اور نیت قربت سے مجرد خالی ہو اور کبھی ہبہ کی تعبیر لفظ نحلہ اور عطیہ سے بھی کیجاتی ہے اور یہ عقد ایجاب اور قبول و قبضہ کا محتاج ہے پس ایجاب سے ہر وہ لفظ مراد ہے جس سے تملیک (مالک کرنا) مذکور کا قصد کیا جائے

جیسے وھبتك (مین نے تجھکو ہبہ کیا) یا ملکتك ھذا (مین نے تجھکو فلان شی کا مالک کیا) وغیرہ اور اس عقد کی صحت مین واہب (ہبہ کرنیوالا) کا بالغ اور کامل العقل اور جائز التصرف ہونا شرط ہی اور اگر اوس مال کو ہبہ کرے جو کسیکے ذمہ پر ہو پس اگر اوس شخص کے لیے ہبہ کیا ہو جسپر واہب کا حق نہین ہی تو علی الاشبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکی صحت مین حصول قبضہ شرط ہی جو محل فرض مین ممتنع ہی اور اگر اوس شخص کے لیے ہبہ کیا ہو جسپر واہب کا حق ہی تو صحیح ہوگا اور یہ ہبہ ابرار کی طرف منصرف ہو جائیگا اور صحت ابراء (اوس مال کا ساقط کرنا جو کسیکے ذمہ ہو) مین علی الاصح تحقق قبول شرط نہین ہی اور جبتک کہ مال موہوب (جسکے ساتھ ہبہ کیا گیا ہو) پر قبضہ متحقق نہوگا اوسوقت تک ہبہ کے لیے کوئی حکم نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مال کے ہبہ کرنے اور سپرد دینے کا اقرار کرے تو موافق اوسکے اقرار کے حکم کیا جائیگا اگرچہ مال موہوب (جو ہبہ کیا گیا ہو) واہب کی پاس ہو اور اگر بعد ازین اپنے اقرار سے عدول کریگا تو مقبول نہوگا اور اگر شخص واہب (ہبہ کرنیوالا) بعد عقد اور قبل قبضہ مر جائے تو مال موہوب اوسکے میراث مین داخل ہوگا اور قبضہ کی صحت مین اجازت واہب شرط ہی پس اگر مال موہوب پر بدون اوسکی اجازت کے کوئی شخص قبضہ کرلے تو موہوب لہ (جس شخص کے لیے ہبہ کیا گیا ہو) کی طرف منتقل نہوگا اور اگر اوس مال کو ہبہ کرے جسپر موہوب لہ قابض ہو تو صحیح ہوگا اور صحت قبضہ مین اجازت واہب یا اوسقدر مدت کے گذر جانے کی احتیاج نہوگی جسمین کہ موہوب لہ کو قبضہ کرنا ممکن ہو لیکن بعض علماء اسکی طرف مائل ہوئے ہین اور اسیطرح اگر باپ یا دادا کوئی مال طفل صغیر کو ہبہ کرے تو یہ ہبہ نفس عقد سے لازم ہو جائیگا اسلیے کہ قبضہ ولی اوسی کی طرف سے ہے اور اگر طفل صغیر کو باپ یا دادا کے علاوہ کوئی اور شخص ہبہ کرے خواہ واہب کو طفل مذکور پر ولایت حاصل ہو (جیسے وصی) یا حاصل نہو تو جانب طفل سے قبضہ کا متحقق ہونا ضرور ہوگا پس اگر شخص واہب غیر ولی

ہوگا تو جانب طفل سے متولی قبض ولی طفل ہوگا یا حاکم شرع اور اگر شخص واہب ولی طفل کا نہو
(جیسے وصی) تو جانب طفل سے متولی قبض فقط حاکم شرع ہوگا اور مال مشاع (وہ مال مشترک
جسکے اجزا ممتاز نہون جیسے نصف و ثلث و ربع وغیرہ) کا ہبہ جائز ہے اور صورت ہبہ مین مال مشاع پر
اوسیطرح قبضہ متحقق ہوگا جسطرح کہ بیع مین متحقق ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کچھ مال دو شخصون کو ہبہ
کرے اور وہ دونون قبول کرنے کے بعد مال موہوب پر قبضہ کرلین تو اون دونون مین سے
ہر ایک شخص اوسقدر مال کا مالک ہوگا جسقدر کہ اوسکو ہبہ کیا گیا ہے پس اگر اون دونون مین سے
ایک شخص قبول کرے اور قابض ہو جائے اور دوسرا انکار کرے تو فقط قابض کے لیے ہبہ صحیح ہوگا
اور کسی مال کے ہبہ کرنے مین بعض اولاد کو بعض آخر پر ترجیح دینا جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے اور جبکہ مال
موہوب پر قبضہ متحقق ہو جائے پس اگر موہوب لہ والدین (ماں باپ) ہون تو واہب کو
اوسمین رجوع کرنا اجماعاً جائز نہوگا اور اسیطرح اگر موہوب لہ سواے ماں باپ کے اہل قرابت مین سے
کوئی اور ہو تب بھی رجوع کرنا جائز نہوگا اور اگر موہوب لہ
شخص اجنبی ہو اور عین مال باقی ہو تو واہب کو اوسمین رجوع کرنا جائز ہوگا اور [illegible] موہوب لہ مین حادث
ہو تو رجوع کرنا جائز نہوگا اور اسیطرح اگر موہوب لہ اجنبی ہو اور واہب نے اوس [illegible] حادث ہوا ہو
موہوب کے عوض مین کچھ لے لیا ہو تب بھی رجوع کرنا جائز نہوگا اگرچہ قلیل ہو اور اگر موہوب لہ
مال موہوب مین ایسا تصرف کرے جو متلف عین ہو (جیسے کپڑے کا پہن لینا) تو آیا ہبہ لازم
ہو جائیگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ لازم ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ لازم نہوگا اور یہی
قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اہل قرابت کے لیے ہبہ کرنا مستحب ہے اور خصوص
ولد و والدین مستحب موکد ہے اور اسیطرح ہبہ مین بین الاولاد تسویہ کرنا (اونکے نصیبون کا مساوی
قرار دینا ذکور ہون یا اناث یا متفرق) بھی مستحب ہے اور زوجہ کو ہبہ زوج مین اور زوج کو

ہبہ زوجہ مین رجوع کرنا مکروہ ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ زوج و زوجہ اس باب مین اہل قرابت کا حکم رکھتے ہین اور قول اول اشبہ اور قواعد و اصول کے موافق ہو **دوسرا مطلب** احکام ہبہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص ہبہ کرے اور مال موہوب کو قبضہ دینے کے بعد غیر موہوب لہ کے ہاتھ فروخت کرے پس اگر موہوب لہ واہب کے اہل قرابت سے ہو تو بیع صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر موہوب لہ شخص اجنبی ہو اور واہب اوس سے عوض لیچکا ہو تب بھی مال موہوب کی بیع صحیح نہوگی لیکن اگر موہوب لہ شخص اجنبی ہو اور واہب نے اوس سے عوض نہ لیا ہو اور مال موہوب کو فروخت کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ بیع باطل ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین واہب نے اوس مال کو فروخت کیا ہو جبکہ وہ مالک نتہا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگی اسلیے کہ واہب کو صورت مذکورہ مین رجوع کرنا جائز ہو اور قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو اور اگر ہبہ فاسد ہو تو عقد بیع ہر حال مین صحیح ہوگا خواہ قرابت سے ہو یا اجنبی خواہ واہب نے عوض لیا ہو یا نہ لیا ہو اور قبضہ ہی سے داخل ہوگا اور اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جبکہ کوئی شخص اپنے مورث کے مال کو بلا اجازت کے کوئی شخص فروخت کرے اور اوسکی حیات کا اعتقاد رکھتا ہو اور فروخت کرنے کے بعد اوسکے مورث کا وقت بیع وفات پانا ظاہر ہو تو اس صورت مین بیع صحیح ہوگی اسلیے کہ صورت مفروضہ مین بائع نے در اصل اوسی مال کو فروخت کیا ہو جبکہ وہ مالک تھا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے غلام معتق (آزاد کردہ) کے ساتھ وصیت کرے اور بعد وصیت اوسکے عتق کا فساد ظاہر ہو تو وصیت صحیح ہوگی **دوسرا مسئلہ** قبضہ موہوب لہ مین بعد عقد جبکہ باخیر واقع ہو (یعنی عقد ہبہ کے بعد مال موہوب پر فوراً قبضہ نہو) پھر واہب اوسکو مال موہوب پر قبضہ دے تو انتقال ملک کا وقت قبضہ سے حکم کیا جائیگا نہ وقت عقد سے (یعنے قبضہ کو

انتقال ملک بعین العقدت کا شف نہ کیینگے) بخلاف وصیت کے کہ وہان پر انتقال وصیت کا موت
موصی کے وقت سے حکم کیا جائیگا جبکہ وصی نے وصیت کو قبول کرلیا ہو اگرچہ تحقیق قبضہ مین موت
موصی اور قبول وصی سے تاخیر واقع ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص وھبت ولم اقبضه
(مین نے فلان مال فلان شخص کو ہبہ کردیا ہو اور اوسکو قبضہ نہین دیا) کہے تو اوسکا قول مقبول
ہوگا اور مقرلہ (وہ شخص جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) کو اوس سے حلف لینے کا اختیار ہوگا اگر اوسکے
قبضہ دینے کا مدعی ہو اور اسیطرح اگر وھبته وملکته (مین نے فلان شخص کو فلان مال ہبہ کردیا ہی
اور اوسکا مالک کردیا ہی) کہے بعد حصول قبضہ کا انکار کرے تب بھی اوسی کا قول معتبر ہوگا کیونکہ
اوسکا اپنے وہم کی بنا پر خبر دینا ممکن ہو پس ضرور تھا اوسکے حق مین یہ احتمال قائم ہو تو اوسپر
اقرار قبضہ کا الزام نہ دیا جائیگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ واہب اوس ہبہ مین رجوع کرے جس مین کہ
اوسکو رجوع کرنا صحیح ہو (مثلاً شخص اجنبی کے لیے بدون عوض واقع ہوا ہو) اور مال موہوب
مین کوئی عیب یعنی ردی یا النقصان حادث ہو چکا ہو تو واہب کو موہوب لہ سے ارش
(قدر تفاوت بین الصحیح والمعیب) کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ ملک موہوب لہ مین حادث
ہوا ہو جسپر مالک کیطرف سے اوسکو تسلط حاصل تھا خواہ عیب مذکور اوسی کے فعل سے حادث ہوا ہو
یا اور کسی وجہ سے اور جبکہ مال موہوب مین کوئی نماء متصل (جیسے چوپایہ کا فربہ ہونا) حادث ہو
تو واہب کا مال ہوگا اور اگر کوئی نماء منفصل (جیسے درخت مین ثمر کا اور حیوان سے بچہ کا
پیدا ہونا) حاصل ہو پس اگر بعد عقد حاصل ہوئی تو موہوب لہ کا اور اگر وقت عقد
موجود ہوگی تو واہب کا مال ہوگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکو کچھ مال ہبہ کرے
اور اوسکو کسی قید کے ساتھ مقید نکرے تو یہ ہبہ مشروط بہ ثواب (عوض بنا) ہوگا پس اگر موہوب لہ
کوئی شی بعوض ہبہ واہب کے حوالہ کرے اور وہ اوسکو قبول کرے تو واہب کو ہبہ مین رجوع نہ

صحیح نہوگا اسلیے کہ قبول عوض کے بعد عقد ہبہ لازم ہوجاتا ہو یعنے واہب کو ختیار رجوع
باقی نہین رہتا اور اگر واہب اپنی ہبہ کو مشروط بہ ثواب کریگا تو شرط صحیح ہوگی خواہ اوسکو
معین کرے یا نہ کرے اور واہب کو ایسے ہبہ مین اوسوقت تک رجوع کرنیکا اختیار ہوگا جبتک
کہ عوض مشروط (جسکی شرط کی گئی ہی) اوسکے حوالہ نکردیا جائے اور جبکہ واہب مقدار عوض کو
معین نکرے تو موہوب لہ کو اختیار ہی جو مقدار چاہے اوسکے حوالہ کرے اگرچہ قلیل ہو اور
واہب کو اوس عوض پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ہبہ مین رجوع کرنا صحیح نہوگا اور موہوب لہ
عوض مشروط کے دفع کرنے پر مجبور نکیا جائیگا بلکہ اوسکو مال موہوب اور عوض مشروط مین سے
ایک کے دفع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر اس حالت مین مال موہوب اوسکے پاس تلف
ہوجائے یا اوسمین کوئی عیب حادث ہوجائے تو موہوب لہ اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ یہ تلف
یا عیب) اوسکی ملک مین حادث ہوا ہی اور اسمین تردد ہی چھٹا مسئلہ جبکہ موہوب لہ پارچۂ
موہوب (وہ کپڑا جو ہبہ کیا گیا ہی) کو رنگ لیوے پس اگر قائل ہون کہ ایسا تصرف مانع رجوع
ہی تو واہب کو رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اگر قائل ہون کہ ایسا تصرف در صورتیکہ واہب
اجنبی ہو) مانع رجوع نہین ہی تو موہوب لہ پارچۂ مذکورہ مین قیمت رنگ کے ساتھ اوسکا
شریک ہوگا ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے مرض مخوف (وہ بیماری جسمین انسان غالبًا
ہلاک ہوتا ہو جیسے دق یا جس مین ہلاک ہوجائے خواہ غالبًا مہلک ہو یا نہو علی الاختلاف القولین)
مین ہبہ کرے اور پھر اوس سے بری (صحیح) ہوجائے تو ہبہ صحیح ہوگا اور اگر اوسی مرض
مین ہلاک ہوجائے اور ورثہ اجازت نہ دین تو وہ ہبہ علی الاظہر اوسکے ثلث متروکہ مین نافذ ہوگا

کتاب السبق والرمایہ

سبق در رمایہ وہ فن ہی جسمین گھوڑا وغیرہ دوڑانے
اور تیر اندازی وغیرہ کرنے سے شہسوار و تیر انداز کی حذاقت کا امتحان کیا جاتا ہی فائدہ اسکا

یہ ہو کہ انسان اس فن مین مہارت بہم پہونچا کر کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے مستعد ہے اور وہ معاملہ صحیح ہو اور مستند اوسکی شریعت کا قول رسول خدا ہو لا سبق الا فی نصل وخف وحافر یعنی سوا اون حربون کے جو نصل یعنی تیر و نیزہ کے پیکان اور بے قبضہ کی تلوار کو کہتے ہین رکھتے ہین یا اون حیوانون کے جو سُم یا ٹاپ رکھتے ہین سبق جائز نہین ہو اور نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو اِنّ الملٰئکۃ لتنفر عند الرّہان وتلعن صاحبہ ما خلا الحافر والخف والرّیش یعنے فرشتے سبق و رہان (رہان کے معنے گھوڑا دوڑانے کے ہین مگر یہان پر مطلق حیوان کا دوڑانا اور تیر وغیرہ کا پھینکنا مراد ہی) کے وقت ہٹجاتے ہین اور صاحب معاملہ پر لعنت کرتے ہین مگر جب ایسے حیوان کے ساتھ جو سُم یا ٹاپ رکھتا ہو یا ایسے آلہ کے ساتھ جو نصل رکھتا ہو واقع ہو کہ یہ جائز اور مباح ہو اور فرشتے وہان حاضر رہتے ہین اور اس باب کی تحقیق چند فصلون مین بیان ہوتی ہو

پہلی فصل اون الفاظ کے بیان مین ہو جو اس فن مین زیادہ مستعمل مین سابق (اور اوسیکو مجلّی بھی کہتے ہین) وہ گھوڑا ہو جسکی گردن اور شانہ نکلا رہے اور بعض علما اونے یہ فرمایا ہو کہ جس گھوڑے کا کان نکلا ہے وہ بھی سابق ہو لیکن پہلا قول کہ علما نے اختیار کیا ہو اور مصلّی وہ گھوڑا ہو کہ جسکا سر سرین سابق کے کنارہ کے برابر ہو اور صلوان وہ دو ہڈیان مین جو دُم کے داہنی اور بائین طرف پیدا ہوتی ہین اور سبق بسکون بامصدر ہو جس سے یہ معاملہ خاص مراد لیا جاتا ہو اور بالتحریک وہ عوض ہو جو اس معاملہ مین خرچ کیا جائے جسکو خطر بھی کہتے ہین محلّل وہ شخص درمیانی ہو جو سابق ہو جانے کی حالت مین عوض پانے کا مستحق ہوتا ہو اور سابق ہونے کی صورت مین اوسپر کوئی تاوان لازم نہین آتا اور غایۃ گھوڑ دوڑ وغیرہ کی مسافت کی انتہا کو کہتے ہین اور مناضلہ کے معنی باہم تیراندازی اور غلبہ حاصل کرنے کے ہین اور یہان پر تیراندازی اور گھوڑ دوڑ وغیرہ دونون سے عام مراد ہو اور **سبق** بہ تشدید با اوس وقت کہا جاتا ہے

جب عوض کو نکالکر علیحدہ کر دین اور اسیطرح جب عوض کے پانے کا مستحق ہوتا ہو تب بھی کہتے ہین اور رشق بکسر راے مہملہ عدد تیراندازی کو کہتے ہین اور بفتح را خود تیر اندازی پر اطلاق کیا جاتا ہو اور رشق وجہ یا رشق ید اوسوقت کہتے ہین جب ایک طرف کو تیر لگائے جائین یہانتک کہ عدد تیر اندازی ختم ہون اور تیر کے اوصاف مین یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہین حابی خاصر خازق خاسق مارق خارم پس حابی وہ تیر ہو جو زمین سے اوچٹ کر نشانہ پر پہونچے اور خاصر وہ تیر ہو جو نشانہ کے ایک طرف جاکر لگے اور خازق وہ تیر ہو جو نشانہ کو پھاڑ دے اور خاسق وہ تیر ہو جو نشانہ کو کشادہ کر دے اور خود اوسمین ٹھہر جائے اور مارق وہ تیر ہو جو نشانہ کو توڑ کر نکلجائے اور خارم وہ تیر ہو جو نشانہ کے کنارہ کو توڑ دے اور مزدلف وہ تیر ہو جو زمین پر لگے اور پھر نشانہ مین جاکر قائم ہو (بظاہر مزدلف سہم حابی ہے مصنف کے نزدیک یہ قید قوی ہی) اور غرض وہ نشانہ ہو جسپر تیر کا پہونچانا مقصود ہوتا ہو اور وہ غالبًا کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہو اور ہدف وہ چیز ہو جسمین نشانہ رکھاجاتا ہو مثل مٹی اور دیوار وغیرہ کے اور مبادرت کے معنی یہ ہین کہ ایک شخص تیر لگانے مین سبقت کرے اور عدد تیر اندازی مین مساوات ہو محاطہ عدد اصابہ مین سے مساوی کے ساقط کرنے کو کہتے ہین

دوسری فصل

اون چیزون کے بیان مین ہو جنکے ساتھ مسابقت اور تیر اندازی جایز ہو اور محل جواز اس معاملہ مین محض نصل و خف اور حافر ہے اور نصل مین تیر عربی اور تیر عجمی اور تلوار اور کل حربے مثل نیزہ کے داخل ہین اور خف کے تحت مین فقط اونٹ اور ہاتھی داخل ہے اور حافر مین گھوڑا اور گدھا اور خچر داخل ہے اور عقد مسابقہ پیدل دوڑنے اور پرند اوڑانے اور کشتی کرنے اور کشتی پیرانے کے ساتھ جائز نہین ہے

تیسری فصل

عقد مسابقہ و رمایہ کے بیان مین یہ معاملہ مثل سائر معاملات کے ایجاب قبول کا محتاج ہو اور بعض علماء نے اسکو جعالہ مین داخل کیا ہو پس اس صورت مین قبول کی

ضرورت نہوگی اور بذل کرنا عوض کا کافی ہوگا اور بنابر اول کے یہ معاملہ مثل اجارہ کے لازم اور بنابر
ثانی کے جائز ہوگا خواہ عمل کو شروع کیا ہو خواہ نکیا ہو اور عوض کا عین یا دین ہونا صحیح ہی اور بذل
عوض غیر متسابقین پر اجماعاً صحیح ہی اور اگر مسابقین میں سے ایک شخص یا دونون بذل کرین تو بھی ہمارے
بیان صحیح ہی اگرچہ کوئی محلل ان دونون مین داخل نہو اور اگر امام علیہ السلام اس عوض کو بیت المال سے
صرف فرمائین تو جائز ہوگا اسلیے کہ اسمین مصلحت شرعیہ موجود ہی اور اگر دونون شریک ال سبق کو
محض محلل کے لیے بر تقدیر سبق مقرر کردین تب بھی جائز ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر یہ کہا جائے کہ
ہم تینون مین سے جو سابق ہوگا وہی مستحق عوض ہوگا تب بھی جائز ہوگا اسلیے کہ ادلہ اطلاق وعموم
محل فرض کو شامل ہین اور عقد مسابقت مین پانچ شرطون کی احتیاج ہی اول دوم مسافت کی
ابتدا اور انتہا کا مقرر کرنا سیوم تقدیر خطیر یعنی اوس مال کا جو غالب کے لیے فرض کیا جاوے معین کرنا
چہارم اوس چیز کا مقرر کرنا جسپر گھوڑا وغیرہ دوڑایا جائے پنجم احتمال سبقت مین دونون گھوڑون کا
مساوی ہونا اگرچہ احتمال سبقت ایک مین راجح ہو پس اگر ایک اون دونون مین ایسا ضعیف ہو
کہ جسکا قصور دوسرے سے معلوم ہو تو معاملہ صحیح نہوگا اسلیے کہ مقصود اصلی استعلام (اوسپر اطلاع حاصل
کرنا) ہی جو صورت مفروضہ مین قبل مسابقت حاصل ہی

چوتھی فصل

عوض کا احد الشریکین یا محلل
کے لیے مقرر کرنا اور اگر سوا ان دونون کے اور کسیکے لیے معین کیا جائیگا تو جائز نہوگا اور آیا
گھوڑے ہونے کی جگہ مین مساوات شرط ہی یا نہین بعض علمانے شرط کیا ہی لیکن شرط نہونا اظہر ہی کیونکہ یہ ضا
طرفین پر موقوف ہی اور معاملہ رمی (یعنی تیراندازی وغیرہ) مین چھ چیزون کا جاننا ضروری ہی
پہلے عدد رشق یعنے تیر وغیرہ پھینکنے کے عدد کا معین کرنا دوسرے عدد اصابت یعنے تیر کے نشانہ پر
پہونچنے کی مقدار کا مقرر کرنا تیسرے تیر وغیرہ کی صفات کا معین کرنا چوتھے مقدار مسافت
پانچوین نشانہ کی تعیین چھٹے تعیین اوس مال کی جو سابق کے لیے معین کیا جائے اور آیا رمی کا

اسیطرح ہوناہبی شرط ہو اور مبادرت یا محاطہ کی شرط کر نبین تو دو ہو اور ظاہر یہ ہو کہ مشروط نہین ہو اسلیئے کہ اطلاق عقد علی الاشہر محاطہ ہی کی طرف منصرف ہوگا اور اسیطرح کمان اور تیر کا معین کرنا بھی شرط نہین ہو

پانچوین فصل

احکام سبق و رمایہ کے بیان مین یہان چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کوئی اجنبی پانچ شخصون سے کہے کہ تم مین سے جو شخص سابق ہوگا اوسکو پانچ درہم دیئے جاینگے پس اگر پانچون شخص ساوی رہین تو کسیکو کچھ نہ دیا جاینگا کیونکہ یہان پر سبقت نہین پائی گئی اور اگر فقط ایک شخص سابق ہو تو پانچون درہم اوسی کو دیئے جاینگے اور اگر دو شخص سابق ہون تو پانچون درہم فقط انہی دونون پر برابر تقسیم کیے جاینگے اور اسیطرح اگر تین یا چار شخص سابق ہون اور اگر اجنبی شخص یہ کہے کہ سابق کو دو درہم اور مصلی کو ایک درہم دیا جاینگا پس اگر سابق ایک یا دو یا چار ہونگے تو اونکو دو درہم دیئے جاینگے اور اگر سابق ایک ہو اور مصلی تین شخص ہون اور ایک متاخر رہجائے تو تنہا سابق کو دو درہم اور تینون مصلیون کو ایک درہم دیا جاینگا اور متاخر کو کچھ نہ ملے گا **دوسرا مسئلہ** اگر صاحب معاملہ فقط دو شخص ہون اور ہر ایک اون دونون مین سے کوئی عوض معین کرے اور کسی محلّل کو بھی داخل کرلین اور وہ دونون یہ کہین کہ ہم تینون مین جو سابق ہوگا اوسکو دونون عوض دیئے جاینگے پس اگر ان دونون مین سے ایک شخص سابق ہوگا تو بنابر ہمارے مختار کے دونون عوض اسیکو دیئے جاینگے اور اسیطرح اگر محلّل سابق ہو اور اگر دونون شخص سابق ہون تو ہر ایک کو اوسی مال کے پانے کا استحقاق ہوگا جو اوسنے مقرر کیا ہو اور محلّل کو کچھ نہ ملیگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص اور محلّل سابق ہون تو سابق کو پورا حصہ اوسکے مال کا اور آدھا متاخر کے مال کا دیا جاینگا اور نصف آخر مال متاخر کا محلّل کو دیا جاینگا اور اگر ان دونون مین سے ایک سابق ہو اور محلّل مصلی ہے تو دونون عوض موافق شرط کے فقط سابق کو دیئے جاینگے اور اسیطرح وہ صورت ہو کہ ان دونون مین سے ایک سابق ہو اور دوسرا اور محلّل متاخر ہو

اور اسیطرح وہ صورت ہو کہ ایک ان دونون مین سے سابق ہوا اور دوسرا مصلی ہوا ور مجلی متاخر ہو

تمیسرا مسئلہ جبکہ مبادرت شرط ہوجائے اور عدد رشق (یعنے تیراندازی) میں قرار پایا مین اور عدد

اصابت پانچ مقرر ہون اور ہر شخص ان دونون مین سے دس تیر لگائے پس اگر ہر ایک کے پانچ تیر

نشانہ پر پہونچین تو کوئی شخص سابق نہوگا اور دونون عدد اصابت اور رمی مین مساوی ہونگے

اور عدد رشق کا کامل کرنا واجب نہوگا ورنہ مبادرت سے خروج لازم آئیگا پس اگر ہر ایک

شخص ان دونون مین سے دس تیر پھینکے اور ایک پانچ تیر اور دوسرے کے چار تیر نشانہ پر پہونچین

تو جسکے پانچ تیر نشانہ پر پہونچے ہین وہ غالب اور سابق ہوگا اور اگر شخص متاخر عدد رشق کے

پورا کرنیکا سوال کریگا تو اجابت اسکی واجب نہوگی اور اگر دونون مین محاطہ کی شرط ہوئی ہو

اور ہر ایک شخص دس تیر لگائے اور ہر ایک کے پانچ تیر نشانہ پر پہونچین تو یہ پانچون تیر ساقط

کردیے جائینگے اور دونون عدد رشق کی تکمیل کرینگے اور اگر ایک شخص کے دس تیرون مین

سے نو تیر اور دوسرے کے پانچ تیر نشانہ پر پہونچین تو نو مین سے پانچ تیر عوض مین دوسرے شخص کے پانچ

تیرون کے ساقط ہونگے اور چار باقی رہینگے اور پھر دونون عدد رشق کی تکمیل کرینگے اور اگر

مساوی کے ساقط کرنے کے بعد ایک ان دونون مین سے عدد اصابت کے تکمیل کی طرف سبقت

لیجائے پس اگر عدد رشق دونون کے ختم ہو چکے ہون تو جسکو عدد اصابت حاصل ہو چکے ہین وہ

غالب رہیگا اور اگر عدد رشق ختم نہوئے ہون اور وہ شخص کہ جسنے عدد اصابت کو بھی حاصل

نہین کیا ہو عدد رشق کو کامل کرنا چاہے تو نظر کرے پس اگر اوسکے لیے کوئی فائدہ اس تکمیل مین

شامل ہو سکے کہ امید غلبہ رکھتا ہو یا دوسرے کے مساوی ہوجانے کا احتمال رکھتا ہو یا دوسرے کو

نفس اصابت مین متفرد ہونے سے باز رکھنے کا احتمال رکھتا ہو مترقب ہو تو اوس شخص کو کہ جسکے

عدد اصابت زائد مین پورا کرینگے اور اگر کوئی فائدہ مترقب نہو تو جبر نہ کیا جائیگا مثلاً زید نے

پندرہ تیر لگائے اور سب نشانہ پر پہونچے اور خالد نے بھی پندرہ تیر لگائے مگر نشانہ پر فقط پانچ ہی تیر پہونچے پس زید کے پندرہ تیرون مین سے پانچ تیر خالد کے پانچ تیرون کے مقابل گرا دئیے سے دس تیر باقی رہے پس اگر یہ دونون شخص عدد رشق کو کامل کرینگے تو ایسی صورت مین خالد اگر اپنے باقی پانچ تیرون کو نشانہ پر پہونچاوے تو کل عدد اسکے دس ہو جائینگے اور زید کے پانچون تیر جو باقی ہین اگر بیکار ہو جائین تب بھی زید کے پانچ تیر جو عدد اصابت ہین فاضل رہینگے اور وہ خالد پر غالب آجاویگا پس ایسی صورت مین خالد کو عدد رشق کے کامل کرنے کا کوئی فائدہ ظاہر نہین ہوتا **چوتھا مسئلہ** جب تیراندازی وغیرہ ختم ہو جاتی ہو تو شخص غالب عوض کا مالک ہو جاتا ہو اور اوسکو اوس عوض مین ہر طرح تصرف کرنا جائز ہو خواہ اپنے مصارف ذاتی مین خرچ کرے یا اپنے احباب کی دعوت مین صرف کرے اسلیے کہ ہر شخص کو اپنے مال پر تسلط ہوتا ہو ہان اگر عقد مین اپنے گروہ کے لیے اطعام عوض کی شرط کرے تو صحیح ہونا اس شرط کا بعید نہین ہو **پانچوان مسئلہ** جبکہ عقد مسابقت فاسد ہو جائے (مثلاً جو عوض مقرر ہوا ہو وہ شراب ہو یا مجہول ہو یا اور کوئی شرط صحت عقد کے شرائط مین سے مفقود ہو) تو عمل کی اجرة المثل واجب ہوگی اور جو عوض مقرر ہوا تھا وہ بدون بدل ساقط ہو جائیگا اور اگر عوض معین کسی دوسرے شخص کا مال ہو تو اوسکے عوض مین مثل یا قیمت واجب ہوگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ ایک شخص دوسرے پر اصابت مین غالب آئے اور شخص مغلوب یہ کہے کہ اس زیادتی کو مقابل مین فلان مال یا عوض کے طرح کر دے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ طرح کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ مقصود اصلی اس فن سے اظہار مہارت ہے پس اگر صورت مذکورہ مین اپنی زیادتی کو کسی عوض مین طرح کر دیگا تو خلاف مقصود لازم آئیگا پس یہ معاوضہ باطل ہوگا اور اگر کچھ لے لیا ہوگا تو واپس کرایا جائے گا

(متعلق صفحہ ۱۹۶)

[illegible]

شرط کرنا مقتضائے عقد کے منافی ہوگا ۱۲ فصل بعض شروع

كتاب الوصايا وفيه فصول الفصل الاول الوصية هي تمليك عين او منفعة بعد الوفاة وتنعقد بالايجاب والقبول

کتاب الوصایا اس کتاب مین چند فصلین ہین **پہلی فصل** وصیت کے بیان مین وصیت وہ عقد ہے جس سے عین مال یا منفعت بعد وفات منتقل ہوتی ہے اور یہ عقد بھی مثل اور عقود کے ایجاب و قبول کی احتیاج رکھتا ہے پس ایجاب سے وہ لفظ مراد ہے جو قصد مذکور پر دلالت کرتا ہو مثلاً موصی (وصیت کرنے والا) کہے اعطوا فلانا بعد وفاتی (فلان شخص کو میری وفات کے بعد اسقدر مال دینا) یا لفلان کذا بعد وفاتی یا اوصیت له بکذا (فلان شخص کے لیے میں نے اسقدر مال کی وصیت کی) اور مال موصی بہ (جسکے ساتھ وصیت کیجائے) وصیت سے ملک موصی له (جس شخص کے لیے مال کے دینے کی وصیت کیجائے) کی طرف دو شرطون کے ساتھ منتقل ہوتا ہے ایک موت موصی (وصیت کرنے والا) دوسرے قبول موصی له اور فقط موت موصی سے علی الاظہر منتقل نہین ہوتا اور اگر موصی له قبل وفات موصی قبول کرے تو جائز ہوگا اور بعد وفات کے قبول کرنے مین اسکو کام زائد ہے اگرچہ قبول وفات موصی سے متاخر ہو جبتک کہ موصی له نے انکار نکیا ہو پس اگر موصی کی حیات مین قبول سے انکار کرے تو جائز ہے کہ بعد اوسکی وفات کے قبول کرلے کیونکہ انکار سابق کے لیے کوئی حکم نہین ہے ہان اگر موت موصی کے بعد قبول کرنے سے قبل انکار کرے تو وصیت باطل ہوجائیگی اور اسیطرح اگر قبضہ کرنے کے بعد اور قبول کرنے سے قبل انکار کرے تب بھی وصیت باطل ہوگی اور اگر موت و قبول کے بعد اور قبضہ کے قبل انکار کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ وصیت باطل ہوجائیگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ باطل نہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے لیکن اگر قبول و قبضہ دونون کے بعد انکار کرے تو اجماعاً باطل نہوگی اسلیے کہ انکار سے قبل ملک کا تحقق اور استقرار ہوچکا ہے اور اگر موصی له بعض موصی بہ (وہ مال جسکے ساتھ اوسکے لیے وصیت کی گئی ہو) کو قبول کرے اور بعض سے انکار کرے تو وصیت فقط اوتنے ہی مال مین صحیح ہوگی جسکو قبول کرچکا ہے اور اگر موصی قبول کرنے سے پہلے مرجائے تو اوسکا وارث قبول ور

وصیت مین اوسکا کام منہا مجہا جائیگا **فرع** اگر کسی کنیز اور اوسکے حمل کے ساتھ وصیت کرے اور
موصی لہ اوس کنیز کا شوہر ہو اور وہ کنیز اسی شوہر سے حاملہ ہو اور شوہر اوسکا قبول قبول مرجائے
تو اختیار قبول وسکے وارث کی طرف منتقل ہوگا پس اگر وارث اوسکا قبول کرلے تو اس مولود
(فرزند) کا بھی مالک ہوگا بشرطیکہ یہ وارث ان لوگون مین سے ہو جو اوسکے مالک ہوسکتے ہین اور
یہ مولود (لڑکا یا لڑکی) موصی لہ پر آزاد نہوگا اسلیے کہ وہ اپنے مرنے کے بعد مالک نہین ہوا اور
اپنے باپ کا وارث نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکے وارث کا مملوک ہوچکا ہے البتہ اگر وہ مولود اون
لوگون مین سے ہو جو وارث پر آزاد ہو جاتے ہین اور وارث دو یا زائد ہون تو ایسی صورت
مین وہ بھی اون ورثہ کے ساتھ میراث بانٹنے مین شریک ہو جائیگا اسلیے کہ وہ قبل قسمت آزاد
آزاد ہوچکا ہے اور کسی معصیت مین وصیت کرنا صحیح نہین ہے پس اگر کسی مال کے ساتھ معابد نصاری
و یہود کے لیے وصیت کریگا تو باطل ہوگی اور اسیطرح اگر اون کتابون کی کتابت (لکھنا) کے
لیے وصیت کرے جو اب توریت و انجیل کہلاتی ہین یا کسی ظالم کی اعانت کرنے مین وصیت
کرے تب بھی باطل ہوگی اور وصیت موصی کیطرف سے عقد جائز ہے جبتک کہ وہ زندہ ہے خواہ
وصیت بمال ہو یا بولایت اطفال خورد سال پس اگر موصی وصیت کو باطل کرنا چاہے تو ہر وقت
باطل کرسکتا ہے خواہ بلفظ صریح فسخ کرے جیسے رجعت یا فسخت (مین نے رجوع کی یا وصیت
کو فسخ کیا) کہے یا ایسے امور واقع کرے جو وصیت کے خلاف ہون پس اگر مال موصی بہ (وہ مال جسکے
ساتھ وصیت کی ہے) کو بیچ ڈالے یا اوسکے بیچ ڈالنے کی وصیت کرے یا کسی دوسرے شخص کو ہبہ
کرے اور اوسپر قبضہ دلادے یا اوسکو رہن (گرو) کرے تو وصیت سے رجوع شمار کیا
جائیگا اور بعض اگر مال موصی بہ مین ایسا تصرف کرے جو اوسکو مسمی سے خارج کردے تو یہ تصرف بھی
داخل رجوع ہوگا مثلاً گیہون کی وصیت کرنیکے بعد اوسکو پسوا ڈالے یا آرد گندم کو بعد وصیت خمیر کر ڈالے

یا اوسکی روٹی پکلے اور اسیطرح اگر کسی روغن کے ساتھ وصیت کرے اور پھر اوسکو ایسے روغن مین مخلوط کرے جو اوس سے بہتر ہو یا گیہون کے ساتھ وصیت کرے بعد ازان اوسکو اور گیہون مین ایسا ملا دے کہ تمیز باقی نہ رہے لیکن اگر کسی روٹی کی وصیت کرے بعد ازان اوسکو ریزہ ریزہ کر ڈالے تو رجوع صادق نہ آیگا اور وصیت باطل نہوگی

دوسری فصل موصی کے بیان مین

موصی مین کمال عقل اور حریت (آزاد ہونا) ضروری ہے پس وصیت مجنون صحیح نہوگی اور اسیطرح اوس طفل کی بھی وصیت صحیح نہوگی جبکا سن دس سال سے کم ہو ہان طفل دہ سالہ کی وصیت وجوہ بر و خیر مین علی الاشہر مطلقاً جائز ہے خواہ اپنے اقارب کے لیے وصیت کرے یا اورونکے لیے بشرطیکہ بصیرت رکھتا ہو (صاحب تمیز ہو) اور بعض علماء نے طفل ہشت سالہ کی وصیت کو بھی صحیح فرمایا ہے لیکن جو روایت کہ اس قول کا مستند ہے وہ شاذ ہے اور اگر موصی اپنے نفس کو عمداً (قصداً) اسطرح زخمی کرے کہ جس مین اوسکی ہلاکت ہو اور پھر وصیت کرے تو وصیت اوسکی مقبول نہوگی اور اگر بعد وصیت اپنے تئین ہلاک کریگا تو وصیت مقبول ہوگی اور ولایت اطفال کے ساتھ وصیت کرنا سوائے اب جد (باپ دادا) کے اور کسی شخص سے صحیح نہین ہے اور ماں کو ولایت نہین ہے اور اوسکی وصیت بھی اطفال پر صحیح نہوگی اور اگر اطفال کے لیے کسی مال کے ساتھ وصیت کرے اور کوئی وصی قائم کر دے تو اوس وصی کا تصرف اوسکے اصل ترکہ مین اور اون حقوق کے نکالنے مین جو ابر ثابت مین صحیح ہوگا اور اولاد پر وصیت اوسکی نافذ نہوگی

تیسری فصل موصی بہ (وہ مال جسکے ساتھ وصیت کیجائے) کے بیان مین اور اسمین کئی مطلب ہین

پہلا مطلب متعلق وصیت کے بیان مین

متعلق وصیت یا عین مال ہے یا منفعت اور بہر تقدیر اوسکا مملوک ہونا یعنے ایسی قسم ہونا جسکا مسلمان مالک ہو سکتا ہے صحت وصیت مین شرط ہے پس شراب اور خنزیر اور کلب ہراش (سگ ہرزہ گرد) کے ساتھ وصیت کرنا صحیح نہین ہے اور اسیطرح ہر اوس چیز کے ساتھ بھی

وصیت صحیح نہین ہو جس مین کوئی نفع معتد بہ نہو جیسے ایک دانہ گندم ہو رمقدار اوس مین مال یا منفعت کی جس مین کہ وصیت نافذ ہوتی ہو فقط ثلث مال یا اوس سے کم ہے پس اگر ثلث مال سے زائد کی وصیت کریگا تو فقط زائد از ثلث مین وصیت باطل ہوگی البتہ اگر ورثہ اجازت دین تو صحیح ہوگی اور اگر ورثہ میت دو یا زائد ہون اور اونمین سے بعض اجازت دین تو اونکا جسقدر حصہ زیادتی مین ہوگا اوسقدر مین اجازت اونکی نافذ ہوگی اور وارث کی اجازت بعد وفات موصی معتبر ہو اور آیا قبل وفات بھی صحیح ہو یا نہین اسمین دو قول ہین مشہور ان دونون مین یہ ہو کہ وہ صحیح ہو اور وارث کی طرف سے لازم ہو اور جبکہ وارث کی اجازت بعد وفات موصی حاصل ہو تو یہ اجازت فعل موصی کا نفوذ سمجھا جائیگا اور وارث کی طرف سے عطیہ ابتدائی نہ سمجھا جائیگا پس صحت اوسکی قبضۂ موصی لہ پر موقوف نہوگی اور عمل کرنا اوس چیز پر کہ جسکو موصی نے مقرر کیا ہو واجب ہو بشرطیکہ خلاف شرع نہو اور ثلث کا اعتبار وقت وفات ہو نہ وقت وصیت پس اگر کسی مال کی وصیت کرے اور وقت وصیت خوشحال ہو اور عند الوفات تنگدست ہو جائے تو اوسکی خوشحالی کا اعتبار ساقط ہو جائیگا اور اسیطرح اگر وقت وصیت فقیر ہو پھر عند الوفات خوشحال ہو جائے تو اوسکی خوشحالی کا اعتبار ہوگا اور اگر موصی کو وصیت کے بعد کوئی شخص قتل یا زخمی کر ڈالے تو اوسکی وصیت اوسکے ثلث متروکہ اور دیت اور ارش جراحت مین نافذ ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنے کل متروکہ یا بعض کے ساتھ مضاربہ کرنے کی کسی انسان کو اس شرط پر وصیت کرے کہ جو نفع حاصل ہو وہ اوسمین اور موصی کے ورثہ مین برابر تقسیم ہوا کرے تو یہ وصیت صحیح ہو جائیگی اور بعض علما نے مال موصی بہ کے بقدر ثلث یا کمتر ہونے کو اس صورت مین بھی شرط کیا ہو لیکن پہلا حکم روایت مین وارد ہو اور اگر واجب اور غیر واجب دونون کے ساتھ وصیت کرے پس اگر ثلث مین گنجائش ہو تو سب پر عمل کیا جائیگا اور اگر ثلث سے کم ہو اور ورثہ

اجازت نہ دین تو بقدر واجب اصل مال سے نکالا جائیگا اور باقی ثلث سے اور اخراج مین اہم فالاہم سے ابتدا کیجائیگی اور اگر کل غیر واجب ہوے تو اول فالاول سے ابتدا کیجائیگی یہانتک کہ ثلث مال ختم ہو اور اگر ایک شخص کے لیے ثلث مال کی اور دوسرے کے لیے ربع مال کی اور تیسرے کے لیے سدس مال کی وصیت کرے اور ورثہ اجازت نہ دین تو فقط اول کو ثلث مال دلوایا جائیگا اور باقی کے لیے وصیت باطل ہو جائیگی اور اگر ثلث مال کی وصیت ایک شخص کے لیے کرے اور پھر ثلث مال کی دوسرے شخص کے لیے تو پہلے شخص سے دوسرے کی طرف رجوع سمجھی جائیگی اور اگر اول مشتبہ ہو جائے تو قرعہ سے نکالا جائیگا اور اگر اپنے کل غلامون اور کنیزون کے آزاد کرنے کے ساتھ وصیت کرے تو اوسکے غلامون اور کنیزون مین سے ہر وہ شخص داخل وصیت ہوگا جسکا کہ وہ مالک ہو خواہ تنہا اوسکا مالک ہو یا کسی دوسرے کا شریک ہو لیکن صورت شرکت مین فقط اسی کا حصہ آزاد ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اسکے شریک کے حصہ کی اوپر قیمت قائم کیجائیگی اگر ثلث مال اسکی گنجائش رکھتا ہو ورنہ اوتنے ہی غلام آزاد ہونگے جتنے کی اوسکا ثلث مال گنجائش رکھتا ہو اور اس قول کے موافق ایک روایت ضعیفہ بھی وارد ہوئی ہو اور اگر ایک شے کے ساتھ دو شخصون کے لیے وصیت کرے اور مال موصی بہ ثلث سے زائد ہو اور ورثہ اجازت نہ دین تو اون دونون کو بقدر ثلث دیا جائیگا اور باقی مین وصیت باطل ہوگی اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک کے لیے بترتیب کچھ مال معین کرے تو عطیہ اول کے ساتھ ابتدا کیجائیگی اور نقصان دوسرے پر واقع ہوگا اور اگر اپنے نصف مال کے ساتھ وصیت کرے اور ورثہ موصی اجازت دین اور بعد ازان مدعی ہون کہ ہمکو اوسکا قلیل ہونا مظنون تھا اسلیے اجازت دی تھی تو اونکا قول قبول کر لیا جائیگا اور زائد پر قسم لیجائیگی ورنہ تردد ہو لیکن اگر غلام یا مکان کے ساتھ وصیت کرے اور ورثہ موصی اجازت دینے کے بعد یہ دعوی کرین کہ ہم مال موصی بہ کو بقدر ثلث متروکہ پاکتے

زاید گمان کرتے تھے تو اونکا دعویٰ قابل التفات نہوگا اسلیے کہ بیان اوس شی پر اجازت واقع ہو ہی جو اونکو معلوم تھی اور اگر موصی اپنے ثلث مال شائع کے ساتھ وصیت کرے تو موصیٰ لہ کو ہر شی کا ثلث دیا جائیگا اور اگر کسی ایسی شی معین کے ساتھ وصیت کرے جو بقدر ثلث ہو تو وفات موصی کے بعد اوسکا مالک موصی لہ ہو جائیگا اور اوسمین ورثہ کو کوئی محل اعتراض نہوگا اور اگر موصی کا کچھ مال غائب ہو تو موصی لہ کو عین موجود سے اوسقدر دلایا جائیگا جسقدر کی کہ مال حاضر کا ثلث گنجائش رکھتا ہو اور باقی مین مال غائب کا انتظار کیا جائیگا اسلیے کہ مال غائب معرض تلف میں ہے **فرع** اگر کوئی شخص ثلث غلام کے ساتھ وصیت کرے بعد ازان اوسکے دو ثلث کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو وصیت ثلث باقی مین نافذ ہو گی تاکہ حتی الامکان وصیت پر عمل ہو جائے اور اگر ایسی شی کے ساتھ وصیت کرے جسکا نام حلال و حرام دونون پر واقع ہوتا ہو تو اوس سے فقط حلال ہی مراد لیجائیگی تاکہ مرد مسلم قصد حرام سے محفوظ رہے مثلاً کسی شخص کے پاس عود لہو اور عود حرب دونون قسم کے عود موجود ہون اور اونمین سے ایک عود (رباب جو باجہ کی قسم ہے) کے ساتھ وصیت کرے اور اگر اوسکے پاس سوائے عود لہو کے کوئی دوسرا عود موجود نہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وصیت باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ وصیت صحیح ہوگی اور صفت محرمہ کو اوس سے دور کرنا ضرور ہوگا ہان اگر اوسمین کوئی منفعت سوائے حرام کے نہو تو وصیت باطل ہوگی اور سکھائے ہوئے کتے جنکا مسلمان مالک ہو سکتا ہے اوسکے ساتھ وصیت کرنا صحیح ہے جیسے سگ شکاری و سگ ماشیہ و سگ حائط و سگ زراعت **دوسرا مقام** وصیت مبہمہ کے بیان مین جو شخص اپنے مال مین سے کسی جزء غیر معین کے ساتھ وصیت کرے تو اوسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین مشہور اون دونون مین یہ ہے کہ جزء سے عشر متروکہ (متروکہ کا دسوان حصہ) مراد ہوگا اور ایک روایت مین ثلث متروکہ کا ساتوان حصہ

منافی نہیں ہے پس مخالفت ہے وقین اجماع میں تاوقتیکہ ۱۲ فصل بعض شروح

۴

[illegible]

وارد ہوا ہو اور اگر ایک سہم کے ساتھ وصیت کرے تو اوس سے آٹھوان حصہ مراد ہوگا اور اگر شی کے ساتھ وصیت کرے تو چھٹا حصہ مراد ہوگا اور اگر وصیت کرے کہ میرا مال کسی جہت مین صرف کیا جائے تو وجوہ بر و خیر مین صرف کیا جائیگا او بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ مال میراث ہو جائیگا اور اگر کسی تلوار معین کے ساتھ وصیت کرے اور وہ اپنے نیام مین رکھی ہو تو اوسکا نیام اور زیور بھی وصیت مین داخل ہوگا اور اسی طرح اگر کسی صندوق کی وصیت کرے اور اوسمین کپڑے رکھے ہون یا کسی کشتی کی وصیت کرے اور اوسمین متاع موجود ہو یا کسی جراب (بروزن کتاب ایک قسم کا ظرف ہو جو جلد گوسفند سے بنایا جاتا ہی) کے ساتھ وصیت کرے اور اوسمین کوئی قماش (متاع) موجود ہو تو ان جملہ صورتون مین ظرف مع اپنے مظروف کے داخل وصیت ہوگا اور اسمین ایک قول اور ہی جو بعید ہو اور اگر اپنے بعض ترکے سے اولاد کے اخراج (نکالدینا) کی وصیت کرے تو صحیح ہنوگی اور آیا یہ کلام اوسکا محض لغو ٹھرایا جائیگا یا نہین اسمین تردد ہی بعض علما قائل ہوئے ہین کہ باطل ہوگا او بعض علما قائل ہوے ہین کہ یہ کلام اوس وصیت کے قائم مقام سمجھا جائیگا جسمین تمام مال کی وصیت سوائے بعض اولاد کے کی گئی ہو کہ محض ثلث مین نافذ ہوگی اور جسکو خارج کیا ہو اوسکو باقی مال مین سے بطور میراث حصہ دیا جائیگا لکن قول اول اقرب اور خالی از وجہ نہین ہو اور بنا بر ایک روایت اور بھی وارد ہوئی ہو جو متروک العمل ہو اور اگر کسی ایسی لفظ مجمل کے ساتھ وصیت کرے جسکی تفسیر شرع مین وارد نہین ہوئی تو اوسکی تفسیر مین وارث کی طرف رجوع کیجائیگی مثلاً موصی کہے کہ فلان شخص کو میرے مال مین سے ایک خط یا قسط یا نصیب یا قلیل یا جزیل دیا جائے اور اگر کہے کہ فلان شخص کو میرے متروکے سے مال کثیر عطا کیا جائے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اسی درہم دئیے جائینگے جسطرح کہ نذر مین دئیے جاتے ہین او بعض نے فرمایا ہو کہ یہ تفسیر نذر ہی کے ساتھ مخصوص ہوگی تاکہ مقام نقل ہی پر اقتصار رہے اور ثلث مال سے کم کے ساتھ وصیت

الطرف الثالث في احكام الوصية

افضل ہو یعنی کہ ربع مال کی وصیت ثلث سے افضل ہو اور خمس مال کی ربع سے تفریع جبکہ موصی لہ
کے لیے کوئی شی معین کر دیجاوے اور موصی لہ اسکا دعوی کرے کہ موصی نے اس لفظ سے شی معین مراد
لی ہو اور وارث اسکا انکار کرتا ہو تو وارث کا قول معتبر ہوگا البتہ وارث کو قسم دیجائیگی بشرطیکہ موصی لہ
علم وارث کا دعوی کرتا ہو والا قسم کی ضرورت نہوگی تتمہ اتمام احکام وصیت کے بیان مین
اگر کوئی شخص دو مختلف وصیتین یکے بعد دیگرے واقع کرے (مثلاً اپنے چوتھائی مال کی زید کے لیے
وصیت کرے اور پھر اوسی مال کی عمر کے لیے بھی وصیت کرے) تو اخیر پر عمل کیا جائیگا اور اگر کسی کنیز
کے حمل کی وصیت کرے اور وہ حمل چھ ماہ (جو اول مدت حمل ہی) سے کم مدت مین پیدا ہو تو
وصیت صحیح ہو جائیگی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکا وقت وصیت موجود ہونا واضح ہو اور اگر وقت
وصیت سے دس ماہ (جو بقول اقصائے مدت حمل ہی) کے بعد پیدا ہو تو وصیت صحیح نہوگی اسلیے کہ
اس صورت مین اوسکا وقت وصیت معدوم ہونا واضح ہو اور اگر چھ مہینے اور دس ماہ کے
اندر پیدا ہوا اور وہ کنیز کوئی آقا اور شوہر اپنا نرکھتی ہو (مثلاً اوسے ایسے شخص نے جدا کیا ہو
جسکو اوس سے وطی کرنا مباح تھا) تو وہ حمل موصی لہ کا مال ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکا
قبل وصیت موجود ہونا ظاہر ہو اور اگر اوس کنیز کے لیے شوہر یا آقا ہو تو حمل موصی لہ کے
مال ہونے کا حکم نہ کرینگے اسلیے کہ احتمال ہو کہ وقت وصیت موصی کو حمل ہونے کا توہم ہوا ہو
اور در اصل بعد وصیت حادث ہوا ہو اور اگر موصی کہے کہ اس کنیز کے شکم مین لڑکا ہو تو اوسکو
دو درہم دیے جائین اور اگر لڑکی ہو تو ایک درہم دیا جائے پس اگر لڑکی اور لڑکا دونون پیدا
ہون تو اون دونون کو تین درہم دیے جائینگے ہان اگر یہ کہے کہ اس حمل کو جو اسکے شکم مین ہی
اگر لڑکا ہو تو دو درہم اور اگر لڑکی ہو تو ایک درہم دیا جائیگا اور پھر لڑکی اور لڑکا دونون
پیدا ہون تو اون دونون کو کچھ نہ دیا جائیگا اسلیے کہ یہ صورت عبارت موصی سے خارج ہو اور

حمل کنیز یا چوپایہ یا درخت کے ساتھ وصیت کرنا صحیح ہے جسطرح کہ مکان میں رہنے کے ساتھ صحیح ہے اور اگر غلام کی خدمت اور باغ کے ثمر یا مکان کی سکونت وغیرہ کے ساتھ وصیت کرے خواہ مدت معین کرے یا نہ کرے تو منفعت کی قیمت لگائی جائیگی پس اگر ثلث ترکہ میں اوس قیمت کی گنجائش ہو فبہا والا موصی لہ کو اونتی ہی منفعت کا استحقاق ہوگا جو ثلث مال میں حاصل ہو سکتی ہو اور اگر اپنے غلام کی خدمت کے ساتھ ایک مدت معین تک وصیت کرے تو اوس غلام کا نفقہ ورثہ موصی کے ذمہ ہوگا اسلیے کہ نفقہ تابع ملک ہے پس موصی لہ کو اوسکی منفعت میں ایسا تصرف کرنا صحیح ہوگا جو عین مال کو مضر نہو اور ورثہ کو اوس غلام کے بیچ ڈالنے یا آزاد کرنے کا اختیار رہیگا اور ورثہ کے اس تصرف سے موصی لہ کا حق باطل نہوگا اور اگر کسی شخص کے لیے کمان کی وصیت کرے تو قوس نشاب (کمان فارسی) اور قوس نبل (کمان عربی) اور قوس حسبان (ایک قسم کی کمان ہے جسکے تیر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ایک مشت میں جمع کرکے ایک ہی دفعہ پھینکے جاتے ہیں اور وہ تیر اپنی تیزی سے جس شی پر گذرتے ہیں اوسکو زخمی کر دیتے ہیں) اسمیں داخل ہونگی پس موصی لہ کو ان تینوں کمانوں میں سے ایک کمان دیجائیگی ہان اگر قرینہ سے علاوہ کمانہائے متعارفہ کے کوئی اور کمان مراد ہو تو وہی دیجائیگی اور اگر کوئی لفظ اشیاء متعددہ پر بالسویہ صادق آتا ہو (مثلا متواطی ہو) تو ورثہ کو اون میں سے ایک کے مقرر کرنے کا اختیار ہوگا لیکن اگر موصی کہے کہ فلان شخص کو میری کمان دیدو اور اوسکے پاس سوائے ایک کمان کے اور نہو تو وہی کمان مراد لیجائیگی کسی جنس کی ہو اور اگر اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے ایک شخص کے ساتھ وصیت کرے تو اوسکے معین کرنے میں ورثہ کو اختیار ہوگا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا عیب دار ہو یا بے عیب اور اگر وفات موصی کے بعد اوسکے سب غلام مر جائیں اور فقط ایک باقی رہجائے تو حق موصی لہ اسی میں منحصر ہو جائیگا اور اگر ایک بھی باقی نہ رہے تو وصیت باطل ہوگی اور اگر قتل کر ڈالے

جائین تو وصیت باطل ہوگی اور ورثۂ موصی کو اختیار ہوگا کہ اوسمین سے موصیٰ لہ کے لیے جسکو چاہین
مقرر کرین اور اوسکی قیمت دیدین بشرطیکہ قیمت نے انکی طرف عود کیا ہو ورنہ موصیٰ لہ اوس قیمت
کا قاتل سے مطالبہ کریگا اور وصیت دو مسلمان عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے
اور اگر مسلمانون مین سے کوئی عادل موجود نہو تو عند الضرورت اہل ذمہ کی شہادت بھی
مقبول ہوگی بشرطیکہ وہ اپنے مذہب مین عادل شمار کیے جاتے ہون اور مال کی شہادت
مین عدل واحد کا قول بھی مع قسم مقبول ہے اور اسیطرح ایک عادل اور دو ثقہ عورتون کا قول
بھی مقبول ہے اور ایک عورت کی شہادت اوس چیز کی ربع مین قبول کیجائیگی جسکی کہ اوسنے شہادت
دی ہے اور دو عورتون کی شہادت نصف مین اور تین کی تین ربع مین اور چار کی پوری شے مین
مقبول ہوگی لیکن وصیت ولایت فقط عدلین (دو شاہد) کے قول سے ثابت ہوتی ہے اور عورتون
کی شہادت کا یہان پر اعتبار نہین ہے اور آیا وصیت بالولایت مین ایک شاہد کی شہادت مع قسم مقبول
ہوگی یا نہین اسمین تردد ہے اظہر منع ہے اور اگر کوئی شخص اپنے دو غلامون کو اپنی کنیز کے حمل کا
شاہد کرے کہ یہ حمل مجھسے ہے اور پھر مرجائے اور وارث موصی اون دونون کو آزاد کردے
بعد ازان وہ دونون غلام شہادت دین تو مقبول ہوگی اور وہ مولود آزاد سمجھا جائیگا
اور معلوم ہوجائیگا کہ جس شخص نے ان دونون غلامون کو آزاد کیا تھا وہ دراصل وارث موصی
نہ تھا لیکن اس مولود کو اون دونون کا مملوک کرنا (بندہ بنانا) بنابر ایک قول کے جائز نہین ہے اور
بنابر ایک قول کے مکروہ ہے اور یہی اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور شہادت وصی جس چیز
مین کہ وہ وصی ہے مقبول نہین ہے اور اسیطرح اوس چیز مین بھی شہادت اوسکی مقبول نہوگی جسمین خود
اسکا کوئی نفع ہو یا اسکو کوئی ولایت حاصل ہوجائے پس اگر وہ شخص مال معین کے خارج کرنے
مین وصی ہو اور ایسی شہادت اداکرے جسکی وجہ سے وہ مجموع مال ثلث متروکہ سے نکالا جائے

تواوسکا قول مقبول ہوگا اور اس مقام پر چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے کل غلامون کے آزاد کرنے کے ساتھ وصیت کرے اور ورثہ اجازت نہ دین اور اونکے سوا کوئی مال نرکھتا ہو تو اونکا ثلث قرعہ سے آزاد کیا جائیگا اور اگر یکے بعد دیگرے اونکے آزاد کرنے کی وصیت کی ہو تو اول فالاول موافق ترتیب کے آزاد کیا جائیگا یہانتک کہ ثلث ترکہ ختم ہو جائے اور باقی مین وصیت باطل ہوگی اور اگر اپنے غلامون مین سے کسی عدد معین کے آزاد کرنے کی وصیت کی ہو تو وہ عدد قرعہ سے نکالا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ ورثہ کو اس عدد کے معین کرنے مین اختیار ہوگا اور قرعہ سے نکالنا مستحب ہی اور یہ قول خوب ہی **دوسرا مسئلہ** اگر اپنے غلام کو عند الوفات آزاد کرے اور مابعد موت کے ساتھ مقید نہ کرے اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے کوئی مال نہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ پورا غلام آزاد ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ فقط ثلث آزاد ہوگا اور اپنی باقی قیمت اپنے کسب سے بہم پہونچا کر ورثہ کے حوالہ کریگا اور یہی قول اشہر ہو اور اگر اپنی وفات کے وقت ثلث غلام کو آزاد کرے تو باقی کی قیمت مین سعی کریگا اور اگر اوس شخص کے پاس علاوہ اوس غلام کے اور بھی مال ہوگا تو باقی اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد کیا جائیگا۔

تیسرا مسئلہ اگر کسی بندہ مومن (شیعہ) کے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو ایسے ہی بندہ کا آزاد کرنا واجب ہوگا پس اگر ایسا شخص دستیاب نہو تو وہ شخص آزاد کیا جائیگا جو معروف بعداوت اہلبیت علیہم السلام نہو اور اگر کسی غلام کو شیعہ سمجھکر آزاد کرے بعد از ان اوسکا غیر شیعہ ہونا معلوم ہو تو موصی کیطرف سے اوسی کا آزاد کر دینا کافی ہو جائیگا **چوتھا مسئلہ** اگر کسی بندہ کے آزاد کرنے کی قیمت معینہ کے ساتھ وصیت کرے اور بالفعل اوس قیمت مین کوئی بندہ دستیاب ہو تو اوسکا زائد قیمت کے ساتھ خرید کرنا واجب ہوگا اور ایسے بندہ کا انتظار کیا جائیگا جو قیمت معینہ مین خرید کر لیا جائے اور اگر کوئی بندہ قیمت معینہ سے

مسائل الاولى لو اوصى بعتق عبيده وليس له سواهم اعتق ثلثهم بالقرعة ولو رتبهم اعتق الاول فالاول حتى يستوفي الثلث وتبطل الوصية فيمن بقي ولو اوصى بعتق عدد مخصوص من عبيده استخرج ذلك العدد بالقرعة وقيل يجوز للورثة ان يتخيروا بقدر ذلك العدد والقرعة على الاستحباب وهو حسن الثانية لو اعتق مملوكه عند الوفاة منجزا وليس له سواه قيل عتق كله وقيل يعتق ثلثه ويسعى للورثة في باقي قيمته وهو اشهر ولو اعتق ثلثه سعى في باقي قيمته ولو كان له مال غيره اعتق الباقي من ثلث تركته الثالثة لو اوصى بعتق رقبة مؤمنة وجب فان لم يجد اعتق من لا يعرف بنصب ولو ظنها مؤمنة فاعتقها ثم بانت بخلاف ذلك اجزأت عن الموصي الرابعة لو اوصى بعتق رقبة بثمن معين وجب ...

کم مین دستیاب ہو تو اوسکو خرید کر آزاد کردے اور باقی قیمت اوسکے حوالہ کرے **چوتھی فصل**
موصی لہ کے بیان مین موصی لہ (جسکے لیے وصیت کیجائے) کا وقت وصیت موجود ہونا صحت وصیت مین شرط ہو پس اگر
معدوم ہوگا تو اوسکے لیے وصیت کرنا صحیح نہوگا مثلاً کوئی شخص کسی میت کے لیے وصیت کرے
یا اپنے گمان مین موصی لہ کو موجود جانتا ہو بعد ازان اوسکا وقت وصیت میت ہونا ظاہر ہو
اس صورت مین وصیت باطل ہوگی اور اسیطرح اگر اوس حمل کے لیے وصیت کرے جسکے ساتھ
فلان عورت آئندہ حاملہ ہوگی یا اوس شخص کے لیے وصیت کرے جو آئندہ فلان شخص کی اولاد
مین پیدا ہوگا تب بھی وصیت صحیح نہوگی اور وصیت کرنا اجنبی اور وارث دونون کے لیے
صحیح ہو اور اسیطرح کافر ذمی کے لیے بھی وصیت صحیح ہو اگرچہ اجنبی ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مطلقاً
جائز نہین ہو اجنبی ہو یا نہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر کافر ذمی اہل قرابت سے ہو تو اوسکے
لیے وصیت کرنا صحیح ہو ورنہ باطل اور قول اول اشہر ہو اور کافر حربی کے لیے وصیت ہونے مین تردد
ہو اظہر عدم صحت ہو اور کسی اجنبی کے رقیق یا مدبر یا ام ولد یا اوسکے اوس مکاتب مشروط کے
لیے وصیت کرنا صحیح نہین ہو جسنے مال کتابت مین سے کچھ ادا نکیا ہو اگرچہ اوس غلام کا آقا اجازت
بھی دیدے ہان اگر موصی اپنے رقیق مدبر یا مکاتب یا ام ولد کے لیے وصیت کرے تو صحیح ہوگی اور جس
مال کی اپنے مملوک کے لیے وصیت کی ہو اوسکا غلام مذکور کے ثلث مال سے خارج ہونے کے بعد اعتبار
ہو گا پس اگر مال موصی بہ اوس مملوک کی قیمت کے مساوی ہوگا تو وہ آزاد ہو جاویگا اور مال موصی بہ
کے ورثہ موصی مالک ہونگے اور اگر اوسکی قیمت مال موصی بہ سے کم ہو تو بقدر زیادتی اوسکے حوالہ
کیا جائیگا اور اگر اوسکی قیمت مال موصی بہ سے زائد ہو تو باقی مین ورثہ کے لیے سعی کریگا جبتک کہ
قیمت اوسکی مال موصی بہ سے دوچند نہو ورنہ یہ وصیت باطل ہو جائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ
وصیت مطلقاً صحیح ہوگی اور باقی کے لیے سعی کریگا اور یہ قول خوب ہو اور جبکہ اپنے غلام کے آزاد

واذا اوصی بعتق مملوکه وعلیه دین فان کانت قیمته بقدر الدین مرتین اعتق العبد وسعی فی خمسة اسداس قیمته وان کانت قیمته اقل بطلت الوصیة والوجه ان الدین مقدم علی الوصیة

کرنے کی وصیت کرے اور اوسکے پاس سوائے غلام مذکور کے اور کوئی مال نہو اور مدیون بھی ہو پس اگر اوس غلام کی قیمت مقدار دین سے دو چند ہوگی تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے پانچ سدس مین سعی کریگا جس مین تین سدس قرضخواہ کو اور دو سدس ورثہ کو دیے جائینگے اور اگر اوسکی قیمت مقدار دین سے کم ہو تو وصیت باطل ہو جائیگی اور یہ قول قواعد وصیت کے مخالف ہے اور قواعد کے موافق یہ ہے کہ صورت مذکورہ مین اول دین ادا کیا جائیگا اسلیے کہ دین وصیت پر مقدم ہے اور باقی مین سے ثلث غلام حسب وصیت آزاد کیا جاویگا اور ورثہ و قرضخواہ کے لیے سعی کریگا ہان اگر موصی وصیت بعتق نکرتا بلکہ عتق منجز واقع کرتا تو جو حکم اول مذکور ہوا وہی معین تھا جیسا کہ روایت عبد الرحمن مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہے اور روایت مین عتق کو عتق منجز اور وصیت بالعتق سے عام مراد لینا خلاف ظاہر ہے اور اگر کسی دوسرے شخص کے مکاتب مطلق کے لیے وصیت کرے اور وہ مکاتب مال کتابت مین سے بعض مال کو ادا کر چکا ہو تو اوس وصیت مین سے اوتنے ہی حصہ کی وصیت صحیح ہوگی جتنا کہ آزاد ہو چکا ہے اور اگر انسان اپنی ام ولد کے لیے وصیت کرے تو صحیح ہوگی اور آیا ام ولد وصیت سے آزاد ہوگی یا نصیب ولد (فرزند) سے آزاد کیجائیگی بعض علما نے فرمایا ہے کہ نصیب ولد سے آزاد ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ وصیت سے آزاد ہوگی اسلیے کہ میراث بعد وصیت ہوتی ہے اور اطلاق وصیت کی صورت مین موصی لہم مساوی قرار دیے جائینگے پس جبکہ اپنی اولاد کے لیے وصیت کرے اور اونمین سے بعض اولاد ذکور (مرد) اور بعض اناث (عورتین) ہون تو وصیت مین باہم مساوی شمار کیے جائینگے اور مثل میراث کے ذکور و اناث مین تفاوت نہوگا اور اسیطرح اگر اپنے ماموں اور خالہ یا اپنے چچا اور پھوپھیون کے لیے وصیت کرے اور اگر اپنے ماموں یا چچا دونون کے لیے وصیت کرے تب بھی بنا بر

کتاب الوصایا

مذہب صحیح کے مساوی ہونگی اور اس مقام پر ایک روایت اور وارد ہوئی ہو جسپر عمل متروک ہے
کہ اگر موصی تفصیل کریگا تو عمل اوسپر ضروری ہوگا اور اگر اپنے اہل قرابت کے لیے وصیت کرے
تو اوس سے وہ لوگ مراد ہونگے جو موصی کی نسبت کے ساتھ مشہور ہون اور شاہد اوسپر اہل عرف
ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اہل قرابت سے ہر وہ شخص مراد لیا جائیگا جو اس شخص سے حالت
اسلام مین باپ اور مان کی طرف سے قرابت رکھتا ہو خواہ ادنی ہو خواہ اعلی اور اس قول کا کوئی
شاہد نہین ہو اور اگر اپنی قوم کے لیے وصیت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ وصیت اون لوگون
کے لیے ہوگی جو اسکے ہمزبان ہین اور اگر اپنے اہلبیت کے لیے وصیت کرے تو اوس مین اولاد اور ان
اور باپ اور دادا اور دادی اور نانا اور نانی داخل ہونگی اور اگر اپنے قبیلہ کے لیے وصیت
کرے تو جو لوگ اسکے نسب مین قریب ترین وہ مراد لیے جائینگے اور اگر اپنے ہمسایون کے لیے
وصیت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وہ لوگ مراد ہونگے جنکے مکان اسکے مکان سے چالیس ہاتھ
کا فاصلہ ہر جانب سے رکھتے ہونگے اور سمین ایک قول اور بھی ہو جو بعید ہو اور وصیت اوس حمل کے
لیے بھی صحیح ہو جو وقت وصیت موجود ہو لیکن وصیت کا استقرار اوس وقت سمجھا جائیگا کہ جب وہ حمل زندہ
پیدا ہوا اور اگر مردہ پیدا ہوگا تو وصیت باطل ہو جائیگی اور اگر زندہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے
تو یہ وصیت اوسکے ورثہ کی طرف منتقل ہوگی اور جسوقت کہ کوئی شخص فقرائے مسلمین کے لیے وصیت
کرے تو وہ فقراء مراد ہونگے جو اسکے ہم مذہب ہین اور اگر موصی کافر ہو تو اوسکے ہم مشرب مراد
ہونگے اور اگر کسی انسان کے لیے وصیت کرے اور وہ قبل موصی مر جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہے
کہ وصیت باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ اگر موصی رجوع کرے تو وصیت باطل ہوگی خواہ قبل موت موصی لہ رجوع کی ہو یا بعد اور
اگر موصی نے رجوع نہین کی تو وصیت موصی لہ کے ورثہ کی طرف منتقل ہوگی اور یہ قول اشہر ہو اور
اگر موصی لہ اپنا کوئی وارث نہ چھوڑے تو وصیت موصی کی ورثہ کی طرف رجوع کریگی اور اگر موصی

کہے کہ فلان شخص کو اسقدر مال دیدو اور کوئی مصرف بیان نہ کرے تو وہ مال
موصی لہ کو دیا جائیگا اور اگر وصیت کرے کہ میرا مال فی سبیل اللہ صرف کیا جائے تو
اون اُمور مین صرف کیا جائیگا جن مین اجر و ثواب ہو اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ سبیل اللہ سے
فقط جہاد مراد ہوگا اور قول اول اشبہ ہے اور اہل قرابت کے لیے وصیت کرنا سنت ہے وارث ہون
یا نہون اور اگر اقرب کے لیے وصیت کرے تو موافق میراث کے الاقرب فالاقرب باعتبار مرتبہ کے
مراد ہوگی اور ابعد کو اقرب کے ساتھ نہ دیا جائیگا **پانچوین فصل** اوصیا کے بیان مین وصی مین
عقل اور اسلام معتبر ہے اور عدالت کے اعتبار مین دو قول ہین بعض علما نے اعتبار کیا ہے اسلیے
کہ فاسق مین صفت امانت نہین ہوتی اور بعض نے اعتبار نہین کیا اسلیے کہ مسلم محل امانت ہے جیسا کہ
وکالت اور ودیعت رکھنے مین امین سمجھا جاتا ہے اور اسلیے کہ وصیت ایسی ولایت ہے جو اختیار
موصی کے تابع ہے پس اوسکے معین کرنے سے متحقق ہو جائیگی ہان اگر کسی عادل کی طرف وصیت کرے
اور وہ وفات موصی کے بعد فاسق ہو جائے تو بطلان وصیت کا قائل ہونا ممکن ہے کیونکہ وثوق
موصی کا اوسکی صلاح کیوجہ سے ہونا محتمل ہے جو زوال صلاح کے بعد باقی نہ رہیگا پس اسوقت مرافعہ
موصی کو حاکم معزول کرکے اوسکی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کریگا اور وصیت کسی غلام کی طرف بدون
اوسکے آقا کی اجازت کے جائز نہین ہے اور وصیت تنہا نابالغ کی طرف صحیح نہین ہے ہان بالغ
کے ساتھ شریک کرکے صحیح ہے لیکن قبل حصول بلوغ تصرف نہین کرسکتا اور اگر دو شخصون کی طرف
وصیت کرے کہ ایک ان دونون مین صغیر ہو تو تنہا کبیر تصرف کرسکتا ہے جبتک کہ صغیر بالغ
نہو اور جب بالغ ہو جائے تو کبیر کو تنہا تصرف کرنا جائز نہوگا اور اگر صغیر مر جائے یا حالت فساد
عقل مین بالغ ہو تو بالغ عاقل کو وصیت کے ساتھ تفرد رہیگا اور حاکم کی مداخلت صحیح نہوگی
اسلیے کہ میت کے لیے وصی مستقل موجود ہے اور اگر بالغ تصرف کرے اور پھر صغیر بھی بالغ ہو جائے

تو اس صغیر کو بعد بلوغ کبیر کے اون تصرفات مین تعرض صحیح نہوگا جو اسکے بالغ ہونے سے پہلے کر چکا ہے جبتک کہ کوئی تصرف اوسکا مقتضائے وصیت کے مخالف نہو اور کافر حربی کی طرف وصیت جائز نہین ہے اگرچہ اہل قرابت سے بھی ہو ہان کافر اپنے مثل کیطرف وصیت کر سکتا ہے اور عورت کی طرف وصیت کرنا صحیح ہے جبکہ شرائط مجتمع ہون اور اگر دو شخصون کی طرف وصیت کرے تو اون دونون مین سے ہر ایک کو تنہا تصرف کرنا جائز نہوگا خواہ اونکے اجتماع کو شرط کرے یا نہ کرے اور اگر ان دونون مین اختلاف ہو تو جو تصرف ہر ایک تنہا کریگا وہ نافذ نہوگا ہان اگر ایسا ضروری فعل ہو کہ جسکے بدون چارہ نہو جیسے یتیم کا کھانا اور کپڑا تو صحیح ہو جائیگا اور حاکم شرع ان دونون کو اجتماع پر مجبور کریگا اور اگر اجتماع ان دونون کا دشوار ہو تو حاکم کو اونکی جگہ کسی دوسرے شخص کا مقرر کر دینا جائز ہوگا اور اگر حاکم ان دونون مین مال موصی بہ (جس مال کے ساتھ وصیت کی گئی ہو) کو تقسیم کر دے تو جائز نہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص بیمار یا عاجز ہو جائے تو حاکم شرع اسکے لیے کوئی معین (مددگار) معین کریگا ہان اگر ان دونون مین سے ایک شخص مرجائے یا فاسق ہوجائے تو حاکم کو دوسرے کے ساتھ (جو زندہ ہے) کسی اور شخص کا مقرر کرنا صحیح نہوگا اور اوسکو تنہا تصرف کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ جب وصی موجود ہو تو حاکم کی ولایت ساقط ہے اور اسمین تردد ہے اور اگر موصی ان دونون کے لیے تنہا تصرف کرنے کی تصریح کر دے تو ہر ایک کا تنہا تصرف بھی نافذ ہوگا اور اس صورت مین اون دونون کو مال وصیت کا باہم تقسیم کر لینا اور اپنے اپنے حصہ مین تصرف کرنا جائز ہوگا اور موصی لہ کو وصیت سے اوسوقت تک انکار کرنا جائز ہے جبتک کہ موصی زندہ ہو بشرطیکہ انکار اوسکا موصی تک پہونچ جائے اور اگر قبل انکار مر جائے یا بعد انکار مرے لیکن انکار اوسکا موصی تک نہ پہونچا ہو تو اوس انکار کا کوئی اثر نہوگا اور وصیت اس وصی کو لازم ہوگی اور اگر وصی سے عجز ظاہر ہو تو اوسکا کوئی معین

مقرر کیا جائیگا اور اگر وصی سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو حاکم شرع پر اوسکا معزول کرنا واجب ہوگا
اور اوسکی جگہ پر کسی دوسرے امین کو مقرر کریگا اور وصی امین ہی پس جو چیز تلف ہو جائیگی اوسکا ضامن
نہوگا ہاں اگر کوئی تصرف مقتضائے وصیت کے خلاف کرے یا تفریط کرے تو ضامن ہوگا اور اگر
وصی کا میت پر دین ہو تو اوسکو بے اذن حاکم اپنے دین کا اوس مال میت سے وصول کر لینا جائز
ہوگا جو اوسکے قبضہ میں ہی جبکہ وصی کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کے لیے کوئی حجت نہو اور بعض علما
نے فرمایا ہی کہ مطلقًا جائز ہی خواہ اثبات حق پر کوئی حجت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر وصی
اپنے لیے اپنے نفس سے کوئی شی خرید کرے تو اوسکے جواز میں تردد ہی لیکن باشبہ جواز ہی بشرطیکہ
واقعی قیمت پر خرید کرے اور جبکہ وصی کو کسی دوسرے شخص کے وصی مقرر کرنے کی موصی نے اجازت
دی ہو تو اجماعًا جائز ہی اور اگر اجازت نہ دی ہو لیکن منع بھی نہ کیا ہو پس آیا اوسکو وصی مقرر
کرنا جائز ہی یا نہیں اسمین خلاف ہی لیکن اظہر عدم جواز ہی اور اوسکے بعد حاکم شرع ناظر رہیگا اور
اگر کوئی انسان مر جائے اور کوئی وصی اوسکا نہو تو اوسکے ترکہ میں حاکم شرع ناظر ہوگا اور اگر
کوئی حاکم شرع وہاں نہو تو مومنین میں سے اوس شخص کو ناظر ہونا جائز ہوگا جسپر وثوق حاصل ہو اور
اسمین تردد ہی اور اگر اپنی اولاد کے مال میں کسی اجنبی کو ناظر رہنے کی وصیت کرے اور اوسکا
باپ موجود ہو تو صحیح نہوگی اور یتیم کی ولایت اوسکے دادا کو حاصل ہوگی نہ وصی کو اور بعض علما
نے فرمایا ہی کہ یہ وصیت فقط ثلث ترکہ اور ادائے حقوق میں صحیح ہوگی اور جسوقت کہ کسی شی معین
میں ناظر رہنے کے ساتھ وصیت کرے تو ولایت اوسکی اوسی شی معین سے مخصوص ہوگی اور غیر میں
تصرف صحیح نہوگا اور مثل اوس وکیل کے سمجھا جائیگا جو کسی شی معین میں وکیل کیا گیا ہی کہ اختیار اوسکی وکالت
کا اسی شی معین پر رہیگا اور اس مقام پر تین مسئلے ہیں **پہلا مسئلہ** جو صفات کی رعایت وصی میں
لازم ہی اونکا اعتبار وقت وصیت ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ وقت وفات ہی پس اگر نابالغ کو

وصی مقرر کرے اور وہ بالغ ہو جائے بعد ازان موصی مرجائے تو وصیت صحیح ہوگی اور یہی کلام حریت و عقل مین بھی جاری ہو اور قول اول اشبہ ہو دوسرا مسئلہ موصی کو ہر اوس شخص پر وصیت کرنا صحیح ہو جسپر اوسکو ولایت شرعیہ حاصل ہو جیسے بیٹا اور پوتا بشرطیکہ صغیر ہون پس اگر اپنی اوس اولاد پر وصیت کرے جو بالغ عاقل ہو یا اپنے باپ یا اور اقارب پر وصیت کرے تو نافذ نہوگی اور اگر اپنی وصیت مین اوس مال پر کسی شخص ناظر کو مقرر کرے جو اونکے لیے چھوڑا ہے تو اوس وصی کو مال مذکور یا اوسکے ثلث مین تصرف کرنا صحیح نہوگا ہان اگر اپنے حقوق کے خارج کرنے مین مثل دیون اور صدقات کے وصی مقرر کرے تو وصیت صحیح ہوگی تیسرا مسئلہ جو شخص مال یتیم کے لیے ولی شرعی ہو اوسکو مال یتیم سے اوسکے مال مین ناظر بننے کے مقابل اجرۃ المثل کا لے لینا جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ بقدر کفایت لے سکتا ہو اور بعض نے فرمایا ہو کہ اجرۃ المثل اور قدر کفایت مین جو مقدار کم ہو اوسکا لینا صحیح ہوگا لکن قول اول اظہر ہو چھٹی فصل لواحق کے بیان مین اور اسمین دو قسمین ہین پہلی قسم اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کسی اجنبی کے لیے اپنے بیٹے کے نصیب کے برابر وصیت کرے اور اوسکے ایک ہی بیٹا ہو تو اوسکا بیٹا اور اجنبی اوسکے ترکہ مین شریک ہو جاینگے اور موصی لہ کو نصف متروکہ دیا جائیگا پس اگر وارث اجازت نہ دین تو اوسکو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا اور اگر موصی کے دو لڑکے ہون تو اجنبی کے لیے ثلث کی وصیت ہوگی اور اگر تین لڑکے ہون تو ربع کی وصیت ہوگی اور اس مقام پر ضابطہ یہ ہو کہ وہ اجنبی ایک وارث کے مثل قرار دیا جائیگا پس اگر سہام ورثہ مساوی ہونگے تو اوسکو بھی مثل ایک وارث کے دیا جائیگا اور اگر مختلف ہونگے تو وہ مثل اوس وارث کے قرار دیا جائیگا جسکا سہم کمتر ہو ہان اگر موصی اسکی تصریح کردے کہ اجنبی کو مثل اوس وارث کے حصہ دیا جائے جسکا حصہ اکثر ہو تو اوسکی وصیت کے موافق عمل کیا جائیگا بشرطیکہ ثلث مال سے زائد نہو پس اگر وصی اجنبی کا حصہ مثل

اپنی بیٹی کے قرار دے تو ہمارے نزدیک اوس اجنبی کو نصف متروکہ دیا جائیگا جبکہ مورث کا کوئی
وارث سوا اوس بیٹی کے نہو اور اگر وہ لڑکی اجازت نہ دے تو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا اور
اگر موصی کی دو لڑکیاں ہون تو اجنبی کو ثلث دیا جائیگا کیونکہ مال ہمارے نزدیک فقط دونون
بیٹیون کو دیا جائیگا نہ عصبہ (اقارب پدری) کو پس موصی لہ مثل تیسری بیٹی کے شمار کیا جائیگا اور اگر
موصی کی تین بہنین اخیافی ہون اور تین بھائی علاتی ہون اور اجنبی کیلیے ایک ارث کے حصے کے
برابر وصیت کرے تو وہ مثل ایک بہن کے قرار دیا جائیگا پس اوسکو دس مین سے ایک سہم دیا جائیگا اور
اخیافی بہنون کو تین اور علاتی بھائیون کو چھ سہم دیئے جائینگے اور اگر موصی کی ایک زوجہ اور
ایک بیٹی ہو اور اجنبی کو سہم دختر (بیٹی) کے مساوی مال کی وصیت کرے اور ورثہ اجازت دیدین
تو اجنبی اور بیٹی کو سات سات سہم دیئے جائینگے اور زوجہ کو دو سہم دیئے جائینگے اور اگر رد کر
جائے کہ اوسکی زوجہ کو پندرہ مین سے ایک سہم دیا جائے تو اولی ہوگا اور اگر موصی کی چار زوجہ مین
اور ایک بیٹی ہو اور مثل نصیب ایک زوجہ کے اجنبی کے لیے وصیت کرے تو فریضہ تبتیس
ہوگا پس چارون زوجہ کے سہم چار ہونگے اور اوس اجنبی کو بھی مثل ایک زوجہ کے ایک سہم
دیا جائیگا اور ستائیس سہم بیٹی کو ملینگے اور اگر قائل ہون کہ فریضہ بتیس سے ہو تو اشبہ ہوگا
دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی کے لیے وصیت کرے کہ اوسکو میرے لڑکے کا حصہ دیا جائے
تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ وصیت باطل ہوگی اسلیے کہ یہ دوسرے کے حق کی وصیت ہو
اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگی اور قول مذکور اوس قول کے مثل ہو کہ جس مین نصیب بیٹے
کے مساوی کی وصیت کرنا اور یہی اشبہ ہو اور اگر اوسکا لڑکا قاتل ہو اور اوسکے
نصیب کے مثل کسی کیلیے وصیت کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ وصیت صحیح ہوگی اور
بعض نے فرمایا ہو کہ صحیح نہوگی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکے لیے کوئی نصیب نہین ہے اور یہی قول

اشبہ ہو تیسرا مسئلہ اگر حصہ پسر کے ضعف (دو چند) کی وصیت کرے تو موصی لہ کو نصیب پسر کے دو مثل دیے جائینگے اور اگر اوسکے دو ضعف (دو چند کا دو چند) کی وصیت کرے تو چار مثل دیے جائینگے اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ تین مثل دیے جائینگے اور یہی اشبہ ہو اسلیے کہ اسمین قدر یقینی پر اقتصار ہو اور اسیطرح اگر کہے کہ اوسکے نصیب کے ضعف کا ضعف دیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ فقرا کے لیے ثلث مال کی وصیت کرے اور اوسکا مال بلاد متفرقہ مین موجود ہو تو جائز ہو کہ ہر مقام کا مال اوسی مقام کے فقرا کو دیا جائے اور اگر مجموع مال بلد موصی کے فقرا کو دیا جائے تب بھی جائز ہوگا اور جو فقرا بالفعل شہر مین موجود ہین اونھین کو دینا صحیح ہوگا اور جو لوگ غائب ہین اونکا انتظار واجب نہوگا اور آیا کم سے کم تین فقیرون کو یا زائد کو دینا واجب ہوگا یا نہین بعض علمار نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ اسمین مقتضائے لفظ پر عمل ہو اور اگر کہے کہ اعتقوا رقابا (تم لوگ کچھ بندے آزاد کر دینا) تو تین یا زائد غلامون کا آزاد کرنا واجب ہوگا ہان اگر موصی کا ثلث مال قاصر ہو تو اوسیقدر پر اقتصار کیا جائیگا جسکی ثلث مال گنجائش رکھتا ہو پانچوان مسئلہ جبکہ کسی انسان کے لیے ایک غلام کے ساتھ اور دوسرے کے لیے تمام ثلث کے ساتھ وصیت کرے پھر غلام مذکور مین موصی لہ کے قبضہ پانے سے قبل کوئی عیب حادث ہو جائے تو دوسرے موصی لہ کو غلام کی اوس قیمت کے وضع کرنے کے بعد تمام ثلث دیا جائیگا جو اوسکی قیمت حالت صحت مین تھی اسلیے کہ موصی نے اوسی وقت مین تمام ثلث دوسرے موصی لہ کو دینے کا قصد کیا تھا اور اسیطرح اگر وہ موت موصی کے قبل مر جائے تو جو وصیت غلام سے متعلق تھی وہ باطل ہو جائیگی اور دوسرے موصی لہ کو اتنا مال دیا جائیگا جو غلام کی حالت صحت کی قیمت سے زائد ہوگا اور اگر غلام کی قیمت بقدر ثلث ہوگی تو دوسرے کی وصیت باطل ہوگی چھٹا مسئلہ اگر موصی لہ کو اوسکے باپ کے ساتھ وصیت کیجائے اور وہ وصیت کو

کو قبول کرلے اور موصی لہ بیمار بھی ہو تو اوسپر اوسکا باپ بالاتفاق اصل مال سے آزاد ہوجائیگا اسلئے کہ ثلث مال سے اوس چیز کا اعتبار ہوتا ہو کہ جسکو بیمار اپنی ملک سے خارج کرے اور بیمار نے اوسنے اپنے باپ کو ملک سے خارج نہین کیا بلکہ قبول سے اوسکا مالک ہوگیا بعدہ بہ تبعیت ملک آزاد ہوگیا ہے۔ ساتوان مسئلہ جبکہ موصی لہ کو کسی مکان کے ساتھ وصیت کرے پھر وہ مکان منہدم ہوجائے اور کوئی نشان اوسکا باقی نرہے اور پھر موصی مرجائے تو وصیت باطل ہوجائیگی اسلئے کہ وہ مکان کے نام سے خارج ہوگیا اور اسمین تردد ہو۔ آٹھوان مسئلہ اگر موصی کہے کہ زید کو اور فقرا کو اسقدر مال دیدینا تو زید کو نصف مال کا استحقاق ہوگا اور بعض علما ربع کے قائل ہوے ہین اور قول اول اشبہ ہو۔ دوسری قسم تصرفات مریض کے بیان مین تصرفات مریض کی دو قسمین ہین پہلی قسم وہ تصرفات ہین جو موت پر معلق ہون اور اونکو موجلہ (جنکے لیے کوئی مدت معین ہو) کہتے ہین۔ دوسری قسم وہ تصرفات ہین جو موت پر معلق نہون اور انکو منجزہ کہتے ہین پس تصرفات موجلہ جاجا وصیت کا حکم رکھتے ہین جسکا ذکر ہوچکا ہو اور یہی حکم صحیح کے تصرفات کا بھی ہو اگر بابعد موت کے ساتھ مقرون ہون لیکن مریض کے تصرفات منجزہ جبکہ تبرع (احسان) کے قبیل سے ہون جیسے ہبہ و وقف و عتق کرنا یا بیع بالمحاباۃ (کسی شی کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) پس بعض علمانے فرمایا ہو کہ یہ تصرفات اصل مال مین نافذ ہونگے اور بعض نے فرمایا ہو کہ فقط ثلث مال مین نافذ ہونگے لیکن دونون قائل اس امر پر متفق ہین کہ اگر مریض صحیح و تندرست ہوجائے تو یہ تصرفات جہت وارث سے بھی لازم ہونگے ہان اگر وہ مریض کسی مرض مین مرجائے تو اس صورت مین اختلاف ہو پس اون امراض کا بیان کرنا ضروری ہوا کہ جنمین تصرفات مریض ثلث مال پر موقوف ہین پس ہر وہ مرض کہ جس سے غالباً انسان ہلاک ہوجاتا ہو وہی مرض مخوف مین داخل ہو جیسے تپ دق اور سل اور خون تھوکنا اگرچہ تھوڑا ہو اور سوداوی اور خونی

ورم اور اسہال بدبو اور وہ اسہال جسمین دو دہنیت یا ایسا براز سیاہ و مخلوط ہو جو زمین پر گرنے
کے بعد غلیان پیدا ہو اور اسیطرح مثل امراض مذکورہ کے جس مرض مین ہلاکت ہوتی ہو لیکن وہ
امراض کہ غالب اونمین سلامتی ہو وہ بحکم صحت رکھتے ہین جیسے تپ یومی اور درد سر خواہ مادہ سے
حادث ہو یا غیر مادہ سے اور آشوب چشم اور سلاق (وہ غلاظت ہے جو پلکون مین کسی مادہ ردیہ
اور غلیظہ سے حادث ہوتی ہے جسکی وجہ سے پلکین سرخ ہو جاتی ہین اور کبھی اوس سے آنکھ بھی فاسد
ہو جاتی ہے اور پلکین گر جاتی ہین) اور اسیطرح جن امراض مین دونون احتمال ہون اونکا بھی یہی حکم ہے
جیسے تپ عفن اور زحیر (وہ حرکت ہے جو ورم یا خلط لاذع کیوجہ سے حادث ہوتی ہے) اور
(سوزش گنٹیا وغیرہ)
اورام طبعیہ اور اگر کہا جائے کہ حکم اوس مرض سے متعلق ہوگا کہ جسمین مریض مر جائے خواہ عادۃً
خوفناک ہو یا نہو تو خوب ہو لیکن وقت تیر اندازی لڑائی مین یا دردِ زہ عورت کے لیے اور
تلاطم موج دریا مین پس اسنے یہ حکم متعلق نہوگا مطلب کہ یہ چیزین اطلاق مرض سے خارج ہین اور
یہانپر چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جس وقت کہ مریض ہبہ کرے یا بیع بالمحابات (ثمن مثل سے کم کے
ساتھ بیچنا) واقع کرے پس اگر ثلث مال اوسکی گنجائش رکھتا ہو فبہا والا اول فالاول کے ساتھ ابتدا
کیجائیگی یہانتک کہ ثلث متروکہ پورا ہو جائے اور نقصان اخیر پر ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ بعض تبرعات
منجز اور بعض موجل ہون منجزہ مقدم ہونگے پس اگر ثلث مین باقی کی بھی گنجائش ہو تو نافذ
ہونگے والا جسقدر کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو فقط وہی صحیح ہونگے اور جو زائد عن الثلث ہونگے وہ
باطل ہونگے تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص ایک کُر (جسکی مقدار سات سو صاع ہے اور ایک صاع تقریباً
تین آثار کا ہوتا ہے) گندم کو جسکی قیمت چھ دینار ہون اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے اور کوئی
مال نہو اوس کُر کے ساتھ فروخت کرے جسکی قیمت تین دینار ہون تو محابات اس مقام پر نصف
ترکہ مریض مین نافذ ہوگی جو ثلث ترکہ مین نافذ ہوگی پس اگر سدس کو ورثہ مریض پر رد کرین تو شود

کتاب الوصایا

لازم آئیگا اور تصحیح اوسکی باین طریق ممکن ہو کہ ورثہ پر اونکے کُر کا ثلث رد کیا جائے اور مشتری پر
اوسکے کُر کا ثلث رد کیا جائے پس ورثہ کے پاس مشتری کے کُر کے دو ثلث باقی رہینگے کہ جنکی قیمت
دو دینار ہوگی اور مشتری کے پاس ورثہ کے کُر کا ثلث باقی رہیگا جنکی قیمت چار دینار ہوگی پس مشتری کے
پاس دو دینار فاضل رہینگے جو چھ دیناروں کے ثلث کی مقدار ہے چوتھا مسئلہ اگر مریض اپنے
اوس غلام کو جسکی قیمت دو سو درہم ہو اور کوئی مال سوا اوسکے نہ رکھتا ہو سو درہم کے ساتھ
فروخت کرے اور بیماری سے صحیح ہو جائے تو عقد لازم ہوگا اور اگر مر جائے اور ورثہ اجازت
نہ دین تو نصف غلام مین اوس قیمت کے مقابل بیع صحیح ہوگی جو مشتری نے دی اور مریض کی تہائی
جسکی مقدار غلام کے چھ سہمون مین سے تین سہم ہوئے اور اوسکے دو سدس مین محابات صحیح ہوگی
جسکی مقدار دو سہم ہوئے جو غلام کے چھ سہمون کا ثلث ہے پس مقدار مجموع غلام کے پانچ سدس
ہوئے جو مشتری کو دیئے جائینگے اور ثلث سے زائد مین محابات باطل ہوگی جسکی مقدار سدس
غلام ہے جو ورثہ کی طرف رجوع کریگا اور مشتری کو عقد بیع کی اجازت دینے اور تبعض صفقہ کیوجہ سے
فسخ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری اوس سدس کا عوض دینا چاہے تو ورثہ کو انکار اور
قبول کرنے مین اختیار ہوگا اسلیئے کہ اونکا حق عین غلام سے متعلق ہے پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص
اپنی کنیز کو مرض الموت مین آزاد کرے اور اوس سے عقد کرے اور اوسکے عتق کو اوسکا
مہر مقرر کرے اور اوس سے دخول کرے تو عتق اور عقد دونون صحیح ہونگے اور زن
مذکورہ اوسکی وارث ہوگی اگر ثلث متروکہ سے خارج ہو اور اگر ثلث سے خارج نہو تو جو
اختلاف کہ سابقاً مذکور ہوا یہان بھی جاری ہوگا پس اگر اصل متروکہ سے خروج کے قائل ہون
تو عتق اور عقد دونون صحیح ہونگے اور وارث ہوگی اور اگر ثلث متروکہ سے خروج کے
قائل ہون تو اوس کنیز مین سے اوسقدر حصہ جو بقدر ثلث مال ہے آزاد ہوگا چھٹا مسئلہ اگر زید اپنی کنیز کو آزاد

اور قیمت اوسکی ثلث متروکہ ہو پھر اوسکا دوسرا ثلث مقرر کرے اور دخول کرے اور
پھر مرجائے پس نکاح صحیح ہوا اور مہر مسمّٰی باطل ہوگا اسلیے کہ وہ ثلث پر زائد ہوا اور اوسکی وارث بھی
ہوگی اور مہر مثل کے ثبوت مین تردد ہوا اور دوسرے قول کی بنا پر جملہ تصرفات صحیح ہونگے

کتاب النکاح

نکاح کی تین قسمین ہین پہلی قسم نکاح دائم کے بیان مین اسمین چند فصلین ہین

پہلی فصل

آداب عقد اور خلوت اور لواحق خلوت کے بیان مین پس بیان تین مقام مین ہین پہلا مقام آداب عقد کے بیان مین پس اوس شخص کے لیے نکاح کرنا مستحب ہے جسکا نفس اشتیاق رکھتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت ہان جو مشتاق نہو اوسمین اختلاف ہی لیکن مشہور اس صورت مین بھی استحباب نکاح ہو دلیل اسکی آیات و اخبار کثیرہ ہین منجملہ اونکے حدیث شریف تناکحوا تناسلوا (نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ) اور شرار موتاکم العزاب تمہارے مُردون مین بدتر وہ مرد و عورت ہین جو بے زوجہ و شوہر کے مرے ہین) اور ما استفاد امرء فائدۃ بعد الاسلام افضل من زوجۃ مسلمۃ تسرہ اذا نظر الیہا وتطیعہ اذا امرہا وتحفظہ اذا غاب عنہا فی نفسہا ومالہ (کسی شخص نے کوئی فائدہ اسلام کے بعد ایسا حاصل نہین کیا جو زوجۂ مسلمہ سے افضل ہو جب اوسکی طرف نظر کرے تو اوسکو مسرور کرے اور جب اوسکو کسی چیز کا حکم کرے تو اوسکی اطاعت کرے اور جب یہ اوس سے غائب ہو تو وہ اسکے مال اور اپنے نفس کو محفوظ رکھے) ہوا اور جن لوگون نے کہ اس صورت مین استحباب نکاح کو منع کیا ہی اونھون نے یہ استدلال کیا ہو کہ حضرت یحیٰی علیہ السّلام کی حصور کے ساتھ مدح کرنے مین اس وصف کے رجحان کی طرف اشعار ہو پس اس رجحان کا محل اس صورت پر کیا جائیگا کہ جب نفس مشتاق نہو بلکہ نکاح نکرنا ایسی صورت مین مستحب ہوگا اور اس استدلال سے اسطرح جواب ممکن ہو کہ حصور ہونے کی مدح حضرت یحیٰی کی

شریعت مین کرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ہماری شریعت مین بھی ممدوح ہو اور جو شخص کسی ارادہ عقد رکھتا ہو اوسکے واسطے سات امر مستحب ہین پہلا امر عورتون مین سے ایسی عورت کا اختیار کرنا جس مین یہ چار صفتین جمع ہون **اول** کرم اصل یعنی وہ عورت یا کوئی اوسکے آباؤ امہات مین زنا زادہ نہو) **دوم** باکرہ ہونا **سوم** ولود ہونا (یعنے بانجہ اور صغیر السن اور ایسی بوڑہی نہو جسکو خون حیض آنا موقوف ہو گیا ہو) **چہارم** عفیفہ ہونا اور محض جمال و مال پر اختصار نکرے ورنہ بیاہ کرکے ان دونون سے محروم رہیگا **دوسرا امر** کسی عورت کے معین ہونے یا عقد کرنے سے قبل دو رکعت نماز پڑہنا **تیسرا امر** بعد نماز کے یہ دعا پڑہنا اللّٰھم انی ارید ان اتزوج فقدّر لی من النساء اعفھن فرجًا واحفظھن لی فی نفسہا ومالی واوسعھن رزقا واعظمھن برکۃ یا سوا اسکے اور کوئی دعا پڑہنا **چوتھا امر** شاہد دو عادلون کے سامنے عقد کا واقع کرنا **پانچوان امر** اعلان **چھٹا امر** قبل عقد کے خطبہ پڑہنا **ساتوان امر** عقد کو شب مین واقع کرنا اور عقد کا قمر در عقرب مین واقع کرنا مکروہ ہے

دوسرا مقام آداب خلوت کے بیان مین اور اسکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** جو شخص دخول کا ارادہ کرے اوسکو دو رکعت نماز پڑہنا اور اوسکے بعد دعاء منقول پڑہنا مستحب ہے اور اسیطرح جب عورت کو اپنے پاس آنے کا حکم کرے تو اوسکو بھی دو رکعت نماز پڑہنا اور دعا کرنا مستحب ہے اور اسیطرح دونون کا با طہارت ہونا بھی مستحب ہے اور اسیطرح جب عورت داخل ہو تو اپنا ہاتھ اوسکی پیشانی پر رکھکر یہ دعا پڑہنا بھی مستحب ہے اللّٰھم علی کتابک تزوجتھا وفی امانتک اخذتھا وبکلماتک استحللت فرجھا فان قضیت فی رحمھا شیئا فاجعلہ مسلما سویا ولا تجعلہ شرک شیطان اور مستحب ہے کہ عورت کے پاس شب کو آئے اور وقت جماع بسم اللہ پڑہے اور حقتعالی سے سوال کرے کہ اوسکو فرزند

نزینہ عرصت فرماوے اور وقت زفاف ایک یا دو دن ولیمہ کرنا مستحب ہے اور اسیطرح مومنین
کی اس کھانے مین دعوت کرنا بھی مستحب ہی لیکن اس دعوت کا اوسپر قبول کرنا واجب نہین ہو اگرچہ مستحب ہی
ہان آنے کے بعد کھانا مستحب ہو اگرچہ سنتی روزہ بھی رکھے ہو اور جو مال مثل خرمے و اخروٹ
وغیرہ کے شادی کے وقت نثار کیا جاتا ہو اوسکا کھانا جائز ہو لیکن اوسکا بے اجازت مالک کے لینا
جائز نہین ہو خواہ کہنے سے اجازت حاصل ہو یا شاہد حال سے اور آیا اخذ کرنے کے بعد یہ
شخص مالک بھی ہو جاویگا یا اسکو فقط تصرف کی اباحت حاصل ہو گی ظاہر یہ ہو کہ مالک ہو جاوے گا
دوسری قسم آٹھ وقتون مین جماع کرنا مکروہ ہو پہلے چاند گہن کی رات دوسرے
سورج گہن کا دن تیسرے وقت زوال چوتھے وقت غروب آفتاب یہانتک کہ سرخی
شفق زائل ہو پانچوین محاق (مہینے کے آخر کی وہ تین راتین جبمین چاند چھپ جاتا ہی)
چھٹے بعد طلوع فجر طلوع آفتاب تک ساتوین ہر مہینہ کی پہلی رات سوا ماہ رمضان
کے آٹھوین شب نصف ماہ اور علاوہ اسکے اور بھی چند مقام مین جماع کرنا مکروہ ہے
اول سفر مین جبکہ اسکے پاس غسل کرنے کے لیے پانی نہو دوم جب سیاہ یا زرد آندھی چلتی ہو
سوم وقت زلزلہ چہارم برہنہ ہو کر پنجم بعد احتلام غسل یا وضو کرنے سے پہلے ہان چند مرتبہ بدون
غسل کے جماع کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہو جبکہ آخر مین غسل کرلے ششم جب اسکے پاس طفل غیر ممیز
ہو اور نظر کرتا ہو اور اسیطرح فرج زن کی طرف نظر کرنا مطلقاً مکروہ ہو خواہ اوس وقت
جماع کرتا ہو یا نکرتا ہو اور اسیطرح رو بقبلہ او پشت بقبلہ جماع کرنا یا کشتی مین جماع کرنا بھی مکروہ ہو
اور اسیطرح وقت جماع سوائے ذکر خدا کے اور کوئی کلام کرنا بھی مکروہ ہو تیسرا مقام لواحق
کے بیان مین اور وہ تین امر ہین پہلا امر جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرے اوسکے
چہرہ پر نظر کرنا جائز ہو اگرچہ اوس سے اجازت نلی ہو اور جواز نظر محض اوسکے چہرے

اور دونون کف دست کے ساتھ مخصوص ہی اور ساتواین اوسکی طرف مکرر نظر کرنا یا اوسپر کھڑے ہونے یا چلنے کے وقت نظر کرنا بھی جائز ہی اور ایک روایت مین اوسکے بال و محاسن اور بدن کی طرف نظر کرنے کی اجازت بھی وارد ہوئی ہی ہان اوسکے بدن پر نظر کرنے مین کپڑون کے اوپر سے نظر کرنا شرط ہی اور ساتواین اوس کنیز کیطرف بھی نظر کرنا جائز ہی جسکو خرید کرنا چاہتا ہو اور اوسکے بال و محاسن (زینت کرنے کے مقامات) پر بھی نظر کرنا جائز ہی اور اہل ذمہ کی عورتون پر اور اونکے بالون پر بھی نظر کرنا جائز ہی کیونکہ وہ مسلمانون کی کنیزون کے مثل ہین لیکن حصول لذت کی غرض سے نظر کرنا جائز نہین ہی اور ساتواین مقام ریبہ (کسی فعل حرام مین واقع ہونے کا خوف) مین نظر کرنا بھی جائز نہین ہی اور مرد کو دوسرے مرد کیطرف سوائے عورتین کے نظر کرنا جائز ہی خواہ بوڑھا ہو یا جوان ہو خوبصورت ہو یا بدصورت جبتک کہ ریبہ یا تلذذ کے ساتھ نظر نہو اور عورت کا بھی یہی حکم ہی اور مرد کیلیے اپنی زوجہ کے ظاہر اور باطن بدن پر نظر کرنا جائز ہی اور ساتواین محارم (وہ لوگ جنکا نکاح حرام موبد ہی خواہ نسب کی وجہ سے ہو یا رضاع وغیرہ کے سبب سے) کی طرف بھی سوائے عورتین کے نظر کرنا جائز ہی اور عورت کا بھی یہی حکم ہی لیکن زن اجنبیہ کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا جائز نہین ہی ہان اوسکے چہرہ اور کفین پر فقط ایکمرتبہ نظر کرنا جائز ہی اگرچہ مکروہ ہی مگر دوبارہ نظر کرنا جائز نہین ہی اور عورت کا بھی یہی حکم ہی اور عند الضرورت زن اجنبیہ پر بھی نظر کرنا (جیسے اوسپر شہادت دینا) جائز ہی لیکن قدر ضرورت پر اختصار کرنا واجب ہی پس اگر طبیب کو نظر کرنے کی ضرورت ہو تو جسقدر مقام پر نظر کرنے کی علاج کرنے مین ضرورت ہوگی اوسیقدر پر نظر کرنا جائز ہوگا اگرچہ عورتین ہی پر نظر کرنے کی ضرورت ہو اسلیے کہ رفع ضرر واجب ہی اور یہان پر دو مسئلے ہین پہلا مسئلہ آیا خصی وہ شخص جسکا عضو تناسل اور خصیتین قطع کر دیے جائین اوسکیلیے اپنی مالکہ زن اجنبیہ کیطرف نظر کرنا جائز ہی یا نہین

بعض علمانے فرمایا ہو کہ جائز ہو اور بعض نے فرمایا ہو کہ جائز نہین ہو اور یہی قول اظہر ہو اسلیے کہ
نظر کرنے کی حرمت عام ہو اور ملک یمین خنثی کی طرف نظر کرنا جائز ہو اور قرآن مین اونکا استثنا
ہوا ہو اوس سے فقط کنیزین مراد ہین **دوسرا مسئلہ** نابینا کو زن اجنبیہ کی آواز کا
سننا جائز نہین ہو کیونکہ اوسکی آواز بھی حکم عورت رکھتی ہو اور اسیطرح زن اجنبیہ کو بھی اوسکی طرف نظر کرنا جائز نہین
ہو کیونکہ نابینا پر نظر کرنا بھی مثل صاحب بصارت کے ممنوع ہو **دوسرا امر** اسمین پانچ مسئلے
ہین **پہلا مسئلہ** وطی فی الدبر مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک کا مفاد جواز وطی ہو اور یہی فقہا مین
مشہور ہو لکن کراہت اسمین شدید ہو **دوسرا مسئلہ** منکوحہ دائمی سے عزل کرنا (قطرات منی کا خارج از
فرج گرانا) بعض علما کے نزدیک حرام ہو جبکہ عقد مین اوسکی شرط نہوئی ہو اور زوجہ نے
اجازت بھی نہ دی ہو اور بصورت عزل مین دس دینار کا دیت نطفہ کے عوض زوجہ کے
حوالہ کرنا واجب ہوگا اور بعض علما کے نزدیک مکروہ ہو اگرچہ دیت واجب ہو اور یہی قول
اشبہ ہو **تیسرا مسئلہ** مرد کو اپنی زوجہ دائمی کے وطی کا چار مہینے سے زیادہ ترک کرنا جائز نہین ہو
چوتھا مسئلہ نو برس سے کم سن عورت کے ساتھ دخول کرنا حرام ہو اور اگر دخول کریگا
تو وہ اسپر حرام نہوگی اگرچہ یہ شخص گنہگار ہوگا ہان اگر اسکے وطی کرنے سے افضا ہو جائے
تو اسپر حرام موبد ہو جائیگی مگر اسکے عقد مین باقی رہیگی **پانچوان مسئلہ** مسافر کو اپنے اہل
کے پاس وقت شب داخل ہونا مکروہ ہو **تیسرا امر** خصائص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بیان مین اور وہ پندرہ خصلتین ہین بعض انمین سے وہ خصائل ہین جو نکاح سے متعلق ہین
اور بعض علاوہ اسکے ہین پس جو خصائل متعلق بہ نکاح ہین وہ چھ ہین **اول** یہ کہ حضرت کو چار
عورتون سے زائد کے ساتھ عقد کرنے کی اجازت تھی اور وجہ اسکی یہ بھی ہو سکتی ہو کہ حضرت کے نسبت
ازواج مین عدل کرنے کا پورا وثوق حاصل تھا **دوم** عقد کا بلفظ ہبہ صحیح ہونا بعد اوسکے

کتاب النکاح

حضرت پر اس مہر کی وجہ سے مہر کا ابتداءً یا انتہاءً لازم نہونا سوم حضرت کو اپنی ازواج
کا اس امر مین مخیر کر دینا کہ چاہین وہ حضرت کے پاس حضرت کی مرضی کے موافق بسر کرین یا
حضرت سے مفارقت کرین چہارم وطی اما (کنیزان) کا بذریعہ عقد حرام ہونا پنجم یہ کہ حضرت
کو اپنی ازواج کا بدل دینا حرام تھا ششم زیادتی کرنا اپنی ازواج موجودہ پر جائز تھا
یا تنگ کر یہ حکم آیہ انا احللنا لک ازواجک الخ سے منسوخ ہو گیا اور جو خصائل کہ خارج
از نکاح ہین وہ نو ہین اول مسواک کا واجب ہونا دوم نماز وتر کا واجب ہونا سوم قربانی
کا واجب ہونا چہارم قیام شب کا واجب ہونا پنجم صدقہ واجبہ کا حرام ہونا لکن صدقہ نافلہ
مین اختلاف ہی ششم آنکھون سے کسی مباح کی طرف بھی بطور اشارہ کرنا حضرت پر حرام تھا
ہفتم صوم وصال کا مباح ہونا ہشتم حضرت کی چشم مبارک فقط سوتی تھی اور قلب اطہر بیدار
رہتا تھا نہم حضرت اپنے پیچھے کی چیز کو مثل آگے کی چیز کے دیکھتے تھے اور علاوہ ان خصائص کے
اور بھی خصائص حضرت کے ذکر کیے گئے ہین لکن یہ خصائص جو مذکور ہوے ظاہر تر ہین اور ان سب
دو مسئلے متعلق ہین پہلا مسئلہ حضرت کی ازواج حضرت کے غیر پر حرام تھین پس جن ازواج
سے کہ دخول واقع ہو چکا تھا وہ حضرت کی وفات کے بعد اجماعًا حلال نہین تھین اور علی الظاہر
غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم تھا ان جو زوجہ فسخ یا طلاق کے ساتھ جدا ہوئی ہو اوسکے بارہ مین
اختلاف ہی لکن بظاہر وہ بھی حلال نہتی اور حضرت کے ازواج کی حرمت اونکے امہات مومنین
یا حضرت کے والد المومنین ہونیکی وجہ سے نہتی کیونکہ وجہ اوسکی حکم قرآن ہی دوسرا مسئلہ بعض فقہانے
گمان کیا ہی کہ حضرت پر اپنی ازواج مین قسمت واجب تھی اسلیے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ ترجی
من تشاء وتووی من تشاء (تم جسکو چاہو ہم بستری ترک کر سکتے ہو اور جسکو چاہو اوس سے
ہم بستری کر سکتے ہو) اور یہ استدلال ضعیف ہی کیونکہ آیت مین یہ بھی احتمال ہی کہ مشیت ترک

ہم بستری مین فقط اون ازواج سے متعلق ہو جنکا عقد بلفظ ہبہ واقع ہوا ہو پس جن ازواج کا عقد بلفظ نکاح وغیرہ ہوا تھا اونکا حکم معلوم نہو گا دوسری **فصل** عقد نکاح کے بیان مین اسمین دو امر ہین صیغہ اور حکم۔ پہلا امر نکاح مین ایسے ایجاب قبول کی ضرورت ہو جو قصد تزویج پر صراحۃً دلالت کرتے ہون اور احتمال خلاف نرکھتے ہون پس ایجاب کے لیے دو لفظ معین ہین زوجتک اور انکحتک اور متعتک کے کافی ہونے مین تردد ہو لیکن راجح یہ ہو کہ کافی ہو اور قبول مین قبلت التزویج یا قبلت النکاح یا مثل اسکے جو الفاظ رضا بالایجاب پر دلالت کرتے ہون کفایت کرتے ہین اور فقط قبلت پر بھی اقتصار جائز ہو اور ایجاب و قبول کا بلفظ ماضی واقع ہونا جو صریحاً انشا پر دلالت کرتا ہو ضروری ہو تاکہ قدر یقینی پر اقتصار رہے اور شبہا باحت سے محفوظ رہے اور اگر لفظ امر کے ساتھ قصد انشا کیا جائے مثلاً زوج کہے کہ تزوجنیہا اور ولی زوجہ کہے کہ زوجتک تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ صحیح ہو گا جیسا روایت سہل ساعدی مین منقول ہو اور یہ قول خوب ہو اور اگر بلفظ مستقبل قبول کو واقع کرے اور اتزوجک کہے اور زوجہ زوجتک کہے تو جائز ہو جائیگا بعض علما نے فرمایا ہو کہ بعد اسکے شوہر کو قبلت وغیرہ کا تلفظ بھی ضرور ہو گا اور روایت ابان بن تغلب مین یہ وارد ہوا ہو کہ جب مرد اتزوجک متعۃ کہے اور عورت نعم کہے تو وہ اوسکی زوجہ ہو جائیگی اور اگر زوجہ یا اوسکا ولی متعتک بلا ذکر مہر اور مدت کا ذکر کرے تو عقد دائمی ہو جائیگا اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ عقد دائمی بلفظ تمتع بھی منعقد ہو سکتا ہو اور قبول مین ایجاب کے ساتھ مطابقت ضروری نہین ہو بلکہ ہو سکتا ہو کہ ایجاب ایک لفظ مین واقع ہوا اور قبول دوسری لفظ مین پس اگر عورت زوجتک کہے اور مرد قبلت النکاح کہے یا عورت انکحتک کہے اور مرد قبلت التزویج کہے تب بھی صحیح ہو جائیگا اور اگر کسی شخص سے کہا جائے

کر زوجت بنتك من فلان اور شخص مذکور کے بعد اوسکے زوج قبلت کہے تو عقد
صحیح ہو جائیگا اسلیے کہ لفظ نعم اعادۂ سوال کو متضمن ہے اگرچہ لفظ کا اعادہ نکیا جائے
لکن اس مین تردد ہے اور ایجاب کا مقدم ہونا شرط نہین ہے بلکہ اگر مرد تزوجت کہے اور ولی
زوجہ زوجتك کہے تب بھی صحیح ہو جائیگا اور لفظ زوجتك اور انكحتك سے اونکے
ترجمہ کیطرف عدول کرنا سوائے زبان عربی کے جائز نہین ہے ہان اگر عربی سے عاجز ہو تو ترجمہ
کافی ہوگا اور اگر دونون مین ایک عاجز ہو تو ہر ایک اوس زبان کو اختیار کرے جسکو وہ بہتر ادا
کر سکتا ہو اور اگر دونون یا اونمین سے ایک شخص کلام کرنے سے عاجز ہو تو جو عاجز ہے وہ اشارہ
پر اکتفا کریگا اور عقد نکاح بلفظ بیع یا ہبہ یا تملیک یا اجارہ منعقد نہین ہوتا مہر کا ذکر
کرے خواہ نکرے **دوسرا امر** حکم کے بیان مین اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** نکاح مین نابالغ
اور مجنون کی عبارت کا ایجاب و قبول مین اعتبار نہین ہے اور ایسا سکران (وہ مرد جسکی عقل
نشہ سے زائل ہوگئی ہو) جو اپنے کلام کو خود نسمجھتا ہو اوسمین تردد ہے اظہر یہ ہے کہ صحیح نہین ہے اگرچہ
بعد افاقہ اجازت بھی دیدے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ جب سکری (وہ عورت
جسکی عقل نشہ سے زائل ہوگئی ہو) کسی سے اپنا عقد کرے اور بعد افاقہ راضی ہو جائے اور زوج
اوس سے دخول کرے اور وہ بعد افاقہ اقرار کرے تو عقد صحیح رہیگا **دوسرا مسئلہ**
رشیدہ کے نکاح مین اجازت ولی و حضور شاہدین شرط نہین ہے پس اگر مرد و عورت یا انکے
ولی نکاح کو پوشیدہ واقع کرین تو بھی جائز ہوگا اور اگر نکاح کے پوشیدہ کرنے پر دونون اتفاق
کرین تب بھی باطل نہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر بعد ایجاب کے مجنون ہو جائے یا بیہوشی طاری ہو جائے
تو اوس ایجاب کا حکم باطل ہو جائیگا پس اگر اس ایجاب کے بعد قبول واقع ہو تو لغو ٹہریگا اور اسیطرح
اگر قبول پہلے واقع ہو اور بعد اوسکے عقل اوسکی زائل ہو جائے پس اگر بعد اسکے ایجاب

واقع ہو تو لغو ہوگا اور یہی حکم بیع وغیرہ مین بھی جاری ہو چوتھا مسئلہ عقد نکاح مین مہر کے مقرر کرنے کا اختیار شرط کر دینا صحیح ہو اور اس سے عقد فاسد نہین ہوتا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی عورت کی بہ نسبت اپنی زوجہ ہونے کا اقرار کرے اور عورت اوسکی تصدیق کرے یا عورت کسی شخص کے شوہر ہونے کا اقرار کرے اور وہ شخص اوسکی تصدیق کرے تو ظاہر مین زوجیت کا حکم کیا جائیگا اور ایک دوسرے کا وارث بھی ہوگا اور اگر فقط ایک شخص اقرار کرے تو تنہا اوسی پر عقد کے احکام جاری کیے جائینگے چھٹا مسئلہ جب کسی شخص کی چند لڑکیان ہون اور اونمین سے ایک کا نکاح کرے اور نیت نکاح اوسکا نام نہ لے لیکن نیت سے اوسکی تعیین کرے بعد اوسکے اوس لڑکی مین اختلاف ہو جسپر عقد واقع ہوا ہو پس اگر شوہر اوسکی سب لڑکیون کو دیکھ چکا تھا تو عقد صحیح ہوگا اور لڑکی کے معین کرنے مین باپ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر یہ ہو کہ شوہر نے اوسکے باپ کو ایک کے معین کرنے مین وکیل کر دیا تھا لیکن باپ پر یہ لازم ہو کہ اوسی لڑکی کو شوہر کے سپرد کرے جسکی نیت کی تھی اور اگر شوہر نے اونکو دیکھا نہ تھا تو عقد باطل ہوگا ساتوان مسئلہ نکاح مین زوجہ کا غیر زوجہ سے ممتاز ہونا شرط ہو اشارہ سے یا نام یا صفت سے پس اگر اپنی دو بیٹیون مین سے بلا ایک کے قصد و امتیاز کے عقد کرے تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر یہ کہے کہ مین نے اس حمل کا عقد کیا تب بھی صحیح نہوگا آٹھوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی عورت کی زوجیت کا دعویٰ کرے اور اوس عورت کی بہن اوسی شخص کی بہ نسبت اپنے زوج ہونیکا دعویٰ کرے اور پھر ایک ان دونون مین سے بینہ قائم کرے پس اگر مدعیہ سے دخول واقع ہوا ہو تو اوسکی بینہ کو ترجیح دیجائیگی کیونکہ دخول اپنے ظاہر فعل سے مدعیہ کی تصدیق کرتا ہو اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا کہ جب بینہ مدعیہ کی تاریخ سابق ہو اور جب دونون امرون مین سے کوئی امر متحقق نہوگا تو بینہ مدعی کو ترجیح دیجائیگی نوان مسئلہ

یعنے دخول واقع ہوا ہو یا تاریخ سابق ہو

الرابعة یجوز اشتراط الخیار فی الصداق … الخامسة اذا اعترف الزوج بزوجیة امرأة وصدقته … السادسة اذا کان للرجل عدة بنات فزوج واحدة … السابعة لا بد من امتیاز الزوجة عن غیرها بالاشارة او التسمیة او الصفة … الثامنة …

جبکہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھہ عقد کرے اور کوئی دوسرا شخص اوس عورت پر اپنی زوجہ
ہونے کا دعویٰ کرے تو بدون بینہ اوسکے دعوی کی سماعت نکیجاویگی **دسوان مسئلہ**
جبکہ کوئی غلام کسی کنیز سے عقد کرے بعد ازان غلام مذکور اپنے آقا کی اجازت سے اوس کنیز کو خرید کرے
پس اگر یہ غلام اوس کنیز کو اپنے آقا کے لیے خرید کریگا تو عقد باقی رہیگا اور اگر اپنے لیے
آقا کی اجازت سے خرید کرے یا خرید کرنے کے بعد آقا اوسکو کنیز مذکور کا مالک کردے پس
اگر قائل ہون کہ غلام مالک ہوسکتا ہی تو عقد باطل ہوجائیگا ورنہ باقی رہیگا اور اگر کسی
غلام کا کوئی جز آزاد ہوچکا ہو اور اپنی زوجہ کو خرید لے تو نکاح ان دونون کا باطل ہوگا
خواہ تنہا اپنے مال کے ساتھہ خرید کیا ہو یا اوس مال سے خریدا ہو جو اوسمین اور اوسکے آقا مین
مشترک تھا **تیسری فصل** اولیاء عقد کے بیان مین اور اسمین دو فصلین ہین **پہلی فصل**
تعیین اولیا مین کسی شخص کو عقد نکاح مین سوائے باپ دادا اور آقا اور وصی اور حاکم شرع
کے ولایت حاصل نہین ہی اور آیا دادا کی ولایت مین باپ کا باقی رہنا شرط ہی یا نہین بعض
علماء نے شرط کیا ہی اور اس مضمون کے موافق ایک روایت ضعیفہ بھی وارد ہوئی ہی
اور صحیح یہ ہی کہ شرط نہین ہی اور باپ اور دادا کی ولایت صغیرہ پر ثابت رہتی ہی اگرچہ بکارت
اوسکی وطی وغیرہ سے زائل ہوجائے اور اوس صغیرہ کو علی الاشہر بعد بلوغ فسخ کا اختیار
نہوگا اور اسیطرح دادا یا باپ اگر ولد صغیر کا عقد کرے تو عقد لازم ہوگا اور اسکو بھی بلوغ
و رشد کے بعد علی الاشہر اختیار فسخ نہوگا اور آیا باپ اور دادا کی ولایت زن باکرہ رشیدہ پر
ثابت ہی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین ہین اظہر ان دونون مین یہ ہی کہ اوس سے اون
دونون کی ولایت ساقط ہی اور نکاح اور متعہ دونون میں اوسکو اپنے نفس کی خود ولایت
حاصل ہی اور اگر باپ دادا مین سے کوئی شخص اوسکا عقد واقع کرے تو بے اوسکی رضا کے

نافذ ہوگا اور بعض اصحاب نے نکاح عالم میں اوسکو اجازت دی ہو نہ متعہ میں اور بعض نے اسکے برعکس حکم کیا ہو اور
بعض اصحاب نے باپ پردادا کے ہوتے ہوے دختر کی رضا کا اعتبار نہین کیا ہمقام پر ایک روایت ور وارد ہوئی جو اس امر پر
دلالت کرتی ہو کہ بالغہ رشیدہ باپ یا دادا کے ساتھ ولایت مین شریک ہو اور ان دونون مین سے کسیکو
بدون اوسکی رضا کے عقد کر دینا جائز نہین ہو لیکن اگر بالغہ رشیدہ کا ولی باوجود اوسکی
رغبت کے کفو سے عقد نہ کرے تو اوسکو اپنا عقد خود ہی کر لینا اجماعًا جائز ہوگا اگرچہ وہ دونو
ناخوش بھی ہون اور اون دونون کو زن ثیبہ (جسکی بکارت بوجہ وطی زائل ہو گئی ہو
اگرچہ زنا یا وطی بالشبہ سے زائل ہوئی ہو) پر ولایت ثابت نہین ہو جبکہ بالغہ رشیدہ ہو اور اسیطرح
بالغ رشید پر بھی ثابت نہین ہو ہان حالت جنون مین اون دونون کی ولایت ان سب (باکرہ
اور ثیبہ اور بالغ) پر ثابت ہو جبکہ صغر انکا متصل بہ جنون ہوا ہو ورنہ یہ مسئلہ اختلافی ہو اور انمین
سے کسی کو بعد افاقہ کے اختیار فسخ نہین ہو اور مولیٰ کو اپنی کنیز کا عقد کر دینا جائز ہو صغیرہ ہو یا
کبیرہ عاقلہ ہو یا مجنونہ اور کنیز کو آقا کے ہوتے کوئی اختیار نہین ہو اور غلام کا بھی یہی حکم ہو اور
حاکم کو نکاح مین صغیر اور بالغ رشید پر ولایت نہین ہو ہان جو شخص کہ غیر رشید بالغ ہوا ہو یا رشد کے
بعد اوسکی عقل فاسد ہو گئی ہو اوسپر ولایت حاکم ثابت ہو بشرطیکہ نکاح اوسکا قرین مصلحت ہو
اور وصی کو نکاح مین علی الاظہر ولایت حاصل نہین ہو اگرچہ موصی نے تصریح بھی کر دی ہو ہان
وصی کو اوس شخص کا عقد کر دینا صحیح ہو جو فاسد العقل بالغ ہوا ہو بشرطیکہ اوسکو نکاح کی ضرورت ہو
اور محجور علیہ (ممنوع التصرف) کو بدون ضرورت اپنا عقد کرنا صحیح نہین ہو اور اگر واقع کریگا
تو عقد فاسد ہوگا اور اگر نکاح کی ضرورت ہو تو حاکم شرع کو جائز ہو کہ عقد کرنے کی اجازت
دے خواہ زوجہ کو معین کرے یا نہ کرے اور اگر اوس وقت مین قبل اجازت عقد کر لے تب بھی
صحیح ہوگا پس اگر مہر مین مہر المثل سے زیادتی کریگا تو فقط زائد باطل ہو جائیگا اور اگر کوئی اجنبی

(وہ شخص جو ولی یا وکیل نہو اور ایسے ہی عقد کو عقد فضولی کہتے ہین) کسی کا عقد کرے تو اجازت
پر موقوف رہیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ باطل ہوگا لیکن پہلا قول اولی ہو **دوسری فصل**
لواحق کے بیان مین اس مین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ بالغہ رشیدہ کسیکو اپنے عقد
مین وکیل کرے اور کسی شوہر کی تعیین نکرے تو وکیل کو اوسکا عقد اپنے ساتھ کر لینا بدون
اوسکی اجازت کے صحیح نہوگا اور اگر اوسکو اوسیکے ساتھ عقد کر نیمین وکیل کرے تو بعض علما
نے فرمایا ہو کہ صحیح نہوگا جیسا کہ روایت ہمارے ثابت ہو اسلیے کہ ایک ہی شخص کا موجب اور
قابل ہونا لازم آئیگا لیکن قول بجواز اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ روایت مشار الیہا
ضعیف ہو اور مغایرت اعتباری موجب اور قابل مین کافی ہو لیکن اگر اوسکا دادا اوسکے
بچپانے لڑکے سے عقد کرے یا اوسکا باپ اپنے موکل سے عقد کرے تو جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ**
جبکہ عورت کا ولی اوسکا عقد مہر المثل سے کم پر واقع کرے تو آیا اوسکا تعرض جائز ہو یا نہین اظہر
جواز ہو **تیسرا مسئلہ** بالغہ رشیدہ کی عبارت عقد مین معتبر ہو پس جائز ہو کہ اپنا عقد کرے یا کسی
دوسرے کی وکیل ہو جائے **چوتھا مسئلہ** عقد نکاح علی الاظہر اجازت پر موقوف ہو پس اگر کسی صبیہ کا
سوا اوسکے باپ یا دادا کے اور کوئی عزیز قریب یا بعید عقد کرے تو بدون اوسکی اجازت
کے نافذ نہوگا اگرچہ اوسکا بھائی یا چچا ہی کیون نہو اور باکرہ سے قبول مین بجائے نطق سکوت
پر اکتفا ہوسکتی ہو اور ثیبہ کو نطق کی تکلیف دیجائیگی اور اگر کنیز ہو تو اجازت مالک پر موقوف
رہیگا اور اسیطرح اگر صغیرہ ہو اور اوسکا باپ یا دادا اجازت دیدے تب بھی صحیح ہوگا **پانچوان
مسئلہ** کافر کی ولایت صحیح نہین ہو اور اگر باپ کافر ہو تو فقط دادا کو ولایت حاصل ہوگی
اور اسیطرح اگر باپ مجنون یا بیہوش ہو جائے تب بھی اوسکی ولایت دادا کو حاصل ہوگی اور بعد افاقہ اوسکی
ولایت پھر عود کریگی اور اگر باپ اور دادا مین سے ہر ایک شخص ایک شوہر کو تجویز کرے تو جسکا عقد سابق ہوگا وہ

صحیح ہوگا اور دوسرا عقد باطل ہوجائیگا اور صورت نزاع مین دادا کا مختار مقدم رہیگا اور اگر
دونون ایک ہی وقت مین عقد کرین تو فقط دادا کا عقد ثابت رہیگا **چھٹا مسئلہ**
اگر ولی صغیرہ اوسکا عقد کسی مجنون یا خصی یا خواجہ سرا کے ساتھ واقع کرے تو صحیح ہوگا لیکن بعد بلوغ
اختیار فسخ ثابت ہوگا اور اسیطرح اگر صغیر کا عقد اوس عورت سے کردیا جائے جس مین
کوئی ایسا عیب موجود ہو جسکی وجہ سے اختیار فسخ حاصل ہوتا ہو تو بھی عقد صحیح ہوگا لیکن بعد
بلوغ اختیار فسخ ثابت ہوگا اور اگر صغیرہ کا عقد کسی غلام کے ساتھ کرے تو اوسکو بعد بلوغ
اختیار فسخ نہوگا اور یہی حکم صغیر کا بھی ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ صغیر کو بعد بلوغ اختیار رہیگا
اسلیے کہ کنیز کے ساتھ نکاح کرنے مین خوف وقوع فی الزنا شرط ہے جو حق صغیر مین متصور نہین ہے
ساتوان مسئلہ کنیز کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین ہے اگرچہ عورت ہی اوسکی
مالک ہو نکاح ہو یا متعہ اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ کنیز کو بدون اجازت مالکہ متعہ کرنا جائز ہے
لیکن قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے **اٹھوان مسئلہ** جبکہ صغیرین کا عقد اونکے باپ
یا دادا واقع کرین تو لازم ہوگا اور بعد بلوغ فسخ کرنے کا اختیار نہوگا پس اگر انمین سے ایک
مرجائے تو دوسرا اوسکا وارث ہوگا اور اگر سوا باپ دادا کے اور کوئی عقد کرے اور
اونمین سے ایک شخص قبل بلوغ مرجائے تو عقد باطل ہوگا اور مہر و میراث ساقط ہوگی اور اگر
اون دونون مین سے ایک بالغ ہوکر راضی ہوجائے تو فقط اوسکی طرف عقد لازم ہوگا
پس اگر وہ مرجائے تو دوسرے کا سہم اوسکے ترکہ سے نکالا جائیگا پس اگر بالغ ہوکر عقد کی
اجازت دیدے تو اوسکو اس امر کی قسم دیجائیگی کہ واسطے میراث پانے کی غرض سے اجازت
نہین دی اور بعد حلف اوسکا سہم اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور اگر وہ صغیر مرجائے جسنے
اجازت نہین دی تو عقد باطل ہوگا اور میراث بھی نہوگی **نوان مسئلہ** جب کوئی شخص اپنے

غلام کو عقد واقع کرنے کی اجازت دے تو صحیح ہو جائیگا پس اگر آقا نے کوئی مقدار مہر کی معین نہین کی تھی تو مہر المثل پر اقتصار لازم ہوگا پس اگر صورت اطلاق مین مہر المثل سے زائد مقرر کریگا تو بقدر زائد غلام کے ذمہ پر ثابت ہوگا اور آزاد ہو جانے کے بعد اوس سے لیا جائیگا اور مہر المثل اوسکے آقا پر ثابت ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ کسب غلام سے متعلق ہوگا اور قول اول اظہر ہو اور یہی قول نفقہ مین بھی جاری ہوگا **دسوان مسئلہ** جب غلام کا کوئی جزو آزاد ہو چکا ہو اوسکو اوسکا آقا نکاح کرنے پر مجبور نہین کر سکتا **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی کنیز کسی ایسے شخص کی مملوک ہو جسپر کسی شخص کو ولایت حاصل ہو تو اوس کنیز کے نکاح کا اوس شخص کے ولی کو اختیار حاصل ہوگا پس اگر اوسکا عقد کرے تو لازم ہوگا اور کنیز کے مالک کو اوس سے ولایت دور ہونے کے بعد اختیار فسخ نہوگا اور عورت کے لیے نکاح مین اپنے باپ سے اجازت لے لینا مستحب ہے باکرہ ہو یا ثیبہ اور اسیطرح اگر کسی عورت کا باپ یا دادا موجود نہو تو اوسکو اپنے بھائی کا وکیل کرنا مستحب ہے اور اگر کئی بھائی ہون تو بڑے بھائی پر اعتماد کرنا مستحب ہو اور اگر بڑے اور چھوٹے بھائی مین سے ہر ایک شخص ایک شوہر کو تجویز کرے تو جسکو بڑے بھائی نے تجویز کیا ہو اوسی کو یہ بھی اختیار کرے ہان اگر چھوٹا بھائی دانا تر ہو اور جسکو اوس نے اختیار کیا ہو وہ رجحان رکھتا ہو تو اوسی کے مختار کو اختیار کرے اور یہان تیرہ مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کسی عورت کا اوسکے دو بھائی دو شخصون سے عقد کر دین پس اگر ان دونون کو اوس نے وکیل کیا تھا تو جسکا عقد پہلے واقع ہوا ہو وہی صحیح ہوگا اور اگر اوس شخص سے دخول واقع ہو جس سے بعد عقد ہوا تھا اور وہ عورت اوس سے حاملہ ہو جائے تو مولود (لڑکا یا لڑکی) اوسی سے ملحق ہوگا اور اوسپر بعوض وطی مہر المثل لازم ہوگا اور اوسکے عدہ کے بعد اول کے پاس چلی جائیگی اور اگر دونون عقد ایک ہی وقت مین واقع ہون تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ فقط بڑے بھائی کا عقد

صحیح ہوگا اور بغیر اوسکے بے دلیل ہر بلکہ دونون عقد باطل ہو جاینگے اور اگر دونون کو اوسنے
وکیل کیا ہو اور اگر کسی کو وکیل نہ کیا تھا تو جسکے عقد کی اجازت دیگی وہی صحیح ہوگا لیکن عورت کو بڑے
بھائی کے عقد کی اجازت دینا بہتر ہی اور اون دونون شوہرون مین سے جسکے ساتھ قبل اجازت
دخول کریگی اوسی کا عقد صحیح ہوگا اور بغیر اوسکا اجازت سمجھا جایگا **دوسرا مسئلہ**
ان کے لیے اپنی اولاد پر ولایت نہین ہی پس اگر ماں نے کسی لڑکے کا عقد کر دے اور وہ راضی ہوجائے
تو عقد لازم ہوگا والا باطل اور مہر اوسکی ماں پر لازم ہوگا اور اسمین تردد ہی اور جس روایت
مین یہ مضمون وارد ہی اوسکو بعض علما نے اوس صورت پر محمول کیا ہی جہان اوس لڑکے کی ماں
اوسکی طرف سے اپنے وکیل ہونے کا دعویٰ کرتی ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی اجنبی کسی عورت کا عقد
کر دے اور زوج اوس عورت سے کہے کہ تیرا عقد فلان اجنبی نے بدون تیری اجازت
کے کر دیا ہی اور عورت کہے کہ مین اجازت دیچکی تھی پس اس صورت مین عورت کا قول اوسکی
قسم کے ساتھ معتبر ہوگا خواہ عقد فضولی کو باطل کہین یا اجازت پر موقوف سمجھین اسلیے کہ عورت
صحت عقد کا دعویٰ کرتی ہی اور مرد بطلان عقد کا مدعی ہی اور مدعی صحت کا قول عقد مین
مقدم ہی **چوتھی فصل** اسباب تحریم کے بیان مین اور وہ چھ ہین **پہلا سبب نسب ہے**
پس نسب کیوجہ سے عورتون کی سات قسمین مرد پر حرام ہین **اول** ماں اور دادی اور نانی
اعلیٰ ہون یا ادنیٰ **دوم** بیٹی اور نواسیان اور اونکی اولاد اور علیٰ ہذا القیاس **سوم**
بہنین اعیانی ہون یا علاتی یا اخیافی **چہارم** بھانجیان اور اونکی اولاد **پنجم** پھوپھیان خواہ باپ
کی اعیانی بہنین ہون یا علاتی یا اخیافی اور اجداد کی بہنون کا بھی یہی حکم ہی **ششم** خالائین
خواہ ماں کی اعیانی بہنین ہون یا علاتی یا اخیافی اور باپ اور ماں کی خالہ اور دادا اور
نانا کی خالہ کا بھی یہی حکم ہی **ہفتم** بھتیجیان خواہ برادر اعیانی کی اولاد ہون یا علاتی اور اخیافی کی

اور بھائی کی صلبی اولاد ہون یا اوسکی اولاد کی اولاد اور اسیطرح بھتیجیون کی بیٹیان اور اونکی بیٹیون
کی بیٹیان بھی علی ہذا القیاس حرام ہین اور اسیطرح مرد بھی عورتون پر حرام ہین یعنی باپ دادا
اور نانا اور بیٹا اور پوتا اور بھائی اور بھتیجا اور بھانجا اور چچا اور ماموں عورت پر حرام ہونگے
اور بیان نسب مین تین فرعین مذکور ہوتی ہین **اول** نسب نکاح صحیح اور شبہہ سے ثابت ہوتا ہے اور زنا
سے ثابت نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص زنا کا مرتکب ہو اور اوس سے لڑکا پیدا ہو اور یقین ہو جائے کہ
یہ لڑکا اوسی زانی کے آب منی سے مخلوق ہوا ہو تو شرعاً اوسکا بیٹا نہوگا اور آیا زانی اور زانیہ پر
حرام ہوگا یا نہین ظاہر یہ ہو کہ حرام ہوگا اسلیے کہ یہ لڑکا باعتبار لغت اوسکا بیٹا ہے **دوم** اگر کوئی
شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور بعد طلاق کوئی دوسرا شخص اوس سے وطی بالشبہ واقع کرے اور وہ حاملہ
ہو جائے پس اگر چھ ماہ سے کم مدت مین دوسرے شخص کی وطی سے اور پورے چھ ماہ کے بعد مطلق کی
وطی سے مولود پیدا ہو تو مطلق سے ملحق ہوگا لیکن اگر دوسرے شخص کی وطی سے چھ ماہ سے کم مین اور
مطلق کے وطی سے انقضائے مدت حمل کے بعد پیدا ہو تو ان دونون مین سے کسیسے بھی ملحق نہوگا
اور اگر اوسمین دونون سے ملحق ہونے کا احتمال ہو تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اسمین تردد ہی
لیکن اوسکا ثانی سے ملحق ہونا اشبہ اور اصول کے موافق ہے اور حکم لعان تابع نسب ہے **سوم** اگر صاحب
فراش مولود کی نفی کرے اور لعان واقع کرے تو وہ اوس سے ظاہر مین مسلوب ہو جائیگا
اور لعن بھی اوسکا تابع ہوگا اور اگر بعد لعان اوسکا اقرار کریگا تو فقط اوسکا نسب عود کریگا اگرچہ
یہ اوسکا وارث نہوگا **دوسرا سبب** رضاع کے بیان مین اس مقام پر دو امر قابل ذکر ہین
پہلا امر اون شروط کے بیان مین جنسے کہ رضاع متحقق ہوتا ہے اور وہ تین **شرطین** ہین
پہلی شرط دودھ کا نکاح صحیح سے پیدا ہونا پس اگر خود بخود پیدا ہو جائے تو باعث نشر
حرمت نہوگا اور اسیطرح اگر زنا سے پیدا ہو تب بھی باعث حرمت نہوگا اور وطی بالشبہہ مین

تردد ہوا شبہ یہ ہو کہ اسکا حکم نکاح صحیح کے مثل ہو اور اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے اور وہ اوس
سے حاملہ یا مرضعہ (دُودھ پلانیوالی) ہو بعد ازان کسی مولود کو دُودھ پلاوے تو باعث نشر حرمت
ہوگا جیساکہ اسکے عقد مین ہوتی اور دُودھ پلادیتی اور اسیطرح اگر کسی دوسرے شخص سے عقد کرے
اور اوس سے حاملہ ہو جائے اور شوہر اوّل کا دُودھ بحالہ باقی ہو اور کسی مولود کو دودھ پلاوے
تب بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر شوہر اول کا دُودھ منقطع ہو جائے اور پھر ایسے وقت مین عود کرے کہ
شوہر ثانی کا ہو سکتا ہو تو اوسیکا قرار دیا جائیگا نہ اول کا اور اگر اوس عورت کا دودھ پہلا ہنوز
باقی ہے کہ دوسرے شوہر سے وضع حمل ہو تو وضع حمل تک شوہر اول کا اور بعد وضع سے شوہر ثانی
کا شمار کیا جائیگا **دوسری شرط** دُودھ کا اوسقدر ہونا جس سے گوشت پیدا ہو اور ہڈی
مین قوت حاصل ہو اور دس دفعہ سے کم پینے کا اعتبار نہین ہو ہان ایک روایت شاذہ مین اوسکا
بھی اعتبار منقول ہو اور آیا دس دفعہ پینے مین نشر حرمت ہوتا ہو یا نہین اسمین دونون قسم کی روایتین
ہین لیکن ان دونون مین جو روایت زیادہ صحیح ہو اوسکی بنا پر حرمت حاصل نہین ہوتی ہان شب
و روز یا پندرہ دفعہ پینے مین حرمت حاصل ہو جاتی ہو جبکہ شرائط ذیل متحقق ہون **اول** یہ کہ
ہر رضعہ (ایکدفعہ دودھ پینا) کامل ہو **دوسرے** یہ کہ برابر واقع ہون (یعنے قبل پندرہ دفعہ
پینے کے کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیے) **تیسرے** یہ کہ عورت کی پستان سے دودھ
پیا جائے اور مقدار رضعہ مین عرف کی طرف رجوع کیجائیگی اور بعض علما نے اوسکی مقدار یہ بیان
کی ہو کہ مرتضع (دودھ پینے والا) پینے کے بعد از خود چھوڑ دے پس اگر عورت کی پستان
منھ مین لیکر چھوڑ دے اور پھر پینے کی طرف عود کرے پس اگر مرتضع نے دُودھ پی کر بقصد اعراض
اپنا منھ ہٹا لیا تھا تو پورا رضعہ شمار کیا جائیگا اور اگر اوسنے اعراض کی نیت سے نہ چھوڑا تھا
بلکہ سانس لینے یا کسی کھیلنے کی چیز کی طرف دیکھنے یا ایک پستان سے دوسری کی طرف نقل کرنے کی

غرض سے چھوڑا تھا تو کل ملکر ایک ہی رضعہ شمار کیا جائیگا اور اگر مرتضع رضعہ کامل کرنے کے قبل پینے
سے روک دیا جائے تو اس پینے کا عدد رضاعت مین اعتبار نہوگا اور رضاعت کا پے در پے
واقع ہونا یعنی ایک ہی عورت کا تمام رضعات کو پورا پلانا ضرور ہے پس اگر ایک عورت سے
کچھ رضعات پی کر دوسری عورت سے باقی کو پی لے تو پہلی کا حکم باطل ہو جائیگا پس اگر یکے
بعد دیگرے بہت سی عورتین دودھ پلائین تو اوسوقت تک حرمت نہوگی جبتک کہ ایک ہی
عورت سے پندرہ عدد کامل برابر پیئے گا اور جب دودھ پلانیوالی عورتین مختلف ہون تو نہ
صاحب لبن باپ ہوگا نہ اوسکا باپ دادا ہوگا اور نہ دودھ پلانیوالی ماں شمار کیجائیگی
اور بنابر مشہور کے پستان ہی سے پینا ضروری ہے اسلیے کہ سماے ارتضاع بدون اوسکے حاصل
نہین ہوتا پس اگر کسی عورت کا دودھ مرتضع کے حلق مین ٹپکا دیا جائے یا پچکاری وغیرہ سے
اوسکے پیٹ مین پہونچا دیا جائے تو حرمت نہوگی اور اسیطرح اگر دودھ کا پنیر بنالیا جائے بعدازان
مرتضع اوسکو کھائے تب بھی نشر حرمت نہوگا اور اسیطرح دودھ کا اپنی حال پر باقی رہنا نشر حرمت مین
شرط ہے پس اگر دوسری چیز مین ملا دیا جائے کہ مثل اسکے کہ مرتضع کے منہ مین کوئی تلخ چیز ڈالدی جائے اور بعد
اوسکے دودھ ممزوج ہوکر دودھ نرہے تو حرمت محقق نہوگی اور اگر کسی مردہ عورت کا پستان سے دودھ پیے یا بعض رضعات
زندگی مین اور باقی کو مرنے کے بعد پورا کرے تب بھی حرمت محقق نہوگی کیونکہ عورت مین مرجانے
کے بعد تعلق احکام کی قابلیت باقی نہین رہتی پس وہ دودھ پلانیوالی چوپایہ کے مثل ہے اور اسمین
تردد ہے **تیسری شرط** رضاع (دودھ پینا) کا دوسال کے اندر واقع ہونا ہے جو دودھ
دوسال کے بعد پیا جائیگا اوسکا اعتبار نہوگا اور اسمین مرتضع کا اعتبار ہے اسلیے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے لا رضاع بعد فطام یعنی بعد دودھ بڑھائی کے (جسکی مدت دوسال ہے)
حکم رضاع جاری نہین ہوتا اور آیا ولد مرضعہ مین بھی دوسال کا اعتبار ہے یا نہین اسمین دو قول ہین

لکن صحیح یہ ہے کہ اسکا اعتبار نہین ہے پس اگر ولد مرضعہ کو دو سال سے زائد گذر چکے ہون اور بچہ
دو سال سے کم کے مولود کو دودھ پلاوے تو باعث حرمت ہوگا اور اگر دو سال کے اندر
چودہ رضعات متحقق ہوچکے ہون اور پندرھوان دو سال ختم ہونے کے بعد پیا جائے تو بھی باعث
حرمت نہوگا اور اسیطرح اگر دو سال کامل ہوجائین اور آخر کے رضعہ سے سیر ہوکر نہ پیا ہو تب بھی
حرمت متحقق نہوگی ہان اگر دو سال ختم ہونے کے ساتھ رضعہ بھی تمام ہوجائے تو حرمت متحقق ہوگی

چوتھی شرط دودھ کا ایک ہی شوہر سے ہونا پس اگر مرضعہ ایک شوہر کا دودھ دس بچون کو پلائے
تو ان سب مین باہم حرمت متحقق ہوگی اور اسیطرح اگر ایک شخص دس عورتون سے نکاح کرے اور
ہر ایک عورت ایک مولود یا زائد کو دودھ پلاوے تو ان سب کو آپس مین نکاح کرنا حرام
ہوگا اور اگر مرضعہ دو بچون کو دو شوہرون کا دودھ پلاوے تو ایک دوسرے پر حرام نہوگا
اور اس مقام پر ایک روایت مین حرمت بھی وارد ہوئی ہے لکن عمل اوس پر متروک ہے اور جبکہ کوئی
مولود کسی عورت کا باشرائط دودھ پیے تو اوس مرضعہ کی نسبی اولاد بھی حرام ہوجائیگی اور
دودھ پلانے کے لیے ایسی عورت اختیار کرنا مستحب ہے جو مسلمہ اور عاقلہ اور عفیفہ اور حسینہ ہو اور
زن کافرہ سے دودھ نہ پلوائے اور ضرورت کے وقت ذمیہ سے دودھ پلوا سکتے مین مگر اوسکو
شراب پینے اور گوشت خوک کھانے سے باز رکھنا چاہیے اور مولود کا اسلیے زن ذمیہ کے سپرد
کرنا مکروہ ہے کہ وہ اوسکو اپنے مکان پر لیجائے اور زن مجوسیہ سے دودھ پلوانے مین کراہت
شدید ہے اور جس عورت کا دودھ زنا سے پیدا ہوا ہو اوس سے دودھ پلوانا بھی مکروہ ہے
اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ اگر آقا اپنی کنیز کے فعل کو حلال کردے تو اوسکے دودھ
سے کراہت زائل ہوجائیگی اور یہ شاذ ہے **دوسرا امر** احکام رضاع کے بیان مین یا ہے چند
مسئلے مین **پہلا مسئلہ** جب رضاع حاصل ہوجائیگا تو مرضعہ اور اوسکے شوہر سے مرتضع کی طرف

[illegible]

اور مرتضع سے مرضعہ اور اوسکے شوہر کی طرف حرمت سرایت کریگی پس مرضعہ اوسکی مان ہوجائیگی
اور اوسکا شوہر اوسکا باپ اور اون دونون کے باپ اوسکے دادا اور نانا اور اون دونون
کی مائین اوسکی دادی اور نانی اور اون دونون کی اولاد اوسکے بھائی اور اون دونون کے بھائی
اوسکے چچا اور ماموں ہوجائینگے **دوسرا مسئلہ** جو اولاد شوہر مرضعہ کیطرف منسوب ہوگی
وہ مرتضع پر حرام ہوجائیگی خواہ اوسکی اولاد نسبی ہو یا رضاعی اور اسیطرح مرضعہ کی اولاد نسبی
بھی مرتضع پر حرام ہوجائیگی لیکن اوس مرضعہ کی اولاد رضاعی اوسپر حرام نہوگی مثلاً اگر ایک عورت
دو بچون کو دو شوہرون کا دودھ پلائے تو وہ دونون اوسکی اولاد رضاعی ہونگی لیکن ان
دونون مین باہم نکاح حرام نہوگا اسلیے کہ تحقق حرمت کے لیے شوہر کا متحد (ایک ہونا) ضروری ہی
تیسرا مسئلہ مرتضع کا باپ صاحب شیر کی اولاد سے نکاح نہین کرسکتا خواہ اوسکی اولاد
نسبی ہو یا رضاعی اور اسیطرح مرتضع کا باپ زن مرضعہ (جو صاحب شیر کی زوجہ ہی) کی اولاد
نسبی سے بھی نکاح نہین کرسکتا اسلیے کہ وہ سب مرتضع کے باپ کی اولاد کے حکم مین ہوجاتے ہین
اور آیا مرتضع کے باپ کی وہ اولاد جنے اوس دودھ کو نہین پیا ہو مرضعہ یا اوسکے شوہر
(جو صاحب شیر ہو) کی اولاد سے نکاح کرسکتی ہی یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہو کہ نہین کرسکتی
اور جواز نکاح بیوجہ نہین ہو لیکن اگر کوئی عورت کسی قوم کے ایک لڑکے کا دودھ دوسری قوم کی
لڑکی کو دودھ پلادے تو اون دونون مین سے ہر ایک کے بھائی بہن کو دوسرے کے بھائی بہن
نکاح کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ اونمین باہم نہ نسب ہی نہ رضاع۔ **چوتھا مسئلہ** جو رضاع کہ باعث
نشر حرمت ہی اگر قبل نکاح حاصل ہوگا تو نکاح صحیح نہوگا اور اگر بعد نکاح ملتبس ہوگا تو نکاح کو
باطل کریگا پس اگر کسی دودھ پیتی لڑکی سے اپنا عقد کرے پھر زید کی مان یا دادی یا نانی
یا بہن اوس لڑکی کو دودھ پلادے تو زید کا نکاح باطل ہوجائیگا اور اسیطرح اگر اوسکو زید کے

[illegible]

باپ یا بھائی کی زوجہ دودھ پلادے تب بھی نکاح باطل ہو جائیگا بشرطیکہ مرضعہ کا دودھ
اونھین دونون سے ہو پس اگر کسی کی زوجۂ شیرخوار از خود اوس عورت کا دودھ پی لے
جسکی وجہ سے نکاح باطل ہو جاتا ہی اور مرضعہ کو خبر نہو تو اوسکا مہر ساقط ہو جائیگا اسلیے کہ
وہ عقد ہی باطل ہو گیا جسکی وجہ سے مہر ثابت ہوتا ہی اور اگر زن مرضعہ اوس زوجۂ شیرخوار
کو اپنے اختیار سے دودھ پلاوے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اس زوجۂ شیرخوار کو آدھا مہر دلوایا
جائیگا اسلیے کہ یہ وہ فسخ ہی جو قبل دخول حاصل ہوا ہی اور ساقط اسلیے نہو گا کہ عقد کا بطلان
صورتِ مذکورہ مین زوجہ کی طرف سے نہین ہوا اور شوہر کو مرضعہ سے اوس مقدار
کا مطالبہ صحیح ہو گا جو اوسنے اپنی زوجہ کو دی ہی اگر مرضعہ نے خود نکاح باطل کرنے کا قصد
کیا ہو گا لیکن یہ سب محل تردد ہی اسلیے کہ منفعت فرج باطل کرنے کے سبب سے لزوم ضمانت
مشکوک ہی اور اگر ایک شخص کی دو زوجائین ہون ایک کبیرہ اور ایک صغیرہ اور زوجۂ کبیرہ صغیرہ کو
دودھ پلادے تو وہ دونون حرام موبد ہو جائینگی اگر زوجۂ کبیرہ سے دخول واقع ہو چکا ہو
والا فقط کبیرہ حرام ہوگی اور کبیرہ کو اوسکا مہر دلوایا جائیگا اگر اوس سے دخول ہو چکا ہی والا
اوسکے لیے مہر نہو گا اسلیے کہ بطلان عقد اوسی کیوجہ سے ہوا ہی اور صغیرہ کو پورا مہر دلوایا
جائیگا اسلیے کہ اوسکا عقد اوسکی وجہ سے باطل نہین ہوا بلکہ اسلیے باطل ہوا ہی کہ زن کبیرہ
مین اور اوسمین اوسکے ربیبہ ہونے کیوجہ سے جمع کرنا صحیح نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ
جو مقدار مہر صغیرہ کو شوہر نے دی ہی اوسکو کبیرہ سے لے سکتا ہی اور اگر کسیکی زوجۂ کبیرہ اوسکی دو
شیرخوار زوجاؤن کو دودھ پلائے پس اگر کبیرہ کے ساتھ دخول واقع ہوا ہی تو تینون زوجائین
شوہر پر حرام ہو جائینگی والا فقط کبیرہ حرام ہوگی اور اگر کسی شخص کی دو زوجائین کبیرہ اور ایک
شیرخوار ہو پس اگر زوجۂ شیرخوار کو یکے بعد دیگرے وہ دونون زوجائین دودھ پلادین تو

وہ زوجہ کہ جسنے پہلے دودھ پلایا ہو اور زوجہ شیرخوار دونوں حرام ہوجاینگی ہان جسنے بعد کو دودھ
پلایا ہو وہ حرام نہوگی اسلیے کہ اوسنے اوسکی زوجہ شیرخوار کو بعد اوسکی بیٹی ہوجانے کے دودھ پلایا
ہی اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ یہ بھی حرام ہوجایگی اسلیے کہ یہ اوس عورت کی مان ہوجاتی ہو جو
اوسکی زوجہ تھی ورہی قول اولی ہو اور ان جملہ صورتون مین کل کا نکاح باطل ہوجایگا کیونکہ انکا
نکاح مین جمع کرنا حرام ہو اور وجہ حرام ہونے کی ہم بیان کرچکے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو
طلاق دے اور وہ اوسکی زوجہ شیرخوار کو دودھ پلائے تو دونون حرام ہوجاینگی بشرطیکہ
کبیرہ سے دخول واقع ہوچکا ہو **پانچوان مسئلہ** اگر کسی شخص کی وہ کنیز جس سے یہ وطی کرتا ہو
اوسکی زوجہ شیرخوار کو دودھ پلاوے تو دونون حرام ہوجاینگی و صغیرہ کا مہر اوسکے
شوہر پر ثابت ہوگا اور اوس مہر کی رجوع کنیز پر صحیح نہوگی اسلیے کہ آقا کا اوسکے مملوک کے ذمہ
کوئی مال ثابت نہین ہوسکتا ہان اگر وہ کنیز موطوءہ بالعقد ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ اوس سے
مہر کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اوسکے رقبہ پر مہر ثابت ہوگا اور میرے نزدیک اسمین تردد
ہو اگرچہ اسکے قائل ہوجائین کہ رجوع بالمہر واجب ہو کیونکہ ہمنے بیان کیا ہو کہ بیع مملوکہ صحیح ہو
بلکہ آزاد ہونے کے بعد اوس سے مطالبہ کیا جایگا **چھٹا مسئلہ** اگر دو شخصون کے پاس دو زوجہ مین
ہون ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ اور ہر ایک اپنی زوجہ کو طلاق دے اور دوسری سے
عقد کرے اور پھر کبیرہ صغیرہ کو دودھ پلائے تو کبیرہ دونون پر حرام ہوجایگی و صغیرہ فقط
اوس شخص پر حرام ہوگی جو کبیرہ سے دخول کرچکا ہو **ساتوان مسئلہ** جب کوئی شخص کسی عورت
کی بہ نسبت کہے کہ یہ میری رضاعی بہن ہو یا میری بیٹی ہو اور اس دعوی کا صحیح ہونا ممکن ہو پس اگر یہ
دعوی قبل عقد صادر ہو تو ظاہر مین اوسپر حرمت کا حکم کیا جایگا اور عقد کرنا اوسکا صحیح نہوگا اور
اگر عقد کے بعد ہوا اور یقینہ رکھتا ہو تب بھی حکم حرمت کیا جایگا پس اگر قبل دخول ہو تو مہر نہوگا

اور اگر بعد دخول ہی تو مہر مثل لوایا جائیگا اور اگر بینہ نہو اور زوجہ انکا مکرتی ہو تو اوسپر کل مہر
لازم ہوگا اگر دخول واقع ہوچکا ہو والا نہ شوہر کے نصف مہر لازم ہوگا اور اگر عورت
بعد عقد اوسکے رضاعی بھائی ہونے کا دعویٰ کرے تو اوسکا دعویٰ شوہر کے حق مین بے بینہ
کے مقبول نہوگا اور اگر قبل عقد ہو تو عورت پر اوسکے اقرار کی بنا پر حرمت نکاح کا حکم کیا
جائیگا **آٹھوان مسئلہ** شہادت رضاع بے تفصیل کے مقبول نہوگی اسلیے کہ جن شرائط کیوجہ
سے حرمت متحقق ہوتی ہی اونمین اختلاف ہی پس اگر تفصیل کا اعتبار نہ کرین تو احتمال رہیگا کہ شاہد نے
اپنے اعتقاد کے موافق بیان کیا ہو پس جو شخص کہ رضاع کی شہادت دے اوسکو بیان کرنا چاہیے
کہ مین نے شیرخوار کو دیکھا ہی کہ مرضعہ کی پستان کو اپنے دہن مین لیکر چوستا تھا اور عادۃً جتنی دیر
مین مرتضع سیر ہوکر منھ اپنا ہٹاتا ہی اوتنی ہی دیر مین وہ اپنا منھ ہٹاتا تھا **نوان مسئلہ** جب زن کبیرہ
کسی طفل صغیر سے عقد کرے اور پھر عقد کو فسخ کرے خواہ اسوجہ سے کہ اوس صغیر مین کوئی عیب
موجب فسخ تھا یا اسوجہ سے کہ وہ کسی کی کنیز تھی اور اب آزاد ہوگئی یا اور کسی سبب سے اور بعد ازان
کسی دوسرے شخص سے عقد کرے اور اسکا دودھ اوس صغیر کو پلادے تو دوسرے شوہر پر حرام ہوجائیگی
اسلیے کہ یہ اوسکے رضاعی بیٹے کی زوجہ تھی اور صغیر پر اسلیے حرام ہوجائیگی کہ یہ اوسکے باپ کی
منکوحہ ہی **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے فرزند شیرخوار کا اپنی شیرخوار بھتیجی سے عقد کرے
بعد ازان اون دونون کی دادی یا نانی ایک کو دودھ پلادے تو اون دونون کا نکاح
باطل ہوجائیگا اسلیے کہ ان دونون مین جسنے دودھ پیا ہی اگر وہ لڑکا ہی پس اگر دادی کا دودھ
پیا ہی تو اپنی زوجہ کا چچا ہوجائیگا اور اگر نانی کا دودھ پیا ہی تو اپنی زوجہ کا ماموں ہوجائیگا
اور اگر دودھ پینے والی لڑکی تھی تو اپنے شوہر کی پھوپھی ہوجائیگی یا خالہ **تیسرا سبب**
مصاہرت (وہ علاقہ ہی جو نکاح کے سبب سے زن شوہر اور اونکے اقربا مین حادث ہوتا ہی) ہر

مصاہرت وطی صحیح کے ساتھ متحقق ہوتی ہے اور زنا یا وطی بالشبہ اور نظر بالمس کے ساتھ اوسکے متحقق ہونے مین اشکال ہے بس بیان چار امرون مین بحث کرنا ضرور ہے امر اول نکاح ہے پس جو شخص کسی عورت سے بعقد صحیح یا بملک وطی کریگا تو اوس شخص پر اوس عورت کی مان اور نانی اور دادی اگرچہ بعید ہون اور اوسکی بیٹیان و پوتیان اور نواسیان اور اونکی اولاد اور اولاد الاولاد حرام ہوجائینگی خواہ اوسکی اولاد قبل وطی پیدا ہوچکی ہو یا بعد وطی پیدا ہوئی ہو اگرچہ اوسکی اولاد نے اس شخص کے کنار مین پرورش نہ پائی ہو اور اوس عورت پر اوس شخص کا باپ اور دادا اور اولاد حرام موبد ہوجائینگی اور اگر کسی عورت سے عقد ہوا ہو اور وطی واقع نہوئی ہو تو زوجہ اوسکی اوسکے باپ اور اولاد پر حرام ہوجائیگی اور زوجہ کی بیٹی جمعاً حرام ہوگی نہ عیناً پس اوسکی مفارقت کے بعد اوسکی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے اور زوجہ کی مان علی الاشہر محض عقد سے حرام ہوجاتی ہے اگرچہ دخول واقع نہوا ہو اور باپ کی کنیز محض ملک سے بیٹے پر حرام نہین ہوتی اور اسیطرح بیٹے کی کنیز باپ پر ہان اگر اون دونون مین سے کوئی شخص اپنی کنیز سے دخول کرے تو دوسرے پر حرام ہوجائیگی اور کسیکو ان دونون مین سے دوسرے کی کنیز سے وطی کرنا بے عقد یا ملک کے جائز نہین ہے اور باپ کو بیٹے کی کنیز کا بقیمت خرید کرنا اور پھر اوس سے وطی کرنا جائز ہے اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص دوسرے کی کنیز سے بدون شبہ کے وطی کریگا تو زانی ہوگا لیکن باپ پر حد جاری نکیجائیگی بخلاف بیٹے کے کہ اوسپر حد بھی جاری ہوگی اور اگر وطی بالشبہ واقع ہوئی ہوگی تو حد ساقط ہوجائیگی اور اگر باپ کی کنیز بیٹے سے بوطی شبہ حاملہ ہوجائے تو لڑکا آزاد ہوجائیگا اور قیمت بیٹے پر نہوگی اور اگر بیٹے کی کنیز باپ سے حاملہ ہوجائے تو لڑکا آزاد ہوگا اور باپ پر اوسکی قیمت دیکر آزاد کرنا واجب ہوگا ہان اگر مولود لڑکی ہوگی تو آزاد ہوجائیگی اور باپ پر قیمت لازم ہوگی اور اگر باپ اپنے بیٹے کی زوجہ سے وطی بالشبہ کرے

تو بیٹے پر حرام ہوگی اسلیے کہ حلیت عقد باپ کی وطی سے پہلے ہو چکی ہو اور بعض علمار نے
فرمایا ہو کہ حرام ہو جائیگی اسلیے کہ وہ عورت اوسکے باپ کی منکوحہ ہو گئی اور باپ پر مہر
اوسکا لازم ہوگا اور اگر اوس عورت سے بیٹا دوبارہ وطی کرے پس اگر اسکے قائل ہو جائین
کہ وطی بالشبہ باعث حرمت ہو تو بیٹے پر دو مہر لازم ہونگے ایک مہر مسمّی (جو وقت عقد مقرر
ہوا تھا) اور دوسرا مہر المثل وطی ثانی کے عوض اور اگر قائل ہون کہ وطی بالشبہ باعث حرمت نہین ہو
تو اوسپر سوا مہر اول کے کوئی مہر ثابت نہوگا اور یہی قول صحیح ہو اور منجملہ توابع مصاہرت کے
یہ ہو کہ زوجہ کی بہن جمعاً حرام ہو جاتی ہو نہ عیناً اور اسیطرح بدون زوجہ کی رضا کے اوسکی بھانجی یا بھتیجی
بھی جمعاً حرام ہو ہان اگر اجازت دیدے تو صحیح ہو لکن پھوپھی اور خالہ کو اونکی بھتیجی اور بھانجی پر داخل کرنا
جائز ہو اگرچہ بھتیجی یا بھانجی اونکے داخل کرنے سے ناخوش بھی ہو ہان پھوپھی اور خالہ کو اونکی بھتیجی
اور بھانجی ہونے کا علم ہو ورنہ صحیح نہوگا اور اگر بھتیجی یا بھانجی کو اونکی پھوپھی یا خالہ پر بدون
اونکی اجازت کے داخل کریگا تو عقد باطل ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ پھوپھی اور خالہ کو عقد کے
باطل کرنے اور باقی رکھنے یا اپنے عقد کے باطل کر دینے مین بدون طلاق اختیار رہوگا لکن پہلا امر
صحیح تر ہو **امر دوم** زنا ہو پس اگر زنا عقد کے بعد واقع ہو تو باعث حرمت نہوگی مثلاً کوئی
شخص کسی عورت سے عقد کرے پھر اوسکی مان یا بیٹی سے زنا کرے یا اوسکے بھائی یا باپ یا بیٹے سے
لواطہ کرے یا اپنے باپ کی یا بیٹے کی کنیز مدخولہ سے زنا کرے تو ان سب صورتون مین عقد ثابت
باقی رہیگا اور یہ امور لاحقہ اوسکو باطل نہ کرینگے اور اگر زنا عقد سے پہلے واقع ہوئی ہو تو
مشہور یہ ہو کہ پھوپھی اور خالہ کی بیٹی جبکہ ان دونون کی مان سے زنا کرے حرام ہو جائینگی لکن
سوائے ان دونون کے اگر اور کسی سے قبل عقد زنا واقع ہو تو آیا مثل وطی صحیح کے باعث حرمت
مصاہرت ہوگی یا نہین بنا بر بعض روایات کے باعث حرمت ہوگی اور اسی روایت کی

وأما الوطي بالشبهة ... وأما النظر واللمس ...

سند وضیح تر ہو اور بنا بر بعض روایات کے نہوگی **تیسرا امر** وطی بالشبہ ہی پس شیخ الطائفہ نے بنا بر

اپنے استنباط کے فرمایا ہی کہ وطی بالشبہ مثل نکاح صحیح کے سمجھی جائیگی لیکن مین تردد ہو اظہر یہ ہی کہ وطی بالشبہ

باعث حرمت نہین ہی لیکن نسب اسکے ساتھ ملحق ہوگا **چوتھا امر** نظر اور لمس ہی پس جو نظر یا لمس غیر

مالک کو جائز ہی جیسے چہرہ پر نظر کرنا اور کف دست کا چھونا وہ باعث حرمت نہین ہی اور جو

غیر مالک کو جائز نہین ہی جیسے فرج پر نظر کرنا یا بوسہ لینا یا باطن جسد کا بشہوت لمس کرنا اسمین تردد

ہی لیکن اوسکا باعث کراہت ہونا اظہر ہی اور جو لوگ حرمت کے قائل ہین اونھون نے فقط

حرمت کو لامس اور ناظر کے باپ اور بیٹے پر مقصور کیا ہی اور زن منظورہ وملموسہ کی مان اور بیٹی

کی نسبت حرمت کے قائل نہین ہوئے ہین اور حکم رضاع اس باب مین حکم نسب ہی اور اسمین دو مقصد ہین

پہلا مقصد تحریم جمع کے بیان مین اور اسمین چھ مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص دو بہنون

سے یکے بعد دیگرے عقد کرے تو پہلی عورت کا عقد صحیح اور دوسری کا باطل ہوگا اور اگر دونون سے ایک ہی عقد

مین نکاح کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ دونون کا نکاح باطل ہوگا اور یہی مذہب اشبہ

ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اون دونون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے

اور یہ روایت ضعیف ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کسی کنیز سے بملک وطی کرے پھر اوسکی بہن سے عقد کرے

تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ عقد صحیح ہو جائیگا اور جبتک یہ منکوحہ اوسکے عقد مین رہیگی تبتک موطوئہ

بالملک حرام رہیگی اور اگر کسی شخص کے پاس دو کنیزین بہن ہون اور دونون سے وطی واقع

ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ پہلی حرام ہو جائیگی یہانتک کہ دوسری اسکی ملک سے خارج ہو

اور بعض نے فرمایا ہی کہ اگر جاہل تحریم تھا تو پہلی حرام نہوگی اور اگر عالم تحریم تھا تو حرام ہو جائیگی

یہانتک کہ دوسری اسکی ملک سے خارج ہو اور بعد اسکے حلال ہو جائیگی بشرطیکہ دوسری کو

پہلی کیطرف رجوع کرنیکی غرض سے خارج نکیا ہو ورنہ اس حال مین حلال نہوگی اور صحیح یہ ہی کہ دوسری

كتاب النكاح

ہر حال حرام ہو جائیگی خواہ عالم تحریم ہو یا نہو اور پہلی حلال رہیگی **تیسرا مسئلہ** حر (مرد آزاد)
کو کنیز سے عقد کرنا جائز نہین ہو مگر دو شرطون کے ساتھ کر سکتا ہو ایک یہ کہ حرہ کے مہر اور
اور نفقہ پر قدرت نرکھتا ہو دوسری یہ کہ عقد نہ کرنے مین ایسی مشقت ہو سکی وجہ سے زنا
مین مبتلا ہو جانیکا خوف ہو اور بعض علما نے بدون ان دونون شرطون کے کنیز سے
عقد کرنے کو مکروہ فرمایا ہو اور یہی مذہب ثانیہ وہ مشہور ہو اور مذہب اول کی بنا پر فقط ایک ہی
کنیز سے عقد کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ مشقت دور ہو جاتی ہو اور مذہب ثانی کی بنا پر دو کنیزون
تک عقد کرنا جائز ہوگا اور دو کنیز سے زائد کے ساتھ عقد کرنا اجماعاً مباح نہین ہے
چوتھا مسئلہ غلام کو دو حرہ سے زائد کے ساتھ عقد کرنا جائز نہین ہو **پانچوان مسئلہ**
اگر کسی شخص کے پاس زوجۂ حرہ موجود ہو تو بے اوسکی اجازت کے کنیز سے عقد کرنا جائز نہوگا
پس اگر بے اوسکی اجازت کے عقد کریگا تو باطل ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ حرہ کو عقد
کنیز کے باطل کرنے اور باقی رکھنے اور اپنے عقد کے فسخ کر دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور
قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو لیکن اگر کنیز منکوحہ موجود ہو اور حرہ سے عقد کرے تو صحیح ہوگا اور حرہ کو
اپنے عقد کے فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اگر قبل عقد نجانتی ہو کہ اوسکے عقد مین کنیز ہو اور
اگر ایک عقد مین اون دونون کو جمع کرے تو حرہ کا عقد صحیح ہو جائیگا اور کنیز کا عقد
باطل ہو جائیگا یا حرہ کی رضا پر موقوف رہیگا علی الاختلاف القولین **چھٹا مسئلہ** جب
کوئی شخص اپنی اوس زوجہ سے دخول کرے جسکا سن نو برس سے کم ہو اور افضا (پیشاب اور
حیض کی راہ کا ایک ہوجانا) ہو جائے تو اوسکی وطی حرام موبد ہو جائیگی اور اوسکے عقد سے
خارج نہوگی اور اگر افضا نہو تو حرام نہوگی یہی مذہب زیادہ صحیح ہو **دوسرا مقصد** اون
تحریم عینی کے بیان مین جو مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جو شخص کسی عورت سے اوسکے عدہ مین

دانستہ عقد کریگا تو اوسپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائیگی اور اگر عدہ اور تحریم کو نجانتا ہو اور دخول
واقع ہو تو بھی حرام ہوجائیگی والا یہ عقد باطل ہوجائیگا اور اوسکو انقضاے عدہ کے بعد از سر نو
عقد کرلینا جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی عورت سے اوسکے عدہ مین عقد کرے
اور دخول واقع ہو اور وہ عورت حاملہ ہوجاے پس اگر جاہل تھا تو مولود اوسی شخص سے ملحق ہوگا
بشرطیکہ اس شخص کے دخول کرنے سے پورے چھ مہینے یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اور ان دونون
مین حرمت موبدہ ہوجائیگی وجہ سے علیحدگی کردینا واجب ہوگا اور مہر مسمی اوس شخص کے ذمہ ثابت
ہوگا اور اوس عورت کو پہلے شوہر کا عدہ تمام کرنے کے بعد دوسرے شخص کے لیے دوسرا عدہ
رکھنا ضرور ہوگا اور بعض علما ایک ہی عدہ کو کافی جانتے ہین اور اوس عورت کا ایک
قول پر اور ایک دوسرے پر لازم ہوگا بشرطیکہ جاہل بتحریم ہو اور اگر عالم بتحریم تھی تو کفارہ ثابت
ہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص زن بے شوہر سے زنا کرے تو نکاح اوس سے حرام ہوگا اور بعض
اگر کوئی عورت زنا کرے تو اپنے شوہر پر حرام ہوگی اگرچہ اصرار رکھتی ہو اور یہی مذہب صحیح تر ہے اور اگر
زن شوہر دار زنا کرے یا عدہ رجعیہ مین عقد کرے تو بنا بر مشہور کے حرام موبد ہوجائیگی **چوتھا مسئلہ**
اگر کوئی شخص کسی لڑکے کے ساتھ مرتکب ہوگا تو اوسپر اوس لڑکے کی ماں اور بہن اور بیٹی
حرام ہوجائیگی اور اگر اونمین سے کسی کا عقد پہلے واقع ہوچکا ہوگا تو حرام نہوگی اسلیے
کہ حرام لاحق حلال سابق کو باطل نہین کرسکتا **پانچوان مسئلہ** اگر محرم اپنے احرام باندھا ہو
کسی عورت سے عقد کرے اور عالم بتحریم ہو تو عورت اوسپر حرام موبد ہوجائیگی اور اگر جاہل بتحریم
ہو تو عقد فاسد ہوگا اور وہ عورت اوسپر حرام نہوگی **چھٹا مسئلہ** شوہر دار عورت
اپنے شوہر کے سوا کسی پر اوسوقت تک حلال نہوگی جبتک کہ شوہر اوس سے مفارقت نکرے
یا عدہ منقضی ہوجاے اگر صاحب عدہ ہو **چوتھا باب** استیفاے عدد ازواج بیان مین

کتاب النکاح

اسکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** اگر آزاد کے پاس عقد دائم مین چار عورتین جمع ہون تو جبتک یہ چارون باقی ہین پانچوان عقد نہین کر سکتا اور نیز اوسکو انھین چار عورتون کے دو کنیزون سے زائد کے ساتھ عقد کرنا جائز نہین ہر اور جب غلام کے پاس چار کنیزین یا دو آزاد عورتین یا ایک آزاد اور دو کنیزین جمع ہو جائین تو زائد سے عقد کرنا حرام ہوگا ہان متعہ اور ملک یمین مین ازواج کا کوئی عدد آزاد یا غلام کے لیے معین نہین ہو اور یہان دو مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کہ شوہر چار عورتون مین سے ایک کو طلاق دے پس اگر طلاق رجعی ہو تو اوسکو قبل انقضائے عدہ پانچوان عقد کرنا حرام ہوگا اور اگر طلاق بائن ہو تو بمجرد طلاق عقد کر سکتا ہو اور زوجہ کی بہن سے نکاح کرنے مین بھی یہی حکم ہو لیکن جب طلاق بائن ہو تو قبل انقضائے عدہ عقد کرنا مکروہ ہو **دوسرا مسئلہ** جب چار عورتون مین سے ایک کو طلاق بائن دے اور دو عورتون سے عقد کرے پس اگر دونون عقد یکے بعد دیگرے واقع ہوئے ہین تو فقط پہلا عقد صحیح ہوگا اور اگر دونون عقد ایک ہی وقت مین واقع ہوئے ہین تو دونون باطل ہونگے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ شوہر کو ایک کے باقی رکھنے کا اختیار ہوگا اور یہ روایت ضعیف ہو **دوسری قسم** جب کسی حرہ کو ایسی تین طلاقین واقع ہون جن مین دو رجعتین تحقق ہو چکی ہون تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ دوسرے شخص سے نکاح دائم نہ کر لے خواہ شوہر اوسکا آزاد ہو یا غلام اور جب کنیز کو دو طلاقین ہو چکی ہون تو شوہر پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لیگی اگرچہ شوہر اوسکا حر ہو اور جب حرہ کو نو طلاقین عدہ کی اسطرح ہو چکی ہون کہ درمیان مین اوسکے دو شخص اوس سے نکاح کر چکے ہون تو مطلق پر حرام موبد ہو جائیگی **پانچوان سبب لعان** ہو عورت لعان واقع ہونے کے بعد شوہر پر حرام موبد ہو جاتی ہو اور اگر بہری یا گونگی زوجہ کو زنا کی اسطرح نسبت دے کہ اگر وہ گونگی یا بہری نہوتی

کتاب النکاح

تولعان واقع ہوئی تب بھی حرام موبد ہوجائیگی چھٹا سبب کفر ہے اور بیان چند مقصد بیان مین ہے

پہلا مقصد مسلمان کو کافر حربی سے نکاح دائم یا منقطع کرنا اجماعاً جائز نہین ہے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی عورتون سے نکاح کے حرام یا جائز ہونے مین دو قسم کی روایتین منقول ہین مشہور اون دونون مین یہ ہے کہ نکاح دائم حرام ہے اور متعہ اور ملک یمین جائز اور علی الاشبہ الروایتین مجوس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر زن و شوہر مین سے ایک شخص قبل دخول مرتد ہوجائے تو نکاح فوراً باطل ہوجائیگا پس اگر عورت مرتد ہوئی تو مہر ساقط ہوگا اور اگر مرد مرتد ہوگا تو نصف مہر ساقط ہوگا اور اگر ارتداد بعد دخول واقع ہوا ہے تو فسخ نکاح انقضائے عدہ پر موقوف رہیگا خواہ عورت مرتد ہوئی ہو یا مرد اور مرد کے ذمہ مہر کامل لازم ہوگا اسلیے کہ دخول سے استقرار مہر ہوچکا ہے ہان اگر شوہر مولود علی الفطرۃ ہو اور مرتد ہوجائے تو نکاح فوراً باطل ہوجائیگا اگرچہ ارتداد بعد دخول واقع ہوا ہو اسلیے کہ مرتد فطری کا اسلام مقبول نہین ہوتا اور اگر زن کتابیہ کا شوہر قبل دخول یا بعد دخول اسلام لائے تو اپنے نکاح پر باقی رہیگا اور اگر مرد کتابی کی زوجہ قبل دخول اسلام لائے تو عقد باطل ہوگا اور مہر نہوگا اور اگر بعد دخول اسلام لائے تو فسخ عقد عدہ کے گذرنے پر موقوف رہیگا اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر شرائط ذمہ رکھتا ہوگا تو نکاح اوسکا باقی رہیگا ہان شوہر کو زوجہ کے پاس شب کو جانے اور دن کو خلوت کرنے کی ممانعت کیجائیگی اور مذہب اول اشبہ ہے اور اگر زن و شوہر غیر کتابی ہون اور دونون مین سے ایک شخص قبل دخول اسلام لائے تو اوسی وقت عقد باطل ہوجائیگا اور اگر بعد دخول اسلام لائے تو انقضائے عدہ پر موقوف رہیگا اور اگر کافر ذمی کی زوجہ سوائے اپنے دین کے اور کسی کفر کے دین کو اختیار کرے تو فوراً عقد باطل ہوجائیگا اگرچہ بعد مین اپنے دین کی طرف رجوع بھی کرے اسبنا پر کہ سوائے دین اسلام کے اوسکو کوئی دین

مقبول نہین ہر اور اگر کوئی کافر ذمی اسلام لائے اور اوسکے پاس عقد دوامی کی چار سے زیادہ
ازواج موجود ہین تو اونمین سے چار حرہ یا دو حرہ اور دو کنیزین رکھسکتا ہو اور اگر غلام ہو
تو دو حرہ یا ایک حرہ اور دو کنیزین دونمین سے رکھسکتا ہو اور باقی کو علیحدہ کرنا لازم ہو اور
اگر وقت اسلام اوسکی عورتون کا عدد بقدر حلال ہو تو سب کا عقد ثابت رہیگا اور مرد مسلم
اپنی زوجۂ ذمیہ کو غسل پر مجبور نہین کر سکتا کیونکہ استمتاع بدون غسل بھی ممکن ہو ہان اگر استمتاع کا کوئی
مانع موجود ہو جیسے بدبو یا بڑے بڑے ناخون جس سے نفرت ہوتی ہو تو اوسکے دور کرنے پر
مجبور کر سکتا ہو اور اوسکو اوسکے عبادتخانہ مین جانے سے بھی منع کرنا جائز ہو جسطرح کہ اپنے
مکان کے نکلنے سے منع کر سکتا ہو اور اسیطرح شوہر کو اوسکے شراب پینے اور سور کا گوشت
کھانے اور نجاست کا استعمال کرنے سے بھی منع کرنا صحیح ہوگا دوسرا مقصد کیفیت اختیار کے
بیان مین اختیار کبھی اوس قول سے ہوتا ہو جو اختیار پر دلالت کرتا ہو مثلاً کہے کہ اخترتک
(مین نے تجھکو اختیار کیا) یا امسکتک (مین نے تجھکو روکا ہو) یا جو الفاظ اسکے مثل ہون
اور اگر بہ ترتیب اختیار کرے تو فقط پہلی چار عورتون کا عقد ثابت رہیگا اور اگر چار عورتون
سے علاوہ کے ساتھ خطاب کرے کہ اخترت فراقکن (مین نے تمہاری جدائی اختیار کی) تو
جنسے خطاب کیا ہو اونکا عقد فاسد ہو جائیگا اور باقی کا ثابت رہیگا اور اگر ایک سے طلقتک
کہے تو اوسکا نکاح صحیح سمجھا جائیگا اور طلاق بھی صحیح ہو جائیگا اور تنہا ازواج اربعہ محسوب
ہونگی اور اگر چار عورتون کو طلاق دے تو باقی کا عقد باطل ہوگا اور جنکو طلاق دی ہو اونکا
نکاح ثابت ہوگا اور ظہار و ایلا کو اختیار پر دلالت نہین ہو اسلیے کہ یہ دونون لفظ
غیر زوجہ کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہین اور کبھی فعل سے بھی اختیار ثابت ہوتا ہو مثلاً
اونمین سے کسی عورت کے ساتھ وطی واقع کرے اسلیے کہ ظاہر اسکا اختیار ہو اور اگر

چار عورتون سے وطی کرے تو اونھین چارون کا عقد ثابت رہیگا اور اگر اونمین سے کسی عورت
کا بوسہ لے یا بشہوت لمس کرے تو اوسکو بھی اختیار مین داخل کرنا ممکن ہو جیسا کہ زن مطلقہ کے حق مین
اسکو داخل رجعت کرتے ہین اگرچہ یہ خالی از اشکال نہین ہو اسلیے کہ یہان احتمال خلاف باقی رہتا ہو

تیسرا مقصد اون مسائل کے بیان مین جو اختلاف دین و مذہب سے پیدا ہوتے ہین اور وہ کئی
مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کوئی کافر کسی عورت سے اور اوسکی بیٹی سے عقد کرے اور دونون
سے دخول کرنے کے بعد اسلام لے آئے تو اوسپر وہ دونون حرام ہوجائینگی اور اسیطرح اگر فقط
ماں سے دخول کرے تب بھی دونون حرام ہوجائینگی لیکن اگر کسی سے دخول نکیا ہوگا تو ماں کا
عقد باطل ہوجائیگا نہ بیٹی کا اور زوج کو اختیار نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ زوج
کو اختیار ہوگا لیکن پہلا قول اقرب اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی کافر اسلام لائے
اور اوسکے پاس کنیز اور اوسکی ایک بیٹی موجود ہو پس اگر دونون سے وطی کرچکا ہو تو دونون
حرام ہوجائینگی اور اگر ایک سے وطی کی ہوگی تو دوسری حرام ہوجائیگی اور اگر کسی سے وطی نہین
کی تو ان دونون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے اور اگر اسلام قبول کرنے کے وقت اوسکے
پاس دو بہنین موجود ہون تو انمین سے جسکو چاہے اختیار کرے اگرچہ اون دونون سے وطی
کرچکا ہو اور اوس صورت مین بھی یہی حکم جاری ہوگا جب اوسکے پاس کوئی عورت اور
اوسکی پھوپھی یا خالہ موجود ہو اور وہ جمع کی اجازت نہ دے ہان اگر راضی ہوجائے تو جمع
کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی کافر اسلام لائے اور وقت اسلام اوسکے پاس ایک حرہ
اور ایک کنیز موجود ہو اور زن حرہ جمع کرنے پر راضی ہوجائے تب بھی جمع کرنا صحیح ہوگا

دوسرا مسئلہ جب کوئی مشرک غیر کتابی اسلام لائے اور اوسکے پاس ایک حرہ اور تین
کنیزین منکوحہ موجود ہون اور وہ تب بھی اوسکے ساتھ اسلام لے آئین تو حرہ کے ساتھ

دو کنیزون کو اختیار کرسکا بشرطیکہ حرہ راضی ہوجائے ورنہ کنیزون کا عقد باطل ہوجائیگا
اور اگر کوئی حر اسلام لائے اور اوسکے پاس چار کنیزین منکوحہ موجود ہون تو اونمین سے
دو کنیزون کو اختیار کریگا اور اگر چارون آزاد ہون تو سب کا عقد ثابت رہیگا اور یہی حکم
اگر قبل انقضائے عدہ اسلام لے آئین تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر چار سے زائد ہون اور انمین سے
بعض عورتین اسلام لے آئین تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ انمین سے جسکو چاہے اختیار کرے یا باقی کے
اسلام لانیکا انتظار کرے پس اگر کل یا بعض باقی بھی اسلام لے آئین اور سب چار سے زائد نہون تو
اونکا عقد ثابت رہیگا اور اگر چار سے زائد ہون تو چار کو اختیار کریگا اور اگر اون عورتون کو
اختیار کرچکا ہو جو پہلے اسلام لائین تھین اور چار ہی ہون تو باقی عورتون مین اختیار باقی نرہیگا
اگرچہ قبل عدہ اسلام لے آئین **تیسیر مسئلہ** اگر غلام اسلام لائے اور اوسکے پاس بت پرستون
مین سے چار آزاد عورتین موجود ہون اور اوسکے ساتھ اون چارون مین سے دو عورتین
اسلام لے آئین بعد ازان وہ غلام آزاد ہوجائے اور باقی دو عورتین بھی اسلام لے آئین
تو اس صورت مین دو سے زائد کو اختیار نہین کرسکتا اسلیے کہ وقت اسلام اوسکو دو ہی آزاد عورتین
حلال تھین اور اگر سب عورتین اسلام لے آئین بعد ازان وہ غلام آزاد ہوجائے اور پھر اسلام
لائے یا وہ عورتین اوسکے آزاد ہونے اور اسلام لانے کے بعد اور انقضاء عدہ کے قبل اسلام لے
آئین تو اوسکا نکاح سب پر ثابت رہیگا اسلیے کہ اس صورت مین وصف حریت جسکی وجہ سے
چار آزاد عورتین حلال ہوتی ہین موجود ہے اور اس فرق مین اشکال ہے **چوتھا مسئلہ** اختلاف دین
داخل فسخ ہے اور داخل طلاق نہین ہے پس اگر فسخ عقد عورت کی جانب سے قبل دخول حاصل ہوگا تو
کل مہر ساقط ہوگا اور اگر مرد کی جانب سے حاصل ہوگا تو بنا بر مشہور کے نصف مہر ثابت ہوگا اور
اگر فسخ عقد بعد دخول حاصل ہوگا تو پورا مہر مستقر ہوجائیگا اور فسخ متاخر سے ساقط نہوگا اور اگر

مہر مسمّی فاسد ہو تو اوسکے عوض مین دخول کے بعد پورا مہر المثل اور دخول کے قبل نصف مہر المثل دیا جائیگا
اگر فسخ عقد مرد کی جانب سے ہوا ہو اور اگر کوئی مہر معین نہ تھا اور قبل دخول مرد کی جانب سے فسخ عقد
حاصل ہو تو اوس عورت کو مثل مطلقہ کے متعہ دیا جائیگا (موافق اپنی حالت کے کچھ عطیہ اوسکو دیگا
جسکی تفصیل عنقریب آئیگی) اور اسمین تردد ہو اور اگر کافر ذمی بعد دخول اسلام لائے اور مہر معین
شراب ہو اور عورت کو وصول نہوا ہو تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ مہر ساقط ہوجائیگا اور بعض
علمار نے مہر المثل کو واجب کیا ہو اور بعض نے فرمایا ہو کہ شراب کے حلال جاننے والون کے نزدیک
اوسکی قیمت ہوئی وسکا دینا لازم ہوگا اور یہی مذہب صحیح تر ہی پانچوان مسئلہ اگر کوئی مسلمان
دخول کے بعد مرتد ہوجائے تو اوسپر زوجہ مسلمہ کی وطی حرام ہوگی اور اوسکا نکاح انقضائے
عدہ پر موقوف رہیگا اور اگر اوس عورت سے وطی بالشبہ واقع کرے اور انقضاء عدہ تک
اپنے کفر پر باقی رہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اسپر دو مہر واجب ہونگے ایک مہر اصلی اور
ایک مہر بعوض وطی بالشبہ اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ وہ عورت حکم زوجہ مین ہو بشرطیکہ ارتداد
عن الفطرۃ نہو چھٹا مسئلہ جب کوئی شخص اسلام لائے اور اوسکے پاس چار عورتین بت پرست
موجود ہون اور اوسنے دخول واقع ہوچکا ہو تو اوس شخص کو علاوہ انکے اور کسی عورت سے
عقد کرنا جائز نہوگا اور نہ ان چارون مین سے کسیکی بہن کے ساتھ عقد صحیح ہوگا یہانتک کے
عدہ منقضی ہو اور وہ عورتین کفر پر باقی رہین اور اگر زن بت پرست اسلام لائے اور
اوسکا شوہر اپنے مذہب کے موافق اسلام لانے کے قبل اوسکی بہن سے عقد کرے اور عدہ
منقضی ہوجائے اور شوہر کفر پر باقی رہے تو دوسری کا عقد صحیح رہیگا پس اگر وہ دونون
بھی زوجہ اولی کے عدہ سے قبل اسلام لے آئین تو شوہر کو اون دونون مین سے ایک کا اختیار
کرلینا اوسیطرح صحیح ہوگا جسطرح کہ اسلام لانے کے وقت دونون بہنین اوسکی عقد مین ہوتین اور

ایک کا اختیار کرلینا صحیح ہوتا **ساتوان مسئلہ** جب کوئی بت پرست اسلام لائے اور پھر مرتد ہوجائے اور عورت کا عدہ حالت کفر مین منقضی ہوجائے تو باین ہوجائیگی اور اگر اثناء عدہ مین اسلام لے آئے اور وہ شخص بھی اثناء عدہ مین پھر مسلمان ہوجائے تو اوسکے عقد مین باقی رہیگی اور اگر عدہ گذر جائے اور وہ شخص اپنے کفر پر باقی ہے تو اوسکو عورت پر کوئی سبیل نہ رہیگی **آٹھوان مسئلہ** اگر کئی عورتین اسلام لائین اور قبل اختیار اونمین سے ایک عورت مرجائے تو شوہر کا اختیار بہ نسبت زن مردہ کے باطل نہوگا پس اگر اوسکو اختیار کریگا تو اوسکے ترکہ سے اپنے نصیب کا وارث ہوگا اور اسیطرح اگر سب عورتین مرجاوین تب بھی اوسکو اختیار باقی رہیگا پس اگر اونمین سے چار کو اختیار کریگا تو اون چارون کا وارث ہوگا اسلیے کہ اختیار عقد جدید نہین ہو بلکہ جن عورتون کا عقد صحیح ہو اونکی تعیین مقصود ہو اور اگر اون سب عورتون کے ساتھ اونکا شوہر بھی قبل اختیار مرجائے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اختیار باطل ہوجائیگا لیکن ازواج کا بذریعۂ قرعہ معین کرنا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ اون مردہ عورتون مین یا وارث ہین یا مورث ہین اور اگر عورتون کے قبل اونکا شوہر مرجائے تو اون سب پر عدہ رکھنا واجب ہوگا اسلیے کہ ان عورتون مین سے بعض پر نفس الامر مین عدۂ وفات واجب ہو لیکن چونکہ امتیاز حاصل نہین ہو لہذا احتیاطاً سب عورتین ابعد الاجلین کے ساتھ عدہ رکھینگی اسلیے کہ اونمین سے ہر ایک عورت اپنے زوجہ ہونے اور نہونے کا احتمال رکھتی ہو پس زن حاملہ عدۂ وفات اور وضع حمل مین سے جسکی مدت زائد ہوگی اوسی کو عدہ کے لیے اختیار کریگی اور جو حاملہ نہین ہو وہ عدہ طلاق اور عدۂ وفات مین سے ابعد الاجلین کو اختیار کریگی **نوان مسئلہ** جب شوہر کے ساتھ اوسکی کل ازواج بھی اسلام لے آئین تو شوہر پر کل عورتون کا نفقہ دینا واجب ہوگا یہانتک کہ چار کو اختیار کرے پس اوسی وقت سے باقی عورتون کا نفقہ ساقط ہوجائیگا

اسلیے کہ قبل اختیار وہ سب عورتین حکم ازواج مین ہین اور اسیطرح اگر کل یا بعض عورتین اسلام
لے آئین اور اونکا شوہر اپنے کفر پر باقی ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر نفقہ نہ دیگا تو عورتون
کو اوسکا مطالبہ جائز ہوگا نفقۂ حال ہو یا گذشتہ شوہر اسلام لایا ہو یا کفر پر باقی ہو ہان اگر
شوہر اسلام لے آئے اور عورتین کفر پر باقی رہین تو نفقہ لازم نہوگا اسلیے کہ خود عورتون کیطرف
سے بوجہ کفر ممانعت استمتاع متحقق ہے اور اگر زن و شوہر مین سے ہر ایک شخص اپنے سابق الاسلام
ہونے کا مدعی ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم لزوم نفقہ اور برائت ذمۂ شوہر
ہے پس اوسکا استصحاب کیا جائیگا اور اگر شوہر قبل اختیار مرجائے تو اون عورتون مین سے
چار عورتین اوسکی وارث ہونگی لیکن اونکے معین نہونے کیوجہ سے حصہ اونکا اوسوقت حکم
نہ دیا جائیگا جبتک کہ وہ سب عورتین آپس مین صلح نہ کرلین لیکن ان سب مین سے چار زوجہ کا
قرعہ سے معین کرنا یا چار عورتون کا حصہ نکال کر اون سب پر تقسیم کر دینا بوجہ یقین ہے اور
اگر عورتون کے اسلام لانے سے پہلے شوہر مرجائے تو عورتون کے لیے کچھہ نہ رکھا جائیگا اسلیے
کہ کافر مسلم کا وارث نہین ہوسکتا لیکن اگر قائل ہون کہ جو عورت قبل قسمت ترکہ اسلام لے آئے
وہ وارث قرار دیجائے تو ممکن ہے دسوان مسئلہ عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ غلام کا بھاگنا اوسکی عورت کے حق مین حکم طلاق رکھتا ہے اور بمنزلہ ارتداد کے ہے
پس اگر وہ غلام قبل انقضاء عدہ واپس آئے تو وہ عورت اوسکی زوجہ رہیگی اور پہلا نکاح باقی
رہیگا اور اگر بعد عدہ واپس آئے اور اوسکی عورت کسی دوسرے شخص سے عقد کر چکی ہو تو اوس
غلام کو اوسپر کوئی سبیل باقی نہ رہیگی اور اس روایت پر عمل کرنے مین تردد ہے اسلیے کہ اسکی سند ضعیف ہے
مقام پنجم لواحق عقد کے ساتھ مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ کفائت عقد دوام مین شرط ہے اور کفائت
سے یہ مراد ہے کہ زن و مرد دونون مسلم ہون اور آیا اون دونون کا مومن (شیعہ) ہونا بھی

شرط ہو یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین ہین اظہر اون دونون مین یہ ہو کہ فقط اسلام کافی ہو اگرچہ دونون کا شیعہ ہونا سنت موکدہ ہو لیکن زن مومنہ مین ایمان شوہر کی رعایت بیشتر ہے اسلیے کہ عورت اپنے شوہر کے دین کو قبول کرلیتی ہو ہان اوس ناصبی سے نکاح کرنا جائز نہین ہی جو اہلبیت علیہم السلام سے بغض رکھتا ہو یا اونکی عداوت کا اعلان کرتا ہو اسلیے کہ ناصبی کافر ہو اور آیا شوہر کا نفقہ پر قادر رہونا شرط ہو یا نہین پس بعض علما نے شرط کیا ہو اور بعض نے نہین کیا اور یہی اشبہ ہو اور اگر بعد نکاح اوا نفقہ سے عاجز ہو جائے تو آیا اوسکی زوجہ کو فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین ہین لیکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہو کہ اختیار نہوگا اور زن حرہ کو غلام سے اور زن عربی کو مرد عجمی سے اور زن ہاشمیہ کو غیر ہاشمی سے اور بالعکس عقد کرنا صحیح ہو اور اسیطرح خسیس پیشہ لوگون کا (جیسے حجام اور ناکرو بے غیرہ) صاحبان دین و دولت سے نکاح کرنا بھی جائز ہو اور اگر کوئی مرد مومن جو نفقہ دینے پر قدرت رکھتا ہو کسی شخص سے درخواست کرے تو اوسکی اجابت واجب ہوگی اگرچہ نسب کی راہ سے ادنی بھی ہو اور اگر ولی زن انکار کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر شوہر کسی قبیلہ کیطرف منسوب ہو اور عقد کے بعد اوسکا کسی دوسرے قبیلہ سے ہونا معلوم ہو تو زوجہ کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اختیار نہوگا اور یہی مذہب اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہو اور فاسق سے عقد کرنا مکروہ ہو اور شرابخوار سے عقد کرنے مین کراہت شدید ہو اور اسیطرح زن شیعہ کا مرد مخالف سے عقد کرنا بھی مکروہ ہو ہان مستضعف (وہ شخص ہو جو کسی خاص شخص کی محبت یا بغض کے ساتھ مشہور نہو) کے ساتھ عقد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین

دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور بعد عقد اوسکا بدکار ہونا ثابت ہو تو عقد کا فسخ کرنا یا ولی زن سے مہر کا مطالبہ کرنا جائز نہوگا و بعض روایات

مین وارد ہوا ہی کہ اوسکے ولی سے مہر کو واپس لے سکتا ہی اور زن مذکور کو منافع فرج کے
مقابل کچھ مال بطور مہر دینا کافی ہوگا اور یہ روایت شاذ ہی **تیسرا مسئلہ** جو عورت عدۂ
رجعیہ رکھتی ہو اوس سے درخواست عقد کی تعریض غیر شوہر کو جائز نہین ہی اسلیے کہ وہ
حکم زوجہ مین ہی مگر جس عورت کو تین طلاقین ہوچکی ہون اوس سے شوہر اور غیر شوہر دونون
کو جائز ہی ہان تصریح شوہر و غیر شوہر کسی کو جائز نہین ہی لیکن جس عورت کو نو طلاقین عدہ کی
ہوچکی ہون اور اونکے درمیان مین اوس عورت سے دو شخص نکاح کر چکے ہون تو زوج
کو تعریض جائز نہوگی ہان غیر زوج کو جائز ہوگی لیکن اثناء عدہ مین شوہر و غیر شوہر کسیکو تصریح کرنا
جائز نہوگا اور جو عورت عدۂ بائن رکھتی ہو اوس سے شوہر اور غیر شوہر دونون کو تعریض
کرنا جائز ہی خواہ اوس عورت کو بذریعہ خلع مفارقت حاصل ہوئی ہو یا بذریعہ فسخ اور
فقط شوہر کو تصریح بھی جائز ہی اور تعریض سے ایسے الفاظ کا ذکر کرنا مراد ہی جنکا نکاح
اور غیر نکاح دونون پر حمل کرنا ممکن ہو مثلاً کہے رُبّ راغبٍ فیک (بہت شخص تیری طرف
راغب ہین) یا کہے رُبّ حریصٍ علیک (بہت لوگ تجھپر حریص ہین) یا جو الفاظ
مثل اسکے ہون اور تصریح سے ایسے الفاظ مین خطاب کرنا مراد ہی جنکا مفاد نکاح کے
سوا دوسرا نہو مثلاً کہے اذا انقضت عدتک تزوجتک (جب تیرا عدہ گذر جائیگا
تو تجھسے عقد کرونگا) اور اگر درخواست عقد کی وہمقام پر تصریح کرے جہان جائز نہو اور
پھر انقضاء عدہ کے بعد نکاح کرے تو نکاح صحیح ہوجائیگا اور عورت اوسپر حرام نہوگی
چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص عقد کی درخواست کرے اور عورت قبول کرے تو بعض
علماء نے فرمایا ہی کہ دوسرے شخص کو اوسکے درخواست کرنا حرام ہوگا لیکن اگر دوسرا شخص عقد
کرے تو صحیح ہوجائیگا **پانچوان مسئلہ** جب کسی عورت پر نو طلاقین واقع ہوچکی ہون اور

وہ عورت کسی شخص سے باین شرط عقد کرے کہ بعد وقوع تحلیل نکاح باقی نہ رہے تو یہ عقد باطل
ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا اور اگر بشرط طلاق عقد
کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ نکاح صحیح ہوگا اور یہ شرط باطل ہوگی اور اگر دخول واقع ہو
تو اوسکو مہر المثل دیا جائیگا اور اگر شرط مذکور بیچ متن عقد مین تصریح ہو تو عقد فاسد ہوگا اگرچہ
شوہر یا زوجہ یا ولی زوجہ کی نیت مین یہی ہو اور جس مقام پر کہ صحت عقد کے قائل ہوں
وہان پر دخول و افتراق و انقضاء عدہ کے بعد مطلق پر حلال ہو جاویگی اور جس مقام پر کہ صحت عقد
کے قائل نہون وہان پر حلال نہوگی خواہ وطی واقع ہوئی ہو یا نہوئی ہو اسلیے کہ تنہا وطی بدون
عقد صحیح کافی نہین ہو چھٹا مسئلہ نکاح شغار باطل ہو اور اوسکی صورت یہ ہو کہ دو عورتون کا
دو مردون سے عقد کیا جائے اور ہر ایک عورت کا نکاح دوسری کا مہر مقرر کیا جائے
لیکن اگر ہر ایک لڑکی کا ولی اوسکا عقد دوسرے کے ولی سے کرے اور ہر ایک لڑکی کے لیے مہر
معلوم معین کیا جائے تو عقد صحیح ہوگا اور اگر ایک ولی اپنی لڑکی کا عقد دوسرے سے مہر معلوم پر
باین شرط واقع کرے کہ وہ اپنی لڑکی کا عقد اوس سے بہ مہر معلوم واقع کرے تو دونون عقد
صحیح ہونگے اور مہر باطل ہوگا اسلیے کہ اوسنے مہر کے ساتھ تزویج کو بھی شرط کیا ہو جسکی وفا
لازم نہین ہو اور نکاح مین اختیار نہین ہو سکتا پس اس صورت مین عورت کو مہر المثل دلایا جائیگا
اور اسمین تردد ہو اور یہی کلام اوس صورت مین بھی ہوگا کہ جب ولی لڑکی کا عقد کرے
اور شوہر سے یہ شرط کرے کہ فلان عورت کا عقد مجھسے کر دینا اور مہر کا ذکر کرے

تفریع اگر لڑکی کا ولی کہے زوجتك بنتي على ان تزوجني بنتك على ان يكون
نكاح بنتي مهرا لبنتك (مین نے تجھسے اپنی لڑکی کا عقد اس شرط پر کیا کہ تو اپنی لڑکی کا
عقد مجھسے اس طریق پر کر دے کہ میری بیٹی کا نکاح تیری بیٹی کے لیے مہر قرار پائے) تو اس صورت مین

اس شخص کی لڑکی کا نکاح صحیح اور مخاطب کی لڑکی کا باطل ہوگا اور اگر یہ کہے علی ان یکون نکاح بنتک مہر البنتی (اس طریق پر عقد کردے کہ تیری بیٹی کا نکاح میری بیٹی کے لیے مہر قرار پائے) تو اوسکی بیٹی کا نکاح باطل اور مخاطب کی بیٹی کا صحیح ہوگا **ساتوان مسئلہ** قابلہ مربیہ اور اوسکی لڑکی سے عقد کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح اوسکی اولاد کا اوسکی منکوحہ کی ایسی اولاد سے عقد کرنا بھی مکروہ ہی جو دوسرے شوہر سے اوسکی مفارقت کے بعد پیدا ہوئی ہو لیکن اوسکی اون اولاد سے عقد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی جو اوسکے باپ کے نکاح سے پہلے پیدا ہوئی ہو اور اسیطرح اوس عورت سے بھی عقد کرنا مکروہ ہی جو قبل اوسکے باپ کے اوسکی ماں کی ضرہ (سوت) رہ چکی ہو اور زن بدکار سے بھی قبل توبہ عقد کرنا مکروہ ہی **دوسری قسم نکاح متعہ** کے بیان مین نکاح متعہ دین اسلام مین جائز ہی اسلیے کہ اوسکی مشروعیت باتفاق مسلمین ثابت اور متحقق ہی اور کوئی دلیل ایسی نہین ہی جس سے اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہو اور بیان برادوے ارکان اور احکام کا بیان کیا جاتا ہی پس ارکان متعہ چار ہین (صیغہ - محل - مہر - مدت) **رکن اول** صیغہ کے بیان مین صیغہ سے وہ لفظ مراد ہی جسکو شارع علیہ السلام نے اس عقد کی صحت کے لیے معین فرمایا ہی پس صیغہ اوسکا مثل باقی عقود کے ایجاب و قبول سے مرکب ہی اور ایجاب کے لیے تین لفظ مقرر ہین زوجتک اور متعتک اور انکحتک ان الفاظ مذکورہ مین سے جو لفظ کہا جائے تحقق ایجاب مین وہی کافی ہوگا اور ان الفاظ کے سوا اور کسی لفظ سے (جیسے تملیک - یا ہبہ - یا اجارہ) واقع نہوگا اور قبول سے وہ لفظ مراد ہی جو رضا بالایجاب پر دلالت کرتا ہو جیسے قَبِلْتُ النِّکَاحَ یا قَبِلْتُ الْمُتْعَۃَ اور اگر فقط قبلت یا رضیت پر اقتصار کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر ناکح قبول کو قبل ایجاب بلفظ تزوجت وغیرہ (جو الفاظ علاوہ قبلت کے معنی قبول پر دلالت کرتے ہون) واقع کرے

اور کہے تزوجتك اور بعد ازان عورت زوجتك کہے تب بھی عقد متعہ صحیح ہوگا اور
ایجاب و قبول کا بلفظ ماضی واقع کرنا صحت عقد مین شرط ہی پس اگر اقبل یا ارضی کہے اور قصد
انشا رکھتا ہو تو صحیح ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر مرد اتزوجك مُدّۃ کذا بمہر کذا
کہے اور قصد انشا کرے اور اوسکے بعد عورت زوّجتكَ کہے تو صحیح ہو جائیگا اور اسیطرح
اگر نعم کہے تب بھی صحیح ہوگا رکن دوم محل ہی پس اگر شوہر مسلمان ہو تو زوجہ کا مسلمان یا
کتابی (نصرانیہ و یہودیہ) ہونا شرط ہی اور زن مجوسیہ بھی علی اشہر الروایتین حکم کتابیہ رکھتی ہی اور
شوہر کو زن ہاے مذکورہ کا اون امور سے باز رکھنا صحیح ہوگا جو مانع استمتاع ہون جیسے شراب کا
پینا یا دیگر محرمات شرعیہ کا ارتکاب کرنا بشرطیکہ مانع استمتاع ہون لیکن زن مسلمہ کو مرد مسلم کے سوا
کسی دوسرے شخص سے متعہ کرنا جائز نہین ہی اور زن بت پرست اور زن ناصبیہ (جو اہلبیت
علیہم السلام سے بغض رکھتی ہو) سے مثل خوارج کے متعہ کرنا جائز نہین ہی اور اگر کسی شخص کے پاس زن
حرہ موجود ہو تو بدون اوسکی اجازت کے کنیز سے متعہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر بے اجازت عقد کریگا
تو باطل ہوگا اور اسیطرح بے اوسکی اجازت کے اوسکی بھتیجی و بھانجی سے بھی متعہ کرنا صحیح نہین ہی اور
اگر بدون اجازت عقد کریگا تو باطل ہوگا اور عقد متعہ کے لیے مومنہ عفیفہ کا اختیار کرنا مستحب ہی
اور اگر عورت متہم ہو تو اوسکے حال سے سوال کرنا بھی مستحب ہی اگرچہ شرط صحت نہین ہی اور زانیہ
(زن بدکار) سے متعہ کرنا مکروہ ہی پس اگر ایسی عورت سے متعہ کرلے تو اوسکا من باب الامر
بالمعروف و نہی عن المنکر فسق و فجور سے باز رکھنا واجب ہوگا اگرچہ صحت متعہ مین شرط نہین ہی
اور زن باکرہ سے درصورتیکہ اوسکے باپ نہو متعہ کرنا مکروہ ہی پس اگر متعہ کرے تو اوسکی بکارت
کو زائل نکرے اگرچہ حرام نہین ہی اور بیان پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی مشرک
اسلام لاوے اور اوسکے پاس کوئی زن کتابیہ بعقد منقطع (متعہ) موجود ہو تو اوسکا عقد باقی رہیگا

اور اسیطرح اگر ایک سے زائد ہون تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے پہلے
اسلام لے آئے پس اگر دخول واقع ہو چکا ہو تو اوسکا عقد انقضاء عدہ پر موقوف رہیگا اور اگر
انقضاء عدہ تک اوسکا شوہر اسلام نہ لائیگا تو عقد باطل ہوگا اور اگر انقضاء عدہ کے قبل اسلام
لے آئیگا تو عقد باقی رہیگا بشرطیکہ مدت متعہ باقی ہو اور اگر اوسکے اسلام لانے کے قبل مدت متعہ
گذر جائے تو اوسکو زن مذکورہ پر کوئی سبیل باقی نہ رہیگی عدہ گذر رہے یا نہ گذرے **دوسرا مسئلہ**
اگر مشرک کے پاس کوئی زن کافرہ یا غیر کتابیہ موجود ہو اور ان دونون مین سے ایک شخص
بعد دخول اسلام لے آئے تو فسخ عقد انقضاء عدہ پر موقوف ہوگا اور انقضاء مدت سقط انقضاء
عدہ کے بعد وہ عورت اوس سے جدا ہو جائیگی پس ان دونون مین سے جو امر مرد کے
اسلام لانے کے قبل حاصل ہوگا اوسی سے نکاح فسخ ہو جائیگا **تیسرا مسئلہ** اگر وقت اسلام شوہر کے
پاس حرہ اور کنیز دونون موجود ہون تو حرہ کا عقد ثابت رہیگا اور کنیز کا عقد رضاء حرہ
پر موقوف ہوگا **رکن سوم** مہر ہے ذکر مہر صحت متعہ مین شرط ہے اور اوسکے فوت ہونے سے عقد
باطل ہو جاتا ہے اور مہر کا مملوک اور معلوم ہونا شرط ہے خواہ پیمانہ یا وزن سے معلوم ہو خواہ
مشاہدہ یا وصف سے اور مقدار مہر رضاء طرفین پر موقوف ہو قلیل ہو یا کثیر اگرچہ ایک مشت
گندم ہی ہو اور شوہر پر مہر کا حوالہ ممنوعہ کرنا محض عقد سے لازم ہو جاتا ہے اور اگر قبل دخول
مدت کو ہبہ کردے تو نصف مہر لازم ہوگا اور بعد دخول پورا مہر مستقر ہو جاتا ہے بشرطیکہ
مجموع مدت مین عورت کی طرف سے شوہر کو تمتع پر تمکین حاصل رہے پس اگر بعض مدت مین
تمکین حاصل نہوئی تو شوہر کو مہر کا بنسبت مدت وضع کرلینا جائز ہوگا اور اگر بعد کو فساد عقد
معلوم ہو مثلاً ظاہر ہو کہ وہ اوسکی زوجہ کی بہن یا ماں ہے یا اوسکی زوجہ ہے اور دخول واقع
نہوا ہو تو اوسکو مہر کا استحقاق نہوگا اور اگر مہر پر قبضہ کر چکی ہو تو شوہر کو واپس لینے کا اختیار حاصل

ہوگا اور اگر بعد دخول فساد عقد معلوم ہو تو جتنا مہر لیچکی ہو وہ اوسکا مال ہوگا اور جو باقی ہو اوسکا
دینا واجب نہوگا اور اگر قائل ہوں کہ زن مذکورہ جاہلہ تھی تو پورا مہر دیا جائے اور اگر عالمہ
تھی تو جو لیچکی ہو وہ بھی واپس لیا جائے تو خوب ہوگا **رکن چہارم** مدت ہے پس مدت کا معین ہونا
صحت متعہ میں شرط ہے اور اگر کوئی مدت مذکور نہوگی تو عقد دائمی ہو جائیگا اور مدت کے
مقرر کرنے کا مرد و عورت کو اختیار ہے کم ہو جیسے ایک روز یا زیادہ ہو جیسے ایک مہینہ یا ایک
سال اور مدت معینہ کا زیادتی و نقصان سے محفوظ ہونا بھی ضرور ہے اور اگر مدت متعہ بعض
یوم قرار پائے تب بھی جائز ہوگا بشرطیکہ کسی غایت معلومہ کے ساتھ مقرون ہو جیسے زوال یا
غروب آفتاب اور ایک ماہ کا مدت متعہ مقرر کرنا بھی مطلقاً جائز ہے خواہ عقد سے متصل ہو یا
متاخر اور اگر اتصال یا تاخر کی قید نکیجائیگی تو یہ اطلاق اتصال ہی کو مقتضی ہوگا پس اگر عورت
کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دے کہ مدت معینہ منقضی ہو جائے تو عقد سے خارج ہو جائیگی اور اوسکی
اجرت شوہر کے ذمہ ثابت ہوگی اور اگر شوہر ایک یا دو دفعہ کی مواقعت کی شرط کرلے اور اوسکو کسی زمانہ
سے مقید نکرے تو عقد متعہ صحیح نہوگا اور دائمی ہو جائیگا اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ
صورت مذکورہ میں متعہ صحیح ہوگا اور شوہر کو مرات مشروطہ و معینہ کے بعد زن مذکورہ
کی طرف نظر کرنا جائز نہوگا اور یہ روایت ضعف سند کیوجہ سے متروک ہے پس اگر عقد متعہ کو
بطور مذکور واقع کرے تو عقد دائمی ہو جائیگا ہاں اگر کسی مدت سے مقرون کریگا تو عقد متعہ
صحیح ہوگا اور **احکام متعہ** آٹھ ہیں **اول** جبکہ مدت اور مہر دونوں مذکور ہوں تو عقد متعہ
صحیح ہوگا اور اگر فقط مدت مذکور ہو اور مہر کا ذکر نہو تو عقد باطل ہوگا اور اگر فقط مہر مذکور ہو اور
مدت کا ذکر نہو تو بھی عقد متعہ باطل ہوگا اور نکاح دائمی ہو جائیگا **دوم** جو شرط جائز کہ عقد متعہ میں
مذکور ہو عقد اوسپر اوسوقت لازم ہوگی کہ جب وہ ایجاب اور قبول کے ساتھ مقرون ہو

اور جو شرط کہ قبل عقد مذکور ہوگی اوسپر اوسوقت تک وفا لازم نہوگی جبتک کہ اوسکا اعادہ
متن عقد مین نکیا جاوے اور اسیطرح اوس شرط پر بھی وفا لازم نہوگی جو بعد عقد مذکور ہوا اور
اگر کوئی شرط عقد مین مذکور ہو جائے تو اوسکا اعادہ عقد کے بعد ضرور نہوگا اور بعض اصحاب نے
عقد کے بعد اوسکے اعادہ کو شرط کیا ہی اور یہ قول بعید ہی **سوم** بالغہ رشیدہ کو علی الاشہر
اپنا متعہ کر لینا جائز ہی باکرہ ہو یا ثیبہ اور ولی کو اعتراض کرنا صحیح نہین ہی **چہارم** عورت کو
رات یا دن مین آنیکی شرط کرنا یا زمان معین مین مرہ خواہ مرات کی شرط کرنا جائز ہی **پنجم** شوہر
کو عقد متعہ مین عزل (قطرات منی کا خارج از فرج کرانا) کرنا جائز ہی اور اجازت ممتوعہ پر موقوف
نہین ہی اور اگر باوجود عزل کے عورت حاملہ ہو جائے تو مولود اسی شخص سے ملحق ہوگا کیونکہ
بعض قطرات منی کا بے اوسکی تنبہ کے داخل رحم ہو جانا محتمل ہی اور اگر اوس مولود کی نفی کریگا
تو ظاہر مین بدون لعان اوس سے منتفی ہو جائیگا **ششم** زن متمتع بہا پر طلاق واقع
نہین ہو سکتی بلکہ بانقضاء مدت باین ہو جاتی ہی اور اسیطرح اوسپر ایلا اور لعان بھی علی الاظہر
واقع نہین ہوتی اور وقوع ظہار مین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ واقع ہوتی ہی **ہفتم** عقد متعہ
سے زن و شوہر مین میراث ثابت نہین ہوتی خواہ سقوط میراث کو دونون نے شرط
کیا ہو یا نکیا ہو اور اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص میراث کی شرط کرلے تو بعض علماء
نے فرمایا ہی کہ موافق شرط کے عمل لازم ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ لازم نہوگا اسلیے کہ میراث
بے حکم شرع ثابت نہین ہو سکتی پس شرط مذکور غیر وارث کے لیے واقع ہوگی جسطرح کہ کسی شخص اجنبی
کے لیے میراث کی شرط کیجائے لکن قول اول اشہر ہی **ہشتم** جبکہ دخول کے بعد مدت متعہ منقضی
ہو جائے تو اوسکا عدہ دو حیض ہوگا اور بعض روایات مین ایک حیض بھی وارد ہوا ہی اور وہ
بین الاصحاب متروک ہی اور اگر اوسکو سن حیض مین حیض نہ آتا ہو تو مدت عدہ پینتالیس دن ہونگے

اور زن متمتع بہا اگر حرہ ہو اور حاملہ نہو تو عدۂ وفات علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر) چار ماہ اور دس روز ہوگا اگرچہ اوس سے دخول واقع نہوا ہو اور اگر حاملہ ہوگی تو چار ماہ دس روز اور وضع حمل مین جو مدت زائد ہوگی وہی مدت عدہ قرار پائیگی اور اگر زن متمتع بہا کنیز ہو اور حاملہ نہو تو مدت عدہ دو ماہ پانچ روز قرار پائیگی **تیسری قسم** نکاح اماء (کنیزون) کے بیان مین وطی کنیز کی اباحت یا ملک سے ہوتی ہے یا عقد سے اور عقد یا دائم ہے یا منقطع اور ان دونون کے بہت سے احکام مذکور ہو چکے اور بیان پر چند مسئلے اور ذکر کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** غلام اور کنیز کو بلا اجازت مالک اپنا عقد کرنا جائز نہین ہے پس اگر اون دونون مین سے کوئی شخص بدون اجازت عقد کرلیگا تو اوسکی اجازت پر موقوف رہیگا اور بعض علمار نے فرمایا ہے کہ اجازت مالک عقد جدید کے مثل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ دونون کا عقد باطل ہو جائیگا اور اجازت لغو ٹھریگی اور بیان چوتھا قول بھی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ اجازت مالک فقط عقد غلام کے ساتھ مخصوص ہے اور عقد کنیز مین کافی نہین ہے اور قول اول اظہر ہے اور اگر مالک اجازت دیدے تو عقد صحیح ہو جائیگا اور اوسپر غلام کیطرف سے اوسکی زوجہ کا مہر و نفقہ واجب ہوگا اور اپنی کنیز کے مہر کا خود مالک ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ہر ایک شخص ایک یا کئی مالکون کا مملوک ہو پس اگر بعض مالک اجازت دیدین تو علی الاشبہ نافذ نہوگا جبتک کہ باقی مالکون کی رضا یا بعد عقد اونکی اجازت حاصل نہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ ماں باپ مملوک ہون تو اونکی اولاد بھی مملوک ہوگی پس اگر وہ دونون ایک ہی مالک کے مملوک ہون تو انکی اولاد بھی اوسی کی مملوک ہوگی اور اگر دو شخصون کے مملوک ہونگے تو اولاد بھی اون دونون کی مساوی مملوک ہوگی اور اگر اون دونون کے مالکون مین سے ایک شخص اونکی اولاد کو تنہا اپنے لیے شرط کرلے یا اپنے حصہ مین زیادتی کو شرط کرے تو شرط لازم ہوگی اور اگر زن و شوہر مین سے

ایک شخص آزاد ہوگا تو اولاد اوسی سے ملحق ہوگی خواہ باپ آزاد ہو یا ماں اگر دوسرے کا
آقا اپنے لیے اولاد کے مملوک ہونے کی شرط کرے تو بنا بر قول مشہور کے شرط لازم ہوگی مسئلہ تیسرا
جب کوئی حُر کسی کنیز سے بے اجازت مالک عقد کرلے اور پھر قبل حصول اجازت اوس سے
وطی کرے اور عالم بہ تحریم بھی ہو تو زانی ہوگا اور اوسپر حد زنا جاری کیجائیگی اور اگر کنیز عالم
بہ تحریم ہو اور اوسکی رضا سے وطی واقع ہوئی ہو تو اوسکو مہر نہ دیا جائیگا اور اگر اوس کنیز کے
اولاد پیدا ہوگی تو اوسکے آقا کی مملوک ہوگی اور اگر واطی مذکور جاہل تحریم ہو یا کسی شبہ
سے وطی واقع ہوئی ہو تو حد نہوگی اور مہر واجب ہوگا اور اولاد بھی آزاد ہوگی لیکن اوسکو
مولود کی وہ قیمت آقا کنیز کے حوالہ کرنی واجب ہوگی جو وقت ولادت زندہ پیدا ہونے
کی صورت مین قرار پائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کنیز سے اوسکے مدعی حریت ہونے کی بنا پر
عقد واقع کرے تب بھی اوسپر پورا مہر لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر وہ کنیز باکرہ
ہو تو اوسکی قیمت کا دسوان حصہ اور اگر ثیبہ ہو تو بیسوان حصہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا
اور یہی مضمون روایت مین بھی وارد ہو اور اگر کنیز کو مہر دیچکا ہو تو اوسمین سے جو مقدار
موجود ہو اوسکو واپس لیگا اور جو اولاد اوسکی کنیز مذکورہ سے پیدا ہوئی ہو وہ اوسکے
آقا کی مملوک ہوگی اور شوہر پر قیمت دیکر اپنی اولاد کو چھوڑانا اور آقا کنیز پر اوسکی اولاد کو
اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر شوہر کے پاس مال نہو تو اونکی قیمت کے بہم پہونچانے مین
سعی کرے اور اگر سعی کرنے سے انکار کرے تو آیا امام علیہ السلام پر فدیہ دیکر اونکا چھوڑانا
واجب ہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور مستند اونکا ایک روایت
ضعیفہ ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ واجب نہوگا اسواسطے کہ اونکی قیمت کا بہم پہونچانا اونکے
باپ پر لازم ہے کیونکہ سبب حیلولت (حائل ہونا) وہی ہو اور اگر وجوب علی الامام کے

قائل ہون تو پھر اسمین کلام کیا جائیگا کہ یہ فدیہ کہان سے دیا جائے پس بعض علما نے فرمایا ہو کہ سہم
الرقاب سے دیا جائیگا اور بعض علما نے کوئی قید نہین کی **چوتھا مسئلہ** جبکہ آقا اپنے غلام کا
اپنی کنیز سے عقد کرے تو آیا مولا پر بجائے مہر تسقیدر مال کا حوالہ کنیز کرنا واجب ہوگا یا نہین
بعض علما نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا لیکن اوسکا مستحب ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق
ہو اور اگر آقا مر جائے تو عقد کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اوسکے ورثہ کو اختیار ہوگا اور
کنیز کو کوئی اختیار نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی غلام زن حرہ سے عقد کرے اور زن مذکورہ
کو اجازت مالک کے حاصل نہونے کا علم ہو تو اوسکو مہر اور نفقہ کا استحقاق نہوگا بشرطیکہ عالم بتحریم
ہو اور اوسکی وہ اولاد جو غلام مذکور سے پیدا ہو اوس غلام کے آقا کی مملوک ہوگی اور اگر جاہل
بہ تحریم ہو تو اولاد آزاد ہوگی اور اولاد کی قیمت اور مہر واجب نہوگی اور اوسکا مہر غلام
کے ذمہ لازم ہوگا اگر اوس سے دخول کر چکا ہو اور آزاد ہونے کے بعد اوسکا مطالبہ کیا
جائیگا **چھٹا مسئلہ** جب کوئی غلام کسی دوسرے شخص کی کنیز سے عقد کرے پس اگر دونون کے
آقا اجازت دیدین تو اولاد اون دونون کی مملوک ہوگی اور اسیطرح اگر دونون اجازت
نہ دین تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر فقط ایک کا آقا اجازت دیگا تو اولاد دوسرے آقا کی مملوک
ہوگی جسنے اجازت نہدی ہو اور اگر اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی کنیز سے زنا کریگا
تو اولاد آقائے کنیز کی مملوک ہوگی **ساتوان مسئلہ** اگر اوس کنیز سے عقد کرے جو مجمع
مالکون مین مشترک ہو بعد ازان ایک کے حصہ کو خرید کرے تو عقد باطل ہو جائیگا اور وطی
اوسکی حرام ہو جائیگی اور اگر دوسرا شریک اوسکے خرید لینے کے بعد عقد کو نافذ کریگا تو
صحیح نہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکے نافذ کرنے کے بعد وطی کنیز صحیح ہو جائیگی اور
یہ قول ضعیف ہو اور اگر شریک آخر اوس کنیز کی اوسکے لیے تحلیل کر دے تو بعض علما نے فرمایا ہو

حلال ہو جائیگی اور یہ مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ حلال نہوگی
اسلیے کہ اباحت وطی کے سبب مین تبعیض نہین ہو سکتی اور اسی طرح اگر کوئی شخص نصف کنیز کا مالک
ہوا اور نصف باقی آزاد ہو جب بھی وہ شخص اوس کنیز کی وطی کا بسبب ملک یا بعقد دائم جائز نہوگی پس اگر کنیز مذکور
سے زمانہ پر مہایاۃ (آقا و مملوک کا آپس مین زمانہ کو اسلیے تقسیم کر لینا کہ جسکے زمانہ مین جسقدر مملوک کا
کسب ہو وہی اوسکا مالک ہو) کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس کنیز سے اوسکے زمانہ مین عقد
منقطع (متعہ) کر سکتا ہی جو اوس سے مخصوص ہی اور یہ مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور
اسمین تردد ہی اور سبب اسکا بھی گذر چکا ہی۔ اور منجملہ لواحق مقام طواری (وہ امور جو
عقد کنیز پر طاری ہوتے ہین اور بطلان عقد یا اختیار فسخ وغیرہ اوس پر مترتب ہوتا ہی) کا بیان
ہی اور وہ تین امر ہین پہلا امر عتق (آزاد ہو جانا) ہی پس کنیز کو آزاد ہونے کے بعد فسخ نکاح کا
اختیار حاصل ہو جاتا ہی خواہ شوہر اوسکا حر ہو یا غلام اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ جب شوہر اوسکا
آزاد ہو گا تو اختیار فسخ نہوگا اور یہی قول اشبہ ہی اور اختیار فسخ فوری ہی پس اگر آزاد ہونے
کے بعد فوراً فسخ نکرے تو اختیار باقی نرہیگا اور اگر غلام آزاد ہو جائے تو اوسکو یا اوسکے
آقا یا اوسکی زوجہ کو حرہ ہو یا کنیز اختیار فسخ نہوگا اسلیے کہ اوسکی زوجہ اوس سے مملوک ہونے
کی حالت مین راضی تھی پس حریت کی حالت مین بدرجۂ اولی راضی رہنا چاہیے اور اگر آقا
اپنے غلام کا اپنی کنیز سے عقد کر دے اور پھر تنہا کنیز کو یا دونون کو آزاد کر دے تو کنیز کو
آزاد ہونے کے بعد اختیار فسخ حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون کے دو شخص مالک ہون
اور دونون نے ایک ہی دفعہ آزاد کیا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور عتق کنیز کو اوسکا مہر مقرر کرنا
جائز ہی لیکن عقد آقا کنیز پر اوسوقت ثابت ہوگا کہ جب لفظ عقد باعتبار ذکر کے عتق پر مقدم
رکھا جائے مثلاً کہے کہ تزوجتک واعتقتک وجعلت عتقک مہرک (مین نے تجھے نکاح کیا

اور تجھکو آزاد کیا اور تیری آزادی تیرا مہر مقرر کیا اسلیے کہ اگر لفظ عتق مقدم رکھا جائیگا تو اوسکو قبول ورانکار عقد مین اختیار ہوجائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ عقد کا عتق پر مقدم کرنا شرط نہین ہو اسلیے کہ کلام متصل جملہ واحدہ کے مثل ہو اور یہی قول خوب ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ لفظ عتق کا عقد پر مقدم ہونا شرط ہو اسلیے کہ کنیز کے منافع مالک کو بوجہ ملک مباح ہین پس باوجود تحقق ملک کے عقد سے اباحت حاصل کرنا صحیح نہوگا لکن قول اول اشہر (زیادہ مشہور) ہو اور ام ولد وفات آقا کے بعد اپنے مولود (بچہ) کے حصہ سے آزاد ہوگی اور اگر اوسکا حصہ کافی نہوگا تو باقی کے بہم پہونچانے مین خود سعی کریگی اور مولود پر سعی واجب نہوگی اور بعض علما نے سعی کو مولود پر واجب کیا ہو لکن پہلا قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر مولود مرجائے اور اوسکا باپ زندہ ہو تو کنیز کا فروخت کرنا جائز ہوگا اور محض رقیت کی طرف عود کریگی اور اگر مولود موجود ہو اور مولیٰ کے پاس اوس کنیز کے علاوہ کوئی مال نہو تو خود اوسکی قیمت کے ادا کرنے مین اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ ام ولد کا وفات آقا کے بعد اوسکے دیون مین فروخت کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ مستوعب ترکہ ہون اور ادا دین کے بعد کچھ فاضل نرہے اگرچہ وہ دیون وسکے ثمن رقبہ تہو اور اگر قیمت کنیز دین ہو اور مالک اوس سے عقد کرے اور اوسکے عتق کو اوسکا مہر قرار دے پھر کنیز مذکورہ سے مالک کی اولاد پیدا ہو بعد ازان مالک کنیز اوسکی قیمت کے ادا کرنے سے مفلس ہوکر وفات پائے تو کنیز مذکورہ کا ادا دین کے لیے فروخت کرنا صحیح ہوگا اور آیا اوس کنیز کی اولاد رقیت کی طرف عود کریگی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو کہ ہان عود کریگی جیساکہ روایت ہشام ابن سالم مین وارد ہوا ہو لکن عتق و نکاح کا باطل نہونا اور اولاد کا رقیت کی طرف عود نکرنا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ حریت اون

دونون مین متحقق ہو چکی ہو **دوسرا امر** بیع (فروخت کرنا) ہو یعنی جبکہ مالک اپنی کنیز کو بیع کرے تو یہ بیع مثل طلاق کے شمار کیجائیگی و مشتری کو عقد کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور خیار مذکور مین فوریت شرط ہے پس اگر با وجود علم کے فسخ نکریگا تو عقد لازم ہو جائیگا اور اسیطرح اگر کسی غلام کے حبالۂ عقد مین کوئی کنیز منکوحہ موجود ہو بعد ازان وہ غلام فروخت کر دیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اوسکے عقد مین کوئی زن حرّہ موجود ہو تو فروخت کرنے کے بعد اوسکے مشتری کو بھی بنا بر ایک روایت ضعیفہ کے خیار فسخ حاصل ہوگا اور اگر غلام و کنیز کا ایک ہی شخص مالک ہو اور اُن دونون کو دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو خیار فسخ ہر ایک مشتری کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون کو ایک ہی مشتری خرید کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص (تنہا کنیز یا تنہا غلام) فروخت کیا جائے تو خیار فسخ دونون (بائع و مشتری) کو حاصل ہوگا اور اون دونون کا عقد بدون رضاء بائع و مشتری ثابت نرہیگا اور اگر اون دونون سے اولاد پیدا ہوگی تو اپنے مان باپ کے مالکون کی ملک ہوگی اور یہان پر تین مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ آقا اپنی کنیز کا عقد کر دے تو اوسکے مہر کا مالک ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکی ملک مین حاصل ہوا ہے پس اگر کنیز کو قبل دخول فروخت کریگا تو مہر ساقط ہوگا اسلیے کہ جس عقد کی بنا پر مہر ثابت ہوتا وہ اوسکی طرف سے فسخ ہو گیا پس اگر مشتری اجازت دیگا تو مہر اوسی کا مال ہوگا اسلیے کہ اوسکی اجازت عقد جدید کا حکم رکھتی ہے اور اگر بعد دخول فروخت کریگا تو مہر کا مالک اول مستحق ہوگا خواہ مالک دوم اوسکے عقد کی اجازت دے یا فسخ کرے اسلیے کہ دخول کیوجہ سے مہر کا استقرار مالک اول کی ملک مین ہو چکا تھا اور اس مسئلے مین کئی قول ہین لیکن مفصل سب سے یہی ہے جو بیان کیا گیا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے غلام کا کسی زن حرّہ سے عقد کرے بعد ازان اوسکو فروخت

تو مشتری کو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اور آقا پر نصف مہر لازم ہوگا اور بعض اصحاب نے ان دونون
امرون کا انکار کیا ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو فروخت کرنے کے بعد مدعی ہو کہ اسکا
حمل مجھسے ہو اور مشتری انکار کرتا ہو تو بائع کا قول فساد بیع مین مقبول نہوگا لیکن اولاد کے ملحق
ہونے مین مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ ایسا اقرار ہو جسکے قبول کرنے مین دوسرے کو ضرر نہین پہونچتا اگر
اور اسمین تردد ہو **تیسرا امر** طلاق ہے جب کوئی غلام باجازت آقا زن حرہ یا کسی دوسرے
شخص کی کنیز سے عقد کرے تو اوسکا آقا اوسکو طلاق پر مجبور نہین کرسکتا اور نہ اوسکو منع کرسکتا ہے
اور اگر کوئی شخص اپنے غلام کا اپنی کنیز سے عقد کرے تو عقد صحیح ہوگا اور مثل سائر عقود کے
اوسمین ایجاب و قبول بھی ضروری ہوگا اور اباحت نہوگی اور طلاق کا آقا کو اختیار رہیگا اور بعض
علما نے اوسکو اباحت مین داخل کیا ہو اس تقدیر پر ایجاب و قبول کی احتیاج نہوگی بلکہ جو لفظ اباحت
پر دلالت کرتا ہوگا کافی ہوگا ہان آقا کو اون دونون مین سوا لفظ طلاق کے اور کسی لفظ
سے بھی جدائی کردینا جائز ہو مثلاً کہے کہ فسخت عقد کما (مین نے تم دونون کے عقد کو فسخ
کردیا) یا اون دونون مین سے ایک کو دوسرے کے پاس جانے کی ممانعت کردی یا مثل اسکے اور
آیا لفظ فسخت وغیرہ داخل طلاق ہوگا یا داخل فسخ بعض علما نے فرمایا ہو کہ داخل طلاق ہوگا
اور جن شرائط کا اعتبار طلاق مین ثابت ہو وہ اسمین بھی معتبر ہونگی پس اگر اسی لفظ کو دو مرتبہ
واقع کرے اور اون دونون مین ایک صحبت متحقق ہو جائے تو کنیز مذکورہ اپنے شوہر پر اوسوقت تک
حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکریگی اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ لفظ مذکور داخل
فسخ ہوگا اور داخل طلاق نہوگا اور یہی مذہب اشبہ ہو اور اگر شوہر اوسکو طلاق دے بعد ازان
مالک اوسکو فروخت کرڈالے تو عدہ تمام کریگی اور آیا عدہ کے علاوہ مشتری کو اوسکا استبرا کرنا
واجب ہوگا یا نہین پس بعض علما نے واجب کیا ہو اسلیے کہ عدہ اور استبرا دو حکم مستقل ہین

اور اون دونون کا تمتع خلاف اصل ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ استبراء واجب نہوگا اسلیے کہ وہ عدہ ہی سے حاصل ہو چکا اور یہی قول صحیح تر ہی دوسرا امر جس سے وطی کنیز مباح ہوتی ہی ملک ہی اور ملک کی دو قسمین ہین قسم اول ملک رقبہ ہی پس انسان کو ملک رقبہ کے سبب سے ایک ہی وقت مین چار یا زائد کنیزون سے بدون حصر وطی کرنا جائز ہی اور اسیطرح مان اور بیٹی کا ملک مین جمع کرنا بھی جائز ہی لیکن ایک کے وطی کرنے سے دوسری عیناً حرام ہوجائیگی اور اسیطرح دو بہنون کا بھی ملک مین جمع کرنا جائز ہی اور ایک کے وطی کرنے کے بعد دوسری جمعاً حرام ہوگی نہ عیناً پس اگر پہلی کو اپنی ملک سے خارج کریگا تو دوسری حلال ہوجائیگی اور بیٹا اپنے باپ کی موطوئہ (مدخولہ) کا مالک ہوسکتا ہے جسطرح کہ باپ اپنے بیٹے کی موطوئہ کا مالک ہوسکتا ہو لیکن ہر ایک پر دوسرے کی موطوئہ سے وطی کرنا عیناً حرام ہی اور مالک پر اوسکی وہ مملوکہ جسکا عقد کسی شخص سے کرچکا ہو اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ اون دونون مین جدائی حاصل ہو اور عدہ منقضی ہوجبکہ کنیز مذکورہ صاحب عدہ ہو اور آقا کو فسخ عقد کا اختیار نہوگا ہان اوسکے فروخت کرنے کا اختیار رہیگا پس اگر فروخت کریگا تو مشتری کو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اور اسیطرح عقد کے بعد مالک کنیز کو اوسکے اون مقامات پر نظر کرنا بھی جائز نہوگا جنپر غیر مالک کو نظر کرنا جائز نہین ہی اور اگر کوئی کنیز مشترک ہو تو کسی شریک کو اوسکی وطی بالملک جائز نہوگی اور مشتری کو قبل استبراء اوس کنیز کی وطی جائز نہین ہوجبکہ اوسپر استبراء واجب ہو اور اگر کوئی کنیز شوہر رکھتی ہو اور مشتری اوسکے نکاح کی اجازت دیچکا ہو تو بعد اجازت اوسکو نکاح مذکور کے فسخ کرنیکا اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر مشتری کو کنیز کا ذات البعل (صاحب شوہر) ہونا معلوم ہو اور باوجود اسکے کچھ تعرض نہ کرے تب بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر وہ کنیز اپنے شوہر سے مفارقت کرے تو انقضاء عدہ کے بعد مشتری پر حلال ہوجائیگی جبکہ صاحب عدہ ہو اور اگر مشتری

اوسکے نکاح کی اجازت نہ دے بلکہ اوسکو فسخ کردے تو کنیز پر عدہ لازم نہوگا اور جواز وطی مین
فقط استبرا کافی ہوگا اور کفار حربی کی شوہر دار عورتون کا اونکے ازواج وغیرہم سے خرید کرنا
جائز ہے اور اسیطرح اونکی بنات (بیٹیان) کا خرید کرنا بھی جائز ہے اور اسیطرح اون عورتون کا خرید کرنا
بھی جائز ہے جنکو اونھین مین سے اہل ضلالت نے اسیر کیا ہو **تتمہ** اور وہ دو مسئلون پر مشتمل ہے
پہلا مسئلہ جو شخص کسی کنیز کا کسی وجہ سے مالک ہوجائے تو اوسپر قبل استبرا وطی کرنا حرام ہوگا
اور مدت استبرا ایک حیض ہے اور اگر عورت کو سن حیض مین حیض آتا ہو تو مدت استبرا
پینتالیس روز ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی کنیز کا حالت حیض مین مالک ہوا ہو تو فقط مدت حیض کا
بقیہ حصول استبرا مین کافی ہوگا اور اسیطرح اگر بائع کنیز عادل ہو اور مشتری کو اوسکے استبرا
کی خبر دی ہو تب بھی استبرا ساقط ہوگا اور اسیطرح اگر کنیز کسی عورت کی مملوک یا یائسہ اور وہ
عورت جسکو کبرسنی کیوجہ سے حیض آنا موقوف ہوگیا ہو اور مدت اوسکی علی العموم پچاس برس
اور خصوص نبطیہ اور قرشیہ مین علی المشہور ساٹھ برس ہے یا حاملہ ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ وطی اوسکی
صورت اخیرہ مین وطی کرنا مکروہ ہے **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے
تو اوس سے بدون استبرا عقد اور وطی کرنا جائز ہوگا اگرچہ استبرا افضل ہے اور اگر وطی کے بعد
آزاد کرے تو دوسری کو قبل انقضاء عدہ اوس سے عقد کرنا صحیح نہوگا اور مقدار عدہ تین طہر ہین
بشرطیکہ قبل ازین تین طہر واقع نہو چکے ہون والا مدت عدہ وہی قرار پائینگے **قسم دوم** ملک
منفعت ہے جسکو تحلیل بھی کہتے ہین اس ملک کے حاصل ہونے مین صیغہ ضروری ہے جیسی صورت یہ ہے
احللت لک وطیہا او جعلتک فی حل من وطیہا اور اباحت وطی بلفظ عاریت
کافی نہین ہے اور آیا بلفظ اباحت کافی ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اظہر جواز ہے اور اگر وہبتک
وطیہا یا سوغتک یا ملکتک کہے تو جو علما کہ لفظ اباحت کو کافی جانتے ہین اونکے نزدیک

ہر قسم کی استمتاع حلال ہو جائیگی اور اگر فقط خدمت کنیز کو حلال کریگا تو اوس سے وطی کرنا
جائز نہوگا اور اگر فقط وطی کنیز کو حلال کریگا تو اوس سے خدمت لینا جائز نہوگا اور اگر
بدون اجازت باوجود علم تحریم کے اوس سے وطی کریگا تو گنہگار ہوگا اور عوض بضع (منافع
فرج) اوسپر لازم ہوگا اور اوسکی اولاد مالک کنیز کی ملک ہوگی **دوسرا مسئلہ** اگر جس کنیز کی
کسی حر کے لیے تحلیل کیجائے تو اوسکی اولاد آزاد ہوگی پس اگر لفظ اباحت کے ساتھ حریت کو شرط کریگا تو
اولاد حر ہوگی اور اوسکے باپ پر کوئی سبیل نہوگی (یعنے اوسپر قیمت لازم نہوگی) اور اگر حریت کو
شرط نہ کریگا تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اولاد مملوک ہوگی اور باپ پر قیمت دیکر اوسکا چھوڑانا واجب
ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ واجب نہوگا اور یہی قول اصح و اتین ہے **تیسرا مسئلہ** کنیز سے
وطی کرنے مین باوجود کسی ناظر یا سامع کی موجودگی کے کوئی مضائقہ نہین ہے اور اسیطرح دو کنیزون
کے درمیان سونے مین بھی کوئی مضائقہ نہین ہے اگرچہ زن حرہ مین مکروہ ہے اور اسیطرح کنیز فاجرہ
سے وطی کرنا بھی مکروہ ہے اور اسیطرح اوس عورت سے وطی کرنا بھی مکروہ ہے جو زنا سے مخلوق
ہوئی ہو اور **ملحقات نکاح** مین پانچ امر قابل ذکر ہین پہلا امر اون امور کے بیان مین
جنکی وجہ سے فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے اور اسمین تین مقصد ہین **پہلا مقصد** عیوب کے
بیان مین ہے اور وہ یا مرد مین ہین یا عورت مین پس عیوب مرد تین ہین **اول** جنون یعنے جنون شوہر
کیوجہ سے زوجہ جاہلہ کو فسخ عقد پر تسلط ہوجاتا ہے خواہ وہ جنون دائمی ہو یا دوری (غیر دائمی)
جبکہ سابق علی العقد یا مقرون بعقد ہو اور اسیطرح جو جنون بعد عقد اور قبل وطی یا بعد عقد و وطی
متجدد (حادث) ہو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اور بعض علماء نے جنون متجدد مین یہ شرط کی ہے کہ مجنون کو اوقات نماز کا
ادراک نہوتا ہو اور یہ قول محل تردد ہے اور **دوم** وجاء و خصینین کا اسطرح کوبیدکر نا کہ اونکی قوت
برطرف ہوجائے) بھی اوسکا ہم معنی ہے اور خصا و وجاء کیوجہ سے عورت کو اوسوقت اختیار فسخ حاصل ہوگا

جبکہ وہ قبل عقد موجود ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر متجدد ہو گا تب بھی اختیار فسخ حاصل ہو گا
اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو سوم عنن (وہ مرض جسکی وجہ سے عضو تناسل کی قوت ضعیف ہو جاتی ہو
اور مریض انزال سے عاجز ہو جاتا ہی) اور اس مرض کیوجہ سے بھی عورت کو مطلقاً اختیار فسخ
حاصل ہوتا ہو اگرچہ بعد عقد متجدد (حادث) ہو بشرطیکہ زوجہ یا کسی دوسری عورت سے
وطی نہ کی ہو یا وطی پر مطلقاً قدرت نہ رکھتا ہو پس اگر زوجہ سے وطی کر چکا ہو اگرچہ ایک ہی
دفعہ کی ہو اور بعد از ان مرض مذکور حادث ہو یا اپنی زوجہ کی وطی نہ کر سکتا ہو اور
کسی دوسری عورت سے کر سکتا ہو تو علی الاظہر اختیار فسخ نہو گا اور اسیطرح اوس صورت مین
بھی اختیار فسخ نرہیگا کہ جب زوجہ سے بعد عقد دبراً وطی کر چکا ہو اور قبلاً وطی کرنے سے عاجز
ہو اور آیا عورت کو جب (عضو تناسل کا مقطوع ہونا) کیوجہ سے بھی اختیار فسخ حاصل ہو گا یا نہین اسمین تردد
ہے جسکا منشاء یہ ہو کہ اصل لزوم عقد ہے اور اختیار فسخ مقتضائے اصل کے خلاف ہے اور صورت
مذکورہ بالخصوص منصوص نہین ہو لیکن اشبہ یہ ہو کہ عورت کو اختیار فسخ حاصل ہو جائیگا اسیلیے کہ عجز
عن الوطی موجود ہو بشرطیکہ عضو تناسل مین سے اوسقدر بھی باقی نرہے جس سے وطی کر سکتا
ہو اگرچہ بقدر حشفہ ہی ہو ورنہ اختیار نہو گا اور اگر بعد عقد مجبوب (مقطوع الذکر) ہو جائے
تو اختیار فسخ نہو گا اور رعیان پر ایک قول اور بھی ہے اور اگر شوہر کا خنثی ہونا ظاہر ہو تب بھی
زوجہ کو اختیار فسخ نہو گا اور بعض نے جواز فسخ کو اختیار فرمایا ہو لیکن یہ قول محکم (دعویٰ بلا دلیل)
ہے اسلیے کہ خنثے وطی کر سکتا ہو اور سوائے عیوب مذکورہ کے اور کسیوجہ سے عورت کو فسخ
عقد کا اختیار نہین ہوتا اور **عیوب زن سات ہین اول** جنون (فساد عقل) پس
جو چیزین جنون سے خارج ہین اونمین اختیار فسخ حاصل نہو گا جیسے سہو سریع الزوال یا وہ
بیہوشی جو غلبہ صفرہ کیوجہ سے عارض ہوتی ہو ہان اگر بیہوشی مستقل ہو جائے تو افراد جنون

مین داخل ہو جائیگی اگرچہ عرفًا اوسکو بیہوشی وغیرہ سے تعبیر کرین دوم جذام (وہ مرض خاص ہو جسکی وجہ سے اعضا مین تپش شدید ظاہر ہوتا ہو اور گوشت گرنے لگتا ہو جسکو ہندی مین کوڑھ کہتے ہین) پس احتراق خون و رخسارے کا موٹا اور کشیدہ ہونا یا آنکھ کا مستدیر (گول) ہونا کافی نہین ہو سوم برص (وہ سفیدی ہو جو غلبۂ بلغم سے بدن پر ظاہر ہوتی ہو) اور اگر تحقیق برص مین اشتباہ ہو تو فسخ عقد کا اختیار حاصل نہوگا چہارم قرن جسکی تفسیر بعض علما نے عفل کے ساتھ کی ہے اور مراد اوس سے وہ گوشت ہو جو فرج زن کے منھ پر پیدا ہو جاتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ قرن سے وہ ہڈی مراد ہو جو عورت کے رحم مین پیدا ہوتی ہو اور وطی سے مانع ہوتی ہو اور قول اوّل اشبہ ہو پس اگر وطی سے مانع نہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اختیار فسخ نہوگا اسلیے کہ استمتاع ممکن ہو اور اگر اس صورت مین بھی اختیار فسخ کے قائل ہون تو ممکن ہو اسلیے کہ حدیث مین لفظ قرن مطلق وارد ہوا ہو **پنجم** افضا (عورت کے پیشاب اور حیض کی راہ کا ایک ہو جانا) **ششم** عمیٰ (نابینائی) **ہفتم** عرج (لنگی) لیکن مطلق عرج کیوجہ سے اختیار فسخ حاصل ہونے مین تردد ہو اظہر یہ ہو کہ جب حد اقعاد کو پہونچ جائے اوسوقت اسباب فسخ مین داخل ہوگا اور بعض علما نے رتق (فرج زن کا گوشت سے اسطرح پر ہو جانا کہ عضو تناسل کے لیے راہ باقی نرہے) کو بھی اون عیوب مین داخل کیا ہو جسکی وجہ سے اختیار فسخ حاصل ہوتا ہو اور یہ قول اوسوقت مین قریب بصواب ہو کہ جب وطی سے بالکل مانع ہو اسلیے کہ اس صورت مین استمتاع فوت ہو جائیگی بشرطیکہ اس مرض کا دور کرنا ممکن نہو یا ممکن ہو لیکن زوجہ علاج سے انکار کرتی ہو اور سوا عیوب مذکورہ کے اور عیب کی وجہ سے اختیار فسخ حاصل نہوگا

دوسرا مقصد احکام عیوب کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جو عیوب عورت مین قبل عقد حاصل ہونگے اونکی وجہ سے شوہر کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور جو عیوب

بعد عقد و وطی حادث ہونگے اونکی وجہ سے اختیار فسخ نہوگا اور جو عیوب بعد عقد اور قبل وطی
حادث ہونگے اونکی وجہ سے اختیار فسخ حاصل ہونیمین تردد ہی اظہر یہ ہو کہ اختیار نہوگا اسلیے کہ وقت
عقد یہ عیوب نتھے اور عقد نکاح سالماً از معارض متحقق ہوچکا تھا پس جو عیوب بعد عقد حاصل
ہونگے وہ عقد سابق کو باطل نہین کرسکتے **دوسرا مسئلہ** اختیار فسخ فوری ہو پس اگر مرد یا عورت
عیب پر مطلع ہونے کے بعد فوراً فسخ نکریگی تو عقد نکاح لازم ہوجائیگا اور اختیار فسخ باقی نرہیگا
اور یہی کلام تدلیس مین بھی جاری ہوگا **تیسرا مسئلہ** کسی عیب کیوجہ سے فسخ کرنا داخل طلاق نہین
ہو پس ہر جگہ فسخ کے ساتھ مہر کا آدھا ہوجانا لازم نہوگا اور اسیطرح اون تین طلاقون مین
بھی محسوب نہوگا جنکے بعد عورت مطلق پر حرام ہوجاتی ہو **چوتھا مسئلہ** مرد و عورت بے
اجازت حاکم شرع عقد کو فسخ کرسکتے ہین ہان اگر شوہر عنین ہو تو جب تک کہ عورت
حاکم شرع کے یہان مرافعہ نکریگی اور وہ مدت قائم نکریگا اوسوقت تک اختیار فسخ نہوگا لیکن
جتنی مدت کہ حاکم نے مقرر کی ہو اگر اوسکے گذرنے کے بعد بھی وطی کرنے پر قادر نہوگا تو بے اذن حاکم
عقد کو فسخ کرسکتی ہو **پانچوان مسئلہ** جب زن و شوہر عیب مین اختلاف کرین اور بینہ موجود
نہو تو منکر عیب کا قول معتبر ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ شوہر کسی عیب کیوجہ سے عقد کو قبل دخول فسخ
کرے تو عورت کو کچھ مہر نملیگا اور اگر بعد دخول فسخ کرے تو عورت کو مہر مسمّی کا استحقاق ہوگا
اسلیے کہ مہر کا استقرار وطی سے ہوجاتا ہو لہذا فسخ سے ساقط نہوگا اور اگر کسی شخص نے شوہر کے
ساتھ تدلیس کی ہو تو جتنا مہر کہ اوسکو دینا پڑا ہو اوسکا مطالبہ مدلّس سے صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر
زوجہ نے قبل دخول فسخ کیا ہو تو بھی اوسکو مہر نہ دیا جائیگا سوائے مرض عُنہ (مرد کا عنین ہونا)
کے کہ یہان پر قبل دخول فسخ کرنے مین عورت کو نصف مہر ملیگا اور اگر زوجہ نے بعد دخول فسخ
کیا ہو تو مہر مسمّی کے پانے کی مستحق ہوگی اور اسیطرح اگر بعد دخول خصی ہونے کی وجہ سے فسخ کیا ہو تب بھی

اوسکو پورا مہر دیا جائیگا **ساتوان مسئلہ** مرض عُنّہ فقط شوہر کے اقرار کرنے یا اوسکے اقرار
پر بینہ قائم ہونے یا اوسکے، قسم سے ثابت ہوتا ہی پس اگر ان امور مین سے کوئی امر تحقق نہو اور عورت
اپنے شوہر کے عنین ہونے کا دعوی کرے اور وہ انکار کرتا ہو تو شوہر کا قول مع قسم معتبر ہوگا
اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ شوہر ٹھنڈے پانی مین کھڑا کیا جائے پس اگر عضو تناسل سمٹ جائے
تو قول شوہر معتبر ہوگا والا عورت کے موافق حکم کیا جائیگا اور یہ قول کچھ نہین ہی اور اگر مرض
عنہ ثابت ہو چکی بعد شوہر مدعی وطی ہو تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ اگر وطی
قبل کا مدعی ہو اور زوجہ اوسکی قبل عقد باکرہ تھی تو عورتین اوسپر نظر کرینگی اور اگر ثیبہ تھی تو اوسکی
قبل مین خلوق بھر دیجائیگی پس اگر عضو تناسل پر ظاہر ہوگی تو شوہر کی تصدیق کیجائیگی اور یہ قول شاذ ہے
اور اگر شوہر علاوہ اپنی زوجہ کے کسی عورت سے وطی کرنے کا دعوی کرے یا خود زوجہ سے
وطی فی الدبر کا دعوی کرے تو اوسکا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر قسم کھانے سے انکار کرے گا
تو اوسکا قول مقبول نہوگا اور یہ قضا بالنکول پر مبنی ہی اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ صورت امتناع
مین قسم زوجہ کیطرف عاید کیجائیگی اور محض شوہر کے انکار سے حکم نکیا جاویگا **آٹھوان مسئلہ**
اگر مرض عنہ ثابت ہونے کے بعد صبر کرے تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور حاکم شرع کے
پاس مرافعہ کرے تو حاکم وقت مرافعہ سے اوسکو ایک سال کی مہلت دیگا پس اگر قبل انقضاء مدت
اوسکے شوہر نے اوس سے یا علاوہ اوسکے اور کسی عورت سے وطی کی تو عورت کا اختیار
باقی نرہیگا والا اوسکو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اور نصف مہر پانے کی مستحق ہوگی **تیسرا مقصد**
تدلیس کے بیان مین اور اوس پر چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کسی عورت سے اوسکو حرہ
سمجھکر عقد کرے اور بعد عقد اوسکا کنیز ہونا معلوم ہو تو شوہر کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اگرچہ
دخول بھی کرچکا ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ عقد باطل ہوگا اور پہلا قول اظہر ہو اور

اگر قبل دخول فسخ ہوگا تو کنیز کو کوئی مہر نہ پایا جائیگا اور بعد دخول مہر مسمی پانے کی مستحق ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ اوسکے مولی کو اوسکی قیمت کا دسوان حصہ اگر باکرہ ہو اور بیسوان حصہ اگر ثیبہ ہے دیا جائیگا اور مہر مسمی باطل ہوگا اور قول اول اشبہ ہے اور شوہر کو مقدار مہر کا مدلس سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر خود اوس کنیز کے آقا نے تدلیس کی تھی تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ عقد صحیح ہوگا اور کنیز مذکورہ موافق اقرار مالک کے حرہ سمجھی جائیگی اور اگر اوسکے مالک نے کوئی ایسا کلام کیا تھا جس سے اوسکی کنیز کا آزاد ہونا سمجھا جائے تو آزاد ہوگی اور مہر پانے کا اوسکو کوئی استحقاق نہوگا اور اگر خود کنیز نے تدلیس کی ہو تو عوض بضع کا اوسکے آقا کو استحقاق ہوگا اور مقدار عوض کی رجوع کنیز پر اوسکے آزاد ہونے کے بعد شوہر کو جائز ہوگی اور اگر مہر اوسکو دیچکا تھا تو جو موجود ہے او سکو واپس لیگا اور جو تلف ہوگیا او سکو اوسکے آزاد ہونے کے بعد وصول کریگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی عورت کسی مرد کو حر سمجھکر عقد کرے اور بعد مین اوسکا مملوک ہونا ثابت ہو تو عورت کو فسخ عقد کا قبل دخول و بعد دخول اختیار حاصل ہوگا لیکن اگر قبل دخول فسخ کریگی تو مہر نپائیگی بخلاف بعد دخول کے کہ پان مہر پائیگی **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی شخص کی لڑکی سے حرہ کی بیٹی سمجھکر عقد کرے اور بعد مین کنیز کی بیٹی ظاہر ہو تو شوہر کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور حق یہ ہے کہ اگر شوہر نے شرط کر دیا تھا تو اختیار حاصل ہوگا اور اگر شرط نکیا تھا تو حاصل نہوگا پس اگر قبل دخول فسخ کریگا تو مہر نہوگا اور اگر بعد دخول فسخ کریگا تو مہر مسمی لازم ہوگا اور اوسکی رجوع مدلس پر کریگا خواہ مدلس زن مذکورہ کا باپ ہو یا اور کوئی شخص — **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی اوس لڑکی کا کسی شخص کے ساتھ عقد کرے جو منکوحہ حرہ سے پیدا ہوئی ہو اور اوسکی جگہ کنیز کے لڑکے کو داخل کرے تو شوہر پر اوسکا رد کرنا واجب ہوگا پس اگر دخول کرچکا ہو تو مہر المثل دیا جائیگا اور اوسکی رجوع اوس شخص پر کریگا جسنے کنیز کی لڑکی کو

اسکے پاس داخل کیا ہوگا اور جس لڑکی سے عقد واقع ہوا تھا اوسکا شوہر کے حوالہ کرنا واجب
ہوگا اور یہی حکم ہر اوس شخص کا ہوگا جسپر بجائے زوجہ کے دوسری عورت داخل کر دیجائے اور
اوس سے بگمان زوجہ وطی کرے خواہ زن مذکورہ باعتبار نسب وغیرہ کے ادنیٰ ہو یا ارفع۔
پانچوان مسئلہ اگر کسی عورت سے بشرط بکارت عقد کرے اور بعد عقد اوسکا ثیبہ (جسکی
بکارت دور ہو چکی ہو) ہونا ظاہر ہو تو شوہر کو اختیار فسخ نہوگا اسلیے کہ بکارت کا کسی سبب
خفی کیوجہ سے دور ہو جانا بھی ممکن ہے ہان شوہر کو اوسقدر مہر کے کم کر دینے کا اختیار ہوگا
جسقدر کہ باکرہ اور ثیبہ کے مہر مین تفاوت ہوتا ہے جو عرف وعادت سے معلوم ہو سکتا ہے
اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ فقط سدس مہر کے کم کر دینے کا اختیار ہوگا اور یہ قول غلط ہے
چھٹا مسئلہ اگر کسی عورت سے متعہ کرے بعد کو اوسکا زن کتابیہ ہونا ظاہر ہو تو اوسکو
فسخ کا اختیار حاصل نہوگا ہان اگر اوس سے مفارقت کرنی چاہے تو مدت کو ہبہ کرے اور اسیطرح
مہر معین مین بھی کمی نہین کر سکتا اور بقولے نکاح دائمی مین بھی یہی حکم جاری ہوگا لیکن اگر یہ شرط
اسلام اوس سے عقد کیا تھا تو فسخ جائز ہوگا **ساتوان مسئلہ** اگر دو شخص دو عورتون
سے عقد کرین اور ہر ایک کی زوجہ دوسرے کے پاس داخل کر دیجائے اور ہر ایک شخص اوس سے
وطی کرے تو ہر ایک عورت کو اوسکے واطی پر مہر المثل ثابت ہوگا اور ہر ایک عورت
اپنے اپنے شوہر کے پاس ردکیجائیگی پس شوہر پر مہر مسمیٰ واجب ہوگا لیکن جبتک واطی اول کا
عدہ منقضی نہو جائیگا اوسوقت تک شوہر کو اصلی زوجہ سے وطی کرنا جائز نہوگا اور اگر دونون
زوجائین اثنائے عدہ مین مرجائین یا دونون شوہر مرجائین تو ہر ایک شوہر اپنی زوجہ کا
وارث ہوگا اور ہر ایک زوجہ اپنے شوہر کی وارث ہوگی **آٹھوان مسئلہ** جس مقام پر کہ
بطلان عقد کا حکم کیا جاتا ہے وہان پر زوجہ حرہ کو مع الوطی مہر المثل دیا جائیگا نہ مہر مسمیٰ اور

جہان پر صحت عقد کا حکم کیا جائے وہان پر وطی کے ساتھ مہر مسمّی واجب ہوگا اگرچہ بعد ازان
فسخ بھی متحقق ہو جائے اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ اگر فسخ عقد اوس عیب سے ہوا ہو جو وطی پر سابق تھا
تو مہر المثل لازم ہوگا خواہ وہ عیب قبل عقد حادث ہوا ہو یا بعد عقد اور یہ بلا مذہب اشبہ ہو۔

دوسرا امر مہر کے بیان مین اور اسمین چند مطلب ہین **مطلب اول** مہر صحیح کے بیان
مین پس جو شے کہ مملوک ہو سکتی ہو خواہ عین ہو یا منفعت اوسکا مہر مقرر کرنا صحیح ہو اسیطرح منفعت
حر کا مہر مقرر کرنا بھی صحیح ہو جیسے کسی صنعت یا سورۂ قرآن کا تعلیم کرنا یا کوئی عمل حلال بجالانا اور
اسیطرح اگر شوہر اپنے نفس کو مدتِ معینہ تک اجارہ دے تب بھی صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کسی عمل
مخصوص کے لیے اپنے نفس کو اجارہ دے تب بھی یہی حکم ہوگا اور بعض علمانے اسکو منع کیا ہو
لیکن جس روایت کی طرف کہ انھون نے استناد کی ہو وہ سند کی راہ سے ضعیف اور دلالت کی راہ سے
قاصر ہو اور اگر زن و شوہر کافر ذمی ہون اور شراب یا خوک پر اپنا عقد کرین تو عقد و مہر
دونون صحیح ہو جائینگے اسلیے کہ وہ اُن دونون چیزون کے مالک ہین اور اگر وہ دونون
یا اون مین سے ایک شخص مہر پر قبضہ کرنے سے قبل اسلام لے آئے تو اوسکی قیمت دیجائیگی اسلیے کہ
اصل مہر جو مقرر ہوا ہو وہ ملک مسلم سے خارج ہو خواہ مہر معین عین ہو یا ذمہ پر اور اگر زن و
شوہر دونون یا فقط شوہر مسلمان ہو اور شراب یا خوک پر عقد واقع کرین تو بعض علمانے
فرمایا ہو کہ عقد باطل ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ عقد صحیح ہوگا اور زوجہ کو بعد دخول مہر المثل
دیا جائیگا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ شراب و غیرہ کی قیمت دیجائیگی اور قول ثانی اشبہ ہو
اور مہر مین کوئی مقدار خاص معتبر نہین ہو بلکہ جس مقدار پر کہ زن و شوہر راضی ہو جائین (اگرچہ
قلیل ہو) اوسی کا مہر مقرر کرنا صحیح ہو ہان اگر اسقدر قلیل ہو کہ اوسکی کوئی قیمت نہو جیسے ایک دانۂ
گندم تو صحیح نہوگا اور جسطرح کہ مہر کی حالت قلت مین کوئی مقدار معین نہین ہو اسیطرح حالت کثرت

مین بھی معین نہین ہوا اور بعض علما نے مہر سنت سے زائد کو منع فرمایا ہو اور اگر زائد ہوگا تو فقط
بقدر مہر سنت صحیح ہوگا اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو اور مہر حاضر مین مشاہدہ کافی ہو اگرچہ اوسکا
وزن یا کیل معلوم نہو جیسے گیہون کی ڈھیری اور سونے کا ٹکڑا اور ایک مرد یا زائد عورتون سے
ایک ہی مہر کے ساتھ عقد کرنا جائز ہو اور مقدار مہر اول سب مین برابر تقسیم کیجائیگی اور بعض علما
نے فرمایا ہو کہ مقدار مہر اون سب کے مہر مثال پر تقسیم کیجائیگی اور ہر ایک کو نسبت دیا جائیگا اور یہی
قول قوی ہو اور اگر کسی عورت سے ایسے خادم پر عقد کیے جو مشاہدہ مین نہ آیا ہو اور اوسکے
اوصاف بھی مذکور نہوئے ہون تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ زوجہ کو اوسط درجہ کا خادم
دیا جائیگا اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جب بیت مجہول پر عقد واقع ہو اون
دونون کا مستند روایت علی ابن ابی حمزہ ہو اور مرسلہ ابن ابی عمیر مین امام موسی کاظم علیہ السلام سے

دار مجہول پر بھی صحت عقد منقول ہوئی ہو اور اگر کتاب اللہ اور سنت نبی پر عقد کرے اور کوئی
مہر معین نکرے تو مقدار مہر پانچسو درہم قرار پایگی اور اگر عورت کے لیے کچھ مہر معین کیا جائے اور اوسکے
باپ کے لیے بھی کچھ مال مقرر کیا جائے تو جو مہر عورت کے لیے معین کیا ہو لازم ہوگا اور جو مال
اوسکے باپ کے لیے معین کیا ہو وہ ساقط ہوگا اور اگر عورت کے لیے کوئی مہر مقرر کرے اور
اوسمین سے کسی مقدار معین کی اوسکے باپ کے لیے شرط ہوجائے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ
مہر صحیح ہوگا اور شرط لازم ہوگی بخلاف پہلی صورت کے اور مہر کا اسطرح معین کرنا ضروری ہو
کہ جہالت باقی نرہے پس اگر اپنی زوجہ کا مہر سورۂ قرآن کی تعلیم قرار دے تو اوسکا مقرر کرنا واجب
ہوگا اور اگر مہر مبہم پر عقد کریگا تو مہر فاسد ہوجائیگا اور زوجہ کو مع دخول مہر المثل کا استحقاق
ہوگا اور آیا تعیین سورہ کے ساتھ کسی قرائت کا منجملہ قرأت ہفتگانہ کے معین کرنا واجب ہوگا یا نہین
بعض علما نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ واجب نہوگا پس کسی قرائت جائزہ کے ساتھ

سورۂ معینہ کا تعلیم کر دینا کافی ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو اور اگر زوجہ اپنے شوہر کو دوسری قراءت
کے ساتھ تعلیم کرنے پر مامور کریگی تو شوہر پر اوسکا قبول کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ یہ امر شرط نتھا اور اگر کسی ایسی
صنعت یا اوس سورہ قران کی تعلیم مہر زوجہ قرار دیا جاوے جسکو شوہر نجانتا ہو تب بھی جائز ہوگا
اسلیے کہ اس صورت مین مہر زوجہ شوہر کے ذمہ پر ثابت ہوگا اور اگر شوہر تعلیم سے عاجز
آجاوے تو اوسپر اجرت تعلیم واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی ظرف مخصوص کو ظرف سرکہ ظاہر کرکے
مہر قرار دے اور بعد عقد اوسکا شراب ہونا معلوم ہو تو بعض علما رنے فرمایا ہو کہ زوجہ کو
اوس شراب کی وہ قیمت دیجائیگی جو اوسکے حلال جاننے والون کے نزدیک قرار پائیگی اور اگر
قائل ہون کہ صورت مذکورہ مین زوجہ کو اوس سرکہ کا مثل دیا جائے جسپر کہ تراضی واقع ہوئی تھی
تو خوب ہو اور یہی کلام اوس صورت مین جاری ہوگا کہ جب کسی غلام پر عقد کرے اور بعد
عقد اوسکا حر یا ملک غیر ہونا ثابت ہو اور جبکہ ایک عقد کسی مہر پر پوشیدہ اور دوسرا
عقد اوسی عورت سے کسی دوسرے مہر پر ظاہر مین واقع کرے تو پہلا عقد صحیح اور دوسرا
باطل ہوگا اور مہر کا شوہر ضامن ہو پس اگر قبل تسلیم تلف ہو جائیگا تو بنا بر قول مشہور کے شوہر
مہر کی اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو وقت تلف متقرر ہوگی اور مہر المثل کیطرف رجوع کرنا
صحیح ہوگا اور اگر زوجہ کو مہر مین کوئی عیب ظاہر ہو تو اوسکو بوجہ عیب رد کر دینے کا اختیار
ہوگا اور رد اوسکے عوض مین قیمت کی مستحق ہوگی اور اگر بعد عقد مہر مین عیب حادث ہو جائیگا
تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ عورت کو اوسکے یا اوسکی قیمت کے لینے کا اختیار ہوگا اور اگر قائل ہون کہ
اوسکو قیمت کے لینے کا اختیار نہوگا بلکہ عین مع عوض ارش کا لینا متعین ہوگا تو خوب ہو اور زوجہ
کو قبل قبضہ مہر شوہر کا اپنے نفس پر تمکین (قدرت دینا) سے منع کرنا جائز ہو خواہ شوہر اوسکا خوشحال
ہو یا تنگ حال ورسا یا بعد دخول بھی شوہر کو اپنے نفس سے باز رکھ سکتی ہو یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو

باز رکھسکتی ہو اور بعض نے فرمایا ہو کہ منع نہیں کرسکتی اور یہی مذہب اشبہ ہو اسلیے کہ حق استمتاع محض عقد سے لازم ہو جاتا ہو فقط قبل قبضہ علی المہر بصورت مستثنٰی ہو اور مقدار مہر کا قلیل کرنا مستحب ہے اور مہر سنت سے زائد مہر کا مقرر کرنا (جسکی مقدار پانچسو درہم ہو) مکروہ ہو اور جب زوجہ کے پاس جائے تو اوسکا پورا مہر یا اوسمین سے کچھ مقدار یا علاوہ اوسکے کسی شی کا اگرچہ ہدیہ ہو لیجانا مستحب ہے اور بدون اسکے مکروہ ہو **مطلب دوم** تفویض (کسی شی کا چھوڑ دینا یا بیرد کردینا) کے بیان مین تفویض کی دو قسمین ہین **قسم اول** تفویض بُضع (بُضع کا اطلاق عقد نکاح اور جماع اور فرج پر ہوتا ہو) مہر کا عقد مین اصلا ذکر نکرنا مراد ہو مثلاً وکیل زوجہ کہے زوجتک فلانۃ یا خود زوجہ کہے زوجتک نفسی اور شوہر جواب مین قبلت کہے اور اسمقام پر چند مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** عقد نکاح مین مہر کا مذکور ہونا شرط صحت نہین ہو پس اگر کسی عورت سے عقد کرے اور مہر کا ذکر نکرے یا دونون شخص عقد مین عدم مہر کی شرط کرلین تو عقد صحیح ہو جائیگا پس اگر قبل دخول طلاق دیگا تو زوجہ کو متعہ (شوہر کا حسب حال کچھ مال یا کپڑا وغیرہ حوالہ زوجہ کرنا جسکا ذکر اپنے مقام پر عنقریب آئیگا) دیا جائیگا خواہ زوجہ حرہ ہو یا کنیز اور مہر نہوگا اور اگر بعد دخول طلاق دیگا تو زوجہ کو مہر الامثال دیا جائیگا اور متعہ نہوگا پس اگر زن و شوہر مین سے کوئی شخص قبل دخول و فرض مہر مرجائیگا تو مہر و متعہ مین سے کچھ بھی لازم نہوگا اور مہر المثل بوجہ دخول واجب ہوتا ہو اور محض عقد سے واجب نہین ہوتا **دوسرا مسئلہ** مہر المثل مین باعتبار شرف و جمال کے عورت کا حال یا اوسکے امثال کی عادت معتبر ہے جبتک کہ مہر سنت سے (جسکی مقدار پانچسو درہم ہو) زائد نہو اور متعہ مین شوہر کا حال معتبر ہے پس اگر شوہر غنی ہو تو گھوڑا یا لباس فاخر یا دس دینار دیگا اور اگر باعتبار فقر و غنا کے متوسط ہو تو اوسط درجہ کا کپڑا یا پانچ دینار دیگا اور اگر فقیر ہے تو ایک دینار یا انگشتری یا مثل اسکے حوالہ کریگا اور متعہ پانے کا

الطرف الثاني في التفويض وهو قسمان تفويض البضع وتفويض المهر اما الاول فهو ان لايذكر في العقد مهرا اصلا مثل ان تقول زوجتك فلانة او تقول هي زوجتك نفسي فيقول قبلت وفيه مسائل الاولى ذكر المهر ليس شرطا في العقد فلو تزوجها ولم يذكر مهرا صح العقد فان طلقها قبل الدخول فلها المتعة حرة كانت او مملوكة ولا مهر وان طلقها بعد الدخول فلها مهر امثالها ولا متعة فان مات احدهما قبل الدخول وقبل الفرض فلا مهر لها ولا متعة ولا يجب مهر المثل بالعقد وانما يجب بالدخول

الثانية المعتبر في مهر المثل حال المرأة في الشرف والجمال وعادة نسائها ما لم يتجاوز مهر السنة وهو خمسمائة درهم وفي المتعة بحال الزوج فالغني بالدابة او الثوب المرتفع او عشرة دنانير والمتوسط بخمسة دنانير او الثوب المتوسط والفقير بالدينار او الخاتم وما شاكله

استحقاق اوس عورت کے سوا جسکو قبل دخول وقبل فرض مہر طلاق ہوئی ہو کسی عورت کو نہین
ہو **تیسرا مسئلہ** اگر زن و شوہر عقد کے بعد فرض مہر پر راضی ہو جائین تو جائز ہوگا اسلیے کہ
وہ انھین دونون کا حق ہو خواہ بقدر مہر المثل ہو یا کم و زائد خواہ یہ دونون عالم ہون یا جاہل
یا فقط ایک عالم ہو اسلیے کہ ان دونون کو جسطرح ابتداءً فرض مہر کا اختیار تھا اوسیطرح انتہاءً بھی جائز
ہوگا **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کنیز سے عقد کرکے اوسکو خرید لے تو نکاح فاسد ہو جائیگا
اور عورت کو مہر اور متعہ کچھ بھی نملیگا **پانچوان مسئلہ** تفویض فقط بالغہ رشیدہ مین متحقق ہو سکتی
ہے اور صغیرہ اور مجنونہ اور کبیرہ سفیہہ (زن غیر رشیدہ) مین متحقق نہین ہو سکتی پس اگر کبیرہ سفیہہ کا
عقد اوسکا ولی مہر المثل سے کم پر واقع کرے یا مہر کا ذکر ہی نکرے تو عقد صحیح ہو جائیگا اور مہر المثل
نفس عقد سے ثابت ہو جائیگا لیکن اس قول مین تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ جب نظر ولی مین تفویض
مہر کی کوئی مصلحت موجود ہو تو صحیح ہونی چاہیے اسلیے کہ اوسکی نظر پر وثوق ہوتا ہے اور یہی شبہ
اور اصول مذہب کے موافق ہے اور بر تقدیر اول اگر قبل دخول طلاق واقع ہو جائے تو عورت
کو نصف مہر المثل پانیکا استحقاق ہوگا اور بنا بر ہمارے مختار کے اوسکو فقط متعہ کا استحقاق ہوگا
اور مولیٰ کو اپنی کنیز کے عقد مین تفویض کرنا جائز ہے اسلیے کہ مہر اوسی کا مال ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ
کنیز کا آقا اوسکا عقد تفویض مہر کے ساتھ کر چکا ہو بعد ازان اوسکو فروخت کیے تو فرض مہر کا
اوسکے شوہر اور مشتری کو اختیار ہوگا اگر نکاح کی اجازت دیچکا ہے اور اگر اجازت ندے گا تو
عقد بھی باطل ہو جائیگا اور مہر بھی کچھ نہوگا اور بصورت اجازت مین مہر کا مشتری مالک
ہوگا نہ بائع اور اگر بائع نے کنیز کو قبل دخول آزاد کر دیا ہو بعد ازان وہ کنیز عقد پر راضی
ہے تو مہر کا استحقاق کنیز ہی کو حاصل ہوگا **قسم دوم** تفویض مہر ہے جس سے مہر کا عقد مین
اجمالاً ذکر کرنا اور تعیین مقدار کا اختیار زن و شوہر مین سے ایک کو دینا مراد ہے پس اگر شوہر

مو تقدیرہ الی احد الزوجین فاذا کان +

اختیار دیا جائیگا تو کثرت و قلت مہر مین اوسکو اختیار ہوگا جو مقدار چاہے معین کرے اور اگر زوجہ کو اختیار دیا جائیگا تو جانب قلت مین کوئی حد مقرر نہوگی جتنا چاہے مقرر کرے اور جانب کثرت مین مقرر ہوگی اسلیے کہ اوسکو مہر سنت سے زائد کے مقرر کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر قبل دخول اور قبل فرض مہر طلاق واقع ہو جائے تو جس شخص کو مہر کے معین کرنے کا اختیار تھا اوسپر معین کرنا واجب ہوگا اور اوسکا آدھا مہر عورت کو دیا جائیگا اور اگر عورت کو تعیین مہر کا اختیار ہوگا تو مہر کی جو مقدار معین کریگی اوسکا آدھا مہر دیا جائیگا بشرطیکہ تعیین مقدار مین مہر سنت سے تجاوز نکرے اور اگر زن و شوہر مین وہ شخص قبل حکم و دخول مرجائے جسکو کہ مقدار مہر معین کرنے کا اختیار تھا تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ عورت کو فقط متعہ دیا جائیگا اور مہر ساقط ہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ اوسکو مہر و متعہ مین سے کچھ ندیا جائے گا اور قول اول منقول بھی ہے **مطلب سوم** احکام کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر شوہر اوس مہر سے قبل دخول کرلے تو مہر زوجہ اوسکے ذمہ پر دین رہیگا اور دخول سے ساقط نہوگا خواہ مدت دراز گذرے یا کم اور زوجہ نے مطالبۂ مہر کیا ہو یا نکیا ہو اور اسمقام پر چند روایتون مین وارد ہوا ہے کہ بوجہ دخول مہر عاجل ساقط اور شوہر بری الذمہ ہو جائیگا خواہ زوجہ کو مہر مین سے کوئی مقدار وصول ہو چکی ہو یا نہوئی ہو لیکن اون پر عمل متروک ہے اور جس دخول سے کہ مہر ثابت ہوتا ہے وہ وطی ہے قبلاً ہو یا دبراً اور محض خلوت سے واجب نہین ہوتا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ محض خلوت سے بھی واجب ہو جاتا ہے لیکن قول اول اظہر ہے **دوسرا مسئلہ** بعض علما نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مہر معین نہو اور شوہر زوجہ کو کچھ مال دینے کے بعد اوس سے دخول واقع کرے تو وہی مال اوسکا مہر قرار پائیگا اور زوجہ کو بعد دخول مہر کا مطالبہ صحیح نہوگا ہان اگر قبل دخول شوہر سے شرط کرلے کہ مہر اس مال کے علاوہ ہو تو اوسکو مہر کا مطالبہ صحیح ہوگا

وهو تعويل على تأويل رواية واستناد إلى خلاف المشهور اه الثالثة إذا طلق قبل الدخول كان عليه نصف المهر ولو كان دفعه استحق نصفه إن كان باقيا أو نصف مثله إن كان مثليا ولو لم يكن له مثل

اور یہ قول بین العلماء مشہور ہی جو ایک روایت کی تاویل پر مبنی ہی اور اوسکا ظاہر مدلول نہین ہی

تیسرا مسئلہ جبکہ شوہر اپنی زوجہ کو قبل دخول طلاق دے تو شوہر پر اوسکا نصف مہر واجب ہوگا اور اگر پورا مہر اوسکے حوالہ کرچکا ہوگا تو شوہر کو نصف مہر کے واپس لینے کا اختیار ہوگا اگر زوجہ کے پاس باقی ہو ورنہ نصف مثل واپس لیگا اور اگر اوس مہر کا مثل نہو تو نصف قیمت واپس کریگا اور اگر مہر کی قیمت وقت عقد اور وقت قبض مختلف ہو تو ان دونون قیمتون مین سے جو قیمت کم ہوگی عورت پر اوسکا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوگا اور اگر عین مہر ناقص ہوجائے یا اوسکی کوئی صفت زائل ہوجائے جیسے عور دابہ (چوپایہ کی ایک آنکھ کا پھوٹ جانا) یا غلام کا کسی صنعت کو بھول جانا تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ شوہر کو نصف قیمت کا استحقاق حاصل ہوگا اور نصف عین کے لینے پر مجبور نکیا جائیگا اور اسمین تردد ہی لیکن اگر نرخ بازار کیوجہ سے اوسکی قیمت کم ہوجائے تو شوہر کو قطعاً نصف عین ہی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکی قیمت زائد ہوجائے تب بھی نصف عین ہی کے لینے کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ بقاء عین کی صورت مین قیمت پر نظر نکیجائیگی اور اگر عین مہر بوجہ کبرسنی یا فربہی زائد ہوجائے تو شوہر کو اوسکے نصف کا استحقاق ہوگا اور قدر زائد کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ وہ ملک زوجہ ہے اور دفع عین پر علی الاظہر مجبور نکیجائیگی اور اگر مہر سے کوئی نما منفصل (وہ زیادتی جو علحدہ ہو) حاصل ہو جیسے دودھ اور اولاد تو نما مذکور خصوص زوجہ کا مال ہوگا اور شوہر کو صرف مہر کے نصف کا استحقاق ہوگا اور اگر مال مہر کوئی حیوان باردار مقرر کیا گیا ہو تو شوہر کو اون دونون (حیوان اور اوسکا حمل) کے نصف کا استحقاق ہوگا اور اگر شوہر نے مہر زوجہ کسی صنعت کی تعلیم قرار دی ہو پھر قبل دخول اوسکو طلاق دے تو زوجہ کو اوس صنعت کی اجرت تعلیم کا نصف دیا جائیگا اور اگر قبل طلاق اوس صنعت کو تعلیم کرچکا تھا تو شوہر کو نصف اجرت کے واپس لینے کا

اختیار ہوگا اسلیے کہ نصف مہر معین کا مطالبہ محال ہی اور اگر مہر زوجہ کسی سورۂ قرآن کی تعلیم قرار پائے تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ پس پردہ سے نصف سورہ تعلیم کریگا اور اس مین تردد ہی **چوتھا مسئلہ** اگر زوجہ اپنے مہر کا شوہر کو ابرا (اور ابرا فی الذمہ کا ساقط کرنا) کردے بعد قبل دخول طلاق واقع ہو تو شوہر کو زوجہ سے نصف مہر کا واپس لینا صحیح ہوگا اسلیے کہ اسقاط مال نوع ملک ہی اور اسیطرح اگر مجموع مہر کے ساتھ زوجہ کو خلع دے **پانچوان مسئلہ** جبکہ شوہر بعوض مہر غلام گریختہ یا اور کوئی شی زوجہ کے حوالہ کرے بعد ازان قبل دخول اوسکو طلاق دے تو شوہر کو اصل مہر کے نصف کا واپس لینا صحیح ہوگا اور نصف عوض کے واپس لینے کا اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر بعوض مہر کوئی زمین یا متاع زوجہ کے حوالہ کرے تب بھی شوہر کو مہر مسمّٰی ہی کے نصف کا واپس لینا صحیح ہی **چھٹا مسئلہ** اگر کنیز مدبرہ کو مہر زوجہ قرار دے بعد ازان اوسکو طلاق دے تو یہ کنیز زن و شوہر مین مشترک ہوگی اور وفات شوہر کے بعد آزاد ہو جائیگی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ کنیز کو مہر مقرر کرنے سے اوسکی تدبیر باطل ہو جاتی ہی اور یہی مذہب اشبہ باصول مذہب کے موافق ہی **ساتوان مسئلہ** اگر عقد نکاح مین کسی امر غیر مشروع (جیسے شوہر کا دوسرا عقد کرنا یا کنیز وغیرہ سے تعلق نرکھنا) کی شرط ہو جائے تو اس صورت مین فقط شرط باطل ہوگی اور عقد و مہر صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر مہر کا مدت معینہ مین ادا کرنا شرط ہو جائے تب بھی عقد و مہر لازم اور فقط شرط باطل ہوگی اور اگر شوہر سے بکارت زوجہ کے زائل کرنیکی شرط ہو جائے تو شرط لازم ہوگی ہان اگر بعد ازان خود زوجہ اجازت دے تو جائز ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ اس شرط کا لزوم عقد متعہ سے مخصوص ہی اور یہ قول تحکم (بے دلیل) ہی اور روایت مین اطلاق ہی جو عقد دائم و منقطع دونون کو شامل ہی **اٹھوان مسئلہ** جبکہ شوہر شرط کرے کہ زوجہ اوسکے شہر سے خارج نکریگا تو بعض علمار نے فرمایا ہی کہ شرط لازم ہو جائیگی اور یہی مضمون روایت صحیحہ مین بھی منقول ہی اور اگر یہ شرط کرے

گا اگر زوجہ کو اپنے بلد مین لیجائے تو پانچسو روپیہ مہر دیگا اور اگر نہ لیجائے تو تین سو روپیہ دیگا
بعدہ بلد شرک مین اوسکے لیجانے کا قصد کرے تو زوجہ پر اسکا قبول کرنا واجب ہوگا اور
مہر زائد کے پانے کی مستحق ہوگی اور اگر بلاد اسلام مین لیجانیکا قصد کرے تو شرط لازم ہوگا
اور اسمین تردد ہے نوان مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر طلاق باین واقع کرے بعد ازان
اثناء عدہ مین اوس سے عقد کرے اور پھر قبل دخول طلاق دے تو زوجہ کو نصف مہر کا
استحقاق ہوگا دسوان مسئلہ اگر زوجہ اپنے مہر کا نصف مشاع (غیر معین) شوہر کو ہبہ
کرے پھر شوہر اوسکو قبل دخول طلاق دے تو شوہر کو نصف باقی کا استحقاق ہوگا اور
زوجہ پر رجوع صحیح نہوگی خواہ مال مہر دین ہو یا عین اسلیے کہ زوجہ کا ہبہ اوسکے
حق میں صرف منصرف ہوگا یعنے اوسی کے حق مین نافذ ہوگا) گیارھوان مسئلہ اگر
کسی عورت سے دو غلامون پر عقد کرے بعد ازان اون دونون مین سے ایک غلام
مرجائے تو شوہر کو زوجہ سے نصف غلام زندہ اور نصف قیمت غلام مردہ کا مطالبہ کرنا صحیح
ہوگا بارھوان مسئلہ اگر نکاح مین خیار شرط کر لیا جائے تو عقد باطل ہوگا اور اسمین
تردد ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ زوجیت متحقق ہونی چاہیے اسلیے کہ اوسکا مقتضی موجود ہے اور
خیار اوسمین متطرق (جاری) نہین ہوتا کیونکہ نکاح مین شائبہ عبادت ہے اور نقض معارض
نہین ہے لہذا عقد صحیح ہونا چاہیے اور یہ کہ بدون شرط کے عقد پر رضا نہین ہوئی
اسواسطے باطل ہونا چاہیے اور اگر مہر مین خیار شرط ہو تو عقد و مہر و شرط صحیح ہوگی
تیرھوان مسئلہ مال مہر بمحض عقد کیوجہ سے مملوک زوجہ ہو جاتا ہے پس اوسکو قبل الاشتغال بھی
مہر مین تصرف کرنا صحیح ہے پس اگر قبل دخول طلاق واقع ہو تو نصف مہر شوہر کیطرف رجوع
کریگا اور اگر زوجہ نے اپنا حق شوہر کو عفو کر دیا ہو تو تمام مہر شوہر کا مال ہوگا اور اسیطرح

اگر ولی زوجہ (جیسے باپ یا دادا) عفو کرے تب بھی یہی کلام ہوگا اور بعض علماء نے
فرمایا ہو کہ اوس شخص کا بھی یہی حکم ہوگا جسکو عورت نے اپنے عقد مین وکیل کردیا ہو اور
باپ دادا کو بعض مہر کا عفو کرنا جائز ہو نہ کل مہر کا اور ولی شوہر کو اوسکے حق کا عفو کرنا
جائز نہین (اگر طلاق حاصل ہو چکی ہو) اسلیے کہ ولی وہی کی مصلحت پر نظر کرنے کے لیے منصوب ہی
اور عفو حق مین اوسکے لیے کوئی مصلحت اور نفع نہین ہے اور جبکہ کوئی شخص یعنی زوجہ یا شوہر مین سے اپنا نصف
دوسرے کو عفو کردے تو مجرد عفو اوسکی ملک سے خارج نہوگا اسلیے کہ وہ داخل ہبہ ہو پس بدون قبضہ
کے منتقل نہوگا ہان اگر مال مہر شوہر کے ذمہ دین ہو یا زوجہ کے پاس تلف ہو جائے تو عفو
کردینا کافی ہوگا اسلیے کہ یہ عفو داخل ابراء ہے جسمین علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر) قبول کی احتیاج نہین
ہے لیکن اگر کسی شخص کے پاس کسی کا کچھ مال ہو تو بدون قبضہ دلانے کے مجرد عفو اوس سے منتقل نہوگا
چودھوان مسئلہ اگر مال مہر مؤجل جسکے ادا کرنیکے لیے کوئی مدت معین ہوا ہو تو زوجہ کو
شوہر کا دخول سے منع کرنا جائز نہوگا پس اگر از راہ عصیان منع کرے اور قبل دخول اوسکی
مدت گذر جائے تو آیا زوجہ کو اوسکا منع کرنا جائز ہوگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہو کہ جائز
ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ جائز نہوگا اسلیے کہ وجوب تسلیم انقضاء مدت سے قبل مستقر
ہو چکا ہو اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو **پندرھوان مسئلہ** اگر کوئی شخص
چاندی کے ٹکڑہ کو مہر قرار دے اور زوجہ اوسکا کوئی ظرف بنالے اور پھر شوہر اوسکو
قبل دخول طلاق دے تو زوجہ کو نصف عین کا واپس کرنا واجب نہوگا بلکہ نصف عین اور
نصف قیمت مین سے ایک کے واپس کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر کپڑے کو مہر قرار دے اور
زوجہ اوسکا کرتا سی لے تو شوہر کو تو شوہر کو آدھے کرتے کا واپس لینا واجب نہوگا بلکہ
اوسکو زوجہ سے اوسکی آدھی قیمت کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور دونون صورتون مین

يجوز للولي الزوج ان يعفو عن حقه ان حصل الطلاق لانه منصوب لمصلحته ولا مصلحة له في العفو واذا عفت عن نصفها او عفا الزوج عن نصفه لم يخرج عن ملك احدهما بمجرد العفو لانه هبة فلا ينتقل الا بالقبض نعم لو كان دينا على الزوج او تلف في يد الزوجة كفى العفو لانه ابراء ولا يفتقر الى القبول على الاصح اما الذي عليه فلا ينتقل **المسئلة الرابعة عشر** لو كان المهر مؤجلا لم يكن لها الامتناع فلو امتنعت وحل هل لها ان تمتنع قيل نعم وقيل لا لاستقرار وجوب التسليم قبل الحلول وهو الاشبه **الخامسة عشر**

فرق ہے مگر چاندی سے جو اشیا بنی ہین کہ تحصیل انکی صلاحیت وسمین اب بھی باقی ہو بخلاف کپڑے
کے کہ وہ ایسا نہین ہے **سولھوان مسئلہ** جب کسی سورۂ قرآن کی تعلیم مہر زوجہ مقرر ہو تو حد
تعلیم یہ ہو کہ زوجہ کو بدون کسیکی اعانت کے اوسکے پڑھنے مین استقلال حاصل ہو جائے اور
شوہر کے ساتھ ساتھ پڑھ لینا کافی نہوگا ہان اگر ایک آیت کے پڑھنے مین استقلال حاصل ہو جائے
اور پھر دوسری آیت کی تعلیم کرے اور زوجہ پہلی آیت کو بھول جائے تو شوہر پر اوسکا
دوبارہ تعلیم کرنا واجب نہوگا اور اگر اوس سورہ کو زوج کے سوا کسی دوسرے شخص سے یاد کرلے
تو شوہر سے اجرت تعلیم کے پانے کا مستحق ہوگی جیسا کہ مہر معین کے تلف ہو جانے یا تعذر تسلیم
کی صورت مین قیمت کا استحقاق ہوتا ہے **سترھوان مسئلہ** ایک ہی عقد مین نکاح اور بیع
کا جمع کرنا جائز ہو اور اس صورت مین عوض کا قیمت مبیع اور مہر المثل پر تقسیم کرنا لازم ہوگا
مثلاً عورت کہے کہ مین نے دس دینار کے عوض تجھسے اپنا عقد کیا اور اس کپڑے کو تیرے
ہاتھ فروخت کیا اور شوہر کہے کہ مین نے عقد اور بیع دونون کو اس طرح قبول کیا تو
نکاح اور بیع دونون صحیح ہو جائینگے اور دینارون کا مہر المثل اور کپڑے کی قیمت پر بانسبت
تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر زوجہ کے پاس ایک دینار ہو اور وہ شوہر سے کہے کہ زوجتك
نفسی وبعتك هذا الدينار بدينار (مین نے تجھسے اپنا عقد کیا اور اس دینار کو فروخت
کیا اور ان دونون کا عوض ایک دینار مقرر کیا) تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اسمین سود لازم آتا ہو اور مہر
فاسد ہو جائیگا اور نکاح صحیح ہوگا ہان اگر اختلاف جنس ہو جیسے درہم و دینار) تو بیع و نکاح و مہر
صحیح ہوگا اور یہان پر چند فروع مذکور ہوتے ہین **اول** اگر کسی غلام کو زوجہ کا مہر مقرر کرے
بعد ازان زوجہ اوسکو آزاد کر دے پھر قبل دخول شوہر اوسکو طلاق دے تو زوجہ پر غلام
کی نصف قیمت کا حوالہ شوہر کرنا واجب ہوگا اور اگر زوجہ اوس غلام کی تدبیر کرے اور

قبل دخول طلاق واقع ہو تو زوجہ کو تدبیر غلام کا باطل کرنا اور نصف غلام کا حوالہ شوہر
کرنا یا تدبیر غلام کا باقی رکھنا اور قیمت غلام کے نصف کا حوالہ شوہر کرنا جائز ہوگا اور اگر
اور اگر نصف قیمت دینے کے بعد تدبیر کو باطل کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شوہر کو نصف
عین کیطرف رجوع جائز ہوگی اسلیے کہ اوسنے قیمت غلام کو وجود مانع کیوجہ سے قبول کیا تھا
اور جب تدبیر باطل ہوگئی تو نصف عین کے مطالبہ کرنیکا کوئی مانع نرہا اور بعض نے فرمایا ہو اسلیے کہ قیمت
دینے کے بعد ملک زوجہ مستقر ہوچکی ہو دوم جبکہ ولی زن اوسکے عقد کو مہر المثل سے کم پر
واقع کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مہر مسمی باطل ہوگا اور زوجہ کو مہر المثل کا استحقاق ہوگا
اور بعض نے فرمایا ہو کہ مہر مسمی ہی صحیح ہوگا اور یہی قول اشبہ ہو سوم اگر مہر زن کوئی مال مشار الیہ
(معین وحاضر) اور معلوم الوزن مقرر کیا جائے اور وہ قبل قبضہ تلف ہوجائے اور زوجہ اوس سے
اپنے شوہر کا ابراء کرے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کسی مہر فاسد (جیسے خوک و شراب یا کسی شئ مجہول
کا مہر قرار دینا) پر عقد واقع ہوا اور بوجہ دخول زوجہ کے لیے مہر المثل کا استقرار ہوچکا ہو بعد اذن
کل یا بعض مہر سے ابراء کرے تو صحیح ہوگا اگرچہ اوسکی مقدار معلوم نہو اسلیے کہ ابراء سے اسقاط حق
مراد ہوتی ہو پس جہالت مقدار اوسمیں مانع نہوگی اور اگر مہر المثل سے قبل دخول ابراء کریگی تو
صحیح نہوگا کیونکہ وہ ابھی اوسکی مستحق نہیں ہو تتمہ جبکہ کوئی شخص اپنے فرزند صغیر کا عقد کرے تو
مہر صغیر ہی کے ذمہ ثابت ہوگا اگر اوسکے پاس مال ہو ورنہ اوسکے باپ کے ذمہ ثابت ہوگا
اور اگر اوسکا باپ مرجائے تو مقدار مہر اوسکے اصل متروکہ سے خارج کیجائیگی خواہ وہ صغیر بالغ
اور موسر (خوشحال) ہوجائے یا قبل ازین وفات پائے پس اگر اوسکا باپ مہر کو اوسکی زوجہ کے
حوالہ کرچکا ہو اور وہ صغیر بعد بلوغ اور قبل دخول اپنی زوجہ پر طلاق واقع کرے تو اوسکو
نصف مہر کے واپس لینے کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ مہر مذکور باپ کی طرف سے اوسکے لیے

پہنچ جانا ہیہ شمار کیجا یگا **فرع** اگر فرزند کبیر کیطرف سے اوسکا باپ مہر کو تبرعاً (از راہ احسان)
ادا کر دے بعد ازان قبل دخول طلاق واقع ہو تو نصف مہر کے واپس لینے کا اوسکو بھی استحقاق
ہوگا اور اوسکے باپ کو انتزاع مہر کا اختیار نہوگا دلیل اوسکی وہی ہے جو فرزند صغیر مین مذکور
ہوئی اور ان دونون مسئلون مین تردد ہے **مطلب چہارم** نزاع زن و شوہر کے
بیان مین اور اس مین تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ اصل مہر مین زن و شوہر اختلاف واقع
ہو تو شوہر کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور یہ قبل دخول اگرچہ کوئی اشکال نہین ہے اسلیے کہ صحت عقد
ذکر مہر پر موقوف نہین ہے پس عقد نکاح کا بدون مہر واقع ہونا بھی محتمل ہے لیکن اگر اختلاف
بعد دخول واقع ہو تو خالی از اشکال نہین ہے ہرچند کہ قول شوہر یہان بھی معتبر ہوگا اسلیے کہ
اصل برائت ذمہ ہے پس صورت دخول مین بھی شوہر کے ذمہ مہر ثابت نہوگا اگرچہ زوجہ
کو دخول کے بعد مہر المثل کا استحقاق ہوگا اور اگر شوہر مہر کی کوئی مقدار بیان کرے اگرچہ
وہ بقدر پانچ نقرہ ہی ہو تو قول شوہر کے معتبر ہونے مین کوئی اشکال نہوگا اسلیے کہ
اسیقدر پر مہر کا مقرر ہونا محتمل ہے اور زیادتی غیر معلوم ہے اور اگر زن و شوہر اصل مہر کے
معین ہونے پر متفق ہون لیکن اوسکی کمی یا زیادتی یا صفت مین اختلاف کرین تو اس
صورت مین بھی شوہر کا قول مع قسم معتبر ہوگا لیکن اگر شوہر مہر کا اقرار کرے بعد ازان اوسکے
سپرد زوجہ کرنے کا مدعی ہو اور کوئی بینہ نرکھتا ہو تو زوجہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے
کہ اصل عدم تسلیم ہے **تفریع** اگر شوہر بقدر مہر کوئی مال اپنی زوجہ کے حوالہ کرے بعد ازان
زوجہ دعوی کرے کہ یہ مال تمنے مجھکو ہبہ کیا تھا اور شوہر کہے کہ ہبہ نہین کیا بلکہ بعوض مہر
دیا تھا تو شوہر ہی کا قول مسموع ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے **دوسرا مسئلہ** جبکہ
زن و شوہر مین خلوت ہو اور زوجہ مدعی مواقعت ہو پس اگر شوہر کو اقامت بینہ ممکن ہو

مثلاً زوجہ دعوی کرے کہ قبلاً مواقعت ہوئی ہی حالانکہ وہ باکرہ ہو تو دعوی زوجہ کے باطل ہونے مین کچھ کلام نہین ہی
اور شوہر کو قسم دینے کی بھی ضرورت نہوگی اور اگر بینہ قائم نکر سکتا ہو تب بھی شوہر ہی کا قول مع قسم معتبر ہوگا اسلیے کہ
اصل عدم مواقعت ہی اور شوہر منکر ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ قول زوجہ معتبر ہوگا اسلیے کہ اوسکا قول
ظاہر کے موافق ہی لیکن قول اول اشبہ ہی **تیسرا مسئلہ** اگر کسی سورہ قران یا صنعت کی تعلیم مہر مقرر ہو اور زوجہ کہے
کہ مجھکو اوسکی تعلیم غیر شوہر نے کی ہی تو اوسکا قول صحیح سمجھا جاویگا اسلیے کہ زوجہ منکر ہی اور اصل عدم تعلیم شوہر ہی
چوتھا مسئلہ اگر عورت اس امر پر بینہ قائم کرے کہ شوہر نے مجھسے دو وقتون مین دو عقد واقع کیے ہین
اور شوہر مدعی ہو کہ ایک ہی عقد کو دو دفعہ واقع کیا ہی اور زوجہ دو عقد سمجھی ہی تو عورت کا قول مقبول ہوگا
اسلیے کہ ظاہر لفظ اوسیکے قول کا موید ہی اور آیا شوہر پر دو مہر واجب ہونگے یا نہین بعض علمانے
فرمایا ہی کہ دو مہر واجب ہونگے اسلیے کہ دو عقد اسیکو مقتضی ہین اور بعض نے فرمایا ہی کہ شوہر پر ایک مہر
کامل اور ایک مہر کا نصف لازم ہوگا لیکن قول اول اشبہ اور قواعد و اصول مذہب کے موافق ہی **تیسرا امر** مین
تین امر قابل ذکر ہین **اول** قسمت کے بیان مین اوسمین دو قول ہین **پہلا قول** زن و شوہر مین ہر ایک کے ذمہ پر
دوسرے کے کچھ حقوق ثابت ہین جنکی مراعات اوسکو واجب ہی جسطرح کہ شوہر پر نفقہ (کسوۃ و خورد و نوش اور
اسکان) واجب ہی اسیطرح زوجہ پر بھی شوہر کا اپنے نفس پر تمتع کی قدرت دینا اور جو امور اوسکی
نفرت کے باعث ہین اون سے پرہیز کرنا واجب ہی پس منجملہ اون حقوق کے جو شوہر پر واجب ہین قسمت
ہی ازواج مین خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام اگرچہ عنین یا خصی ہو اور مجنون کا بھی یہی حکم ہی لیکن اوسکی
طرف سے اوسکا ولی قسمت کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جبتک قسمت کو شروع نکریگا اوسوقت تک واجب نہوگی اور یہی مذہب
اشبہ ہی پس جس شخص کے پاس ایک ہی زوجہ ہو تو منجملہ چار شبون کے ایک شب حق زوجہ اور تین شبین حق شوہر قرار
پائینگی جہان چاہے اونمین بسر کرے اور اگر اوسکے پاس دو زوجہ ہون تو منجملہ چار شبون کے دو شبین اون کا حق ہوگا
اور باقی دو شبین حق شوہر ہوگا اور اگر اوسکے پاس تین زوجائین ہونگی تو تین شبین اون کا حق اور ایک شب شوہر

کا حق ہوگا اور اگر چار زوجائین ہون تو شوہر پر ہر ایک کے پاس ایک شب کا بسر کرنا واجب ہوگا اور بدون
کسی عذر یا سفر کے شب باشی ترک کرنا جائز نہوگا ہان اگر کل یا بعض ازواج اجازت دین تو شوہر کو جس زوجہ نے
(جیسے بیمار ہونا یا تحصیل علم میں مشغول ہونا)
اجازت دی ہو اوسکی شب کا ترک کرنا جائز ہوگا اور آیا شوہر کو ہر ایک زوجہ کے لیے ایک شب سے زائد
مقرر کر دینے کا اختیار ہو یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو کہ اختیار ہو لیکن رضاء ازواج کا شرط ہونا بیوجہ نہین ہو اور اگر چار عورتون سے
ایک ہی دفعہ عقد کرے تو اونکو قرعہ سے ترتیب دیگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ شوہر کو اختیار ہو جس سے چاہے ابتدا کرے اور چار شبون
کے بعد علی الترتیب قسمت واجب ہوگی اور یہی مذہب اشبہ ہو اور قسمت مین فقط ہمبستری واجب ہے
اور جماع کرنا چار ماہ کے قبل واجب نہین ہو اور وجوب قسمت فقط شب سے مخصوص ہو اور
بعض علما نے فرمایا ہو کہ تمام شب کا زوجہ کے پاس بسر کرنا اور اوسکی صبح کو ٹھہرنا واجب ہوگا
اور یہی روایت مین بھی وارد ہوا ہو اور اگر کسی شخص کے ازواج مین حرہ اور کنیز جمع ہو تو
حرہ کو دو شبون کا اور کنیز کو ایک شب کا استحقاق ہوگا اور زن کتابیہ بھی قسمت مین حکم کنیز
رکھتی ہو پس اگر کسی شخص کے پاس زن مسلمہ اور زن کتابیہ جمع ہون تو مسلمہ کو دو شبون کا اور
کتابیہ کو ایک شب کا استحقاق ہوگا اور اگر کنیز مسلمہ اور حرہ ذمیہ مجتمع ہون تو باب قسمت
مین مساوی ہونگی **فروع** اگر زوجہ حرہ کے پاس دو شبین بسر کرے بعد ازان کنیز آزاد
ہو جائے اور عقد پر راضی ہے تو اوسکے لیے بھی دو شبون کا استحقاق ہوگا جیسے کہ اوسکو
استیفاء حق کے قبل استحقاق ہو چکا ہو اور اگر حرہ کے پاس دو شبین اور کنیز کے پاس ایک شب بسر
کر چکا ہو بعد ازان کنیز آزاد ہو جائے تو دوسری شب کو اوسکے پاس بسر نکریگا اسلیے کہ
وہ اپنے حق کا استیفا کر چکی اور اگر کنیز کے پاس ایک شب بسر کرے بعد ازان وہ کنیز قبل
استیفاء حق حرہ آزاد ہو جائے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ کنیز کے لیے ایک شب کی قضا کریگا
کیونکہ وہ زن حرہ کی مساوی ہو گئی اور اسمین تردد ہو اور موطوءہ بالملک کے لیے قسمت نہین ہو

ایک ہو یا زائد اور شوہر کو ازواج کے گھر جانا یا بجمع ازواج کا بلانا یا وہین سے بعض کا
اپنے پاس بُلانا اور بعض کے پاس خود جانا جائز ہو اور شبِ زفاف سے زن باکرہ سات شبون کے
ساتھ اور زن ثیبہ تین شبون کے ساتھ مخصوص ہو پس ان شبون کی اور کسی زوجہ کے لیے
قضا نہوگی اور اگر شوہر کے پاس ایک ہی شب مین دو یا زائد ازواج جمع ہو جائین تو بعض
علمار نے فرمایا ہو کہ ان مین سے جسکے ساتھ چاہے ابتدا کرے و بعض نے فرمایا ہو کہ
قرعہ سے استخراج کریگا اور قول اوّل اشبہ ہو اگرچہ ثانی افضل ہو اور سفر کی وجہ سے قسمت ساقط
ہو جاتی ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ شوہر کو سفر نقلہ (ایک مکان سے دوسرے مکان کی
طرف نقل کرنا) اور سفر اقامت (وہ سفر کہ جسمین اقامت حاصل ہو) کی قضا لازم ہوگی اور
سفر غیبت (جس مین اقامت کا اتفاق نہین ہوا) کی قضا لازم نہوگی اور جب بعض ازواج کو
اپنے ہمراہ سفر مین لیجانے کا قصد کرے تو قرعہ سے معین کرنا مستحب ہو اور آیا جسکا نام
قرعہ سے برآمد ہوا ہو اوسکو چھوڑ کر دوسری کا اختیار کرنا جائز ہوگا یا نہین بعض علمار نے
فرمایا ہو کہ جائز نہوگا اسلیے کہ قرعہ سے تعین ہو چکی ہو اور اسمین تردد ہو اور قسمت کنیز اوسکے
مالک کی اجازت پر موقوف نہین ہو اسلیے کہ اوسکو اس قسمت مین کوئی فائدہ یا حظ نہین ہو
اور شوہر کو مابین ازواج انفاق اور کشادہ روئی اور جماع مین مساوات کرنا مستحب ہے
اور اسیطرح ہر شب کی صبح کو اوسی زوجہ کے پاس رہنا مستحب ہے جو صاحبِ شب ہو اور اسیطرح اوسکو اوسکے ماں باپ کے
گھر مین جانے کی اجازت دینا بھی مستحب ہو اور شوہر کو زوجہ کا اوسکے ماں اور باپ کی
عیادت کرنے اور خارج از مکان نکلنے سے منع کرنا بھی جائز ہو ان اگر کسی حق واجب کے ادا
کرنے کو جانا چاہے تو شوہر کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا **دوسرا قول** لواحقِ قسمت کے
بیان مین اور یہ بیان پر دس مسئلے مین پہلا مسئلہ قسمت شب ان شوہر کا حق مشترک ہو اسلیے

اسکا ثمرہ (استمتاع) دونون مین مشترک ہی پس اگر زوجہ اپنے حق کو ساقط کرے تو شوہر کو قبول وانکار مین
اختیار ہوگا اور زوجہ کو اپنی شب کا شوہر کے لیے یا اوسکی رضا سے باقی ازواج کے لیے ہبہ کرنیکا
اختیار ہی پس اگر شوہر کو ہبہ کریگی تو اوسکو اختیار ہوگا جہان چاہے بسر کرے اور اگر جملہ ازواج کو ہبہ کریگی
تو شوہر کو اوس شب کا کل ازواج پر تقسیم کرنا واجب ہوگا اور اگر بعض ازواج کو ہبہ کریگی تو تمام شب
اوسی کے مخصوص ہوگی اور اگر تین ازواج اپنی شبین زوجہ چہارم کو ہبہ کرین تو شوہر کو اوسکے پاس شب کو رکا
بسر کرنا لازم ہوگا دوسرا مسئلہ جب کوئی زوجہ اپنی شب شوہر کو ہبہ کرے اور وہ راضی ہو جائے تو ہبہ کرنا صحیح ہوگا اور زوجہ
کو اختیار رجوع باقی رہیگا لیکن اوسکا شب گذشتہ مین رجوع کرنا صحیح نہوگا یعنی شوہر پر اوسکی قضا
لازم نہوگی ہان شب آئندہ مین رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر زوجہ رجوع کرے اور زوج کو
اطلاع نہو تو شوہر پر قبل حصول علم شب گذشتہ کی قضا واجب نہوگی تیسرا مسئلہ اگر زوجہ شوہر سے
شب موہوبہ کا کچھ عوض طلب کرے اور شوہر اوسکو بذل کرے تو آیا لازم ہوگا یا نہین بعض علما
نے فرمایا ہی کہ لازم نہوگا اسلیے کہ استمتاع ایسا حق ہی جو منفرداً کوئی قیمت نہین رکھتا بلکہ اسپر معاوضہ
صحیح نہوگا چوتھا مسئلہ صغیرہ اور مجنونہ مطبقہ (وہ مجنونہ جسکو جنون سے کسیوقت افاقہ نہوتا ہو)
اور ناشزہ (نافرمان) کو حق قسمت کا مطالبہ صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس مسافرہ کو بھی حق
قسمت کا استحقاق نہوگا جسنے بدون اجازت شوہر سفر کیا ہو یعنی شوہر پر ان ازواج کے لیے شب ہائے
گذشتہ کی قضا لازم نہوگی پانچوان مسئلہ شوہر کو کسی زوجہ کی شب مین اوسکی ضرہ (سوت) کے
پاس جانا جائز نہین ہی لیکن اگر مریض ہو تو اوسکی عیادت جائز ہوگی پس اگر تمام شب اوسی کے
پاس گذر جائے تو آیا اوسکی قضا واجب ہوگی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہی لازم نہوگی اسلیے کہ
صاحب شب کا حق فائت نہین ہوا اور بعض علما نے فرمایا ہی لازم ہوگی جسطرح کہ کسی اجنبی کی ملاقات
کے لیے جانا اور یہی مذہب اشبہ ہی اور اگر ضرہ کے پاس جائے اور اوس سے مواقعت کرے

اور پھر صاحب قسب کے پاس واپس گئے تو باقی ازواج کے لیے موافقت کی قضا واجب نہوگی اسلیے کہ وہ لوازم قسمت سے نہین ہو چھٹا مسئلہ اگر قسمت مین بعض ازواج پر ظلم کرے تو جسکی شب مین خلل واقع ہوا ہو اوسکی قضا واجب ہوگی ساتوان مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس چار زوجائین موجود ہون اور اونمین سے ایک زوجہ ناشزہ ہو جائے بعد اوسکے شوہر باقی تین ازواج مین ہر ایک کا حق پندرہ شبین مقرر کرے اور دو عورتون کا حق ادا کرنیکے بعد زن ناشزہ مطیع شوہر ہو جائے تو شوہر پر تیسری زوجہ کے پاس بھی پندرہ شبون کا بسر کرنا واجب ہوگا اور جو زوجہ ناشزہ تھی اوسکے پاس پانچ شبون کو بسر کریگا پس ہر دورہ مین ایک شب ناشزہ کے لیے اور تین شبین تیسری زوجہ کے لیے مقرر کریگا یہانتک کہ پانچ دورے ختم ہون پس تیسری کے لیے پندرہ روز اور ناشزہ کے لیے پانچ شبین حاصل ہونگی بعد ازان جملہ ازواج کے لیے چار شبون کو از سر نو مساوی تقسیم کریگا آٹھوان مسئلہ اگر تین ازواج کا حق قسمت ادا کرے اور چوتھی کو اوسکی شب داخل ہونے کے بعد طلاق دے اور پھر اوس سے عقد کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شوہر پر اوس شب کی قضا واجب ہوگی اور اسمین تردد ہو منشاء اوسکا یہ ہو کہ اوسکا حق خروج از زوجیت کیوجہ سے ساقط ہو گیا ہے نوان مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس دو شہرون مین دو زوجہ ہون اور ایک کے پاس دس شبون کو بسر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ دوسری زوجہ کے پاس بھی دس شبون کا بسر کرنا واجب ہوگا دسوان مسئلہ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور قبل دخول سفر کے لیے قرعہ ڈالے اور سفر مین لیجانیکے لیے اوسی کا نام برآمد ہو تو شوہر کو بعد رجوع اوسکی بات شبونکا (اگر باکرہ ہو) یا تین شبونکا (اگر ثیبہ ہو) علاوہ قسمت کے مستثنی کرنا ضرور ہوگا اسلیے کہ یہ حق سفر مین داخل نہین ہوتا کیونکہ سفر داخل قسمت نہین ہو دوم نشوز (زوجہ یا شوہر کا طاعت سے خارج ہونا) کے بیان مین نشوز کے معنی اصل لغت مین بلند ہونے کے ہین اور نشوز جسطرح کہ عورت سے

حاصل ہوتا ہے اسیطرح کبھی مرد سے بھی ہوتا ہے پس جبکہ زوجہ سے نشوز کے آثار ظاہر ہون مثل اسکے
کہ شوہر سے منھ چڑھا کر کلام کرے یا اوسکے حوائج مین سستی کرے یا اپنی عادت کو اوسکے ادب
مین تغیر دے تو شوہر کو بعد نصیحت دینے کے ہجر فی المضجع (بستر مین مفارقت کرنا) جائز ہوگا جسکی
صورت یہ ہے کہ اپنی پشت کو اوسکی طرف فرش خواب پر پھیر دے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہجر
فی المضجع سے بستر زوجہ کا چھوڑ دینا اور دوسرے فرش پر شب کا بسر کرنا مراد ہے اور یہ قول اول منقول
بھی ہے اور محض آثار نشوز کے ظاہر ہونے سے شوہر کو اوسپر ضرب تادیب کرنا جائز نہوگا ہان اگر
نشوز واقع ہو جس سے شوہر کے حقوق واجبہ کا امتناع کرنا مقصود ہے تو شوہر کو
اوسکا ضرب و تادیب کرنا جائز ہوگا اگرچہ پہلی ہی مرتبہ اتفاق ہوا ہو اور ضرب و تادیب مین
اوسیقدر پر اکتفا کریگا جسمین اوسکے مطیع ہو جانے کی امید رکھتا ہو بشرطیکہ ایسی ضرب
نہو جس سے خون نکل آئے یا رنگ بدن کبود ہو جائے اور جب شوہر کیطرف سے نشوز
ظاہر ہو اور زوجہ کے نفقہ یا دیگر حقوق واجبہ ادا کرنے کو منع کرے تو زوجہ کو اوسکا
مطالبہ جائز ہوگا اور حاکم شرع شوہر کو الزام دیگا لیکن زوجہ کو شوہر سے مفارقت کرنا
یا اوسکی ضرب و تادیب کرنا جائز نہین ہے اور زوجہ کو شوہر کی استمالت کی غرض سے اپنے
بعض حقوق واجبہ کا ترک کر دینا جائز ہے اور شوہر کو اوسکا قبول کر لینا حلال ہے سوم
شقاق کے بیان مین شقاق بروزن فعال شق سے ماخوذ ہے گویا کہ بوجہ اختلاف
زن و شوہر مین سے ہر ایک شخص ایک شق اور جانب مین ہو جاتا ہے پس جبکہ دونون
جانب سے نشوز متحقق ہو اور تکرار یا طول اختلاف کا خوف ہو تو حاکم شرع کو زوج و زوجہ
کے اہل قرابت مین سے دو حکم کا مقرر کرنا مستحب ہے اور اگر وہ دونون حکم زن و
شوہر کے اہل قرابت سے نہون یا ایک حکم ایک کے اہل قرابت سے ہو اور دوسرا غیر ہو

تب بھی جائز ہوگا اور آیا دونون حکم کا مقرر کرنا علی سبیل التحکیم ہو یا علی سبیل التوکیل
اظہر یہ ہو کہ از قبیل تحکیم ہو پس اگر دونون شخص اصلاح پر متفق ہون فبہا اور اگر فراق پر متفق
ہون اور طلاق پر اتفاق کرین تو بے رضا شوہر صحیح نہوگی اور اگر خلع پر اتفاق کرین تو جبتک
اگر زوجہ بذل مال پر راضی نہو اوسوقت تک صحیح نہوگی **تفریع** اگر تقرر حکمین کے بعد زن و شوہر
یا اونمین سے ایک شخص غائب ہو جائے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ غائب پر حکم کرنا ناجائز ہوگا
اور اگر قائل بجواز ہون تو خوب ہو اسلیے کہ اون دونون کا حکم اصلاح ذات البین پر مقصور
ہو اور مابین زن و شوہر تفرقہ کرنا اونکی اجازت پر موقوف ہو اور ریان پر دو مسائل ہین
پہلا مسئلہ جو شرط کہ دونون حکم مقرر کرین پس اگر شرط جائز و مشروع ہو تو لازم ہوگی
والا زن و شوہر کو اوسکے نقض کا اختیار ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر شوہر اپنی زوجہ کو
اوسکے حقوق سے منع کرے یا اوسکو غیرت دلائے اور عورت خلع لینے
کے لیے کچھ مال صرف کرے تو صحیح ہوگا اور یہ داخل اکراہ نہین ہو **چوتھا مطلب**
احکام اولاد کے بیان مین اور اوسکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** الحاق اولاد کے بیان مین اور
بیان کئی امر ہین **پہلا امر** اوس عورت کی اولاد کے بیان مین جس سے عقد دائم ہو
پس ایسی عورت کی اولاد شوہر سے تین شرطون کے ساتھ ملحق ہوگی **شرط اول**
دخول **شرط دوم** وقت دخول سے اقلاً چھ ماہ کا گذر جانا **شرط سوم**
اقصا مدت حمل سے تجاوز نکرنا جسکی مدت بنا بر مشہور کے نو ماہ ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ دس ماہ
ہو اور یہی قول خوب ہو اور موید اسکے یہ ہو کہ اکثر عورتون مین دس ماہ کے بعد وضع حمل
ہوتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اقصاء مدت حمل ایکسال ہو اور یہ قول متروک ہے
پس اگر زوجہ سے دخول واقع نہوا ہو یا دخول ہوا ہو اور چھ ماہ سے کم مدت مین مولود تام الخلقت

اور زندہ پیدا ہو تو شوہر سے ملحق ہوگا اور اسیطرح اگر زن و شوہر زمانِ وطی سے نو یا دس ماہ
سے زائد کے گذرنے پر متفق ہوں یا اسقدر غیبت رہی ہو جو اقصاء مدت حمل سے زائد ہو
تب بھی ملحق ہوگا اور ان صورتوں میں اولاد کا شوہر سے ملحق کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی
شخص کسیکی زوجہ سے ازراہ فسق و فجور وطی کرے تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ صاحب فراش سے
ملحق ہوگی اور بے لعان کے منتفی نہوگی اسلیے کہ زانی سے اولاد ملحق نہیں ہوتی اور اگر زن و
شوہر تحقق دخول میں مختلف ہوں یا اولاد کے پیدا ہونے میں اختلاف کریں تو شوہر کا قول
مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور اگر دخول متحقق ہوا اور اقل حمل منقضی ہو چکا ہو تو نفی اولاد
جائز نہوگی خواہ اوسکی ماں متہم بفجور ہو یا نہو اور شوہر اوسکا یقین رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور
اگر باوجود شرائط الحاق کے اولاد کی نفی کریگا تو بدون لعان منتفی نہوگی اور اگر شوہر زوجہ
کو طلاق دے اور بعد عدہ وقت وطی سے تا انقضاء اقصاء مدت حمل اولاد پیدا ہو تو اوسی سے
ملحق ہوگی بشرطیکہ اس عورت سے وطی بعقد یا شبہہ واقع ہوئی ہو اگرچہ زنا واقع ہوئی ہو اور اگر
کسی عورت سے کوئی شخص زنا کرے اور عورت حاملہ ہو جائے اور پھر اوس سے عقد کرے
تو اوس مولود کا الحاق جائز نہوگا اور اسیطرح اگر کسی کنیز سے زنا کرے اور وہ حاملہ ہو جائے
بعد ازان اوسکو خرید کرلے تب بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ شوہر دخول کا اقرار کرتا ہو اور چھ مہینے
کے بعد اور اقصاء مدت حمل کے قبل ولادت ہو تو مولود کا اقرار کرنا بھی واجب ہوگا اور
بدون لعان منتفی نہوگا اور اسیطرح اگر زن و شوہر مدت میں مختلف ہوں اور شوہر
چھ ماہ سے کم یا اقصاء مدت حمل کے بعد پیدا ہونے کا مدعی ہو اور زوجہ اوسکا انکار کرتی
ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور مولود بے لعان کے منتفی نہوگا اور قول شوہر مقبول نہوگا اور اگر
کوئی شخص زوجہ کو طلاق دے اور وہ بعد عدہ کسی شخص سے عقد کرے یا اپنی کنیز کو بیچ ڈالے

اور مشتری اوس سے وطی کرے بعد ازان چھ ماہ کے قبل ولادت ہو تو یہ مولود اول سے ملحق ہوگا
اور اگر چھ ماہ یا زائد کے بعد ولادت ہو تو ثانی سے ملحق ہوگا دوسرا امر کنیز موطوءۃ
بالملک کی اولاد کے بیان مین جب کوئی شخص اپنی کنیز سے وطی کرے پھر چھ مہینے کے بعد اور
انقضاء مدت حمل کے قبل ولادت ہو تو مالک کو اوس مولود کا اقرار کرنا واجب ہے لیکن اگر
اوسکی نفی کریگا تو ظاہر مین بدون لعان منتفی ہو جائیگا اور اگر بعد نفی پھر اقرار کریگا تو ملحق ہوگا
اور اگر کسی کنیز سے اوسکا آقا اور شخص اجنبی وطی کرے تو مولود کنیز اوسکے آقا سے ملحق ہوگا اور
اگر ایک کنیز کئی مالکون کیطرف منتقل ہوا اور ہر ایک آقا اوس سے وطی کر چکا ہو تو اوسکا مولود
اوسی آقا سے ملحق ہوگا جسکے پاس کنیز بالفعل موجود ہو بشرطیکہ وقت وطی سے چھ ماہ یا زائد
کے بعد اور انقضاء اقصاء حمل کے قبل پیدا ہوا ہو والا قبل زین جو اوسکا آقا تھا اوس سے
ملحق ہوگا بشرطیکہ اوسکی وطی سے چھ ماہ یا زائد کے بعد پیدا ہوا ہو والا اوس سے قبل جو آقا تھا
اوس سے ملحق ہوگا بشرط مذکور اور اگر ایک کنیز کے کئی مالک ایک ہی طہر مین اوس سے وطی کرین
اور اونمین سے ہر ایک شخص اوس مولود کا دعوی کرے تو جسکا نام قرعہ سے خارج ہوگا اوسی سے
ملحق ہوگا اور مولود کی اوس قیمت مین سے باقی شرکا کے حصون کا تاوان اوسکے ذمہ لازم
ہوگا جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پائیگی اور اسیطرح مادر مولود کی قیمت
مین سے بھی باقی شرکا کا تاوان اوسپر واجب ہوگا اور اگر اوس مولود کا ایک ہی شخص مدعی ہو
تو اوسی سے ملحق ہوگا اور قیمت ام و مولود مین سے باقی شرکا کے حصون کا تاوان اوسپر لازم
ہوگا اور صورت عزل (قطرات منی کا خارج از فرج گرانا) مین نفی ولد جائز ہوگی اور اگر
کوئی شخص اپنی کنیز سے وطی کرے اور دوسرا شخص بھی اوسی سے از راہ فسق و فجور مرتکب ہو
تو جو مولود پیدا ہوگا وہ مالک کنیز سے ملحق ہوگا اور اگر ولادت کے ساتھ ایسے امارات حاصل ہون

جنکی وجہ سے مولود کا مالک سے منتفی ہونا مظنون ہو تو بعض علما اسنے فرمایا ہو کہ اوسکا
الحاق یا نفی مالک سے جائز ہوگی بلکہ مالک کنیز کو اوسکے لیے کچھ مال کی وصیت کرنا سزاوار
ہوگا لکن مثل اولاد کے اوسکو میراث نہ پہونچیگی اور اسمین تردد ہو سوم احکام ولد شبہ کے بیان مین
وطی بالشبہ سے نسب ملحق ہوتا ہی پس اگر کسی شخص کو زن اجنبیہ مشتبہ ہو جائے اور اوس سے بگمان زوجہ
یا کنیز وطی کرے تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا اور اسیطرح اگر کسی دوسرے شخص کی کنیز سے وطی بالشبہ
واقع کرے تب بھی مولود اوسی سے ملحق ہوگا لکن اوسپر مولود کی وہ قیمت مالک کنیز کے حوالہ
کرنی واجب ہوگی جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پائیگی اسلیے کہ وقت حلول
یہی ہوا اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور وقت عقد اوسکے خالی الشوہر ہونے کا
ہونے یا شوہر کے مرجانے یا اوسکے طلاق دینے کا گمان رکھتا ہو بعد ازان اوسکے شوہر کا
زندہ ہونا یا اوسکا طلاق نہ دینا ظاہر ہو تو زن مذکورہ عدہ ثانی کے بعد شوہر اول
کی طرف ردکیجائیگی اور شوہر ثانی اولاد کے ساتھ مخصوص ہوگا اگر شرائط الحاق موجود ہون
خواہ اوس شخص کا گمان امور مذکورہ مین حکم حاکم کیطرف مستند ہو یا شہادت شہود یا خبر مخبر کی

دوسری قسم سنن و آداب ولادت کے بیان مین اور بیان پر دو مطلب ہین مطلب اول

وقت ولادت عورتون کا زن حاملہ کے پاس معین رہنا واجب ہی اور اگر عورتین نہون تو مرد
بھی معین ہو سکتے ہین لکن محارم کی موجودگی مین اجنبی لوگ معین نہین ہو سکتے ہان اگر محارم اور
شوہر بھی نہو تو اجنبی لوگ بھی ہو سکتے ہین اور شوہر کے معین بننے کا کچھ مضائقہ نہین ہو
اگرچہ عورتین بھی موجود ہون اور چھ امر مستحب ہین اول مولود کو غسل دینا دوم اوسکے
داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین اقامت کہنا سوم آب فرات اور خاک شفا کا اوسکے
حنک (تالو) مین داخل کرنا اور اگر آب فرات موجود نہو تو آب شیرین کا داخل حنک کرنا اور اگر

آب شور کے سوا کوئی پانی موجود نہو تو اوسمین کسیقدر خرما یا شہد ملا کر داخل کرنا چہارم اسم مولود کا
اسمائے مستحسنہ سے اختیار کرنا اور اسماء مستحسنہ مین سے اون اسماء کا اختیار کرنا افضل ہے جو عبودیت پر
مشتمل ہین جیسے عبد اللہ اور ان اسماء کے بعد اسماء انبیا اور ائمہ علیہم السلام کا اختیار کرنا افضل ہے
پنجم کنیت مولود کا مقرر کرنا تاکہ لقب بد سے تحفظ ہو **ششم** بنابر ایک روایت مستفیضہ
کے یوم ولادت سے ساتوین روز نام رکھنا مستحب ہے مسئلہ جب کسی مولود کا محمد نام ہو تو اوسکی
کنیت کا ابو القاسم مقرر کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح مولود کا حکم یا حکیم یا خالد یا حارث یا مالک
یا ضرار نام رکھنا بھی مکروہ ہے **مطلب دوم** لواحق ولادت کے بیان مین اور وہ تین ہین **اول**
وہ امور جنکا ساتوین روز بجالانا مستحب ہے اور وہ چار ہین **اول** حلق پس ساتوین روز مولود کے
سر کا قبل عقیقہ منڈوانا اور اوسکے بالون کے ہموزن سونے یا چاندی کا تصدق کرنا سنت ہے اور کچھ
بالون کا مونڈنا اور کچھ کا باقی رکھنا مکروہ ہے اور اسی کو قنازع بھی کہتے ہین **دوم** ختنہ کرنا
پس ساتوین روز ختنہ کرنا سنت ہے اور تاخیر بھی جائز ہے اور اگر لڑکا بالغ ہوجائے اور اوسکا
ختنہ نہوا ہو تو اوسکو اپنا ختنہ کرانا واجب ہوگا اور لڑکون کا ختنہ کرنا واجب ہے اور
لڑکیون کا ختنہ (جسکی خفض جواری کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے) مستحب ہے اور اگر کافر اسلام لائے اور
غیر مختون ہو تو اوسپر اپنا ختنہ کرانا واجب ہوگا اگرچہ مسن ہو اور اگر زن کافرہ اسلام لائے
تو اوسکا ختنہ کرانا واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا **سوم** کانون کا چھدوانا **چہارم** عقیقہ کا ذبح
کرنا پس ساتوین روز عقیقہ ذکور مین نر کا اور عقیقہ اناث مین مادہ کا ذبح کرنا مستحب ہے
اور آیا عقیقہ کرنا واجب ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے لیکن اوسکا مستحب ہونا بوجہ قوی ہے اور اگر عقیقہ
مین بجائے ذبیحہ اوسکی قیمت تصدق کیجاوے تو اوسے سنت مین کافی نہوگا اور
اگر ساتوین روز عقیقہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو تا حصول قدرت تاخیر

کریگا اور استحباب عقیقہ ساقط نہوگا اور عقیقہ مین شرائط قربانی کا اعتبار مستحب ہے
اور یہ بھی مستحب ہر کہ عقیقہ کے پیر اور ران فوق ران (سُرین) قابلہ کو دیا جائے اور اگر
قابلہ نہو تو مادر مولود کو دیا جائے اوسکو اختیار ہی جسکو چاہے دے اور اگر باپ کو عقیقہ
کرنے کا اتفاق نہو تو بعد بلوغ لڑکے کو اپنا عقیقہ خود کرنا مستحب ہر اور اگر لڑکا ساتوین روز
قبل زوال مرجائے تو عقیقہ ساقط ہو جاویگا والا ساقط نہوگا اور والدین کو عقیقہ کا کھانا کروہ
ہر اور اسیطرح عقیقہ کی ہڈی کا توڑنا مکروہ ہر **دوم رضاع** (دودھ پلوانا) پس ان کو دودھ
پلانا واجب نہین ہر اور اگر پلائے تو اجرت رضاع کا مطالبہ شوہر سے کرسکتی ہر اور شوہر
کو اوسکا اجیر کرنا بھی جائز ہر بشرطیکہ بائن ہوا اور بعض علما نے فرمایا ہر کہ جبتک اوسکے
عقد مین ہر اوسوقت تک اوسکا استیجار صحیح نہین ہر لکن جواز استیجار خالی از وجہ نہین
ہر اور باپ پر اجرت رضاع کا بذل کرنا واجب ہر اگر لڑکے کے پاس مال نہو والا باپ
پر واجب نہوگا اور ماں کو جائز ہر کہ خود دودھ پلائے یا کسی دوسری عورت سے
پلوائے اور شوہر سے اوسکی اجرت کا مطالبہ کرے اور آقا اپنی کنیز کو دودھ پلانے پر
مجبور کرسکتا ہر اور منتہائے مدت رضاع دو سال ہے اور اکیس مہینے پر بھی اقتصار جائز
ہر لکن اس سے کم کرنا جائز نہین ہر اور اگر بغیر ضرورت کم کریگا تو مولود پر ظلم ہوگا اور
دو سال سے ایک دو مہینے کی زیادتی بھی جائز ہر اور باپ کو دو سال سے زائد کی
اجرت دینا واجب نہین ہر اور جبکہ مادر مولود اوسیقدر اجرت رضاع طلب کرے
جسقدر کہ غیر عورت طلب کرتی ہو تو ماں احق ہوگی اور اگر زیادہ طلب کرے تو باپ دوسری
عورت سے دودھ پلوانے کا اختیار رہوگا اور اگر زن اجنبیہ اور مادر مولود دونون
تبرعاً (بلا اجرت) دودھ پلانے پر راضی ہون تو مادر مولود احق ہوگی اور اگر ماں تبرعاً

نہ پلاوے تو باپ کو اوس عورت کے سپرد کردینے کا اختیار ہوگا جو تبرعاً دودہ پلانے پر رضامند ہو **فرع** اگر لڑکے کا باپ کسی متبرعہ (بے اجرت دودہ پلانیوالی عورت) کے وجود کا دعویٰ کرے اور لڑکے کی ماں اوسکے وجود سے انکار کرتی ہو تو باپ کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم وجوب اجرت ہی اور باپ کا قول اس اصل کے موافق ہو لیکن اسمین تردد ہی اور لڑکے کو اوسکی ماں ہی کا دودہ پلوانا مستحب ہی اور یہی افضل بھی ہی اسلیے کہ اوسکا دودہ مزاج مولود سے زیادہ موافق ہوگا **سوم** حضانت (لڑکے کی تربیت اور پرورش کرنا) پس مدت رضاع مین حضانتِ اولاد کے لیے ماں احق ہی لڑکا ہو یا لڑکی بشرطیکہ ماں حرّہ مسلمہ ہو اور کنیز و کافرہ کے لیے مولود مسلم مین حضانت نہین ہی اور بعد اختتام ایام رضاع کے باپ بیٹے کی اور ماں بیٹی کی حضانت کے لیے سات برس تک احق ہی اور بنا بر ایک قول کے نو سال تک اور بنا بر ایک قول کے تا بعقد ماں کو حق حضانت حاصل رہتا ہی لیکن قول اول اظہر ہی اور بعد اسکے لڑکی کی حضانت کا استحقاق بھی باپ ہی کو رہیگا اور اگر مادر مولود اوسکے باپ کے علاوہ دوسرے شخص سے عقد کرے تو اولاد کا حق حضانت اوس سے ساقط ہو جاویگا اور اولاد خواہ ذکور ہو یا اناث دونون کی حضانت باپ سے متعلق ہوگی اور اگر باپ مرجائے تو ماں کو بہ نسبت وصی کے حضانت مین زیادہ استحقاق ہوگا اور اگر مولود کا باپ مملوک یا کافر ہو تو ماں احق ہوگی اگرچہ عقد بھی کر چکی ہو بشرطیکہ حرّہ مسلمہ ہو پس اگر باپ آزاد ہو جاوے تو اوسکا حکم وہی ہی جو حر کے واسطے ہی اور اگر ماں باپ موجود نہون تو حق حضانت دادا کو حاصل ہوگا اور اگر وہ بھی موجود نہون تو حق حضانت باقی اقارب کو مثل ترتیب میراث کے حاصل ہوگا اور اسمین تردد ہی اور اس قول کے متعلق چار فرعین

م الرابعة على هذا القول قال الشيخ رحمه الله اذا اجتمعت اخت لاب و اخت لام كانت الحضانة للاخت من الاب لان كثرة النصيب في الارث [illegible]

مذکور ہوتی ہین اوّل شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ جب خواہر پدری و خواہر مادری
مجتمع ہون تو حق حضانت خواہر پدری سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اوسکو خواہر مادری کی نسبت
میراث مین حصہ زائد ملتا ہو اور اس قول مین دو وجہ سے اشکال ہو پہلے ان دونون کے اصل
استحقاق مین اسلیے کہ سوا والدین کے اور کسی شخص کی نسبت بخصوصہٖ نص وارد نہین ہو اور آیہ
اولی الارحام بھی عام ہو دوسرا اسوجہ سے کہ اگر موافق میراث کے ان دونون کے استحقاق
کے بھی قائل ہون تو ان دونون کو اصل میراث مین مشترک ہونے کیوجہ سے حق حضانت
مین تساوی ہونی چاہیے اور کثرت و قلت حصہ کو اولویت مین کسیطرح کا دخل نہونا چاہیے
اور اسیطرح شیخ علیہ الرحمہ نے دادی کو نانی پر بھی ترجیح دی ہو اور وہی دونون اشکال
اسمین بھی متصور ہین دوم شیخ علیہ الرحمہ نے دادی اور نانی کو بہنون پر حق حضانت مین
ترجیح دی ہو اسلیے کہ دادی و نانی حقیقۃً مان ہین جو بالخصوص منصوص ہو اور یہ قول بھی
خالی از اشکال نہین ہو اسلیے کہ ان دونون کا مان سے خارج ہونا واضح ہو پس داخل
منصوص نہونگی اور اصل میراث مین شریک ہونے کیوجہ سے بہنون کے مساوی قرار
پاوینگی جیسا کہ خود شیخ علیہ الرحمہ بھی اپنی بعض کتب مین اسی کے قائل ہوے ہین سوم شیخ علیہ الرحمہ
نے پھوپھی اور خالہ کو صورت اجتماع مین مساوی قرار دیا ہو حالانکہ اونکے مختار کی بنا پر پھوپھی
کو ترجیح ہونی چاہیے اسلیے کہ اوسکا حصہ میراث مین بہ نسبت خالہ کے زائد ہو چہارم شیخ
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ جب ایسی جماعت موجود ہو جو درجہ میراث مین مساوی ہو جیسے
پھوپھی اور خالہ تو قرعہ ڈالا جاویگا اور اسمین یہ اشکال ہو کہ اگر یہ جماعت یا اسکے بعض
اشخاص شیرخوار یا غیر ممیز ہون تو بظاہر اونکو حق حضانت حاصل نہوگا اسلیے کہ حضانت
سے جو مقصود ہو وہ اس صورت مین حاصل نہین ہو سکتا ہو اور ادا حق حضانت مین [illegible]

[illegible] الثاني قال [illegible] الثالث [illegible] قال اذا اجتمع عمة و خالة [illegible] الرابع قال الشيخ اذا حصل جماعة متساوون في الدرجة كالعمة و الخالة [illegible]

[illegible] الحضانة [illegible]

مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ ادر مولود دُودھ پلانے کی اجرت بہ نسبت دیگر عورتون کے زائد طلب کرے تو باپ کو مولود کا زن اجنبیہ کے سپرد کرنا جائز ہوگا اور اس صورت مین آیا مان کا حق حضانت ساقط ہوگا یا نہین اسمین تردد ہوا شبہ یہ ہے کہ ساقط ہوجاویگا دوسرا مسئلہ جبکہ صغیر حالت رشد مین بالغ ہو تو اوس سے مان باپ کی ولایت ساقط ہوجاتی ہو اور اوسکو اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ جہان چاہے رہے تیسرا مسئلہ اگر زوجہ کسی دوسرے شخص سے عقد کرے تو اوسکی حضانت ساقط ہوجاویگی پس اگر طلاق رجعی سے جدا ہوگی تو حق حضانت باقی رہیگا اور اگر طلاق باین سے جدا ہوگی تو حق مذکور باقی نہ رہیگا پس اگر مطلق کیطرف پھر رجوع کرے تو حق حضانت پھر عود کریگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے کہ عود نکریگا لیکن عود کرنا حق حضانت کا بعید نہین ہے **پانچوان مطلب** نفقہ کے بیان مین نفقہ و توشہ واجب نہین ہوتا جبتک کہ زوجیت اور قرابت اور ملک مین سے کوئی سبب متحقق نہو پس بیان کئی قول مین ہے **قول اول** نفقہ زوجہ کے بیان مین اسمین امر قابل بیان ہین **امر اول** شرائط نفقہ کے بیان مین زوجہ کا نفقہ دو شرطون سے واجب ہوتا ہے **شرط اول** نکاح دائم ہونا پس عقد متعہ مین بالاجماع نفقہ واجب نہین ہوتا **شرط دوم** تمکین کامل ہے اور مراد اوس سے یہ ہے کہ زوجہ اپنے نفس پر شوہر کو قدرت تامہ دیوے باین معنی کہ جس وقت یا جس مکان مین تمتع جائز ہو بلا تخصیص اپنے اور شوہر کے درمیان تخلیہ کردے پس اگر بعض اوقات یا امکنہ مین شوہر کو اپنے نفس کی قدرت دیوے اور بعض مین نہ دے تو تمکین حاصل نہوگی اور شوہر پر نفقہ واجب نہوگا اور زوجہ ناشزہ ہوجاویگی اور آیا نفقہ محض عقد سے واجب ہوتا ہے یا تمکین سے اسمین تردد ہے اظہر بین الاصحاب یہ ہے کہ وجوب نفقہ تمکین پر موقوف ہے اور منجملہ فروع تمکین کے یہ ہے کہ زوجہ ایسی صغیر السن ہو کہ جسکے مثل سے وطی حرام ہو

شوہر اوسکا صغیر ہو خواہ کبیر اگرچہ سوائے وطی کے اور قسم کی استمتاع اوس سے ممکن ہو اسلیے کہ یہ استمتاع
نادر ہے جسکی طرف غالبًا رغبت نہین ہوتی لیکن اگر زوجہ کبیر السن اور شوہر صغیر السن ہو تو شیخ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہے کہ اوسکا نفقہ واجب نہوگا اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ زوجہ کی جانب سے تمکین حاصل
ہے پس وجوب نفقہ اشبہ ہے اور اگر زوجہ مریض یا رتقا یا قرنا ہو تو نفقہ ساقط نہوگا
اسلیے کہ سوائے وطی فی القبل کے اور استمتاع اوس سے ممکن ہے اور خصوص وطی فی القبل
مین اوسکا عذر ظاہر ہے اور اگر شوہر عظیم الآلہ ہو اور زوجہ ضعیف ہو تو شوہر اوسکی وطی
سے ممنوع کیا جاویگا اور نفقہ ساقط نہوگا اور زوجہ مثل رتقا کے شمار کیجاویگی اور اگر
زوجہ شوہر کی اجازت سے سفر کرے تو نفقہ اوسکا ساقط نہوگا سفر کسی امر واجب مین ہو
یا مندوب و مباح مین اور اسیطرح اگر کسی امر واجب مثل حج واجب کے بدون اجازت شوہر
سفر کرے لیکن اگر بلا اجازت شوہر کسی امر مندوب یا مباح مین سفر کریگی تو نفقہ ساقط ہوجاویگا
اور اگر شوہر کی اجازت سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا اعتکاف کرے یا کسی فعل واجب مین
باجازت یا بلا اجازت شوہر مشغول ہو تو نفقہ ساقط نہوگا اور اسیطرح اگر بے اجازت شوہر
ایمین سے کوئی امر سنتی بجالائے تب بھی نفقہ ساقط نہوگا اسلیے کہ شوہر کو اوسکے منع کرنیکا
کا اختیار ہے اور اگر مخالفت زوجہ باوجود طلب استمتاع کے مستمر رہے تو نشوز متحقق ہوگا
اور نفقہ ساقط ہوگا اور مطلقہ رجعیہ کا نفقہ مثل زوجہ کے ثابت رہتا ہے اور باین کا نفقہ
اور سکنی ساقط ہوگا طلاق سے جدائی حاصل ہوئی ہو یا فسخ سے ہان اگر باین مطلقہ حاملہ
ہوگی تو وضع حمل تک نفقہ اور سکنی اوسکا لازم رہیگا اور اس نفقہ حمل کا شمار کیا جاویگا اوسکی
[illegible]ان کا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حمل کا شمار کیا جاویگا اور اس اختلاف کا فائدہ چند مسائل
مین ظاہر ہوتا ہے منجملہ اونکے ایک صورت یہ ہے کہ حر کسی کنیز سے عقد کرے اور مالک کنیز

اولاد کی رقیت شرط کرے اور اسی شرط کی صحت کے قائل ہوجاوین پس اگر شوہر اوس کنیز کو
حالت حمل مین طلاق بائن دیوے تو نفقہ شوہر پر واجب ہنوگا اسلیے کہ نفقہ رقیق اوسکے آقا پر ہوتا ہے
ہان اگر ایسے قائل ہون کہ نفقہ حاملہ کے لیے ہے تو شوہر ہی پر واجب ہوگا اور دوسری صورت
یہ ہے کہ خادم کسی کنیز یا حرہ سے عقد کرے اور اوس غلام کا آقا اپنا تفرد رقیت اولاد کے ساتھ شرط
کرے اور وہ غلام اوسکو حالت حمل مین جدا کرے کہ اس صورت مین نفقہ مالک غلام پر واجب
ہوگا اور اگر نفقہ کو حاملہ کے لیے قرار دین تو غلام کے آقا پر یا غلام کے کسب سے واجب ہوگا
علی اختلاف القولین اور اوس زن حاملہ کے بارہ مین جسکا شوہر وفات پا چکا ہو دو قسم کی روایتین
ہین اشہر یہ ہے کہ اوسکا نفقہ نہوگا اور دوسری قسم کی بنا پر اوسکے لڑکے کے حصہ سے اوسپر انفاق
کیا جاویگا اور نفقہ زوجہ کے لیے عقد دائم مین مطلقاً ثابت ہوتا ہے مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنیز

امر دوم مقدار نفقہ کے بیان مین پس مقدار نفقہ مین ضابطہ یہ ہے کہ جو چیزین زوجہ
کی امثال کے لیے عادۃً ضروری ہین وہ سب بہم پہنچائی جاوین جیسے کھانا اور سالن وغیرہ
اور لباس اور مکان اور خدمت گذار اور روغن خوشبو وغیرہ اور کھانے کی مقدار
مین اختلاف ہے پس بعض علما نے مقدار طعام ایک مد مقرر کی ہے خواہ زوجہ عالی مرتبہ ہو
یا پست مرتبہ اور شوہر تونگر ہو یا تنگدست اور بعض علما نے کوئی مقدار معین نہین کی ہے
اور فقط سد خلت اور قدر حاجت پر اقتصار کیا ہے اور یہی قول اشبہ اور باقاعدہ ہے
اور خادم کے مقرر کرنے مین اوسکے امثال کی عادت کیطرف رجوع کیا جاویگی پس اگر زوجہ
عالی خاندان سے ہو تو خادم کا دینا واجب ہے و الا اپنی خدمت خود کریگی اور جس صورت
مین کہ زوجہ کے لیے خادم کا مقرر کرنا واجب ہو تو شوہر کو اختیار ہے کہ خود اوسکی خدمت کرے
یا کوئی خادم خرید دے یا باجرت مقرر کر دے یا جو خادم زوجہ کے پاس ہو اوسی پر انفاق کرے

اور زوجہ کو اسمین کوئی اختیار نہین ہی اور شوہر پر ایک خادم سے زائد مقرر کرنا واجب نہین ہی
اگرچہ صاحبان حشم سے بھی ہو اسلیے کہ ایک ہی خادم کافی ہی اور جس مقام پر کہ زوجہ کے لیے خادم
مقرر کرنا واجب نہو تو حالت مرض مین حسب حاجت خادم کا مقرر کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ
ایسے وقت مین عادةً خادم کی ضرورت ہوتی ہی اور سالن وغیرہ اور لباس اور مکان مین عادت
امثال کیطرف رجوع کیجاویگی اور زوجہ کو جائز ہی کہ اپنے لیے ایسا مکان طلب کرے جس مین
سواے شوہر کے کوئی شریک نہو اور لباس مین باعتبار اختلاف فصل کے جیسی اوسکے امثال
کی عادت ہی ویسی قسم کی زیادتی ضروری ہوگی مثلاً جاڑہ مین وقت بیداری روئیدار کپڑا
اور سونے کیوقت لحاف و توشک وغیرہ اور جنس لباس مین بھی اوسکے امثال کی عادت کی
طرف رجوع کیجاویگی اور اگر زوجہ صاحبان تجمل سے ہی تو علاوہ لباس روزمرہ کے لباس
زیادہ کیا جاویگا جس سے اوسکے امثال زینت کرتے ہین امر سوم لواحق نفقہ کے بیان مین
اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر زوجہ کہے کہ مین اپنی خدمت خود کرونگی اور خادم کا
نفقہ لونگی تو شوہر پر اجابت واجب نہوگی اور اگر بدون اجازت شوہر خدمت مین مبادرت
کرگی تو شوہر سے مطالبہ کا استحقاق نہوگا دوسرا مسئلہ زوجہ بشرط تمکین اپنے یومیہ نفقہ
کی مالک ہو جاتی ہی پس اگر شوہر نفقہ نہ دیگا اور دن گذر جاویگا تو اوسدن کا نفقہ شوہر
کے ذمہ مستقر ہو جاویگا اور اسیطرح اگر کئی روز نفقہ کے گذر جاوین تو گذشتہ کل ایام کا
نفقہ شوہر کے ذمہ واجب الادا ہوگا اگرچہ مقدار نفقہ معین نہوئی ہو اور حاکم نے اوسکے
دینے کا حکم نکیا ہو اور اگر زوجہ کو اوسکا شوہر ایک مدت معینہ کا نفقہ حوالہ کردے اور
مدت حالت تمکین مین منقضی ہو جاوے تو وہ اوس نفقہ کی مالک ہو جاویگی اور اگر زوجہ
کفایت شعاری سے کچھ نفقہ بچالے یا علاوہ نفقہ کے اور کوئی مال اپنے صرف مین لاے تو اوسکو

کتاب النکاح

ملک سے خارج ہوگا اور اگر اتنی مدت کے لیے لباس بنا دے کہ جتنی مدت تک وہ لباس کافی ہو سکتا ہے تو صحیح ہوگا پس اگر قبل مدت معینہ کے وہ لباس کہنہ ولائق استعمال نہ رہے تو شوہر پر قبل انقضائے مدت اور لباس کا دینا واجب نہوگا اور اگر بعد انقضاء مدت لباس باقی ہے تو زوجہ کو آئندہ کے لیے لباس کا مطالبہ جائز ہوگا اور اگر ایک مدت معینہ کا نفقہ دینے کے بعد قبل اوسکے گذرنے کے زوجہ کو طلاق دیدے تو سوائے یوم طلاق کے باقی زمانہ کا نفقہ واپس لے سکتا ہو لیکن لباس کل قبل انقضائے مدت معینہ واپس لیسکتا ہو تیسرا مسئلہ جب شوہر زوجہ سے دخول کرے اور زوجہ بنا بر عادت کے ایک مدت تک شوہر کے ساتھ کھانے پینے مین شریک ہے تو زوجہ کو اوس مدت کے نفقہ کا مطالبہ صحیح نہوگا اور اگر فقط عقد کرے اور دخول نکیا ہو اور کچھ مدت گذر جاوے تو اوس مدت کے نفقہ کا مطالبہ اوس قول کی بنا پر صحیح نہوگا جس مین تمکین موجب نفقہ یا شرط نفقہ ہے کیونکہ شوہر کو عند المطالبہ زوجہ کیطرف سے حصول التمکین پر وثوق نہین ہو سکتا تفریع تمکین پر جو مسائل متفرع ہوتے ہین منجملہ اونکے یہ ہو کہ جب شوہر قبل تمکین غائب ہو جاوے بعدہ زوجہ حاکم کے پاس جاکر شوہر کی نسبت اظہار قبول تمکین کرے تو نفقہ اوسوقت تک واجب نہوگا جبتک کہ شوہر کو اسکی خبر نہو اور وہ خود یا اوسکا وکیل نہ پہونچے اور زوجہ تمکین کرے اور اگر شوہر باوجود خبر ہونے کے مبادرت نکرے یا وکیل نبھیجے تو جتنے زمانہ مین کہ وہ خود یا اوسکا وکیل زوجہ کے پاس پہونچتا اوتنے زمانہ کا نفقہ ساقط ہوجاویگا اور زائد کا اور اگر زوجہ ناشزہ ہوجاوے اور شوہر کے غائب ہونے کے بعد پھر مطیع ہوجاوے تو جبتک کہ شوہر کو خبر نہوگی اور اتنا زمانہ نگذر جاویگا کہ جس مین وہ یا اوسکا وکیل زوجہ کے پاس پہونچ سکتا ہو اوسوقت تک نفقہ واجب نہوگا اور اگر زوجہ مرتدہ ہوجاوے تو نفقہ ساقط ہوگا اور اگر شوہر کے غائب ہونے کے بعد اسلام قبول کرے تو اوسکا نفقہ وقت قبول اسلام سے عود کریگا اگرچہ شوہر کو خبر نہو اسلیے کہ سقوط نفقہ کا سبب کفر تھا جو اب زائل ہوگیا اور یہ حکم زوجہ ناشزہ کا اسلیے نہین ہو کہ زوجہ بسبب نشوز کے

شوہر کے قبضہ سے خارج ہوجاتی ہے پس جبتک کہ شوہر کے قبضہ مین آویگی وسوقت تک نفقہ پانے
کی مستحق ہوگی پس چونکہ حالت غیبت شوہر مین اوسکے قبضہ مین نہین آسکتی لہذا نفقہ نہین پاسکتی
چوتھا مسئلہ جب مطلقہ بائنہ اپنے حاملہ ہونے کا دعوی کرے تو اوسکو ایک ایکدن کا
نفقہ روز دیا جائیگا پس اگر حمل ظاہر ہو فبہا والا واپس لیا جائیگا لکن اگر سوائے طلاق کے
اور کسیوجہ سے جدا ہوگی تو صورت حمل مین نفقہ واجب ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہے کہ نفقہ واجب ہوگا اسلیے کہ نفقہ حمل کے لیے ہے اور شیخ علیہ الرحمہ کے قول پر
متفرع ہوتا ہے کہ جب شوہر نفی ولد کے لیے زوجہ سے لعان کرے اور زوجہ اوس سے
حالت حمل مین جدا ہوجاوے تو نفقہ واجب نہوگا اسلیے کہ ولد بوجہ لعان کے شوہر سے منتفی
ہوجاتا ہے اور اسیطرح اگر بعد طلاق زوجہ کا حاملہ ہونا ظاہر ہو اور شوہر اوسکا انکار کرے
اور لعان واقع ہووے تب بھی نفقہ واجب نہوگا اور اگر بعد لعان پھر اوسکا اقرار کرے
تو نفقہ واجب ہوگا اسلیے کہ وہ حقوق ولد سے ہے پانچوان مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
کہ جس مملوک کو اوسکے آقا نے عقد کرنے کی اجازت دی ہو اوسکی زوجہ کا نفقہ اوسکے کسب سے
متعلق ہوگا اگر کسب رکھتا ہو والا اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگا اور ہر روز بقدر نفقہ کے بیچ
فروخت کیا جاویگا اور باقی علما نے فرمایا ہے کہ نفقہ مملوک کے ذمہ واجب ہوگا اور
اگر نفقہ آقا پر لازم کیا جائے تو بہتر ہے اسلیے کہ عقد اوسکی اجازت سے واقع ہوا ہے
پھر شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر غلام مکاتب ہوگا تو اوسپر اوس اولاد کا نفقہ واجب ہوگا جو زوجہ سے پیدا ہوگی
اور جو کنیز سے ہوگی اوسکا نفقہ واجب نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مال ہے اور اگر اوسکا کوئی حصہ آزاد ہوچکا ہو
تو نفقہ ولد اوسکے مال مین اوسیقدر لازم ہوگا جسقدر کہ وہ آزاد ہوا ہے چھٹا مسئلہ جب
زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیجاوے بعد وہ زوجہ دعوی کرے کہ طلاق بعد وضع حمل واقع ہوئی تھی

اور شوہر اسکا انکار کرتا ہوا ور دعویٰ کرتا ہو کہ طلاق قبل وضع حمل واقع ہوئی تھی تو مطلقہ کا
قول مع قسم معتبر ہوگا اور مطلق کی نسبت اوسکے باین ہونے کا حکم کیا جاویگا پس رجوع کا اختیار
باقی نرہیگا اور مطلقہ کا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہوگا اسلیے کہ اصل دوام حکم زوجیت ہے
ساتوان مسئلہ جب شوہر کا دین زوجہ کے ذمہ ہوا ور وہ ادا کرنے سے انکار کرتی ہو تو
جائز ہر کہ اوسکے نفقہ سے اپنا دین یومًا فیومًا وضع کرتا رہے بشرطیکہ زوجہ مالدار ہو اور اگر
تہی دست ہو تو وضع کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ دین اوس مال سے ادا کیا جاتا ہو جو قوت سے
زائد ہو اور اگر زوجہ باوجود تہی دستی کے وضع کرنے پر راضی ہو جاوے تو شوہر کو انکار جائز
نہوگا **آٹھوان مسئلہ** زوجہ کا نفقہ اقارب کے نفقہ پر مقدم ہو پس جو مال کہ اپنی قوت سے
زائد ہو اوسکا صرف اولًا نفقہ زوجہ مین واجب ہے پس اگر زوجہ کو نفقہ واجبہ دینے کے بعد کچھ
باقی رہے تو اقارب کو دیا جاویگا والا فلا اسلیے کہ زوجہ کا نفقہ تمتاع کے عوض مین دیا جاتا ہو
اور ندینے کی صورت مین شوہر کے ذمہ واجب الادا رہیگا **قول دوم** نفقۂ اقارب کے
بیان مین اسمین تین امر قابل ذکر ہین **اول** وہ لوگ جنپر انفاق واجب ہو پس نفقہ والدین
اور اولاد پر اجماعًا واجب ہو اور آبا و الدین کے آبا و امہات پر بھی انفاق واجب ہو
یا نہین اسمین تردد ہو اظہر وجوب انفاق ہو اور سوائے آبا اور اولاد کے اور اقارب پر
مثل بھائی اور چچا اور ماموں وغیرہ کے نفقہ واجب نہین ہو لیکن مستحب ہو اور انمین سے جو
وارث ہون اونپر انفاق کرنا سنّت موکدہ ہو اور وجوب انفاق مین فقیر ہونا شرط ہو اور
آیا اکتساب سے عاجز ہونا بھی شرط ہو یا نہین اظہر یہ ہو کہ شرط ہو اسلیے کہ نفقہ سدّ خلت پر اعانت
ہو اور جو شخص کسب کر سکتا ہو وہ قادر ہو اوس سے غنی کے احکام متعلق ہونگے اور بالفعل
حصول حاجت منافی قدرت نہین ہو اسیوجہ سے مکتسب کو زکوۃ اور کفارہ جو مشروط

لفقر ہی نہین دیا جاتا ہان کسب کا شان کے موافق ہونا ضرور ہے پس کسی عالی مرتبہ یا عالم کو خاکروبی اور دباغت اور حجامت وغیرہ کی تکلیف نہ دیجاویگی جبکہ فقر اور عجز متحقق ہو جاوے تو انفاق واجب ہوگا خواہ کامل الخلقت ہو یا ناقص الخلقت جیسے نابینا اور زمین گیر اور خواہ کامل العقل ہو یا نہو جیسے صغیر اور مجنون اور نفقہ واجب ہوتا ہے اگرچہ فاسق یا کافر بھی ہو اور جب کسی کا مملوک ہو تو ساقط ہو جاتا ہے اور آقا پر واجب ہوتا ہے اور وجوب نفقہ مین نفقہ دینے والے کا علاوہ اپنے اور اپنی زوجہ کے نفقہ پر قادر ہونا بھی شرط ہے پس اگر اوسکو اتنا ہی مال حاصل ہو جو اوسی کو کافی ہو سکتا ہے تو فقط اپنے نفس پر اقتصار کریگا اور اگر اوس سے زائد ہو تو زوجہ پر انفاق کیا جاویگا اور اگر اوسکا نفقہ دینے کے بعد کچھ باقی بچے تو والدین اور اولاد کو دیا جاویگا اور نفقہ کی کوئی مقدار معین نہین ہے بلکہ کھانا اور لباس اور مکان وغیرہ بقدر کفایت دینا واجب ہے اور نفقہ دینے والے پر اعفاف (یعنی شادی کر دینا یا عقد کرنے کے لیے مہر دیدینا یا کسی کنیز مثلاً کا مالک کر دینا یا مثل اسکے جن چیزون سے کہ وہ صاحب عفت ہو جاوے) اون لوگون کا جنکا نفقہ اسپر واجب ہے لازم نہین ہے اور باپ کی زوجہ پر بھی انفاق واجب ہے مگر اسمین تردد ہے ہان باپ کی اولاد پر انفاق واجب نہین ہے اسلیے کہ وہ نفقہ دینے والے کے بھائی ہین لیکن اولاد اور اولاد کی اولاد پر انفاق کرنا واجب ہے اسلیے کہ ان سب پر لفظ اولاد صادق آتا ہے جو موجب نفقہ ہے اور نفقہ اقارب کی قضا واجب نہین ہے اسلیے کہ اقارب کا نفقہ اونکے دفع ضرر اور رفع حاجت کے لیے مواسات اور سلوک ہے اور معاوضہ کی قبیل سے نہین ہے پس اوسکا استقرار نفقہ دینے والے کے ذمہ نہوگا اگرچہ حاکم نے اوسکو معین کیا ہو ہان اگر حاکم کے حکم سے نفقہ دینے والے کی غیبت وغیرہ مین قرض لیا جاوے تو قضا اوسکی واجب ہوگی امر دوم لواحق کے بیان مین

اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے اور اوسکی عدم موجودگی
یا فقر کی صورت مین دادا پر واجب ہوگا اور اگر وہ بھی نہو یا فقیر ہو تو پردادا پر واجب
ہوگا اور علی ہذا القیاس پس اگر آباؤ اجداد مین کوئی موجود نہو یا فقیر ہو تو مان پر واجب ہوگا
اور اگر وہ موجود نہو یا فقیر ہو تو نانا اور نانی پر واجب ہوگا اور اگر وہ بھی موجود نہون یا
فقیر ہون تو پرنانا اور پرنانی پر واجب ہوگا اور علی ہذا القیاس اور تنہا دادی کی صورت
مین نفقہ دینے مین سب شریک ہونگے **دوسرا مسئلہ** جب ماں باپ موجود ہون اور
نفقہ دینے والے کے پاس علاوہ اپنے اور زوجہ کے نفقہ کے فقط اسقدر فاضل ہے
جو ان دونون مین سے صرف ایک ہی کو کافی ہو تو اوسکو وہ دونون برابر تقسیم کرینگے
اوسیطرح اگر باپ اور بیٹا جمع ہوجاوے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر باپ اور دادا یا مان اور نانی مجتمع ہون تو فقط
اقرب پر انفاق کیا جاویگا **تیسرا مسئلہ** اگر کسیکے باپ اور دادا دونون خوشحال ہون
تو نفقہ دینا فقط باپ پر واجب ہوگا اور اگر کسی کے باپ اور بیٹا موجود ہو اور دونون
خوشحال ہون تو نفقہ دینا اون دونون پر برابر لازم ہوگا **چوتھا مسئلہ** جب کوئی شخص
نفقہ واجبہ کے دینے سے انکار کرے تو حاکم اوسکو مجبور کریگا اور اگر قید مین اداے نفقہ کا
یقین ہو تو قید کریگا اور اگر اوس شخص کے پاس مال موجود ہو تو حاکم کو جائز ہے کہ اوسمین سے
بقدر حاجت لیکر نفقہ مین صرف کرے اور اگر اسکے پاس کوئی جائداد موجود ہو تو حاکم کو
اوسکا فروخت کرنا بھی جائز ہے اسلیے کہ نفقہ مثل دین کے ہے جس مین فروخت جائداد کا
اختیار ہے **قول سوم** نفقہ مملوک کے بیان مین آقا کو اپنے غلام اور کنیز پر انفاق کرنا
واجب ہے خواہ اپنے خاص مال سے انفاق کرے یا اونکے کسب سے اور اونکے نفقہ
کے لیے بھی کوئی مقدار معین نہین ہے بلکہ بقدر کفایت واجب ہے اور کھلانے اور لباس وغیرہ کی

جنس مین وہی جنس اغنیا کیجا ویگی جو آقا کے امثال اہل بلد اپنے غلام وکنیز کو عادۃً دیتے ہین اور اگر
انفاق سے انکار کریگا تو حاکم شرع آقا کو غلام وکنیز کے فروخت کرنے یا اونکو نفقہ دینے پر مجبور کریگا
اور اس حکم مین قن (وہ غلام جسکا کوئی حصہ آزاد نہوا ہوا ور نہ اوسکے آزاد ہونے کی تدبیر
یا کتابت ہوئی ہو) اور مدبر اور ام ولد مساوی ہین اور آقا کو اپنے مملوک پر اوسکے کسب سے
کسی مقدار کا اپنے لیے معین کرلینا اور باقی کا اوسکو عطا کرنا جائز ہے بشرطیکہ مملوک راضی ہو
پس اگر وہ باقی مال اوسکے لیے بقدر کفایت ہوگا تو بجاے نفقہ تصور کیا جاویگا اور اگر کم ہوگا
تو آقا پر اوسکا پورا کرنا واجب ہوگا اور آقا کو غلام پر اوسکے کسب سے زائد مال کا مقرر کرنا
جائز نہین ہے اور اسیطرح اوسقدر مال کا مقرر کرنا بھی جائز نہین ہے جسکے دینے کے بعد قدر نفقہ
سے کم باقی رہے ہان اگر آقا پورا کرنے کا ذمہ دار ہو جاوے یا نفقہ دوسرے مال سے دینے کا
متحمل ہو تو جائز ہے **قول چہارم** نفقہ بہائم (چوپایہ) وغیرہ کے بیان مین جن حیوانات
کا کہ انسان مالک ہو اونکو نفقہ کا بقدر احتیاج دینا واجب ہے ماکول اللحم ہون یا نہون اور
اونسے کوئی نفع حاصل ہو یا نہو پس اگرچہ چرنا کافی ہو فبہا والا چارہ وغیرہ کا دینا واجب ہوگا
پس اگر انکار کریگا تو حاکم شرع اونکے فروخت کرنے یا ذبح کرنے یا نفقہ دینے پر مجبور کریگا لیکن
ذبح پر اوسوقت مجبور کریگا جبکہ وہ ذبح کیواسطے پالے گئے ہون اور اگر کوئی چوپایہ بچہ
رکھتا ہو تو اوسکے لیے بقدر کفایت دودھ کا چھوڑ دینا واجب ہے اور اگر وہ بچہ چرنے
یا چارہ دینے کے باعث دودھ سے مستغنی ہو تو دودھ کا چھوڑنا واجب نہوگا ۱۲ فقط

تمام شد

صحت نامہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	محترمہ	محترمہ	۲۷	۲	معین کیے	معین سے	۷۲	۱۳	ماسرقہ	یا سرقہ
۸	۱۰	کہ	۰	〃	۷	وردوسری	اوردوسری	۷۳	۱۱	ہوئی ہو	ہوئی ہو)
۱۵	۱۱	صحیح	توصحیح	۲۹	۱۹	اوربال	اوربالون کا	〃	۱۴	مقدم نہوگا	مقدم ہوگا
〃	۱۳	شرط کرنا	[illegible]	۳۳	۱۶	مرابحۃ	مرابحۃ	〃	۱۷	کرے	کا
۱۷	۱	تمر	ثمر	۵۲	۳	طی کرنا	وطی کرنا	۷۷	۱۳	اسطرح کچھ	اسطرح اگر کچھ
〃	۲	توبائع پوری	توبائع سے پوری	۵۴	۴	اوربچہ	اورمولود	۷۸	۱۲	قرضنواہ	قرضخواہ
۱۹	۹	ان	اون	〃	〃	بچہ کی	مولود کی	۷۹	۱۰	کابل	قابل
۲۰	۳	دفع	دفعہ	〃	۱۲	اوربائع	اوراگربائع	〃	۱۱	دورہوجائے	دورہوجائے
〃	۱۶	ہوگاجو	ہوگاجو	۶۰	۱۷	قیمت ومبیع	(قیمت ومبیع)	۸۴	۱۴	پس سفیہ	پس صغیر
〃	۱۹	اختیا	اختیار	۶۲	۴	دوسرامسئلہ	دوسرا مسئلہ	۸۵	۱۲	[illegible]	[illegible]
۲۲	۱	کپڑا	کپڑا	〃	۵	مدت معین	مدت معینہ	۸۶	۱۱	نہین	نہین ہو
〃	۳	اوربالی	اورجگہ مال	۶۶	۱۹	ہوگاہو	ہوگا	۸۷	۵	کسی متعلق	کسی سے متعلق
〃	۱۳	لو	کو	۶۸	۱۶	اورنرخ	اوراسطرح	〃	۱۲	ہوگی	ہوگی
〃	۱۴	[illegible]	اورقدرکمی کے بھی قیمت	۶۹	۱	دوسکے	پرادوسکے	۸۹	۱	صحیح ہنوگی	صحیح ہوگی
۲۳	۷	غاصب کے	غاصب سے	〃	۳	دہن	دین	〃	۱۴	کیاگیاہو	کیاگیاہو
۲۴	۳	اسی کے	اس کے	〃	۷	لازم ہوگی	لازم ہوگا	〃	۱۵	جیسے مال	اورجیسے مال
۲۶	۱۸	اکرمقام	اگرمقام کو	〃	۱۵	قیمت گا	قیمت کا	〃	۱۶	مال اتفاقی کتابت	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۶	فی الذمہ	مانی الذمہ	۱۱۹	۱۸	لرے	کرے	۱۴۹	۳	(کاریگر	(کاریگر)
۹۱	۱۲	طرف	طرف سے	۱۲۰	۱۰	مزروعہ	مزروع	″	۱۴	یااجارہ	باجارہ
۹۲	۳	مضمون	مضمون لہ	۱۲۳	۱۹	کواوسکے	کو	۱۵۰	۲	کلیۃً	کلیۃ
″	۶	جزنفع [illegible]	جزنفع [illegible]	″	″	ارش کا	اوسکی ارش کا	″	۱۰	اوسی کا	اوسکا
″	۱۳	معیّن ہو	معیّن ہو	۱۲۵	۷	ہون	ہو	″	۱۱	بعقد	بعقد اجارہ
″	″	صحیح ہو	صحیح نہین ہو	″	۱۲	تعیین ہو	تعیین نہو	۱۵۱	۱۹	جس س	جس سے
۹۳	۱۱	قیمتی ہو	قیمی ہو	۱۲۸	۱۸	قبضۂ	قبضہ	۱۵۲	۲	وکلنات	(کلات)
″	۱۲	باتون کا	مالون کا	۱۳۱	۱	کرنا	کرتا	″	″	استنباط	اِسْتِنْبَاط
۹۶	۱۴	اوس مقام	اوسی مقام	″	۳	لیے	ایے	″	۱۱	اگرقبول کا	قبول کا
۱۰۱	۲	شبکون	شبکون	″	۹	طفل مجنون	طفل ومجنون	″	۱۲	نہین ہو	نہین ہو(
۱۰۵	۵	عمر	عمرو	″	۱۴	جسکی	اوسکی	″	۱۴	اورقطع	اورقطعی
۱۰۶	۱۷	ہرگا	ہوگا	۱۳۳	۵	حقیقت	حقیف	″	۱۷	برطرف	(برطرف)
″	۱۹	سفر کا معیّن کرنا	سفر کرنا معیّن	۱۳۷	۱۲	محل خراب	محل خراب	″	″	[illegible]	[illegible]
۱۰۷	۱۳	دعوای	دعوائے	۱۳۸	۷	دیوار مستعیر	خرابی دیوار مستعیر	۱۵۳	۱۵	فسخ کیا	(فسخ کیا)
۱۰۹	۱۵	بقیمت	بقیمت واحدہ	″	۱۱	ضمان	ضمان کی	″	۱۹	موقوف	موقوف ہوگا
۱۱۰	۴	مجموعہ	مجموع	۱۳۵	۸	ضامن تھا	ضامن نہ تھا	۱۵۴	۱۲	نہوگا	ہوگا
۱۱۸	۲	حاصل ہوئی	حاصل ہوئی ہو	۱۴۰	۷	ثمرہ	ثمرہ	″	۱۵	مصالح کےعقد	مصالح بعقد کے
۱۱۹	۱۵	ہرایک شخص	ہرایک شخص	۱۴۲	۱۴	اسی مقام	اس مقام	۱۵۵	۱۰	محض مباشرت	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۵	۱۱	وکالت و جارت	وکالت و تجارت	۱۷۰	۱۶	ایسے شخص	ایسے شخص پر	۱۸۹	۲	تمیتق	تحقیق
۱۵۶	۵	کہ مصلحت	کہ یہ مصلحت	۱۷۲	۱	حضرت	وحضرت	۱۹۰	۱۵	[illegible]	علی اختلاف
۱۵۷	۶	ہوا	ہونا	۱۷۴	۸	کوئی	کوئی شخص	۱۹۱	۳	نفل نصل	نفس الفضل
"	"	متحب ہو	مستحب ہو	"	۱۱	کردیگا	کریگا	۱۹۲	۱۲	محاطہ	اور محاطہ
"	۱۴	تائب	نائب	۱۷۵	۱۸	قبول	اوسکا قبول کرنا	۱۹۳	۵	ء	ہر
۱۵۹	۲	صحیح ہوگی	صحیح ہونگی	"	"	ہوگی	ہوگا	"	۷	[illegible]	[illegible]
"	۱۶	ے لینا	لے لینا	۱۷۹	۴	اور جبکہ	جبکہ	"	۸	شامل ہیں	شامل ہو
۱۶۰	۵	حال	مال	۱۸۰	۸	القرضوا	انقرضوا	"	۱۲	استعلام	[illegible]
"	"	کرتے	کرنے	۱۸۱	۱۴	منتشر ہوں	منتشر ہو	۱۹۴	۳	یہان	اور یہان
۱۶۲	۱۵	جبکہ وکیل	[illegible]	۱۸۴	۵	اور علاوہ	ہو اور علاوہ	۱۹۵	۱۵	بھی	ابھی
"	"	کو اپنے	کو	"	۱۳	[illegible]	[illegible]	۱۹۷	۱۹	موصی	موصی لہ
۱۶۳	۲	ولیل	وکیل	"	۱۴	اس مکان مین	یہ مکان	۱۹۸	۸	قسمت آزاد	قسمت
۱۶۸	۵	وقفہ بھی	وقف ہو	"	۹	حییث	حیثیت	۱۹۹	۱۹	از سنگ ریزہ گرد	[illegible]
"	۶	معہ	معنی	۱۸۶	۹	دیدینے	قبضہ دیدینے	۲۰۰	۹	موصّی	موصی
۱۶۹	۱۹	مشاع کا	مشاع	"	۶	متقرف	منصرف	۲۰۲ ایضاً	۸ ۱۲	[illegible]	[illegible]
۱۷۰	۱	وقفہ	کا وقف	"	۹	اوسپر	اوسپر قبضہ	۲۰۳	۶	جراب	جرّاب
"	۱۲	اوس لد	اوس مولود	"	۱۳	موہدت	موہوبہ	"	۱۶	خط	حظ
"	۱۵	اصول	اصول مذہب	۱۸۷	۱۱	کوئی اور	[illegible]	۲۰۷	۱	چند مسئلے	چار مسئلے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۸	۴	ظاہر ہو	ظاہر ہو کہ	〃	۱۰	دوعادلون	دو عادلون	۲۴۲	۲	نہو گا	ہو گا
〃	۱۰	حیثیت نے ہونین	[illegible]	۲۲۲	۱۴	[illegible]	[illegible]	〃	〃	موریت	عوریت
〃	۱۳	موصٰی	موصی	۲۲۳	۱۵	اختصار	اقتصار	〃	۱۶	دونون مین	دونون مین سے
۲۱۰	۱۱	حمل کے	حمل کے لیے	۲۲۶	۱۰	تزوجیتہا	زوجتیہا	۲۴۳	۱۴	بدزن شبہ کے	بدزن شبہ
〃	۱۹	موصی کی	موصی کے	〃	۱۲	بعض علما	اور بعض علما	〃	۱۸	آزاد ہو گا	آزاد نہو گا
۲۱۱	۶	مراد ہوگی	مراد ہوگا	۲۲۹	۵	پس ار	پس	〃	۱۹	لازم ہوگی	لازم نہوگی
〃	۸	ہوئی	ہوتی	۲۳۰	۲	کے ہوتے	کی موجودگی مین	۲۴۴	۱۵	علی الاختلاف	علی اختلاف
〃	〃	مسلم خل	مسلم محل	〃	〃	اسمقام	اور اسمقام	〃	۱۸	یہی مذہب	اور یہی مذہب
۲۱۴	۱۴	موصٰی	موصی	〃	۱۱	کے ہوتے	کی موجودگی مین	۲۴۷	۱۵	یا عدہ	او رعدہ
۲۱۵	۴	میٹون	بیٹون	۲۳۱	۱۱	جواز ہو	جواز تعرض ہو	۲۵۸	۱۷	منبلک	منبلک علی
۲۱۶	۱۰	اعتقو	اعتقوا	۲۳۲	۱۵	طرف	طرف سے	۲۶۶	۲	لرقاب	الرقاب
۲۱۷	۱۴	فروختکرنا	فروخت کرنا کرنا	۲۳۴	۱	اور اگر	اگر	〃	۱۵	جودہ	جودو
〃	۱۶	کسی مرض	اوسی مرض	۲۳۵	۲	علی ہذا القیاس	[illegible]	۲۶۸	۱۴	رقبہ تو	رقبہ ہون
〃	۱۷	[illegible]	[illegible]	۲۳۷	۲	عدور ضعات	عدد رضعات	۲۶۹	۲	شل طلاق	شل طلاق
۲۱۸	۷	الاذرع	لاذرع	〃	۱۵	پلانیوالی	پلانیوالے	〃	۳	صیار	خیار
〃	۱۹	مین نافذ ہوگی	ہوگی	〃	۱۸	دوسال مین	دو سال ہین	〃	〃	توریت	توریت
۲۲۰	۱۱	استفاد	استنفاد	۲۳۸	۵	ساتھی	ساتھہی	〃	۴	حباکہ	حبالہ
۲۲۱	۶	اختصار	اقتصار	۲۳۹	۲	ئی	کی	〃	۱۳	کنیزیکا	کنیز کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٧٠	١١	عقدنوتو	عقد کو	٢٧٦	٥	غقل	عقل	٢٩٠	٩	ال ہو	مال ہو
٢٧١	٢	ہی سے	ہی سے	"	١٢	[illegible]	[illegible]	"	١٠	جسکے	(جسکے
"	٥	دوسری عیناً	دوسرے عیناً	٢٧٩	١٨	کنیز کے لڑکے	کنیز کی لڑکی	٢٩١	١٧	جا نبر	بیان پر
"	٧	حلال	حلال	٢٨٠	٢	[illegible]	[illegible]	٢٩٣	١٢	اسقدرپر	اسیقدر
٢٧٢	٧	ہواوتو	ہواہوتو	"	١١	بہ شرط	بشرط	"	١٣	سفت	صفت
"	١٤	تو دوسری کو	توکسی دوسرے کو	٢٨١	٥	اسیطرح	اور اسیطرح	٢٩٤	٦	دو فنون	دو وفنون
"	١٩	سوغتات	سوغتات	"	١٩	حالت قلت	جانب قلت	٢٩٥	٢	شبابنی	شیبابنی کا
٢٧٣	٢	یعنی	(یعنی	"	"	حالت کثرت	جانب کثرت	"	١٦	اسے	اسلیے
"	"	(فقط	فقط	٢٨٢	٤	اول سب	اون سب	٢٩٦	١٧	اعادت	عیادت
"	"	منحصر)	منحصر ہو	"	٥	ہر ایک	ہر ایک کو	٢٩٧	١٣	ناشز	ناشزہ
"	٥	ضرورہو	ضرورہی)	"	٨	ان	اوران	٢٩٨	٨	پندروز	پندرہ
"	١١	ام الولا	ام الولد	٢٨٤	٧	مہرکا	ہوجس سے	"	١٣	زوجہ	زوجائین
"	١٦	ہوتا	ہونا	٢٨٦	٧	مقدار مہر	کہ مقدار مہر کے	٣٠٠	١٠	غیرت دلائے	[illegible]
"	١٧	اختصار	اقتصار	٢٨٧	٥	کریگا	لیگا	٣٠١	١١	یا خبہ	یا شبہ
٢٧٤	٤	اگرجس	جس	٢٨٨	٥	خلع دے	[illegible]	٣٠٢	١٦	اورمولود	مادرمولود
"	١٥	دواری	ادواری	٢٨٩	٩	یعنے	(یعنی	٣٠٥	١	کریگا	[illegible]
"	١٨	دوم وجار	[illegible]	٢٩٠	٦	بدن قبضہ	بدون قبضہ	٣٠٧	١٣	پاونیگے	پاوینگی
٢٧٦	٥	تفسر	تفسیر	"	٧	کے منتقل	منتقل	تمام شد			

صحت نامہ حاشیہ لباب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	مجسمہ	غیر مجسمہ	″	۱۴	معول	منقول	۸۶	۳۴	ہووے	ہووے
″	۲۶	کتب	کتب ضلال	″	۴۸	ث	۳ھ	″	آخر حاشیہ نمبر ۵	تلف گیا	تلف گیا
۶	۵۱	مکروہ	مکروہ ہے	۲۸	۴۲	سعد کرے	مقدار	۸۸	۴۹	جوار	جواز
۷	۲۲	علما	علماء	۳۰	۴۲	سبیع	سبع	۹۰	۴۳	اگر	۰
۸	[illegible]	وہ اجناب کے لیے	وہ	″	۴۶	سبع	سبع	″	[illegible]	نختا	مختار
۱۰	۴۲	~~اجماع کا~~	اجماع کا بھی	۳۴	۶	جنکو	جن کو	۹۲	۵۷	عتبار	اعتبار
۱۲	۳	بقار	بقاء وقف	۳۹	عہ	غنۂ غنہ	۰	″	۴۱	احتیار	اختیار
″	۱۸	حلف	خلعت	″	عہ	صادق ہے	صادق ہو ۱۲	″	۴۵	جماع	اجماع
″	۱۹	بیع	تو بیع	۴۷	۳۷	مستغنہ	مستقلہ	۹۴	حاشیہ نمبر ۳	کر دینا	کر دیا
″	۲۱	سو	ہو	۴۸	۱۶	منقل	منقول	۹۵	۳۷	عارسہ	عاریت
[illegible]	۲۴	نرید	یزید	۵۰	عہ	خصوص	کر بالخصوص	[illegible]	۹	حضت	حضرت
″	۳۲	زائد ہوتی ہو	[illegible]	″	۴۲	ہی نکن	ہو لکن	″	۳۲	کفل لہ	مکفول لہ
″	۳۳	جاؤ	نہ جاؤ	۵۵	۳۹	ناکجائز	ناجائز	″	۳۸	ترمایا	فرمایا
″	۴۷	خلاف	بخلاف	۵۷	۱	سے	سا	۱۰۰	۲۴	فراع	فرع
″	۴۹	بنا	مبنے	″	۱۳	لکن	اور	۱۰۱	۱۱	دو شخص	وہ شخص
″	۶۲	کیا جاتا ہو	کیے جاتے ہوں	۶۴	۳۲	مموک	مملوک	[illegible]	۱۸	افصل	افضل
۱۳	۱۳	نی	نے	″	۷۶	ہی	ہو ۱۲	″	۲۱	نا حل	قائل
۱۶	۱۴	دخل	داخل	″	عہ	برمہ	اجرت	″	۲۳	درعدم	اور عدم
۱۹	حاشیہ نمبر ۳	حسرں	چیزیں	۶۵	۵۵	وجوداب	وجود کاتب	″	۵۰	دیور	دیوار
″	″	کل کا	کل حقوق کا	۹۹	۲۱	محور	مجبور	[illegible]	۵	نصاحب	لصاحب
۲۱	۳	لغتہ	لغتہ	″	۴۵ ۴۷	سے آرد	بھی دارج	″	۹	رجبین	رجعیین
″	۳۰	حامنہ	بناؤ عاید گر	۷۷	۲	عالم	حاکم	۱۰۵	۵	مقول	مقبول
۲۴	۴۲	قصد	قصد	۸۴	۴۸	یہی	بھی	۱۱۱	۱۱	قبرع	تبرع
″	۴۴	قابض	قابض	″	۶۶	۰	۱۲	صفحہ ۱۱۰	۷	لوسے	لوے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
متعلقہ ضمیمہ	۱۰	- ابن البال	ربن البال	۱۷۹	۲۲	تفصیل	تفصیل	متعلقہ ضمیمہ	۲۸	احرمت	حرمت
〃	۱۸ ۲۳	اذور بیخ	ایوبر بیخ	۱۸۵	۱۴	تفصل	تفصیل	〃	۳۲	خدید	جدید
〃	۴۴	وض	فرض	۱۸۷	۳۶	حق ہے	حق یہ ہو	〃	۴۵	نات	بات
〃	۷۸	نکسس	یک سدس	۱۹۰	آخر حاشیہ نمبر ۲	ایک برس	ایک سو بیس	〃	۴۶	اآی	الذی
〃	۱۰۱	ستی	اسّی	۱۹۱	۳	رایہ	رایہ	〃 〃	۹۱ ۹۵	اوی او	راوی اور
۱۱۹	۲۵	کانی	کانی ہر	〃	۳۰	گھوڑون	گھوڑون کے	〃	۱۶۲	قبلی	قبل
〃	۳۴	ماضی	ماضی کو	〃	۷۴	ملقًا	مطلقًا	〃	۱۸۰	ہوسکتا	ہوسکتی
۱۲۵	۱۰	در	پس	۱۹۳	۱۱	ہوجائیگا گی	ہوجائیگی	۲۸۰	۲	تفات	تفاوت
۱۲۶	۷	قفط	فقط	متعلقہ صفحہ ۱۹۶	۹	اورکا	اوسکا	〃	۲۱	وصب	وصیّت
۱۲۹	۴	غرنس	غرس	〃	۲۱	سے	سکے	〃	۲۲	میدٰن	سدس
۱۳۰	۴	سن	یمین	〃	〃	ہرحال	ہرحال	〃	۲۷	ئوب	بہت ضعیف
۱۳۳	۱۱	ارپنے	اپنے	〃	۲۴	ماحد المتساویین	احد المتساویین	〃	۳۱	مدس	سدس
متعلقہ ضمیمہ	۳۴	باعبداللہ	اباعبداللہ	۱۹۹	۷	۰۰م	مفہوم	〃	۳۶	اسکے	آتا
〃	۱۰۹	ضرب د	ضرب دیا	متعلقہ ضمیمہ ۲۰۰	۳۳ ۵	[illegible]	[illegible]	〃	۳۹	رکے	مع ذلک
〃	۱۱۰	خمس	پ یہ چپن	متعلقہ ۲۰۲	۲۱	فاستخلقی	فاستخلقنی	۲۹۰	۲۷	ہولاز	ہوا ہو
〃	۳۵ ہو	اوسکی جذر	اوسکا جذر	〃	۲۵	لی تھی	کی تھی	۳۰۱	۲۶	۰	ہو ۱۲
〃	۱۷۰	تعدیٔ حکم	تعدیٔ حکم	〃	۲۶	امور	مامور	۳۰۵	۴	حاب	جانب
۱۴۹	۱۵۳	صانع سے	۰	〃	۶۶	مذکور	مذکورہ	〃	۱۵	حقیقہ	عقیقہ
۱۵۲	۲۰	عائنب	تعائب	۲۱۰	۱	۰	سلہ	〃	۱۸	ہو	یہودیہ
۱۶۷	۳۱	علی الوجہ الدّام	علی وجہ الدوام	۲۵۵	۳۸	مالک	مسالک				
〃	۴۷	مین بھی	بھی	۲۶۷	۱۹	زکنیز	کرکنیز				
۱۶۹	۱۳	مالک	مسالک	۲۷۰	۲	ب	جب				
۱۷۰	۲۷	شدد ذ	شدد و ذ	متعلقہ ضمیمہ ۲۷۳	۱۱	من یسعم	من جمیعہم				
۱۷۸	۲۹	گرنے	کرنے	〃	۱۴	فرمایا ہو	فرمایا				

اعلان واضح ہو کہ صفحہ ۲۰۷ سطر ۱۳ مین بعد لفظ تو کے لفظ نقد تک دو سطرین غلطی سے حاشیہ کی درج ہو گئی ہین اور عبارت حاشیہ حسب ذیل ہے - یہ دونون قول اول موقوف کے بلکہ موقوف علیہ مین منتقل ہونے پر مبنی ہین اور اگر قائل ہو ملک واقف پر باقی رہتا ہو یا حق سبحانہ تعالی کیطرف منتقل ہو جاوے تو سرایت ہو گی کیونکہ وہ بمنزلہ تحریر (آزاد کرنا) ہے جو قابل تعبیر [illegible] مقام [illegible] تفصیل ہو گا

تقریظات وکلاے ہائیکورٹ سرکار عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی جزیل نوالہ وصلواتہ علے سیدنا محمد و آلہ -

امابعد کمال معدلت ومنتہائے نصفت یہ ہے کہ ہر نزاع کا فیصلہ اس طرح کیا جائے کہ فریقین مطمئن ہوجائین - اور اسکے لئے ضرور ہے کہ فریقین کے مسلمہ احکام وقوانین کے موجب تصفیہ ہو - اسی نظر سے قبل اسکے کہ کوئی قانون نافذ کیا جائے اوسکا مسودہ جریدہ مین اطلاع عام کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو کوئی عذر یا اعتراض ہو وہ پیش کرے - اسکا مناسب مدت تک انتظار بھی ہوتا ہے اور بعدہ حسب ضرورت اصلاح وترمیم ہوتی ہے اور قانون نافذ ہوتا ہے گویا اسطرح عام منظوری اوس قانون کے متعلق حاصل کرلیجاتی ہے -

مہذب سلطنتون مین بادشاہ بذاتہ گو کسی مذہب کا ہو اوسکو رعایا کے مذہبی امور مین مداخلت نہین ہوتی ہے اون کو اپنے مذہبی امور مین آزادی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ برٹش انڈیا اور سرکار عالی مین رعایا کے مقدمات متعلق بامور مذہبی کے فیصلہ کی نسبت حکم ہے کہ فریقین کے معتقد علیہ احکام کو موجب کیا جائے مسلمانون مین شرع اسلام و ہنود مین شاستر پر عمل ہوتا ہے -

ممالک محروسہ سرکار عالی مین مختلف مذہب ومشرب کے لوگ رہتے ہین - مسلمانون مین بھی مختلف فرقے اثنا عشری - احناف - شوافع - حنابل - مالکی وغیرہ ہین - لیکن ہمارے عدل گستر رعایا پرور بادشاہ حضور پرنور حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی اور اون کی گورنمنٹ کا سلوک وبرتاؤ بلا لحاظ مذہب وملت سب کے ساتھ یکسان ہے - اس عہد دولت مین جو انتظام بغرض امن وآسائش رعایا ہوا ہے اوس نظر سے ہم بے تامل کہہ سکتے ہین کہ حضرت بندگان عالی ما صدق علیہ اس اصول

کے ہین کہ ''بادشاہ خیر محض ہوتا ہے'' تمام مدارج ترقی و رفاہ و فلاح کے دروازے کہلے ہوئے ہین نکوئی مذہبی روک اور نہ کوئی قومی مانع ہے صرف حسن عمل و قابلیت کی ضرورت ہے - مگر با این ہمہ یہ بہت ہی حیرت انگیز و تعجب خیز امر تہا کہ تمام مسلمانون (وہ حنفی - شافعی - حنبلی - مالکی - شیعہ کوئی ہون) کے نزاعات امور مذہبی کے فیصلہ و تصفیہ کا مدار شریعت حنفیہ پر تہا - درحقیقت یہ امر اُن لوگون پر کہ جو حنفی نہین ہین بہت ہی سخت اور ناگوار تہا - اور اسکا جو اثر اُن کے دلون پر تہا وہ انہین سے پوچھنا چاہیئے - مثلاً بموجب شریعت امامیہ زن ممتوعہ سے اولاد ہو وہ مثل ایسی اولاد کے کہ جو زن منکوحہ سے ہو مستحق ترکہ ہے عصبات کا ذوی الفروض کے ساتھ کوئی حق نہین ہے - مگر شریعت حنفیہ مین زن ممتوعہ سے جو اولاد ہو مستحق ترکہ نہین ہے ذوی الفروض سے جو بچے وہ عصبات کا حق ہے - احکام طلاق مین بعض ایسی صورتین ہین کہ جن مین بموجب فقہ حنفیہ طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن فقہ امامیہ کے موافق نہین ہوتی - حضوری شہود نکاح مین بموجب شرع حنفیہ لازم ہے اور شرع امامیہ کے موافق ضرورت نہین ہے - اور ایسی ہی بہت سی مثالین ہوسکتی ہین - پس اگر فریقین امامیہ کے مقدمات کا فیصلہ شریعت حنفیہ پر رکہا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زن ممتوعہ سے اولاد جو اون کی شریعت کے بموجب مستحق ترکہ تہی محروم ہو جائیگی - اور عصبات جو غیر مستحق تہے حصہ پا جاینگے - ایک عورت جو اپنے مذہبی حکم کے بموجب مطلقہ نہین ہوسکتی تہی مطلقہ ہو جائیگی - ایک نکاح جو اونکے مذہب کے موافق لازم تہا چونکہ گواہ نہ تہے نکاح نہ ہوگا اور اس سے یہ دقت پیش آئیگی کہ اگر عورت ایسے حال مین پابندئی مذہبی کرے تو مادام الحیات بلا شوہر رہے ورنہ مبتلا بسفاح ہو جائے - جو ایک نہایت سخت و خلاف مصلحت دست اندازی امور مذہبی مین تہی -

لیکن اس الزام کا مورد مین ہرگز گورنمنٹ کو نہین سمجہتا - اس بارہ مین جو گشتی مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نشان مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۶ ف منظوری سرکار جاری ہوئی تہی - اوسکے

الفاظ متعلقہ یہ ہین ''مقدمات ترکہ و وراثت نکاح

* * * * * * *

[اگر فریقین ہنود ہون تو شاستر کے بموجب اور مسلمانون ہون تو شرع شریف کے موافق حقوق کا فیصلہ ہونا چاہئے''

شرع شریف کا عام لفظ شریعت حنفیہ و امامیہ و شافعیہ وجملہ فرق اسلامی کے شرائع پر حاوی تہا -

لیکن یہ عدالتون کی غلطی تھی کہ انھون نے بلا وجہ اس عام لفظ کو خاص شریعت حنفیہ سے مقید و مخصوص کر رکھا تھا -

سنہ ۱۳۲۳ ف مین جبکہ مقدمہ حکیم شفائی خان بنام حسینی بیگم وغیرہ دائر ہوا اور دار القضا نے باوجودیکہ فریقین مذہباً امامیہ تھے فیصلہ فقہ حنفیہ کی بنا پر کیا جس کا اجلاس متفقہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مین مرافعہ ہوا - مین نے اپنے لائق و فاضل دوست مولوی محمد عبد الباقر خان صاحب و مولوی محمد ابراہیم صاحب فاروقی وکلائے ہائیکورٹ جنکی حق پسندی کا بہت مین ممنون ہون اور تمام اہل تشیع کو اس امر مین میرا ساتھ دینا چاہیے کی تائید سے حکام والا مقام کو توجہ دلائی کہ فریقین امامیہ ہین گشتی مین عام لفظ شرع شریف کا ہے اس مقدمہ کا فیصلہ بموجب فقہ امامیہ ہونا چاہیے اور یہ منظور ہوا اور بعد جلسہ کاملہ سے بھی یہی فیصلہ ہوا - یہ وہ مبارک زمانہ تھا کہ سرکار عالی کی رعایا کے ایک بہت بڑے حصہ (جو امامیہ ہے) کی شکایت جو موجب کمال دل شکنی تھی رفع ہوئی اور جب سے یہ ہی معمول ہو قرار پایا کہ امامیہ فریقین کے مقدمات کا فیصلہ موافق شریعت امامیہ ہونے لگا -

مگر جبکہ کوئی قانون یا حکم معمول بہ قرار دیا جائے یہ ضرور ہے کہ عوام عموماً اور حکام و وکلا خصوصاً اوس سے واقف کئے جائین - برٹش گورنمنٹ نے بہت بڑے بڑے مصارف سے تاتر و فقہ امامیہ و حنفیہ کے ترجمے اردو و انگریزی مین شائع کرائے ہین بلکہ متعدد مستقل کتابین انگریزی و اردو مین تالیف ہوگئی ہین - لیکن سرکار عالی مین فقہ امامیہ کی کوئی کتاب شریک امتحان نہ تھی جو موجب عام واقفیت کے ہوتی - یہ بہت بڑا نقصان باقی تھا -

سنہ ۱۳۲۶ ف کی قسمت مین یہ خوش نصیبی ازل سے مقدر تھی کہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے صیغہ انتظامی سے اس نقص پر نظر فرما کے اس سنہ مین تجویز کی کہ شرائع الاسلام کا ترجمہ شریک امتحان کیا جائے -

شرائع الاسلام فقہ امامیہ کا ایک جامع اور معتبر متن عربی مین ہو جسکی بہت عمدہ عمدہ شرحین عربی مین ہین - مگر عربی دانی کا اسوقت جو حال ہے ظاہر ہے کہ فیصدی دس مسلمان بھی مشکل ایسے نکلین گے کہ جو عربی سمجھ سکتے ہون - بجز اسکے چارہ نہ تھا کہ اردو مین جو ممالک محروسہ کی عالی

کی عدالتی زبان ہے ترجمہ کیا جائے - مگر ترجمہ کوئی آسان کام نہ تھا اسکے لیے ضرور تھا کہ مترجم
عربی اور اردو دونون زبان پر حاوی ہو - یہ بہت بڑی دقت تھی لیکن الحمد للہ والمنۃ
روایع الاحکام (ترجمہ شرایع الاسلام) جسکو بہت کچھ صرف کرکے بحکم
مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی - میر رستم علیصاحب تاجر کتب نے طبع کرایا ہے - مین نے دیکھا
ترجمہ کے ملاحظہ سے حضرت مترجم کی اعلی درجے کی قابلیت و واقفیت ظاہر ہوتی ہے -
واقعی نہایت احتیاط اور مستعدی سے ترجمہ کیا گیا ہے - مقصود اصلی میری نظر مین
کہین سے جانے نہین پایا - حضرات علمار ربانئین مجتہدین امامیہ دام برکاتہم کے ملاحظہ کا
شرف بھی اسکو ملا ہے اور اُن حضرات کی تقریظین اسکی صحت کی کافی ووافی سند ہین تاہم
یہ بھی احتیاط کیگئی ہے کہ اسکو حامل المتن طبع کیا ہے کہ بآسانی ترجمہ کا اصل سے عند الضرورت
مقابلہ ہوسکتا ہے - بہرحال یہ کتاب حکام و وکلار (اور عموماً جس کو شریعت امامیہ کے واقفیت
کی ضرورت ہے اون) کے لیے نہایت بکار آمد ہے - اور جو نقصان وہرج بوجہ نہ موجود ہونے
کسی ایسی کتاب کے تہا وہ بخوبی رفع ہوگیا -
اسی طرح میرے اندازے مین ممالک محروسہ کار عالیمین قریب پچیس تیس ہزار کے شافعی
مذہب صرف عرب ہین - اگر اون کے مقدمات کی ضرورت کے خیال سے کسی ایک جامع اور
معتبر متن فقہ شافعیہ کا ترجمہ بھی شائع کر دیا جائے تو بہت مناسب ہوگا -
واللہ متم بالخیر وبہ نتوفق ونستعین - الراقم اثم - السید محمد غلام جبار وکیل ہائیکورٹ
(مجھے مولوی سید محمد غلام جبار صاحب وکیل کے ساتھ بالکل اتفاق ہے - دستخط محمد ابراہیم فاروقی)
فی الحقیقت اس کتاب کا ترجمہ عمدہ ہے اور وکلاء کے واسطے بہت مفید ہے - مجھے امید ہے کہ
اسکی پوری قدر کیجائے گی - دستخط سید خواجہ حسن وکیل - دستخط فدا حسین وکیل -
مجھے اسکے مفید و بکار آمد ہونے مین بالکل مولوی سید خواجہ حسن صاحب وکیل کی رائے سے
اتفاق ہے - دستخط میر اصغر علی وکیل - دستخط سید امیر حسن وکیل - سید وحید الحسن وکیل -
جہان تک میرا خیال ہے - ترجمہ بہت عمدہ ہے - اور وکلا کے لئے حد سے زیادہ بکار آمد ہے
حیدرآباد مین ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کی بہت ضرورت تھی اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ترجمہ

طبع ہوکے شائقین کے مبزون پر نہایت جمک دمک کے ساتھ جلوہ گر ہونے والا ہے -
دستخط سید ابو القاسم - دستخط محمد سراج الدین وکیل - دستخط سراج الحق - دستخط محمد حسام الحق وکیل -
میری رائے مین ایسی کتابون کی ایک اہم ضرورت ہے خصوصًا وکلاء وغیرہ کے لیے جنکو ہمیشہ بلحاظ
حقوق فریقین ایسے مسائل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جسکا زبان اردو مین ہونا نہایت ضرور ہے -
(دستخط ابو محمد حسن علی وکیل دستخط نوازش علی وکیل -)

حامدًا و مصلیًا - مین نے ترجمہ شرائع الاسلام دیکھا فی الواقع یہ ترجمہ زبان اردو
روزمرہ بول چال اسکا اچھا ہے اور اصل مضامین کو مترجم نے صحیح الفاظ مین بیان کیا
ہے جس سے اردو جاننے والون کو از حد فائدہ پہونچے گا - دستخط محمد حبیب اللہ غفر لہ ذنوبہ
وستر عیوبہ -

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا - اصل یہ ہے کہ یہ ترجمہ اپنا آپ ہی نظیر ہے - امیدواران وکالت کو
جو زبان عربی نہین جانتے نہایت ابکار آمد ہے - اور اسمین شک نہین کہ ایسے وقت مین جب
عربی کا پڑھنا پڑھانا معدوم ہوتا جاتا ہے اس ترجمہ کی بہت ضرورت تھی فقط
(دستخط محمد ابو الحمید - دستخط غیاث الدین وکیل) -

یہ کتاب نہایت ضروری اور کارآمد تھی نہایت خوشی کی بات ہے کہ اسکا ترجمہ ایک لائق
اور فاضل نے کیا ہے جو قابل قدر ہے - شائقین بہت جلد اسکو خرید کرکے مترجم صاحب کا
حوصلہ بڑھائین تاکہ ایسی ہی ایک جامع اور مانع کتاب فقہ شافعی کا بھی ترجمہ ہو جائے
مین اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہون (دستخط سید محمد رضوی - دستخط سید نور اللہ)

یہ کتاب بہت عمدہ اور ضروری اور ابکار آمد ہے (دستخط محمد عادل وکیل ہائیکورٹ) -

یہ کتاب نہایت عمدہ اور وکلاء کے لیے ضروری ہے (دستخط محمد کبیر خان وکیل) -

واقعی یہ بہت ابکار آمد اور نہایت ضروری کتاب ہے (دستخط محمد احمد اللہ وکیل)
مین اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہون - بیشک اس ترجمہ کی ضرورت ہے
(دستخط محمد عبد الرحیم وکیل - دستخط سید محمد منور وکیل) -

مین اس ترجمہ سے ملک کی بہتری اور رفاہ کی ایک دوسری دلیل ترقی خیال کرتا ہون

اس ملک کی نہایت خوش نصیبی ہے جسکے جملہ مختلف مذہب و اقوام رعایا کے لیئے اسکے
مذہب کے موافق کتابین انکے سرانجام امور کے لیے موجود ہون اور اپنے اپنے مذہب کے موافق باہم معاملات
کے تصفیہ کرنے سے وہ نا امید نہ ہون۔ یہ کتاب اس ملک مین غالباً مذہب اثنا عشری کے معاملات طے کرنیکے لیے پہلے ہی ترجمہ ہوئی
ہے۔ اور جس سے جو شکایت یا بعض لوگون کے کمی معاملات و علم سے نقص تھا رفع ہو گیا
اگرچہ ابھی تک ضرورتین پوری نہین ہو چکی ہین۔ اور پیروان طریقہ امام شافعی و امام حنبل و
مالک کے لیے جو اس ملک مین زیادہ ہین کوئی کتاب ترجمہ نہین ہوئی لیکن مین نا امید نہین ہون
اور یقین کرتا ہون کہ کوئی ہمدرد قوم ایسی کتاب کا ترجمہ کر رہا ہوگا یا آئندہ
ترجمہ کرے گا۔

یہ ترجمہ بہت ہی عمدہ اور فائدہ رسان ہے خصوص وکلاء اور حکام کو اس سے بہت زیادہ
مدد ملیگی۔ اور رعایا کے حقوق کے بہت اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی۔ یہ کتاب نہایت ہی قابل
قدر ہے۔ اور ملک کو نہایت شوق سے اسکا خیر مقدم کرنا چاہیئے (دستخط حسین وکیل۔ دستخط عبد الغفار وکیل)

حقیقت مین یہ کتاب نہایت درجہ عمدہ اور نایاب ہے۔ اور اس ملک مین نہایت درجہ
اسکی ضرورت ہے۔ مین جہانتک غور کرتا ہون۔ آج تک کوئی کتاب ایسی نہین ہے کہ معاملات
اثنا عشری کے طے کرنے کے واسطے مدد ملتی۔ ترجمہ نہایت درجہ عمدہ ہے وکلاء کو اس سے
بہت کچھ مدد ملے گی مجھے بھی مولوی محمد حسین صاحب سے اتفاق ہے (دستخط نواب مرزا وکیل)

کتاب شرائع الاسلام فقہ مذہب اثنا عشریہ نہایت عمدہ اور معتبر کتاب ہے اور جس کا
مستند ہونا مسلمہ ہے اس کتاب کا ترجمہ ہونا حقیقت مین ترقی علم کی دلیل ہے اہل مقدمات
کو اس سے نہایت مدد ملے گی۔ اور وہ اشخاص جو مذہب اثنا عشریہ کے فقہ سے ناواقف
ہونیکی وجہ سے اوسکی طرف توجہ نہین کرتے اونکی غلطی اس ترجمہ کے باعث رفع ہو جائیگی۔
(عبد القیوم وکیل)

مجھے بالکل اس امر سے اتفاق ہے کہ شرائع الاسلام فقہ اثنا عشریہ کا ترجمہ ہو کر داخل امتحان
کیجاوے۔ فقہ اثنا عشریہ فرقہ وکلاء کے لیے نہایت ضروری شئے ہے۔ اور مین سمجھتا ہون
کہ اسکے بغیر وہ مجموعہ قوانین جو بالفعل داخل امتحان وکلاء ہے۔ ناکمل ہے۔ ہمارے روبرو

رات دن مسائل فقہ اثنا عشریہ پیش آتے ہین۔ اور ہمکو بغیر کسی معتبر کتاب فقہ اثنا عشریہ کے موجودگی کے دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اسکے ترجمہ سے یہ دقت رفع ہو جائیگی۔

(دستخط نصیر الزمان خان وکیل)۔

بیشک یہ ترجمہ بہت مفید ہے۔ اور مین کہہ سکتا ہون کہ اشخاص قانون پیشہ کے لیے جو عربی دان نہین ہین بے انتہا کارآمد ہوگا۔ (دستخط محمد عبدالقادر وکیل)۔

جب اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے یہ تجویز فرمایا کہ ہر مسلمان کے مقدمات کا انفصال اسی کی شریعت کے موافق ہونا چاہئے (جو درحقیقت نہایت صحیح و قرین انصاف ہے) تب وکلاء کو اس امر کی سخت ضرورت ہوئی کہ ہر فرقہ اسلام کے مذہبی احکام سے واقف ہون خصوصاً مذہب امامیہ کے احکام کا جاننا اسوجہ سے بہت زیادہ ضروری تھا۔ کہ اس مذہب والون کے مقدمات حنفی مذہب والون کے مقدمات سے کم نہین ہین ایسی حالت مین کسی جامع کتاب کا خصوص اردو مین نہ ہونا نہایت مشکل کا باعث ہوتا ہے۔ تمام وکلاء کو مترجم صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہون نے اس عمدہ کتاب کے ترجمہ سے پیشہ وکالت کو ایک بیش بہا مدد دی میرے نزدیک یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر وکیل کو اسکا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ (دستخط سید عبدالرزاق وکیل)۔ (دستخط حافظ محمد ابراہیم وکیل)

فی الواقع کتاب روائع الاحکام ابواب فقہی کا صحیح اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔ اور طالبین مطالب کے لیے اسکا طرز بیان اقرب لفہم ہے۔ (دستخط محمود علی عفا عنہ)۔

میری بھی وہی رائے ہے جو ہمارے دوست و عنایتفرما جناب مولوی محمود علی صاحب کی ہے۔ (مرزا محمد عمر وکیل)۔

فی نفس الامر ترجمہ بامحاورہ اور صحیح ہے۔ اور طرز تبیین اور طریقہ استدلال و استخراج احکام فقہی نہایت عمدہ ہے فقط۔

(دستخط ابو الصدق مظہر علی وکیل)

تمت

٢٥ ـ/

الف ٢٧

اعلان

یہ کتاب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام بموجب قانون رجسٹری
کتب سرکار عظمت مدار برطانیہ اور سرکار عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ
دونون جگہ راقم نے رجسٹری کرالی ہے۔ اور حق طبع جزو کل و ترجمہ
وخلاصہ محفوظ ہے۔ پس کوئی صاحب اسکے طبع جز یا کل یا ترجمہ
یا خلاصہ کا قصد نہ فرمائین ورنہ ذمہ دار مواخذہ قانونی ہونگے
اور جسقدر نسخہ مطلوب ہون راقم سے یا برادر سید محمد صادق رضا المعروف
سید حسین صاحب تاجر کتب مالک مطبع دبدبہ حیدری لکھنؤ بازار چوک سی بارسال
قیمت یا بذریعہ ویلیوپی ایبل طلب فرمائین۔ راقم سید رستم علی تاجر کتب حیدرآباد دکن
ساکن کوچہ گرویصاحب دوکان پرانی حویلی زیر برآمدہ اعلی حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی

تقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی سید مصطفی صاحب المعروف بجناب میر آغا صاحب ادام اللہ ظلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین و مقتفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی رہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام جس مین اصل کتاب شرائع الاسلام کا جو مذہب اثنا عشری کی درسی و مشہور و مستند کتاب اور نافع افاضل و طلاب ہے زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے عبارات مشکلہ اور مطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہو اور اوسکے حواشی پر مسائل عدیدہ کی ساتھ متانت کے تسہیل کی گئی ہو حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع بنا ہو اعلیہ کلہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہو کہ اس کتاب کو ہر نوع خرید فرمائین اور اوس سے نفع اوٹھائین

حررہ السید مصطفی المعروف بمیر آغا عفی عنہ

تقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب المعروف بجناب سید علن صاحب دام اللہ ظلالکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین مقتفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام جسمین اصل کتاب شرائع الاسلام کا جو مذہب اثنا عشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور نافع افاضل و طلاب ہے بزبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے غوامض مشکلہ و عبارات دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہو اور اوسکے حواشی پر معضلات مسائل کی بادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ ثابت متانت کیساتھ تسہیل کی گئی ہو حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید و نافع ہو بنا برین جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہو کہ اس کتاب کو خرید فرمائین اور اوس سے نفع اوٹھائین

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام قبلہ و کعبہ مجتہد العصر والزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی و دامت الایام واللیالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین متقین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نہ ہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ معاملات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی و مشہور و مستند کتاب ہو اور مرجع فضلاء و علماء اطیاب ہو بعض مواضع متفرقہ اسکے نظر قاصر فاتر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ و خوب حل عبارات مشکلہ و مواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب و عنوان مرغوب کیا گیا ہو حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع و مفید ہو البتہ جمیع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب ہو کہ بشوق و رغبت تمام اسے خرید فرمائیں اور اسکے فوائد سے منتفع ہوں فقط
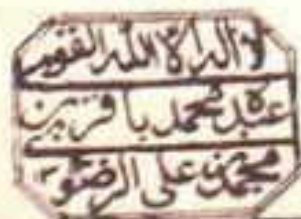
لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین
عبدہ محمد باقر بن محمد علی الرضوی

صورة ما فصلته انامل الحبر العلامة والنحریر الفهامة کشاف معضلات التحقیق بموجز بیانہ ومورد غوامض التدقیق بمختصر تبیانہ فخر المدرسین ومنتجع الناقدین قدوة المصنفین مولانا ومقتدانا جناب المولوی السید ظہور الحسین دامت برکاتہ وتمت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیۂ مومنین وقرائح صافیۂ ارباب علم ویقین پر واضح ہو کہ مجلد ثانی کتاب مستطاب ودائع الاحکام جسمین فضائل مآب کمالات اکتساب عمدة الاحبار الاطیاب وصفوة الاقربار الانجاب الاخ السدید والولی الرشید البدر الوضی والقمر المضی الخلیل الواثق والصدیق الموفق کریم المحاتد والمعارق المولوی السید محمد صادق ابقاہ اللہ ما ذر شارق واومض بارق ابن العالم العامل الفاضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرة جبیة المفاخر المولوی السید محمد باقر دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثنا عشری کی درسی ومشہور اور مستند کتاب اور معتمد علیہ من جمہور اولی الالباب ہی) کے معاملات کا بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے غوامض مشکلہ اور عبائر دقیقہ کا حل باسلوب شائستہ وعنوان بائستہ کیا ہی من اولہ الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور احقر العباد نے مزید اطمینان کے لیے اوسکو اصل کتاب سے حرف بحرف مطابق کیا درحقیقت مترجم مصوح نے اصل کتاب کے مقامات عویصہ کو بہت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ سہل وآسان کیا ہی اور فوائد نافعہ اور نکات رائعہ اوس پر زائد کیے ہین جنکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہی اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک الافہام وجواہر الکلام وشرح لمعہ وغیرہ شروح وحواشی سے ماخوذ ہین) بنہایت تنقیح وتوضیح محشی کیا ہی فی الواقع زبان اردو مین ایسی جامع ومفید کتاب جسمین ابواب فقہ اس شرح وبسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی یہ کتاب مومنین کو عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً نہایت ہی مفید اور نافع ہی بنا برآن علیہ جملہ مومنین اخیار اور متتبعان آثار ائمہ اطہار سلام اللہ علیہم ما دام اللیل والنہار کو لائق وسزاوار ہی کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اوسکے فوائد ومطالب سے نفع اوٹھائین فقط

نمقہ المذنب
سید ظہور الحسین عفی عنہ

۱۳۰۹ھ
سید ظہور الحسین البارہو

فہرست کتب دوائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	نام کتاب	خلاصہ مضمون کتاب
۳	کتاب التجارت	اسمین مسائل تجارت اور طرق اکتساب کا بیان ہی۔
۶۵	کتاب الرہن	اسمین وثیقۂ دین کے مسائل ضروریہ مذکور ہین۔
۷۶	کتاب المفلس	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو مفلس سے متعلق ہین۔
۸۴	کتاب الحجر	اسمین شخص ممنوع التصرف کے احوال کا ذکر ہی۔
۸۷	کتاب الضمان	اسمین کسی نفس یا مال کے ضامن ہونے کا تفصیلی حال بیان کیا گیا ہی۔
۹۷	کتاب الصلح	اسمین احکام مصالحت کا بیان ہی۔
۱۰۴	کتاب الشرکت	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو مال کی شرکت سے متعلق ہین۔
۱۱۰	کتاب المضاربۃ	اسمین تجارت کرانے اور نفع مین شرکت کرنیکے احکام و شرائط مذکور ہین۔
۱۱۹	کتاب المزارعۃ والمساقات	اسمین زراعت اور اصول ثابتہ مین شرکت کرنیکے احکام و شرائط بیان کیے گئے ہین۔
۱۲۹	کتاب الودیعۃ	اسمین مال کے امانت رکھنے کے احکام و فروع وغیرہ تفصیل مذکور ہین۔
۱۳۶	کتاب العاریۃ	اسمین اون احکام کا بیان ہی جو مال عاریت سے متعلق ہین۔
۱۴۰	کتاب الاجارہ	اسمین مال کے کرایہ لینے کے احکام اور شرائط کا ذکر ہی۔
۱۵۱	کتاب الوکالت	اسمین اون احکام کا بیان ہی جو نائب اور وکیل سے متعلق ہوتے ہین۔
۱۶۷	کتاب الوقوف والصدقات	اسمین کسی شی کے وقف کرنے یا تصدق کرنے کے احکام کا ذکر ہی۔
۱۸۳	کتاب السکنی والحبس	اسمین وہ احکام ہین جو مکان کی سکونت کے بخشدینے سے متعلق ہوتے ہین۔
۱۸۵	کتاب الہبات	اسمین کسی شی کے عطا کرنے کے احکام ہین۔
۱۹۰	کتاب السبق والرمایہ	اسمین گھوڑ دوڑ اور تیراندازی کے احکام و مسائل مذکور ہین۔
۱۹۷	کتاب الوصایا	اسمین وصیت کے تفصیلی احکام کا ذکر ہی۔
۲۲۰	کتاب النکاح	اسمین نکاح اور متعہ اور تحلیل کے احکام کا تفصیلی بیان ہی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلوٰۃ علی محمد وآلہ اما بعد پس خادم الطلبہ سید محمد صادق ابن سید محمد باقر
الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمت ارباب فضل و کمال مین عرض کرتا ہے کہ احقر العباد نے حسب فرمایش
عالی مرتبت سامی منزلت جناب سید رستم علی صاحب دام مجدہ العالی اصل کتاب مستطاب
شرائع الاسلام کا زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکی عبارات دقیقہ و مطالب مشکلہ کا حل کیا
اور اوسکا نام روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری و مفید حواشی کے ساتھ محشی کیا
اور جو الفاظ کتاب از قبیل اصطلاح یا متعلق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے اونکو بجالہا باقی رکھا اور
اونکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط واحلانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب افضل الفضلا اکمل الکملا
قدوۃ العلماء الکرام رأس الفقہاء العظام العالم العلامۃ الفہم الفہامۃ الورع المتورع عین افقہ المتفقہین نخبۃ المصطفین
سیدنا و مولٰنا و استاذنا المولوی السید ظہور الحسین صاحب لازالت شموس افاداتہ طالعۃ و انوار ہدایاتہ لامعۃ
کی خدمت بابرکت مین وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہا اور جناب ممدوح نے از ابتدا تا انتہا ملاحظہ فرمایا اور اکثر مقامات
کو اپنے قلم فیض شیم سے درست بھی فرمایا و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ و آلہ اجمعین

کتاب الطلاق طلاق سے عرفِ شرع مین قیدِ نکاح کا بصیغۂ طلاق وغیرہ زائل کرنا مراد ہی اور اسمین
تین مطلب مین پہلا مطلب ارکانِ طلاق کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکنِ اوّل** مطلق (طلاق دینے والا)
کے بیان مین اور اوسمین چار شرطین معتبر ہین **پہلی شرط** بالغ ہونا پس جس طفل ممیز کا سن دس سال سے
کم ہو اوسکی عبارت کا اعتبار نہین ہی اور خصوص طفل دہ سالہ و عاقل کی طلاق سنت (طلاق کی
دو قسمون مین سے ایک قسم ہی جسکا بیان عنقریب آئیگا) کا جائز ہونا ایک روایت مین منقول ہوا ہی
اور یہ روایت ضعیف ہی اور اگر ولی طفل اوسکی طرف سے طلاق دے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ
وقوعِ طلاق فقط مالک بضع (منافع فرج) سے مختص ہی علاوہ برین طفل مین زوال حجر (ممانعت تصرف)
غالباً مترقب ہوتا ہی بخلاف مجنون کے کہ وہان ولی کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح ہی کیونکہ
اوسمین رفعِ حجر کے لیے کوئی زمانہ محدود نہین ہوتا ہان اگر حالتِ فسادِ عقل مین بالغ ہو تو ولی کو
براعاتِ مصلحت اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح ہوگا اور ایک جماعت علما نے صورت مذکورہ
مین بھی طلاقِ ولی کو منع فرمایا ہی لیکن یہ قول مذاقِ شرع سے بعید ہی **دوسری شرط**
عاقل ہونا پس طلاقِ مجنون (خواہ مطبق ہو یا ادواری) و سکران (وہ شخص جسکی عقل
نشہ کیوجہ سے زائل ہو جائے) صحیح نہین ہی اور اسی طرح اوس شخص کی بھی طلاق صحیح نہین ہی
جسکی عقل بیہوشی یا شرب مرقد (وہ دوا ہی جسکا پینا باعث خواب ہو) کیوجہ سے زائل ہو جائے
اسلیے کہ ان جملہ صورتون مین قصد باقی نہین رہتا اور ولی سکران کا اوسکی طرف سے طلاق دینا
صحیح نہین ہی اسلیے کہ اوسکا عذر غالباً زائل ہو جاتا ہی پس وہ نائم (سونے والا) کے مثل ہی اور
مجنون کی طرف سے اوسکے ولی کا طلاق دینا صحیح ہی اور اگر مجنون کا کوئی ولی باپ اور دادا
وغیرہ مین سے نہو تو اوسکی طرف سے حاکمِ شرع یا اوس شخص کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا جسکو
حاکمِ شرع نے منصوب کیا ہو **تیسری شرط** صاحبِ اختیار ہونا پس طلاقِ مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو

صحیح نہوگی اور تحقق اکراہ مین تین امرون کا حاصل ہونا ضرور ہی امر اوّل مُکرِہ (مجبور کرنیوالا) کا اوس فعل پر قادر ہونا جس سے کہ وہ ڈراتا ہی دوم مُکرَہ (مجبور) کو صورت انکار مین مکرِہ (مجبور کرنیوالا) سے اوس فعل کے بجالانے کا ظن قوی حاصل ہونا سوم مکرِہ (مجبور کرنے والا) نے جس فعل سے ڈرایا ہی اوسکا مکرَہ (مجبور) کے لیے مضر ہونا خواہ خاص اوسی کے نفس کے لیے ضرر ہو یا اوس شخص کے لیے ضرر ہو جو اوسکے مثل ہی جیسے باپ اور اولاد خواہ وہ ضرر قتل یا زخم ہو یا ضرب و شتم اور ان دونون مین موافق اختلاف مکرَہین کے تحمل اہانت وغیرہ مین اختلاف ہوتا ہی اور ایسے ضرر قلیل سے اکراہ متحقق نہین ہوتا جو عرفاً اکراہ نہ کہلائے **چوتھی شرط** ارادہ کرنا پس قصد کا باوجود نطق صریح کے متحقق ہونا صحت طلاق مین شرط ہی پس اگر نیت نکریگا تو طلاق واقع نہوگی جیسے ساہی (بھولنے والا) اور نائم (سونے والا) اور غالط (غلطی سے کہنے والا) اور اگر کوئی شخص اپنے صاحب زوجہ ہونے کو فراموش کرے اور کہے نسائی طوالق (میری جملہ عورتون کو طلاق ہی) یا زوجتی طالق (میری زوجہ کو طلاق ہی) اور اس کلام کے بعد اوسکو اپنا صاحب زوجہ ہونا یاد آجائے تو کلام مذکور سے اوسکی زوجہ پر طلاق واقع نہوگی اور اگر کوئی شخص صیغۂ طلاق کا تلفظ کرے و پھر بیان کرے کہ مین نے اس لفظ سے طلاق کا ارادہ نہین کیا تھا تو یہ قول اوسکا ظاہر مین قبول کر لیا جائیگا اور باطن مین اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اگرچہ یہ تفسیر تلفظ صیغہ سے متاخر واقع ہووے بشرطیکہ اسقدر تاخیر نہو جس مین مدت عدہ گذر جائے اسلیے کہ وہ اپنے قصد کی خبر دیتا ہی جسپر اوسکے سوا اور کسیکو اطلاع حاصل نہین ہو سکتی اور طلاق دینے مین غائب کو وکیل کرنا اجماعاً اور حاضر کو علی الاصح جائز ہی اور اگر اپنی زوجہ کو اوسی کی طلاق مین وکیل کرے تو شیخ الطائفہ نے فرمایا ہی کہ وکالت صحیح نہوگی لیکن جواز وکالت بیوجہ نہین ہی اور جواز پر متفرع ہوتا ہی کہ اگر شوہر اپنی زوجہ سے طلّقی نفسک ثلاثاً (تو اپنے نفس کو تین بار طلاق دے) کہے اور وہ ایکدفعہ طلاق دے تو

بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی و راسیطرح اگر زوجہ سے کہے طلقتی و اخاتی اور وہ تین طلاقین واقع کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور یہی قول اشبہ ہی **رکن دوم** مطلقہ (وہ عورت جسکو طلاق دیجائے) کے بیان مین اور اوسکی پانچ شرطین ہین **پہلی شرط** اوسکا زوجہ ہونا پس اگر موطوءۃ بالملک کو طلاق دیگا تو اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اور اسیطرح اگر کسی زن اجنبیہ کو طلاق دے تب بھی اوسکے لیے کوئی حکم نہوگا اگرچہ بعد ازان اوس سے نکاح بھی کرلے اور اسیطرح اگر طلاق کو نکاح کرنے پر معلق کرے تب بھی صحیح نہوگی خواہ زوجہ کی تعیین کرے مثلاً کہے ان تزوجت فلانۃ فہی طالق (اگر مین فلان عورت سے نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہی) یا تعمیم کرے مثلاً کہے کل من تزوجتہا فہی طالق جس عورت سے کہ مین نکاح کرون اوسکو طلاق ہی **دوسری شرط** عقد کا دائم ہونا پس کنیز محللہ پر طلاق واقع نہوگی بلکہ اوسکو بدون طلاق ہر وقت جدا کر دینے کا اختیار ہی اور اسیطرح زوجہ متمتع بہا (وہ زوجہ جس سے عقد متعہ واقع کیا ہو) پر بھی طلاق واقع نہین ہوتی اگرچہ حرہ (آزاد) ہو بلکہ مدت کے گذر جانے یا اوسکے ساقط کر دینے سے جدا ہوجاتی ہی **تیسری شرط** زوجہ کا حیض و نفاس سے پاک ہونا اور اس شرط کا اعتبار اوس زوجہ مین ثابت ہی جو مدخول بہا (جس سے دخول واقع ہوچکا ہو) اور غیر حاملہ ہو اور شوہر اوسکا حاضر ہو اور جسکا شوہر اتنی مدت تک غائب ہو جس مین زوجہ کا طہر موافقت (جماع) سے دوسرے طہر کی طرف منتقل ہونا معلوم ہو اوسکی طلاق مین اس شرط کا اعتبار ثابت نہین ہی پس اگر ایسے وقت مین طلاق دے کہ وہ دونون ایک ہی بلد مین موجود ہون یا شوہر غائب ہو لیکن مدت مذکورہ نہ گذری ہو اور زوجہ حائض (جس عورت کو خون حیض آتا ہو) یا نفسا (جس عورت کو خون نفاس آتا ہو) ہو تو یہ طلاق باطل ہوگی خواہ شوہر کو اوسکے حائض یا نفسا ہونیکا علم ہو یا نہو لیکن اگر شوہر کے

غائب ہونے کو اتنی مدّت گذر جائے جس مین زوجہ کا طہرِ مواقعت سے دوسرے طہر کیطرف منتقل ہونا معلوم ہوا اور پھر اوسکو طلاق دے تو صحیح ہوگی اگرچہ اتفاق سے یہ طلاق اوسکے حیض ہی کے زمانہ مین واقع ہوا اور اسیطرح اگر زوجہ کے پاس سے ایسے طہر مین باہر جائے جس مین اوس سے مقاربت نکی ہو تو اوسکا طلاق دینا مطلقاً صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اوس زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دے جس سے اپنے دخول نہین کیا تو جائز ہوگا اور ہمارے فقہا مین سے بعض حضرات نے اوس مدّت کو جس مین شوہر غائب کا طلاق دینا صحیح ہی بنا بر ایک روایت کے ایک مہینہ کے ساتھ محدود فرمایا ہی اور روایات کہ خون حیض مین جاری ہی وہ اس روایت کی تائید کرتی ہی اور بعض فقہا نے مدّت مذکورہ کو بنا بر اوس روایت کے جسکو جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے نقل کیا ہی تین مہینے کے ساتھ محدود فرمایا ہی اور محصّل وہی ہی جو ہمنے ذکر کیا اگرچہ مدّت مذکورہ سے زائد بھی گذر جائے (مثلاً چار مہینے ہو جائین) اور اگر شوہر حاضر ہو لیکن زوجہ تک اسطرح نہ پہونچ سکتا ہو کہ اوسکا حیض و طہر معلوم ہو جائے تو وہ بھی تعلق حکم مین بمنزلہ غائب شمار کیا جائیگا **چوتھی شرط** زوجہ کا مستبراۃ ہونا (مثلاً جس طہر مین کہ مواقعت ہوئی ہی اوسکا منقضی ہو جانا) پس اگر اوسکو طہر مواقعت (جس طہر مین اوس سے دخول کیا ہی) مین طلاق دیگا تو واقع نہوگی اور اس شرط کا اعتبار زن یائسہ (جس عورت کو کبر سنی کیوجہ سے خون حیض کا آنا موقوف ہو گیا ہو) اور حاملہ مین ساقط ہی اور اسیطرح اوس زوجہ مین ساقط ہی جو سن حیض تک نہ پہونچی ہو اور اسیطرح زن مسترابہ (وہ عورت جسکو سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو) کی طلاق مین بھی اس شرط کا اعتبار نہین ہی بشرطیکہ اوسپر تین مہینے ایسے گذر جائین جس مین خون حیض نہ دیکھا ہو اور شوہر نے اوس سے دخول نکیا ہو اور اگر مسترابہ کو وقت مواقعت سے تین مہینے گذرنے کے قبل طلاق دیگا تو واقع نہوگی **پانچوین شرط** مطلقہ کا معیّن کرنا یعنی مطلق کہے فلانۃ طالق (میری فلان زوجہ پر طلاق ہی) یا اوسکی طرف اسطرح اشارہ کرے کہ احتمال خلاف باقی نرہے پس اگر مطلق کے پاس ایک ہی زوجہ ہوا ور وہ زوجتی طالق (میری زوجہ پر

طلاق ہوا کہے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین احتمال خلاف نہین ہو اور اگر اوسکے پاس دو یا کئی ازواج ہون اور پھر زوجتی طالق کہے پس اگر کسی زوجہ معینہ کی طلاق کا قصد کیا ہو تو صحیح ہوگی اور تفسیر اوسکی مقبول ہوگی اور اگر ایک زوجہ معینہ کا قصد نہ کریگا تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ طلاق باطل ہوگی اسلیے کہ تعیین نہین ہوئی اور بعض نے فرمایا ہو کہ طلاق صحیح ہوگی اور مطلقہ کا قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہو اور اگر ھذہ طالق او ھذہ (یا وہ زوجہ طالق ہو یا یہ) کہے تو شیخ رح نے فرمایا ہو کہ مطلق کو طلاق کے لیے ایک زوجہ کے معین کرنے کا اختیار ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ عدم تعیین کیوجہ سے طلاق باطل ہوگی اور اگر ھذہ طالق او ھذہ وھذہ (وہ زوجہ طالق ہو یا یہ اور یہ زوجہ) کہے تو تیسری زوجہ کی طلاق صحیح ہوگی اور پہلی اور دوسری مین سے ایک کے معین کرنیکا مطلق کو اختیار ہوگا اور اگر مطلق مرجائیگا تو ایک کا استخراج قرعہ سے کیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ پہلی اور اخیر کی دونون مین معاً احتمال طلاق ہو پس مطلق کو پہلی اور اخیر کی دونون مین معاً معین کرنیکا اختیار ہوگا اور ان سب صورتون مین اشکال ہی جسکا منشا عدم تعیین مطلقہ ہو اور اگر اپنی زوجہ اور کسی زن اجنبیہ کیطرف نظر کرکے کہے احدٰکما طالق (تم دونون مین سے ایک کو طلاق ہو) اور پھر بیان کرے کہ مین نے زن اجنبیہ کا قصد کیا تھا تو اوسکی یہ تفسیر مقبول ہوگی اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہو اور اگر اوسکی ایک زوجہ اور ایک ہمسائی ہو اور دونون کا نام سعدی ہو لیس کہے سعدی طالق (سعدی پر طلاق ہو) پھر بیان کرے کہ مین نے ہمسائی کا ارادہ کیا ہو تو یہ تفسیر مقبول نہوگی اسلیے کہ لفظ احدٰکما اون دونون کی صلاحیت رکھتا ہو بخلاف سعدی کے کہ یہ نام ہو اور طلاق جبکہ نام پر واقع کیجاتی ہو تو فقط زوجہ پر محمول ہوتی ہو اور اس فرق مین بحث ہو اسلیے کہ نام بھی دونون کی صلاحیت رکھتا ہو اور اصل بقاے نکاح ہو اور وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہو اور اگر کسی

زن اجنبیہ کو بگمان زوجہ کہے انت طالق تو اوسکی زوجہ پر طلاق نہوگی کیونکہ اوسمین مخاطبہ کا
قصد کیا تھا اور وقوع طلاق مین محض قصد زوجہ کافی نہین ہو جبتک کہ لفظ بہی اوسکے مطابق
نہو اور اگر اوسکے پاس دو زوجائین ہون ایک زینب اور دوسری عمرہ پس مطلق کہے
یا زینب اور عمرہ لبیک کہے اور مطلق کہے انتِ طالق تو اس صورت مین اوس
زوجہ پر طلاق واقع ہوگی جسکا قصد اس خطاب سے کیا ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی
کہ اگر یہ خطاب عمرہ سے بگمان زینب کیا ہو تو زینب پر طلاق صحیح نہوگی اور اسمین اشکال ہی
اسلیے کہ اوسنے طلاق دینے مین مجیبہ (جسنے جواب دیا ہی یعنی عمرہ) سے خطاب کیا ہو اور اگر
مجیبہ کا بگمان زینب قصد کیا ہو تو مجیبہ پر اسلیے طلاق نہوگی کہ اوسکا قصد نتھا اور زینب پر
اسلیے نہوگی کہ توجیہ خطاب اوسکی طرف نتھی بلکہ مجیبہ سے خطاب کیا تھا **رکن سوم** صیغۂ طلاق
کے بیان مین چونکہ عقد نکاح ایسی عصمت ہی جو شرع سے حاصل ہوئی ہی اور بدون اذن شارع
قابل فسخ نہین ہی لہذا اوسکا رفع اونھین الفاظ پر موقوف ہوگا جنسے اوسکے رفع ہونمین
شارع علیہ السلام کیطرف سے یقیناً اجازت حاصل ہوگی پس جو صیغہ کہ ازالۂ عقد نکاح
کے لیے شارع علیہ السلام سے ماخوذ ہی وہ اَنتِ طالِقٌ یا فلانۃٌ طالق یا ھذہ طالق
ہی اور اسیطرح جو الفاظ تعیین مطلقہ پر دلالت کرتے ہون وہ بھی کافی ہین پس اگر انت الطلاق
او طلاق او من المطلقات کہیگا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ طلاق کا قصد بھی کرے اور
اسیطرح اگر انت مطلقۃ کہے تب بھی واقع نہوگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جب انت مطلقۃ
سے قصد طلاق کریگا تو علی الاقوی طلاق واقع ہوگی اور یہ قول انشاء سے بعید ہی اسلیے
کہ یہ قول اخبار ہی اور اسمقام پر انشاء مطلوب ہی اور اگر طلقت فلانۃ کہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہی کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی سے سوال کرے

هل طلقت امرأتك فيقول نعم ولا يقع الطلاق بالكناية ولا بغير العربية مع القدرة على التلفظ باللفظة المخصوصة ولا بالاشارة الا مع العجز عن النطق ويقع طلاق الاخرس بالاشارة الدالة وفي رواية يلقي عليها القناع فيكون ذلك طلاقاً وهي شاذة ولا يقع الطلاق بالكتابة من الحاضر وهو قادر على التلفظ نعم لو عجز عن النطق فكتب ناوياً به الطلاق صح وقيل يقع وهو غائب بالكتابة اذا كان غائباً عن الزوجة

هل طلقت امرأتك (آیا تونے اپنی زوجہ کو طلاق دی) اور وہ جواب مین نعم کہے تو طلاق واقع ہوجاتی ہو حالانکہ نعم اعادہ سوال کو متضمن ہو پس جسطرح کہ یہان لفظ طلقت سے طلاق واقع ہوجاتی ہو اسیطرح وہان بھی صحیح ہونی چاہیے اور طلاق کنایہ (وہ لفظ ہو جو طلاق اور غیر طلاق دونون کو محتمل ہو) سے واقع نہین ہوتی اور اسی طرح سوائے لفظ عربی کے اور کسی لفظ سے بھی واقع نہین ہوتی بشرطیکہ عربی کی لفظ مخصوص پر قدرت رکھتا ہو اور اسیطرح اشارہ سے بھی واقع نہین ہوتی تا وقتیکہ کلام سے عاجز نہو اور طلاق اخرس (گونگا) ایسے اشارہ سے واقع ہوسکتی ہو جو طلاق پر دلالت کرتا ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ جب اخرس اپنی زوجہ پر مقنعہ ڈالدے تو طلاق واقع ہوجائیگی اور یہ روایت شاذ ہو اور جبکہ شوہر حاضر و صیغۂ طلاق کے تلفظ پر قادر ہو تو کتابت یعنی صیغہ طلاق کے لکھدینے سے طلاق واقع نہوگی ہان اگر نطق سے عاجز ہو اور صیغۂ طلاق لکھدے اور اوس سے طلاق کا قصد کرے تو صحیح ہوگی اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ جب شوہر زوجہ سے غائب ہو تو لکھدینے سے طلاق واقع ہوسکتی ہو اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو انت خلیۃ (تو نکاح سے خالی ہو) یا انت بریۃ (تو شوہر سے بری ہو) یا حبلک علی غاربک (تیری رسی تیرے کوہان پر ہو) یا الحقی باھلک (تو اپنے اہل سے ملحق ہو) یا انت بائن (تو مجھسے جدا ہو) یا انت حرام (میرے لیے تجھسے تمتع حرام ہو) یا بتۃ (تجھسے میرا وصل منقطع ہو) یا بتلۃ (تجھسے نکاح متروک ہو) کہیگا تو طلاق واقع نہوگی خواہ الفاظ مذکورہ سے قصد طلاق کرے یا نکرے اور اگر اعتدی (تو عدہ رکھ) کہے اور اس سے طلاق کا قصد کرے تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگی جیسا کہ روایت حلبی و محمد بن مسلم مین جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو وارد ہوا ہو اور اکثر علماء نے صحت طلاق کو منع فرمایا ہو اور یہی اشبہ اور قواعد کے موافق ہو اور اگر زوجہ کو مختار کرے اور طلاق کا ادسکے مفوض (سپرد) کرنیکا قصد کرے پس اگر زوجہ شوہر کو اختیار کرے یا ساکت ہوجائے اگرچہ

ایک ہی لحظہ سکوت کرے تو کوئی حکم نہوگا اور اگر بقصد طلاق اپنے نفس کو فورًا اختیار کرے تو بعض علماء
نے فرمایا ہی کہ فرقت بائنہ (ایسا فراق جسمین رجوع کرنا صحیح نہین ہی) واقع ہوگی و بعض نے فرمایا ہی کہ فرقت
رجعیہ (وہ فراق جس مین بدون عقد رجوع کرنا صحیح ہی) واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین
بھی کوئی حکم نہوگا اور یہی قول اکثر علماء کا مختار ہی اور اگر کسی شخص سے سوال کیا جائے ھل طلقت فلانۃ
(آیا تونے اپنی فلان زوجہ کو طلاق دی ہی) اور وہ جواب مین نعم (ہان) کہے تو طلاق واقع ہوجائیگی
اور اگر کسی سے ھل فارقت یا ھل ابنت یا ابنت (آیا تونے اپنی زوجہ کو جدا کیا ہی) کہا جائے اور وہ
جواب مین نعم کہے تو طلاق واقع نہوگی اور صیغہ طلاق کو شرط (جسکا وجود و عدم دونون محتمل ہون
جیسے مکان مین داخل ہونا) او صفت (جسکا وقوع یقینی ہو جیسے آفتاب کا نکلنا) سے مجرد کرنا بنا بر
قول مشہور کے شرط ہی اور اس مین ہمارے علماء کا بظاہر اتفاق ہی اور اگر انت طالق کہے اور
طلقہ کی دو یا تین طلاقون کے ساتھ تفسیر کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ طلاق باطل ہوگی اور بعض نے
فرمایا ہی کہ صیغہ انت طالق سے ایک طلاق واقع ہوگی اور تفسیر مقبول نہوگی اور یہ قول اشہر
روایتین ہی اور اگر شخص مطلق مخالف مذہب ہو اور تین طلاقون کا اعتقاد رکھتا ہو تو طلاق
صحیح ہوگی اور تفسیر مقبول ہوگی اور اگر مطلق اپنی زوجہ سے کہے انت طالق للسنۃ (تجھپر طلاق
سنت ہی) تو طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اوسکی زوجہ مذکورہ طاہر ہو اور اسیطرح اگر کہے انت طالق للبدعۃ
تب بھی طلاق صحیح ہوگی اور اگر اس صورت مین عدم صحت کے قائل ہون تو خوب ہی
اسلیے کہ طلاق بدعی ہمارے نزدیک واقع نہین ہوتی اور دوسرا احتمال غیر مقصود ہی تفریع جبکہ کوئی
شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالق فی ھذہ الساعۃ ان کان الطلاق یقع بك (تجھکو
اسی ساعت مین طلاق ہی بشرطیکہ طلاق تجھپر واقع ہوسکتی ہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگی
اسلیے کہ یہ شرط پر معلق ہی اور یہ قول اوس صورت مین حق ہی جبکہ مطلق اپنی زوجہ کے احوال پر مطلع نہو

اور اگر اپنی زوجہ مین ایسے اوصاف کو جانتا تھا جنکے ساتھ اوسپر طلاق واقع ہو سکتی ہو تو صحت طلاق

کا قائل ہونا سزاوار ہو اسلیے کہ یہ شرط نہین ہو بلکہ یہ وصف سے زیادہ مشابہ ہو اگرچہ بلفظ شرط

صادر ہوا ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت طالق علی عدل طلاق یا اکمل طلاق یا احسن طلاق یا اقبح طلاق کہیگا

تو طلاق صحیح ہوگی ورنہ ضمیمے مضر ہونگے اور اسیطرح اگر کہے انت طالق ملأ مکۃ او ملأ الدنیا

(تجھپر گنجائش کہ معظمہ یا دنیا کے برابر طلاق ہو) تب بھی صحیح ہوگی اور ضمیمہ مضر نہوگا اور اگر انت طالق

لرضی فلان (تجھپر فلان شخص کی خوشنودی کے لیے طلاق ہو) کہے پس اگر کلمہ لرضی فلان سے

شرط مراد ہوگی تو طلاق باطل ہوگی اور اگر غایت مقصود ہوگی تو صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر انت

طالق ان دخلت الدار بکسر ہمزہ کہیگا تو طلاق باطل ہوگی اور بفتح ہمزہ کہیگا تو صحیح ہوگی

بشرطیکہ مطلق اس فرق کو جانتا ہو اور قصد بھی کیا ہو اور اگر انا منک طالق کہیگا تو صحیح نہوگی

اسلیے کہ وہ محل طلاق نہین ہو اور اگر انت طالق نصف طلقۃ یا ربع طلقۃ یا سدس طلقۃ

کہے تو طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ اوسنے طلقہ کا قصد نہین کیا ہو اور اگر انت طالق کہنے کے بعد

بیان کرے کہ مین نے ظاہر کرنے کا قصد کیا تھا تو قول اوسکا ظاہر مین مقبول ہوگا اور باطن مین اوسکی نیت پر

چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کہے یدک طالق یا رجلک طالق (تیرے پاؤن پر طلاق ہو) تو طلاق
(تیرے ہاتھ پر طلاق ہو)

واقع نہوگی اور اسیطرح اگر رأسک طالق (تیرے سر پر طلاق ہو) یا صدرک طالق یا
(تیرے سینہ پر طلاق ہو)

وجہک طالق کہیگا تب بھی واقع نہوگی اور اسیطرح اگر ثلثک طالق یا نصفک طالق
(تیرے تہائی پر طلاق ہو)

یا ثلثاک کہے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر انت طالق قبل طلقۃ یا بعد طلقۃ یا مع طلقۃ

کہیگا تو کوئی طلاق واقع نہوگی خواہ زوجہ اوسکی مدخول بہا ہو یا نہو اور اگر کہا جائے کہ انت

طالق مع طلقۃ یا بعد طلقۃ یا علی طلقۃ کہنے کی صورت مین ایک طلاق واقع ہوگی

اور انت طالق قبل طلقۃ یا بعد طلقۃ کہنے کی صورت مین واقع نہوگی تو خوب ہو اور اگر

او علیہا ولا یقع لو قال قبلہا طلقۃ او بعد طلقۃ کان حسنا +

انت طالق نصف طلقة (تجھپر ایک طلاق کے دو نصف ہین) یا انت طالق ثلاث ثلاث طلقة (تجھپر ایک طلاق کے تین ثلث ہین) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر قائل ہوگی انت طالق سے طلاق واقع ہوگی اور ضمیمے باطل ہونگے تو خوب ہو اسلیے کہ یہ ضمیمے رافع قصد نہین ہین پس وقوع طلاق کا کوئی مانع نہ رہا اور اسیطرح اگر انت طالق نصف طلقتین (تجھپر دو طلاقون کا نصف ہو) کہے تب بھی یہی کلام ہوگا **فرع** شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ جب اپنی چار زوجاؤن سے کہے اوقعت بینکن اربع طلقات (مین نے تم مین چار طلاقین واقع کین) تو ہر ایک زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوگی و اسمین اشکال ہو اسلیے کہ اسمین طلاق کے صیغہ معینہ کا اسقاط لازم آتا ہو اور اگر انت طالق ثلاثا الا ثلاثا (تجھپر تین طلاقین منہا کرنے کے بعد تین طلاقین ہین) تو عبارت اولی (انت طالق ثلاثا) سے ایک طلاق صحیح ہوگی اگر قصد طلاق کیا ہوگا اور استثنا باطل ہوگا اور اگر انت طالق غیر طالق کہے اور رجوع کا قصد کرے تو طلاق اور رجعت صحیح ہوگی کیونکہ انکار طلاق داخل رجعت ہو اور اگر پہلی طلاق کے نقض (توڑنا) کا قصد کریگا تو ایک طلاق کے صحیح ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اگر انت طالق طلقة غایر طلقة کہیگا تو استثنا لغو ٹھہرایا جائیگا اور انت طالق کہنے سے ایک طلاق کے واقع ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اگر زینب طالق کہے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے عمرة طالق کہنے کا قصد کیا تھا اور وہ دونون اوسکی زوجہ ہون تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر زینب طالق بل عمرة کہیگا تو دونون پر معاً طلاق واقع ہوجائیگی اسلیے کہ ان دونون مین سے ہر ایک زوجہ اوسکے نام کے ساتھ تلفظ کرنے کے وقت مقصود بالطلاق ہو اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ صحت طلاق مین صیغہ طلاق کا تلفظ شرط ہو **رکن چہارم** اشہاد (شہادت دلانا) کے بیان مین پس وقت طلاق شاہدین عدلین کا حاضر ہوکر صیغہ طلاق کو سماعت کرنا ضرور ہو خواہ مطلق اونکو شاہد کرے

یا منکر ہے اور اون دونون کا صیغہ طلاق کو سماعت کرنا صحت طلاق مین شرط ہو پس اگر مجرد از شہادت واقع ہوگی تو صحیح نہوگی اگرچہ باقی جملہ شرائط موجود بھی ہون اور اسیطرح ایک شاہد کے سماعت کرنے سے بھی طلاق واقع نہین ہوتی اگرچہ عادل ہو اور اسیطرح دو فاسقون کی شہادت کا بھی اعتبار نہین ہو بلکہ ایسے دو شاہدون کا وقت طلاق حاضر ہونا ضرور ہو جو بظاہر متصف بعدالت ہون اور بعض فقہا نے فقط اعتبار اسلام پر اقتصار فرمایا ہو لیکن قول اول اظہر ہو اور اگر ایک شاہد صیغہ طلاق کے وقت حاضر ہو بعد ازان دوسرا شاہد تنہا حاضر ہو تب بھی طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ اون دونون کا وقت صیغہ مجتمع ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو لیکن اگر وہ دونون اقرار طلاق کی شہادت دین تو اجتماع شرط نہوگا اور اگر ایک شاہد صیغہ کی اور دوسرا اقرار کی شہادت دے تو مقبول نہوگی اور طلاق مین شہادت نسوان (عورتون کی گواہی) مقبول نہین ہو خواہ تنہا ہون یا رجال کے ساتھ اور اگر وقت طلاق شہادت نہ دلائے اور پھر شہادت دلائے تو پہلی طلاق لغو ہوگی اور وقت شہادت کی طلاق صحیح ہوگی بشرطیکہ اوس صیغہ کا تلفظ کرے جو انشاء طلاق مین معتبر ہو **دوسرا مطلب** اقسام طلاق کے بیان مین لفظ طلاق کا بدعت (غیر مشروع) اور سنت (مشروع) دونون پر اطلاق کیا جاتا ہو پس طلاق بدعت اصطلاح فقہا مین تین ہین **اول** اوس عورت کو بعد دخول طلاق دینا جو حائض ہو یا غیر حائض ہو شوہر اوسکے پاس حاضر ہو یا اوسکی نسبت کو مدت مشروطہ سے کم زمانہ گذرا ہو اور زوجہ نفسا (جسکو خون نفاس آتا ہو) کا بھی یہی حکم ہو **دوم** طلاق کا طہر مواقعت مین واقع کرنا **سوم** طلاق ثلاث (تین طلاقین) خواہ ایک ہی لفظ سے واقع ہون یا ترتیب واقع کیجائین جبکہ اونمین کوئی رجعت متحقق نہو اور یہ تینون قسمین ہمارے نزدیک باطل ہین اور کسی مین طلاق صحیح نہین ہو اور **طلاق سنت** کی بھی تین قسمین ہین **اول** طلاق بائن **دوم** طلاق رجعی **سوم** طلاق عدہ بائن وہ طلاق ہو جسکے بعد شوہر کا رجوع کرنا صحیح نہین ہو اور وہ چھہ ہین **اول** طلاق زوجہ غیر مدخولہ **دوم** طلاق یائسہ **سوم** اوس صغیر کی طلاق جو سن حیض (نو سال)

ما لا يمكن للزوج معه الرجعة وهو سنة طلاق التي لم يدخل بها والآيسة ومن لم تبلغ المحيض

گونہ پہونچی ہو چہارم طلاق مختلعہ (جس عورت نے بعوض فدیہ طلاق لی ہو) پنجم اوس وجہ کی طلاق
جسکو بذریعہ مبارات طلاق دیگئی ہو بشرطیکہ ان دونون نے عوض کی رجوع نکرلی ہو والا باین نہوگی
بلکہ طلاق رجعی مین داخل ہوگی ششم اوس زوجہ کی طلاق جسپر تین طلاقین باین طریق واقع ہو چکی ہون کہ
اونمین دو رجعتین متحقق ہوئی ہون اور رجعی وہ طلاق ہے جسکے بعد مطلق کو زوجہ سے رجوع کرنے کا
اختیار حاصل ہوتا ہے خواہ رجوع کرے یا نکرے اور طلاق عدہ وہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو باشرائط طلاق
دے پھر اوس سے قبل انقضائے عدہ رجوع کرکے دخول کرے بعد ازان پھر اوسکو غیر طہر مواقعت
مین طلاق دے اور پھر بطریق مذکور مراجعت کرکے دخول کرے اور پھر اوسکو علاوہ طہر مواقعت کے
کسی طہر مین طلاق دے پس جبکہ یہ تین طلاقین متحقق ہوجائین تو مطلق پر زن مطلقہ اوسوقت تک حرام
رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے عقد دائمی نکرے اور اوس سے جدا ہو پس اگر کسی دوسرے شخص سے
عقد دائمی واقع کرے اور وہ شخص زن مذکورہ سے ایسا دخول کرے جو موجب غسل ہو اور بعد ازان
اوس سے مفارقت حاصل ہو اور اوسکے عدہ کے ایام گذر جائین اور پھر شوہر اول سے عقد دائمی
واقع ہو اور بطور سابق پھر تین طلاقین واقع کرے تو پھر اوسپر حرام ہوجائیگی تاوقتیکہ کسی دوسرے
شخص سے عقد دائمی کرکے مفارقت حاصل نکرے پس اگر تیسرا شوہر بھی اوس سے بعد نکاح دخول
کرکے مفارقت کرے بعد ازان پھر شوہر اول اوس سے عقد دائمی کرے اور بطریق سابق اوسپر پھر
تین طلاقین واقع کرے تو نوین طلاق کے بعد شوہر اول پر حرام مؤبد ہوجائیگی اور طلاق عدہ اوسوقت
تک واقع نہوگی جبتک کہ مطلق اوس سے مراجعت کے بعد وطی نکرے اور اگر قبل دخول اوسکو طلاق
دیگا تو طلاق صحیح ہوگی لیکن طلاق عدہ نہوگی اور جو عورت کہ تین طلاقین لے چکی ہو مطلق پر اوسوقت تک
حرام رہیگی جبتک کہ سوائے مطلق کے کسی دوسرے شخص سے نکاح دائمی نکرے خواہ مدخول بہا ہو یا نہو
خواہ مطلق نے اوس سے مراجعت کی ہو یا نکی ہو اور اس مقام پر چھ مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی

شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور بعد انقضائے عدہ پھر اوس سے از سر نو نکاح کرے اور پھر اوسکو
طلاق دے اور بعد انقضائے عدہ اوس سے عقد جدید واقع کرے اور پھر تیسری مرتبہ طلاق دے
تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکرے پس جبکہ شوہر ثانی اوسکو
جدا کرے تو بعد انقضائے عدہ شوہر اول کو اوس سے عقد کرنا جائز ہوگا اور اس صورت مین تین
طلاق کے بعد شوہر اول پر حرام موبد نہوگی اور انقضائے عدہ کیوجہ سے طلاق سوم کے بعد شوہر اول پر حلال
نہوگی تا وقتیکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکرے بلکہ حرمت باقی رہیگی دوسرا مسئلہ جبکہ زوجہ حاملہ کو طلاق دے اور رجعت
کرے تو اوس سے وطی کرنا اور اوسکو دوبارہ طلاق عدہ دینا اجماعاً جائز ہے اور بعض علمائے فرمایا ہے
کہ اوسکو طلاق سنت (جو طلاق عدہ کے خلاف ہو یعنی مراجعت کے بعد بدون مواقعت طلاق دینا)
دینا جائز نہیں ہے لیکن جواز اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اسلیے کہ زن مطلقہ رجوع کرنے کے بعد
زوجہ ہے اور صحت رجوع مین مواقعت کرنا شرط نہیں ہے پس زن مذکورہ محل طلاق ہوگی تیسرا مسئلہ جبکہ
کوئی شخص زوجہ غیر حاملہ کو طلاق دے اور پھر مراجعت کرے پس اگر اوس سے مواقعت کرے اور اوسکو
علاوہ طہر مواقعت کے کسی دوسرے طہر مین طلاق دے تو اجماعاً صحیح ہوگی اور اگر بدون مواقعت کسی دوسرے
طہر مین اوسکو طلاق دے تو آیا یہ طلاق صحیح ہوگی یا نہین اس مین دو قسم کی روایتین ہین ایک قسم کی بنا پر
اصلا صحیح نہوگی اور دوسری قسم کی بنا پر صحیح ہوگی اور طلاق ثانی شمار کیجائیگی اور یہی روایت صحیح تر
ہے اور اگر پھر مراجعت کرے اور کسی دوسرے طہر مین تیسری مرتبہ طلاق دے تو مطلق پر اوسوقت تک
حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شوہر سے عقد دائمی کرکے جدا نہو اور ہم مین سے بعض فقہائے جواز کو طلاق
سنت پر اور منع کو طلاق عدہ پر محمول کیا ہے اور یہ قول تحکم (دعوی بے دلیل) ہے اسلیے کہ دونون قسم
کی روایتین مطلق ہین پس ایک کو طلاق سنت پر اور دوسری کو طلاق عدہ پر محمول کرنا بیوجہ ہے اور
اسیطرح اگر طلاق کو بعد مراجعت اور قبل مواقعت طہر اول مین واقع کرے تو اس مین بھی دو قسم کی

روایتین وارد ہوئی ہین لیکن اس صورت مین طلاقون کا اطہار پر متفرق کرنا اولی (مستحب) ہوتا کہ ہر ایک طلاق کے لیے ایک طہر ہو جائے بشرطیکہ وطی واقع نہوئی ہو لیکن اگر وطی واقع ہوئی ہو تو طہر مواقعت مین طلاق دینا صحیح نہوگا ہان علاوہ اوسکے کسی دوسرے طہر مین جائز ہوگا بشرطیکہ مطلقہ مذکورہ اون عورتون مین سے ہو جن مین استبرا و شرط ہو (یعنی یائسہ یا صغیرہ یا حاملہ نہو) **چوتھا مسئلہ** اگر مطلق ایقاع طلاق مین شک کرے تو وقوع طلاق کا حکم نکیا جائیگا اسلیے کہ اصل عدم وقوع ہے اور اوسپر رفع شک کے لیے دوبارہ طلاق دینا لازم نہوگا اور نکاح باقی رہیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ شخص غائب طلاق دے اور پھر حاضر ہو اور زوجہ سے دخول کرے بعد ازان مدعی طلاق ہو تو اوسکا دعوی اور بینہ مقبول نہوگا اسلیے کہ تصرف مسلم کی امر مشروع پر تنزیل کیجائیگی پس گویا کہ اوسنے اپنے فعل سے اپنے بینہ کی تکذیب کی اور اگر اس صورت مین ولادت ہوگی تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ شخص غائب اپنی زوجہ پر طلاق رجعی واقع کرے اور چوتھی عورت یا خواہر مطلقہ سے عقد کرنا چاہے تو نو مہینہ صبر کریگا اسلیے کہ مطلقہ مذکورہ کے حاملہ ہونے کا احتمال ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ احتیاطاً ایک سال تک صبر کریگا اسلیے کہ حمل مسترابہ (وہ عورت جسنے خون حیض کو دیکھا ہو اور دوسرا اور تیسرا خون مین تاخیر واقع ہو) کی یہی مدت ہے اور اوسکو نو مہینہ صبر کرنے کے بعد تین مہینہ کا عدہ رکھنا ضرور ہے کہ مجموع مقدار ایک سال ہوئی اور اگر مطلق کو اوسکا حمل سے خالی ہونا معلوم ہو تو تین مہینہ تک صبر کرنا کافی ہوگا

تیسرا مطلب

لواحق کے بیان مین اور اس مین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** طلاق مریض کے بیان مین مریض کا طلاق دینا مکروہ ہے اور اگر طلاق دیگا تو صحیح ہوگی اور مریض اپنی زوجہ کا اوسوقت تک وارث ہوگا جبتک کہ وہ عدہ رجعیہ مین ہے اور طلاق بائن مین اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح بعد عدہ بھی وارث نہوگا اور زن مطلقہ وقت طلاق سے ایک سال تک اپنے شوہر کی وارث رہیگی خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی بشرطیکہ کسی دوسرے شوہر سے عقد نکیا ہو یا مطلق اوس مرض سے بری نہو جس مین کہ اسکو طلاق دی تھی پس اگر اوس

مرض سے بری ہوجائے اور پھر بیمار ہوا اور مرجائے تو فقط عدہ رجعیہ مین وارث ہوگی اور بعد ازان
وارث نہوگی اور اگر مریض کہے کہ مین نے حالت صحت مین تین طلاقین دی ہین تو اوسکا قول مقبول
ہوگا اور زوجہ اوسکی وارث نہوگی لکن اوسکے قول کا نسبت زوجہ کے مقبول نہونا بیوجہ نہین ہے
اور اگر حالت مرض مین اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے اور اوس سے لعان واقع کرے اور وہ لعان کیسبب
سے جدا ہوجائے تو وارث نہوگی اسلیے کہ ایک سال تک میراث کے باقی رہنے کا حکم طلاق مریض کے
ساتھ مختص ہے اور لعان مین جاری نہین ہوتا اور آیا مطلقہ مذکورہ کے لیے تا ایکسال بقاے میراث کا حکم
تہمت شوہر کیوجہ سے ہے یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہان لکن حکم مذکور کا محض طلاق فی المرض سے بدون
اعتبار تہمت متعلق ہونا بیوجہ نہین ہے اور اگر مریض سے خود زوجہ طلاق کی درخواست کرے تو آیا
حکم میراث ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اشبہ یہ ہے کہ میراث نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی مریض اپنی زوجہ
پر خلع یا مبارات واقع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اس مقام پر تین فرعین مذکور ہوتی ہین **اول**
اگر کوئی شخص اپنے مریض ہونے کی حالت مین کنیز پر طلاق رجعی واقع کرے بعد ازان کنیز مذکور اثناے عدہ
مین آزاد ہوجائے اور پھر وہ شخص اوسی مرض مین مرجائے تو کنیز مذکور تا انقضاے عدہ اوسکی وارث ہوگی
اور بعد عدہ وارث نہوگی اسلیے کہ شوہر سے وقت طلاق تہمت منتفی تھی اور اگر قائل ہون کہ اوسکی
وارث ہوگی تو خوب ہے اور اسیطرح اگر اوسپر طلاق بائن واقع کرے تب بھی وارث ہوگی اور بعض علماء نے
فرمایا ہے کہ وارث نہوگی اسلیے کہ اوسنے کنیز مذکورہ کو ایسی حالت مین طلاق دی تھی کہ اوسکو میراث پانے کی
اہلیت نتھی اور اسیطرح اگر اوسکو کتابیہ ہونے کی حالت مین طلاق دے بعد ازان وہ اسلام لے آئے
تب بھی یہی کلام جاری ہوگا **دوم** جبکہ زن مطلقہ مدعی ہو کہ میت نے اوسکو اپنے مرض کی حالت
مین طلاق دی تھی اور وارث اسکا انکار کرے اور حالت صحت مین طلاق کے واقع ہونے کا دعوی کرے
تو وارث کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ دونون احتمال مساوی ہین اور اصل عدم ارث ہے جبتک کہ اسکا کوئی

سبب متحقق نہو سوم اگر کوئی شخص حالت مرض مین چار عورتون کو طلاق دے اور چار سے عقد کرے
اور ہر ایک سے دخول بھی واقع کرے بعد ازان مرجائے تو کل ازواج پر اوسکا ربع متروکہ بالسویہ تقسیم
کیا جائیگا اور اگر میت کی اولاد بھی ہوگی تو کل ازواج ثمن متروکہ مین مساوی شریک ہونگی **دوسرا مقصد**
اون اُمور کے بیان مین جنسے تحریم ثلث (جو حرمت کہ تین طلاقون کے بعد عارض ہو)
زائل ہوتی ہو پس جبکہ کسی عورت پر تین طلاقین بروجہ شروط واقع ہون یعنی تینون طلاقین
مرتب اور بعد تخلل رجعت واقع ہوئی ہون تو زن مذکورہ مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ
علاوہ اوسکے کسی شخص سے عقد نکرے اور زوال تحریم مین چار شرطین معتبر ہین **پہلی شرط** شوہر محلل (حلال
کردینے والا) کا بالغ ہونا اور آیا طفل مراہق (قریب البلوغ) بھی کافی ہو یا نہین اس مین تردد ہو اور اشبہ
یہ ہو کہ وہ محلل نہین ہوسکتا **دوسری شرط** محلل کا زن مذکورہ سے از راہ قبل ایسی وطی کرنا جو موجب
غسل ہو (جسکا تحقق غیبوبت حشفہ سے ہوتا ہو) **تیسری شرط** وطی کا بعقد نکاح واقع ہونا پس
تحلیل مین وطی بالملک یا باباحت کافی نہین ہو **چوتھی شرط** عقد کا دائمی ہونا پس عقد متعہ کافی نہوگا اور
شرائط مذکورہ کی تکمیل کے بعد تحریم ثلث زائل ہوجائیگی اور جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاقین دے
اور زن مذکورہ بعد انقضائے عدہ کسی دوسرے شخص سے نکاح دائمی واقع کرے اور شوہر ثانی کی
مفارقت کے بعد پھر شوہر اول سے عقد کرے تو آیا پہلی ایک یا دو طلاقین منجملہ طلقات ثلث محسوب
ہونگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین منقول ہوئی ہین لیکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہو کہ طلاق سابق
کا حکم برطرف ہوجائیگا بنا برآن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر ایک طلاق واقع کرے اور زن مذکورہ کسی
دوسرے شخص سے عقد کرے بعد ازان اوس سے مفارقت کرکے شوہر اول سے عقد کرے تو تحریم ثلث
کے لیے از سر نو تین طلاقون کی ضرورت ہوگی اور طلاق سابق کا حکم باطل ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص
اپنی زوجہ ذمیہ پر تین طلاقین واقع کرے پھر زن مذکورہ کسی کافر ذمی سے نکاح کرے بعد ازان شوہر ثانی

جدا ہو کر اسلام لے آئے تو شوہر اول کو اوس سے از سر نو نکاح کرنا حلال ہوجائیگا اور اسیطرح مشرک
کی نسبت بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ کسی کنیز پر دو مرتبہ طلاق واقع ہوجائے تو مطلق پر اوسوقت
تک حرام رہیگی جبتک کہ علاوہ اوسکے کسی دوسرے شخص سے عقد و اطی نکرے خواہ اوسکا شوہر آزاد
ہو یا کسی کا غلام اور اگر کنیز مطلقہ سے اوسکا آقا وطی کرے تو اوسکی وطی سے شوہر اول پر حلال
نہوگی اور اسیطرح اگر شخص مطلق کنیز مذکورہ کا مالک ہوجائے تب بھی اوسکے لیے حلال نہوگی اسلیے کہ کنیز
مذکورہ اوسپر قبل از ملک اوسوقت تک حرام ہوچکی ہے جبتک کہ وہ علاوہ اوسکے کسی محلل سے عقد
نکرے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز کو ایک مرتبہ طلاق دے بعد ازان کنیز مذکورہ آزاد ہوجائے
اور مطلق اوس سے بعد عدہ عقد کرے یا اثنائے عدہ مین اوس سے مراجعت کرے تو وہ کنیز مطلق کے پاس
ایک طلاق پر باقی رہیگی یعنی آزاد ہوجانے کیوجہسے طلاق سابق کا حکم برطرف نہوجائیگا بلکہ مطلقہ بطلاق
واحد شمار کیجائیگی اسلیے کہ زن مذکورہ آزاد ہونے سے قبل مطلقہ بطلاق واحد تھی پس اوسی کا استصحاب
کیا جائیگا کیونکہ عتق کا ہادم طلاق (اوسکے حکم کا برطرف کرنیوالا) ہونا ثابت نہین ہوا بناءً علیہ
اگر اوسکو دوسری مرتبہ طلاق دیجائے تو مطلق پر اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ کوئی دوسرا
شوہر اوسکی تحلیل کرے اور خصی (خواجہ سرا) بھی اوس مطلقہ کا محلل ہوسکتا ہے جسپر تین طلاقین واقع
ہوچکی ہون جبکہ اوس سے وطی کرے اور باقی شرائط معتبرہ حاصل ہون اور ایک روایت مین
وارد ہوا ہے کہ وہ محلل نہین ہوسکتا اور جبکہ کوئی فحل (مرد) مطلقہ مذکورہ سے ازراہ قبل وطی کرے اور انزال
نہو تو شوہر اول کے لیے حلال ہوجائیگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین جانبین سے لذت جماع متحقق ہوا اور اگر
کوئی شخص مطلقہ مذکورہ سے عقد کرنے کے بعد مرتد ہوجائے اور زمان ردہ مین اوس سے وطی کرے تو شوہر
اول کے لیے حلال نہوگی اسلیے کہ اوسکا عقد ردہ کیوجہ سے فسخ ہوگیا تھا اور اس مقام پر چند فروع
مذکور ہوتی ہین اول اگر اسقدر مدت گذر جانیکے بعد زن مطلقہ مدعی ہو کہ اوسنے علاوہ مطلق کے

کسی دوسرے شخص سے عقد کیا تھا اور اوس سے مفارقت حاصل ہوگئی اور عدہ منقضی ہوگیا اور اس دعوی کا
مدت مذکورہ مین صحیح ہونا ممکن ہو تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اُمور مذکورہ
مین بعض اُمور ایسے ہین جو علاوہ اوسکے اور کسیطرح معلوم نہین ہو سکتے جیسے وطی کا واقع ہونا اور ایک
روایت مین وارد ہوا ہو کہ جب زن مذکورہ ثقہ (جسکے قول سے اطمینان حاصل ہو اگرچہ متصف
بعدالت نہو) ہو تو اوسکی تصدیق کیجائیگی **دوم** جبکہ مطلقہ مذکورہ کے پاس محلّل داخل ہووے اور عورت
مدعی مقاربت ہو اور محلّل اوسکی تصدیق کرے تو شوہر اول پر حلال ہوجائیگی اور اگر تکذیب کرے تو
بعض علمائنے فرمایا ہو کہ شوہر اول اون دونون مین سے اوس شخص کے قول پر عمل کریگا جسکے قول کی صحت
کا اوسکو ظن غالب حاصل ہو خواہ عورت کا قول ہو یا محلّل کا اور اگر قائل ہون کہ ہر حال مین (خواہ قول
محلّل کی صحت کا ظن غالب ہو یا نہو) عورت کے قول پر عمل کریگا تو خوب ہو اسلیے کہ زن مذکورہ جس امر کی
مدعی ہو اوسپر بیّنہ کا قائم کرنا دشوار ہو **سوم** اگر مطلقہ مذکورہ سے اوسکا شوہر محلّل وطی محرّم واقع کرے
(مثلاً اون دونون مین سے کسی نے احرام واجب باندھا ہو یا روزہ واجب رکھا ہو اور اوسی حالت
مین دخول واقع ہو) تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ شوہر اول پر حلال نہوگی اسلیے کہ وطی مذکور منہی عنہ (جس فعل کے
بجالانے کو شارع علیہ السّلام نے منع کیا ہو) ہو پس مراد شارع علیہ السلام مین داخل نہوگی اور بعض علمائنے
فرمایا ہو کہ حلال ہوجائیگی اسلیے کہ صورت مذکورہ مین محلّل سے ایسی وطی کا تحقق ہوا ہو جو نکاح صحیح
کیطرف مستند ہو **تیسیر مقصد** مراجعت کے بیان مین شوہر کو زوجہ مطلّقہ سے قبل انقضاے عدہ رجوع
کرنا صحیح ہو خواہ لفظاً رجوع کرے جیسے راجعتک (مینے تجھسے مراجعت کی) یا فعلاً رجوع کرے جیسے
اوس سے وطی کرنا اور اگر مطلقہ کی تقبیل (بوسہ لینا) کرے یا اوسکو بشہوت لمس کرے تو یہ بھی داخل رجعت
ہوگا اور امور مذکورہ کی اباحت کے لیے رجعت کا لفظون مین مقدم ہونا ضرور نہوگا اسلیے کہ زن مطلقہ
تا انقضاے عدہ اوسکی زوجہ کا حکم رکھتی ہو اور اگر شوہر قبل انقضاے عدہ طلاق کا انکار کرے تو یہ بھی داخل

رجعت ہوگا اسلیے کہ یہ انکار قبول زوجیت کو متضمن ہو اور رجعت مین شہادت دلانا واجب نہین ہو بلکہ
رفع نزاع اور حفظ حق کی غرض سے مستحب ہو اور اگر راجعتکِ اذا شئت (جب تو چاہیگی تجھسے مراجعت
کرونگا) یا رجعتکِ ان شئت (اگر تو چاہیگی تجھسے مراجعت کرونگا) کہے تو رجعت متحقق نہوگی اگرچہ زن مطلقہ
عبارت مذکورہ کے بعد شئت (مین نے مراجعت کو چاہا) بھی کہے اور اسمین تردد ہو اور اگر کوئی شخص اپنی
زوجہ کو طلاق رجعی دے پھر مطلقہ مذکورہ مرتدہ ہوجائے اور مطلق اوس سے حالت ارتداد مین مراجعت
کرے تو صحیح نہوگی جسطرح کہ زن مرتدہ سے ابتداءً نکاح کرنا صحیح نہین ہو اور اسمین تردد ہو جو مطلقہ رجعیہ کے
محکوم بزوجیت ہونے سے ناشی (پیدا) ہوتا ہو اور اگر بعد ازان پھر اسلام لے آئے تو مطلق کو از سر نو رجوع
کرنیکا اختیار حاصل رہیگا اور اگر کسی شخص کے پاس زن ذمیہ موجود ہو اور اوسکو طلاق رجعی دے
پھر اثنائے عدت مین رجوع کرے تو بعض علمائے فرمایا ہو کہ جائز نہوگا اسلیے کہ رجعت عقد جدید کے مثل ہو لیکن
جواز مراجعت موجہ نہین ہو اسلیے کہ وہ زوجیت سے خارج نہین ہوئی اور شوہر کو ذمیہ کے نکاح سابق
پر باقی رہنا جائز ہو اگرچہ اوس سے ابتداءً نکاح کو تجویز نکرین پس ذمیہ مذکورہ زن مستدامہ (جسکا نکاح
سابق باقی رکھا جائے) کے مثل ہو اسلیے کہ رجعت سے نکاح سابق عود کرتا ہو اور ابتداءً نکاح متحقق نہین ہوتی
اور اگر بعد طلاق مراجعت کرنا چاہے اور مطلقہ اپنے مدخول بہا ہونے کا انکار کرے اور گمان کرے
کہ اوسپر عدہ نہین ہو اور اوس سے مراجعت صحیح نہین ہو اور مطلق اوسکے مدخول بہا ہونے کا مدعی ہو تو
مطلقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا دعوی ظاہر کے موافق ہو پس جبکہ مطلقہ مذکورہ
عدم دخول پر قسم کھائیگی تو مطلق کی رجعت اوسکے حق مین باطل ہوجائیگی اور رجعت اخرس (گونگا)
ایسے اشارہ سے حاصل ہوتی ہو جو مراجعت پر دلالت کرتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ رجعت اخرس
کے تحقق مین مطلقہ کے سر سے اوسکے مقنعہ کا اوتار لینا کافی ہو اور یہ قول شاذ (نادر) ہو اور جبکہ
مطلقہ حیض کے ساتھ مدت عدہ کے منقضی ہوجانے کی ایسے زمانہ مین مدعی ہو جسمین انقضائے عدہ ممکن ہو

(جسکی مقدار زن حرہ مین اقلاً چھتیس دن اور دو لحظہ اور کنیز مین اقلاً تیرہ دن اور دو لحظہ ہی) اور مطلق انکار کرے تو مطلقہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر مہینون کے ساتھ انقضائے عدہ کی مدعی ہو تو اوسکا قول مقبول نہوگا بلکہ اس صورت مین شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف ایقاع طلاق کے زمانہ مین واقع ہوا ہی جس مین شوہر کا قول مقبول ہوتا ہی کیونکہ یہ اوسکا فعل ہی اور اصل عدم انقضائے عدہ ہی اور اسی طرح اگر شوہر انقضائے عدہ کا مدعی ہو تو مطلقہ کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل بقائے زوجیت ہی اور اگر زن مطلقہ حاملہ ہو اور وضع حمل کی مدعی ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اوسکو احضار ولد (بچہ کا حاضر کرنا) کی تکلیف نہ دیجائیگی اور اگر مدعی حمل ہو اور شوہر انکار کرے اور مطلقہ کسی مولود (لڑکا یا لڑکی) کو حاضر کرے اور شوہر اوس مولود کی مطلقہ سے نفی کرے (مثلاً کہے کہ یہ مولود تجھسے پیدا نہین ہوا) تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ ولادت (مولود کا پیدا ہونا) پر اقامت بینہ (دو شاہد سے گواہی لانا) ممکن ہی اور جبکہ انقضائے عدہ پر دونون متفق ہون اور شوہر انقضائے عدہ سے قبل حصول رجعت کا مدعی ہو اور مطلقہ اسکا انکار کرتی ہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور اگر حصول رجعت مین دونون متفق ہون اور مطلقہ قبل حصول رجعت عدہ کے منقضی ہوجانے کی مدعی ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم انقضائے عدہ اور صحت رجعت ہی اور اگر کنیز کو اوسکا شوہر طلاق دے اور پھر انقضائے عدہ کے قبل مراجعت کا مدعی ہو اور کنیز اپنے شوہر کی تصدیق کرے اور اوسکا آقا انکار کرے اور قبل حصول رجعت انقضائے عدہ کا دعویٰ کرے تو قول شوہر مقبول ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ شوہر کو قسم کھانے کی تکلیف بھی نہ دیجائیگی اسلیے کہ حق نکاح زن و شوہر سے متعلق ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ آقا کنیز علاقہ نکاح کے مرتفع ہوجانیکا مدعی ہی اور شوہر اسکا انکار کرتا ہی اور ہر منکر پر قسم لازم ہی **چوتھا مقصد** استعمال حیل (حیلے) کے بیان مین حیل مباحہ (جو حیلے جائز و مشروع ہین) کے ساتھ اور امر کے ساقط کرنے مین توسل (کسی چیز کے ذریعہ سے مقصود کا حاصل کرنا)

کرنا جائز ہی جو بدون حیلہ ثابت ہوجاتا اور حیل محرمہ (جو حیلے ناجائز اور حرام ہین) کا استعمال کرنا جائز
نہین ہی اور اگر حیلہ محرمہ سے توسل کریگا تو گنہگار ہوگا لیکن حیلہ تمام ہوجائیگا پس اگر کوئی عورت اپنے
لڑکے کو کسی عورت کے ساتھ زنا کرنے پر اسلیے آمادہ کرے کہ اوسکا باپ اوس عورت سے عقد نکرسکے
یا ایسی کنیز کے ساتھ زنا کرنے پر محرک ہو جسکے حرم بنانے کا اوسکے باپ نے قصد کیا ہو تو عورت اور لڑکا
دونون گنہگار ہونگے اور زن موطوءہ بزنا (جس عورت سے زنا کی گئی ہی) اون لوگون کے نزدیک
اوسکے باپ پر حرام ہوجائیگی جو زنا کو ناشر حرمت جانتے ہین لیکن اگر کسی حیلہ مباحہ کے ساتھ توسل کیا جائے
مثلاً صورت مفروضہ مین لڑکے کو زن مذکورہ کے ساتھ عقد کرنے کی دلالت کیجائے تو گناہ بھی نہوگا
اور اسیطرح اگر کسی شخص پر ایسے دین کا دعویٰ کیا جائے جس سے وہ بری الذمہ ہوچکا ہو (مثلاً قرضخواہ
کے حوالہ کرچکا ہو یا اوسنے ساقط کردیا ہو) اور مدعی کے جواب مین دعوائے اسقاط کرنے سے اوسکو طرف
قسم کے عائد ہونے کا خوف رکھتا ہو اور بینہ نہو تو اصل استدانت (قرض لینا) سے انکار اور اوسپر
حلف کرسکتا ہو بشرطیکہ اپنی قسم مین ایسا توریہ (لفظ سے معنی غیر ظاہر کا مراد لینا) کرے جو دروغگوئی
سے خارج کردے (مثلاً قسم کھائے کہ مین تیرا مدیون نہین ہون اور اگر کہے کہ مین نے تجھسے روپیہ لیا
ہی نتھا تو دروغ ہوگا) اور اسیطرح اگر کوئی مدیون معسر (تنگدست) ہو اور اقرار دین کیصورت مین
اپنے قید ہونے کا خوف رکھتا ہو تو اوسکو توریہ کے ساتھ دین کا انکار کردینا جائز ہوگا (مثلاً کہے
کہ مین نے تجھسے روپیہ نہین لیا اور کسی مکان معین یا زمان مخصوص مین لینے سے انکار مقصود ہو) اور
درصورت توریہ مدعی کے نیت کرنے مین کذب سے اوسوقت برات ہوگی جبکہ وہ حقدار ہو اور حالف
(قسم کھانیوالا) کو اوس صورت مین دروغگوئی سے برات حاصل ہوگی جبکہ مظلوم ہو پس اگر مدعی
حقدار ہو اور مدعی علیہ توریہ کے ساتھ اپنی برات پر قسم کھائے تو اوسکو کوئی نفع حاصل نہوگا بلکہ
دروغگوئی کا مرتکب ہوگا اور اگر کوئی شخص کسیکو قسم دروغ کھانے پر مجبور کرے یا کسی فعل حلال کے

ترک کی قسم کھانے پر مجبور کرے تو ایسی نیت کے ساتھ قسم کھانا جائز ہوگا جو دروغ اور مقتضائے قسم کی مخالفت سے محفوظ رکھے مثلاً توریہ مین نیت کرے کہ اس فعل کو شام یا خراسان یا فوق آسمان یا زیر زمین بجا نہ لاؤنگا اور اگر طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اور زوجتی طالق کہنے سے طلاق سابق مراد لے یا نسائی طوالق کہنے سے زنان اقارب کا قصد کرے تو جائز ہوگا اور اگر اس امر کی قسم کھانے پر مجبور کیا جائے کہ اوسنے زمانہ گذشتہ مین فلان فعل کو نہین کیا اور ما فعلت کذا کہے اور لفظ ما سے ماء موصولہ کا قصد کرے اور ماء نافیہ مراد نہ لے تو صحیح ہوگا اور اگر لفظ نعم (ہان) کے ساتھ جواب دینے پر مضطر ہو اور لفظ نعم کا تلفظ کرے اور اوس سے شتر مراد لے یا نعام کہے اور اوس سے شترمرغ صحرائی مراد لے تو گنہگار نہوگا اور اسیطرح اگر قسم مین ما اخذت جملا ولا ثورا ولا عنزا (مین نے برہ شش سالہ اور بیل اور بکری کو نہین لیا) کہے اور لفظ جمل سے ابر اور ثور سے پنیر کے قطعۂ کبیرہ کا اور عنز سے زمین بلند کا قصد کرے تو مقتضائے قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی فعل کے ساتھ متہم کرے اور شخص متہم (بالفتح جسپر اتہام کیا گیا ہو) حلف کرے کہ مین متہم (بالکسر اتہام کرنیوالا) کی اس اتہام مین تصدیق کرونگا اور امر کو مبہم رکھونگا تو طریق تخلص یہ ہو کہ فعل منفی و مثبت دونون کو وارد کرے اور فعلت و ما فعلت (مین نے کیا اور مین نے نہین کیا) کہے پس ان دونون مین سے ایک چیز بہرحال صحیح ہوگی اور اگر حلف کرے کہ مین فلان شخص کو انار کے اون دانون کی بدون توڑنے کے خبر دونگا جو اوسمین موجود ہین تو دروغ سے بچنے کا طریقہ یہ ہو کہ اتنے عدد کا شمار کرے جنکا انار مین ہونا ممکن ہو (مثلاً فرض کیا جائے کہ انار مین دو سو دانے ہوتے ہین تو اسکو دروغ سے بچنے مین ایک پچاس اور سو اور ساٹھ اور دس کہنا کافی ہوگا) پس حیل مذکورہ یا مثل انکے جو حیلے مباح اور مشروع ہون اونکا استعمال کرنا جائز ہی **پانچوان مقصد عدہ** (وہ مدت جسمین عورت کو دوسرا عقد کرنا صحیح نہین ہی) کے بیان مین اور اسمین کئی فصلین ہین **پہلی فصل** زن غیر مدخول بہا

کے لیے کوئی عدہ نہین ہی خواہ بذریعۂ طلاق جدا ہو یا بذریعۂ فسخ وغیرہ لیکن وفات شوہر کا عدہ غیر مدخول بہا پر بھی واجب ہی اور تحقق دخول مین محض ادخال حشفہ کافی ہی اگرچہ انزال نہو خواہ شوہر کے انثیین قطوع ہون یا نہون اسلیے کہ تحقق دخول مین نفس وطی کا تحقق کافی ہی لیکن اگر شوہر کا عضو تناسل مقطوع اور انثیین سالم ہون تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ عدہ واجب ہوگا اسلیے کہ حمل کا تحقق ساحقت سے بھی ممکن ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ عدہ فقط وطی پر مترتب ہوتا ہی ہان اگر ساحقت سے حمل ظاہر ہو تو عورت پر بوضع حمل عدہ رکھنا واجب ہوگا اسلیے کہ تحقق انزال ممکن ہی اور تنہا خلوت سے بدون وطی علی الاشہر عدہ واجب نہین ہوتا اور اگر زن و شوہر مین خلوت حاصل ہو اور پھر تحقق دخول مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول مع قسم مقبول ہوگا

دوسری فصل

زن ذات الاقراء کے بیان مین۔ ذات الاقراء سے وہ عورت مراد ہی جسکا حیض مستقیم ہو (یعنی اوسکو ہر مہینہ مین ایکدفعہ خون حیض آتا ہو جو غالب نسوان کی عادت ہی) اور زن مذکورہ تین قرء کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اقراء سے علی الاشہر اطہار مراد ہین (دو روایتون مین سے اوس روایت کی بنا پر جو زیادہ مشہور ہی) اطہار (جمع طہر ہی جس سے طہارت زن کا وہ زمانہ مراد ہی جو دو حیضون کے درمیان واقع ہوتا ہی) مراد ہین بشرطیکہ حرہ (زن آزاد) ہو خواہ اوسکا شوہر حر (آزاد) ہو یا غلام اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور طلاق سے ایک لحظہ کے بعد اوسکو خون حیض آجائے تو یہ لحظہ ایک قرء محسوب ہوگا بعد ازان دو قرء اور کامل کریگی پس تیسری مرتبہ خون حیض آنے کے وقت ایام عدہ منقضی ہوجائینگے یہ حکم (عدہ کا تیسرے خون کے آنے سے منقضی ہوجانا) اوسوقت جاری ہوگا جبکہ عورت کی عادت کسی زمانہ کے ساتھ مستقر اور مضبوط ہو اور بصورت اختلاف مین اقل حیض کے منقضی ہونے تک احتیاط صبر کریگی اور اقل مدت جس مین عدہ منقضی ہو سکتا ہی چھبیس روز اور دو لحظے ہین لیکن لحظہ اخیرہ داخل عدہ نہین ہی بلکہ عورت کے خارج از عدہ ہونے پر دلالت کرتا ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ لحظہ اخیرہ بھی

مستقرة بالزمان وان اختلفت صبرت الى انقضاء اقل الحيض اخذ بالاحتياط واقل زمان تنقضي به العدة

داخل عدہ ہوا اسلیے کہ انقضائے عدہ کا حکم اوسکے متحقق ہونے پر موقوف ہو لیکن پہلا قول حق وصواب ہو اور اگر عورت کو حیض مین طلاق دیگا تو واقع نہوگی اور اگر زمان طہر مین طلاق واقع ہوا در ختم تلفظ کے ساتھ ہی اوسکو اسطرح خون حیض آجائے کہ طلاق وحیض مین کوئی زمانہ متخلل نہو تو طلاق صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ طہر معتبر مین واقع ہوئی ہو اور اس طہر کا اعتبار عدہ مین نکیا جائیگا اسلیے کہ یہ طہر بعد طلاق واقع نہین ہوا پس مطلقہ کو بعد حیض تین قرء کے ساتھ از سر نو عدہ رکھنا واجب ہوگا **فرع** اگر زن وشوہر مین اختلاف ہو پس عورت کہے کہ وقوع طلاق کے بعد طہر کا ایک جزء باقی تھا اور شوہر اسکا انکار کرے تو عورت کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اسکو بہتر جانتی ہو اور طہر وحیض دونون کا حال اوسی کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہو

تیسری فصل

زن ذات الشہور (وہ عورت جو مہینون کے حساب سے عدہ رکھتی ہو) جسکو سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو اگر مدخول بہا اور حرہ ہو تو طلاق وفسخ مین تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھیگی اور زن یائسہ اور اوس عورت مین جو نابالغ ہو (اوسکا سن نو سال سے کم ہو) دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک یہ ہو کہ یہ دونون عورتین تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھینگی اور دوسری یہ ہو کہ ان دونون پر کوئی عدہ لازم نہوگا اور یہی روایت مشہور تر ہو اور حد یاس پچاس سال ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ خصوص زن قرشیہ اور نبطیہ مین حد یاس ساٹھ سال ہین اور اگر کسی عورت کو سن حیض مین خون حیض نہ آتا ہو تو اوسکا عدہ اجماعًا تین مہینے ہین اور اس عورت کو شہور (مہینے) اور حیض کی مراعات چاہیے باینمعنی کہ اگر تین مہینے گذرنے سے قبل تین طہر منقضی ہوجائین تو عدہ سے خارج ہوجائیگی ورنہ تین مہینے کا انتظار لازم نہوگا اور اگر تین مہینے بدون حیض گذر جائین تو بھی عدہ سے خارج ہوجائیگی لیکن اگر تیسرے مہینے مین خون حیض کا معائنہ کرے اور دوسری اور تیسری مرتبہ خون حیض کے آنے مین تاخیر واقع ہو تو وقت طلاق سے نو مہینے تک صبر کریگی اسلیے کہ اوسکے حاملہ ہونیکا احتمال ہو اور بعد ازان تین مہینے کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اس عدہ سے کوئی عدہ درازتر

نہین ہو اور روایت عمار ساباطی مین وارد ہوا ہو کہ ایکسال تک صبر کریگی ور بعد ازان تین مہینے کے
ساتھ عدہ رکھیگی اور شیخ رح نے کتاب نہایہ مین اس روایت کو خون ثالث کے محتبس (بند) ہو جانے پر
محمول کیا ہو اور یہ قول تحکم (دعوی بیدلیل) ہو اسلیے کہ بحکم خون دوم کے محتبس ہو جانے مین بھی جاری
ہو اور روایت مذکورہ مین خون ثالث کے محتبس ہونیکا ذکر نہین ہو بلکہ عورت کو ایک سال مین تین دفعہ
خون حیض کا نہ آنا مذکور ہو خواہ ایک یا دو دفعہ خون آیا ہو یا نہ آیا ہو اور اگر ایک مرتبہ خون دیکھنے
کے بعد یائسہ ہو جائے تو عدہ کو دو مہینون کے ساتھ کامل کریگی اور اگر زن معتدہ کا خون مستمر و
مشتبہ رہے یعنے خون حیض غیر حیض سے ممتاز ہو تو اپنی اوس عادت کی طرف رجوع کریگی جو زمانہ
استقامت مین حاصل تھی اور اوسی حساب سے عدہ کو تمام کریگی اور اگر اوسکے لیے کوئی عادت
نہتھی تو صفت خون کا اعتبار کریگی اور تین قرء (طہر) کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر اشتباہ باقی رہے
(یعنی وہ تمیز حاصل ہو جسکا اعتبار شرع مین ثابت ہی) تو مدت عدہ مین نسوان قربا یا اقران کی عادت کا
اعتبار کریگی اور اگر اونکی عادت مختلف ہو تو مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر زن مذکورہ
کو چھ یا پانچ مہینے مین مثلاً ایکدفعہ خون حیض آئے تو مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور جبکہ اوسکو اول
ہلال مین طلاق دیجائے تو تین ماہ ہلالی کے ساتھ عدہ رکھیگی اور اگر اثنائے ماہ مین طلاق دیجائے تو دو
ماہ ہلالی کے ساتھ عدہ رکھیگی اور تیسرے مہینے سے اوسقدر مدت کو اخذ کریگی جسقدر کہ ماہ اول
سے فوت ہوئی ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ تیس روز کے ساتھ کامل کریگی اور یہی قول اشبہ ہو
تفریع اگر انقضائے عدہ اور عقد نکاح کے بعد وجود حمل کا ظن حاصل ہو (ایسی امارت موجود ہو
جس سے وجود حمل کا ظن حاصل ہو جائے) تو باطل ہوگا اور اسیطرح اگر بعد عدہ اور قبل نکاح وجود حمل کا
ظن حاصل ہو تو اوسکو نکاح کرنا جائز ہوگا لکن اگر یہ ظن قبل انقضائے عدہ حاصل ہو تو نکاح کرنا جائز
نہوگا اگرچہ عدہ منقضی بھی ہو جائے اور اگر جواز نکاح کے قائل ہون تو خوب ہو جبتک کہ وجود

حمل کا یقین حاصل نہوا اور بہر تقدیر اگر حمل ظاہر ہو تو نکاح باطل ہوگا اسلیے کہ اوسکا اثناے عدہ مین واقع ہونا تحقق ہوگیا

چوتھی فصل

عدہ حاملہ (زن باردار) کے بیان مین زن حاملہ طلاق مین وضع حمل کے ساتھ عدہ رکھیگی اگرچہ بعد طلاق بلافصل وضع حمل کا اتفاق ہو خواہ مولود تام ہو یا غیر تام اگرچہ علقہ (خون مجتمع) ہو بشرطیکہ عرفاً اوسکا حمل ہونا تحقق ہوجائے اور اوس چیز کا اعتبار نہین ہو جسکا حمل ہونا مشکوک ہو اور اگر زن مطلقہ بعد طلاق اپنے حاملہ ہونے کا دعوی کرے تو اوسپر وقت طلاق سے نو مہینے تک جو اقصاے حمل کی مدت ہو صبر کیا جائیگا اور پھر اوسکا دعوی مقبول نہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ اقصاے حمل ایکسال ہو (یعنی ایکسال تک صبر کیا جائیگا) اور یہ روایت مشہور نہین ہو اور اگر اوسکا حمل دو مولود ہون تو وضع اول کے ساتھ بائن ہوجائیگی اور اوسکو وضع اخیر کے قبل نیا نکاح کرنا جائز نہوگا اور اشبہ یہ ہو کہ وضع جمیع کے قبل بائن نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ غیر حاملہ کو طلاق رجعی دے بعد ازان اثناے عدہ مین وفات پائے تو مطلقہ کو از سر نو عدہ وفات رکھنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص طلاق بائن واقع کرکے وفات پائے تو مطلقہ کو فقط عدہ طلاق کا تمام کرنا کافی ہوگا اور اس مقام پر تین فرعین مذکور ہوتی ہین

فرع اول اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو پھر اوسکا شوہر طلاق دے تو فقط مہینون کے ساتھ عدہ رکھیگی اور وضع حمل کے ساتھ عدہ رکھنے کی ضرورت نہوگی اور اگر کسی عورت سے وطی بالشبہ واقع ہو اور اوسکا مولود بوجہ غیبت یا بعد شوہر مثلاً واطی سے لحق ہو اور پھر شوہر اوسکو طلاق دے تو اولاً وضع حمل کے ساتھ بوجہ وطی عدہ رکھیگی بعد ازان از سر نو عدہ طلاق رکھیگی

فرع دوم جبکہ زن و شوہر وقوع طلاق کے زمانہ مین اتفاق اور وضع حمل کے زمانہ مین اختلاف کرین تو عورت کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف ولادت مین واقع ہوا ہو جو عورت کا فعل ہو اور اگر زمان وضع مین اتفاق اور زمان طلاق مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف طلاق مین واقع ہوا ہو جو شوہر کا فعل ہو

اور ان دونون مسئلون مین اشکال ہو اسلئے کہ اصل عدم طلاق اور عدم وضع حمل ہو پس دونون صورتون مین اوس شخص کا قول معتبر ہونا چاہیے جو ان دونون سے انکار کرتا ہو **فرع سوم** اگر زن مطلقہ انقضائے عدہ کا اقرار کرے اور وقت طلاق سے چھ مہینہ یا زائد کے بعد اوسکے ولادت ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ یہ مولود مطلق سے ملحق ہوگا لکن اوسکا مطلق سے ملحق ہونا اشبہ اور قواعد کے موافق ہو بشرطیکہ انقضائے حمل سے تجاوز نکرے

پانچوین فصل عدۂ وفات کے بیان مین

پس جس زن حرہ (آزاد) سے کہ عقد صحیح (نکاح ہو یا متعہ) واقع ہوا ہو اوسکے عدۂ وفات کی مدت چار مہینے اور دس روز ہی بشرطیکہ خالی (غیر حاملہ) ہو خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ خواہ اوسکا شوہر بالغ ہو یا نابالغ خواہ اوس سے دخول کیا ہو یا نکیا ہو اور دسوین روز غروب آفتاب کے وقت عدہ سے خارج ہوگی اسلئے کہ انتہائے روز یہی ہو اور اگر زوجہ حاملہ ہو تو اوس مدت کے ساتھ عدہ رکھیگی جو وضع حمل اور چار مہینے دس روز مین زائد ہوگی پس اگر چار مہینے دس روز کے کامل ہونے سے قبل وضع حمل ہوگا تو باقی ایام کے منقضی ہونے تک صبر کریگی اور جس عورت کے شوہر نے وفات پائی ہو اوسپر حداد (ترک زینت کرنا جسکو ہندی مین سوگ کہتے ہین) لازم ہو جسسے لغۃً اور شرعاً اون امور کا ترک کرنا مراد ہو جو اسباب زینت شمار کیے جاتے ہین جیسے اون کپڑون یا ادہان (روغن) کا استعمال کرنا جو زینت اور خوشبو کے لیے استعمال کیے جاتے ہین اور پارچہ سیاہ و کبود کے پہننے مین کوئی مضائقہ نہین ہو اسلئے کہ یہ دونون کپڑے شبہ زینت سے بعید ہین اور وجوب حداد مین زن صغیرہ اور کبیرہ اور مسلمہ و ذمیہ مساوی ہین اور آیا کنیز پر (جبکہ زوجہ ہو) بھی حداد واجب ہو یا نہین اسمین تردد ہو اظہر عدم لزوم ہو اور زن مطلقہ پر ترک زینت کرنا لازم نہین ہو خواہ مطلقہ بائنہ ہو یا رجعیہ اور اگر کسی عورت سے بعقد شبہ وطی واقع ہو پھر واطی (دخول کرنے والا) مرجائے تو اوسپر عدۂ طلاق لازم ہوگا خواہ حاملہ ہو یا نہو اور وجوب عدہ کا حکم وطی کیوجہ سے ہے نہ عقد

کے سبب سے کیونکہ زن مذکورہ زوجہ نہین ہے تفریع جبکہ کسی شخص کے پاس دو یا کئی ازواج ہون
اور اونمین سے بدون تعیین کسیکو طلاق دے پس اگر قائل ہون کہ صحت طلاق مین تعیین زوجہ شرط ہے
تو صورت مذکورہ مین طلاق واقع نہوگی اور اگر تعیین کے قائل نہون و مطلّق قبل تعیین مر جائے تو اونکی
ہر ایک زوجہ پر عدۂ وفات لازم ہوگا تاکہ جانب احتیاط غالب رہے خواہ مطلّق نے اونسے دخول
کیا ہو یا نکیا ہو اور اگر کوئی ازواج حاملہ ہون تو ہر ایک کو ابعد الاجلین (وضع حمل و رعدۂ وفات مین سے
جسکی مدت زائد ہو) کے ساتھ عدہ رکھنا لازم ہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے ایک زوجہ کو طلاق بائن
دے اور قبل تعیین وفات پائے تو ہر ایک زوجہ پر عدۂ وفات واجب ہوگا اور اگر قبل وفات زنِ
مطلقہ کو معین کرے تو طلاق اوسی کیطرف منصرف ہوگی اور وقتِ طلاق سے عدہ رکھیگی نہ وقتِ
وفات سے اور اگر طلاق رجعی دے تو وقت وفات سے عدہ وفات رکھیگی اور اگر کسی عورت کا
شوہر مفقود ہوا اور اوسکی خبر نامعلوم ہو یا اوسکی زوجہ پر ولیِ مفقود انفاق کرے تو زوجہ کو باوجود طول
مدت کے اپنی تزویج کا اختیار نہوگا اور اگر اوسکی خبر مجہول ہو اور کوئی شخص اوسکی زوجہ پر انفاق
کرنیوالا نہو پس اگر صبر کرے تو اسمین کوئی بحث نہین ہے اور اگر حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرے تو حاکم اوسکے
لیے وقت مرافعہ سے چار سال کی مدت مقرر کریگا اور اوسکے شوہر کا تجسس کرائیگا پس اگر اوسکی خبر
معلوم ہو جائیگی تو صبر کریگی اور مدتِ مذکورہ مین امام علیہ السلام کو اوسپر بیت المال سے انفاق کرنا
واجب ہوگا اور اگر بعد تجسس بھی اوسکی خبر معلوم نہو تو حاکم شرع اوسکو چار سال گذرنے کے بعد عدۂ
وفات کا حکم کریگا بعد ازان اوس عورت کو کسی دوسرے شخص سے اپنا عقد کر لینا جائز ہوگا پس اگر بعد
انقضائے عدہ اوسکا شوہر اول آجائے تو اوسکو زن مذکورہ پر کسی قسم کا تسلط حاصل نرہیگا بشرطیکہ دوسرا
نکاح کر چکی ہو اور اگر شوہر اول اثنائے عدہ مین آجائے تو وہ اسکا شوہر اور یہ اسکی زوجہ رہیگی اور اگر
دوسرے نکاح سے قبل اور انقضائے عدہ کے بعد شوہر اول واپس آئے تو آیا اس صورت مین بھی اوسکو

زن مذکور پر تسلط رہیگا یا نہین ہمین دو قسم کی رو تین ہین اظہر یہ ہو کہ کوئی تسلط باقی نہ رہیگا اسلیے کہ
بحکم حاکم اس شخص کا تعلق برطرف ہو چکا ہو اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین اوّل اگر زن
مذکورہ انقضائے عدہ کے بعد اپنا عقد کرے بعدہ شوہر اوّل کا وفات پانا ظاہر ہو تو دوسرا عقد
صحیح ہوگا اور زن مذکورہ پر اوسکی وفات کا عدہ لازم نہوگا خواہ قبل عدہ وفات پائی ہو یا اثنائے
عدہ مین یا بعد عدہ اسلیے کہ شوہر اوّل کے عقد کا اعتبار نظر شارع علیہ السلام مین ساقط ہو چکا ہو پس جسطرح کہ اوسکی
حیات کے لیے کوئی حکم نتھا اسیطرح اوسکی وفات کے لیے بھی کوئی حکم نہوگا دوم شخص غائب پر زمان عدہ
مین اوسکی زوجہ کا نفقہ لازم نہوگا اگرچہ قبل انقضائے عدہ حاضر بھی ہو جائے اسلیے کہ حاکم شرع کے حکم سے
اون دونون مین مفارقت ہو چکی ہو (اور عدۂ وفات مین لزوم نفقہ باقی نہین رہتا) اور اس مین
تردد ہو سوم اگر زن مذکورہ کو اوسکا شوہر غائب طلاق دے یا اوس سے ظہار کرے اور اتفاقاً زمان
عدہ مین واقع ہو تو صحیح ہوگی اسلیے کہ ایام عدہ مین عصمت نکاح باقی رہتی ہو اور اگر بعد عدہ واقع ہو تو طلاق
یا ظہار صحیح نہوگی اسلیے کہ نکاح باقی نہ رہا تھا اور طلاق و ظہار دونون فرع نکاح ہین چہارم جبکہ زن مذکورہ
سے اوسکا شوہر ثانی دخول کرے اور وقت دخول سے چھ مہینے کے بعد ولادت ہو تو مولود اوسی
سے ملحق ہوگا اسلیے کہ وہ صاحب فراش ہو اور اگر شوہر اوّل اوسکا مدعی ہو اور زن مذکورہ
سے مخفی طور پر اپنے وطی کرنے کا اظہار کرے تو اوسکے دعوے کی طرف التفات
نکیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا فراش زائل ہو چکا ہو اور شیخ رح نے فرمایا ہو کہ اون
دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور یہ قول بعید ہو اسلیے کہ شوہر ثانی کو ترجیح حاصل ہو
کیونکہ شوہر ثانی بالفعل صاحب فراش ہو بخلاف شوہر اوّل کے کہ وہ قبل ازین
صاحب فراش تھا پس شوہر ثانی کے رجحان مین کوئی شک نرہا تاکہ محل قرعہ ہو پنجم
اگر زن مذکورہ انقضائے عدہ کے بعد مرجائے تو شوہر اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح

زن مذکورہ بھی اوسکی وارث ہوگی اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص اثنائے عدہ مین وفات پائے
تو ثبوت میراث مین تردد ہو لیکن اشبہ ثبوت میراث ہو اسلیے کہ حکم زوجیت باقی ہو **چھٹی فصل** عدہ و
استبرا کنیز کے بیان مین کنیز مدخول بہا کا عدہ طلاق دو قرء (یعنے دو طہر) ہین اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ
دو حیض مین لیکن قول اول اشہر ہو اور عدہ کنیز کے منقضی ہونے کی اقل مدت تیرہ دن اور دو لحظے ہین
اور اس مقام پر بھی لحظہ اخیرہ مین وہی بحث ہو جو زن حرہ مین مذکور ہوئی (باین معنی کہ آیا وہ لحظہ داخل عدہ ہو یا
اوس سے انقضائے عدہ کا علم حاصل ہوتا ہو اور داخل عدہ نہین ہو) اور اگر کنیز کو باوجود سن حیض کے خون
حیض نہ آتا ہو تو اوسکا عدہ پینتالیس روز ہونگے خواہ اوسکا شوہر حر ہو یا غلام اور اگر کنیز کو آزاد
ہونے کے بعد طلاق دیجائے تو اوسکا عدہ زن حرہ کے مثل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو طلاق رجعی
دیجاوے پھر وہ اثنائے عدہ مین آزاد ہوجائے تو اوسپر زن حرہ کے عدہ کا کامل کرنا لازم ہوگا اور
اگر طلاق بائن کے بعد آزاد ہوجائے تو اوسکو فقط عدہ کنیز کا تمام کرنا لازم ہوگا اور زن غیر حرہ کا عدہ طلاق
اور وفات حرہ مسلمہ کے مثل ہو اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ اوسپر عدہ کنیز لازم ہوگا اور یہ
روایت شاذ ہو اور جبکہ شوہر کنیز مرجائے تو اوسکا عدہ وفات دو مہینے پانچ دن ہوگا بشرطیکہ حاملہ نہو
والا مدت مذکورہ اور وضع حمل مین جو زمانہ زائد ہوگا وہی مدت عدہ قرار پائیگی اور اگر کنیز اپنے آقا
کے لیے ام ولد ہو تو اوسکا عدہ وفات چار مہینے دس روز ہوگا اور اگر ام ولد کا شوہر اوسکو طلاق
رجعی دیکر اثنائے عدہ مین وفات پائے تو اوسپر از سر نو زن حرہ کا عدہ وفات (چار مہینے دس روز) لازم
ہوگا اور اگر اپنے آقا کی ام ولد نہوگی تو اوسپر کنیز کا عدہ وفات (دو مہینے پانچ دن) از سر نو لازم ہوگا اور
اگر ام ولد کو اوسکا شوہر طلاق بائن دے تو فقط عدہ طلاق کو تمام کریگی اور اگر کوئی کنیز اپنے شوہر کی
وفات کے بعد آزاد ہوجائے تو زن حرہ کے عدہ وفات کو تمام کریگی تاکہ جانب حریت کو غلبہ اور ترجیح
ہے اور اگر کسی کنیز سے اوسکا آقا وطی کرتا ہو بعد ازان اوسکی تدبیر (مملوک کے آزاد کرنے کی وصیت کرنا)

کرے تو اوسکی وفات کے بعد کنیز مذکورہ پر چار مہینے دس روز کے ساتھ عدہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر کنیز کو اوسکے آقا نے اپنی حیات مین آزاد کردیا ہو تو تین قرا (تین طہر) کے ساتھ عدہ رکھیگی اور جس کنیز کا استبرا اوسکے بوجہ بیع مملوک ہونے مین واجب ہے اوسکا استبرا علاوہ بیع کے باقی اسباب تملک مین بھی لازم ہے جیسے اوسکا بذریعہ غنیمت یا صلح یا میراث وغیرہ مملوک ہونا اور جس کنیز کا استبرا بیع مین ساقط ہے اوسکا باقی اسباب تملک مین بھی ساقط ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خرید کرے تو اوسکا نکاح باطل ہوگا اسلیے کہ استباحت بضع مین اتحاد سبب ضرور ہے اور اوسکی وطی بوجہ ملک بدون استبرا حلال ہوگی اور اگر کوئی غلام باجازت آقا کسی کنیز کو خرید کرے اور اوسکا استبرا کرے اور اوسکا آقا کنیز مذکورہ سے وطی کرنیکا ارادہ کرے تو وہی استبرا اوسکے حق مین کافی ہوگا اور جبکہ کوئی انسان اپنی کنیز سے کتابت کرے تو اوسپر کنیز مذکورہ سے زمان کتابت مین وطی کرنا حرام ہوجائیگا پس اگر کسیوجہ سے اوسکی کتابت فسخ ہوجائے (مثلاً کنیز مذکورہ ادائے مال پر قادر نہو) تو آقا پر اوسکی وطی بدون استبرا حلال ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کنیز یا اوسکا آقا مرتد ہوجائے اور پھر اسلام کیطرف عود کرے تب بھی اوسکا استبرا واجب نہوگا اور اگر کنیز پر بعد دخول طلاق واقع ہو تو آقا پر قبل انقضائے عدہ اوس سے وطی کرنا جائز نہوگا اور عدہ کے بعد وجوب استبرا ساقط ہوگا اسلیے کہ استبرا سے جو غرض تھی وہ عدہ سے حاصل ہوگئی اور اگر کوئی شخص کسی کافرہ حربیہ کو خرید کرے اور اوسکا استبرا کرے بعد ازین وہ عورت اسلام لے آئے تو اوسپر دوسرا استبرا واجب نہوگا بلکہ پہلا ہی استبرا کافی ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو خرید کرے اور احرام حج کی حالت مین اوسکا استبرا کرے تو وقت احلال (احرام کھولنا) اوسکی وطی کے حلال ہونے مین وہی استبرا کافی ہوگا **ساتوین فصل** لواحق کے بیان مین اوسمین چند مسئلے مین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص طلاق رجعی واقع کرے تو اوسکو زوجہ مطلقہ کا اپنے مکان سے خارج کرنا جائز نہوگا تاوقتیکہ وہ کسی فاحشہ کی مرتکب نہو اور فاحشہ سے وہ فعل مراد ہے جسکی وجہ سے اوسپر حد کا جاری کرنا واجب ہو

پس ایسی صورت مین زنِ مذکورہ اقامت حد کے لیے خارج کیجائیگی اور اوسنے فعل حیکی وجہ سے زن مذکورہ کا خارج کرنا جائز ہو یہ ہو کہ شوہر کے اہل وعیال کو اذیت پہونچائے اور زنِ مذکورہ پر بدون ضرورت شوہر کے مکان سے خارج ہونا حرام ہو اور حالت ضرورت مین نصف شب کے بعد خارج ہونا اور قبل فجر واپس آنا جائز ہو اور اوسکو حج مندوب (سنتی) مین بدون اذن شوہر اوسکے مکان سے خارج ہونا جائز نہین ہو ہان حج واجب مین خارج ہوسکتی ہو اگرچہ اوسکا شوہر اجازت ندے اور استطیع ہر ایسی ضرورت مین خارج ہوسکتی ہو جسمین بدون خروج کوئی چارہ نہو اور عورت کو عدۂ بائنہ مین خارج ہونا جائز ہو پس جہان چاہے جاسکتی ہو **دوسرا مسئلہ** مطلقہ رجعیہ کا نفقہ اور کسوت اور مسکن یوماً فیوماً تا انقضائے عدۂ مطلق پر لازم ہو خواہ زن مطلقہ مسلمہ ہو یا ذمیہ لیکن اگر مطلقہ رجعیہ کنیز ہو اور اوسکا آقا شب و روز اوسکو خانۂ شوہر مین بھیجتا ہے تو مطلقہ پر اوسکا نفقہ اور سکنی بھی واجب ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین تمکین تام حاصل ہو جو لزوم نفقہ مین شرط ہو اور اگر آقائے کنیز اوسکو شب یا روز مین خانۂ شوہر پر جانے سے ممانعت کرے تو نفقہ واجب نہوگا کیونکہ اس صورت مین تمکین تام حاصل نہین ہو اور مطلقہ بائنہ کو نفقہ وسکنی کا استحقاق نہین ہو لیکن اگر زنِ مذکورہ حاملہ ہو تو تا وضع حمل اوسکا نفقہ اور سکنی مطلق پر واجب ہوگا اور وطی بالشبہ سے عدہ ثابت ہوتا ہو اور اگر زن مذکورہ حاملہ ہو تو آیا اوسکا نفقہ بھی ثابت ہوگا یا نہین شیخ رح نے فرمایا ہو کہ ثابت ہوگا اور اسمین اشکال ہو جسکا منشاء یہ ہو کہ ثبوت نفقہ فقط مطلقہ حاملہ سے مختص ہو اور اوسکے علاوہ اور کسی بائنہ کو اوسکا استحقاق نہین ہو اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین جو سکنائے مطلقہ سے متعلق ہین **اول** اگر مسکن مطلقہ (وہ مکان جس مین زنِ مطلقہ سکونت کرتی ہو) منہدم ہوجائے یا شوہر نے اوسکو بعاریت یا باجارہ لیا ہو اور اوسکی مدت منقضی ہوجائے تو شوہر کو مطلقہ کا مکان مذکور سے خارج کرنا اور مطلقہ کو اوس سے ازخود خارج ہونا جائز ہوگا اسلیے کہ درصورت مذکورہ اوسمین بوجہ کا ساکن کرنا جائز نہین ہو اور اگر

نفقة الرجعية في زمان العدة ومسكنها يوما فيوما مسلمة كانت او ذمية اما الامة فان ارسلها مولاها ليلا ونهارا فلها النفقة والسكنى

ولو منعها السيد لعدم التمكين فلا نفقة ولا نفقة للبائن ولا سكنى الا ان تكون حاملا فلها النفقة والسكنى حتى تضع وتثبت العدة مع الوطي بالشبهة ولو كانت حاملا قال الشيخ نعم ثبت النفقة وفيه اشكال ينشأ من توهم اختصاص النفقة بالمطلقة الحامل دون غيرها من البائنات

فروع في سكنى المطلقة الاول لو انهدم المسكن او كان مستعارا او مستاجرا فانقضت المدة جاز له اخراجها ولها الخروج

کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایسے مسکن مین طلاق دے جو اوسکے استحقاق سے کم ہو تو اوسکو بعد طلاق ایسے مسکن کی
طرف خروج کرنا جائز ہوگا جو اوسکے مناسب حال ہو اور اسمین تردد ہی **دوم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو
طلاق دے بعد ازان مکان کو فروخت کرے پس اگر زن مذکورہ پر اقرار (اطہار) کے ساتھ عدہ رکھنا
واجب ہو تو وہ بیع صحیح نہوگی اسلیے کہ ایسی عورت کو سکناے غیر معلومہ کا استحقاق ہی پس جہالت متحقق ہوگی
اور اگر اوسپر مہینون کے ساتھ عدہ رکھنا واجب ہو تو بیع صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین جہالت
مرتفع ہوجاتی ہی **سوم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے بعد ازان حاکم شرع اوسپر حکم حجر (مال مین تصرف
کرنے کی ممانعت) جاری کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زن مذکورہ حق سکنی مین غرماء (قرضخواہان) شوہر
پر مقدم رکھی جائیگی اسلیے کہ اوسکا حق سکونت حق غرماء سے قبل متعلق ہوچکا ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ
زن مذکورہ کو جس قسم کے مسکن کا استحقاق ہوگا اوسکی اجرة المثل کے ساتھ حصہ رسد شریک غرماء کیجائیگی
اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لیکن اگر مطلق سے حکم حجر متعلق ہوجائے اور اوسکے بعد
طلاق دے تو مطلقہ بھی باقی غرماء کی تابع اور شریک ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکو دیگر غرماء پر
کوئی مزیت یا ترجیح نہین ہی **چہارم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی دوسرے شخص کے مسکن مین طلاق دے تو مطلقہ کا
حق سکنی مطلق کے ذمہ لازم ہوگا پس اگر مطلق پر حجر ہوگا تو زن مذکورہ اپنے سکنی کی اجرة المثل کے ساتھ باقی غرماء
کی شریک ہوگی پس اگر اوسکا عدہ مہینون کے حساب سے ہوگا تو اوسکی مقدار معلوم ہوگی اور اگر اقرار
(اطہار) یا وضع حمل کے ساتھ ہوگا تو اقل حمل یا اقل قرار کے سکنی کی جو اجرة المثل ہوگی اوسیکے ساتھ شریک
غرماء کیجائیگی پس اگر اتفاقاً مدت معینہ ہی مین عدہ منقضی ہوجائے فبہا والا قدر زائد کی اجرة المثل کا غرماء
مطلق سے یا حکم حجر برطرف ہونے کے بعد خود مطلق سے مطالبہ کریگی اور اگر اقل مدت سے قبل اوسکا
حمل ساقط ہوجائے تو مطلق کو زن مطلقہ سے قدر تفاوت کا واپس لینا جائز ہوگا **پنجم** اگر مطلق مرجائے
اور اوسکے کئی شخص وارث ہون اور وہ مسکن بقدر سکناے مطلقہ ہو تو ورثہ کو بدون اوسکی رضا کے

انقضائے عدہ کے قبل مسکن مذکور کا تقسیم کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکو مسکن مذکور مین اسی حالت (غیر مقسوم) پر استحقاق سکنی حاصل ہوا تھا لیکن ہمارے نزدیک مطلقہ کو تا وقتیکہ حاملہ نہو وفات مطلق کے بعد استحقاق سکنی کا حاصل ہونا وجہ قوی رکھتا ہے **ششم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو دوسرے مکان مین منتقل ہونے پر مامور کرے اور وہ اپنے عیال و اسباب کو منتقل کر دے بعد ازان اوسپر مکان اول ہی مین طلاق واقع ہو تو اوسی مین عدہ رکھیگی (اور دوسرے مکان مین نہ رکھیگی اسلیے کہ وہ ابھی منتقل نہین ہوئی) اور اگر خود دوسرے مکان مین منتقل ہو جائے اور اوسکے عیال و اسباب پہلے ہی مکان مین باقی رہین اور پھر اوسپر طلاق واقع ہو تو دوسرے مکان مین عدہ رکھیگی اور اول مین نہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوس سے منتقل ہو چکی) اور اگر دوسرے مکان مین منتقل ہونے کے بعد نقل متاع وغیرہ کی غرض سے پھر مکان اول مین عود کرے اور طلاق واقع ہو تو دوسرے مکان مین عدہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوسکی منزل ہو چکی اور اگر پہلے مکان سے خارج ہونیکے بعد اور دوسرے مکان مین پہونچنے سے قبل طلاق واقع ہو تب بھی دوسرے ہی مکان مین عدہ رکھیگی اسلیے کہ وہ اوسمین منتقل ہونے پر مامور ہی **ہفتم** زن بدویہ (صحرا نشین) اوسی منزل مین عدہ رکھیگی جسمین کہ اوسپر طلاق واقع ہوئی ہے پس اگر اوس صحرا سے باقی لوگ کوچ کرین تو وہ بھی اونکے ہمراہ کوچ کریگی تاکہ ضرر تنہائی سے محفوظ رہے اور اگر اوسکے اہل و عیال صحرا ہی مین مقیم رہین تو اونکے ہمراہ وہ بھی مقیم رہیگی تا وقتیکہ وہان کے مقیم رہنے مین خوف غالب نہو اور اگر اوسکے اہل و عیال بھی کوچ کرین اور ایسے لوگ باقی رہین جو دفع ضرر پر قدرت رکھتے ہون تب بھی ان سبھی کے ساتھ اوسکو انتقال کرنا صحیح و جائز ہوگا تاکہ تنہائی کے ضرر وحشت سے محفوظ رہے **ہشتم** اگر کوئی شخص کشتی مین طلاق دے پس اگر وہ کشتی زن مطلقہ کا مسکن نہو (یعنے مسافر ہو) تو مطلق کو اوسکے لیے اپنی رائے سے کسی مسکن کے مقرر کر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر زن مطلقہ کا مسکن ہو (مثلاً اوسکا شوہر ملاح ہو) تو اوسی مین عدہ رکھیگی **نہم** اگر عورت اپنے مکان مین سکونت کرے اور شوہر سے مسکن کا مطالبہ نہ کرے تو اس صورت مین زن

مذکورہ کو شوہر سے اجرۂ مسکن کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ بظاہر اوسنے اجرۂ مسکن مین تبرع (احسان) کی
تھی اور اسیطرح اگر کوئی عورت کسی مسکن کو باجارہ لے اور اوسی مین سکونت کرے تب بھی اوسکو شوہر سے
اجرۂ مسکن کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ عورت کا حق سکنی اوسی مقام سے متعلق ہوتا ہی جس مقام پر کہ شوہر
اوسکو ساکن کرے اور اوس مقام سے متعلق نہین ہوتا جسکو کہ وہ خود اختیار کرے **تیسرا مسئلہ**
زن متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جسکے شوہر نے وفات پائی ہو) کو نفقہ پانے کا استحقاق نہین ہی اگرچہ
حاملہ ہووے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ زن مذکورہ پر نصیب حمل سے انفاق کیا جائیگا
اور اس روایت مین بعد ہی اور اوسکو شب باش ہونے مین اختیار ہی جہان چاہے بسر کرے **چوتھا مسئلہ**
اگر کوئی عورت عدہ مین عقد کرے تو صحیح نہوگا اور شوہر اول کا عدہ منقطع نہوگا پس اگر شوہر ثانی سے
دخول واقع نہوگا تو عدۂ اول پر باقی رہیگی اور اگر شوہر ثانی با وجود علم حرمت کے وطی کرے تب بھی
یہی حکم ہوگا (یعنے عدۂ اول مین باقی رہیگی اسلیے کہ اس صورت مین دوسرا شوہر زانی ہی جسکا عدہ نہین
ہی) خواہ حاملہ ہو جائے یا نہو اور اگر شوہر ثانی جاہل بتحریم ہو اور اوس سے وطی کرے اور زن مذکورہ
حاملہ نہو تو شوہر اول کا عدہ تمام کریگی اسلیے کہ اوسکا تعلق قبل سے ہو چکا ہی اور اوسکے گذر جانے کے
بعد علی اشہر الروایتین (دو قسم کی روایتون مین سے اوس روایت کی بنا پر جو مشہور تر ہی) شوہر
ثانی کا عدہ از سر نو رکھیگی اور اگر زن مذکورہ حاملہ ہو اور بعض امارات اوس حمل کے شوہر اول سے
ہونے پر دلالت کرتے ہون تو بوضع حمل شوہر اول کا عدہ تمام کریگی اور بعد وضع تین قرء کے
ساتھہ شوہر ثانی کا عدہ رکھیگی اور اگر بعض امارات اوس حمل کے شوہر ثانی سے ہونے پر دلالت کرتے
ہون تو بوضع حمل اوسکا عدہ تمام کریگی اور بعد وضع شوہر اول کا عدہ پورا کریگی اور اگر بعض امارات
سے اوس حمل کا اون دونون سے منتفی ہونا ثابت ہو جائے تو وضع حمل کے بعد شوہر اول کے عدہ کو
تمام کریگی اور بعد ازان از سر نو شوہر ثانی کا عدہ رکھیگی اور اگر اوس حمل کا ان دونون سے ہونا محتمل ہو

تو بعض علمائے فرمایا ہے کہ اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور وضع حمل اوس شخص کا عدہ قرار پائیگا
جس سے کہ وہ ملحق ہوا اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ زن مذکورہ وطی بالشبہ کیوجہ سے فراش ثانی ہے پس
حمل مذکور اوسی سے ملحق ہونا چاہیے **پانچوان مسئلہ** شخص حاضر کی زوجہ وقت طلاق یا وفات سے
عدہ رکھیگی اور شخص غائب کی زوجہ طلاق مین وقت وقوع سے اور وفات مین وقت بلوغ خبر سے
عدہ رکھیگی اگرچہ کسی غیر عادل ہی نے خبر پہونچائی ہو لیکن زن مذکورہ کو بدون ثبوت دوسرا عقد
کرنا صحیح نہوگا اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر اسکے بعد خبر مذکور کی صحت معلوم ہو جائے گی تو اوسی عدہ پر اکتفا
کریگی اور اگر عورت کو وقوع طلاق کا علم ہوا اور اوسکے وقت کا علم نہو تو وقت بلوغ سے عدہ
رکھیگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو بعد دخول طلاق دے اور اثنائے عدہ مین مراجعت
کرے اور پھر قبل وطی طلاق دے تو مطلقۂ مذکورہ کو از سر نو عدہ رکھنا لازم ہوگا اسلیے کہ طلاق
اول بوجہ رجعت باطل ہو گئی اور اگر رجعت کے بعد زن مذکورہ پر خلع واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے
استبصار مین فرمایا ہے کہ علی الاقوی اوسپر عدہ لازم نہوگا اور یہ قول بعید ہے اسلیے کہ شوہر نے اوسکو ایسے
عقد مین طلاق دی ہے جسکے بعد دخول واقع ہوا ہے لیکن اگر اوسکو بعد دخول طلاق دے اور اثنائے
عدہ مین اوس سے عقد کرے اور پھر قبل دخول طلاق دے تو زن مذکورہ پر عدہ لازم نہوگا اسلیے
کہ پہلا عدہ بوجہ فراش باطل ہو گیا اور عقد ثانی کے بعد دخول نہین ہوا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ
عدہ لازم ہوگا اسلیے کہ اوسنے پہلے عدہ کو کامل نہین کیا تھا اور قول اول اشبہ ہے **ساتوان مسئلہ**
وطی بالشبہ مین حد زنا ساقط اور عدہ واجب ہوتا ہے اور اگر زن موطوئہ عالم تحریم اور واطی
(دخول کرنیوالا) جاہل تحریم ہو تو واطی سے نسب ملحق ہوگا اور زن مذکورہ پر اوسکے لیے عدہ رکھنا
لازم ہوگا اور اوسپر حد جاری کیجائیگی اور مہر کے پانے کی مستحق نہوگی اور اگر زن موطوئہ کنیز ہو تو
اوسکی اولاد واطی سے ملحق ہوگی اور اوسپر مہر کنیز اور حمل کی وہ قیمت آقائے کنیز کے حوالہ کرنی لازم ہوگی

جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت متحقق ہوگی اور بعض علمائنے فرمایا ہو کہ مہر کنیز کا دینا لازم نہوگا بلکہ اوسکی قیمت کا دسوان حصہ اگر باکرہ ہو اور بیسوان حصہ اگر ثیبہ ہو آقائے کنیز کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہی مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہو **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق بائن دے اور پھر اوس سے وطی بالشبہ واقع کرے تو بعض علمائنے فرمایا ہو کہ دونون عدے (عدہ طلاق اور عدۂ وطی بالشبہ) متداخل ہو جائینگی (یعنے اقل عدہ تحت اکثر مین داخل ہوگا) اسلیے کہ وہ دونون ایک ہی شخص کے لیے ہین اور یہ قول خوب ہی خواہ زن مذکورہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ **نوان مسئلہ** جبکہ زن مطلقہ سے عدۂ رجعیہ مین وطی بالشبہ واقع ہو اور وہ واطی ثانی سے حاملہ ہوجائے تو بوضع حمل دوسرے کا عدہ رکھیگی اور وضع حمل کے بعد پہلے شوہر کا عدہ کامل کریگی اور شوہر اول کو اس عدہ مین رجوع کرنیکا اختیار ہوگا اور اوسکو زمان حمل مین رجوع کرنا صحیح نہوگا

كتاب الخلع

(شوہر کا اپنی زوجہ کو بعوض مخصوص جدا کرنا جبکہ فقط زوجہ کراہت رکھتی ہو) **والمبارات** (شوہر کا زوجہ کو بعوض مخصوص جدا کرنا جبکہ زن و شوہر دونون کراہت رکھتے ہون) اور اس مین دو مطلب ہین

پہلا مطلب خلع کے بیان مین اور اسمین چار بحثین ہین **بحث اول** صیغۂ خلع کے بیان مین پس اوسکا صیغہ خالعتك على كذا (مین نے تجھکو فلان عوض کے مقابل جدا کیا) یا فلانة مختلعة على كذا (فلان زوجہ بعوض فلان مال مختلعہ ہی) ہی اور آیا وقوع خلع مین شوہر کی جانب سے فقط صیغۂ مذکورہ کا صادر ہونا کافی ہی یا نہین بلکہ اوسکے بعد صیغۂ طلاق کا مذکور ہونا بھی ضرور ہوگا پس روایت مین وارد ہوا ہی کہ ہان کافی ہی اور شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ صیغۂ مذکورہ کے بعد کوئی ایسا لفظ مذکور نہو جو طلاق پر دلالت کرتا ہو (مثلاً صیغۂ خلع کے بعد فانت طالق یا فہی طالق کا واقع کرنا بھی لازم ہوگا پس شیخ علیہ الرحمہ کے نزدیک مجموع صیغہ خالعتك فانت طالق یا فلانة مختلعة فہی طالق قرار پائیگا) اور خلع مین فقط فادیتك (مین نے تجھسے فدیۂ خلاصی کو قبول کیا)

یا فاسختک (مین نے تیرے نکاح کو فسخ کیا) یا ابنتک (مین نے تجھکو جدا کیا) یا لابنتک (مین نے تجھسے قطع تعلق کیا) بدون لفظ طلاق کافی نہوگا اور اسیطرح وقوع خلع مین تقابل (زن وشوہر کا اپنی رضا سے عقد نکاح کو فسخ کرنا) بھی کافی نہین ہے اور جبکہ وقوع خلع مین فقط صیغہ خلع کی کفایت کے قائل ہون تو آیا یہ خلع از قبیل فسخ ہوگی یا از قبیل طلاق پس جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ داخل طلاق ہوگی اور یہی روایت مین بھی وارد ہوا ہے اور جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکا داخل فسخ کرنا اولی ہے اور یہ قول از قبیل تخریج (کسی حکم کا نصوص سے مستنبط کرنا جبکہ وہ بخصوصہ منصوص نہو) ہے پس جن علمانے (جیسے شیخ الطائفہ رح) کہ اوسکو داخل فسخ کیا ہے اونھون نے اوسکو طلقات ثلثہ مین محسوب نہین کیا ہے اور جنھون نے داخل طلاق کیا ہے اونھون نے عدد طلقات مین محسوب کیا ہے اور اگر بذل فدیہ کے ساتھ صیغہ طلاق واقع ہو تو یہ طلاق بائن ہوگی (نہ رجعی) اگرچہ لفظ خلع سے منفرد ہو اور یہان پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب طلاق ہو اور اوسکا شوہر صیغہ خلع کو بدون لفظ طلاق واقع کرے تو دونون قولونؒ کی بنا پر طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عوض کے مقابل طالب خلع ہو اور اوسکا شوہر طلاق کو بصیغۂ خلع واقع کرے تو جو لوگ کہ تنہا خلع کو داخل فسخ کرتے ہین انکے نزدیک زوجہ پر بذل عوض لازم نہوگا اور جو لوگ اوسکو داخل طلاق کرتے ہین یا اوسکو طلاق کا محتاج جانتے ہین اونکے نزدیک لازم ہوگا **دوم** اگر کوئی شخص ابتداءً اپنی زوجہ سے انت طالق بالف (تجھکو بعوض ہزار درہم طلاق ہے) یا انت طالق وعلیک الف (تجھکو طلاق ہے اور تجھپر ہزار درہم لازم ہین) کہے تو طلاق رجعی صحیح ہوجاویگی اور زوجہ پر ہزار درہم کا حوالہ شوہر کرنا لازم نہوگا اگرچہ بعد ازین تبرعاً اوسکا التزام بھی کرے (یعنے ہزار درہم کی شوہر کےلیے ضامن ہو جائے) اسلیے کہ التزام اوس مال کی ضمانت ہوگی جو اوسپر واجب نہین ہوا اور اگر زوجہ ہزار درہم شوہر کے حوالہ کریگی تو ہبہ جدید شمار کیا جائیگا اور اونکے حوالہ کرنے سے مطلقہ مذکورہ بائنہ نہوجائیگی **سوم** جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے طلقنی بالف (تو مجھکو ہزار درہم کے عوض مین طلاق دے) کہے تو

جواب کے فوری ہونے کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر جواب مین تاخیر واقع ہوگی تو شوہر کو عوض کے پانیکا
استحقاق نہوگا اور طلاق رجعی ہوجاویگی **بحث دوم** فدیہ کے بیان مین پس جس مال کا کہ نکاح مین مہر ہونا صحیح ہی
اوسکا خلع مین فدیہ ہونا بھی صحیح ہی اور اوسکی کوئی مقدار معین نہین ہی پس مقدار فدیہ کا اوس مال سے
زائد ہونا بھی جائز ہی جو زوجہ کو جانب شوہر سے بذریعہ مہر وغیرہ حاصل ہوا ہو اور جبکہ مال فدیہ غائب ہو
تو اوسکی جنس اور وصف اور مقدار کا مذکور ہونا ضرور ہی اور حاضر مین فقط مشاہدہ کافی ہی اور عدم
تعیین کیصورت مین اطلاق فدیہ بلد کے نقد غالب کیطرف منصرف ہوگا اور صورت تعیین مین وہی
مال مراد ہوگا جسکی کہ تعیین کی گئی ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو ہزار درہم کے عوض خلع دے اور اپنی
مراد کا ذکر نکرے یا قصد ہی نکرے تو خلع فاسد ہوگی اور اگر مال فدیہ اون اشیاء مین سے مقرر کیا
جائے جنکا شخص مسلم مالک نہین ہوسکتا جیسے شراب تو خلع فاسد ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ
طلاق رجعی ہوجائیگی اور یہ قول حق (صحیح) ہی اگر بعد ازان لفظ طلاق بھی مذکور ہوا ہو والا بطلان
خلع حق (زیادہ صحیح) ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بعوض سرکہ خلع دے بعد ازان اوسکا شراب
ہونا ظاہر ہو تو خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو بقدر شراب سرکہ کا استحقاق ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی
زوجہ کو حمل چوپایہ یا حمل کنیز کے عوض مین خلع دے تو صحیح ہوگی اور فدیہ کا بذل کرنا زوجہ یا اوسکے
وکیل کیطرف سے صحیح ہی اور اسیطرح اوس شخص کیطرف سے بھی صحیح ہی جو زوجہ کی اجازت سے ضامن فدیہ
ہوا ہو اور آیا کسی شخص متبرع کیطرف سے بھی بذل فدیہ صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور عدم صحت اشبہ
اور موافق اصول و قواعد ہی لیکن اگر کوئی شخص کسی شخص سے کہے طلقہا علی الف من مالہا
وعلی ضمانہا (تو اپنی زوجہ کو اوسکے مال مین سے ہزار درہم کے مقابل طلاق دے اور مین قدر لیکے
اوسکا ضامن ہون) یا کہے طلقہا علی عبدہا ہذا وعلی ضمانہ (تو اپنی زوجہ کو اوسکے فلان
غلام کے مقابل طلاق دے اور مین اوسکا ضامن ہون) تو صحیح ہوگا پس اگر زن مذکورہ دفعہ بذل پر

رضی نہوگی تو خلع صحیح ہوگی اور مال فدیہ کا شخص متبرع ضامن ہوگا اور ہمین تردد ہے اور اگر کوئی عورت مرض الموت مین شوہر سے بعوض فدیہ طالب خلع ہو تو صحیح ہوگا اگرچہ مقدار فدیہ اوسکے ثمث متروکہ سے زائد بھی ہو پس فدیہ کی مقدار اوسکے اصل متروکہ سے خارج کیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر مقدار فدیہ مہر المثل سے زائد ہو تو بقدر مہر المثل اصل متروکہ سے اور بقدر زیادتی ثمث متروکہ سے خارج ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اگر فدیہ خلع مولود شوہر کا رضاع (دودھ پلانا) قرار پائے تو صحیح ہوگا لیکن مدت رضاع کا معین کرنا اوسکی صحت مین شرط ہوگا اور اسیطرح اگر فدیہ طلاق مولود شوہر کا نفقہ قرار پائے تب بھی صحیح ہوگا اور نفقہ کی مدت اور اوس مقدار کا معین کرنا اوسکی صحت مین شرط ہوگا جسکی طرف اوسکو ماکول اور مشروب اور کسوت وغیرہ مین سے احتیاج ہوگی اور اگر مولود مذکور قبل مدت مرجائے گا تو مطلق کو مابقی کا مطالبہ صحیح ہوگا پس اگر فدیہ طلاق رضاع ولد ہوگا تو مطلق کو زن مطلقہ سے باقی مدت کی اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر انفاق ولد ہوگا تو باقی مدت کے اوس نفقہ کے مثل یا قیمت کا مطالبہ کریگا جسکی طرف اوسکو مدت مذکورہ مین احتیاج ہوتی ہو اور اس صورت مین مطلقہ پر اوسکا ایک ہی دفعہ مطلق کے حوالہ کرنا واجب نہوگا بلکہ اوسیطرح بتدریج ادا کریگی جسطرح بقائے ولد کیصورت مین مطلق کو اوس سے مطالبہ کرنیکا استحقاق ہوتا اور اگر طلاق کا عوض مطلق کے قبضہ پانے سے قبل تلف ہوجائے تو اوسکا استحقاق باطل نہوگا اور مطلقہ پر اوسکے مثل کا حوالہ مطلق کرنا لازم ہوگا اور اگر مثلی نہوگا تو اوسکی قیمت کا حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر ایسے عوض کے مقابل خلع واقع کرے جسکا ضبط اوصاف کے ساتھ کیا گیا ہو بعد ازان اوسکی زوجہ کچھ مال شوہر کے حوالہ کرے پس اگر شوہر اوس مال کو وصف مشروط کے موافق پائے فبہا والا اوسکو مال مذکور کے واپس کرنے اور عوض موصوف کے مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر عوض خلع معین ہو بعد ازان اوسکا معیوب ہونا ظاہر ہو تو شوہر کو اوسکے

واپس کرنے اور اوسکے مثل یا قیمت کے مطالبہ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اوسکو مال مذکور کے روک لینے اور ارش
(مقدار تفاوت بین المعیب والصحیح) کے مطالبہ کرنیکا بھی اختیار رہیگا اور اسیطرح اگر کسی مملوک پر اوسکے حبشی ہونیکی بناپر
خلع واقع ہو بعد ازان اوسکا زنگی ہونا ظاہر ہو یا کسی کپڑے پر اوسکے نقی اللون (صاف رنگ) ہونیکی بناپر خلع
واقع ہو بعد ازان اوسکا اسمر (گندم گون) ہونا ظاہر ہو تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی کپڑے پر
اوسکے ابریشم ہونیکی بناپر خلع دے بعد ازان اوسکا کتان ہونا ثابت ہو تو خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو زوجہ سے
قیمت ابریشم کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اوسکو کتان کے روک لینیکا اختیار نہوگا اسلیے کہ اون دونون کی جنس مختلف
ہو اور اگر کوئی عورت ہزار درہم اپنے شوہر کے حوالہ کرے اور بعد ازان کہے طلقنی بھا متی شئت
(تو مجھکو ان ہزار درہمون کے عوض جب چاہے طلاق دے) تو بذل مذکور صحیح ہوگا اور اگر صورت مذکورہ مین
شوہر اوسکو طلاق دیگا تو طلاق بائن ہوگی اور ہزار درہم عورت کی ملک ہونگے اور اگر کوئی شخص دو یا زیادہ ازواج کو
ایک ہی فدیہ پر خلع دے تو صحیح ہوگی اور مقدار فدیہ اون مین مساوی قرار دیجاویگی اور اگر دو عورتین اپنے شوہر سے کہین
طلقنا بالف (ہم دونون کو ہزار درہم کے عوض طلاق دے) پس شوہر اون دونون مین سے ایک کو طلاق دے
تو اوسکو نصف عوض کا استحقاق ہوگا اور یا اگر اسکے بعد دوسری زوجہ کو بھی طلاق دیگا تو بھی ہوگا اور شوہر کو
عوض کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ مقتضائے استدعا تعجیل جواب ہے جو صورت مذکورہ مین مفقود ہے کیونکہ بیان پر
جواب استدعا مین تاخیر واقع ہوئی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی معین مال پر خلع دے بعد ازان اوسکا ملک غیر
ہونا ظاہر ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خلع باطل ہوگی مگر اقوال مین یہ ہے کہ خلع صحیح ہوگی اور شوہر کو زوجہ سے قیمت فدیہ کا
مطالبہ صحیح ہوگا اگر قیمی ہے اور اگر مثلی ہو تو اوسکے مثل کا مطالبہ صحیح ہوگا تو خوب ہو اور بذل اگر کنیز کریگی تو بغیر اجازت صحیح نہیں ہے پس اگر
آقا اوسکو بذل فدیہ کی اجازت دے تو طلاق مہر مثل کے ساتھ فدیہ کیطرف منصرف ہوگا اور اگر بے اجازت زوجہ کو
مہر مثل پر زیادتی کریگی تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خلع صحیح ہوگی لیکن بذل کنیز کو لازم ہوگی جو اوسکی بعد عتق
(آزادی) و یسار (خوشحالی) وصول کیجاویگی اور اگر کنیز بلا اجازت آقا بذل کریگی تو اوسکے عتق و یسار کے بعد

کل فدیہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر کوئی کنیز اپنے آقا کے کسی مال کو بعوض فدیہ حوالۂ شوہر کرے اور اوسکا آقا اجازت دے تو خلع اور بذل دونون صحیح ہونگے اور اگر اجازت نہ دیگا تو فقط خلع صحیح ہوگی اور بذل باطل ہوگا اور کنیز پر اوسکا مثل یا قیمت لازم ہوگی جسکا مطالبہ اوسکے عتق و یسار کے بعد کیا جائیگا اور مکاتبۂ مطلقہ (وہ کنیز جسکے آزاد ہونے کو آقا نے تا مدت معلومہ کسی عوض پر معلق کیا ہو اور صورت عجز مین اوسکی رقیت کیطرف عود کرنے کو شرط نکیا ہو) کا بذل فدیہ کرنا صحیح ہو اور آقا کو اوس سے تعرض کرنا جائز نہوگا لکن مکاتبہ مشروطہ (وہ کنیز جسکے آزاد ہونے کو کسی عوض پر معلق کیا ہو اور صورت عجز مین اوسکے رقیت کیطرف عود کرنے کو شرط کرلیا ہو) کو بذل فدیہ کرنا جائز نہین ہو اسلیے کہ وہ مملوک قن (وہ مملوک جسکا کوئی حصہ آزاد نہو) کا حکم رکھتی ہو **بحث سوم** شرائط خلع کے بیان مین پس خالع (خلع دینے والا) مین چار شرطون کا اعتبار ضرور ہو **اول** بالغ ہونا **دوم** کامل العقل ہونا **سوم** صاحب اختیار ہونا **چہارم** صاحب ارادہ ہونا پس صغیر اور مجنون (مطبق ہو یا ادواری) اور مکرہ (جو مجبور کیا گیا ہو) اور صاحب نشہ کی خلع واقع نہوگی اور اسیطرح اوس شخص کی خلع بھی واقع نہوگی جسکا قصد و ارادہ بوجہ غیظ وغضب مرتفع ہوجائے اور اگر ولی طفل اوسکی طرف سے بعوض فدیہ خلع واقع کرے تو صحیح ہوگی اگر خلع کے داخل فسخ ہونے کے قائل ہون اور اگر اوسکے داخل طلاق ہونے کے قائل ہون تو باطل ہوگی اسلیے کہ ولی طفل کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہین ہو اور زن مختلعہ (وہ عورت جسکو خلع دیجائے) کا طاہر ہونا شرط ہو باین معنی کہ جس طہر مین اوسکو خلع دیجائے اوسمین شوہر نے جماع نکیا ہو جبکہ مدخول بہا اور غیر یائسہ ہو اور اوسکا شوہر اوسکے پاس حاضر ہو اور اسیطرح خلع مین زوجہ کیطرف سے کراہیت کا متحقق ہونا بھی شرط ہو اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے لَاُدْخِلَنَّ عَلَیْكَ مَنْ تَكْرَہُ (البتہ مین تجھپر اوس عورت کو داخل کرونگی جس سے تو کراہت کریگا) تو شوہر کو

اوسکا خلع دینا واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور اس مقام پر ایک روایت مین وجوب خلع بھی منقول

ہوا ہو اور زنِ حاملہ پر خلع کا واقع کرنا صحیح ہی جبکہ اوسنے خون کو دیکھا ہو جسطرح کہ اوسکو طلاق دینا صحیح

ہو اگرچہ قائل ہون کہ حاملہ کو خون حیض آسکتا ہو اور زنِ غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم ہو اگرچہ اوسکو

خون حیض آتا ہو اور زنِ یائسہ کا خلع دینا صحیح ہو اگرچہ اوس سے طہر مخالعتہ مین وطی واقع ہوئی ہو

اور عقد مین دو شاہدون کا دفعتہً حاضر ہونا شرط ہو (یعنی شاہدین کو صیغۂ عقد کا سماعت کرنا

شرط ہو اگرچہ دفعتہً حاضر نہ بھی ہون) اور اگر دونون شاہد متفرق ہونگے (دفعتہً حاضر نہونگے اپنے

صیغۂ عقد کی دفعتہً سماعت نہ کرینگے) تو خلع واقع نہوگی اور اسیطرح خلع کا مثل طلاق کے شرط سے مجرد

(خالی) کرنا بھی ضرور ہو اور اوس شخص کی خلع بھی نافذ ہوگی جو بوجہ تبذیر (فضول خرچی) یا مفلسی

محجور علیہ اور تصرف سے ممنوع ہو جسطرح کہ اوسکا طلاق دینا صحیح ہو اور اسیطرح کافر ذمی و کافر حربی

کی خلع بھی صحیح ہو اور اگر عوض خلع شراب یا خوک مقرر کیا جائے تب بھی صحیح ہوگی اور اگر زن و

شوہر دونون یا اونمین سے ایک شخص قبل قبضہ اسلام لے آئے تو عورت اوسکی اوس قیمت کی ضامن ہوگی

جو اوسکے حلال جاننے والون کے نزدیک قرار پائیگی و جس شرط سے خالی ہونے پر صحت طلاق موقوف

ہو وہ اوس صورت مین مبطل عقد ہوتی ہو کہ جب اوسکو نفس عقد مقتضی نہو پس اگر شوہر کہے فان رجعت

رجعت (اگر تو عوض طلاق مین رجوع کریگی تو مین طلاق مین رجوع کرونگا) تو اس شرط سے عقد باطل

نہوگا اسلیے کہ یہ مقتضائے خلع مین داخل ہو اور اسیطرح اگر عورت عوض مین رجوع کرنے کو شرط کرے تب بھی

باطل نہوگا اسلیے کہ یہ اختیار اوسکو بدون شرط بھی حاصل ہو لیکن اگر شوہر کہے خالعتک ان شئت

(مین نے تجھکو خلع دی اگر تو خواہش کرے) تو صحیح نہوگا اگرچہ عورت اوسکی خواہش بھی کرے اسلیے کہ یہ شرط

مقتضائے خلع سے نہین ہو اور اسیطرح اگر کہے خالعتک ان ضمنت لی الفا (مین نے تجھکو خلع دی

اگر تو میرے لیے ہزار درہم کی ضامن ہو) یا کہے خالعتک ان اعطیتنی الفا (مین نے تجھکو خلع دی اگر

تو تجھکو ہزار درہم عطا کرے) یا جو شروط مثل اسکے ہوں تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر لفظ ان کے علاوہ اور ادوات شرط و تعلیق کا مثل متی یا مہما یا اسی وقت یا ای حین وغیرہ کے استعمال کریگا تب بھی یہی حکم ہوگا **بحث چہارم** احکام خلع کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو بذل فدیہ پر مجبور کریگا تو فعل حرام کا مرتکب ہوگا لیکن اگر باوجود اکراہ کے طلاق دیگا تو طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو اوس فدیہ کا مطالبہ صحیح نہوگا جسکے بذل پر زوجہ کو اوسنے مجبور کیا ہو اور شوہر کو رجوع کرنا صحیح ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر باوجود التیام اخلاق کے (یعنے درصورتیکہ زوجہ کو کراہیت نہو) خلع کو واقع کریگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ صحت خلع مین کراہت زوجہ شرط ہو اور شوہر فدیہ کا مالک نہوگا اور اس حالت مین اگر زوجہ کو کسی عوض کے مقابل طلاق دیگا تو اوس عوض کا مالک نہوگا اور طلاق صحیح ہوگی اور اوسکو رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی عورت کسی فاحشہ (جس سے بقولے زنا اور بقولے مطلق گناہ جو موجب حد ہو اور بقولے مطلق معصیت مراد ہو اگرچہ تفسیر اول کو اکثر محققین نے اختیار کیا ہو) کی مرتکب ہو تو شوہر کو اوسپر بذل فدیہ کیلیے تضییق (تنگی) کرنا جائز ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ یہ حکم منسوخ ہو لیکن اوسکا منسوخ ہونا ثابت نہین ہوا **چوتھا مسئلہ** جبکہ خلع صحیح ہوجائے تو شوہر کو رجعت کا اختیار باقی نہین رہتا ہو اور عورت کو عوض خلع مین اوسوقت تک رجوع کرنا صحیح ہو جبتک کہ وہ عدہ مین ہو اور جبکہ عورت رجوع کریگی تو شوہر کو بھی رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو خلع دے اور رجعت کی شرط کرے تو یہ شرط صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ مقتضائے خلع کے منافی ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کسی عوض کے مقابل بشرط رجعت طلاق دیگا تب بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ یہ شرط طلاق بعوض کے منافی ہو **چھٹا مسئلہ** زن مختلعہ کو بعد خلع طلاق دینا صحیح نہین ہو اسلیے کہ طلاق ثانی مشروط برجعت ہو جو صورت مذکورہ مین مفقود ہو کیونکہ عورت بعد خلع بائن ہوجاتی ہو ہان اگر عورت عوض خلع مین رجوع

خواہ خلع کو بعوض طلاق کرین یا اوسکے بغیر ۱۲

کرے بعد ازان شوہر اوس سے رجوع کرلے تو اوسکا از سر نو طلاق دینا جائز ہوگا اسلیے کہ زن مذکورہ بعد
رجعت زوجہ ہو جاتی ہو ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی ثلاثا بالف
(تو مجھکو ہزار درہم کے عوض مین تین طلاقین دے) بعد ازان شوہر اوسکو طلاق دے تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمۃ
فرمایا ہو کہ صحیح ہوگی اسلیے کہ یہ طلاق بشرط ہو لکن طلاق مذکور کا طلاق بعوض ہونا بوجہ نہین ہو پس لفظ
مذکور (بالف) شرط مین معدود ہوگا پس اگر صورت مفروضہ مین عورت نے تین طلاقون سے اونکا ولاءً
واقع کرنا (صیغہ طلاق کا اسطرح تین مرتبہ واقع کرنا کہ اونمین کوئی رجعت متخلل نہو) مراد لیا ہوگا تو بذل فدیہ
صحیح نہوگا اگرچہ شوہر اوسپر تین طلاقون کو بطور ارسال (انتِ طالقٌ ثلاثا کہنا) بھی واقع کرے اسلیے کہ شوہر نے
اس صورت مین مطلوب زوجہ پر عمل نہین کیا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اس صورت مین شوہر کو ثلث
فدیہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ ایک طلاق صحیح ہوگی لکن اگر صورت مفروضہ مین عورت نے وہ تین طلاقین
مراد لی ہونگی جنمین دو رجعتین متخلل ہون تو بذل فدیہ صحیح ہوگا پس اگر شوہر اوسکو تین طلاقین دیگا تو
اوسکو ہزار درہم کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر ایک طلاق دیگا تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شوہر کو ہزار
درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ زوجہ نے ہزار درہم کو تین طلاقون کے مقابل مقرر کیا تھا
پس وہ ہزار درہم تین طلاقون پر بالتسویہ (مساوی) تقسیم کیے جاوینگے (بناءً علیہ شوہر کو ایک طلاق
کے عوض مین (۳۳۳ ⅓) کا استحقاق ہوگا جو ثلث ہزار درہم ہو) اور اس مین تردد ہو جسکا منشا یہ ہو کہ عورت
نے جملہ فدیہ (ہزار درہم) کو مجموع طلقات ثلاث (تین طلاقین) کے مقابل مقرر کیا تھا پس کل فدیہ کی
ہر طلاق پر تقسیم نہوگی (بناءً علیہ شوہر کو ایک طلاق کے عوض مین کچھ نہ ملیگا اسلیے کہ انتفائے مجموع میں
انتفاء بعض اجزاء کافی ہو) اور اگر کسی عورت پر دو طلاقین واقع ہو چکی ہون اور وہ اپنے شوہر کے
ساتھ ایک طلاق پر باقی ہو بعد ازان شوہر سے کہے طلقنی ثلاثا بالف (تو مجھکو ہزار درہم کے
مقابل تین طلاقین دے) اور وہ اوسپر ایک طلاق واقع کرے تو شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق

ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ اگر عورت عالم ہوگی (یعنی اگر جانتی ہوگی کہ فقط ایک ہی طلاق باقی ہو)
تو اوسکو مجموع ہزار درہم کا اور اگر جاہل ہوگی تو اوسکے ثلث کا استحقاق ہوگا اور اس قول مین بھی اشکال
ہو جسکا منشا ابھی مذکور ہوچکا **آٹھوان مسئلہ** اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی واحدۃ
بالالف (تو مجھکو ہزار درہم کے مقابل ایک طلاق دے) اور شوہر اوسپر تین طلاقین ولاءًا واقع کرے
(مثلاً کہے انت طالقٌ ثلثا) تو ایک طلاق صحیح ہوگی اور شوہر کو مجموع ہزار درہم کا استحقاق ہوگا
اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے طلقنی واحدۃ بالالف اور شوہر اوسکے جواب مین کہے
انت طالقٌ فطالقٌ فطالقٌ تو اوسپر پہلے ہی صیغہ سے طلاق واقع ہوجائیگی اور باقی عبارت
لغو قرار پائیگی پس اگر شوہر کہے کہ ہزار درہم کے مقابل مین نے طلاق اول واقع کی ہو تو اوسکو ہزار
درہم کا استحقاق ہوگا اور یہ طلاق بائن ہوگی اور اگر کہے ہزار درہم کے مقابل مین نے طلاق
دوم واقع کی ہو تو پہلی طلاق رجعی ہوگی اور طلاق دوم اور فدیہ باطل ہوگا اور اگر کہے کہ مین نے
ہزار درہم کے مقابل جملہ طلاقون کو واقع کیا ہو تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ پہلی طلاق صحیح ہوگی
اور شوہر کو ہزار درہم کے ثلث کا استحقاق ہوگا اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین
شوہر نے مطلوب زوجہ کو واقع کیا ہو پس اوسکو کل فدیہ کا استحقاق ہونا چاہیے **نوان مسئلہ** جبکہ
کسی عورت کا باپ اوسکے شوہر سے کہے طلقھا وانت بری من صداقھا (تو اسکو طلاق
دے اور تو اوسکے مہر سے بری الذمہ ہو) اور وہ طلاق دے تو طلاق رجعی ہوگی اور عورت پر
شوہر کا اپنے مہر سے بری الذمہ کرنا لازم نہوگا اور اوسکا باپ ضامن مہر نہوگا **دسوان مسئلہ**
جبکہ کوئی عورت کسی شخص کو اپنی خلع مین وکیل کرے اور مقدار فدیہ کو معین نکرے تو وکالت کا یہ
اطلاق نقد بلد کے ساتھ مہر المثل کے عوض مین نقدا خلع کے واقع کرنے کو مقتضی ہوگا (اور وکیل کو مقدار
فدیہ کا مہر مثل سے زائد مقرر کرنا صحیح نہوگا ہان مہر المثل سے کمتر کا اختیار بدرجۂ اولی حاصل ہوگا) اور اسیطرح

اگر شوہر کسی شخص کو اپنی زوجہ کی خلع مین وکیل کرے اور مقدار فدیہ کو معین نکرے تب بھی یہی حکم ہوگا (اور وکیل کو مقدار فدیہ کا مہر المثل سے کمتر مقرر کرنا صحیح نہوگا ہان مہر المثل سے زائد کا اختیار بدرجۂ اولی حاصل ہوگا) پس اگر زوجہ کا وکیل بذل فدیہ مین مہر المثل سے زیادتی کریگا تو بذل باطل ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور وکیل ضامن نہوگا اور اگر وکیل شوہر اوسکی زوجہ کو مہر المثل سے کم کے ساتھ خلع دیگا تو خلع باطل ہوگی اور اگر بذل مذکور کے ساتھ طلاق دیگا تو صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ وہ فعل ہے جسکی اوسکو اجازت حاصل نہین ہے اور تفصیل احکام سے مسائل نزاع بھی ملحق ہین منجملہ اونکے تین مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ زن وشوہر کا مقدار فدیہ (جیسے اوسکا سو یا ہزار ہونا) مین اتفاق ہو اور جنس فدیہ (جیسے اوسکا درہم یا دینار یا گوسفند ہونا) مین اختلاف کرین تو قول زن معتبر ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر زن وشوہر کا مقدار فدیہ کے مذکور ہونے پر اتفاق ہو اور جنس معین کے مذکور ہونے پر اتفاق نہو اور جنس معین کے ارادہ کرنے مین اختلاف کرین تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خلع باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ مرد پر بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے خالعتک علی الف فی ذمتک یعنی مین نے تجھکو ان ہزار درہمون کے مقابل خلع دی ہے جو تیرے ذمہ پر ثابت ہین اور زوجہ کہے بل فی ذمۃ زید تو مجھکو ان ہزار درہمون کے مقابل خلع دی ہے جو زید کے ذمہ پر ثابت ہین تو اس صورت مین شوہر پر بینہ کا قائم کرنا اور زوجہ پر حلف کرنا لازم ہوگا اور زوجہ کے حلف کرنے کے بعد عوض ساقط ہوگا اور زید پر لازم نہوگا اور زن مذکورہ اقرار شوہر کے موافق بائن ہوجائیگی اور اسیطرح اگر زوجہ اپنے شوہر کے جواب مین کہے بل خالعک فلانٌ والعوض علیہ بلکہ مجھسے ان فلان شخص نے خلع کی درخواست کی تھی اور عوض بھی وہی پر لازم ہے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر زوجہ اپنے شوہر کے جواب مین کہے خالعتک بکذا وضمنہ عنی فلان یعنی مین نے تجھسے ہزار درہم کے مقابل خلع لی ہے اور ان درہمونکا میری طرف سے زید ضامن ہوا ہے یا کہے خالعتک بکذا ولی بذمۃ عنی فلان یعنی مین نے تجھسے ہزار درہمون کے مقابل خلع لی ہے اور اوسکا میری طرف سے زید وزن کریگا تو زن مذکورہ پر ہزار درہم لازم ہونگے

جبتک کہ کوئی بینہ اوسکے دعوے کے موافق قائم نہو اسلیے کہ اوسکا قول محض دعویٰ ہو اور زید پر فقط اوسکے دعوے سے کوئی مال ثابت نہین ہوسکتا دوسرا **مطلب** مبارات کے بیان مین مبارات کے معنی لغت مین مفارقت کے ہین اور اصطلاح فقہا مین مبارات سے وہ طلاق مراد ہو جو کسی عوض کے مقابل بجائی ہو اور زن وشوہر مین سے ہر ایک کی کراہت پر مترتب ہوتی ہو جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہو اور صورت اوسکی یہ ہو کہ شوہر کہے بارئتک علی کذا فانت طالق (مین نے تجھے فلان عوض کے مبارات کی پس تجھپر طلاق ہو) اور مبارات زن وشوہر مین سے ہر ایک کی کراہت پر مترتب ہوتی ہو اور قول مذکور فی المبارات (یعنی بارئتک علی الف درھم مثلاً) کے بعد صیغۂ طلاق کا مذکور ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو پس اگر شخص مباری (مبارات کا واقع کرنیوالا) فقط لفظ مبارات پر اقتصار کریگا تو اوسکی وجہ سے فرقت (جدائی) واقع نہوگی اور اگر بجاے بارئتک لفظ فاسختک یا ابنتک (مین نے تجھکو جدا کیا) یا اور کوئی ایسا لفظ واقع کرے جو ازالۂ نکاح پر دلالت کرتا ہو تو مبارات صحیح ہوگی بشرطیکہ بعد ازین صیغۂ طلاق کو بھی واقع کرے (مثلاً کہے ابنتک علی کذا فانت طالق اسلیے کہ جس لفظ کیوجہ سے فرقت حاصل ہوتی ہو وہ فقط صیغۂ طلاق ہو اور باقی الفاظ سے فرقت کا بعوض فدیہ واقع ہونا مراد ہو پس جو لفظ اس مطلب پر دلالت کریگا وہی کافی ہوگا اور اگر مباری فقط انت طالق بکذا (تجھکو فلان عوض کے مقابل طلاق ہو) پر اقتصار کرے تو یہ طلاق بھی داخل مبارات ہوگی اسلیے کہ مبارات سے وہ طلاق مراد ہو جو کسی عوض کے مقابل واقع ہو اور زن وشوہر مین باہم منافات (کراہت وانقباض) ہو اور شخص مباری (مبارات کا واقع کرنے والا) اور زن مباراۃ (وہ عورت جسپر مبارات واقع ہو) مین بھی وہی شرائط معتبر ہین جنکا مخالع (خلع کا دینے والا) اور مخالعہ (وہ عورت جسکو خلع دیجائے) مین اعتبار ہو اور جبکہ طلاق بعوض واقع ہوگی تو طلاق بائن ہوگی اور شوہر کو اختیار رجعت حاصل نہوگا البتہ اگر عورت مال فدیہ مین رجوع کریگی تو شوہر کو بھی اوسوقت تک رجوع کرنے کا

اختیار حاصل ہوگا جبتک کہ مدت عدہ باقی ہو اور عورت کو مال فدیہ مین رجوع کرنے کا تا انقضاے عدہ اختیار ہوگا اور مبارات بھی مثل خلع کے ہو (یعنی طلاق بعوض ہو نہین مبارات و خلع دونون مشترک ہین) لیکن اون دونون مین کئی وجہ سے فرق ہو اول یہ کہ مبارات زن و شوہر مین سے ہر ایک کے باہم کراہت کرنے پر مترتب ہوتی ہو بخلاف خلع کے کہ وہ تنہا زوجہ کی کراہت پر مترتب ہوتی ہو دوم یہ کہ مبارات مین شوہر کو زوجہ سے اوسیقدر فدیہ کا اخذ کرنا جائز ہو جسقدر کہ شوہر سے اوسکو بذریعہ مہر حاصل ہوا ہو اور اوسکے لیے زیادتی حلال نہین ہو (بلکہ بعض علمار نے مساوی کے اخذ کرنے کو بھی ناجائز فرمایا ہی) بخلاف خلع کے کہ وہان جائز ہو سوم یہ کہ مبارات مین فرقت کا صیغہ طلاق کے تلفظ پر موقوف ہونا اجماعی ہو بخلاف خلع کے کہ اوس مین اختلافی ہو۔

کتاب الظہار

اور اس کتاب مین نظر کرنا پانچ امرون کے بیان کو مقتضی ہو امر اول صیغہ ظہار کے بیان مین ہی اوسکا صیغہ قول شوہر انت علی کظہر امی ہو اور اسیطرح اگر بجاے انت لفظ ہذہ یا کسی ایسے لفظ کا ذکر کرے جو زوجہ کو دیگر عورات سے تمیز دے (مثلاً کہے زینب علی کظہر امی) تب بھی صیغہ ظہار کے تحقق مین کافی ہوگا اور اسیطرح تحقق صیغہ مین الفاظ صلات کے مختلف ہونیکا بھی کوئی اعتبار نہین ہو مثلاً شوہر کہے انت منی یا عندی (یا لدی یا علی وغیرہ) کظہر امی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو سواے ام نسبی کے اور کسی ایسی عورت کی ظہر سے تشبیہ دے جو باعتبار نسب یا رضاع حرام ہو جیسے ام رضاعی یا اخت نسبی و رضاعی تو آیا ظہار واقع ہوگی یا نہین اس مین دو قسم کی روایتین ہین لیکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہو کہ واقع ہوگی اسلیے کہ یہ جملہ عورات تحریم ظہر مین مثل ام کے مشترک ہین اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو مان کے ہاتھ یا اوسکے بال یا اوسکے شکم سے تشبیہ دے (مثلاً کہے یا انت علی کید امی یا کشعر امی یا کبطن امی) تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ ظہار واقع نہوگی تا کہ منطوق آیہ پر اقتصار رہے اور ایک روایت مین وقوع ظہار بھی منقول ہوا ہو اور وہ ضعیف ہو لیکن اگر زوجہ کو مان کے علاوہ اور کسی زن محرمہ سے سواے لفظ ظہر کے دیگر الفاظ

(جیسے بدبار ابن یا جل وغیرہ) مین تشبیہ دے مثلاً کہے انت علی کید اختی تو ظہار قطعاً واقع نہوگی اور اگر
کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت کامی یا انت مثل امی تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ واقع ہوگی اگر عبارت
مذکورہ سے قصد ظہار کیا ہوگا اور اسمین اشکال ہو جسکا منشا یہ ہو کہ وقوع ظہار مورد شرع کے ساتھ مخصوص ہو
اور مقتضائے اصل بقائے حلت ہی یعنی باعتبار شرع کے ظہار مین حرمت زوجہ فقط لفظ ظہر کے مذکور ہونے سے
ثابت ہوئی ہو پس جس مقام پر کہ لفظ ظہر مذکور نہوگا وہان پر موجب حرمت کا تحقق مشکوک ہوگا اور مقتضائے
اصل زوجہ کی حلت سابقہ بے معارض ہوگی) اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اوس عورت سے تشبیہ دے
جو بوجہ مصاہرت ابدی حرام موبد ہو جیسے زوجہ کی ماں زوجہ مدخولہ اوسکی بیٹی یا باپ و بیٹے کی زوجہ تو ظہار واقع ہوگی
اور اسیطرح اگر زوجہ کو اوسکی بہن یا اوسکی خالہ یا اوسکی پھوپی کے ساتھ تشبیہ دیگا تب بھی بدرجہ اولی یہی حکم ہوگا
اسلیے کہ یہ عورتین زنان اجنبیہ کا حکم رکھتی ہین کیونکہ انکی حرمت بھی مثل زنان اجنبیہ کے دائمی نہین ہو بلکہ بعض وقت
ہوتی ہو اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علی کظہر ابی یا اخی یا عمی تو اس قول پر کوئی حکم مترتب نہوگا
اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے انت علی کظہر ابی یا امی تب بھی اسکے لیے کوئی حکم نہوگا اسلیے
کہ ظہار مثل طلاق کے منجملہ احکام رجال ہو اور وقوع ظہار مین عادلون کا اسیطرح حاضر ہونا شرط ہو کہ ظاہر سے
صیغہ ظہار کی سماعت کرین اور اگر کوئی شخص صیغہ ظہار کو یمین قرار دے یعنی ظہار کو کسی فعل یا ترک کی غرض سے قرار دے
کہ زوجہ اوس سے باز رہے مثلاً زوجہ سے | ان کلمت فلانا یا ان ترکت الصلوۃ فانت علی کظہر امی
(اگر تو فلان شخص سے ہمکلام ہوگی یا اگر تو نماز کو ترک کریگی تو تو مجھپر پشت مادر کیطرح حرام ہوگی) کہے تو ظہار
واقع نہوگی اور اگر انشاء ظہار کا منجز ہونا (کسی وقت پر معلق نہونا) اوسکے وقوع مین شرط ہو پس اگر اوسکو
انقضائے ماہ یا دخول جمعہ پر معلق کریگا تو قول اظہر کے بنا پر واقع نہوگی و بعض علمائے فرمایا ہو کہ واقع
ہوگی اور یہ قول نادر ہو اور اگر کوئی شخص ظہار کو ضرر رسانی زوجہ کے قصد سے واقع کرے تو آیا
واقع ہوگی یا نہین بعض علمانے فرمایا ہو کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ عموم ادلہ محل فرض

کو شامل ہی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی شرط پر معلق کرے (مثلاً زوجہ سے کہے انت علی کظہر امی
ان دخلت الدار یا ان شاء زید بعد ازان وہ داخل خانہ ہو یا زید کی مشیت متعلق ہو)
تو اوسکے واقع ہونے مین تردد ہو لیکن اظہر یہ ہی کہ واقع ہوگی اور اگر کوئی شخص ظہار کو کسی مدت کے
ساتھ مقید کرے مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے لیے اوسکو واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا
ہی کہ واقع نہوگی اور اسمین اشکال ہی جسکا مستند عموم آیہ ہی جو مقتضی جواز ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ
اگر ظہار کی مدت معینہ زمان تربص (وہ تین مہینے جنکا وقت مرافعہ سے انتظار کیا جاتا) ہی
سے قاصر (کم) ہوگی تو واقع نہوگی اور اس تفصیل مین حکم مخصوص کی وجہ سے عموم آیہ کی
تخصیص لازم آتی ہی لہذا قول مذکور ضعیف ہی اور اس مقام پر چند فرعین مذکور ہوتی ہین اگر کوئی
شخص اپنی زوجہ سے کہے انت طالق کظہر امی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط ظہار لغو ہوگی خواہ
اوس کا قصد کیا ہو یا نکیا ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر اوسنے طلاق و ظہار کا قصد کیا ہوگا تو ظہار
بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ طلاق رجعی ہو بس گویا کہ قائل نے اس صورت مین یہ عبارت واقع کی ہی انت
طالق انت علی کظہر امی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ وقوع ظہار مین تنہا نیت مستقل نہین ہی جبتک
لفظ بھی ایسا صریح نہو جو احتمال خلاف نرکھتا ہو اور اسیطرح اگر کہے انت حرام کظہر امی تب بھی
ظہار صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی دو زوجاؤن مین سے ایک زوجہ پر ظہار کو واقع کرے اور اوسکو دوسری زوجہ پر جو زوجہ
اولی کی ضرہ ہی ظہار واقع کرنے کے ساتھ مشروط کرے مثلاً کہے انت علی کظہر امی ان ظاہرت ضرتک
(تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہی اگر تیری سوت پر ظہار واقع کرون) بعد ازان اپنی دوسری زوجہ (ضرۃ اولی)
پر ظہار واقع کرے تو دونون ظہارین (منجز و معلق) صحیح ہونگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
ظہار کرے اور اوسکو کسی اجنبیہ کی ظہار کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے انت علی کظہر امی
ان ظاہرت فلانۃ الاجنبیۃ) اور ظہار علی الاجنبیہ مین ظہار سے بلفظ ظہار نطق کرنیکا قصد کیے

فروع

توجبوقت کہ زن اجنبیہ سے بلفظ ظہار مواجہہ کریگا اوسی وقت اوسکی زوجہ مذکورہ پر ظہار واقع ہوجائیگی اور اگر اوس سے ظہار شرعی کا قصد کرے تو واقع نہوگی اسلیے کہ ظہار شرعی کی صحت مین اوسکا زوجہ پر واقع ہونا شرط ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علی کظہر امی ان ظاہرت اجنبیۃ تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہو اگر فلان عورت سے اوسکے اجنبی ہونے کی حالت مین ظہار واقع کرون یا زن اجنبیہ پر ظہار واقع کرون) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے انت علی کظہر امی ان ظاہرت فلانۃ کہے اور لفظ فلانہ کو لفظ اجنبیہ کے ساتھ موصوف نکرے بعد ازان اوس سے عقد کرکے اوسپر ظہار واقع کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ دونون ظہار مین صحیح ہونگی اور یہ قول حسن (خوب) ہی امر دوم مظاہر (ظہار کا واقع کرنیوالا) کے بیان مین مظاہر کا بالغ اور کامل العقل و صاحب اختیار و صاحب قصد و ارادہ ہونا صحت ظہار مین شرط ہی پس ظہار طفل و مجنون و مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) صحیح نہین ہی اور اسیطرح اوس شخص کی ظہار بھی صحیح نہین جسکا قصد سکر (نشہ) یا غشی یا غیظ و غضب کیوجہ سے مرتفع ہوجائے اور اگر کوئی شخص صیغہ ظہار سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع نہوگی اسلیے کہ صورت مذکورہ جس لفظ کا کہ وقوع طلاق مین اعتبار ثابت ہی (یعنی انت طالق) وہ صادر نہین ہوا اور اسیطرح ظہار بھی واقع نہوگی اسلیے کہ اوسکا قصد نہین کیا اور ظہار خصی (خواجہ سرا) و مجبوب (مقطوع الذکر) بھی صحیح ہی اگر قائل ہون کہ ظہار سے وطی کے علاوہ باقی انحاء استمتاع (جیسے لمس کرنا یا بوسہ لینا) بھی حرام ہوجاتے ہین اور اسیطرح کافر کی ظہار بھی صحیح ہی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ صحیح نہین ہی کیونکہ کافر سے ادائے کفارہ جو لازم ظہار ہی متعذر (دشوار) ہی اسلیے کہ وہ عبادت ہی جو کافر سے صحیح ہو اور یہ دلیل ضعیف ہی کیونکہ کافر سے کفارہ کا بعد اسلام ادا کرنا ممکن ہی اور اسیطرح غلام کی ظہار بھی صحیح ہی امر سوم زن مظاہرہ (جس عورت پر ظہار واقع ہو) کے بیان مین مظاہرہ کا منکوحہ بالعقد (زوجہ) ہونا وقوع ظہار مین شرط ہی پس زن اجنبیہ پر واقع نہوگی

اگرچہ اوسکی ظہار کو نکاح پر معلق کرے (مثلاً کہے انت علی کظہر امی ان تزوجتک) اور اسیطرح اوسکا اوس
طہر مین پاک و طاہر ہونا بھی شرط نہین جس مین کہ اوسکے شوہر نے اوس سے مجامعت کی ہو جبکہ وہ حاضر ہو اور
اوسکے امثال کو خون حیض آتا ہو (یعنی خون حیض کے آنے کا سن رکھتی ہو) اور اگر اوسکا شوہر اسطرح
غائب ہو کہ اوسکے احوال پر مطلع ہو سکتا ہو تو ظہار صحیح ہوگی ور اسیطرح اگر شوہر حاضر ہو اور اوسکی
زوجہ یائسہ یا غیر بالغہ ہو تب بھی صحیح ہوگی اور آیا صحت ظہار مین زوجہ کا مدخول بہا ہونا شرط ہے یا
نہین اسمین تردد ہے اور روایت مین اشتراط دخول منقول ہے اور قول دوم (یعنے صحت ظہار مین
دخول کا شرط ہونا) کا مستند (دلیل) تمسک بعموم کتاب (قران شریف) ہے اور آیا زن متمتع بہا (جس عورت
سے متعہ کیا گیا ہو) پر بھی ظہار واقع ہو سکتی ہے یا نہین اسمین خلاف ہے لیکن وقوع ظہار اظہر ہے اور موطوئہ
بالملک پر ظہار کے واقع ہونے مین تردد ہے اور روایت مین وقوع ظہار منقول ہے اور اسیطرح کہ زن
حرہ پر واقع ہوتی ہے اور تحقق دخول کی صورت مین ظہار صحیح ہوگی اگرچہ ازراہ دبر وطی ہوئی ہو خواہ
زن مظاہرہ صغیرہ ہو یا کبیرہ و مجنونہ ہو یا عاقلہ اور اسیطرح اوس زن رتقاء (وہ عورت جسکی فرج مین
دخول کرنے سے کوئی مانع ہو جیسے گوشت کا زائد ہونا) پر ظہار واقع ہو سکتی ہے جس سے ازراہ دبر دخول
واقع ہوا ہو اور اسیطرح اوس مریضہ (زن بیمار) پر بھی ظہار واقع ہو سکتی ہے جس سے ازراہ قبل (فرج)
وطی نہوئی ہو اور ازراہ دبر اوس سے دخول ہوچکا ہو امر چہارم احکام ظہار کے بیان مین اور وہ
کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ ظہار حرام ہے اسلیے کہ قرآن شریف مین اوسکی صفت منکر و زور واقع ہوئی
ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اسمین عقاب و عذاب نہین ہے اسلیے کہ قرآن مجید مین ذکر ظہار کے بعد
عفو کا ذکر ہوا ہے جو نفی عقاب کو مستلزم ہے **دوسرا مسئلہ** ظہار مین صیغہ ظہار کے تلفظ کرنے سے
کفارہ واجب نہین ہوتا بلکہ بوجہ عود لازم ہوتا ہے جس سے ارادہ دخول مراد ہے لیکن اقرب یہ ہے کہ وجوب
کفارہ کو استقرار نہین ہے پس اگر کوئی شخص ارادہ وطی کے بعد زن مظاہرہ سے مفارقت کرے تو اوسپر

کفارہ وجب نہوگا بلکہ اس مقام پر وجوب کفارہ سے وطی کا اوسوقت تک حرام ہونا مراد ہو جبتک

کہ کفارہ نہدے اور یہ مراد نہین ہو کہ شخص مظاہر محض ارادہ وطی سے صورت عدم عل و انقیاع طلاق مین

بھی مخاطب بکفارہ ہوا ور اگر زن مظاہرہ سے قبل کفارہ وطی کریگا تو اوسپر دو کفارے لازم ہونگے

اور اگر وطی کو مکرر واقع کریگا تو کفارہ بھی مکرر ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ مظاہرہ کو طلاق

رجعی دے بعد ازان اوس سے مراجعت کرے تو زن مذکورہ اوسپر اوسوقت تک حلال نہوگی جبتک کہ

کفارہ نہدیگا اور اگر مطلقہ مذکورہ عدہ سے خارج ہوجائے بعد ازان مطلق اوس سے نکاح کرکے دخول

کرے تو کفارہ نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ مظاہرہ کو طلاق بائن دے بعد ازان اوس سے

اثنائے عدہ مین نکاح کرکے وطی کرے تب بھی کفارہ نہوگا اور اسیطرح اگر زن و شوہر دونون یا اونمین سے

ایک شخص قبل عود وفات پائے تب بھی کفارہ نہوگا اور اسیطرح اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک

شخص مرتد ہوجائے تب بھی کفارہ نہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کنیز سے ظہار کرے

بعد ازان اوسکو خرید کرے تو حکم عقد باطل ہوجائیگا اور اوسکی وجہ سے حکم ظہار بھی باطل ہوگا پس اگر

کنیز مذکورہ سے وطی بملک کریگا تو اوسپر کفارہ واجب نہوگا اور اگر کنیز مذکورہ کو کوئی شخص زوج

کے علاوہ اوسکے آقا سے خرید کرے اور اوسکے نکاح کو باطل کردے تو حکم ظہار بھی ساقط ہوجائیگا او

اگر کنیز مذکورہ سے اوسکا شوہر از سر نو عقد کرے تو کفارہ واجب نہوگا پانچوان مسئلہ اگر کوئی

شخص اپنی زوجہ سے کہے انت علی کظھر امی ان شاء زید (تو مجھپر پشت مادر کے مثل ہے اگر زید

خواہش کرے) اور زید کہے شئت (مین نے خواہش کی) تو نبابر اوس قول کے ظہار واقع

ہوجائیگی جس مین ظہار کا معلق بشرط یا مشیت ہونا تجویز ہوا ہوا ور اگر کہے انت علی کظھر امی

ان شاء اللہ تو ظہار واقع نہوگی چھٹا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی چار زوجاؤن سے ایک ہی لفظ مین ظہار کرے

(مثلاً کہے انتن علی کظھر امی) بعد ازان اونکی طرف عود کرنے کا ارادہ کرے تو اوسپر ایک ہر زوجہ کی

وطی کے لیے ایک کفارہ لازم ہوگا (پس اگر چار دن سے وطی کرنیکا قصد کریگا تو اوسپر چار کفارے واجب ہونگے) اور اگر کوئی شخص ایک ہی زوجہ سے کئی مرتبہ ظہار کرے تو اوسپر ہر مرہ کے عوض ایک ایک کفارہ واجب ہوگا خواہ ظہار کو تفریق واقع کرے (خواہ ایک ہی مجلس مین بفاصلہ واقع کرے یا ہر ایک کو ایک مجلس مین واقع کرے) یا پے درپے ایک ہی مجلس مین واقع کرے اور بعض فقہانے تفصیل کی ہی اور اگر قبل تکفیر (کفارہ دینا) اوس سے وطی کریگا تو اوسپر بعوض ہر وطی کفارہ لازم ہوگا

ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص ظہار کو مطلق واقع کرے (کسی شرط پر معلق نکرے) تو اوسپر تا ادائے کفارہ زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہوگا اور اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کرے (مثلاً کہے انت علی کظہر امی ان دخلت الدار) تو اوسکو تا حصول شرط زن مظاہرہ سے وطی کرنا جائز ہوگا اور اگر حصول شرط کے قبل اوس سے وطی کریگا تو اوسپر کفارہ لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص وطی کو وقوع ظہار مین شرط کرے (مثلاً کہے انت علی کظہر امی ان وطئتک) تو تحقق وطی کے بعد ظہار ثابت ہوگا اور جبتک کہ دوبارہ ارادہ عود نکریگا اوسوقت تک کفارہ کا استقرار نہوگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسپر بنفس وطی کفارہ لازم ہوگا (اسلیے کہ ابتدائے وطی اگرچہ جائز تھی لیکن اوسکا استمرار بمنزلہ وطی ثانی ہوگا جسکی وجہ سے کفارہ لازم ہوتا ہی) اور یہ قول بعید ہی اسلیے کہ وطی ایسا امر ہی جو عرفاً تا انتزاع عضو ایک ہی شمار کیا جاتا ہی اور مشروط کا تحقق وجود شرط کے بعد ہوتا ہی پس جبتک کہ انتزاع عضو کے بعد وطی یا اوسکا قصد نکریگا اوسوقت تک کفارہ کا تعلق نہوگا

اٹھوان مسئلہ مظاہر پر تا ادائے کفارہ زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہی خواہ عتق رقبہ (بردہ کا آزاد کرنا) کے ساتھ کفارہ دے یا صیام کے ساتھ یا اطعام مساکین کے ساتھ اور اگر زن مظاہرہ سے اثنائے صوم کفارہ مین وطی کریگا تو استیناف کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ اگر شب کو وطی کریگا تو تتابع صوم باطل نہوگی اور یہ قول غلط ہی اور آیا مظاہر پر زن مظاہرہ سے وطی کے علاوہ اور کسی نحو کی استمتاع (جیسے بوسہ لینا یا اوسکا لمس کرنا) جائز ہی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز ہی اسلیے

یہ استمتاع بھی قبل تماس (جو قرآن شریف مین وارد ہوا ہی) ہی اور اسمین اشکال ہی جسکا منشا اختلاف تفسیر ہی

نوان مسئلہ جبکہ شخص مظاہر خصال کفارہ یا سواے استغفار کے اون امور سے عاجز ہو جو خصال کفارہ کے قائم مقام ہین تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ تا اداے کفارہ اوسپر زن مظاہرہ سے وطی کرنا حرام ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اس صورت مین اوسکو فقط استغفار کرنا کافی ہوگا اور یہی قول اکثر علما کا مختار ہی ۔

دسوان مسئلہ اگر زن مظاہرہ ترک وطی پر صبر کرے تو اوسپر کسی شخص کو محل اعتراض نہوگا اور اگر حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرے تو حاکم اوسکے شوہر کو اداے کفارہ کے ساتھ رجوع کرنے یا طلاق دینے مین مخیر کریگا اور وقت مرافعہ سے اوسکو تین مہینے کی مہلت دیگا پس اگر اوسکا شوہر مدت معینہ کے منقضی ہونے تک احد الامرین (رجوع مع تکفیر یا طلاق) کو اختیار نکریگا تو حاکم شرع کو اوسپر اکل و شرب مین اوسوقت تک تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ اوسکو اختیار نکرے اور حاکم کو اوسکا بالخصوص طلاق دینے پر مجبور کرنا یا زن مظاہرہ کو اوسکی طرف سے طلاق دینا صحیح نہوگا اور اس مقام سے کفارات کا بیان بھی ملحق کیا جاتا ہی اور اوسمین کئی مقصد ہین **پہلا مقصد** ضبط کفارات کے بیان مین اور چونکہ کفارات احرام قبل ازین مذکور ہو چکے ہین لہذا اونکے علاوہ باقی کفارات کا ذکر کیا جاتا ہی اور کفارہ کی چار قسمین ہین **پہلی قسم** کفارۂ مرتبہ (جسکے خصال مین ترتیب ہو) ہی اور وہ تین ہین **اول** کفارہ ظہار **دوم** کفارۂ قتل خطا اور ان دونون مین سے ہر ایک کیلیے عتق رقبہ (بندہ کا آزاد کرنا) لازم ہی پس اگر اس سے عاجز ہو تو اوسکے عوض شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینون کا کھانا کھلانا واجب ہوگا **سوم** اوس شخص کا کفارہ ہی جو ماہ رمضان کی قضا کے روزون مین سے کسی روزہ کو بعد زوال افطار کرے پس اوسپر دس مسکینون کا کھانا کھلانا لازم ہوگا اور اگر اس سے عاجز ہو تو اوسپر تین دن کا پے در پے روزہ رکھنا لازم ہوگا **دوسری قسم** کفارۂ مخیرہ (جسکے خصال مین سے ہر ایک کے بجالانیکا اختیار ہو) ہی اور وہ چار ہین **اوّل** اوس شخص کا کفارہ ہی جسنے ماہ رمضان کے روزون

ہین سے کسی روزہ کو باوجود وجوب ایسے سبب کے ساتھ افطار کیا ہو جو موجب کفارہ ہی **دوم** اوس شخص کا کفارہ بھی علی الاشہر الروایتین مخیرہ ہی جسنے نذر معین کے روزہ کو بدون عذر افطار کیا **سوم** اوس شخص کا کفارہ ہی جسنے مخالفت عہد کی ہو **چہارم** اوس شخص کا کفارہ ہی جسنے مخالفت نذر کی ہو اور اس کفارہ کے مخیر ہونیمین تردد ہی اور امور مذکورہ مین سے ہر ایک کے لیے علی الاظہر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا واجب ہی **تیسری قسم** وہ کفارہ ہی جس مین دونون امر (ترتیب اور تخییر) حاصل ہون اور وہ کفارہ یمین (قسم) ہی پس قسمین بندہ کا آزاد کرنا یا دس مسکینون کا کھانا کھلانا یا اونکو لباس دینا لازم ہی اور اگر اس سے عاجز ہو تو اوسپر تین دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا **چوتھی قسم** کفارہ جمع (جس مین کل خصال کا بجالانا ضروری ہو) ہی اور وہ اوس شخص کا کفارہ ہی جسنے کسی مومن کو عمداً ازراہ ظلم قتل کیا ہو اور اس مین بندہ کا آزاد کرنا اور شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا اور ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا لازم ہی **دوسرا مقصد** اون کفارات کے بیان مین جو محل اختلاف ہین اور وہ سات ہین **اول** اگر کوئی شخص حق تعالیٰ یا اوسکے رسول یا ائمہ معصومین علیہم السلام سے برات کرنے پر حلف کرے تو اوسپر کفارۂ ظہار لازم ہوگا اور اگر اوس سے عاجز ہو تو کفارہ یمین واجب ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ شخص مذکور گنہگار ہوگا اور اوسپر کوئی کفارہ واجب نہوگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی **دوم** اگر کوئی عورت کسی مصیبت مین اپنے بال کاٹ ڈالے تو اوسپر بندہ کا آزاد کرنا یا شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دینا واجب ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوسپر کفارۂ ظہار لازم ہوگا اور قول اول روایت مین وارد ہوا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ زن مذکورہ گنہگار ہوگی اور اوسپر کوئی کفارہ لازم نہوگا اسلیے کہ یہ روایت ضعیف ہی اور اصل عدم لزوم ہی **سوم** اگر کوئی عورت اپنے سر کے بالون کو کسی مصیبت مین نوچ ڈالے یا اپنے چہرہ کو زخمی کرے یا کوئی مرد اپنے فرزند یا زوجہ کے مرنے مین اپنا کپڑا پھاڑ ڈالے تو اوسپر کفارۂ یمین لازم ہوگا **چہارم**

اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض مین عمداً وطی کرے اور عالم تحریم اور قادر علی التکفیر (کفارہ دینے پر قدرت رکھنے والا) ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکو کفارہ دینا مستحب ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ واجب ہوگا اور یہی قول احوط ہی اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے حالت حیض مین وطی کرے تو اوسپر تین مُد گندم کے ساتھ کفّارہ دینا واجب ہوگا **پنجم** اگر کوئی شخص کسی عورت سے اوسکے عدہ مین عقد کرے تو زن مذکورہ سے مفارقت کریگا اور پانچ صاع آرد کے ساتھ کفّارہ دیگا اور اس کفّارہ کے وجوب ہونے مین بین العلماء اختلاف ہی اور اوسکا مستحب ہونا اشبہ ہی **ششم** جو شخص کہ نماز عشا پڑھنے کے قبل سو جائے اور نصف شب کے بعد بیدار ہو تو اوسکو ایک روایت ضعیفہ کی بناء پر حالت صوم مین صبح کرنا واجب ہوگا اور شاید کہ اوسپر صوم کا مستحب ہونا اشبہ ہو **ہفتم** اگر کوئی شخص کسی روز معین مین روزہ رکھنے کی نذر کرے بعد ازان روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو اوسپر دو مُد گندم کا کسی مسکین کے حوالہ کرنا واجب ہوگا پس اگر اس سے عاجز ہو تو بقدر استطاعت تصدق کریگا اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو استغفار کریگا اور ایک جماعت علماء نے اسکے وجوب کا انکار کیا ہی اسلیے کہ تحقق عجز کیصورت مین نذر ساقط ہو جاتی ہی **تیسرا مقصد** خصال کفّارہ کے بیان مین اور وہ تین ہین **عتق** **اطعام** **صیام** جنکا ذکر تین قولون مین کیا جاتا ہی **پہلا قول** عتق رقبہ (بندہ کا آزاد کرنا) کے بیان مین پس کفّارات مرتبہ مین بندہ کا آزاد کرنا اوس شخص پر متعین ہی جسکے پاس کوئی بندہ موجود ہو یا قیمت کے عوض مین اوسکا بذریعہ خرید وغیرہ بہم پہونچانا ممکن ہو اور جس بندہ کا آزاد کرنا کافی ہی اوسمین تین وصفون کا موجود ہونا ضرور ہی **وصف اول** ایمان ہی جو کفّارہ قتل مین اجماعاً معتبر ہی اور آیا کفّارہ قتل کے علاوہ باقی کفّارات مین (جیسے ظہار) بھی اوسکا اعتبار ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اوسکا معتبر ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور ایمان سے اس مقام پر فقط اسلام (شہادت توحید و رسالت کا اقرار کرنا) یا حکم اسلام (احد الابوین کا مسلمان ہونا)

مراد ہی اور ادائے کفارہ مین کسی بندہ مسلم کا آزاد کر دینا مطلقاً کافی ہوگا مذکر ہو یا مونث صغیر ہو یا
کبیر اور طفل نابالغ حکم مسلم رکھتا ہے پس اوسکا آزاد کرنا بھی ادائے کفارہ مین کافی ہوگا بشرطیکہ اوسکے والدین
(مان باپ) یا احدہما (اون دونون مین سے ایک) مسلم ہو اگرچہ اوسکی ولادت ہی کے وقت اسلام
لائے ہون (اور قبل ولادت کافر ہون) اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ خصوص کفارہ
قتل مین اوسی مولود کا آزاد کرنا کافی ہوگا جو عاقل ہو اور حد تکلیف کو پہونچ چکا ہو اور وہ روایت
حسن ہے اور ادائے کفارہ مین کسی حمل کا آزاد کر دینا کافی ہوگا اگرچہ اوسکے والدین مسلم ہون ہر چند کہ حمل
مذکور حکم مسلم رکھتا ہے اور جبکہ کوئی مملوک حالت خرس (گونگا ہونا) مین بالغ ہوا اور اوسکے والدین کافر
ہون بعد ازان وہ مملوک ایسے اشارہ کے ساتھ اسلام لائے جو بعد بلوغ اوسکے لفظ کا قائم مقام ہے
تو اوسپر احکام اسلام جاری کیے جائینگے اور اوسکا آزاد کر دینا ادائے کفارہ مین کافی ہوگا اور باوجود
وصف اسلام کے ادائے کفارہ مین کافی ہونے کے لیے بعد اشارہ اوسکے نماز پڑھنے کی حاجت نہوگی
اور تحقق اسلام مین فقط توحید و رسالت کی شہادت کا اقرار کرنا کافی ہوگا اور اوسکے تحقق مین
اسلام کے علاوہ باقی ملل باطلہ سے برأت (بیزاری) کرنا شرط نہوگا اور اگر اطفال کفار مین سے
کوئی طفل اسیر کر لیا جائے تو وہ محکوم باسلام نہوگا خواہ اوسکے والدین کافر بھی اوسکے ہمراہ ہون
یا اوسکے ساتھ وہ مرد مسلم منفرد ہو جسنے اوسکو اسیر کیا ہو اور اگر اطفال کفار مین سے وہ طفل
مراہق (قریب البلوغ) اظہار اسلام کرے جو تمیز رکھتا ہو تو محکوم باسلام ہوگا اور ہمین تردد ہے اسلیے
شارع نے وصیت و صدقہ وغیرہ مین اوسکی عبارت کا اعتبار کیا ہے اور آیا طفل مذکور کا اوسکے والدین
سے جدا کرنا لازم ہوگا یا نہین پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ لازم ہوگا تاکہ وہ اپنے ارادہ دین اون دونون کے
بہکانے اور گمراہ کرنے سے محفوظ ہے اگرچہ اوسپر تا بلوغ اون دونون کی تبعیت سے احکام کفار جاری ہونگے
وصف دوم اوسکا اون عیوب سے مبرا ہونا جو سبب عتق (آزاد ہو جانا) ہین پس ادائے کفارہ مین اوس

الوصف الثالث

مملوک کا آزاد کر دینا کافی ہوگا جو نابینا یا جذامی یا زمین گیر ہو اور اسیطرح اوس مملوک کا آزاد کرنا بھی کافی ہوگا جسکی ناک یا کان وغیرہ بریدہ ہون اسلیے کہ اسباب مذکورہ کا حصول تحقق عتق کو مقتضی ہے اور اگر کسی مملوک مین اسباب مذکورہ کے علاوہ اور عیوب موجود ہون تو اوسکا آزاد کر دینا ادائے کفارہ مین کافی ہوگا جیسے اوسکا بہرا یا گونگا ہونا یا اوسکے ایک ہاتھ یا ایک پاؤن کا بریدہ ہونا ہان اگر اوسکے دونون پاؤن قطع کر دیے گئے ہون تو اوسکا آزاد کرنا کافی ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ زمین گیر ہو جائیگا اور ادائے کفارہ مین مملوک ولد الزنا کا بعد بلوغ و اظہار اسلام آزاد کرنا بھی کافی ہے اور ایک جماعت علماء نے اسکو منع فرمایا ہے اسلیے کہ وہ باعتبار ذات محکوم بکفر ہے یا صفت ایمان سے قاصر ہے اور یہ قول ضعیف ہے **وصف سوم** اوسکا تام الملک ہونا پس مملوک مدبر (جسکے آزاد ہونے کی اوسکے آقا نے وصیت کی ہو) کا آزاد کر دینا ادائے کفارہ مین اوسوقت تک کافی ہوگا جبتک کہ اوسکی تدبیر باطل ہو جائے اور شیخ الطائفہ رح نے کتاب مبسوط و خلاف مین ارشاد فرمایا ہے کہ کافی ہوگا اور اوسکا آزاد کرنا اوسکی تدبیر کا فسخ شمار کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اسیطرح اوس مکاتب مطلق کا آزاد کرنا بھی کافی ہوگا جسنے عوض کتابت مین سے کچھ مال ادا کیا ہو اسلیے کہ مکاتب مطلق جسقدر مال ادا کرتا ہے اوسی نسبت سے آزاد ہو جاتا ہے اور اگر اوسنے کچھ مال ادا نکیا ہو یا مکاتب مشروط ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہے کہ اوسکا آزاد کرنا کافی ہوگا اور شاید کہ اوسکے کافی ہونے کی وجہ یہ ہو کہ رقیت مملوک مین تحقق کتابت کیوجہ سے نقصان ہو جاتا ہے اور کتاب نہایہ مین اونکے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا آزاد کر دینا کافی ہوگا اور شاید کہ یہی مذہب اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ مملوک مذکور محکوم برقیت ہے اور ادائے کفارہ مین غلام گریختہ کا آزاد کر دینا کافی ہے بشرطیکہ اوسکی موت کا علم نہو اور اسیطرح ام الولد کا آزاد کر دینا بھی کافی ہوگا اسلیے کہ اسکی رقیت متحقق ہے اور جبکہ دو مملوک مشترک ہون اور احد الشریکین اون دونون کے دو نصفون کو آزاد کرے تو ادائے کفارہ مین کافی ہوگا اسلیے کہ دونون نصف جسکو آزاد کیا ہے مصداق نسمہ (مملوک مرد ہو یا عورت) سے خارج ہین کیونکہ اوسکا مدلول حقیقی مملوک واحد ہے

اور اگر احد الشریکین غلام مشترک مین سے کسی حصہ کو آزاد کرے تو اوسکا نصیب آزاد ہو جائیگا پس اگر اوسنے
اداے کفارہ کا قصد کیا ہو اور موسر (مالدار و خوشحال) ہو اور قائل ہون کہ وہ مملوک بعض حصہ مذکورہ
کے آزاد کرنے سے آزاد ہو جاتا ہو تو اداے کفارہ مین کافی ہوگا اور اگر قائل ہون کہ حصہ مذکورہ کے آزاد
کرنے سے آزاد نہین ہوتا بلکہ حصہ شریک کی قیمت کے ادا کرنے سے آزاد ہوتا ہو تو آیا اداے قیمت کے وقت اوس
مملوک کا آزاد ہونا اداے کفارہ مین کافی ہوگا یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہو کہ کافی ہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ
مین عتق رقبہ متحقق ہو اور اسمین تردد ہو جسکا منشا یہ ہو کہ نصف آخر یعنے شریک دوم کے حصہ کا عتق
بذل عوض کے سبب ہوا ہو اور آزاد کرنیکے سبب سے نہین ہوا اور اگر شخص مذکور (جسنے غلام مشترک مین سے
کسی حصہ کو آزاد کیا ہو) معسر (تنگدست و پریشان احوال) ہو تو فقط اوسی کا نصیب آزاد ہوگا اور اداے کفارہ
مین کافی نہوگا (اسلیے کہ وہ رقبہ نہین ہو بلکہ اوسکا حصہ ہو) اگرچہ بعد ازان موسر اور خوشحال بھی ہو جاے اسلیے
کہ شریک دوم کے نصیب مین اوسکی رقیت کو استقرار ہو چکا ہو اور اگر اوسکے نصیب کا مالک ہو جاے بعد ازان
اوسکے آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح اور اداے کفارہ مین کافی ہو جائیگا اسلیے کہ عتق رقبہ کا تحقق ہو جاتا
ہو اگرچہ بتفریق ہو اور اگر کوئی شخص اپنے عبد مرہون (گرو کردہ) کو آزاد کرے تو صحیح نہوگا جبتک کہ مرتہن اجازت
نہ دے اور شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ اگر شخص مذکور موسر ہو تو مطلقا صحیح ہوگا خواہ مرتہن اجازت دے
یا نہ دے اور اوسکو دین مرتہن کے ادا کرنے کی تکلیف دیجائیگی اگر حال (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت نہو) ہو
اور اگر دین مرتہن مؤجل (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) ہو تو اوسکو بجاے عبد کسی دوسرے
مال کے رکھنے کی تکلیف دیجائیگی اور یہ قول بعید ہو اور اگر کوئی شخص اپنے اوس غلام کو اداے کفارہ مین آزاد
کرے جسنے کسی کو عمدا قتل کیا ہو تو شیخ علیہ الرحمہ کے اسمین دو قول ہین پس خلاف مین فرمایا ہو کہ اوسکا آزاد
کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جب کوئی غلام کسی پر عمدا جنایت کرتا ہو تو اوسکی رقبہ مجنی علیہ کی طرف منتقل ہو جاتی
ہو اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے آزاد ہو جانے سے حق قصاص باطل نہین ہوتا لیکن اوسکے

ولو اعتق شقصا من عبد مشترك له نفذ العتق في نصيبه فان نوى الكفارة وهو موسر اجزاه ان قلنا انه ينعتق نصيب الشريك اعتاقا وان قلنا ينعتق باداء القيمة فهل يجزي عند ادائها قيل نعم لتحقق عتق الرقبة وفيه تردد منشاه تحقق عتق الشقص الاخير بسبب بذل العوض لا بالاعتاق ولو كان معسرا صح العتق في نصيبه ولا يجزي عن الكفارة ولو ايسر بعد ذلك

عتق کا باطل ہونا اور ادائے کفارہ مین کافی نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی غلام کسی کو ازراہِ خطا قتل کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسکا آزاد کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ حق مجنی علیہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوجاتا ہو اور نہایہ مین فرمایا ہو کہ اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور اوسکا آقا وریثِ مقتول کا ضامن ہوگا اور یہ قول خوب ہو اور اگر کوئی شخص صاحب کفارہ کی طرف سے اوسکے سوال کے بعد اپنے غلام کو آزاد کردے تو صحیح ہوگا اور معتق (آزاد کرنیوالا) کو صاحب کفارہ سے اوسکے عوض کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر صاحب کفارہ نے مالک غلام سے کسی عوض کی شرط کرلی ہو مثلاً کہے اعتق عبدک عنی وعلی عشرۃ (تو اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کردے اور مجھپر اوسکے عوض مین دس دینار کا دینا لازم ہی) تو اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور صاحب کفارہ پر اوسکا عوض معین لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص صاحب کفارہ کیطرف سے بدون اوسکے سوال کے اپنے غلام کو آزاد کردے تو عتق مذکور معتق کیطرف سے نافذ ہوگا اور صاحب کفارہ کی طرف نافذ نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مالک نتھا خواہ معتق عنہ (جسکی طرف سے آزاد کیا گیا ہو یعنی صاحب کفارہ) زندہ ہو یا مردہ اور اگر میت کی طرف سے اوسکا وارث کسی غلام کو اپنے مال مین سے (نہ مال میت مین سے) آزاد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا لکن منع وجواز مین مابین وارث واجنبی تسویہ حکم اور عدم تفرقہ کا قائل ہونا بیوجہ نہین ہو اور جبکہ صاحب کفارہ کسی شخص سے کہے اعتق عبدک عنی (تو اپنے غلام کو میری طرف سے آزاد کردے) اور وہ اوسکے جواب مین اعتقتُ عنک (مینے اپنے غلام کو تیری طرف سے آزاد کردیا) کہے تو غلام کے آزاد ہوجانے اور ادائے کفارہ مین کافی ہونے پر جملہ فقہا نے اتفاق کیا ہو لکن اسمین اختلاف ہو کہ غلام مذکور ملک آمر (صاحب کفارہ) مین کسوقت منتقل ہوا پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ قول معتق (آزاد کرنیوالا) اعتقت عنک کے بعد آمر کیطرف منتقل ہوگا اور بعد ازان آزاد ہوگا اور یہ قول از قبیل تحکم (دعوائے بلادلیل) ہی اور صورتِ مذکورہ مین فقط حصول ثمرہ (یعنے عتق غلام کا صحیح ہونا اور ذمۂ آمر کا لزوم کفارہ سے بری ہوجانا)

پر اقتصار کرنا اولیٰ و انسب ہے اسلیے کہ قدر متیقن یہی ہے اور اسکے علاوہ جو کچھ کہ وقت انتقال کی تشخیص مین فحص و بحث کیجاتی ہے وہ سب از قبیل تخمین و رجم بالغیب ہے جسکے لیے کوئی دلیل معقول نہین ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کل ھذا الطعام (تم یہ کھانا کھاؤ) تو یہان بھی علمانے اوس وقت کی تشخیص مین اختلاف کیا ہے جس مین کہ طعام مذکور ملک آکل (کھانیوالا) کیطرف منتقل ہوتا ہے اور میرے نزدیک اقرب یہ ہے کہ اس قول سے طعام مذکور کے تناول کرنے کی فقط اباحت ہو جاتی ہے اور ملک آکل کی طرف منتقل نہین ہوتا اور اعتاق غلام (آزاد کرنا) مین بھی کئی شرطین معتبر ہین پہلی شرط نیت کرنا اسلیے کہ اوسکا آزاد کرنا داخل عبادات ہے جس مین بوجوہ مختلفہ واقع ہونیکا احتمال ہے پس اون وجوہ مین سے بالخصوص ایک کی تعیین بدون نیت نہین ہوسکتی اور صحت عتق مین نیت قربت شرط ہے پس کافر کا آزاد کرنا صحیح نہوگا خواہ کافر ذمی (نصرانی و یہودی) ہو یا حربی یا مرتد اسلیے کہ اوسکے حق مین نیت قربت متعذر و دشوار ہے اور جبکہ کسی مکلّف پر اجناس مختلفہ کے کفارے مجتمع ہون (خواہ کفارات متماثلہ ہون جیسے کفارۂ ظہار و قتل خطا، یا مختلفہ ہون جیسے کفارۂ ظہار و یمین) تو علی لاشبہ نیت تعیین کا بھی اعتبار کرنا ضرور ہوگا اور اگر کسی شخص پر ایک ہی جنس کے کئی کفارے مجتمع ہوجائین (مثلا ظہار کوئی دفعہ واقع کرے یا قتل خطا کی تکرار ہو یا ماہ مبارک کے کئی روزے افطار کرے) تو شیخ الطائفہ نے فرمایا ہے کہ قربت کے ساتھ اوسکے کفارہ کی نیت کافی ہوگی اور حصول امتثال مین تعیین سبب کی حاجت نہوگی اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ ہر کفارہ عمل ہے پس ہر ایک کفارہ کو نیت کی حاجت ہونی چاہیے اور آیا کفارۂ صوم مین تعیین کی حاجت ہوگی یا نہین پس اشبہ یہ ہے کہ صوم مین نیت تعیین کا ہونا ضرور ہے اور اسمین زوال آفتاب تک تجدید نیت جائز ہے اور اسجگہ سمجھنا چاہیے کہ اون ثمرات کے جو وجوب تعیین کے قائل ہونے پر متفرع ہوتے ہین بعض کا ذکر کیا جاتا ہے **اوّل** اگر کوئی شخص اپنے دو کفارہ یمین سے ایک کے عوض کسی غلام کو آزاد کرے تو صحیح ہوگا اسلیے کہ نیت تکفیر متحقق ہے گو مرادکا حکم اسصورت مین اختلاف سبب کی

الثانی لو کان علیه کفارات متشابهة

اعتبار نہین ہے **دوم** اگر کسی شخص پر ایسے تین کفارے فرض کیے جائین جو عتق و صوم و صدقہ (اطعام مسکین) مین مساوی ہون (خواہ ترتیب مین مساوی ہون جیسے کفارۂ ظہار و قتل و جز برتقدیر یکہ اوسکا کفارہ بھی مثل ظہار فرض کیا جائے یا خصال مین مساوی ہون اگرچہ ترتیب و تخییر مین مختلف ہون جیسے کفارۂ ظہار و قتل و افطار شہر رمضان) اور ایک غلام کو بہ نیت قربت آزاد کرے اور ادائے کفارہ کا قصد کرے بعد ازان عتق غلام سے عاجز ہو جائے اور اوسکے عوض بہ نیت قربت شہرین متتابعین کے روزے رکھے اور ادائے کفارہ کا قصد کرے بعد ازان اس سے بھی عاجز ہو جائے اور اوسکے عوض ساٹھ مسکینون کو بہ نیت قربت کھانا کھلائے اور کفارہ کا قصد کرے تو تینون کفارون سے بری الذمہ ہو جائیگا اگرچہ کسی خاص کفارہ کی تعیین نکی ہو **سوم** اگر کسی شخص کے ذمہ کوئی کفارہ ہو اور اوسکا بعوض قتل یا ظہار ہونا معلوم ہو اور ایک غلام کو بہ نیت قربت آزاد کرے اور ادائے کفارہ کا قصد کرے تو کافی ہوگا **چہارم** اگر کسی شخص کو عتق غلام کے ساتھ اپنا مشغول الذمہ ہونا معلوم ہو اور اوسکا بعوض نذر یا کفارۂ ظہار ہونا مشکوک ہو بعد ازان ایک غلام کو بہ نیت کفارہ آزاد کرے تو برات ذمہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ ادائے نذر مین نیت تکفیر کافی نہین ہو سکتی ہان اگر غلام مذکور کو نیت قربت کے ساتھ بعوض مافی الذمہ (خواہ نذر ہو یا کفارۂ ظہار) آزاد کرے تو جائز اور برائے ذمہ مین کافی ہوگا اور اگر قصد عتق کے ساتھ کسی ایسی صفت کا قصد نکرے جس سے مافی الذمہ کی تشخیص ہو جائے (مثلاً عتق واجب کے ساتھ مشغول الذمہ ہو اگرچہ خصوص سبب کو نجانتا ہو اور باوجود اسکے قصد وجوب نکرے) تو برات ذمہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ صورت اطلاق مین قصد تطوع (استحباب) کا احتمال اظہر ہے اور اسیطرح اگر غلام کو بہ نیت وجوب آزاد کرے اور ادائے کفارہ یا ادائے نذر کا قصد نکرے تب بھی برات ذمہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ وجوب عتق کبھی بدون کفارہ یا نذر ہوتا ہے پس جبتک کہ کسی وجہ سے اوسکی تشخیص نکی جاویگی اوسوقت تک کافی نہوگا **پنجم** اگر کوئی شخص دو کفارون کے ساتھ مشغول الذمہ ہو

ولہ عبدان فاعتقهما ونوی نصف کل واحد منهما عن کفارة صح لان کل نصف منهما یتحرر عن الکفارة ویتحرر الباقی عنها بالسرایة وکذا لو اعتق نصف عبد عن کفارة معینة صح لانه ینعتق کله دفعة ولو اشتری اباه او غیره ممن ینعتق علیه ونوی به التکفیر قال فی المبسوط یجزی وفی الخلاف لا یجزی وهو اشبه لان نیة العتق تؤثر فی ملک المعتق لا فی ملک غیره والسرایة سابقة علی النیة فلا یصادف النیة محلا

الشرط الثانی

تجریده عن العوض فلو قال لعبده انت حر وعلیک کذا لم یجز عن الکفارة لانه قصد العوض وکذا لو قال له قائل اعتق مملوکک عن کفارتک ولک علی کذا

اور اوسکے لیے دو غلام ہون اور اون دونون کو دونون کفارون کے عوض اسطرح آزاد کرے کہ ہرایک غلام کے نصف کو ایک کفارہ کا عوض قرار دے (خواہ ہرایک کے نصف آخر مین سرایت عتق کا قصد کرے یا نکرے) تو صحیح ہوگا اسلیے کہ ہرایک نصف اوس کفارہ کے عوض آزاد ہوگا جسکا کہ معتق (آزاد کرنیوالا) نے ارادہ کیا ہو اور نصف باقی بوجہ سرایت آزاد ہوگا اور اسیطرح اگر اپنے غلام کے نصف کو کسی کفارہ معینہ کے عوض مین آزاد کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ مجموع غلام ایک ہی دفعہ آزاد ہوجائیگا لیکن اگر کوئی شخص اپنے باپ کو یا اوسکے علاوہ کسی ایسے عزیز کو خرید کرے جو اسپر قہراً (بدون اختیار) آزاد ہوجاتا ہو اور اوسکے ساتھ ادائے کفارہ کا قصد کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب مبسوط مین فرمایا ہو کہ ادائے کفارہ مین کافی ہوجائیگا اسلیے کہ عتق مذکور کا تحقق اگرچہ قہری ہو لیکن چونکہ اوسکا سبب اختیاری ہو لہذا استمرار نیت کے ساتھ اوسکے آزاد ہونیکا کوئی مانع نہین ہو کیونکہ اس صورت مین عتق مذکور اوسکی ملک مین واقع ہوگا اور کتاب خلاف مین فرمایا ہو کہ کافی نہوگا اور یہی قول اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ قبل شرا (خرید کرنا) اوسکے آزاد کرنے کی نیت کا کوئی اثر نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکا اثر ملک معتق (آزاد کرنیوالا) مین ہوتا ہو نہ ملک غیر مین اور بعد شرا نیت عتق کا اوسکی ملک مین واقع ہونا معقول نہین ہو اسلیے کہ سرایت عتق اوسکی نیت پر مقدم ہو پس ملک معتق مین تحقق نیت کی صلاحیت نہین ہو تا ابکہ بعوض کفارہ اوسکے آزاد ہونے کے قائل ہون کیونکہ اوسکی ملک غیر مستقر اور آنی ہوتی ہو جسمین نیت کا تحقق غیر ممکن ہو **دوسری شرط** عتق غلام کا عوض سے مجرد کرنا پس اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے انت حر وعلیک کذا (تجھکو آزاد کیا اور تجھپر فلان عوض لازم ہو) تو ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ اوسنے عوض لینے کا قصد کیا ہو اور اسیطرح اگر صاحب کفارہ سے کوئی دوسرا شخص کہے اعتق مملوکک عن کفارتک ولک علی کذا (تو اپنے مملوک کو اپنے کفارہ کے عوض آزاد کردے اور تجھکو مین فلان مقدار دونگا)

فلا یجزی عن الکفارة لانه قصد العوض ولو قال له ذلک فاعتقه مسلوب العوض لم یجز عن الکفارة

بعد ازان صاحب کفارہ اوسکو آزاد کردے تب بھی ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اور آیا عتق مذکور صحیح
ہوگا یا نہین اسمین تردد ہوا اور اگر صحتِ عتق کے قائل ہون تو آیا شخص مذکور پر عوض مشروط کا حسابِ کفارہ
کے حوالہ کرنا واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور یہ قول حسن (خوب) ہو
اور اگر مالکِ غلام عوض مشروط کو بعد قبضہ واپس کردے تب بھی ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ جب
وقتِ اعتاق (آزاد کرنا) کافی نہو تو بعد کو بھی کافی نہوگا **تیسری شرط** سببِ عتق کا حرام نہو پس اگر
کوئی شخص اپنے غلام کی تنکیل کرے مثلاً اوسکی دونون آنکھین نکال ڈالے یا اوسکے دونون پانون
قطع کردے اور ادائے کفارہ کا قصد کرے تو آزاد ہو جائیگا لیکن ادائے کفارہ مین کافی نہوگا **دوسرا قول**
صیام کفارہ کے بیان مین پس جبکہ کوئی شخص کفارہ مرتبہ مین عتق غلام سے عاجز ہو تو اوسپر روزہ رکھنا
معین ہوگا اور عجز سے غلام کے خرید کرنے پر قادر نہونا مراد ہو خواہ غلام موجود نہو یا موجود ہو
لیکن اوسکی قیمت موجود نہو یا قیمت موجود ہو مگر اوسکا خرید کرنا ممکن نہو (مثلاً کوئی فروخت کرنیوالا نہو)
اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اطعام مساکین سے عاجز ہونے کی حد یہ ہو کہ اوسکے پاس کوئی مال ایسا نہو جو
اوسکے یا اوسکے عیال کے قوت شب و روز سے فاضل ہو (بلکہ فقط بقدر قوت شب و روز ہو)
اور اگر صاحب کفارہ کے پاس کوئی غلام موجود ہو لیکن اپنے مرض یا پیری یا فربہی یا زمین گیری وغیرہ
کیوجہ سے خدمتِ غلام کیطرف مضطر ہو یا اپنے یا عیال واجب النفقہ کے نفقہ یا کسوت یا مسکن وغیرہ مین
اوسکی قیمت کا محتاج ہو تو اوسپر غلام کا آزاد کرنا لازم نہوگا اور اوسکے مسکن اور پارچہ ہائے بدن وغیرہ کا
فروخت کرنا صحیح نہوگا ہان اوس مسکن کا فروخت کرنا صحیح ہوگا جو قدر حاجت سے زائد ہو اور جو شخص ایسا رفیع القدر
ہو کہ اپنی خدمت خود نکرتا ہو تو اوسکے خادم کا فروخت کرنا صحیح نہوگا اور جسکی عادت اپنے نفس کی
خدمت کرنے پر جاری ہو اوسکے خادم کا فروخت کرنا جائز ہوگا ہان اگر اوسکو کوئی مرض یا عارضہ ہو
جس مین خادم کیطرف مضطر ہو تو جائز نہوگا اور اگر صاحب کفارہ کے پاس کوئی خادم ایسا بیش قیمت ہو

کہ اوسکے بعض ثمن کے عوض مین کسی دوسرے خادم کا خرید کرنا ممکن ہو تو بعض علمانے فرمایا ہو کہ اوسکا فروخت کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوس سے استغنا ممکن ہو اور اسیطرح اوس مسکن کی نسبت بھی فرمایا ہو جو بیش قیمت ہو اور اوسکے بعض ثمن کے مقابل دوسرے مسکن کا خرید لینا ممکن ہو لیکن اشبہ یہ ہو کہ اوسکا فروخت کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ باب دین مین مسکن کے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہو اور جبکہ کوئی حر (آزاد) غلام کے آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اوسپر کفارۂ ظہار اور قتل خطا مین شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور مملوک پر کفارۂ ظہار اور قتل خطا مین ایک مہینہ کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر کوئی حر صوم کفارہ کو بدون عذر ماہ اول مین افطار کرے تو اوسپر از سر نو روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر کسی عذر کیوجہ سے افطار کرے تو زوال عذر کے بعد اوسی دن سے روزہ رکھیگا جس دن سے کہ اوسنے افطار کیا تھا اور اگر کوئی شخص ماہ اول کے پورے روزے اور ماہ دوم مین سے بعض روزے رکھنے کے بعد کسی روزہ کو افطار کرے تو تمام کریگا اگرچہ ماہ دوم کا ایک ہی روزہ رکھا ہو اور آیا شخص مذکور ماہ دوم مین افطار کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو اشبہ یہ ہو کہ گنہگار نہوگا اور جس عذر کیوجہ سے کہ روزۂ کفارہ مین بنا کرنا (جہان سے چھوٹا ہو وہین سے شروع کرنا) صحیح ہو وہ حیض اور نفاس اور مرض اور اغما (غشی) اور جنون ہو اور آیا سفر بھی داخل عذر ہو یا نہین پس اگر صاحب کفارہ اوسکی طرف مضطر ہو تو داخل عذر ہوگا والا تتابع صیام مین قادح ہوگا اور اگر زن حاملہ یا مرضعہ صوم کفارہ کو تلف نفس کے خوف سے افطار کرے تو تتابع صیام کا انقطاع نہوگا اسلیے کہ یہ بمنزلۂ مرض ہو اور اگر اوسکو ضرر ہولد کے خوف سے افطار کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ تتابع صوم منقطع ہوجائیگی اور خلاف مین فرمایا ہو کہ منقطع نہوگی اور یہی قول اشبہ ہو اور اگر کسی شخص پر افطار صوم مین اکراہ کیا جائے تو تتابع کا انقطاع نہوگا خواہ اکراہ مذکور از قبیل اجبار ہو مثلاً اوسکے حلق مین پانی ٹپکا دیا جائے یا نہو مثلاً اوسپر بیانتک ضرب لگائی جائے کہ وہ کوئی شی کھالیوے اور اسی کو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین بھی اختیار فرمایا

اور مبسوط مین قائل بتفرق ہوے ہین اور ثانی کو تتابع صوم مین قاطع قرار دیا ہی اسلیے کہ اس فعل کو مفطر نے اپنے اختیار سے صادر کیا ہی بخلاف اول کے کہ وہان احتمال مفطر اوسکا فعل نہین ہی اور اگر ماہ اول کے اثنا مین ایسا زمانہ واقع ہو کہ جسکا روزہ بعوض کفارہ صحیح نہو (جیسے ماہ رمضان و عید قربان) تو تتابع صوم باطل ہوگی **تیسرا قول** اطعام کے بیان مین اور جبکہ کوئی شخص کفارہ مرتبہ مین روزہ رکھنے سے بھی عاجز ہو تو اوسپر مساکین کا اطعام کرنا معین ہوجاتا ہی اور اسمین عدد معتبر کا اطعام کرنا اور ہر ایک کا ہر ایک شخص کے حوالہ کرنا واجب ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حالت تمکن مین دو مد کا اور بصورت عجز مین ایک مد کا ہر ایک کے حوالہ کرنا لازم ہی اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور طعام کا اوسقدر مساکین کے حوالہ کرنا جنکی تعداد عدد معتبر سے کم ہو اداے کفارہ مین کافی نہوگا اگرچہ اوسیقدر حوالہ کرے جو عدد معتبر کو پہنچتا ہی اور جبکہ عدد معتبر کے بہم پہونچانے پر تمکن (قدرت) ہو تو کفارۂ واحدہ کے طعام کا اوس سے کم پر تکرار کر دینا جائز نہوگا ہان اگر عدد معتبر کا جمع پہونچانا متعذر (دشوار) ہو تو جائز ہوگا اور عدد معتبر کا اوس قوت غالب مین سے اطعام کرنا واجب ہی جس سے کہ اپنے عیال کا اطعام کرتا ہی اور اگر اپنے اہل بلد کے قوت غالب مین سے اطعام کرے تب بھی جائز ہوگا (اگرچہ اوسکے اہل و عیال کا قوت نہو) اور طعام کے ہمراہ ادام (سالن وغیرہ) کا حوالہ کرنا بھی مستحب ہی اور اعلاے ادام گوشت ہی اور اوسکا اوسط سرکہ ہی اور اوسکا ادناے مرتبہ نمک ہی اور عدد معتبر کا مطلقاً اطعام کرنا جائز ہی خواہ متفرق ہون یا مجتمع خواہ اونکو کھلا دیا جاے یا اونکو دیدیا جاے اور گیہون اور آٹے اور روٹی کا خارج کرنا اداے کفارہ مین کافی ہوگا اور تنہا اطفال صغار کا اطعام کرنا کافی نہوگا ہان اونکا شریک کر دینا جائز ہی اور اگر تنہا اطفال صغار کا اطعام کیا جاے تو دو صغیر کا ایک کبیر کی جگہ محسوب کرنا لازم ہوگا اور کفارہ مین فقط مومنین یا اون لوگون کا اطعام کرنا مستحب ہی جو اونکے حکم مین داخل ہون (جیسے اطفال) اور شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہی کہ طعام کفارہ اون لوگون کے حوالہ کیا جائیگا جنکو کہ زکوۃ فطرہ دیجاتی ہی

اور جن لوگون کو زکوۃ فطرہ کا دینا جائز نہین ہی اونکو طعام کفارہ کا دینا بھی جائز نہوگا لکن مسلم فاسق کے اطعام کا جائز ہونا

بیوجہ نہین ہی ہان کافر ناصبی کا اطعام کرنا جائز نہین ہی اور اس مقام پر چار مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ کفارۂ یمین

مابین عتق و اطعام و کسوت تخییر ہی پس جبکہ کوئی شخص کفارۂ یمین کے عوض کسی فقیر کو لباس کے دینے کا ارادہ

کرے تو حالتِ قدرت مین دو کپڑون کا اور صورت عجز مین ایک کپڑہ کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا

اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ درصورتِ اختیار بھی ایک ہی کپڑہ کا حوالہ کرنا اداے کفارہ مین کافی ہی

اور یہ قول اشبہ ہی دوسرا مسئلہ کفارۂ یمین مین مقدار اطعام فی مسکین ایک مد ہونا مطلقاً مجزی و کافی

ہی اگرچہ دو مد کے دینے پر قدرت بھی حاصل ہو اور بعض فقہانے ایک مد کو حالتِ ضرورت کے ساتھ مخصوص

فرمایا ہی اور پہلا قول اشبہ ہی تیسرا مسئلہ کفارۂ ایلاء (ترک وطی پر قسم کھانا) بھی کفارۂ یمین کے مثل ہی

چوتھا مسئلہ جو شخص کہ اپنے مملوک (غلام ہو یا کنیز) پر زائد از حدِ شرعی ضرب لگائے تو اوسکو کفارۂ ضرب کے

عوض مین مملوک مذکور کا آزاد کرنا مستحب ہی چوتھا مقصد اون احکام کے بیان مین جو اس باب سے

متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جس شخص پر شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا واجب ہوا اور وہ

دو ماہ ہلالی کے ساتھ روزہ کو کامل کرے تو برات ذمہ مین کافی ہوگا اگرچہ دونون مہینے ناقص ہون

(مثلاً ہر ایک مہینہ اونتیس روز کا ہو) اور اگر ایک مہینہ مین سے بعض ایام (مثلاً ربیع الاول کے آخری

دس دن) کا روزہ رکھے بعد ازان دوسرے مہینے کے جملۂ ایام (مثلاً تمام ربیع الثانی) مین روزہ

رکھے تو اوسکو ایک ماہ کامل محسوب کریگا اگرچہ ناقص (اونتیسا) ہو پھر ماہ اول کے باقی روزون کو

ماہ سوم مین سے کامل کریگا تا اینکہ ماہ اول و سوم کے روزے ملکر تیس روز ہو جائین (مثلاً جمادی الاولی

کے بیس دن کا روزہ رکھے) اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ماہ ثالث مین اوسقدر روزون کو تمام

کریگا جسقدر کہ ماہ اول مین سے فوت ہوئے ہون (پس اگر ربیع الاول اونتیسا ہو تو جمادی الاولی

مین سے اونیس روزے رکھیگا) اور قول اول اشبہ ہی دوسرا مسئلہ کفارہ مرتبہ مین وقت ادا کا

اعتبار کیا جائیگا نہ حالت وجوب کا پس اگر کوئی شخص عتق رقبہ پر قدرت رکھتا ہو بعد ازان عاجز ہو جائے تو کفارہ کو صوم کے ساتھ ادا کریگا اور اوسکے ذمہ پر وجوب عتق کا استقرار نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ صاحب کفارہ کے پاس کوئی مال ایسا موجود ہو جو ایک مدت کے بعد غالبا اوسکو وصول ہوگا تو اوسکا فرض منتقل نہوگا بلکہ صبر کرنا لازم ہوگا اگرچہ ایسے کفارہ کے ساتھ مشغول الذمہ ہو جسکی ادائی مین تاخیر کرنا متضمن مشقت ہو جیسے کفارۂ ظہار اسلیے کہ انتقال فرض مین عدم وجدان (عجز) شرط ہے جو صورت مذکورہ مین صادق نہین آتا لیکن در باب ظہار صبر لازم ہونا اور فرض کا منتقل نہونا محل تردد ہے اسلیے کہ عسر و حرج لازم آتا ہے جو شریعت مطہرہ مین منفی ہے پس باوجود صدق وجدان کے خصوص ظہار مین انتقال فرض قائل ہونا چاہیے **چوتھا مسئلہ** جب کوئی شخص کفارہ مرتبہ مین عتق رقبہ سے عاجز ہوا اور صوم کفارہ کی ابتدا کرے بعد ازان عتق رقبہ پر قادر ہو جائے تو اوسکو عتق کی طرف عود کرنا لازم نہوگا اگرچہ عود کرنا افضل ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص صوم کفارہ سے عاجز ہوا اور اطعام مساکین کی ابتدا کرے بعد ازان اوسکا عجز دور ہو جائے تب بھی اوسکو عود کرنا واجب نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے اور عود کا قصد نکرے اور کسی غلام کو بوجہ ظہار آزاد کر دے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسنے کفارہ کو اوسکے واجب ہونے سے قبل ادا کیا ہے اور یہ قول خوب ہے **چھٹا مسئلہ** مال کفارہ کا کسی طفل کے حوالہ کرنا صحیح نہین ہے اسلیے کہ اوسمین اہلیت نہین ہے بلکہ اوسکے ولی کو دیا جائیگا **ساتوان مسئلہ** مال کفارہ اوس شخص کے حوالہ کرنا صحیح نہین ہے جسکا نفقہ صاحب کفارہ کے ذمہ واجب ہے جیسے مان اور باپ اور اولاد اور زوجہ اور مملوک اسلیے کہ یہ لوگ واقع (صاحب کفارہ) کیوجہ سے حکم اغنیا رکھتے ہین اور علاوہ انکے اور لوگون کو مال کفارہ کا دینا صحیح ہے اگرچہ اوسکے اقربا ہون **آٹھوان مسئلہ** جب کسی شخص پر کفارۂ ظہار واجب ہو تو اوسکو مسیس (وطی کرنا یا اور کسی قسم کے تمتع کا حاصل کرنا علی اختلاف القولین) پر مقدم کرنا لازم ہوگا خواہ کفارہ

غلام کے آزاد کرنے یا روزہ رکھنے کے ساتھ ادا کرے یا اطعام کرنے کے ساتھ **نوان مسئلہ** جب کسی شخص پر
کوئی کفارۂ مخیرہ لازم ہو تو اوسکو خصال ثلث (عتق و صیام و اطعام) مین سے ایک جنس کے ساتھ کفارہ کا
ادا کرنا لازم ہوگا اور دو جنسون کے دو نصفون کا ادا کرنا (مثلاً ایک مہینہ کا روزہ رکھنا اور تیس مسکینون کا کھانا دینا)
جائز نہوگا **دسوان مسئلہ** ادائے کفارات مین اوسکی قیمت کا دفع کرنا کافی نہین ہے اسلیے کہ اشتغال ذمہ
کفارہ کے ساتھ ہوتا ہے نہ اوسکی قیمت کے ساتھ **گیارھوان مسئلہ** شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہے کہ جو شخص کسیکو شہر حرام (رجب ذیقعدہ و ذی الحجہ و محرم) مین قتل کرے تو اوسکو شہر حرم مین سے
شہرین متتابعین کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اگرچہ اون دونون کے اثنا مین روز عید اور ایام تشریق
(یازدہم و دوازدہم و سیزدہم) بھی واقع ہون جیسا کہ روایت زرارہ مین وارد ہوا ہے لیکن مشہور
یہ ہے کہ روز عید اور ایام تشریق کے روزون کی ممانعت عام ہے **بارھوان مسئلہ** جس شخص پر کہ
شہرین متتابعین کے روزے لازم ہون اور وہ اونکے رکھنے سے عاجز ہو تو اوسکو اٹھارہ دن کا
روزہ رکھنا کافی ہوگا پس اگر اسپر بھی قدرت نرکھتا ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام کے ساتھ
تصدق کریگا اور اگر اسپر بھی قادر نہو تو استغفار کریگا اور اوسپر کچھ واجب نہوگا

کتاب الایلاء

اور اس کتاب مین چار امر قابل ذکر ہین **امر اول** صیغہ کے بیان مین پس ایلاء
(زوج دائم کا اپنی زوجۂ مدخول بہا سے وطی کے ترک کرنے پر حلف کرنا) بدون اسماء باری تعالےٰ
(جو اوسکے ساتھ مختص ہین) منعقد نہین ہو سکتی اور صحیح اوسکے منعقد ہونے مین جملۂ قسمیہ کے ساتھ
تلفظ کرنا بھی شرط ہے پس اگر کوئی شخص لا ترکن وطئك (البتہ مین تیری وطی کو ترک کرونگا) پر اقتصار کریگا
تو واقع نہوگی اگرچہ لام مین قسم کا اشعار ہے اسلیے کہ اصل عدم وقوع ہے اور اوسکے منعقد ہونے مین خصوص
زبان عربی کا اعتبار نہین ہے بلکہ ہر زبان مین واقع ہو سکتی ہے بشرطیکہ اوسکا قصد بھی متحقق ہو پس ترکی یا
ماہی وغیرہ کی ایلاء بھی صحیح نہوگی اور جو عبارت کہ ایلاء مین صریح ہے وہ لفظ لا ادخلت فرجي في فرجك

اور اسیطرح جو عبارت اس فعل کے ساتھ مختص ہو جیسے آلیتاٹ یا صریحًا اوسپر دلالت کرتی ہو وہ بھی لفظِ صریح مین داخل ہوگی اور جو عبارت کہ ایلاء مین صریح نہین ہے اوس سے وہ الفاظ مراد ہین جو غیر ایلاء کو بھی محتمل ہین جیسے لا اجامعک (مین تجھسے جماع نکرونگا) یا لا اطاٴنک (مین تجھسے وطی نکرونگا) وغیرہ پس اگر ان الفاظ سے ایلاء کا قصد بھی کیا جائے تو صحیح ہوگی ورنہ صحیح نہوگی لیکن اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے لا اجمع راسی و راسک بیت (میرے اور تیرے سر کو کوئی حجرہ جمع نکرے) یا لا اجمع راسی و راسک مخدۃ (تکیہ اور تیرے سر کو کوئی تکیہ جمع نکرے) یا لا اساقفنک (مین تیرے ساتھ سقف خانہ کے نیچے مجتمع نہونگا) تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہے کہ الفاظ مذکورہ سے ایلاء منعقد نہوگی اور مبسوط مین فرمایا ہے کہ اگر ان الفاظ کے ساتھ ایلاء کا قصد کیا جائے تو منعقد ہو جائیگی اور یہ قول خوب ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے لا جامعتک فی دبرک (مین تجھسے ازراہ دبر وطی نکرونگا) تو شخص مذکور مولی (ایلاء کا وقوع کرنیوالا) نہوگا اور آیا ایلاء کا شرط و صفت سے مجرد کرنا اوسکی صحت مین شرط ہے یا نہین اسمین شیخ الطائفہ رح کے دو قول ہین اون دونون مین اظہر یہ ہے کہ شرط ہے پس اگر اوسکو کسی شرط یا ایسی زمانہ پر معلق کرے جسکا حصول یقینی ہو (جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) تو یہ کلام لغو ٹھریگا اور اگر کوئی شخص وطی زوجہ کے ترک کرنے پر عتاق (غلام کا آزاد ہونا) کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فعبدی حر) تو ایلاء منعقد نہوگی

اگر مین تجھسے جماع کرون تو میرا غلام آزاد ہو

اور اسیطرح اگر تصدق مال کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فمالی صدقۃ) تب بھی منعقد نہوگی

اگر مین تجھسے جماع کرون تو میرا مال صدقہ ہے

اور اسیطرح اگر زن محللہ کی تحریم کے ساتھ حلف کرے (جیسے ان جامعتک فانت محرمۃ علی یا ان جامعتک ففلانۃ محرمۃ علی) تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ ان جملہ صورتون مین قصد ایلاء کا ہو

اگر مین تجھسے جماع کرون تو فلان عورت مجھپر حرام ہے

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ان اصبتک فعلی کذا (اگر مین تجھسے مقاربت کرون تو مجھپر ہزار درہم لازم ہین) تو ایلاء صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی کسی زوجہ سے ایلاء کرے اور اپنی دوسری زوجہ سے کہے شرکتک معہا (مین نے تجھکو اوسکے ساتھ شریک کیا) تو دوسری زوجہ کی ایلاء صحیح نہوگی

اگرچہ اوسکا قصد رکھتا ہو اسلیے کہ جبتک اسم حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ نطق نکیا جائے اوسوقت تک ایلا واقع نہین ہوسکتی اور اسیطرح اگر ایلاء سے اضرار زوجہ (ضرر رسانی) کا قصد نکیا جائے تب بھی منعقد نہوگی پس اگر اصلاح شیر یا علاج مرض کی غرض سے وطی زوجہ کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اوسپر حکم ایلاء جاری نہوگا بلکہ اوسپر حکم قسم جاری ہوگا **امر دوم** مولی (ایلا کرنیوالا) کے بیان مین پس اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار و ارادہ ہونا صحت ایلا مین شرط ہو اور غلام کا ایلا کرنا بھی صحیح ہو خواہ اوسکی زوجہ حرہ (آزاد) ہو یا کنیز اور اسیطرح کافر ذمی (یہود و نصاریٰ) اور خصی (خواجہ سرا) کا ایلا کرنا بھی صحیح ہو اور آیا مجبوب (مقطوع الذکر) کا ایلا کرنا بھی صحیح ہو یا نہین ہمین تردد ہو لکن اوسکا صحیح ہونا اور جائز اشبہ ہو اور اوس سے عود کرنیمین بجائے وطی عود عاجز پر اکتفا کیجائیگی (یعنے جسطرح کہ مریض عاجز سے بجائے وطی اوسکے قول انی لو قدرت لفعلت پر اکتفا کیجاتی ہو اسیطرح مجبوب سے بھی اسی قول پر اکتفا کیجائیگی اور اوس سے وطی کرنے کی تکلیف ساقط ہوجائیگی **امر سوم** زن مولی منہا (جس عورت سے کہ ایلا کیا جائے) کے بیان مین پس اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا اور منکوحہ بالملک نہونا وقوع ایلا مین شرط ہو اور اسیطرح اوسکا مدخول بہا ہونا بھی شرط ہو اور آیا زن متمتع بہا (جس عورت سے متعہ ہوا ہو) پر بھی ایلا واقع ہوتی ہو یا نہین اسمین تردد ہو اظہر یہ ہو کہ واقع نہین ہوتی اور زن حرہ و مملوکہ دونون سے ایلا کرنا صحیح ہو اور اسیطرح تعیین مدت کے لیے حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرنیکا حق زن مولی منہا کو حاصل ہوتا ہو اور اسیطرح انقضائے مدت کے بعد مطالبۂ فئہ (وطی کیطرف عود کرنا) کا بھی اوسی کو استحقاق ہوگا اگرچہ کنیز ہو اور اوسکے آقا کو تعرض کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح کہ زن مسلمہ سے ایلا کرنا صحیح ہو اسیطرح زن ذمیہ (یہودیہ و نصرانیہ) سے بھی صحیح ہو **امر چہارم** احکام ایلا کے بیان میں ہی اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** ایلا مین تحریم بحلف کا باطلاق ہونا (جو تحریم دائمی پر محمول ہوگی) یا مقید بدوام ہونا (جس سے مقتضائے اطلاق کی تاکید ہوتی ہو) یا ایسی مدت کے ساتھ مقرون ہونا جو چار مہینے سے زائد ہو یا کسی ایسے فعل کیطرف مضاف ہونا جو مدت تربص

(انتظار) کے منقضی ہونے سے قبل یقینًا یا غالبًا حاصل نہو (مثلاً کوئی شخص عراق مین موجود ہو اور اپنی زوجہ سے
واللہ لا اجامعک حتی امضی الی بلاد الترک واعود یا واللہ لا اجامعک ما بقیت وغیرہ کہے) اوسکی
صحت مین شرط ہو اور اگر کوئی شخص تحریم کلف کو چار مہینے یا کم کے ساتھ مقرون کرے تو ایلاء واقع نہوگی
اور اسیطرح اگر اوسکو ایسے فعل پر معلق کرے جو چار مہینے سے قبل یقینًا یا غالبًا منقضی ہوجائے یا اوسکے
منقضی ہونے اور نہونے کا مساوی احتمال ہو تب بھی ایلاء منعقد نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
واللہ لا وطیتک حتی ادخل ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین تجھسے وطی نکرونگا تا اینکہ اس مکان مین داخل ہو)
کہے تو ایلاء واقع نہوگی اسلیے کہ اوسکو مکان مذکور مین داخل ہونے کے بعد بدون کفارہ وطی کرنا ممکن ہو
اور یہ منافی ایلاء ہو (کیونکہ ایلاء مین چار مہینے کے بعد بدون کفارہ وطی حرام ہوتی ہو علاوہ برین
اصورت مین مدار چار ماہ تک کی وطی پر حلف کرنا بھی صادق نہین آتا اسلیے کہ دخول مکان اوسکا امر اختیاری ہو) دوسرا مسئلہ
مدت تربص زن حرہ و کنیز دونون مین چار ماہ ہین خواہ شوہر حر ہو یا مملوک اور مدت مذکورہ حق شوہر ہو اور زوجہ کو
اوس مدت مذکورہ مین وطی کا مطالبہ صحیح نہین ہو (لکن اگر اوسکا شوہر اثنائے مدت مین اوس سے وطی کرنیکا ارادہ کریگا
تو اوسپر کفارہ دینا لازم ہوگا) پس جبکہ چار مہینے منقضی ہوجائینگے تو زوجہ بانقضائے مدت کے ساتھ
طلاق واقع نہوگی اور اگر انقضائے مدت کے بعد شوہر طلاق نہ دے تو حاکم شرع کو اوسکی زوجہ کا
طلاق دینا صحیح نہوگا اور جبکہ زن مولی منہا حاکم شرع کے پاس مرافعہ کرے تو شوہر کو طلاق دینے اور عود
کرنے مین اختیار ہوگا پس اگر شوہر اوسکو طلاق دے تو اوسکے حق سے خارج ہوجائیگا اور یہ طلاق
علی الاشہر (مشہور کی بناپر) رجعی ہوگی اور اسیطرح اگر عود کرے (یعنے زوجہ سے وطی کرے) تب بھی اوسکے
حق سے خارج ہوجائیگا اور اگر بعد مرافعہ ان دونون امرون (طلاق دینا اور عود کرنا) سے انکار کرے
تو حاکم شرع کو اوسوقت تک اوسکا محبوس کرنا اور اوسپر تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ وطی و طلاق مین سے
ایک کو اختیار نکریگا اور حاکم کو اوسکا احدالامرین بخصوصہ مجبور کرنا صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے

مدتِ معینہ ایلا کرے اور مرافعہ کے بعد بیانات مدافعت کرے کہ وہ مدت منقضی ہوجائے تو حکم ایلاء ساقط ہوجائیگا (اگرچہ بوجہ مدافعت گنہگار ہوگا) اور اوسپر وطی کے ساتھ کفارہ دینا لازم ہوگا اور اگر عورت کچھ زمانہ تک اپنے حق مطالبہ کو ساقط کردے تو اصل مطالبہ ساقط ہوگا اسلیے کہ یہ ایسا حق ہے جو حادث ہوتا رہتا ہے پس اوسکے عفو کرنے سے فقط وہ حق ساقط ہوگیا جو گذر چکا ہے اور جو وقتاً فوقتاً حادث ہوتا ہے وہ ساقط ہوگا اور اس مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** اگر زن و مرد انقضائے مدت مین اختلاف کرین (یا بین معنی کہ عورت انقضائے مدت کی مدعی ہو اور مرد اوسکے بقا کا دعوی کرے) تو اون دونون مین سے اوس شخص کا قول مقبول ہوگا جو اوسکے باقی رہنے کا دعوی کرے اسلیے کہ اصل عدم انقضا ہے اور اسیطرح اگر وہ دونون ایقاع ایلاء کے زمانہ مین اختلاف کرین تو اوس شخص کا قول معتبر ہوگا جو تاخر زمان کا مدعی ہو **دوم** اگر مدت تربص منقضی ہوجائے اور وطی شوہر سے کوئی مانع موجود ہو (جیسے عورت کا حائض یا مریض ہونا) تو عورت کو تا زوال مانع اوس سے وطی کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا عذر واضح ہے اور اگر قائل ہون کہ اس صورت مین عورت کو مرد سے فئہ عاجز (عاجز کا رجوع کرنا جیسے بوسہ لینا یا مس کرنا) کا مطالبہ صحیح ہو تو خوب ہو اور اگر عورت کے اعذار اثنائے مدت مین حادث ہون تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہے کہ حیض کے علاوہ باقی اعذار استدامت (استمرار) مدت منقطع ہوجائیگی (یعنی عورت کے اعذار کا زمانہ مدت تربص مین محسوب نہوگا) اسلیے کہ مطالبۂ فئہ عورت کا حق ہے اور اعذار بھی اوسی کی طرف سے حادث ہوئے ہین اور مدت تربص مرد کا حق ہے لہذا عورت کے وہ اعذار مدت تربص مین محسوب نہونگے جن مین مرد کو رجوع کرنے پر قدرت نہین ہے اور اس قول مین تردد ہے اسلیے کہ فئہ عاجز کے مطالبہ کا کوئی مانع نہین ہے لہذا اعذار مذکورہ کو مدت تربص مین محسوب ہونا چاہیے اور مرد کے اعذار سے مدت تربص منقطع نہوگی خواہ وہ اعذار ابتدائی ہون یا اثنائے مدت مین عارض ہوئے ہون (اور خواہ اعذار شرعیہ ہون جیسے صوم اور احرام یا حسیہ ہون جیسے جنون اور دیگر اسقام) اور اسیطرح مرد کے اعذار مدت تربص کی انتہا مین مانع موافقت

(زن و مرد کا مجلس خصومت مین کھڑا ہونا) بھی ہونگے) **سوم** اگر شوہر کو تعیین مدت کے بعد جنون عارض ہو تو
مدت تربص کا اوسپر احتساب کیا جائیگا اگرچہ وہ مجنون ہو پس اگر مدتِ تربص منقضی ہوجائے اور اوسکا جنون
باقی ہے تو تا حصول افاقہ تربص کیا جائیگا اسلیے کہ وہ مرفوع القلم ہو (ہان اگر اوسکا عذر رافع تکلیف نہو تو
عورت کو اوس سے فئہ عاجز کا مطالبہ صحیح ہوگا) **چہارم** جبکہ مدتِ تربص منقضی ہوجائے اور شوہر محرم ہو
تو اوسکو فئہ معذور (صاحبِ عذر) کا الزام دیا جائیگا اور اسیطرح اگر ختم تربص کے وقت صائم ہو
(اور صوم کا افطار کرنا جائز نہو) تب بھی اوسکو فئہ معذور کا الزام دینا صحیح ہوگا اور اگر حالت صوم مین
وطی کرے تو اوسے فئہ مین کافی ہوگا اگرچہ گنہگار ہوگا اور اسیطرح ہر وطی محرم (جیسے حالتِ حیض یا صوم واجب
مین وطی کرنا) کا بھی یہی حکم ہو **پنجم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ظہار کرے بعد ازان اوسی سے ایلاء کرے
تو دونون امر صحیح ہونگے اور مدتِ ظہار کے بعد مجلس خصومت مین کھڑا کیا جائیگا پس اگر زوجہ کو طلاق دے
تو اوسکے حق سے بری اور حکمِ ظہار و ایلاء سے خارج ہوجائیگا اور اگر انکار کرے تو اوسکو کفارہ اور وطی کا
الزام دیا جائیگا اسلیے کہ اوسنے اپنا حق تربص بوجہ ظہار ساقط کردیا پس اگر کفارۂ ظہار کے بعد اوس سے
وطی کریگا تو اوسپر کفارۂ ایلاء واجب ہوگا **ششم** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلاء کرے بعد ازان
مرتد ہوجائے (اور ارتداد فطری نہو) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ مدت تربص مین ردہ کا زمانہ محسوب
نکیا جائیگا اسلیے کہ منع وطی کا سبب ارتداد ہو نہ ایلاء لیکن زمانہ ردہ کا مدت تربص مین محسوب ہونا
بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ اوسکو ازالۂ مانع کے بعد وطی کرنے پر تمکین حاصل ہو **ہفتم** مسئلہ جبکہ مولے
(ایلاء کرنے والا) اپنی زوجہ مولی منہا (جس عورت سے ایلاء ہوئی ہی) سے مدت تربص مین وطی کرے تو
اوسپر اجماعاً کفارہ لازم ہوگا اور اگر مدتِ تربص کے بعد ایسے زمانہ مین وطی کرے جسکو اوسکا حلف
شامل ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسپر کفارہ لازم نہوگا اور خلاف مین فرمایا ہو کہ لازم ہوگا
اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ اوسپر کفارہ کا لازم ہونا بوجہ وطی نہین ہو بلکہ مخالفت حلف کیوجہ سے ہو جو ہر صورت مین متفرض ہو

چوتھا مسئلہ جبکہ مُولی اپنی زوجہ مولی منہا سے سہوًا یا حالت جنون مین وطی کرے یا وہ اوسکے باقی حلائل کے ساتھ مشتبہ ہوجائے (یعنے اوس سے وطی بالشبہ واقع ہوجائے) توشیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ تحقق وطی کیوجہ سے حکم ایلاء باطل ہوجائیگا اور اوسپر کفارہ لازم ہنوگا اسلیے کہ اوسنے قسم کی مخالفت نہین کی **پانچوان مسئلہ** جبکہ شخص مولی اصابت (مقاربت) کا مدعی ہو اور عورت اسکا انکار کرے تو مولی کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ وقوع وطی پر بینہ کا قائم کرنا متعذر ہے **چھٹا مسئلہ** شیخ علیہ الرحمہ نے مبسوط مین فرمایا ہو کہ مدت تربص کا وقت مرافعہ سے حساب کیا جائیگا اور وقت ایلاء سے نکیا جائیگا اور اسمین تردد ہو **ساتوان مسئلہ** جبکہ زن ذمیہ (نصرانیہ و یہودیہ) وعرو ذمی (نصرانی و یہودی) حاکم شرع کی طرف مرافعہ کرین تو اوسکو بمقتضائے شرع حکم کرنے اور اونکو اہل نحلہ کیطرف رد کرنے مین اختیار ہوگا **آٹھوان مسئلہ** فیئہ قادر (جو شخص کہ جماع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اوسکا وطی زن کی طرف عود کرنا) سے غیبوبت حشفہ فی القبل (حشفہ کا فرج زن مین غائب ہونا) مراد ہو اور فیئہ عاجز (جو شخص کہ جماع کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اوسکا وطی زن کی طرف عود کرنا) سے عزم علی الوطی کا حالت قدرت مین ظاہر کرنا مراد ہو اور اگر کوئی شخص جماع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور کسی عذر کیوجہ سے مہلت کا طالب ہو تو اوس وقت تک اوسکو مہلت دیجائیگی جسوقت تک کہ عرفًا اور عادةً وہ عذر برطرف ہوجاتا ہو مثلًا اگر شبعان (شکم سیر) ہو تو اوسوقت تک مہلت دیجائیگی جبتک کہ اوسکے گرانی غذا زائل و خفت حاصل ہو اور اگر گرسنہ ہو تو اوسوقت تک مہلت دیجائیگی کہ وہ کھانے سے فارغ ہو اور اگر متعب (تھکا ہوا) ہو تو تا حصول راحت مہلت دیجائیگی و علی ہذا القیاس **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کنیز سے ایلاء کرے بعد ازان اوسکو خرید کرلے پھر آزاد کرنے کے بعد اوس سے عقد کرے تو حکم ایلاء عود نکریگا اور اسیطرح اگر کوئی غلام اپنی زوجہ حرہ سے ایلاء کرے بعد ازان اوس غلام کو زن مذکورہ خرید کرلے اور آزاد کرنے کے بعد اوس سے عقد کرے تب بھی حکم ایلاء عود نکریگا **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی چار زوجاؤن سے کہے

واللہ لا وطیتکن (قسم بخدا کہ مین تمسے وطی نکرونگا) تو وہ شخص فی الحال مولی (ایلا کرنے والا) ہوگا اور اوسکو اون چارون مین سے تین عورتون کی وطی جائز ہوگی اور زن چہارم کی وطی مخصوص بتحریم ہوگی اور ایلا ثابت ہوگی اور اوسکو مرافعہ کرنا جائز ہوگا اور بعد مرافعہ اوسکے لیے مدت کی تعیین کیجائیگی اور انقضائے مدت کے بعد شوہر کو مجلس خصومت مین قائم کرینگی اور اگر اونمین سے کوئی عورت قبل وطی مرجائے تو حکم یمین (حلف) برطرف ہوجائیگا اسلیے کہ اوسکی مخالفت وقوت تک متحقق نہوگی جبتک کہ کل ازواج سے وطی واقع نہو اور حق میت مین وطی معتبرہ کا حصول متعذر ہے اسلیے کہ وطی میت کا کوئی حکم نہین ہے اور اگر زنہائے مذکورہ مین سے ایک یا دو یا تین عورتون کو طلاق دے تو تعذر وطی کا حکم جاری نہوگا اسلیے کہ حکم یمین اسمقام پر باقی عورتون مین باقی ہے کیونکہ وطی مطلقات (جن عورتون کو طلاق ہوئی ہو) ممکن ہے اگرچہ بالشبہ ہو اور اگر کوئی شخص اپنی ازواج اربعہ سے کہے واللہ لا وطئت واحدۃ منکن (قسم بخدا کہ مین تم مین سے ایک کے ساتھ وطی نکرونگا) تو کل ازواج سے ایلا متعلق ہوگی اور اون سب کے لیے عاجلاً مدت تربص مقرر کیجائیگی ہان اگر اونمین سے ایک کے ساتھ وطی کریگا تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اور باقی ازواج سے حکم یمین برطرف ہوجائیگا اور اگر اونمین سے ایک یا دو یا تین عورتون کو طلاق دیگا تو باقی عورتون مین حکم ایلا باقی رہیگا اور اگر اس صورت مین شخص مولی بیان کرے کہ مینے اونمین سے واحدہ معینہ کا ارادہ کیا تھا تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اونمین سے بتر جانتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنی ازواج اربعہ سے کہے واللہ لا وطئت کل واحدۃ منکن (قسم بخدا کہ مین تم مین سے ہر ایک کے ساتھ وطی نکرونگا) تو ہر ایک زوجہ سے ایلا متعلق ہوگی جسطرح کہ ہر ایک زوجہ سے علیحدہ علیحدہ ایلا متعلق ہوتی ہے اور اونمین سے جس عورت کو طلاق دیگا اوسکے حق سے بری ہوجائیگا اور باقی عورتون کے حق مین حکم یمین برطرف نہوگا اور اسیطرح اگر اونمین سے کسی ایک کے ساتھ وطی کریگا تو اوسپر کفارہ لازم ہوگا اور باقی عورتون کے حق مین حکم ایلا باقی رہیگا

گیارھوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص مطلقہ رجعیہ سے ایلا کرے تو صحیح ہوگا

اور عدہ کا زمانہ مدت تربص مین محسوب ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ایلاء کرے بعد ازان اوسکو طلاق رجعی دے اور مراجعت کرے تب بھی عدہ کا زمانہ مدت تربص مین محسوب ہوگا **بارھوان مسئلہ** تکرار یمین سے اتحاد زمان کی صورت مین کفارہ کی تکرار نہوگی خواہ قصد تاکید کیا جائے یا نکیا جائے یا دوم سے اول کے مغائر کا قصد کیا جائے (مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتك واللہ لا وطیتك یا ان دونون کے بعد لفظ ابداً یا لفظ خمسۃ اشہر کو زائد کرے) ہان اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا وطیتك خمسۃ اشہر فاذا انقضت فواللہ لا وطیتك سنۃ (قسم بخدا کہ مین تجھسے پانچ مہینے تک وطی نکرونگا پس جبکہ وہ منقضی ہوجائینگے تو قسم بخدا کہ مین تجھسے ایک سال تک وطی نکرونگا) تو یہ دو ایلا مین شمار کیجائینگی اسلیے کہ دونون کا تعلق ایک زمانے معین جدا اور زمان مذکورہ کو بعد یمین مدت تربص کی تعیین کے لیے مرافعہ کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر بعد مرافعہ اوسکا شوہر مدافعت کرے تا اینکہ پانچ مہینے منقضی ہوجائین تو یمین اول کا حکم برطرف ہوجائیگا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ بعد ازین ایلائے ثانی کا وقت داخل ہوگا اور تقریر شیخ کی بنا پر ایلائے ثانی کا باطل ہونا بوجہ مبنی ہو اسلیے کہ وہ صفت پر معلق ہو **تیرھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے واللہ لا اصبتك سنۃ الا مرۃ (قسم بخدا کہ مین تجھسے ایکسال مین ایکدفعہ کے سوا وطی نکرونگا) تو فی الحال وہ مولی (ایلاء کرنیوالا) نہوگا اسلیے کہ ایکدفعہ کی وطی کو اوسنے مستثنیٰ کرلیا جسپر اوسکو بدون کفارہ وطی کرنا جائز ہو اور اگر وطی کریگا تو ایلا صحیح ہوگی بعد ازان نظر کیجائیگی پس اگر انقضائے سال مین چار مہینے سے زائد زمانہ باقی ہے تو اوسی روز سے ایلاء صحیح اور عورت کو اوسکا مجلس خصومت مین قائم کرنا جائز ہوگا اور اگر ختم سال مین چار مہینے یا کم زمانہ باقی ہے تو حکم ایلا باطل ہوگا۔

کتاب اللعان

(زن وشوہر کا بطور خاص مباہلہ کرنا) اس کتاب مین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** ارکان لعان کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکن اول** سبب لعان کے بیان مین اور وہ دو ہین **پہلا سبب**

(زنا کی نسبت دینا) ہی اور قذف پر لعان اوسوقت مترتب ہوتا ہو کہ جب کوئی شخص اپنی زوجۂ محصنہ (جو عفیفہ ہو اور مشہور بزنا نہو) اور مدخول بہا کو (جس عورت سے دخول واقع ہوا ہو) قبلًا یا دبرًا زنا کی نسبت دے اور مشاہدہ کا مدعی ہو اور بینہ نہ رکھتا ہو پس اگر کوئی شخص کسی زن اجنبیہ کو زنا کی نسبت دے تو اوس شخص پر حدِ قذف کا جاری کرنا متعین ہوگا اور لعان نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے اور مدعی مشاہدہ نہو تو اوسپر بھی حدِ قذف جاری ہوگی اور لعان نہوگی اور اگر اوسکے پاس بینہ موجود ہو تو لعان اور حد دونون نہونگی اور اسیطرح اگر زن مقذوفہ (جسکو زنا کی نسبت دیگئی ہو) مشہور بزنا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اشتراطِ مشاہدہ پر متفرع ہوتا ہو کہ حقِ اعمی (نابینا) مین قذف کیوجہ سے لعان ساقط ہو اسلیے کہ مشاہدہ متعذر ہی اور اوسکے حق مین فقط نفیِ ولد کیوجہ سے لعان ثابت ہوگی اور اگر قاذف (زنا کی نسبت دینے والا) کے پاس بینہ موجود ہو اور اوس سے لعان کی طرف عدول کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہو کہ صحیح ہوگا اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ آیۂ کریمہ مین عدمِ بینہ کی شرط ہوئی ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے اور اوسکو ما قبل نکاح کی طرف منسوب کرے تو اوسپر حد کا جاری کرنا لازم ہوگا اور آیا اوسکو بوجہ لعان حد کے ساقط کرنے کا اختیار ہوگا یا نہین شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین فرمایا ہو کہ اوسکو لعان کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسنے زنا کو ایسے زمانہ کیطرف منسوب کیا ہی جسمین اوسکے ساتھ لعان کرنا مشروع نتھا پس اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور مبسوط مین فرمایا ہو کہ اوسکو لعان کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے جسوقت اوسکو نسبت دی ہی اوسوقت مین لعان کرنا مشروع ہو پس اسی کا اعتبار کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ در اصول مذہب کے موافق ہی اور کسی عورت کا بوجہ شبہ قذف کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر ظن غالب حاصل ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ کسی ثقہ نے اوسکو خبر دی ہو یا یہ امر حدِ شیاع کو پہونچا ہو کہ فلان شخص نے اوسکے ساتھ زنا کی ہی اور جبکہ کوئی شخص عورت کا عدۂ رجعیہ مین قذف کرے تو اوسکو لعان کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ وہ بحکمِ زوجہ ہی اور اوسکو مطلقۂ بائنہ سے لعان کرنا

صحیح نہین ہو پس صورتِ قذف مین اوسپر حد ثابت ہوگی اگرچہ اوسکو زمانِ زوجیت کی طرف منسوب کرے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا سحق کے ساتھ قذف کرے تو لعان ثابت نہوگی اگرچہ مشاہدہ کا مدعی ہو اور اوسپر حد ثابت ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ مجنونہ کا قذف کرے گا تو حد ثابت ہوگی لیکن اوسوقت تک اوسپر قائم کی جائیگی جبتک کہ زنِ مذکورہ حالتِ صحت مین اوسکا مطالبہ نکرے پس اگر بعد افاقہ مطالبہ کرے تو شوہر کو بسقاطِ حد کے لیے لعان کرنا صحیح ہوگا اور جبتک کہ زنِ مجنونہ زندہ ہو اوسوقت تک اوسکے ولی کو قاذف پر حد کے جاری کرانیکا مطالبہ صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی زوجۂ کنیز کا قذف کرے تو آقائے کنیز کو اوسکے شوہر سے اوسوقت تک تعزیر کا مطالبہ صحیح نہوگا جبتک کہ وہ زن زندہ ہو پس اگر کنیز مذکورہ مرجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکے آقا کو تعزیر کا مطالبہ صحیح ہوگا اور یہ قول خوب ہو **دوسرا سبب** انکارِ ولد ہو اور انکارِ ولد سے لعان اوسوقت ثابت ہوتی ہو جبکہ وہ وقتِ وطی سے چھ مہینے یا زائد کے بعد پیدا ہو تا وقتیکہ اقصائے حمل سے تجاوز نکرے اور اوسکی ماں موطوئہ بعقدِ دائم ہو اور اگر کوئی مولود تمام وطی شوہر سے چھ مہینے گذرنے کے قبل پیدا ہو تو اوس سے ملحق نہوگا اور بغیر لعان منتفی ہو جائیگا لیکن اگر زن و شوہر دخول کے بعد مدتِ حمل مین اختلاف کرین (شوہر کہے کہ یہ مولود وقتِ دخول سے چھ مہینے گذرنے کے قبل یا اقصائے حمل کے بعد پیدا ہوا ہو اور عورت مدعی ہو کہ وہ چھ مہینے کے بعد اور اقصائے حمل کے قبل پیدا ہوا ہو) تو لعان کرینگے اور مولود کا الحاق اوسوقت صحیح ہوگا جبکہ وطی ممکن ہو اور شوہر بر قادر ہو پس اگر کوئی ایسا طفل اپنی زوجہ سے دخول کرے جبکا سن نو سال سے کم ہو تو مولود اوس سے ملحق نہوگا (اگرچہ وقتِ وطی سے چھ مہینے کے بعد اور اقصائے حمل کے قبل ولادت ہو) اور اگر طفل مذکور دہ سالہ ہو تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اسلیے کہ اوسکے حق مین تحقق بلوغ ممکن ہو اگرچہ ایسا اتفاق شاذ و نادر ہوتا ہو اور اگر طفل دہ سالہ مولود کا انکار کرے تو اوسکا لعان کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ جبتک اوسکا بلوغ ثابت نہو اوسوقت تک اوسکی لعان کے واسطے کوئی حکم نہین ہو (اور اوس سے مولود کا احتمال بلوغ کی بنا پر ملحق کرنا

تحقق بلوغ کو مقتضی نہین ہو ہان لعان مین تاخیر کیجائیگی پس اگر بعد بلوغ و رشد بھی اوسکا انکار کریگا تو اوسکا
لعان کرنا صحیح ہوگا اور اگر طفل مذکور (دہ سالہ) قبل بلوغ یا بعد بلوغ اور قبل انکار وفات پائے تو مولود اوس سے
ملحق رہیگا (اور قبل بلوغ کے انکار کا اعتبار نکیا جائیگا) اور اوسکی زوجہ اور مولود دونون اوسکے وارث ہونگے
اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے از راہ دبر وطی کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو مولود اوس سے ملحق ہوگا اسلیے
قطرات منی کا اوسکی قبل مین پہنچ جانا ممکن ہو اگرچہ وطی دوسری راہ سے واقع ہوا اور خصی مجبوب (وہ خواجہ سرا جو
مقطوع الذکر ہو) سے مولود کا الحاق نکیا جائیگا اور ہمین تردد ہی اسلیے کہ بواسطۂ مساحقت مولود کے
حاصل ہونیکا احتمال باقی رہتا ہو اگرچہ ابعد ہو اور خصی (خواجہ سرا) کا مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اسیطرح
مجبوب (مقطوع الذکر) کا بھی مولود اوس سے ملحق کیا جائیگا اور اون دونون (خصی و مجبوب) مین سے
کسی کا مولود بدون لعان منتفی نہوگا اسلیے کہ مولود کا بواسطۂ مساحقت وغیرہ حاصل ہونا محتمل ہو اگرچہ یہ
احتمال بعید ہو اور جبکہ کسی عورت کا شوہر ولادت کیوقت حاضر ہو اور باوجود ارتفاع اعذار کے مولود کا
انکار نکرے تو اوسکو بعد ازان مولود کا انکار کرنا صحیح نہوگا ہان اگر بعد ولادت اوسکے انکار مین اوسیقدر
تاخیر کرے جسقدر کہ عادت جاری ہو (جیسے حاکم کے پاس جانا) تو صحیح ہوگا اور اگر قائل ہون کہ اوسکو مولود کے
انکار کرنیکا اوسوقت تک اختیار رہیگا جبتک کہ اوسکا اقرار نکرے تو خوب ہو اور اگر کوئی شخص نفی حمل
مین یا وقت ولادت سکوت کرے تو وضع حمل کے بعد اوسکو دونون قولون کی بناپر اختیار نفی باقی رہیگا اسلیے کہ
اوسکے حق مین حمل کا قبل وضع مجہول ہونا اور اوسکے حمل یا ریح ہونے مین اوسکا متردد ہونا اور اسی تردد کا
منشاء توقف و سکوت ہونا محتمل ہو اور اگر کوئی شخص مولود کا صریحًا اقرار کرے تو بعد ازان اوسکا انکار کرنا
جائز اور صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوسکا بفحوائے کلام اقرار کرے مثلاً کوئی شخص اوسکو مولود کی بشارت دے اور
وہ ایسے کلام کے ساتھ جواب دے جو اوسکی رضا پر متضمن ہو (مثلاً کوئی شخص اوس سے کہے بارک اللہ لک
فی مولودک اور وہ اوسکے جواب مین کہے آمین یا انشاء اللہ تعالی) تب بھی اوسکا انکار کرنا صحیح نہوگا

لکن اگر اوسکے جواب مین کہے بارک اللہ فیک یا احسن اللہ الیک تو اقرار نہوگا اسلیے کہ یہ
جواب متضمن رضا نہین ہی اور جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور دخول کا انکار کرے اور اوسکی
زوجہ مدعی دخول ہو اور مطلق مذکور سے اپنے حاملہ ہونیکا دعوی کرے پس اگر زن مذکورہ اوسکے
ارخاء ستر (پردہ چھوڑنا) پر بینہ قائم کرے تو مطلق مذکور کو اوس سے لعان کرنا صحیح ہوگا اور مہر کا ملکا
اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر زن مذکورہ بینہ قائم نکریگی تو مطلق کو نصف مہر کا اوسکے حوالہ کرنا
واجب ہوگا اور لعان کرنا صحیح نہوگا اور زن مذکورہ پر سو کوڑون کے ساتھ حد جاری کیجائیگی اور
بعض علمار نے فرمایا ہی کہ لعان اوس وقت تک ثابت نہوگی جبتک کہ دخول (جس سے وطی کرنا مراد ہی)
ثابت نہو اور محض ارخاء ستر کا ثابت ہونا کافی نہین ہی اور مطلق پر حد بھی جاری نکیجائیگی اسلیے کہ اوسنے
زن مذکورہ کا قذف نہین کیا بلکہ فقط اپنے دخول کا انکار کیا ہی اور اسیطرح اوسنے لیسے مولود کا انکار
نہین کیا جسکا اقرار کرنا اوسپر لازم ہو اور شاید کہ یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر
کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف اور مولود کا انکار کرے اور بینہ قائم کردے تو شخص مذکور سے حد ساقط
ہوگی لیکن وہ مولود اوس سے بدون لعان منتفی نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق بائن
دے بعد ازان زن مذکورہ سے ایسے وقت مین ولادت ہو کہ مطلق سے مولود کا علی الظاہر
ملحق کرنا صحیح ہو تو وہ مولود اوس سے بدون لعان منتفی نہوگا اور اگر زن مذکورہ کسی دوسرے
شخص سے عقد کرلے بعد ازان شوہر ثانی کے دخول کرنے سے چھ مہینے قبل اور شوہر اول کے دخول کرنے
سے نو مہینے یا کم کے بعد ولادت ہو تو وہ مولود شوہر اول سے ملحق ہوگا اور بدون لعان منتفی نہوگا

رکن دوم ملاعن (لعان کرنیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور عاقل ہونا صحت لعان مین
شرط ہی اور آیا کافر کی لعان صحیح ہی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین جنمین سے اشہر
یہ ہو کہ صحیح ہی اور اسیطرح مملوک کی لعان بھی مشہور کی بنا پر صحیح ہی اور اخرس (گونگا) کی لعان بھی صحیح

بشرطیکہ ایسا اشارہ کرے جو قذف پر دلالت کرتا ہو جسطرح کہ اوسکا اقرار اور طلاق صحیح ہو اور بعض علمانے اوسکے لعان کے صحیح ہونے مین توقف کیا ہو اسلیے کہ اشارہ سے ایقاع لعان کا معلوم ہونا متعذر ہو اور یہ ضعیف ہو کیونکہ لعان کا حال اقرار بالقتل (جسکا ثبوت اوسکے اشارہ سے ہوتا ہی) کے حال سے زائد نہین ہو ہان اوسکی لعان بدون نطق واشارۂ معقولہ (جس سے قذفِ زوجہ مفہوم ہو) صحیح نہوگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ مجنونہ کے مولود کی نفی کریگا تو اوس سے بدونِ لعان منتفی نہوگا ہان اگر بعد افاقہ لعان کی تو صحیح ہوگی اور مولود منتفی ہوگا والا نسب ثابت ہوگا اور زوجیت باقی رہیگی اور اگر کوئی شخص ولد شبہ کا انکار کرے تو منتفی ہوگا اور لعان ثابت نہوگی اور جبکہ شوہر کو الحاق کے کل شروط یا بعض کے مختل ہونے کیوجہ سے انتفاء حمل کا علم حاصل ہو تو مولود کا انکار کرنا لازم ہوگا اور لعان واجب ہوگی تاکہ اوسکے نسب سے وہ شخص ملحق نہو جائے جو اوس سے خارج ہو اور کسی شبہ کیوجہ سے انکار مولود جائز نہین ہو اور اسیطرح اگر مولود کے منتفی ہونیکا ظن حاصل ہو تب بھی اوسکا انکار جائز نہوگا اور اسیطرح اگر صفاتِ مولود و والدین مین مخالفت ہو تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنی انکار جائز نہوگا) **رکن سوم** زن ملاعنہ (جس عورت سے لعان کیا جائے) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور کامل العقل ہونا اور صمم (بہرا ہونا) و خرس (گونگا ہونا) سے سالم ہونا صحت لعان مین شرط ہو اور اسیطرح اوسکا منکوحہ بعقد دائم ہونا بھی صحت لعان مین شرط ہو اور آیا مشروعیت لعان مین اوسکا مدخول بہا ہونا شرط ہو یا نہین اسمین خلاف ہو اور روایت مین وارد ہوا ہو کہ غیر مدخول بہا کی لعان صحیح نہین ہو اور بعض علما اوسکے جواز کے قائل ہوئے ہین اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ صورت قذف مین غیر مدخول بہا کی لعان صحیح ہوگی اور نفی ولد کی صورت مین صحیح نہوگی اور حرہ اور مملوکہ مین بھی لعان ثابت ہوتی ہو اور ایک روایت مین اسکی ممانعت وارد ہوئی ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ ابن عمرو مملوکہ کی نفی ولد مین لعان ثابت ہوگی اور صورت قذف مین ثابت نہوگی اور زن حاملہ کی لعان بھی صحیح ہو لیکن صورت اقرار مین تا وضع حمل حد جاری نکیجائیگی اور کوئی کنیز محض ملک کیوجہ سے فراش نہوگی (یعنی اوسکا مولود اوسکے آقا سے بدون اقرار ملحق نکیا جائیگا)

الركن الثالث
في الملاعنة ويعتبر
فيها البلوغ وكمال العقل
والسلامة من الصمم
والخرس وان تكون
منكوحة بالعقد الدائم
وفي اعتبار الدخول
بها خلاف

اور آیا تحقق وطی کے بعد فراش ہوگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اون دونون مین اظہر یہ ہو

کہ فراش ہوگی اور اوسکا مولود بدون اقرار اوسکے آقا سے ملحق ہوگا اگرچہ اوس سے وطی کرنیکا اعتراف کرے

اور اگر اوسکی نفی کریگا تو منتفی ہوجائیگا اور لعان کی حاجت نہوگی **رکن چہارم** کیفیت لعان کے بیان مین

اور لعان کا حاکم شرع (امام علیہ السلام) یا اوس شخص کے پاس واقع ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو جسکو اونے

اسلیے منصوب کیا ہو اور اگر حضور امام علیہ السلام کے زمانہ مین زن و شوہر کسی مرد عامی (وہ فقیہ مجتہد جسکو

امام علیہ السلام نے منصوب نکیا ہو) پر راضی ہوجائین اور وہ اون دونون مین لعان کو واقع کرے

تو جائز ہوگا اور محض اوسکے حکم سے لعان ثابت ہوگی (اسطرح کہ حکم امام علیہ السلام سے ثابت ہوتی ہو)

یعنی مرد عامی کے

اور اوسکے بعد اون دونون کی رضا کا اعتبار نکیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ بعد حکم اونکی رضا کا

بھی اعتبار کیا جائیگا اور کیفیت لعان یہ ہو کہ حکم حاکم سے اولا مرد اوس امر مین اپنے راستگو ہونے کی چار مرتبہ

شہادت دے جسکو اونے اپنی زوجہ کیطرف منسوب کیا ہو جسکی صورت یہ ہو اشهد بالله انی لمن

الصادقين فيما رميتها به من الزنا (مین حقتعالی کو شاہد کرتا ہون کہ مین اس عورت کے منسوب بزنا

کرنے مین از جملہ صادقین ہون) اور جبکہ مرد شہادت کو چار دفعہ ادا کرچکے تو پانچوین مرتبہ صیغہ لعن کو

جاری کرے جسکی صورت یہ ہو ان لعنة الله علیّ ان كنتُ من الكاذبين (اگر مین منجملہ کاذبین ہون

تو مجھپر لعنت خدا ہو) بعد ازان عورت اپنے شوہر کے اوس امر مین دروغگو ہونے کی چار مرتبہ شہادت دے

جسکو اوسکی طرف منسوب کیا ہو جسکی صورت یہ ہو اشهد بالله انه لمن الكاذبين فيما رماني به

من الزنا (مین حقتعالی کو شاہد کرتی ہون کہ یہ شخص میرے منسوب بزنا کرنے مین از جملہ کاذبین ہی) اور جبکہ عورت

شہادت کو چار دفعہ ادا کرچکے تو پانچوین مرتبہ صیغہ غضب کو جاری کرے جسکی صورت یہ ہو ان غضب الله

علیّ ان كان من الصادقين (اگر یہ شخص از جملہ صادقین ہو تو مجھپر غضب خدا نازل ہو) اور جن امور پر

کہ لعان مشتمل ہو اون مین چھ امر واجب ہین **اول** شہادت کا بروجہ مذکور تلفظ کرنا **دوم** مرد کا اپنے

تلفظ کیوقت قائم رہنا (یعنے جسوقت کہ الفاظ پنجگانہ کے ساتھ تلفظ کرے اوسوقت قائم رہے) اور عورت کا بھی یہی حکم ہے (یعنی عورت کا بھی اپنے تلفظ کیوقت قائم رہنا لازم ہے) اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ان دونون کا حاکم شرع کے سامنے ہر ایک کے تلفظ کی حالت مین قائم رہنا لازم ہے **سوم** مرد کا ترتیب مذکورہ کے موافق ابتدا بتلفظ کرنا بعد ازان عورت کا تلفظ کرنا پس اگر لعان کے واقع کرنے مین عورت ابتدا کریگی تو صحیح نہوگی اسلیے کہ عورت کا ابتدا کرنا طریق منصوص کے خلاف ہے **چہارم** مرد کا زن ملاعنہ کو اسطرح معین کرنا کہ احتمال خلاف باقی نہ رہے جیسے اوسکے نام کا مع ولدیت ذکر کرنا یا اوسکے اون اوصاف کا بیان کرنا جو اوسکو باقی ازواج سے ممتاز کردین **پنجم** زن و مرد کا الفاظ پنجگانہ کو زبان عربی مین واقع کرنا بشرطیکہ اوسپر قدرت رکھتے ہون اور در صورت تعذر دوسری زبان مین ادا کرنا بھی جائز ہے اور جبکہ حاکم شرع کو اوس لغت کی معرفت حاصل نہو جسمین کہ زن و مرد یا احد ہما نے تلفظ کیا ہے تو ایسے دو مترجمون کے حاضر ہونیکی بھی احتیاج ہوگی جو متصف بعدالت ہون اور لغت مذکورہ سے بخوبی عارف ہون اور ایک مترجم کا حاضر ہونا کافی نہوگا **ششم** مرد کا ابتدا بشہادت کرنا بعد ازان صیغہ لعن کا تلفظ کرنا اور اسیطرح عورت کا ابتدا بشہادت کرنا اور اوسکے بعد صیغہ غضب کا تلفظ کرنا اور اگر زن و مرد مین سے کوئی شخص اشهد بالله کے عوض احلف یا اقسم وغیرہ جو الفاظ معنی قسم پر دلالت کرتے ہون کا تلفظ کریگا تو کافی نہوگا اور چار امر مستحب ہین **اول** حاکم شرع کا پشت بقبلہ ہو کر بیٹھنا **دوم** مرد کا بین حاکم کیطرف اور عورت کا بین مرد کیطرف کھڑا ہونا **سوم** اعیان و صلحاء بلد مین سے ایک جماعت کا ملاعنت لعان کے لیے حاضر ہونا **چہارم** حاکم کا ادائے شہادت کے بعد اور ذکر لعن کے قبل مرد کو وعظ کرنا اور اوسکو عذاب آخرۃ سے ڈرانا اور اسیطرح ذکر غضب کے قبل عورت کو وعظ کرنا اور اوسکو ڈرانا اور کبھی لعان کی قول کے ساتھ (جیسے حق سبحانہ و تعالیٰ کے اون اسمائے متبرکہ کا ذکر کرنا جن مین انتقام اور عظمت و ہیبت وغیرہ کی طرف اشعار ہو) تغلیظ کیجاتی ہے اور اسیطرح کسی مکان بزرگ (جیسے او سکا مابین رکن و مقام یا قبر رسول خدا

یا منبر حضرت امیر یا بڑ مشاہد متبرکہ کے قریب واقع کرنا) زمان متبرکہ (جیسے اوسکا یوم جمعہ خصوصاً بعد عصر یا روز عید غدیر
وغیرہ مین واقع کرنا) مین واقع کرنے کے ساتھ ہی لعان کی تغلیظ کیجاتی ہے اور لعان کا مساجد جامع مین واقع کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ
کونے فی المسجد کوئی مانع (جیسے جنب یا حائض ہونا) نہو پس اگر اتفاقاً عورت کو مسجد مین داخل ہونے سے اوسکا حائض ہونا مانع ہو تو
حاکم کو اوسکے پاس کسی ایسے شخص کے بھیجنے کا اختیار ہوگا جو اوس سے شہادات اربعہ کا استیفا کرلے اور اسی طرح اگر زن ملاعنہ
غیر برزہ (جسکو مجامع رجال کیطرف خارج ہونے کی عادت نہو) ہو تو اوسکو اپنے مکان سے خارج ہونے کی
تکلیف نہ دیجائیگی اور اوس سے اوسکے مکان مین شہادات اربعہ کا استیفا کرالینا جائز ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہے کہ لعان از قبیل ایمان (جمع یمین بمعنی قسم) ہے اور از قبیل شہادت نہین ہے اور شاید کہ شیخ علیہ الرحمہ نے
لفظ کیطرف نظر فرمائی ہے اسلیے کہ الفاظ لعان بصورت یمین واقع ہوئے ہین **دوسرا مطلب**
احکام لعان کے بیان مین اور وہ کئی مسئلون پر مشتمل ہے **پہلا مسئلہ** یہ کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرتا ہے
تو اوس سے وجوب حد متعلق ہوتا ہے اور اوسکے لعان کرنے کی وجہ سے اوسکی حد ساقط ہوجاتی ہے اور اوسکی
زوجہ سے وجوب حد متعلق ہوتا ہے اور جبکہ زن وشوہر دونون لعان کرتے ہین تو اوسپر چار حکم مترتب
ہوتے ہین **اول** دونون (زن وشوہر) سے حد کا ساقط ہونا **دوم** مولود کا مرد سے منتفی ہونا اور عورت سے ملحق ہونا **سوم**
فراش کا زائل ہونا **چہارم** زن مذکورہ کا شوہر پر حرام مؤبد ہوجانا اور اگر کوئی مرد اثنائے لعان مین اپنے
نفس کی تکذیب کرے یا قبل اکمال نکول (رو کرنا) کرے تو اوسپر حد ثابت ہوگی اور باقی احکام ثابت ہونگے
اور اگر کوئی عورت نکول کرے یا زنا کا اقرار کرے تو سنگسار کیجائیگی اور اوسکے شوہر سے حد ساقط ہوگی
اور فراش باقی رہیگا اور تحریم ثابت نہوگی اور اگر کوئی شخص لعان کے بعد اپنے نفس کی تکذیب کریگا تو مولود
اوس سے ملحق ہوگا اور اوسکا وارث ہوگا لیکن پدر مولود اوسکا وارث نہوگا اور اسیطرح کوئی منتسب باب
بھی اوسکا وارث نہوگا اور مادر مولود اوسکی وارث ہوگی اور اسیطرح جو منتسب بام ہوگا وہ بھی اوسکا وارث
ہوگا اور فراش عود نکریگا اور تحریم باقی رہیگی اور اگر کوئی شخص اپنے بعد لعان اپنے نفس کی تکذیب کی ہو

پر حد بھی جاری ہوگی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین اون دونون مین ظاہر یہ ہو کہ اوسپر نہوگی اور اگر کوئی عورت بعد لعان اپنے زنا کا اعتراف کرے تو اوسپر حد واجب نہوگی ور اگر اوسکے چار مرتبہ اقرار کرنے کے بعد بھی اوسپر حد واجب ہوگی یا نہین پر مشہور یہ ہو کہ اوسپر حد واجب ہوگی کیونکہ جب کوئی مکلف چار مرتبہ زنا کا اقرار کرتا ہو تو اوسپر حد واجب ہوتی ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ شہادت اربعہ کے بعد اوس سے بحکم قرآن حد ساقط ہوجاتی ہو لہذا بعد اقرار مذکور بھی اوسکا استصحاب کیا جائیگا **دوسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کا کلام بعد قذف و قبل لعان اوسکے زبان کے بستہ ہوجانے یا بوجہ مرض تکلم پر قادر نہ رہنے کے سبب سے منقطع ہوجائے تو اوس سے حکم اخرس (گونگا) متعلق ہوگا اور اوسکے لعان مین بجائے تلفظ اشارہ پر اکتفا کیجائیگی اگرچہ اوس سے ناامیدی حاصل نہو (یعنی اوسکا عذر مرجو الزوال ہو یا نہو دونون صورتون مین اوسکے اشارہ پر اکتفا کیجائیگی) **تیسرا مسئلہ** جب کوئی عورت اپنے شوہر پر ایسے قذف کا دعوی کرے جو موجب لعان ہو اور شوہر انکار کرے لیکن بعد ازان عورت اپنے دعوے کی تصدیق کے لیے بینہ قائم کرے تو لعان ثابت نہوگی اور اوسپر حد کا جاری کرنا معین ہوگا اسلیے کہ وہ قذف کا انکار کرتا ہو اور لعان سے اقرار قذف ثابت ہوتا ہو جس مین اوسکے نفس کی تکذیب لازم آتی ہو **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا کسی مرد کے ساتھ اسطرح قذف کرے کہ اون دونون کا منسوب بہ زنا ہونا لازم آئے (مثلا اپنی زوجہ سے کہے کہ زنیت بزید) تو شخص مذکور پر دو حدون کا جاری کرنا لازم ہوگا اور اوسکو حد زوجہ کا لعان کرکے ساقط کرنا جائز ہوگا اور اگر شخص مذکور کے پاس تصدیق دعوی کے لیے کوئی بینہ موجود ہوگا تو اوس سے دونون حدین ساقط ہوجائینگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور وہ قبل لعان اپنی زنا کا اقرار کرلے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر زن مذکورہ چار مرتبہ اقرار کریگی تو اوسپر حد واجب ہوگی اور اوسکے شوہر سے حد ساقط ہوگی اگرچہ یک ہی مرتبہ اقرار کرے اور اگر اس مقام پر کوئی نسب ہوگا (مثلا زن مذکورہ کا مولود ہو)

السادسة

تو بدون لعان منتفی نہوگا اور شوہر کو اوسکی نفی کے لیے لعان کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ زوجین کا تحقق زنا پر
متحقق ہونا نفی نسب کا سبب نہین ہو سکتا اسلیے کہ نسب کا ثبوت بوجہ فراش ہوتا ہو لیکن بصورت مذکورہ مین
نفی ولد کے لیے لعان کا صحیح ہونا محل تردد ہی **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے بعد ازان اوسکے
اعتراف بزنا کا مدعی ہو اور وہ انکار کرے پھر شخص مذکور اوسکے اعتراف کرنے پر دو شاہدون کو قائم کرے
تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ چار شاہدون سے کم کی شہادت مقبول نہوگی اور در صورت عدم لعان
اوسپر حدِ قذف کا جاری کرنا واجب ہوگا اور اسمین اشکال ہی جسکا منشا یہ ہو کہ صورتِ مفروضہ مین
شاہدین کا قول شہادت باقرار ہو (جس مین دو شاہدون کا قول مقبول ہوتا ہی) اور شہادت بزنا نہین ہو
(جس مین چار شاہدون کی حاجت ہی) **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے بعد ازان
اوسکی زوجہ مذکورہ قبل لعان وفات پائے تو لعان ساقط ہوگی اور شوہر اوسکا وارث ہوگا اسلیے کہ
اون دونون مین علاقہ نکاح باقی ہو اور زنِ متوفاۃ کے وارث کو اوسکے شوہر سے حد کا مطالبہ
صحیح ہوگا ہان اگر اوسکا شوہر بذریعہ لعان حد کا ساقط کرنا چاہے تو جائز ہوگا اور بعد لعان بھی وہ اوسکا
وارث ہوگا اور روایت ابو بصیر مین (جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی) وارد ہوا ہی
کہ اگر زنِ متوفاۃ کے اہل مین سے کوئی شخص اوسکے مقام پر قائم ہو کر اوسکے شوہر کا لعان کریگا تو
شوہر کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا والا میراث کو اخذ کریگا اور اسی قول کو شیخ الطائفہ رح نے
خلاف مین اختیار فرمایا ہو اور اصل یہ ہو کہ میراث کا استحقاق بمجرد موت ثابت ہو جاتا ہو پس لعان متعقب
ساقط نہوگا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور لعان نکرے اور اوسپر
حد جاری کیجائے بعد ازان زوجہ مذکورہ کا بار دوم اوسی امر کے ساتھ قذف کرے جسکے ساتھ بار اول
کیا تھا تو آیا شخص مذکور پر دوسری مرتبہ حد جاری کیجائیگی یا نہین پس بعض علمانے فرمایا ہو کہ جاری
نکیجائیگی اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ جاری کیجائیگی اسلیے کہ موجب حد کا حصول مفروض ہو اور یہی

اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اسیطرح اگر زن و شوہر مین لعان واقع ہو پھر زن ملاعنہ کو
اوسکا شوہر اوسی امر کے ساتھ بار دوم قذف کرے جسکے ساتھ بار اول کیا تھا تب بھی اوسپر وجوب حد
و عدم وجوب مابین العلماء خلاف ہے لیکن بیان پر سقوط حد ظاہر ہے اور اگر کوئی شخص اجنبی زن مذکورہ کا اوسی امر
کے ساتھ قذف کرے گا تو اوسپر حد جاری کیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور وہ
اقرار کرے بعد ازان اوسکا شوہر یا کوئی اجنبی اوسکا قذف کرے تو حد نہوگی اسلیے کہ اوسکی عفت نفس اقرار
سے زائل ہوجاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا قذف کرے اور لعان کرے اور اوسکی زوجہ نکول
کرے بعد ازان کوئی شخص اجنبی اوسکا قذف کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اجنبی مذکور پر حد نہوگی
اسلیے کہ زن مذکورہ کے نکول نے اوسکی عفت کو زائل کردیا تھا جسطرح کہ اقامت بینہ کی صورت مین
اوسکی عفت زائل ہوجاتی لیکن اسمقام پر اجنبی سے تعلق حد کا قائل ہونا خوب ہے اسلیے کہ محض نکول کا
مزیل عفت ہونا مشکوک ہے **نوان مسئلہ** اگر کسی عورت پر چار شخص زنا کی شہادت دین اور منجملہ اون
چارون کے ایک شخص اوسکا شوہر ہو تو اسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین پس ایک روایت مین
وارد ہوا ہے کہ زن مذکورہ سنگسار کیجائیگی اور دوسری مین وارد ہوا ہے کہ شہود ثلثہ پر حد جاری
کیجائیگی اور اوسکے شوہر کو اسقاط حد کے لیے لعان کرنا صحیح ہوگا اور بعض فقہاء نے رد شہادت کو
شرائط قبول مین سے بعض شروط کے مختل ہونے یا قذف شوہر کے سابق علی الشہادۃ ہونے پر محمول
کیا ہے اور یہ قول خوب ہے **دسوان مسئلہ** جبکہ زن و شوہر مین سے کوئی شخص لعان کے الفاظ واجبہ
مین سے کسی لفظ کو ترک کریگا تو لعان صحیح نہوگی اور اگر کوئی حاکم لعان ناقص کیوجہ سے مابین زن و شوہر
مفارقت کا حکم کریگا تو نافذ نہوگا اسلیے کہ یہ خطا ہے **گیارھوان مسئلہ** جو مفارقت کہ بوجہ لعان حاصل
ہوتی ہے وہ داخل فسخ ہے اور داخل طلاق نہین ہے پس اوسمین شرائط طلاق کا اعتبار نہوگا اور اوس سے
احکام طلاق بھی ملحق نہونگے

کتاب العتق (آزاد کرنا) عتق سے عرف فقہا میں کسی آدمی کا قید رقیت سے بصیغہ مخصوصہ
رہا کرنا مراد ہے اور اوسکے فضل و رجحان پر اہل اسلام نے اتفاق کیا ہے حتی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول ہے من اعتق مومنا اعتق اللہ بکل عضو منہ عضوا منہ من النار (جو شخص کسی مومن کو
آزاد کریگا حق سبحانہ و تعالی بعوض ہر عضو اوس شخص کے ہر ایک عضو کو آتش جہنم سے آزاد فرمایگا)
اور صحت استرقاق (مملوک بنانا) فقط کفار حربی کے ساتھ مخصوص ہے اور یہود و نصاری و مجوس کا
استرقاق وسوقت تک صحیح نہیں ہے جبتک کہ وہ شرائط ذمہ پر قائم رہیں پس اگر یہ لوگ شرائط ذمہ میں
اخلال کریں تو کفار حربی میں داخل ہو جائینگے اور اونکا استرقاق (مملوک بنانا) بھی صحیح ہوگا اور جو شخص اپنے
مملوک ہونیکا اقرار کرے اور اوسکی حریت (آزاد ہونا) معلوم نہو تو اوسکی رقیت (مملوک ہونا)
کا حکم کیا جائیگا اور اسیطرح لقیط دار الحرب پر بھی اوسکی رقیت کا حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی انسان کسی
کافر حربی سے اوسکی اولاد یا اوسکی زوجہ یا اوسکے اہل قرابت میں سے کسی شخص کو خرید کرے تو جائز ہوگا
اور اوسکا مالک ہو جائیگا اسلیے کہ یہ لوگ درحقیقت فی مسلمین ہیں اور استباحت رق (استرقاق اور
بندہ بنانے کی اباحت) میں مومنین و اہل ضلالت کا اسیر کرنا مساوی ہے اور ازالہ رق (قید رقیت کا دور کرنا)
کے چار سبب ہیں پہلا سبب مباشرت ہے اور اوسکی تین قسمیں ہیں **قسم اول** عتق ہے اور جو عبارت کہ
وقوع عتق میں صریح ہے وہ فقط لفظ تحریر (آزاد کرنا) ہے جیسے انت حر اور اگر بلفظ اعتاق (جیسے عتقتك)
سے بھی عتق صحیح ہے یا نہیں اسمین تردد ہے اور علاوہ لفظ تحریر کے اور کسی لفظ سے انشائے عتق صحیح نہیں ہے گرچہ
اوس سے انشائے عتق کا قصد بھی کیا جائے خواہ صریح ہو جیسے فککت رقبتك (میں نے تیری رقبت کو دور کیا)
یا کنایہ ہو جیسے انت سائبة (تو آزاد ہے) اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے یا حرة کہے اور اوسکے
آزاد کرنے کا قصد کرے تو آیا وہ کنیز آزاد ہو جائیگی یا نہیں اسمین تردد ہے لیکن اشبہ اور قاعدہ کے موافق یہ ہے
کہ وہ آزاد نہوگی اسلیے کہ عبارت مذکورہ شبہ انشاء سے بعید ہے اور اگر کسی کنیز کا نام حرہ ہو اور آقا کے کنیز

اور سکو انتِ حرۃ کہے اور قصد اخبار رکھتا ہو تو آزاد نہوگی ور اگر قصد انشار رکھتا ہو تو آزاد ہو جائیگی اور اگر دو نون امر (قصد اخبار یا قصد انشا) مجہول ہون اور ستعلام ممکن نہو تو کنیز مذکورہ محکوم بحریت نہوگی اسلیے کہ قصد انشا کا یقین نہین ہے اور اصل بقاء رقیت ہے اور یہی ترجیح ہے جسکا مشارہ ہے کہ لفظ مذکور انشاء عتق مین صریح اور حقیقت ہے لہذا صحتِ عتق کا کوئی مانع نہین ہے اور چونکہ لفظ مذکور مین قصد اخبار عن الاسم کا بھی احتمال ہے اور اصل بقاء رقیت ہے لہذا عدم صحت کا قائل ہونا چاہیے اور انشائے عتق مین عبارت صریحہ کے ساتھ تلفظ کرنا ضرور ہے اور باوجود قدرت علی النطق کے اشارہ یا کتابت کافی نہوگی ورسیطرح انشائے عتق کا مجرد از شرط ہونا بھی اوسکی صحت مین شرط ہے پس اگر اوسکو کسی شرط مترقب (جسکا وقوع وعدم وقوع مشکوک ہو جیسے زید کا آنا) یا صفت متوقعہ (جسکا وقوع یقینی ہو جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) پر معلق کریگا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے یدلک حرۃ (تیرا ہاتھ آزاد ہے) یا رجلاک حرۃ (تیرا پاؤن آزاد ہے) یا وجہک حر (تیرا چہرہ آزاد ہے) یا راسک حر (تیرا سر آزاد ہے) کہیگا تب بھی اوسکا عتق صحیح نہوگا لیکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے بدنک حر (تیرا بدن آزاد ہے) یا جسدک حر (تیرا جسم آزاد ہے) کہے تو اس صورت مین صحت عتق کا قائل ہونا اشبہ ہے اسلیے انت حر سے بھی عرفاً اوسکا بدن وجسم ہی مراد ہوتا ہے اور آیا صحتِ عتق مین مملوک کا معین ہونا بھی شرط ہے یا نہین ظاہر یہ ہے کہ شرط نہین ہے پس اگر کوئی شخص احد عبیدی حر (میرے غلامون مین ایک غلام آزاد ہے) کہیگا تو عتق صحیح ہوگا اور اوسکی تعیین مین معتق (آزاد کنندہ) کی طرف رجوع کیجائیگی پس اگر ایک غلام کی تعیین کریگا تو وہی آزاد ہوگا اور اگر بعد تعیین اوس سے عدول کریگا تو مقبول نہوگا اور اگر قبل تعیین وفات پائیگا تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ اوسکے وارث کو ایک غلام کے معین کر دینے کا اختیار رہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قرعہ ڈالا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہے اسلیے کہ وارث کو اوسکے قصد پر اطلاع نہین ہو سکتی لیکن اگر کوئی شخص مملوک معین کو آزاد کرے بعد ازان وہ مشتبہ ہو جائے تو اوس وقت تک وسکو

مہلت دیجائیگی جبتک کہ یاد کرے پس اگر اوسکو مملوک مذکور یاد آجائے تو اوسکے قول پر عمل کیا جاویگا اور اگر بعد مدت کچھ عدول کریگا
تو مقبول نہوگا اور اگر یاد نہ آئے تو جبتک کہ وہ زندہ ہے اوس وقت تک قرعہ نہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ اوسکے یاد کرلینے کا احتمال ہے اور اگر
شخص مذکور مرجائے اور اوسکا وارث مدعی علم ہو تو اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر اوسکو بھی معلوم نہوگا تو متوفی کی
کل غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین زوال اشتباہ سے یاس و ناامیدی حاصل
ہے اور اگر اوسکے غلامون مین سے کوئی غلام اپنے مقصود بالعتق ہونیکا مدعی ہو اور آقا انکار کرے تو
آقا کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہے اور اوسکے وارث کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر
آقا قسم سے نکول کریگا تو مملوک مذکور آزاد کیا جائیگا اور معتق (آزاد کرنیوالا) مین چند شرطون کا اعتبار
لازم ہے **اول** بالغ ہونا **دوم** کامل العقل ہونا **سوم** صاحب اختیار ہونا **چہارم** عتق مملوک کا قصد کرنا
پنجم نیت قربت کا متحقق ہونا **ششم** جائز التصرف اور غیر محجور علیہ ہونا اور طفل دہ سالہ کے عتق و صدقہ کا
صحیح ہونا محل تردد ہے اور جواز عتق و صدقہ کا مستند روایت زرارہ ہے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے اور عتق سکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) صحیح نہین ہے اور صحت عتق مین نیت قربت
کی شرط کرنے سے عتق کافر باطل ہونا ہے اسلیے کہ نیت قربت کا تحقق اوسکے حق مین متعذر (دشوار) ہے
اور شیخ علیہ الرحمہ نے خلاف مین اوسکی صحت کو اختیار فرمایا ہے اور معتق (آزاد کردہ) مین دو شرطون کا
تحقق معتبر ہے **اول** اوسکا مسلمان ہونا **دوم** اوسکا مملوک ہونا پس اگر کوئی مملوک کافر ہوگا تو اوسکا
عتق صحیح نہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ مطلقاً صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ صورت نذر مین صحیح
اور حالت تبرع مین باطل ہوگا اور ولد الزنا کا عتق بھی صحیح ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ صحیح نہین ہے
اسلیے کہ وہ باعتبار ذات کافر ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ امر ثابت نہین ہوا اور اگر کسی غلام کو غیر مالک
آزاد کرے تو اوسکا عتق نافذ نہوگا اگرچہ اوسکا مالک اجازت بھی دے اور اگر کوئی شخص اجنبی کے غلام سے
مخاطب ہوکر کہے ان ملکتک فانت حر اگر مین تیرا مالک ہوا تو تو آزاد ہی بعد ازان وہ اوسکا

مالک ہوجائے تو آزاد نہوگا اسلیے کہ شخص مذکور اوسکے انشاء کیوقت اوسکا مالک تھا علاوہ برین اوسکو معلق بشرط کیا تھا ہان اگر اپنے مالک ہونے کے بعد اوسکے عتق کی نذر کرے (مثلاً کہے للہ علی اعتاقہ ان ملکتہ) تو آزاد ہوجائیگا اور اگر عتق غلام کو یمین قرار دے مثلاً کہے ان فعلتُ فانت حرٌّ (اگر مین نے فلان کام کیا تو تو آزاد ہی) یا کہے ان فعلت فانت حرٌّ (اگر تو نے فلان امر کیا تو تو آزاد ہی) تو صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے ولد صغیر کے غلام کی قیمت لگا کر اوسکو آزاد کردے تو صحیح ہوگا اور اگر بدون قیمت لگائے (یعنی اپنی ملک مین داخل کرنے) اوسکو آزاد کریگا تو صحیح نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین وہ اوسکا مالک نہین ہوا حالانکہ عتق کی صحت مین معتق کا مملوک ہونا شرط ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے ایسے فرزند کے مملوک کو آزاد کرے جو بالغ رشید ہو تب بھی صحیح نہوگا خواہ اوسکی قیمت لگائے یا نہ لگائے اسلیے کہ اوسکو فرزند مذکور پر ولایت حاصل نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے اوسکے آزاد کرنے مین کسی امر جائز کی شرط کرے (مثلاً کہے انت حرٌّ وعلیک ان تخدمنی شہراً) تو مملوک مذکور آزاد ہوجائیگا اور اوسکو شرط پر وفا کرنا لازم ہوگا اور اگر بر تقدیر مخالفت اوسکے عود الی الرقیت کو بھی شرط کرے تو شرط پر عمل کرنا لازم ہوگا اور بر تقدیر مخالفت رقیت کی طرف عود کریگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ عتق مذکور باطل ہوگا اسلیے کہ اوسمین ایسے شخص کے استرقاق کی شرط ہی جسکی حریت ثابت ہو لہذا یہ شرط جائز نہوگی اور وہ عتق بھی باطل ہوگا جسکا وقوع اس شرط غیر جائز پر مقصود تھا اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے اوسکے آزاد ہونے مین کسی زمان معین تک خدمت کرنے کی شرط کرے تو صحیح ہوگا اور اگر مملوک مذکور مدت مشروطہ کو حالت اباق (غلام کا گریختہ ہونا) مین بسر کردے تو رقیت کیطرف عود کریگا اور آیا مالک یا اوسکے ورثہ کو غلام مذکور سے خدمت کی اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صحیح نہوگا لکن غلام پر خدمت کی اجرۃ المثل کا لازم ہونا بیوجہ نہین ہی اور جس شخص پر کسی کفارہ مین مملوک کا آزاد کرنا واجب ہو تو اوسکا مدبر کرنا (یعنی اوسکے عتق کی وصیت کرنا) ادائے کفارہ مین کافی نہوگا

اگرچہ اوس سے اداے کفارہ کا قصد بھی کرے اسلیے کہ اوسپر عتق منجز واجب تھا اور تدبیر غلام از قبیل معلق ہو اور جس مملوک مومن پر کسی شخص کی ملک مین سات برس گذر جائین تو مالک پر اوسکا آزاد کرنا مستحب ہی بلکہ مملوک مومن کا آزاد کرنا مطلقاً مستحب ہو اور مسلم مخالف کا آزاد کرنا مکروہ ہو اور اسیطرح اوس مملوک کا آزاد کرنا بھی مکروہ ہو جو اکتساب پر قدرت نرکھتا ہو اور مملوک مستضعف (جو کسی خاص شخص کی ولایت یا عداوت نرکھتا ہو) کے آزاد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہو اور جو شخص کسی ایسے مملوک کو آزاد کرے جو اکتساب معیشت سے عاجز ہو تو شخص مذکور پر اوسکی اعانت کرنا مستحب ہی اور اس فصل سے کئی مسئلے ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے آزاد کرنے کی نذر کرے جسکا کہ وہ اول مالک ہو (مثلاً کہے لله علیّ ان اعتق اول مملوك املكه) بعد ازان شخص مذکور ایک جماعت کا دفعۃً مالک ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ اوس جماعت مین سے ایک مملوک کو بذریعۂ قرعہ آزاد کریگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اوسکو جماعت مذکورہ مین سے ایک مملوک کے آزاد کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ اوسپر کسی مملوک کا آزاد کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین (وحدت مملوک) کا تحقق ہی نہین ہوا اور قول اول منقول ہو **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اوس حمل کے آزاد کرنے کی نذر کرے جو اوسکی کنیز سے اول پیدا ہو بعد ازان اوسکے دو فرزند توام پیدا ہون تو وہ دونون آزاد کیے جائینگے **تیسرا مسئلہ** اگر کسی شخص کے پاس کئی مملوک ہون اور اونمین سے بعض کو آزاد کردے بعد ازان اوس سے کوئی شخص سوال کرے هل اعتقت مماليكك (آیا تونے اپنے ممالیک کو آزاد کیا ہی) اور وہ اوسکے جواب مین نعم (ہان مین نے آزاد کیا ہی) کہے تو یہ جواب خصوص اونھین ممالیک (جمع مملوک غلام و کنیز) کی طرف منصرف ہوگا جسکے عتق کا کہ وہ مباشر ہوچکا ہی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے کنیز کے آزاد کرنے کی بشرط وطی نذر کرے (مثلاً لله علی عتق امتی ان وطئتها) تو نذر صحیح ہوگی اور کنیز مذکورہ کا تحقق وطی کے بعد آزاد کرنا لازم ہوگا ہان اگر اوسکو بدون وطی اپنی ملک سے خارج کرایگا تو حکم یمین باقی نرہیگا اور اگر اوسکو دوسرتوا اپنی ملک مین داخل کریگا

توحکم ہمین جیسے ذکر ہوگا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو یہ نذر
اون غلامون کی طرف منصرف ہوگی جنکو اسکی ملک مین چھ مہینے یا زائد منقضی ہوئے ہونگے
چھٹا مسئلہ جو مملوک آزاد کیا جائے اور اوسکے پاس کچھ مال موجود ہو تو ملک آقا شمار کیا جائیگا اور
بعض علمائنے فرمایا ہے کہ اگر آقا کو اوسکے مال پر اطلاع حاصل نہوگی تو آقا کا مال قرار دیا جائیگا اور اگر
آقا کو اطلاع حاصل ہوگی تو ملک معتق (آزاد کردہ) ہین داخل ہوگا اگر اوسکو آقا نے مستثنے نہین کیا ورلا
اوسکے آقا ہی کا مال قرار دیا جائیگا اور قول اول اشہر ہے ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص ثلث عبید
(غلامون کا ثلث) کو آزاد کرے اور وہ چھ عدد ہون تو اونکا ثلث (دو) قرعہ سے نکالا جائیگا اور
صورت قرعہ یہ ہو کہ تین رقعون مین فی رقعہ دو غلامون کا نام لکھا جائے بعدہ ایک ایک رقعہ کا
بقصد حریت یا رقیت تخراج کیا جائے پس اگر پہلا ہی رقعہ حریت پر خارج ہو تو وہی کافی ہوگا اور اگر
رقیت پر خارج ہو تو یہ دونون غلام بقید رقیت باقی رہینگے (جنکا نام اس رقعہ مین خارج ہوا ہے) اور
انکے علاوہ دو غلامون کے اخراج کی اور حاجت ہوگی پس اگر دوسرا رقعہ بھی رقیت پر خارج ہو
تو باقی دونون غلام آزاد کیے جائینگے اور اگر حریت پر خارج ہو تو یہ دونون (جو دوسرے رقعہ مین
خارج ہوئے ہین) آزاد سمجھے جائینگے اور باقی دونون بقید رقیت باقی رہینگے اور جبکہ وہ جملہ
غلام عدد یا قیمت مین مساوی ہون یا قیمت مختلف ہو لیکن اونکی تعدیل اثلاثا (تین حصے مساوی کرنا)
ممکن ہو (مثلاً جملہ غلامون کا عدد چھ فرض کیا جائے اور تین غلامون کی قیمت فی کس دو سو روپیہ
کے حساب سے چھ سو روپیہ اور تین غلامون کی قیمت فی کس ایک سو روپیہ کے حساب سے تین سو روپیہ فرض کیجائے
تو اسمین کوئی بحث نہین ہے) پس صورت اولی (تساوی عدد یا قیمت) مین فی رقعہ دو غلامون کا نام
لکھا جائیگا اور بطریق مذکور تخراج کیا جائیگا اور صورت ثانیہ (اختلاف قیمت و امکان تعدیل) مین
خسیس (کم قیمت) کا نام ایک نفیس (بیش قیمت) کے ساتھ لکھا جائیگا اور بطریق مذکور دو غلامون کا اخراج

کیا جائیگا اور اگر اون غلامون کی قیمت مختلف ہو اور اونکی تعدیل باعتبار عدد ممکن نہو (مثلاً ایک اور دو اور تین غلامون کی قیمت دو دو سو روپیہ فرض کیجائے) تو اونکی قیمت کا ثلث خارج کیا جائیگا (اگرچہ ایک ہی غلام خارج ہو) اور اعتبار عدد ساقط ہوگا اسلیے کہ اصل مقصود غلامون کی قیمت ہوتی ہے اور اسمین تردد ہے اور اگر اونکی تعدیل عدداً اور قیمتہً کسیطرح ممکن نہو (مثلاً تمام غلامون کا عدد پانچ ہو اور اونمین سے ایک اور دو کی سو سو اور دو کی تین سو روپیہ قیمت ہو) تو رقعہ کا بقصد حریت و رقیت اخراج کیا جائیگا جبتک کہ ثلث قیمت کامل ہو اور اگر عدد مخرج (جو بذریعہ قرعہ خارج ہوا ہی) کی قاصر ہوگی تو ثلث کی تکمیل کیجائیگی اگرچہ کسی دوسرے غلام کے ایک جزہی سے حاصل ہو آٹھوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسی کنیز کو بطور نسیہ (اودھار) خرید کرے اور اوسکی قیمت بائع کے حوالہ نکرے بعد ازان کنیز مذکورہ کو آزاد کردے اور اوس سے عقد کرلے اور عتق کو اوسکا مہر قرار دے بعدہ شخص مذکور وفات پائے اور کنیز مذکورہ کے سوا کوئی مال نچھوڑے تو اوسکا عتق و نکاح دونون باطل ہونگے اور کنیز مذکورہ ملک بائع کیطرف عود کریگی اور اگر حاملہ ہوگی تو اوسکا مولود بھی مملوک ہوگا اور یہ روایت کو ہشام بن سالم نے نقل کیا ہی اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ عتق باطل نہوگا اور مولود مملوک نہوگا اور یہی قول اشبہ و در اصول مذہب کے موافق ہی نوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے کسی غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے اور اوسکی قیمت ثلث متروکہ قرار پائے تو وارث کو اوسکا آزاد کرنا لازم ہوگا پس اگر انکار کریگا تو حاکم شرع پر اوسکا آزاد کرنا واجب ہوگا اور وہ غلام وقت اعتاق (آزاد کرنا) سے محکوم بحریت ہوگا اور بعض وقت وفات سے اوسپر حکم حریت جاری ہوگا او جس مال کو کہ قبل اعتاق اور بعد وفات کسب کریگا وہ غلام ہی کا مال ہوگا اسلیے کہ وفات ہی کیوجہ سے سبب عتق (وصیت) کا استقرار ہوجاتا ہی اور اگر مال مذکور کو ملک وارث قرار دین تو خوب ہو اسلیے کہ وقت الکتاب اوسکی حریت متحقق نہی دسوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے مملوک کو کسی دوسرے شخص کیطرف سے اوسکی اجازت کے بعد آزاد کرے تو آزاد (اجازت دینے

کی طرف سے اوسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور مملوک مذکور آمر کی ملک مین وقت اجازت کے منتقل ہوگا
کیونکہ تحقق عتق کے لیے حصول ملک لازم ہو اور وقت انتقال مین تردد ہو (اسلیے کہ بہ از قبیل تخمین ہو
اور قدر متیقن تحقق عتق از جانب آمر ہے جسکا ذکر قبل ازین ہو چکا ہی) گیارھوان مسئلہ جو عتق کہ مرض الموت
مین واقع ہو وہ فقط ثلث متروکہ مین نافذ ہوتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اصل متروکہ مین نافذ ہوتا ہو
اور قول اول روایت مین وارد ہوا ہو اور اس مقام پر دو تفریعین مذکور ہوتی ہین اول جبکہ کوئی شخص
مرض الموت مین تین کنیزون کو آزاد کرے اور اوسکے پاس علاوہ اونکے کوئی مال نہو تو اونمین سے
ایک کنیز کا بذریعہ قرعہ استخراج کیا جائیگا (بشرطیکہ تینون کی قیمت مساوی ہو ورنہ بقدر ثلث کے استخراج
کیا جائیگا جیساکہ قبل ازین مذکور ہوا) پس اگر کنیز مذکورہ ایسے حمل کے ساتھ حاملہ ہو جو بعد اعتاق حادث ہوا ہو
تو وہ اجماعًا حر ہوگا اور اگر قبل اعتاق موجود ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وہ بھی حر ہوگا اور اسمین
تردد ہو (اسلیے کہ اوسکو قیمت مین کنیز کا تابع ہونا چاہیے جسطرح کہ بیع مین تابع ہوتا ہی) دوم جبکہ
کوئی شخص تین غلامون کو مرض الموت مین آزاد کرے اور علاوہ اونکے اوسکے پاس کچھ مال نہو بعد ازان
اونمین سے ایک غلام وفات پائے تو غلام میت اور دونون زندہ غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا پس اگر
بذریعہ قرعہ غلام میت کی حریت خارج ہو تو وہی محکوم بحریت ہوگا اور مالک کے حق مین ثلث متروکہ
محسوب کیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا اجر و ثواب اوسکو حاصل ہو چکا اور اگر دونون زندہ غلامون مین
سے کسی کی حریت خارج ہو تو غلام میت پر حالت رقیت مین وفات پانیکا حکم کیا جائیگا لیکن وہ وارث
کے لیے منجملہ ترکہ محسوب نکیا جائیگا (اوسکے دو ثلث مین داخل نہوگا) اسلیے کہ وارث نے اوسپر قبضہ
نہین کیا اور دونون زندہ غلامون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور اون دونون مین سے اوسقدر
آزاد کیا جائیگا جسکی کہ ترکہ باقیہ کا ثلث گنجایش رکھتا ہوگا (پس اگر دونون غلامون کی قیمت مساوی
فرض کیجائے تو اونمین سے اوس غلام کے دو ثلث آزاد کیے جائینگے جسکی حریت بذریعہ قرعہ خارج ہو)

واما السراية

اور اگر منجملہ اون دونون کے ایک غلام (جسکی حریت بذریعۂ قرعہ خارج ہوئی ہے) کی قیمت ثلث تر کہ سے
قاصر ہو تو اوسکی تکمیل دوسرے غلام مین کیجائیگی اور اگر اوسمین سے کچھ فاضل رہیگا تو وہ فاضل بقید
رقیت باقی رہیگا **دوسرا باب** سرایت ہے پس جو شخص کہ اپنے مملوک (غلام یا کنیز) کے کسی جزو کا اعتاق
(آزاد کرنا) کریگا تو یہ عتق مجموع مملوک مین سرایت کریگا (اگرچہ اوسکے پاس علاوہ مملوک مذکور کے کوئی مال نہو)
بشرطیکہ اوسکا معتق (آزاد کرنیوالا) صحیح اور جائز التصرف ہو (مریض اور محجور علیہ نہو) اور اگر معتق مذکور کا
اوس مملوک مین کوئی دوسرا شخص بھی شریک ہو تو اوسپر حصۂ شریک کی قیمت کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا
بشرطیکہ موسر (خوشحال) ہو اور اگر معسر (تنگ حال) ہو تو مملوک پر اپنے مابقی کے چھوڑانے مین سعی کرنا واجب ہوگا
اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر معتق نے شریک کے اضرار (ضرر رسانی) کا قصد کیا ہو تو اوسپر مملوک کا چھوڑانا
لازم ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہو تو اوسکا عتق باطل ہوگا اور اگر معتق نے اوسکو بقصد قربت
آزاد کیا ہو تو اوسی کا حصہ آزاد ہوگا اور حصۂ شریک کے قیمت کے بہم پہونچانے مین مملوک پر سعی کرنا لازم ہوگا
اور معتق پر اوسکا چھوڑانا واجب نہوگا پس اگر مملوک عاجز ہوجائے یا سعی کرنے سے انکار کرے تو اوسکو
اپنے نفس پر بقدر حریت اختیار رہیگا اور باقی شریک کا مال ہوگا اور جو مال کہ مملوک مذکور کے کسب سے
حاصل ہوگا وہ اون دونون (مملوک اور شریک) مین بہ نسبت تقسیم ہوگا اور اسطرح اوسکا نفقہ و فطرہ
وغیرہ بھی اون دونون سے بہ نسبت متعلق ہوگا اور اگر مملوک مذکور سے اوسکے نفس کا شریک مہایاۃ
(آقا کا اپنے مملوک کے زمانہ کو باہم بیلئے تقسیم کرلینا کہ جسکے زمانے مین اوسکا جسقدر کسب ہو وہ اوسی سے متعلق ہو)
کرے تو صحیح ہوگی اور مہایاۃ مذکورہ کسب معتاد (غالب) اور نادر دونون کو شامل ہوگی جیسے صید
(شکار کرنا) اور التقاط (لقطہ وغیرہ کا پانا) اور اگر کوئی مملوک تین آدمیون مین مشترک ہو اور اونمین سے
دو شریک اپنے حصون کو دفعۃً آزاد کردین تو اون دونون پر شریک ثالث کے حصہ کی قیمت بالسویہ
لازم ہوگی خواہ مملوک مذکور مین اون دونون کے حصے مساوی ہون یا مختلف اور تشخیص قیمت وقت عتق کی

او اختلف وتعتبر القيمة وقت العتق

قیمت کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ وقت حیلولت (شریک کو اوسکے حصہ مین تصرف کرنے سے ممنوع کرنا)
یہی ہے اور شریک کا حصہ ادائے قیمت کیوقت آزاد ہوگا اور وقت عتاق آزاد نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہو کہ حصہ شریک کے آزاد ہونے مین ادائے قیمت کے وقت کی مراعات کیجائیگی پس اگر قیمت کو ادا کیا تو اوسکا وقت
صیغہ سے آزاد ہونا منکشف ہوگا ورنہ اوسکا اصل سے مملوک ہونا ظاہر ہوگا) اور اگر معتق بھاگ جائے
تو اوسپر تا وقت عود (واپس آنا) صبر کیا جائیگا اور اگر تنگدست ہو تو اوسکو تا حصول یسار (خوشحالی) مہلت دیجائیگی
اسلیے کہ اوسکا حق محض بھاگ جانے سے باطل نہوگا کیونکہ اوسکا سبب حاصل ہوچکا ہو اگرچہ ادائے قیمت پر
موقوف ہو (پس جس وقت تک کہ حصہ شریک کی قیمت ادا نہوگی اوسوقت تک مملوک مذکور ملک شریک مین
باقی رہیگا اور قول المراعات کی بنا پر اگر اوسکی قیمت ادا ہوئی تو اصل سے اوسکا آزاد ہونا منکشف ہوگا اور
اگر ادا نہوئی تو اصل سے اوسکا رقیق ہونا معلوم ہوگا اور جو لوگ وقت اعتاق سے آزاد ہوجانے کے
قائل ہین اونکے نزدیک حصہ شریک کی قیمت اوسکے ذمہ پر دین ہوگی اور عدم عود کی صورت مین
اوسکا نقصان لازم آئیگا) اور اگر قیمت مملوک مین معتق و شریک اختلاف کرین تو قول معتق مقبول ہوگا
اسلیے کہ اصل عدم زیادت اور برات ذمہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ قول شریک مقبول ہوگا اسلیے کہ
اوسکا نصیب اوسکے قبضہ سے منتزع ہوتا ہو اور اگر معتق اوس مملوک مین کسی ایسے عیب کا مدعی ہو جو نقصان
قیمت کو مستلزم ہو تو قول شریک مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل سلامت از عیب ہو اور قول معتق اوسکے
مخالف ہو اور جو یسار (خوشحالی) کہ اسمقام مین معتبر ہو اوس سے علاوہ اپنی قوت روز و شب کے
اوسقدر مال کا مالک ہونا مراد ہو جو نصیب شریک کی قیمت کے مساوی ہو اور اگر کوئی شخص ایسے مملوک کے
کسی جز کا وارث ہو جو اوسپر آزاد ہوجائے (جیسے ماں یا باپ) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ شخص مذکور پر
باقی شرکا کے حصون کی قیمت کا اونکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور یہ قول بعید ہو اسلیے کہ یہ سرایت بوجہ اختیار
حاصل نہین ہوئی اور اگر کوئی شخص بعض غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی

ولایبلغ غیرہ لم یعتق
علی الورثة باقیه
وکذا لو اعتقه
عند موته اعتق
من الثلث ولم یقوم
علیه والاعتبار
بقیمة العبد بعد الوفاة
وبالمنجز عند الاعتاق
والاعتبار فی قیمة
الترکة باقل الامرین
من حین الوفاة
الی حین القبض

وصیت کرے یا مجموع غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے کوئی مال نہو تو
ورثہ پر باقی غلام کی قیمت نہ لگائی جائیگی اسلیے کہ اونھون نے غلام مذکور کو اپنی طرف سے آزاد نہین کیا
بلکہ مورث کی طرف سے آزاد کیا ہو (اس صورت مذکورہ مین غلام پر سعی کرنا لازم ہوگا) اور اسیطرح اگر اوسکو
اپنی وفات کے قریب آزاد کرے تو اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد کیا جائیگا اور اوس پر غلام مذکور کی قیمت
نہ لگائی جائیگی اور غلام موصی بہ (جسکے آزاد کرنے کی وصیت ہوئی ہو) کی قیمت مین بعد وفات کا اعتبار
کیا جائیگا اور قیمت منجز (غیر معلق علی الموت) مین وقت اعتاق کا اعتبار کیا جائیگا اور قیمت ترکہ مین وقت
وفات سے وقت قبض تک اقل الامرین کا اعتبار کیا جائیگا اسلیے کہ وفات موصی کے بعد اور قبضہ وارث
کے قبل جو نقصان واقع ہوگا اوسکا اعتبار نہوگا (یعنے وہ نقصان وارث سے مجرا نہ لیا جائیگا) اور جو
زیادتی حادث ہوگی وہ وارث کی مملوک ہوگی اسلیے کہ وہ زیادتی ملک وارث کی نما ہو کیونکہ ترکہ اوسکی طرف
منتقل ہوچکا ہو اور اگر کوئی شخص کنیز حاملہ کو آزاد کرے تو روایت سکونی کی بنا پر جو حضرت امام محمد باقرؑ
سے منقول ہو اوسکا حمل بھی آزاد ہو جائیگا اگرچہ اوسکی رقیت کا استثنا بھی کرلے اور اسمین اشکال ہو جسکا
منشا یہ ہو کہ معتق نے اوسکے عتق کا قصد نہین کیا **تفریع** جبکہ کسی مملوک مین دو شخص موسر (خوشحال)
شریک ہون اور اون دونون مین سے ہر ایک شریک نصیب آخر کے عتق کا مدعی ہو تو ہر ایک
شریک دوسرے کے لیے حلف کرنا لازم ہوگا بعد ازان اون دونون کے نصیب کی رقیت مستقر
ہو جائیگی اور جبکہ معتق مملوک حصہ شریک کی قیمت کو ادا کرے تو آیا مملوک مذکور ادائے قیمت کے ساتھ
آزاد ہو جائیگا یا ادائے قیمت کے بعد آزاد ہوگا اسمین تردد ہو اشبہ یہ ہو کہ وہ بعد ادا آزاد ہوتا ہو اسلیے
کہ وقوع عتق مین مملوک کا مسبوق بالملک ہونا ضرور ہو اور اگر اقتران کے قائل ہون (یا بمعنی کہ عتق و
ملک کا حصول معا ہوتا ہو اور تحقق ملک کو وقوع عتق پر فقط سبق ذاتی ہوتا ہو) تو خوب ہو اور جبکہ
کوئی وارث اپنے مورث پر اپنے کنیز یا غلام کے عتق کی شہادت دے جو کل ورثہ کا مملوک ہو تو فقط

لان التالف بعد الوفاة غیر معتبر والزیادة للوارث والعتق الحامل تحرر الحمل ولو استثنی رقیته علی روایة السکونی عن ابی جعفر علیه السلام وفیه اشکال منشاؤه عدم القصد الی عتقه تفریع اذا ادعی کل واحد من الشریکین الموسرین علی صاحبه عتق نصیبه

اوسکے نصیب مین عتق نافذ ہوگا اور اگر کوئی دوسرا وارث بھی مملوک مذکور کے عتق کی شہادت دے اور
وہ دونون وارث مقبول الشہادت ہون تو مجموع مملوک مین عتق نافذ ہوگا اسلیے کہ شہادت عادلین مطلقاً ہے
اور اگر مقبول الشہادت نہون تو فقط اونھین دونون کے نصیب مین نافذ ہوگا اور اون دونون سے
کسی کو باقی مملوک کے خرید کرنے کی تکلیف نہ کیجایگی اسلیے کہ وہ خود معتق نہین ہے لیکن مملوک سے باقی شرکا
کے لیے سعی کرائی جائیگی) **تیسرا سبب** ملک ہے پس جبکہ کوئی مرد یا عورت احد الابوین مین سے کسی شخص کا
مالک ہو تو وہ بمجرد ملک آزاد ہو جائیگا اگرچہ عالی جیسے دادا و دادی اور نانا و نانی اور اونکے
مان باپ اور اجداد اور علی ہذا القیاس) ہو اور اسیطرح اگر کوئی مرد یا عورت اپنی اولاد مین سے
کسی شخص کا مالک ہو (خواہ وہ اولاد ذکور ہو یا اناث) تب بھی فوراً آزاد ہو جائیگا اگرچہ پست
(جیسے پوتا پوتی اور اونکی اولاد اور اولاد الاولاد اور علی ہذا القیاس) ہو اور اسیطرح اگر کوئی مرد اپنے
محارم نسبیہ (جیسے عمہ و خالہ وغیرہ) مین سے کسی عورت کا مالک ہو تو وہ بھی آزاد ہو جائیگی اور عورت پر
عمودین (آبا و اولاد) کے سوا اور کوئی عزیز آزاد نہین ہوتا اور اگر کوئی مرد جہت رضاع سے اوس شخص کا
مالک ہو جو اوسپر از راہ نسب آزاد ہو جاتا ہے تو آیا وہ بھی اوسپر آزاد ہو جائیگا یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین
منقول ہوئی ہین لیکن اون دونون مین اشہر یہ ہے کہ وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور جسوقت کہ ملک کا تحقق
ہوگا اوسیوقت عتق کا بھی ثبوت ہوگا (یعنے اون دونون کے حصول مین اقتران اور ملک کو عتق پر
محض سبق ذاتی ہوگا جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا) اور جو شخص کہ بعد ملک آزاد ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص
اوس عزیز کے کسی جزو کا مالک ہو جسکا مجموع بعد ملک آزاد ہو جاتا ہے تو وہ جزو بھی آزاد ہو جائیگا
(مثلاً اگر کوئی شخص نصف پدر یا مادر کو خرید کرے تو وہ نصف بھی اوسپر اوسیطرح آزاد ہو جائیگا جسطرح کہ
مجموع پدر یا مادر کو خرید کرتا اور وہ آزاد ہو جاتا) اور جبکہ کوئی شخص اوس عزیز کے کسی جزو کا مالک ہو جو
اوسپر آزاد ہو جاتا ہے تو اوسپر حصۂ شریک کی قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ معسر (تنگدست) ہو اور اسیطرح

اگر اوسکا بدون اختیار (جیسے بذریعۂ میراث پہونچنا) مالک ہو تب بھی اوسپر حصۂ شریک کی قیمت لازم نہوگی اور اگر اوس جزء کا اپنے اختیار سے (جیسے اوسکا خرید کرنا) مالک ہوا اور موسر (خوشحال) ہو تو شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسپر حصۂ شریک کی قیمت کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے سبب کو اختیار کیا ہو جو مباشرت عتق کے مثل ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسنے ملک کو اختیار کیا ہو جسپر اوسکا درحقیقت مباشر عتق ہونا صادق نہین آتا اور اس مقام پر **دو فرعین** مذکور ہوتی ہین **اول** جبکہ کوئی شخص کسی طفل یا مجنون کے لیے اوس مملوک کی وصیت کرے جو اوسپر آزاد ہوجائے تو ولی کو اونکی طرف سے وصیت کا قبول کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ قبول کرنے کی وجہ سے اونکا کوئی ضرر (جیسے انفاق کرنا) نہو اور اگر کوئی ضرر ہو تو قبول کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ ایسی وصیت کے قبول کرنے مین طفل ومجنون کے لیے کوئی مصلحت وفائدہ نہین ہو جسطرح کہ کسی مریض وفقیر کے ساتھ وصیت کرنے مین قبول کرنا جائز نہین ہو تاکہ وجوب نفقہ سے برات رہے **دوم** اگر کوئی شخص طفل یا مجنون کے لیے ایسے مملوک کے کسی جزء کی وصیت کرے جو اوسپر آزاد ہوجائے اور مولی علیہ (طفل یا مجنون) معسر (تنگدست) ہو تو اوسکے ولی کو وصیت مذکورہ کا قبول کرنا جائز ہوگا اور اگر موسر (خوشحال) ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ قبول کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ مولی علیہ پر مملوک مذکور کا قید رقیت سے چھوڑانا واجب ہوگا جو باعث ضرر ہو لیکن جواز قبول بوجہ نہین ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین علی الاشبہ مولی علیہ پر حصۂ شریک کی قیمت لازم نہوگی کیونکہ مملوک مذکور کا دخول مولی علیہ کی ملک مین اوسکے اختیار سے ہوا ہو **چوتھا سبب** امراض ہین اور وہ پانچ ہین **اول** عمی (نابینائی) **دوم** جذام (کوڑہ) **سوم** اقعاد (زمین گیر ہونا) **چہارم** مملوک کا دار الحرب مین اپنے آقا سے قبل اسلام لانا **پنجم** مملوک وارث کی قیمت کا اوسکے مستحق کے حوالہ کرنا اور آیا جس مملوک کا کہ اوسکے آقا نے مثلہ (یعنی کان ناک کاٹنا یا ہاتھ یا پاؤن وغیرہ کا قطع کرنا جسکو تنکیل بھی کہتے ہین جسکی تشنیع کا عرف پر مدار ہو) کیا ہو وہ بھی آزاد ہوجائیگا یا نہین اسمین تردد ہو لیکن روایت مین منقول ہوا ہے کہ وہ بھی آزاد ہوجائیگا اور یہی اشبہ

(کنیز کا اپنے آقا سے حاملہ ہونا) بھی تدبیر و کتابت کی طرح سبب عتق ہوتا ہو بسند افصول ثلثہ کا ایک ہی
کتاب مین ذکر کیا جاتا ہو اسلیے کہ اونکا ثمرہ ازالہ رق ہی جو ان تینون مین مشترک ہو —

کتابُ التدبیر والمکاتبۃ والاستیلاد

اِس کتاب مین تین فصلین ہین پہلی فصل تدبیر کے بیان مین تدبیر سے عتق مملوک کا وفات آقا پر معلق کرنا مراد ہو اور آیا تدبیر مین عتق مملوک کا آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص (جیسے زوج کنیز یا مخدوم مملوک) کی وفات پر معلق کرنا بھی صحیح ہو یا نہین اسمین تردد ہو لیکن تعلیق مذکور کا صحیح اور جائز ہونا اظہر ہو جسکا مستند نقل ہو (جبکی خدمت کے لیے مملوک کو بطور عاریت وغیرہ دیا ہو) اور احوال تدبیر پر مطلع ہونے کے لیے تین مقصدون کا بیان کرنا ضرور ہو پہلا مقصد عبارات صیغہ اور اون امور کے بیان مین جنسے کہ تدبیر حاصل ہوتی ہو پس جو لفظ کہ حصول تدبیر پر بصراحت دلالت کرتا ہو وہ فقط انت حر بعد وفاتی (تو میری وفات کے بعد آزاد ہی) اور اذا مت فانت حر او عتیق یا معتق (جبکہ مین مر جاؤن تو تو آزاد ہی) ہو اور ادوات شرط (وہ حروف جو تعلیق پر دلالت کرتے ہین جیسے ان۔ اذا۔ متی۔ مہما وغیرہ وغیرہ) کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہین ہو اور اسیطرح اون الفاظ کے اختلاف کا بھی اعتبار نہین ہو جنسے مملوک مدبر کی تعبیر کیجاتی ہو جیسے ہذا او ہذہ یا انت یا ہو یا فلان وغیرہ اور اسیطرح اگر متی مت یا ای وقت یا ای حین وغیرہ کہے تب بھی کافی ہوگا اور کسی خاص لفظ کا اعتبار نکیا جائیگا اور تدبیر کی دو قسمین ہین اوّل مطلق (جسمین کوئی شرط نہو) جیسے اذا مت فانت حر دوم مقید (جسمین کوئی قید و شرط ہو اور اسیکو مشروط بھی کہتے ہین) جیسے اذا مت فی سفری ہذا یا مرضی ہذا یا فی سنتی ہذہ یا فی شہری یا فی شہر کذا وغیرہ اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے انت مُدَبَّر کہے اور اسی پر انتصار کرے تو تدبیر منعقد نہوگی لیکن اگر عبارت مذکورہ کے بعد فاذا مت فانت حر بھی کہے تو تدبیر صحیح ہوگی اور صیغہ تدبیر کا اعتبار کیا جائیگا اور عبارت سابقہ کا کوئی اعتبار نہوگا اور اگر کوئی مملوک دو مالکون مین مشترک ہو اور وہ دونون اوس مملوک سے مخاطب ہو کر کہین اذا متنا فانت حر (جبکہ ہم دونون وفات پائین تو تو آزاد ہی) تو اون دونون مین سے

ہر ایک کے قول وصی کے نصیب کی طرف منصرف ہوگا اور تدبیر صحیح ہوجائیگی و معلق علی الشرط نہوگی اور
مملوک مذکور اون دونون کی وفات کے بعد آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے نصیب کی اوسکا ثلث متروکہ
گنجائش رکھتا ہو اور اگر اون دونون مین سے ایک کا ثلث متروکہ اوسکے نصیب کی گنجائش رکھتا ہو تو اوسکا
نصیب آزاد ہوگا اور دوسرے کا نصیب کلاً یا بعضاً بقید رقیت باقی رہیگا (یعنی جسقدر نصیب کی
اوسکا ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا اوسیقدر آزاد ہوگا اور باقی بقید رقیت باقی رہیگا) اور اگر اون
دونون مین سے ایک شریک وفات پائے تو فقط اوسی کا نصیب اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوجائیگا
اور دوسرے کا نصیب اوسکے وفات پانے تک بقید رقیت باقی رہیگا اور صیغہ مذکورہ مین دو شرطون کا
اعتبار ضرور ہے پہلی شرط نیت کا متحقق ہونا پس عبارت ساہی (بھولے سے کلام کرنے والا) وغالط
(غلطی سے کہنے والا) وسکران (جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوجائے) کے لیے کوئی حکم نہوگا اور اسی طرح
اوس مکرہ (مجبور) کی عبارت کا بھی اعتبار نکیا جائیگا جسکا قصد بوجہ اکراہ مرتفع ہوجائے اور آیا تحت تدبیر
مین نیت قربت کا متحقق ہونا بھی شرط ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اوسکا شرط نہونا بوجہین دوسری شرط
صیغہ تدبیر کا قول مشہور کی بنا پر شرط (جسکا تحقق ضروری نہو جیسے مسافر کا واپس آنا) و صفت (جسکا تحقق ضروری
ہو جیسے آفتاب کا طلوع کرنا) سے مجرد (خالی) کرنا پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کہے ان قدم المسافر
انت حر بعد وفاتی (اگر مسافر واپس آئے تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہے) تو تدبیر منعقد نہوگی اور
اسیطرح اگر کوئی شخص کہے اذا اھل شہر رمضان فانت حر بعد وفاتی (جبکہ ماہ رمضان کا ہلال نمودار ہو
تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہے) تب بھی منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے انت حر بعد وفاتے
بسنة یا بشہر (تو میری وفات سے ایکسال یا ایک مہینہ کے بعد آزاد ہے) تب بھی تدبیر
صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ان ادیت الی او الی ولدی کذا فانت حر بعد وفاتی
(اگر مجھکو یا میرے فرزند کو پانچسو روپیہ دے تو تو میری وفات کے بعد آزاد ہے) تب بھی مدبر انہ

صحیح نہوگی اور کنیز مدبّرہ (جسکی تدبیر کی گئی ہو) اپنے آقا کی رقیت مین باقی رہتی ہو اور اوسکو کنیز مذکورہ سے
وطی کرنے اور اوس مین استخدام (خدمت لینا) وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے کا اختیار باقی رہتا ہو اور اگر کنیز مذکورہ
اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل نہوگی اور اگر اوسکا آقا وفات پائے تو بوجہ وفات اوسکے
ثلث متروکہ سے آزاد ہوگی اور اگر ثلث متروکہ قاصر ہو تو اوسکا باقی نصیب ولد سے آزاد کیا جائیگا
(اور اگر نصیب ولد بھی قاصر ہو تو کنیز مذکورہ کو مابقی کے لیے سعی کرنا لازم ہوگا جسکا ذکر آئندہ آئیگا) اور اگر
کنیز مدبّرہ کسی مملوک سے حاملہ ہوجائے تو کنیز مذکورہ کی طرح اوسکا مولود بھی مدبر ہوگا خواہ بوجہ عقد
حاملہ ہو یا بوجہ زنا یا بشبہا اور اگر کنیز مذکورہ کا آقا اوسکی تدبیر مین رجوع کرے (یعنی تدبیر کو فسخ کرے)
تو اوسکے مولود کی تدبیر مین رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ رجوع کرنا اوس تدبیر مین صحیح ہو جو بصیغۂ تدبیر
حاصل ہوا اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ آقائے کنیز کو اوسکے مولود کی تدبیر مین بھی رجوع کرنا صحیح ہوگا
اسلیے کہ جو ادلہ جواز رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتے ہین وہ عام ہین لیکن قول اول مروی ہو اور
اسیطرح اگر غلام مدبر سے کوئی ایسا مولود پیدا ہو جو اوسکے آقا کا مملوک ہو (مثلاً اوسکی کنیز سے پیدا ہو
یا کسی دوسرے شخص کی کنیز سے پیدا ہوا اور آقائے مدبر نے رقیت مولود کو شرط کر لیا ہو) تو اپنے باپ کیطرح
وہ مولود بھی مدبر ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز کی تدبیر کرے بعد ازان اوسکو فسخ کرے
پھر وقت فسخ سے چھ مہینے بعد کنیز مذکورہ کے ولادت ہو تو اوسکا مولود مدبر نہوگا اسلیے کہ
بعد فسخ اوسکے متجدد ہونیکا بھی احتمال ہو ہان اگر چھ مہینے سے قبل ولادت ہو تو مولود بھی مدبر ہوگا اسلیے کہ
اس صورت مین حمل مذکور کا بعد تدبیر موجود ہونا ثابت ہوا اور اگر کوئی شخص کنیز حاملہ کی تدبیر کرے تو بعض علمار نے
فرمایا ہو کہ اگر آقائے کنیز کو اوسکا حاملہ ہونا معلوم ہو تو حمل بھی مدبر ہوگا والا اوسکی رقیت مین باقی رہیگا
جیسا کہ روایت وشاد مین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہوا ہو اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ
وہ حمل مدبر نہوگا (خواہ آقا کو وقت تدبیر اوسکا موجود ہونا معلوم ہوا ہو) اسلیے کہ آقا نے اوسکی تدبیر کا

قصد نہین کیا تھا اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے دوسرا مقصد مباشر (جو شخص تدبیر کو واقع کرے)
کے بیان مین مباشر تدبیر کا بالغ اور عاقل اور قاصد اور مختار (غیر مجبور) اور جائز التصرف (غیر محجور علیہ) ہونا
اوسکی صحت مین شرط ہے پس اگر کوئی صبی تدبیر کریگا تو اوسکی تدبیر صحیح نہوگی لیکن روایت مین وارد ہوا ہے کہ طفل دہ سالہ
و ممیز کی تدبیر صحیح ہوگی اور مجنون و مکرہ (مجبور) و سکران (جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہوجائے) اور ساہی (بھولے
کلام کرنے والا) کی تدبیر صحیح ہے اور آیا کافر کا تدبیر کرنا صحیح ہے یا نہین اشبہ یہ ہے کہ صحیح ہے خواہ حربی ہو یا ذمی اور
اگر کوئی مسلم اپنے مملوک کی تدبیر کرنیکے بعد مرتد ہوجائے تو اوسکی تدبیر باطل نہوگی اسلیے کہ بوجہ ارتداد اوسکا
مال اوسکی ملک سے خارج نہین ہوا پس اگر مرتد مذکور حالت ارتداد مین وفات پائے تو مملوک مدبر اوسکے
ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا یہ کلام اوس صورت مین تھا کہ جب ارتداد از فطرت نہو (بلکہ ارتداد از ملت ہو)
اور اگر ارتداد از فطرت ہو تو مدبر مذکور وفات مولی کے بعد آزاد نہوگا اسلیے کہ اوسکی ملک اوس سے
خارج ہوگئی اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ ارتداد از فطرت بمنزلہ موت ہے لہذا مدبر مذکور کے انعتاق کا قائل ہونا چاہیے
اور اگر کوئی شخص ارتداد از ملت کے بعد اپنے مملوک کی تدبیر کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ اوسکی ملک باقی ہے اور
صحت تدبیر مین نیت قربت کا تحقق شرط نہین ہے اور اسمین تردد ہے کیونکہ وہ محجور علیہ ہے لہذا اوسکا تصرف
صحیح نہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص ارتداد از فطرت کے بعد تدبیر کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اوسکا مال بوجہ ارتداد
اوسکی ملک سے خارج ہوجاتا ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے تدبیر مرتد کے جواز و صحت مین اطلاق کیا ہے اور اسمین
اشکال ہے اسلیے کہ مرتد فطری کی ملک زائل ہوجاتی ہے اور اگر کوئی کافر اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان
مملوک مذکور اسلام کو قبول کرے تو اوسکا کسی مسلمان کے ہاتھ قہراً فروخت کرنا واجب ہوگا خواہ آقا نے مدبر
اوسکی تدبیر کو فسخ کرے یا نکرے اسلیے کہ کافر کو مسلم پر تسلط نہین ہوسکتا اور اگر آقاے مدبر اوسکے فروخت
کرنے اور تدبیر کے فسخ کرنے سے قبل وفات پائے تو مدبر مذکور اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا اور اگر
ثلث متروکہ قاصر ہو تو اوسیقدر آزاد ہوگا جسکی وہ گنجائش رکھتا ہوگا اور باقی مملوک اوسکے وارثین

غرم ما عتقه وكان الباقي للوارث +

منتقل ہوگا پس اگر وارثِ مذکور مسلم ہوگا تو مملوک مذکور پر اوسکی ملک مستقر ہوجائیگی اور اگر کافر ہوگا تو وہ مملوک کسی مسلم کے ہاتھ قہراً فروخت کیا جائیگا اور تدبیر اخرس (گونگا) اوسکے ایسا اشارہ کرنے سے صحیح ہوگی جو ایقاع تدبیر پر دلالت کرتا ہو اسلیے کہ اوسکا اشارہ جملہ تصرفات مین لفظ کے قائم مقام ہے اور اسیطرح اوسکو تدبیر کا اشارہ سے فسخ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر کوئی شخص حالتِ صحت مین اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان اخرس ہوجائے اور تدبیر کو باشارۂ مفہمہ (جو رجوع فی التدبیر پر دلالت کرتا ہو) فسخ کرے تو صحیح ہوگا

تیسرا مقصد احکامِ تدبیر کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے مین پہلا مسئلہ تدبیرِ مملوک صحت رجوع اور خروج از ثلث وغیرہ مین بمنزلۂ وصیت ہے (اور وصیت محضہ نہین ہے) پس تدبیر کا وصیت کی طرح فسخ کرنا جائز ہے خواہ قولاً فسخ کرے مثلاً کہے رجعت فی ھذا التدبیر (مین نے اس تدبیر مین رجوع کیا) یا فعلاً جیسے مملوک مدبر کا کسی کے لیے ہبہ یا وقف کردینا یا اوسکو آزاد کردینا یا اوسکے ساتھ وصیت کرنا خواہ وہ تدبیر مطلق ہو (وفات مین کوئی شرط نکی ہو) یا مقید ہو (وفات مین سفر یا مرض وغیرہ کی شرط کی ہو) اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے مملوک مدبر کو فروخت کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اگرچہ فسخ تدبیر کا قصد نکیا ہو) اسلیے کہ فروخت کرنے سے اوسکی ملک زائل ہوجاتی ہے جو بقائے تدبیر کے منافی ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اگر تدبیر مین رجوع کرنے کے بعد اوسکو فروخت کریگا تو اوسکے رقبہ کی بیع صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر اوسکے فروخت کرنے سے رجوع فی التدبیر کا قصد کریگا تب بھی بیع رقبہ صحیح ہوگی اور اگر قصد نکریگا تو عقدِ بیع فقط اوسکی خدمت مین نافذ ہوگا اور اوسکے رقبہ مین نافذ نہوگا اور وفاتِ آقا کے بعد آزاد ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کا اسطرح انکار کرے کہ اوس سے تدبیر کا فسخ کرنا مقصود نہو تو یہ انکار داخل رجوع نہوگا (اسلیے کہ انشائے رجوع اور انکارِ اصل مین فرق بین موجود ہے علاوہ برین نسیان وغیرہ کا بھی احتمال ہے) اور اگر کوئی مملوک اپنے مدبر ہونیکا مدعی ہو اور اوسکا آقا انکار کے بعد حلف کرے تو اوسکی تدبیر نفس الامر مین باطل نہوگی (پس اگر ایسی حالت مین اوسکا آقا وفات پائے

بشرطیکہ مملوک مذکور درحقیقت اپنے دعوے مین راستگو ہو ۱۲

تو وہ فیما بینہ وبین اللہ آزاد ہوجائیگا **دوسرا مسئلہ** مملوک مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد ہوگا پس اگر مجموع مدبر کے آزاد ہونے کو اوسکا ثلث متروکہ کافی ہو فبہا والا اوسمین سے فقط اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو اور اگر مورث کے پاس مملوک مذکور کے سوا کوئی مال نہوگا تو اوسی کا ثلث آزاد ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص اپنے کئی مملوکون کی تدبیر کرے اور جملہ ممالیک اوسکے ثلث ترکہ سے خارج ہون تو وہ سب آزاد ہوجائینگے والا اوسمین سے بقدر ثلث آزاد کیے جائینگے پس اگر اونکی ترتیب معلوم ہو تو آزاد کرنے مین الاول فالاول سے ابتدا کیجائیگی تا اینکہ ثلث متروکہ ختم ہو اور اگر اونکی ترتیب مجہول ہو تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اگر میت پر اوسقدر دین جو مستوعب ترکہ ہو تو تدبیر باطل ہوگی اور وہ جملہ مدبر فروخت کیے جائینگے اور اگر اوسکا دین مستوعب ترکہ نہو تو اوسمین سے بقدر دین فروخت کیے جائینگے اور باقی کا ثلث آزاد ہوگا اور دین میت کی علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر) مطلقا تقدیم کیجائیگی خواہ تدبیر سابق ہو یا اوس سے لاحق اور جسطرح کہ مجموع مدبر مین رجوع کرنا صحیح ہے اسیطرح بعض مدبر مین بھی رجوع کرنا صحیح ہے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص بعض غلام کی تدبیر کرے تو باقی غلام آزاد نہوگا (یعنے سرایت نہوگی) اور اگر شخص مذکور کا کوئی شریک ہوگا تو اوسکو حصہ شریک کے خرید کرنے کی تکلیف نہیجائیگی (یعنے اوسکا ضامن نہوگا) اور اسیطرح اگر کوئی شخص مجموع غلام کی تدبیر کرے بعد ازان بعض غلام مین رجوع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کسی غلام کی دو تون شریک تدبیر کرین بعد ادان ان دونون مین سے ایک شریک اپنے حصہ کو آزاد کرنے تو اوسپر دوسرے شریک کے حصہ کی تقویم (قیمت لگانا) نکیجائیگی لیکن اس صورت مین تقویم کا قائل ہونا بوجہ بعید نہین ہے اسلیے کہ یہان پر سرایت کا کوئی مانع نہین ہے لہذا ادلہ سرایت کا عموم محل نزاع کو بھی شامل ہوگا اور اگر احدالشریکین تدبیر کرے بعد ازان آزاد کردے تو اوسپر شریک آخر کے حصہ کا قید رقیت سے چھوڑانا واجب ہوگا اور اگر حصہ قن (مملوک محض) کا مالک اوسکو آزاد کرے تو اوسپر حصہ مدبرہ کا چھوڑانا واجب نہوگا اسلیے کہ حصہ

لم یجب علیہ ذلک لحصة المدبرة

کے واسطے جہتِ عتق (تدبیر) موجود ہو لہذا سرایت ہوگی ورنہ اسمین تردد ہو اسلیے کہ حصہ مدبر اپنے مالک کی ملک مین باقی ہو لہذا سرایت کا کوئی مانع نہین ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی مملوک مدبر بھاگ جائے تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی اور مملوک مذکور اور اوسکی وہ اولاد جو بعد اباق (بھاگ جانا) کسی کنیز سے پیدا ہوا وسکے آقا کی مملوک ہوگی اور مملوک مذکور کی وہ اولاد تدبیر پر باقی رہیگی جسکی ولادت قبل اباق ہوئی ہو اور اباق مملوک سے اوس اولاد کی تدبیر باطل نہوگی اور اگر کوئی مملوک مرتد ہو جائے تو اوسکی تدبیر باطل نہوگی پس اگر دار الحرب سے ملحق ہو جائے تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی اسلیے کہ یہ اباق ہے اور اگر آقا مملوک اوسکے فرار کرنے سے قبل وفات پائے تو آزاد ہو جائیگا **پانچوان مسئلہ** مملوک مدبر کا مال کتسب اوسکے آقا کی ملک ہوگا اسلیے کہ وہ بقید رقیت باقی ہے اور اگر وفاتِ آقا کے بعد مدبر و وارث اوس مال مین اختلاف کرین جو اوسکے پاس موجود ہو پس مدبر کہے کہ مین نے اس مال کو اوسکی وفات کے بعد حاصل کیا ہے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم تقدم ہے اور اگر مدبر و وارث مین سے ہر ایک شخص اپنے مدعی پر بینہ قائم کرے تو بینۂ وارث کو ترجیح دیجائیگی اسلیے کہ وہ بینہ خارج ہے جو بینۂ داخل پر مقدم ہے **چھٹا مسئلہ** اگر مدبر پر نفس کے علاوہ کوئی جنایت واقع ہو تو ارش کا استحقاق اوسکے آقا کو حاصل ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مملوک ہے اور اگر قتل کر دیا جائے تو فواتِ محل کیوجہ سے اوسکی تدبیر بھی باطل ہو جائیگی اور اوسکی قیمت کا استحقاق اوسکے آقا کو حاصل ہوگا اور اوس قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو اوسکے مدبر ہونے کی حالت مین قرار پائیگی اسلیے کہ بوجہ تدبیر اوسکی قیمت مین تفاوت ہو جاتا ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ مدبر کسی شخص پر جنایت کرے تو ارش جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو ارش جنایت کے عوض اوسکا چھوڑانا جائز ہوگا اور آقا کو بوجہ جنایت اوسکے فروخت کرنے کا بھی اختیار ہوگا پس اگر آقا اوسکو چھوڑا لیوے تو وہ اپنی تدبیر پر باقی رہیگا اور اگر اوسکو فروخت کرے اور جنایت مستغرق ہو تو بر قیمت کا مستحق ارش مالک ہوگا اور اگر مستغرق نہو تو مملوک مذکور مین سے اوسقدر حصہ فروخت کیا جائیگا جو بقدر جنایت ہو اور باقی حصہ تدبیر پر باقی رہیگا اور آقا کو مملوک مدبر کی

منفعت خدمت کا فروخت کرنا بھی جائز ہو اور اسیطرح آقا کو مملوک مذکور کا رجوع فی التدبیر کے بعد فروخت کرنا بھی صحیح ہو اور اگر رقبہ مدبر کو ابتدا فروخت کرے تب بھی جائز ہوگا اور بیع مذکور سے اوسکی تدبیر باطل ہوگی (اگرچہ فسخ تدبیر کا قصد نکیا ہو) جیسا کہ ہم سابقا بیان کر چکے ہیں اور ایک روایت کی بنا پر اگر اوسکی تدبیر کے باطل کرنیکا قصد کریگا تو تدبیر باقی رہیگی اور وفات آقا کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اوسپر کوئی سبیل باقی نرہیگی اور اگر مدبر جانی (جنایت کرنیوالا) کے چھڑانے یا فروخت کرنے سے قبل اوسکا آقا وفات پائے تو آزاد ہو جائیگا اور ترکۂ آقا میں ارش جنایت ثابت نہوگی اسلیے کہ اخذ ارش کے قبل قید رقیت سے اوسکا خروج ہو گیا **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مملوک مدبر فرار کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی اور اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی خدمت کو کسی غیر کے لیے تاحیات مخدوم مقرر کرے اور اوسکی حریت کو اوس غیر کی وفات پر معلق کرے تو مملوک مذکور کی تدبیر اوسکے فرار کرنیکی وجہ سے باطل نہوگی اور اس مقام پر چار فرعین مذکور ہوتی ہین **اول** جبکہ مملوک مدبر اپنے آقا کی وفات کے بعد کسی مال کو حاصل کرے پس اگر مملوک مذکور آقا کے ثلث ترکہ سے خارج ہو تو وہ کل مال اوسی کی ملک ہوگا والا اوسکو مال مذکور مین سے اوسقدر مال کا استحقاق ہوگا جسقدر کہ وہ آزاد ہوا اور باقی مال کا ورثہ کو استحقاق ہوگا **دوم** جبکہ کوئی شخص اپنے مملوک کی مدبر کرنے کے بعد وفات پائے اور اوسکے متروکہ مین اوسقدر مال غائب ہو جو مملوک مذکور کی قیمت کا ضعف ہو تو ثلث مملوک فی الحال آزاد ہو جائیگا اور مال غائب مین سے جسقدر مال ورثہ کو حاصل ہوتا جائیگا اوسی نسبت سے مملوک مذکور بھی آزاد ہوتا جائیگا اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو ثلث مملوک مین عتق کو استقرار رہیگا **سوم** جبکہ کسی مملوک سے کتابت کا بعد ازان اوسکی تدبیر کیجائے تو دونون صحیح ہونگے پس اگر مال کتابت کو ادا کریگا تو بوجہ کتابت آزاد ہو جائیگا اور اگر مال کتابت کی ادائی مین یہانتک تاخیر ہو کہ اوسکا آقا وفات پائے تو بوجہ تدبیر آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ اوسکے ثلث متروکہ سے خارج ہو والا ثلث مملوک آزاد ہوگا اور مال کتابت مین سے بہ نسبت

ساقط ہوجائیگا اور باقی مکاتب رہیگا لیکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرنے کے بعد اوس سے کتابت کرے تو اوسکی تدبیر باطل ہوجائیگی اور اسمین اشکال ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے مملوک کی تدبیر کرے بعد ازان اوس سے کسی مال پر باین غرض مقاطعہ کرے کہ اوسکے عتق مین تعجیل ہو تو اس سے مملوک مذکور کی تدبیر قطعاً باطل ہوگی چہارم اگر کوئی شخص اپنی کنیز کے حمل کی تدبیر کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ آدمی مملوک ہے اور ماں کیطرف سرایت نکریگی اور اگر اوسکی تدبیر کو فسخ کریگا تو صحیح ہوگا پس اگر وقت تدبیر سے چھ مہینے کے قبل حمل مذکور کی ولادت ہو تو تدبیر صحیح ہوگی اسلیے کہ وہ وقت تدبیر متحقق تھا اور اگر چھ ماہ سے زائد کے بعد ولادت ہو تو محکوم بتدبیر نہوگا اسلیے کہ وقت تدبیر حمل کے متوہم ہونے (موجود نہونے) اور بعد تدبیر اوسکے متجدد (حادث) ہونیکا احتمال ہے دوسری **فصل** کتابت کے بیان مین کتابت عرف فقہا مین وہ عقد مستقل ہے جو مابین آقا و مملوک واقع ہوتا ہے اور احکام مخصوصہ اوسپر مترتب ہوتے ہین جسکا ثمرہ حصول عتق بعوض ہے اور اس کتاب مین تین مطلب ہین **پہلا مطلب** ارکان کتابت کے بیان مین اور وہ چار ہین **رکن اول** صیغہ وغیرہ کے بیان مین عقد کتابت کا ابتداءً (بدون سوال) واقع کرنا مستحب ہے بشرطیکہ مملوک مین امانت (دینداری) اور اکتساب (مال) کا تحقق معلوم ہو اور سوال مملوک (غلام یا کنیز) کے بعد واقع کرنا مستحب مؤکد ہے اور اگر دونون امر (امانت واکتساب) معدوم ہون تو مباح ہے اور اسیطرح اگر احد الامرین (امانت یا اکتساب) مین سے ایک امر معدوم ہو تب بھی اوسکا واقع کرنا مباح ہوگا اور عقد کتابت عتق بصفت نہین ہے اور اسیطرح بیع عبد من نفسہ (غلام کا اپنے نفس کو خود خرید کرنا) بھی نہین ہے بلکہ وہ معاملہ مستقلہ ہے جو شبیہ بیع ہے پس اگر کوئی غلام اپنے نفس کو ثمن موجل (وہ قیمت جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین ہو) فروخت کرے تو کتابت صحیح ہوگی اور اگر یہ عقد داخل بیع ہوتا تو بیع سلم کیطرح صورت مذکورہ مین بھی صحیح ہوتا اور کتابت کے ساتھ خیار مجلس بھی ثابت نہین ہوتا اور عقد کتابت کا بدون اجل واقع کرنا علی الاشبہ صحیح نہین ہے اور اوسکے حکم کا ثبوت ایجاب وقبول کیطرف احتیاج رکھتا ہے اور عقد مکاتبت مین

كتاب المكاتبة

بيان اركانها واحكامها ولواحقها اما الاركان فالصيغة والعوض والكتابة والموجب والمولى

والكتابة مستحبة ابتداء مع الامانة والاكتساب وتتاكد بسؤال المملوك ولو عدم الامران كانت مباحة وكذا لو عدم احدهما

وليست عتقا بصفة ولا بيعا للعبد من نفسه بل هي معاملة مستقلة بعيدة عن شبه البيع

ويكفي في المكاتبة ان يقول كاتبتك مع تعيين الاجل والعوض وهل يفتقر الى قوله فاذا اديت فانت حر مع نية ذلك قيل نعم وقيل لا بل يكفي النية مع العقد فاذا ادى عتق سواء لفظ بالضميمة او اغفلها وهو الاشبه والكتابة قسمان مشروطة ومطلقة فالمطلقة ان يقتصر على العقد وذكر الاجل والعوض والنية والمشروطة ان يقول مع ذلك فان عجزت فانت رد في الرق فمتى عجز كان للمولى رده رقا ولا يعيد عليه ما اخذ وحد العجز ان يؤخر نجما الى نجم او يعلم من حاله العجز عن فك نفسه وقيل ان يؤخر نجما عن محله وهو مروي ويستحب للمولى مع العجز الصبر عليه والكتابة عقد لازم مطلقة كانت او مشروطة وقيل ان كانت مشروطة فهي جائزة من جهة العبد

آقا کا تعین اجل و عوض کے ساتھ اپنے مملوک سے کاتبتك (مین نے تجھسے کتابت کی) کہنا کافی ہے اور آیا لفظ مذکور کے ساتھ ضمیمۂ فاذا ادیت فانت حرٌّ (پس جبکہ تو عوض معین کو ادا کر دے تو آزاد ہے) کی حاجت ہوگی یا نہین (درصورتیکہ ایجاب مکاتبت مین اسکی نیت کر چکا ہو) بعض علماء نے فرمایا ہو کہ حاجت ہوگی اسلیے کہ لفظ مذکور مین مکاتبت شرعیہ کے علاوہ اور معانی (جیسے مراسلہ) کا بھی احتمال ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ ضمیمہ کی حاجت نہوگی بلکہ لفظ مذکور کے ساتھ مکاتبۂ شرعیہ کا قصد کر لینا کافی ہوگا پس جبکہ مال کتابت کو مملوک ادا کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا خواہ اوسکے آقا نے ضمیمۂ مذکورہ کا تلفظ کیا ہو یا نکیا ہو اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اسلیے کہ اصل عدم اشتراط ہے اور غایات مترتبہ کا ذکر کرنا لازم نہین ہے اور انشائے مکاتبت اوسپر خود دلالت کرتی ہے اور کتابت کی دو قسمین ہین مشروطہ اور مطلقہ مطلقہ سے وہ کتابت مراد ہے جس مین فقط عوض اور اجل کے ذکر اور نیت پر اقتصار کیا جائے اور مشروطہ سے وہ کتابت مراد ہو جس مین امور مذکورہ کے علاوہ عبارت فان عجزت فانت ردٌّ فی الرق (پس اگر تو مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز آئیگا تو رقیت کیطرف عود کریگا) وغیرہ جو الفاظ عبارت مذکورہ کے معنی پر دلالت کرتے ہین کا بھی تلفظ کیا جائے پس صورت مین جبکہ مملوک عاجز ہو جائیگا تو آقا کو اوسکا رقیت مین رد کرنا صحیح ہوگا اور جو مال آقا نے مملوک سے اخذ کیا ہوگا اوسکا واپس کرنا لازم نہوگا اور حد عجز (یعنی کتابت مشروطہ مین مملوک کے ادائے مال سے عاجز ہونے کی علامت) یہ ہے کہ ایک نجم (وہ مال جسکے ادا کرنے کی مدت مقرر ہو) کو اوسکے محل سے تا نجم آخر مؤخر کرے یا اوسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ اپنے نفس کے چھوڑانے پر قادر نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ کسی نجم کا اوسکے محل سے مؤخر کر دینا علامت عجز ہے اور یہی قول روایت مین بھی منقول ہوا ہے اور جبکہ مملوک کا عجز ظاہر ہو تو آقا کو اوسپر صبر کرنا مستحب ہے اور کتابت طرفین سے عقد لازم (جسکے فسخ کرنے کا اختیار نہو) ہے خواہ مطلقہ ہو یا مشروطہ اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر کتابت مطلقہ ہے تو طرفین سے اور اگر مشروطہ ہے تو فقط جہت آقا سے لازم ہوگی اور جہت عبد سے جائز (جسکے فسخ کرنے کا اختیار ہو) ہوگی

اسلیے کہ اوسکو اپنے نفس کا اکتساب مال سے عاجز کرنا جائز ہو اور قول اول اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہو

اور بعد کو اپنے نفس کے عاجز کر دینے کا جواز ہمارے نزدیک مسلم نہین ہو بلکہ اوسپر سعی کرنا واجب ہوگا اور

صورت امتناع مین اوسپر جبر کرنا صحیح ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکا مجبور کرنا صحیح ہوگا اور

اس مین اشکال ہو اسلیے کہ عقد کتابت وجوب سعی کو مقتضی ہو پس جواز اجبار (مجبور کرنا) اشبہ ہو ہان اگر

اکتساب سے عاجز ہو جائے تو آقا کو فسخ کتابت کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر وہ دونون (آقا و مملوک)

تقایل کتابت (کسی عقد کا رضائے باہمی کے ساتھ فسخ کرنا) پر اتفاق کرین تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر آقا مکاتب

اوسکا مال کتابت سے ابرا (اسقاط ما فی الذمہ) کر دے تب بھی صحیح ہوگا اور بعد ابرا آزاد ہو جائیگا

اسلیے کہ اسقاط حق بمنزلہ وصول ہو اور عقد کتابت بھی باقی عقود لازمہ کیطرح وفات آقا سے باطل ہوگا اور

ورثہ کو مال کتابت کا مطالبہ صحیح ہوگا اور جبکہ مال کتابت کو ورثہ کے حوالہ کر دے تو آزاد ہو جائیگا

رکن دوم موجب (کتابت کا ایجاب کرنیوالا) کے بیان مین اور موجب کا بالغ اور کامل العقل اور

صاحب اختیار اور جائز التصرف ہونا صحت کتابت مین شرط ہو اور آیا اوسکا مسلم ہونا بھی شرط ہو یا نہین یہ مین

تردد ہو اور عدم شرط اشبہ ہو نہین ہو اسلیے کہ عقد کتابت داخل عتق نہین ہو لہذا الکتابت کا فر کی صحت کا کوئی مانع

نہین ہو پس اگر کوئی کافر ذمی (یہود و نصاری) اپنے مملوک ذمی سے شراب یا خوک پر کتابت کرے اور قبضہ طرفین

متحقق ہو جائے تو اون دونون پر اوسکے التزام کا حکم کیا جائیگا اور اگر کتابت کے بعد وہ دونون

اسلام لے آئین تو باطل ہوگی اور اگر قبل تقابض (طرفین کا قبضہ کرنا) اسلام لائین تو مکاتب پر مال کتابت کی

قیمت کا اپنے آقا کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور ولی یتیم کو اوسکے مملوک سے کتابت کرنا جائز ہو بشرطیکہ

یتیم کے لیے اسمین کوئی مصلحت و فائدہ متصور ہو اور بعض علما نے اسکو منع فرمایا ہو اسلیے کہ عقد کتابت

از قبیل تبرع ہو کیونکہ مملوک کا مال بھی ملک مین اوسکا تابع ہو اور اگر کوئی شخص مرتد ہو جانے کے بعد مملوک مسلم سے

کتابت کرے تو صحیح ہوگی اسلیے کہ مرتد کو جسنے ارتداد از فطرت کیا ہو تو اوسکی ملک زائل ہو گئی اور اگر

ارتداد اختیار کیا ہو تو مملوک مسلم اوسکے قبضہ مین نہین رہ سکتا بلکہ اوسکا کسی مسلم کے ہاتھ پھر فروخت کرنا
لازم ہوگا رکن سوم مملوک (وہ غلام یا کنیز جس سے کتابت کیجائے) کے بیان مین اور مملوک کا بالغ اور
کامل العقل ہونا صحت کتابت مین شرط ہو اسلیے کہ احدہما (بالغ اور کامل مین سے ایک) کے لیے اہلیت قبول
حاصل نہین ہو اور اگر کوئی مملوک کافر ہو تو آیا اوس سے کتابت کرنا جائز ہوگا یا نہین اسمین تردد ہو
اظہر عدم جواز ہو اسلیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہو فکاتبوھم ان علمتم فیہم خیرا
(اپنے غلام و کنیز سے کتابت کرو اگر تمکو اونمین خیر کا تحقق معلوم ہو) اور خیر کی تفسیر دیانت کے ساتھ
وارد ہوئی ہو جسکا انتفاد کافر مین معلوم ہو اور آیا صحت کتابت مین تعیین اجل (مدت) بھی شرط ہو یا نہین
اسمین بین العلماء اختلاف ہو پس بعض اصحاب نے کتابت حالہ (جس مین اداے مال کے لیے کوئی مدت معین نہو)
اور موجلہ (جس مین اداے مال کے لیے کوئی مدت معین ہو) دونون کی اجازت دی ہو اسلیے کہ ادلہ
جواز عام ہین اور اصل عدم اشتراط ہو اور بعض اصحاب نے تعیین اجل کو شرط کیا ہو اور یہی قول اشبہ ہو اسلیے کہ
جو مال مملوک کے پاس موجود ہو اوس سے معاملہ کرنا صحیح نہین ہو کیونکہ وہ آقا کی ملک ہو اور جو مال کہ موجود
نہین ہو وہ متوقع الحصول ہو پس کسی مدت کا مقرر کرنا متعین ہوا تاکہ جہالت برطرف ہو اور تکلیف
بغیر مقدور سے امن حاصل ہو اور اجل واحد کا مقرر کرنا کافی ہو اور اوسکے لیے جانب کثرت مین
کوئی حد معین نہین ہو بشرطیکہ معلوم ہو اور مال کتابت کی ادائی کے وقت کا معلوم ہونا بھی شرط ہو
پس اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کاتبتک علی ان تودی الی کذا فی سنۃ (تجھے بامین شرط کتابت کی
کہ تو سال بھر مین پانچسو روپیہ ادا کرے) کہے اور سال کو اداے مال کا ظرف قرار دے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ
وقت ادا مجہول رہتا ہو اور نجوم (وہ اموال جنکے ادا کرنیکے لیے کوئی مدت مقرر کیجائے) کا مساوی و مختلف
ہونا جائز ہو اور آیا اداے مال کی مدت کا متصل بعقد ہونا بھی شرط ہو یا نہین اسمین تردد ہو اور اگر
کوئی شخص عوض مین یا مین خدمت ومال جمع کرے اور کہے کاتبتک علی خدمۃ شہر ودینار بعد الشہر

(مین نے تجھے ایک مہینہ کی خدمت اور اوس دینار پر کتابت کی جسکا ادا کرنا مہینہ کے بعد لازم ہی)
تو صحیح ہوگا بشرطیکہ دینار کی جنس معلوم ہو اور دینار کا کسی دوسری اجل تک موخر کرنا لازم نہوگا اور
اگر کوئی شخص کتابت مشروطہ مین ایک مہینہ کی خدمت ور دینار کو یا کتابت مطلقہ مین تنہا ایک مہینہ کی
خدمت کو عوض قرار دے اور غلام مکاتب خدمت کے مہینہ مین بیمار ہو جائے تو کتابت باطل ہوجائیگی
اسلیے کہ عوض کا حصول دشوار ہوگیا اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کاتبتک علی خدمۃ
شہر بعد هذا الشہر (مین نے تجھے اس مہینہ کے بعد ایک مہینہ کی خدمت پر کتابت کی) تو بعض علمانے
فرمایا ہی کہ یہ کتابت اوس قول کی بنا پر باطل ہوگی جسمین عقد کتابت سے مدت کے متصل ہونیکو شرط کیا ہی
اور اسمین تردد ہو اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کتابت کرے بعد ازان اوسکو ایک مدت تک محبوس رکھے
تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ آقا پر مملوک کا اوسقدر مدت تک مہلت دینا واجب ہوگا جسقدر مدت تک
کہ اوسکو محبوس کیا تھا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہ واجب نہوگا بلکہ اوسپر مدت حبس کی اجرت لازم ہوگی
اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ صورت غصب مین منافع مکاتب کی اوسیطرح ضمانت لازم ہوتی ہی جسطرح کہ
مملوک محض کے منافع کی لازم ہوتی ہی رکن چہارم عوض کے بیان مین عوض مین چار امرون کا
متحقق ہونا صحت کتابت کے لیے شرط ہی اول اوسکا دین ہونا دوم اوسکا موجل (جسکی ادائی کیلیے
کوئی مدت مقرر ہو) ہونا سوم اوسکی مقدار اور صفت کا معلوم ہونا چہارم اوسکے تملک
(ملک مین لانا) کا آقا کے لیے صحیح ہونا پس عقد کتابت کا کسی عین مال پر واقع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح
اگر عوض کی مقدار یا اوسکا وصف مجہول ہو تب بھی کتابت صحیح نہوگی پس عوض کے جن اوصاف
کیوجہ سے قیمت مین تفاوت ہوتا ہو اونکا اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا کہ جہالت مرتفع ہو جائے
پس اگر عوض کتابت از قبیل اثمان (طلا و نقرہ) ہو تو اوسکے اوصاف کا اسطرح ضبط کرنا لازم ہوگا
جسطرح کہ نسیہ (اودھار) مین ضبط کیا جاتا ہی اور اگر عوض مذکور از قبیل متاع ہوگا تو اوسکے اوصاف کا

اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا جسطرح کہ بیع سلم مین بیان کیا جاتا ہی اور عوض کتابت کے لیے جانب کثرت مین
کوئی حد معین نہین ہی پس جس مقدار کو چاہے اوسکو عوض قرار دے لیکن اوس قدر عوض کا مقرر کرنا مکروہ ہی جو
قیمت مملوک سے متجاوز ہو اور عقد کتابت کا منفعت (جیسے خدمت کرنا یا کسی مکان کا بنانا) پر
یعنے مملوک کی اوس قیمت سے زیادہ ہو جو وقت مکاتبت متحقق ہو
واقع کرنا بھی جائز ہی لیکن اوسکے اوصاف کا اسطرح بیان کرنا ضرور ہوگا کہ جہالت مرتفع ہو اور جبکہ
کوئی شخص ایک ہی عقد مین کتابت و بیع و اجارہ وغیرہ کو جمع کرے تو ہر ایک عقد صحیح ہوگا اور
اگر عوض متعدد ہو
عوض مبذول کا جو حصہ ثمن مملوک قرار پائیگا اوسی کے مقابل عقد کتابت واقع ہوگا اور اسیطرح
دو شریکون کا ایک ہی مملوک سے عقد واحد مین کتابت کرنا بھی جائز ہی خواہ اون دونون کے حصے
متفق ہون یا مختلف خواہ دونون عوض مساوی ہون یا متفاوت اور مملوک مذکور کو عوض کتابت کا احد الشریکین
(دونون شریکون مین سے ایک) کے حوالہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر کچھ عوض دے گا تو دونون شریکون کا
مال ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک شریک دوسرے کو اجازت دے تو جائز ہوگا اور اگر
ایک شخص اپنے تین غلامون سے ایک ہی عقد مین کتابت کرے تو صحیح ہوگی اور ہر ایک غلام اوس حصہ
کے ساتھ مکاتب ہوگا جو عوض مسمّی (معین) مین سے اوسکی قیمت قرار پائیگی (پس اگر اون مین سے ایک غلام کی
سو اور دوسرے کی دو سو اور تیسرے کی تین سو روپیہ قیمت ہو تو غلام اول پر عوض مسمّی کا سدس
اور دوم پر اوسکا ثلث اور سوم پر اوسکا نصف لازم ہوگا) اور ہر ایک غلام کی اوس
قیمت کا اعتبار کیا جائیگا جو وقت عقد مشخص ہوگی اسلیے کہ تسلط آقا کے زوال کا یہی وقت ہوا اور
اون تینون سے جو غلام اپنے حصہ کو ادا کریگا وہی آزاد ہوگا اور اوسکا عتق دوسرے غلام کے حصہ کی
ادائی پر موقوف نہوگا اور جو غلام اپنے حصہ کے ادا کرنے سے عاجز ہوگا وہی قید رقیت مین باقی رہیگا
اور دوسرا باقی نرہیگا اور اگر اون تینون سے ہر ایک غلام دوسرے کی کفالت یا اوسکے حصہ کی ضمانت
کو شرط کرلے تو شرط اور کتابت دونون صحیح ہونگی اور اگر کوئی مملوک عوض کتابت کو اجل معین کے قبل

حوالہ کرنا چاہے تو اوسکے آقا کو اوسپر قبضہ کرنے اور تا اجل معین تاخیر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر
مکاتب مطلق عوض کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو امام علیہ السلام پر اوسکا سہم الرقاب سے چھوڑانا
لازم ہوگا اور مکاتبۂ فاسدہ سے کوئی حکم متعلق نہین ہوتا بلکہ وہ ہمارے نزدیک از قبیل لغو و فضول ہے

دوسرا مطلب احکام کتابت کے بیان مین اور وہ کئی مسئلون پر مشتمل ہے پہلا مسئلہ جبکہ مکاتب مشروط
وفات پائے تو اوسکی کتابت باطل ہو جائیگی اور اوسکا ترکہ آقا کی ملک ہوگا اور اوسکی اولاد قید رقیت مین
باقی رہیگی اور اگر مکاتب مطلق وفات پائے تو عوض کتابت مین سے جسقدر مال ادا کیا ہوگا اوسکا اوسیقدر
حصہ آزاد ہوگا اور مابقی بقید رقیت باقی رہیگا اور آقا کو اوسکے متروکہ مین سے اوسقدر حصہ کا
استحقاق ہوگا جو اوسکے حصۂ رقیت کے مقابل قرار پائیگا اور اوسکے ورثہ کو اوسقدر حصہ کا استحقاق ہوگا
جو حصۂ حریت کے مقابل قرار پائیگا اور وارث مکاتب (جو قربت و حریت مین اوسکا تابع ہو) پر نصیب حریت
(یعنی اولاد مکاتب)
مین سے بقیۂ مال کتابت کا اوسکے آقا کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر مال نہوگا تو اولاد پر اوس عوض کا
ادا کرنا لازم ہوگا جو اوسکے باپ پر باقی ہو اور ادائے عوض کے بعد اوسکی اولاد آزاد ہو جائیگی اور آیا
آقا کو مال کتابت کے ادا کرنے پر اوسکی اولاد کا مجبور کرنا صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن اسمقام پر بعض روایات مین
(یعنے اوسکی ادائی مین سبقت ترکہ پر ہے)
وارد ہوا ہے کہ بقیۂ مال کتابت اصل ترکہ سے ادا کیا جائیگا اور اولاد آزاد ہو جائیگی اور مال کتابت
کی ادائی کے بعد جو ترکہ باقی رہیگا وہ اوسکی اولاد کا مال ہوگا اور قول اول اشہر ہے اور جبکہ غلام مکاتب کا
کوئی حصہ آزاد ہو جائے بعد ازان کوئی شخص اوسکے لیے کسی مال کی وصیت کرے تو اوسکے لیے کل وصیت
مین سے بقدر حریت صحیح ہوگی و رزائد باطل اور اگر کسی مکاتب پر کوئی حد واجب ہو تو بقدر حریت حد احرار
اور بقدر رقیت حد عبید اوسپر جاری کیجائیگی اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز مکاتبہ سے زنا کرے تو کنیز مذکورہ کے
جسقدر حصہ کا کہ وہ مالک ہوگا حد کا اوسیقدر حصہ ساقط ہو جائیگا اور باقی حد اوسپر جاری کیجائیگی

دوسرا مسئلہ مکاتب کو بدون اجازت آقا اپنے مال مین فروخت یا ہبہ یا آزاد کرنے یا قرض دینے کے ساتھ

تصرف کرنا صحیح نہین ہے اور اسیطرح آقا کو بھی مال مکاتب مین اون تصرفات کے علاوہ جو متعلق باستیفائے حق ہین
(جیسے حلول اجل کے بعد اوسکا اخذ کرنا یا باجازت مکاتب اوسکی حفاظت کرنا) کوئی تصرف کرنا جائز نہین ہے اور
آقا کو اپنی کنیز مکاتبہ سے مطلقاً وطی کرنا جائز نہین ہے خواہ بملک وطی کرنا چاہے یا بعقد اسلیے کہ حلت وطی مین
اتحاد سبب درکار ہے جو کنیز مکاتبہ مین مفقود ہے اور اگر مکاتبہ اوسکی اطاعت کریگی تو اوسپر بھی حد جاری کیجائیگی
اور اسیطرح آقا کو اپنے مکاتب کی کنیز سے وطی کرنا بھی جائز نہین ہے اور اگر وطی بالشبہ واقع ہوگی تو اوسپر مہر کا
دینا لازم ہوگا اور جو مال کہ مکاتب کو مال کتابت کے ادا کرنے سے قبل یا بعد حاصل ہوگا وہ اوسیکی ملک ہوگا اسلیے کہ
اوسکے آقا کا تسلط بوجہ کتابت زائل ہوچکا اور کنیز مکاتبہ کو بدون اجازت آقا نکاح کرنا جائز نہین ہے اور
اگر بدون اجازت مباشرت کریگی تو اوسکا عقد اجازت آقا یا ادائے مال پر موقوف رہیگا خواہ کنیز مذکورہ
مکاتبہ مشروطہ ہو یا مطلقہ اور اسیطرح غلام مکاتب کو بدون اجازت آقا اوس کنیز سے وطی کرنا بھی صحیح
نہین ہے جسکو کہ وہ خود خریدے اگرچہ مکاتب مطلق ہو **تیسرا مسئلہ** جن امور کو کہ آقا اپنے مملوک سے عقد کتابت مین
شرط کرلے اونپر وفا کرنا لازم ہوگا تا وقتیکہ مخالف کتاب (قرآن مجید) یا سنت (حدیث شریف) یا مقتضائے عقد
کے منافی نہون **چوتھا مسئلہ** جبکہ کسی کنیز حاملہ سے کتابت کیجائے تو اوسکا حمل داخل کتابت نہوگا اور اگر
کسی مملوک کے ساتھ بعد کتابت حاملہ ہوگی تو اوسکی اولاد پر بھی اوسیکا حکم جاری ہوگا یعنی بحساب مکاتبہ اوسکی
اولاد بھی آزاد ہوگی اور اگر زن مکاتبہ باجازت آقا کسی حر سے عقد کرے تو اوسکی اولاد بھی داخل احرار ہوگی
اور اگر کوئی مکاتبہ اپنے آقا سے حاملہ ہوجائے تو اوسکی کتابت باطل نہوگی پس اگر اوسکا آقا وفات پائے
اور مکاتبہ مذکورہ پر کتابت کا کچھ مال باقی ہو تو اپنے مولود کے نصیب سے آزاد ہوگی اور اگر
مولود نہوگا تو وارث کے لیے مال کتابت کے بہم پہونچانے مین خود سعی کریگی **پانچوان مسئلہ** مکاتب مشروط
اپنے آقا کی قیمت مین باقی رہتا ہے اور اوسکا فطرہ بھی آقا پر لازم ہوتا ہے اور اگر کوئی مملوک مکاتب مطلق ہو
تو اوسکا فطرہ آقا پر لازم نہوگا اور جبکہ مکاتب پر کوئی کفارہ واجب ہو تو اوسکا صوم کے ساتھ ادا کرنا متعین ہوگا

اسلیے کہ اوسکو تصرف مالی صحیح نہین ہوا اور اگر عتق مملوک کے ساتھ کفارہ کو ادا کریگا تو کافی نہوگا اور اسیطرح اگر
اطعام مساکین کے ساتھ ادا کریگا تب بھی کافی نہوگا اور اگر آقا اوسکو عتق یا اطعام کے ساتھ کفارہ کے ادا کرنیکی
اجازت دے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اس صورت مین بھی کافی نہوگا اسلیے کہ اوسنے کفارہ کو ایسی چیز کے
ساتھ ادا کیا ہو جسکے ساتھ اوسکا ادا کرنا واجب تھا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی مملوک اپنے نفس کے نصف کا
مالک ہوجائے تو اوسکے مال کسوب مین وہ اور اوسکا آقا دونون شریک ہونگے اور اگر اون دونون مین سے
کوئی شخص طالب مہایات (آقا و مملوک کا زمانہ کو باہم اسلیے تقسیم کرلینا کہ جسکے زمان مخصوص مین مملوک کا جو کسب
حاصل ہو اوسکا وہی مالک ہو) ہو تو ممتنع (مہایات سے انکار کرنیوالا) پر جبر کیا جائیگا اور بعض علماء نے
فرمایا ہو کہ جبر کرنا صحیح نہوگا اور یہی قول اشبہ ہو **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کتابت
کرنے کے بعد وفات پائے اور کوئی وارث مال کتابت مین سے اپنے نصیب کو ساقط یا اپنے حصہ کو آزاد
کردے تو صحیح ہوگا اور مکاتب مذکور مین سے اوسکا حصہ آزاد ہوجائیگا اور اوسپر باقی غلام کی تقویم کیجائیگی
آٹھوان مسئلہ جو شخص کہ اپنے غلام کے ساتھ کتابت کرے اوسپر مال زکوۃ مین سے اوسکی اعانت
لازم ہوگی بشرطیکہ زکوۃ اوسپر واجب ہو اور اوسکے لیے جانب قلت و کثرت مین کوئی حد معین نہین ہو
اور اگر زکوۃ واجب نہو تو تبرعاً عطا کرنا مستحب ہوگا **نوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے دو غلامون سے
کتابت کرے اور اون مین سے ایک غلام مال کتابت کو ادا کرے اور آقا پر مشتبہ ہوجائے تو بغرض تذکر
(یاد کرلینا) اوسپر صبر کیا جائیگا (یعنے آقا کو تا حیات مہلت دیجائیگی) پس اگر آقا وفات پائے تو قرعہ سے
استخراج کیا جائیگا اور اگر وہ دونون غلام علم آقا کے مدعی ہون تو آقا کا قول مع قسم مقبول ہوگا بعد ازان
اگر آقا مر جائے تو اون دونون مین استخراج مکاتب کے لیے قرعہ ڈالا جائیگا **دسوان مسئلہ**
مال کتابت کا فروخت کرنا جائز ہو پس جبکہ مکاتب مال کتابت کو ادا کردیگا آزاد ہوجائیگا اور اگر مکاتب مشروط
مال کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اوسکا آقا عقد کتابت کو فسخ کرے تو مکاتب کو رے آقا کی

رقیت مین عود کریگا اور آقا کو مکاتب مشروط کا صورت عجز مین فسخ کتابت کے بعد فروخت کرنا جائز ہو اور کاتب مطلق کا
در صورت عجز فروخت کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ اوسکی کتابت کا فسخ کرنا صحیح نہین ہے **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص غلام مکاتب
اپنی دختر کا عقد کرکے وفات پائے اور زن مذکورہ اوسکی مالک ہو تو اون دونون کا نکاح باطل
ہوجائیگا اسلیے کہ نکاح کے ساتھ ملک جمع نہین ہوسکتی **بارھوان مسئلہ** جبکہ مابین آقا و مکاتب مال کتابت کی
مقدار مین اختلاف ہو (مثلاً آقا دو ہزار کا اور مکاتب ایکہزار درہم کا مدعی ہو) تو آقا کا قول مع قسم
مقبول ہوگا اسلیے کہ مکاتب مقدار قلیل کے عوض اپنے خروج از رقیت کا مدعی ہے اور اصل عدم خروج
اور بقائے رقیت ہے اور اسیطرح اگر وہ دونون مقدار مدت مین اختلاف کرین (مثلاً آقا ایکسال کا
اور مکاتب دو سال کا مدعی ہو) تب بھی آقا کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ مکاتب
زیادتی مدت کا مدعی ہے اور اصل عدم زیادت ہے اور اسیطرح اگر وہ دونون مابین نجوم (اقساط)
اختلاف کرین (مثلاً آقا ایکسال مین تین قسطون کا فی قسط چار مہینے کے حساب سے اور مکاتب دو سال مین
دو قسطون کا فی قسط ایکسال کے حساب سے مدعی ہو) تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنے آقا ہی کا قول مع قسم معتبر ہوگا)
اسلیے کہ اوسکا قول اصل کے موافق ہے اور اگر قائل ہون کہ صورۂ مذکورہ مین اوس شخص کا قول مقبول ہوگا
جو زیادتی مال و مدت کا منکر ہو (یعنے مکاتب کا قول مال مین اور آقا کا قول مدت و نجوم مین مسموع ہوجائے)
تو خوب ہے اسلیے کہ اصل عدم زیادت ہے **تیرھوان مسئلہ** جبکہ کوئی مکاتب مال کتابت کو اپنے آقا کے
حوالہ کرے اور محکوم بحریت ہوجائے بعد ازان عوض مذکور کا معیوب ہونا ظاہر ہو اور آقا راضی
ہوجائے تو اسمین کوئی بحث نہین ہے اور اگر آقا اوس عوض کو واپس کرے تو حکم حریت باطل ہوجائیگا
اسلیے کہ حکم مذکور حصول عوض کے ساتھ مشروط تھا اور اگر عوض مذکور مین عیب سابق کے علاوہ کوئی
دوسرا عیب حادث ہوجائے تو وہ عیب اول کیوجہ سے واپس کرنیکا مانع ہوگا اسلیے کہ استحقاق رد
حاصل ہوچکا تھا پس اوسکا استصحاب کیا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مانع ہوگا اور قیل بعید ہے

چودھوان مسئلہ جبکہ مکاتب پر مال کتابت کے ساتھ اور دیون بھی مجتمع ہوجائین اور اوسکے پاس اسقدر مال موجود ہو جو جملہ دیون کے لیے کافی ہو تو ہمین کوئی بحث نہین ہے اور اگر مملوک مذکور مجور علیہ ہوجائے اور مکاتب مطلق ہو تو اوسکے مال مین جملہ قرضخواہ اور آقا حصہ رسد شریک ہونگے اور اگر مکاتب مشروط ہو تو مال کتابت پر دین کی تقدیم کیجائیگی اسلیے کہ اوسکی تقدیم مین دونون حقوق (حق آقا و دیگر قرضخواہ) کا تحفظ متصور ہے اور اگر مملوک مذکور اپنے مال کے تقسیم ہونے سے قبل وفات پائے اور مکاتب مشروط ہو تو کتابت باطل ہوجائیگی اور اوسکا مال فقط دیون مین صرف کیا جائیگا اور اگر دیون سے قاصر ہو تو اوسکے قرضخواہون پر حصہ رسد تقسیم کردیا جائیگا اور آقا اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ دین کا فقط اسی مال سے تعلق تھا **پندرھوان مسئلہ** آقا کو بعض غلام سے کتابت کرنا جائز ہے بشرطیکہ باقی غلام حر یا اوسکا رقیق (مملوک) ہو اور شیخ علیہ الرحمہ نے اسکو منع فرمایا ہے اسلیے کہ مکاتب کو استقلال باقی رہیگا جو لازم کتابت ہے اور اگر باقی غلام آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی ملک ہو اور وہ اجازت دے تب بھی بعض مملوک سے کتابت کرنا جائز ہوگا اور اگر اجازت نہ دے تو کتابت باطل ہوگی اسلیے کہ وہ ضرر شریک کو متضمن ہے علاوہ برین کتابت کا ثمرہ اکتساب ہے اور صورت شرکت مین غلام مذکور کو تصرف کرنے پر تمکن (قدرت) حاصل نہوگا **تیسرا مطلب** لواحق کتابت کے بیان مین اور وہ کئی مقصدون پر مشتمل ہے **پہلا مقصد** اسمین تصرفات مکاتب کے لوحق کا بیان کیا جاتا ہے اور ہم قبل ازین بیان کرچکے ہین کہ مکاتب کو اپنے مال مین بدون اجازت آقا ایسا تصرف کرنا جائز نہین ہے جو منافی اکتساب ہے جیسے ہبہ یا بیع بالمحابات (کسی مال کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) یا اقراض (قرض دینا) یا اعتاق (آزاد کرنا) وغیرہ وغیرہ اور حصول اجازت کے بعد جسطرح کہ مملوک مذکور کو اپنے مال کا کسی اجنبی کے لیے ہبہ کرنا صحیح ہے اسیطرح اوسکو اپنے آقا کے لیے ہبہ کرنا بھی صحیح ہے اور اسمقام پر چند مسئلے اور ملحق کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** عقد کتابت سے مستحق مملوک کا بعوض مال حاصل کرنا ہو ہے اور یہ غرض (دستورت) تمام ہوتی ہے جبکہ مملوک مذکور کو اپنے تصرفات مین منجملہ ہر جو اکتساب کسی خاص وجہ کا

عشرة الرابعة اذا اجتمع على المكاتب ديون مع مال الكتابة فان كان ما في يده ...

عشرة الخامسة ... لا يجوز الاكتساب ...

واما اللواحق فالاول في المقاصد ...

پابند نکیا جائے بناءً علیہ اوسکو اپنے مال کا مطلقاً فروخت کرنا صحیح ہوگا خواہ اپنے آقا کے ہاتھ فروخت کرے یا کسی اجنبی کے ہاتھ اور اسیطرح کسی مال کے خرید کرنے مین بھی اوسکو اختیار ہوگا خواہ اپنے آقا سے خرید کرے یا کسی دوسرے شخص سے اور اوسپر اپنے معاوضات مین غبطہ اور مصلحت کا لحاظ واجب ہوگا پس اوسکو اپنے مال کا بثمن حال (جسین قیمت کی ادائی مین کوئی مدت معین نہو) فروخت کرنا لازم ہوگا ہان اگر کوئی مشتری ثمن مثل سے زائد کے بدل پر راضی ہوجائے تو ثمن مثل کا معجل (حال) اور قدر زائد کا موجل (موخر) کرنا صحیح ہوگا لیکن جسوقت کہ خود مملوک کسی مال کو بعوض دین خرید کرے تو جائز ہوگا اور اسیطرح اوسکو بیع سلف بھی جائز ہو اور اوسکو رہن کرنا بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہو بلکہ کبھی مال مرہون کے تلف ہوجانے سے ضرر حاصل ہوتا ہو اور اسیطرح اوسکو اپنے مال کا بطور قراض (مضاربت جسکی تفصیل معاملات مین مذکور ہوئی) کسیکے حوالہ کرنا بھی صحیح نہین ہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ مکاتب کا اوسکے آقا پر کوئی مال ہو اور مال کتابت کی اقساط مین سے کسی قسط کا زمانہ حال ہوجاوے (مدت ختم ہوجائے) اور وہ دونون مال جنس و وصف مین مساوی ہون تو آقا و مملوک کو باہم مقاصہ (ہر ایک کا اپنے مال کے مقابل دوسرے کے مال کو ساقط کرنا) کرنا صحیح ہوگا اور اگر ایک شخص کا مال فاضل (زائد) ہو تو اوسکو دوسرے شخص سے قدر فاضل کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ دونون مال جنس و وصف مین مختلف ہون تو مقاصہ کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ وہ دونون راضی نہون اور اسیطرح اگر آقا و مملوک کے علاوہ دو شخص باہم مدیون ہون تو اونکا بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر وہ دونون باہم راضی ہوجاوین تو ہر ایک شخص بری الذمہ ہوجا ئیگا گو ان مین سے کوئی شخص اپنے مال پر قبضہ نکرے اور بعد ازان اوسکو مال آخر کے عوض مین واپس کرے خواہ دونون مال نقد (طلا و نقرہ) ہون یا متاع وغیرہ اور بعض علماء نے اسمقام پر اسطرح تفصیل فرمائی ہو کہ اگر وہ دونون دین نقد ہون تو ایک پر قبضہ کرنا اور اوسکا دوسرے دین کی ادائی مین دفع کرنا صحیح ہوگا اور اگر دونون دین متاع ہون تو دونون پر قبضہ کرنا ضرور ہوگا اور اگر ایک دین نقد اور دوسرا

متاع ہو تو متاع پر قبضہ کرنا اور اوسکو بعوض نقد دفع کرنا صحیح ہوگا اور اسکا عکس (نقد پر قبضہ کرنا اور اوسکو
بعوض متاع دفع کرنا) صحیح ہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی مکاتب بدون اجازت آقا اپنے باپ کو خرید کرے
تو صحیح ہوگا اور اگر اجازت دے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر بدر مکاتب کا آقا مکاتب کے لیے اوسکے باپکی
وصیت کرے اور وصیت مذکورہ کے قبول کر نیمین مکاتب کا کوئی ضرر نہو (مثلًا اوسکا باپ اپنے مصارف کیلیے
خود اکتساب کرتا ہو اور مکاتب کی طرف احتیاج نرکھتا ہو) تو وصیت صحیح ہوگی پس اگر وصیت مذکورہ کو مکاتب
قبول کرے اور مال کتابت کو ادا کرے تو مکاتب آزاد ہو جائیگا اور اوسکے ساتھ اوسکا باپ بھی آزاد
ہو جائیگا اور اگر مکاتب مذکور عاجز ہو اور اوسکا آقا کتابت کو فسخ کرے تو آقا کو اون دونون کا استرقاق
صحیح ہوگا جسطرح کہ اوسکو مکاتب کے باقی ممالیک کا استرقاق صحیح ہے اور پدر مکاتب کے استرقاق کی صحت مین
تردد ہے اسلیے کہ اوسمین شائبہ حریت حاصل ہوچکا ہے کیونکہ وہ ملک پسر مین داخل ہوچکا ہے **چوتھا مسئلہ**
جبکہ مکاتب کا غلام کسی شخص پر جنایت کرے تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش چھوڑنا صحیح نہوگا ہان اگر مکاتب
اوسکے چھوڑنے مین کوئی نفع ہو (مثلًا اوسکی قیمت سے ارش کی مقدار کم ہو) تو صحیح ہوگا اور اگر کوئی مکاتب
کسی وجہ سے اپنے باپ کا مالک ہو بعد ازان اوسکا باپ کسی شخص پر جنایت کرے تو مکاتب کو بعوض ارش
اوسکا چھوڑنا مطلقًا جائز نہوگا اگرچہ اوسکی قیمت سے ارش کی مقدار کم بھی ہو اسلیے کہ اس صورت مین مکاتب
اپنے اوس مال کا نقصان کرتا ہے جس مین کہ اوسکو تصرف کرنا صحیح ہے اور اوس مال (پدر مکاتب) کو باقی
رکھتا ہے جس سے کہ وہ منتفع نہین ہو سکتا اسلیے کہ مکاتب کو اپنے باپ مین کوئی تصرف مالکانہ جائز نہین ہے
اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکے باقی رکھنے مین حصول غبطہ کی بھی صورتین مفروض ہو سکتی ہین مثلًا اوسکا کسب زائد
ہو یا اوسکو مکاتب نے باجازت آقا خرید کیا ہو اور درصورت عجز اوسکی قیمت سے مال کتابت کو ادا کر سکتا ہو

دوسرا مقصد اون احکام کے بیان مین جو مکاتب کے جنایت کرنے یا اوسپر جنایت ہونے سے متعلق ہین
اور اسمین دو قسمین ہین **قسم اول** اون مسائل کے بیان مین جو مکاتب کی شروط سے متعلق ہین اور وہ سات ہین

المسئلة الاولى

اذا جنى المكاتب على مولاه عمداً فان كانت نفساً فالقصاص للوارث فان اقتص ... وان كانت طرفاً فالقصاص للمولى فان اقتص فالكتابة بحالها وان كانت الجناية خطأ تعلق ...

پہلا مسئلہ جبکہ مکاتب مشروط اپنے آقا پر از راہِ عمد کوئی جنایت کرے پس اگر وہ جنایت نفس ہو (یعنے آقا کو قتل کرڈالے) تو قصاص لینے کا استحقاق وارث کو حاصل ہوگا پس اگر وارث اوس سے قصاص لے تو مکاتب مذکور پر وہی حکم جاری کیا جائیگا جو وفات پانیکے بعد جاری کیا جاتا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی اور کل متروکہ مال اور اولاد وارث آقا کیطرف منتقل ہوگی) اور اگر وہ جنایت طرف (کسی عضو کا قطع کرنا یا اوسکا زخمی کرنا) ہو تو قصاص لینے کا استحقاق خود آقا کو حاصل ہوگا پس اگر آقا اوس سے قصاص لے تو کتابت بحالہا باقی رہیگی اور اگر مکاتب مشروط اپنے آقا پر از راہِ خطا کوئی جنایت کرے تو وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آزاد ہونیکے بعد دیت کو ادا کریگا اور مکاتب مذکور کو اس صورت مین اپنے نفس کا بعوض ارش دیت رہا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ یہ اوسکی مصلحت سے متعلق ہے پس اگر مکاتب مذکور کے پاس اوسقدر مال موجود ہو جو دونون حقوق (حق کتابت وحق دیت) کے ادا کرنے کو کافی ہو تو ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر دونون حقوق کے ادا کرنے کو کافی نہو تو ارش جنایت کو آقا کے حوالہ کریگا اور مال کتابت کے ادا کرنے مین سعی کریگا اور اگر اوسکا عجز ظاہر ہو تو اوسکے آقا کو کتابت کا فسخ کرنا صحیح ہوگا (یعنے ارش جنایت کی مال کتابت پر تقدیم ہوگی) اور اگر مکاتب مذکور کے پاس اصلا مال نہو اور عاجز ہو اور اوسکا آقا کتابت کو فسخ کرے تو ارش جنایت ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ آقا کے لیے ذمہ مملوک پر کوئی مال ثابت نہین ہو سکتا اور مال کتابت اوسکے فسخ کر دینے سے ساقط ہو جائیگا

دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی مکاتب مشروط کسی اجنبی پر از راہ عمد جنایت کرے اور مجنی علیہ (جسپر جنایت کیجائے) اپنے حق سے درگذر کرے تو کتابت بحالہا باقی رہیگی اور اگر وہ جنایت نفس ہو اور وارث قصاص لے تو حکم وفات اوسپر جاری ہوگا (یعنے کتابت باطل ہو جائیگی) اور اگر کسی اجنبی پر از راہ خطا جنایت کرے تو مکاتب مذکور کو اپنے نفس کا ارش جنایت کے عوض چھوڑ الینا جائز ہوگا اسلیے کہ یہ اوسکی مصلحت سے متعلق ہے اور اگر مکاتب کے پاس کچھ مال نہوگا تو اجنبی کو (جو مجنی علیہ ہو) اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا ہان اگر آقا اوسکو بعوض دیت رہا کرے تو اجنبی کو اوسکا فروخت کرنا صحیح نہوگا پس آقا اوسکو دیت دیکر چھوڑالے تو

کتابت بحالہا باقی رہیگی **تیسرا مسئلہ** اگر مکاتب کا غلام کسی پر ازراہِ خطا جنایت کرے اور ارش کی مقدار غلام مذکور کی قیمت سے کم ہو تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش ادا کرنا جائز ہوگا اور اگر زائد ہو تو مکاتب کو اوسکا بعوض ارش ادا کرنا جائز نہوگا جسطرح کہ اوسکو کسی مال کا ثمن مثل سے زائد کے ساتھ خرید کرنا جائز نہیں ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط ایک جماعت پر ازراہ عمد جنایت کرے تو اوس جماعت کو قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر ازراہِ خطا جنایت کرے تو اوسکی ارش جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی پس اگر مکاتب مذکور کے پاس اوسقدر مال موجود ہو جو ارش جنایت کو کافی ہو تو اوسکو اپنے رقبہ کا رہا کرنا جائز ہوگا اور اگر اوسکے پاس کچھ مال نہو تو جماعت مذکورہ اوسکی قیمت میں حصہ رسد شریک ہوگی **پانچوان مسئلہ** جبکہ مکاتب کا باپ موجود ہو اور اوسکا رفیق ہو بعد ازان وہ (پدر مکاتب) مکاتب کے کسی غلام کو قتل کر ڈالے تو مکاتب کو قصاص لینا صحیح نہوگا جسطرح کہ اوسے قتل والدین قصاص لینا صحیح نہیں ہے اور اگر مکاتب کے پاس کئی غلام ہون اور ان میں سے ہر ایک غلام دوسرے پر ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو تو مکاتب کو حسماً لمادۃ التوثب (مادہ فساد و ظلم کے زائل کرنے کی غرض سے) قصاص لینا جائز ہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ مکاتب مشروط کو کوئی شخص قتل کر دے تو اوسپر وہی حکم جاری ہوگا جو اوسکے باجل معہود وفات پانے کیصورت مین جاری ہوا یعنے کتابت باطل ہو جائیگی اور اوسکا مال اور اولاد ملک آقا کی طرف منتقل ہوگی اور اگر مکاتب مذکور کی کسی طرف (عضو) پر ازراہ عمد جنایت کیجائے اور جنایت کنندہ اوسکا آقا ہو تو قصاص نہوگا اور آقا پر ارش جنایت لازم ہوگی اور اسیطرح اگر جنایت کنندہ کوئی اجنبی حر (آزاد) ہو تب بھی قصاص نہوگا اور اگر جنایت کنندہ کوئی مملوک ہو تو قصاص ثابت ہوگا اور جس مقام پر کہ ارش ثابت ہوگی اوسکا استحقاق مکاتب کو حاصل ہوگا اسلیے کہ ارش مذکور اوسکے کسب کا حکم رکھتی ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ آقا کا غلام اوسکے مکاتب مشروط پر ازراہِ عمد جنایت کرے اور مکاتب مذکور غلام جانی (جنایت کنندہ) سے قصاص لینے کا ارادہ کرے تو آقا کو

اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا اور اگر از راہِ خطا جنایت کرے اور مکاتب مذکور اوس سے ارش لینے کا قصد کرے تو آقا کو اوسکا منع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ ارش کا لینا بمنزلہ اکتساب ہے جس سے منع کرنا آقا کو صحیح نہین ہے اور اگر ابراء (حق کا ساقط کرنا) کا ارادہ کرے تو اوسکی صحت آقا کی رضا پر موقوف ہوگی **قسم دوم** اون مسائل کے بیان مین جو مکاتب مطلق سے متعلق ہین پس جبکہ مکاتب مطلق عوض کتابت مین سے کچھ مال ادا کرے تو مکاتب مذکور کا اوسقدر حصہ آزاد ہوجائیگا جو ادا کردہ مال کے مقابل قرار پائیگا پس اگر مکاتب مذکور کا کوئی حصہ آزاد ہوجائے بعد ازان کسی حر پر از راہِ عمد جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مکاتب مذکور کسی مملوک پر جنایت کرے تو اوس سے قصاص نہ لیا جائیگا اسلیے کہ اوسکا کچھ حصہ آزاد ہوچکا ہے اور ارش جنایت کی جو مقدار حصہ حریت کے مقابل قرار پائیگی وہ اوسپر لازم ہوگی اور جو مقدار حصہ رقیت کے مقابل قرار پائیگی وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور اگر کوئی مکاتب مطلق کسی ایسے مکاتب مطلق پر جنایت کرے جو حصہ حریت مین اوسکا مساوی ہو تو اوس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مکاتب جانی (جنایت کرنیوالا) مین حصہ حریت زائد ہو تو قصاص لیا جائیگا اور اگر ناقص ہو تو اوس سے قصاص نہ لیا جائیگا اور اگر از راہِ خطا جنایت کرے تو ارش کی جو مقدار حصہ حریت کے مقابل ہوگی وہ عاقلہ (قاتل کے اقربائے پدری جیسے اخوت و اعمام اور اون دونون کی اولاد اگرچہ فی الحال موجود نہون) سے اور جو مقدار حصہ رقیت کے مقابل ہوگی وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو مکاتب مذکور کے نصیب قیمت ارش جنایت کی اوس مقدار سے ادا کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے مقابل قرار پائے خواہ وہ جنایت کسی حر پر ہوئی ہو یا کسی غلام پر اور اگر مکاتب مطلق پر کوئی حر جنایت کرے تو قصاص نہ ہوگا اور اوسپر ارش جنایت لازم ہوگی اور اگر جنایت کنندہ مملوک ہو تو اوس سے قصاص لیا جائے گا

تیسرا مقصد اسمین مکاتب کے اون احکام کا بیان کیا جاتا ہے جو وصایا (جمع وصیت) سے متعلق ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** آقا کو رقیت مکاتب کے ساتھ وصیت کرنا (مثلاً کہے کہ میرے فلان

غلام مکاتب کو میری وفات کے بعد زید کے حوالہ کر دینا) صحیح نہین ہی جسطرح کہ اوسکا فروخت کرنا صحیح نہین ہو
ہان اگر وصیت مذکورہ کو اوسکے عود فی الرقیت کے ساتھ مشروط کرے (مثلاً کہے ان عجز وفسخت کتابتہ
فقد اوصیت لک بہ (اگر میرا فلان غلام مکاتب عاجز ہو جائے اور مین اوسکی کتابت کو فسخ کر دون
تو مین نے تیرے لیے اوسکی وصیت کی) تو جائز ہوگی اور آقا کو مال کتابت کے ساتھ وصیت کرنا بھی جائز ہی
اور اگر دونون (مال کتابت اور رقبت مکاتب) وصیتون مین ایک (مثلاً کہے مال الکتابۃ لزید بعد موتی
وان عجز وفسخت کتابتہ فرقبتہ لہ بعد موتی (میری وفات کے بعد مال کتابت کا زید مالک ہی اور
اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور مین اوسکی کتابت کو باطل کر دون تو اوسکا رقبہ زید کی ملک ہی) یا دو شخصون
(مثلاً کہے مال الکتابۃ لزید بعد موتی وان عجز وفسخت کتابتہ فرقبتہ لعمرو بعد موتی) کے لیے جمع کرے
تب بھی جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے مملوک سے کتابت فاسدہ (جس سے مایعم الباطلۃ مراد ہی
اور دونون کی تفسیر قبل ازین حاشیہ مین بیان ہو چکی ہی) واقع کرے بعد ازان کسی کے لیے اوسکی وصیت کرے
تو جائز ہوگی اسلیے کہ ہمارے نزدیک اوسپر کوئی اثر مترتب نہین ہوتا جیساکہ قبل ازین مذکور ہوا اور اگر
صورت مذکورہ مین اوس مال کے ساتھ وصیت کرے جو مملوک مذکور کے ذمہ پر ثابت ہو تو صحیح ہوگی اسلیے کہ
جب کتابت ہی فاسد ہوئی تو اوسکے ذمہ پر کوئی مال نہوا لہذا یہ وصیت بھی لغو قرار پائیگی اور اگر صورت مذکورہ
مین آقا کہے فان قبضت منہ فقد اوصیت لک بہ (پس اگر مین اس مملوک سے کسی مال پر قبضہ
کر دون تو تیرے لیے اوس مال کی وصیت کی) تو وصیت صحیح ہوگی اسلیے کہ اس وصیت مین مال موصی بہ
(جسکی وصیت کی گئی ہو) سے کسب مملوک مراد ہوگا اور مال کتابت مراد نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ غلام مکاتب پر
منجملہ عوض کتابت کچھ مال باقی ہو اور اوسکا آقا کسی کے لیے مال باقی کے اکثر کو وضع کرے تو مال باقی کے نصف
اور اوسقدر زیادتی کی وصیت قرار دیجائیگی جسکی وجہ سے باعتبار عرف اکثریت کا تحقق ہو جائے اور
مقدار زیادتی کی تعیین کا ورثہ کو اختیار ہوگا اور اگر آقا کہے ضعوا عنہ اکثر ما بقی علیہ ومثلہ

(میرے غلام مکاتب پر فلان شخص کے لیے مال کے اکثر اور مثل اکثر کو وضع کرو) تو یہ قول مجموع مال کی وصیت قرار دیا جائیگا
اور زائد میں وصیت باطل ہوگی کیونکہ اوسکے لیے کوئی محل نہیں ہے اور اگر کہے ضعوا عنہ ما شاء
(میرے غلام مکاتب سے اوس مقدار کو فلان شخص کے لیے وضع کرو جسکو وہ اختیار کرے) پس اگر مکاتب کو
کسی مقدار کو اختیار کرے اور کچھ مقدار کو باقی رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر کل مال کو اختیار کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے
کہ صحیح نہوگا بلکہ کچھ مال کا باقی رکھنا ضرور ہوگا اسلیے کہ حال لفظ کا قرینہ اسی کو مقتضی ہے کیونکہ اس مقام پر باعتبار عرف
من تبعیضیہ مقدر ہے چوتھا مسئلہ جبکہ آقا کہے ضعوا عنہ اوسط نجوم (میرے غلام مکاتب پر سے
اوسط نجوم کو وضع کرو) پس اگر مال کتابت کے نجوم میں کوئی نجم باعتبار عدد (مثلاً فی ماہ ایک دینار کے
حساب سے تین قسطین مقرر ہوں) یا باعتبار قدر (مثلاً چار قسطین بطرح معین ہوں کہ پہلی دو قسطوں میں
فی قسط دو دو دینار اور تیسری قسط میں تین دینار اور چوتھی قسط میں چار دینار مقرر ہوں) موجود ہو تو لفظ او
اوسیکی طرف منصرف ہوگا (پس صورت اولی میں ایک دینار کے ساتھ اور ثانیہ میں تین دینار کے ساتھ
وصیت قرار دیجائیگی) اور اگر دونوں امر (اوسط عدد و قدر) مجتمع ہوجائیں تو وارثوں کو دونوں میں سے
ایک امر کے معین کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر اس صورت میں استعمال قرعہ کے قائل ہوں تو خوب ہے
اور اگر نجوم میں کوئی اوسط باعتبار قدر یا عدد موجود نہو تو دو نجموں میں تبع کیجائیگی تاکہ اوسط کا تحقق ہو
پس چار میں سے دوم و سوم اور چھ میں سے سوم و چہارم کا اخذ کرنا لازم ہوگا **پانچواں مسئلہ**
جبکہ کوئی شخص غلام مکاتب کو اپنے مرض کی حالت میں آزاد کرے یا مال کتابت سے اوسکا ابرا کرے
بعد ازان اوسکو شفا حاصل ہوجائے تو عتق و ابرا دونوں لازم ہونگے اور اگر اوسی مرض میں
وفات پائے تو تصرف مذکور اوسکے ثلث متروکہ میں نافذ ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اصل ترکہ میں
نافذ ہوگا پس اگر مقدار ترکہ اوس مال کے مساوی ہو جو قیمت مکاتب اور مال کتابت میں سے اکثر ہو تو
مکاتب مذکور آزاد ہوجائیگا اور اگر اون دونوں میں سے ایک اکثر ہو تو اوسکا اعتبار کیا جائیگا پس اگر

ثلث ترکہ سے قل کا خروج ممکن ہو تو مکاتب آزاد ہو جائیگا اور اکثر کا اعتبار ساقط ہوگا اور اگر ثلث متروکہ اقل سے قاصر ہو تو مکاتب مذکور کا وہ حصہ آزاد ہوگا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا اور زائد مین وصیت باطل ہوگی و رباقی کتابت کے بہم پہونچانے مین سعی کریگا اور اگر مکاتب مذکور اوسکے بہم پہونچانے سے عاجز ہو تو ورثہ کو اوسمین سے اوس حصہ کے استرقاق کا اختیار حاصل ہوگا جو مال باقی کے مقابل ہو **چھٹا مسئلہ** جبکہ آقا اپنے غلام مکاتب کے آزاد کرنے کی وصیت کرے بعد ازان وفات پائے اور اوسکے پاس مکاتب مذکور کے علاوہ اور کوئی مال نہو اور مال کتابت کی مدت منقضی نہوئی ہو تو ثلث مکاتب فوراً آزاد کیا جائیگا اسلیے کہ انفاذ وصیت مین تعجیل کرنا واجب ہوا اور اوسکے دو ثلث مکاتب رہینگے جو باقی مال کی ادائی کے بعد آزاد ہو جائینگے و رعتق ثلث مین حلول کتابت کا انتظار کیا جائیگا اسلیے کہ مکاتب کو جسوقت مال کتابت کو ادا کریگا تو ورثہ کے لیے دو ثلث مال حاصل ہو جائیگا اور اگر عاجز ہوگا تو ادنکو اوسکے دو ثلث کا استرقاق جائز ہوگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی مریض اپنے غلام سے کتابت کرے تو اوسکا اعتبار ثلث متروکہ مین کیا جائیگا اسلیے کہ یہ مریض کا وہ معاملہ ہے جو اوسنے اپنے ایک مال پر دوسرے مال کے ساتھ کیا ہو پس عقد کتابت ہبہ کے قائم مقام ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ عقد کتابت کا اصل مال سے اعتبار کیا جائیگا اور اس قول کا مبنی یہ ہو کہ منجزات مریض اصل متروکہ سے خارج ہوتے ہین پس مذہب اول کی بنا پر اگر کتابت کا ثلث متروکہ سے خروج ممکن ہو تو مجموع غلام مین کتابت نافذ ہوگی اور اوسکے ادائے مال کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر مریض کے پاس غلام مذکور کے علاوہ کوئی اور مال نہوگا تو فقط ثلث غلام مین کتابت نافذ اور باقی مین باطل ہوگی **تیسری فصل** استیلاد (کنیز کا اپنے آقا سے اوسکی ملک مین حاملہ ہونا) کے بیان مین اور وہ دو امرون کے بیان کو مقتضی ہے **پہلا امر** کیفیت استیلاد کے بیان مین اور تحقق استیلاد مین کنیز کا اپنے آقا سے اوسکی ملک مین حاملہ ہونا ضرور ہے اور اگر کوئی شخص کنیز غیر سے دخول کرے اور اوسکا مولود آقائے کنیز کا مملوک ہو

(مثلاً مولود مذکور بواسطۂ زنا حاصل ہوا ہو یا بواسطۂ عقد حاصل ہوا ہو اور آقائے کنیز نے رقیت مولود کی شرط کر لی ہو) بعد ازان کنیزِ مذکورہ کا مالک ہو جائے (مثلاً آقائے کنیز سے اوسکو خرید کر لے) تو اوس کنیز پر ام ولد کے احکام جاری نکیے جاوینگے اور اگر اوسکا مولود حر ہو (مثلاً بواسطۂ وطی بالشبہہ حاصل ہوا ہو یا بواسطۂ عقد حاصل ہوا ہو اور آقائے کنیز نے رقیت مولود کی شرط نکی ہو) بعد ازان کنیزِ مذکورہ کا مالک ہو جائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوس کنیز پر ام ولد کے احکام جاری کیے جاوینگے اور روایت ابن مارد مین (جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی) وارد ہوا ہو کہ اوسپر ام ولد کے احکام جاری نہونگے اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز مرہونہ سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہو جائے تو امہات اولاد کے حکم مین داخل ہو جایگی اور اسیطرح اگر کوئی کافر ذمی اپنی کنیز سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اوسپر بھی ام ولد کا حکم جاری ہوگا پس اگر کنیزِ مذکورہ اسلام لے آئے تو کسی مسلمان کے ہاتھ اوسکا قہراً فروخت کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ کافر کو مسلم پر تسلط نہین ہو سکتا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اون دونون (کافر ذمی اور کنیز مسلمہ) مین تفرقہ کر دیا جایگا (یعنی کافر کا تسلط اوس سے برطرف کیا جایگا) اور کنیزِ مذکورہ کسی ثقہ عورت کے پاس چھوڑ دیجایگی اور قول اول اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہو **دوسرا امر** اون احکام کے بیان مین جو ام ولد سے متعلق ہین اور اوسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** ام ولد اپنے آقا کی مملوک رہتی ہو اور وفات آقا کے سبب سے آزاد نہین ہوتی بلکہ اپنے مولود کے نصیب سے آزاد ہوتی ہو لیکن آقا کو اوسوقت تک اوسکا فروخت کرنا جائز نہین ہو جبتک کہ اوسکا مولود زندہ ہو ہان اگر کنیزِ مذکورہ کی ثمن رقبہ آقا کے ذمہ پر دین ہو اور اوسکے علاوہ دین مذکور کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہو تو اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور اگر حیات آقا مین اوسکا مولود مرجائے تو محض رقیت کیطرف عود کریگی اور اوسمین بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنا جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** جبکہ ام ولد کا آقا وفات پائے اور اوسکا مولود زندہ ہو تو کنیز

اپنے مولود کے نصیب مین داخل کیجاۓ گی اور اوسپر قہراً آزاد ہو جاۓ گی اور اگر آقا کے پاس اوسکے علاوہ کوئی مال نہو تو کنیز مذکورہ کا اوسقدر حصہ آزاد ہو جاۓ گا جو نصیب مولود کے مقابل قرار پاۓ گا اور باقی کے بہم پہونچانے مین سعی کریگی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہو کہ اگر اوسکا مولود موسر (خوشحال) ہو تو اوسپر کنیز مذکورہ کی تقویم کیجاۓ گی (یعنی مولود پر باقی ورثہ کے حصون کا ادا کرنا لازم ہوگا) اور یہ روایت متروک ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی ام ولد کے لیے کسی مال کی وصیت کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ کنیز مذکورہ اپنے مولود کے حصہ سے آزاد کیجاۓ گی بعد ازان مال وصیت اوسکے حوالہ کیا جاۓ گا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ مال وصیت سے آزاد کیجاۓ گی اور اگر کوئی حصہ کنیز کا باقی رہیگا تو نصیب مولود سے آزاد کیا جاۓ گا اور یہی قول اشبہ ہو **چوتھا مسئلہ** جبکہ ام ولد کسی شخص پر از راہ خطا جنایت کرے تو وہ اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور آقا کو اوسکا رہا کرنا جائز ہوگا لیکن آقا جس مقدار کے ساتھ اوسکا رہا کرنا چاہیے اوسمین بین العلما اختلاف ہو پس بعض علما نے فرمایا ہو کہ کنیز مذکورہ کی قیمت اور ارش جنایت مین سے جو شو کم ہو اوسکے ساتھ رہا کرائیگا اسلیے کہ ارش جنایت کم ہوئی تو مجنی علیہ (جسپر جنایت کیجاۓ) کو اوس سے زائد کا استحقاق نہین ہو سکتا اور اگر قیمت کنیز کم ہوئی تو جانی (جنایت کرنیوالا) اپنے نفس سے زائد کی جنایت نہین کر سکتا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ فقط ارش جنایت کے ساتھ رہا کرنا معین ہوگا (اگرچہ قیمت سے زائد ہو) اور یہی قول اشبہ ہو اور مولی کو کنیز مذکورہ کا مجنی علیہ کے حوالہ کر دینا بھی صحیح ہو اور روایت مسمع بن عبد الملک مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہوا ہو کہ ام ولد کی جنایت کا حقوق ناس مین اوسکے آقا سے تعلق ہوگا اور اگر کوئی ام ولد ایک جماعت پر جنایت کرے تو آقا کو کنیز مذکورہ کا بعوض فدیہ (وہ مال جو ارش جنایت و قیمت کنیز مین سے کم ہو یا فقط ارش جنایت علی اختلاف القولین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا) چھوڑانا یا اوسمین سے اوسقدر حصہ کا مجنی علیہم (جنپر جنایت کی گئی ہو) یا اوکے

ورثہ کے حوالہ کرنا صحیح ہوگا جو ارش جنایت کے مقابل قرار پائے **پانچوان مسئلہ** محمد بن قیس نے حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سے اوس زن نصرانیہ کے حال مین نقل کیا ہے جو ایک شخص کے پاس اسلام لائی اور آقا سے
اوسکے ایک مولود پیدا ہوا بعد ازان آقا نے وفات پائی پھر زن مذکورہ نے بعتق سرایت آزاد ہونیکے
بعد ایک مرد نصرانی سے نکاح کر لیا اور خود بھی مذہب نصرانی کو اختیار کیا بعد ازان مرد نصرانی سے
اوسکے کچھ اولاد پیدا ہوئی اور ایک مولود کے ساتھ حاملہ ہوئی کہ زن مذکورہ کی جو اولاد مرد نصرانی سے
پیدا ہوئی ہے اوس مولود کی مملوک ہوگی جو اوسکے آقائے اول سے پیدا ہوا تھا بعد ازان زن مذکورہ
کا تا وضع حمل محبوس رکھنا اور وضع حمل کے بعد اوسکا قتل کرنا لازم ہوگا اور **شیخ** علیہ الرحمہ نے کتاب نہایہ مین
ارشاد فرمایا ہے کہ زن مذکورہ پر وہ احکام جاری کیے جائینگے جو مرتد ملیہ (وہ عورت جسنے ارتداد و زمت
کو اختیار کیا ہو) سے متعلق ہوتے ہین اور روایت مذکورہ شاذ ہے

کتاب الاقرار

اقرار سے عرف فقہا مین کسی شخص کا اپنے نفس پر حق سابق کے ثبوت کی خبر دینا مراد ہے اور اوس مین دو مطلب ہین
پہلا مطلب ارکان اقرار کے بیان مین اور وہ چار ہین **پہلا رکن** صیغہ اقرار کے بیان مین اور اوس مین
دو مقصد ہین **پہلا مقصد** صیغہ صریحہ کے بیان مین اور جو عبارت کہ تحقق اقرار مین صریح ہے اوس سے
وہ لفظ مراد ہے جو کسی حق واجب کے اخبار (خبر دینا) کو متضمن ہو جیسے لک عندی کذا (میرے پاس تیرے
پانچسو درہم ہین) یا لک علی کذا (مجھپر تیرے پانچسو درہم ہین) یا لک فی ذمتی کذا (میرے ذمہ پر تیرے
پانچسو درہم ہین) اور اسی طرح جو عبارت الفاظ مذکورہ کے معانی پر دلالت کرے کافی ہوگی اور تحقق
اقرار مین عبارت عربیہ کے ساتھ تلفظ کرنیکا اعتبار نہین ہے بلکہ عربی زبان کے علاوہ بھی ہر زبان مین اقرار
صحیح ہے خواہ حالت اضطرار ہو یا اختیار اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے لک علی کذا ان شئت
(مجھپر تیرے لیے پانچسو درہم ہین اگر مین چاہون) یا لک علی کذا ان شئت (مجھپر تیرے پانچسو درہم ہین
اگر تو چاہے) تو تحقق اقرار مین کافی نہوگا اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے کہے لک علی کذا ان قدم زید

(تیرے لیے مجھپر فلان مال ہو اگر زید سفر سے واپس آئے) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کہے لک علی کذا

ان رضی فلان (مجھپر تیرے لیے دوسو درہم ہین اگر فلان شخص راضی ہو) یا لک علی کذا ان شہد فلان

(تیرے لیے مجھپر دوسو درہم ہین اگر فلان شخص شہادت دے) تب بھی اقرار نہوگا اور اگر کوئی شخص کہے

ان شہد لک فلان فہو صادق (اگر زید تیرے لیے فلان مال کی شہادت دے تو وہ

راست گو ہی) تو اس صورت مین قائل مذکور کو فی الحال اقرار مال کا الزام دیا جائیگا اسلیے کہ جب اوسکے نزدیک

زید کی راستگوئی ثابت ہوئی تو حق واجب ہوگا اگرچہ شہادت نہ دے کیونکہ شہادت اور عدم شہادت کو

ثبوت یا عدم ثبوت حق مین کوئی دخل نہین ہی اور اقرار موزون (وہ مال جو تولا جاتا ہو) کا اطلاق

میزان بلد کیطرف منصرف ہوگا اور اسیطرح اقرار مکیل (وہ مال جسکا پیمانہ سے ضبط کیا جائے) کا اطلاق

بھی مکیال بلد ہی کیطرف منصرف ہوگا اور اسیطرح اطلاق نقدین (طلا و نقرہ) بھی بلد اقرار کے نقد غالب کیطرف

منصرف ہوگا اور اگر کسی بلد مین دو نقد غالب ہون یا دو وزن مختلف ہون اور از راہ استعمال

وہ دونون مساوی ہون تو ایک کی تعیین مین مقر (اقرار کرنیوالا) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اگر کوئی شخص

کہے لہ علی درہم و درہم (فلان شخص کے لیے میرے پاس ایک درہم اور ایک درہم ہی)

تو اوسپر دو درہمون کا مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا ہی) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ معطوف اور معطوف علیہ مین

اصل مغایرت ہی پس تاکید پر محمول نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے لہ علی درہم ثم درہم

(فلان شخص کے لیے میرے پاس ایک درہم پھر ایک درہم ہی) تب بھی اوسپر دو درہم لازم ہونگے اور

اسیطرح اگر کہے لہ علی درہم فدرہم (زید کا میرے ذمہ ایک درہم پس ایک درہم ہی) تب بھی

یہی حکم ہوگا اسلیے کہ ان دونون صورتون مین بھی صورت سابقہ کیطرح تغایر پر بنا کیجائیگی اور

احتمال خلاف خلاف ظاہر ہی لیکن اگر کوئی شخص کہے لہ علی درہم فوق درہم (زید کے لیے میرے پاس

درہم فوق درہم ہی) یا لہ علی درہم مع درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم مع درہم ہی)

فدرھما الوقال فوق درھم او مع درھم +

یا لہ علی درہم قبل درہم یا بعد درہم کہے تو ان جملہ صورتون مین اوسپر ایک درہم لازم ہوگا
اسلیے کہ شاید اوسنے الفاظ مذکورہ سے لہ علی درہم مع درہم لی یعنی زید کے لیے میرے پاس
ایک درہم میرے درہم کے ساتھ ہے کا قصد کیا ہو پس قدر متیقن (ایک درہم) پر اقتصار کیا جائیگا
اوراسیطرح اگر کوئی شخص لہ علی درہم فی عشرۃ (اوسکا میرے پاس دس درہمون مین ایک درہم ہے)
کہے اور ضرب کا ارادہ نکرے تب بھی اوسپر ایک ہی درہم لازم ہوگا اسلیے کہ صورت اطلاق یا ارادہ ظرفیت
مین قدر متیقن یہی ہے اور اگر کوئی شخص کہے غصبتہ ثوبا فی منديل (مین نے اوسکا کپڑا رومال مین غصب کیا)
یا غصبتہ حنطۃ فی سفینۃ (مین نے اوسکے گندم کو کشتی مین غصب کیا) یا غصبتہ ثیابا فی عيبۃ
(مین نے اوسکے کپڑے جامہ دان مین غصب کیے) تو اشیائے مذکورہ کا ظرف داخل اقرار ہوگا اسلیے کہ
شاید اوسنے ان جملہ صورتون مین اپنے ظرف کا قصد کیا ہو اور اگر کوئی شخص لہ عندی عبد علیہ عمامۃ
(زید کا میرے پاس ایک غلام ہے جسکے سر پر عمامہ ہے) کہے تو اس صورت مین غلام وعمامہ دونون کا
اقرار ہوگا اسلیے کہ غلام کو اوسپر قبضہ حاصل ہے اور اگر لہ عندی دابۃ علیہا سرج (زید کا میرے پاس
ایک گھوڑا ہے جسکے اوپر زین ہے) کہے تو فقط دابہ کا اقرار ہوگا اور اوسکے ساتھ سرج کا اقرار نہوگا
اسلیے کہ دابہ کو اوسپر امساک حاصل نہین ہے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی قفیز حنطۃ بل قفیز شعیر (ایک پیمانہ گندم
بلکہ پیمانہ جو ہے) تو اوسپر دونون قفیز لازم ہونگے اور اسیطرح اگر کہے لہ علی ھذا الثوب بل ھذا الثوب
تب بھی اوسپر دونون کپڑے لازم ہونگے لیکن اگر کوئی شخص کہے لہ عندی قفیز بل قفیزان (زید کا میرے پاس
ایک قفیز بلکہ دو قفیز ہین) تو اوسپر فقط دو قفیز لازم ہونگے کیونکہ قائل نے عبارت مذکورہ سے بظاہر
اول کو داخل اکثر کرنے کا قصد کیا ہے لہذا اوسپر تین قفیز واجب نہونگے) اور اگر کوئی شخص لہ علی درہم
بل درہمان (فلان شخص کا مجھپر ایک درہم بلکہ دو درہم ہین) کہے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اسلیے کہ
قائل نے بظاہر درہم دوم سے درہم اول ہی کا اعادہ کیا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے ذمہ پر کسی میت کے

او قبل درہم او بعدہ او معہ لزمہ درہم ولو قال درہم و درہم او فدرہم لزمہ درہمان الا ان یکون اراد مع درہم لی ولو قال درہم فی عشرۃ لزمہ درہم الا ان ینوی الضرب ولو قال غصبتہ ثوبا فی منديل او حنطۃ فی سفینۃ او ثیابا فی عيبۃ لزماہ ولو قال لہ عندی عبد علیہ عمامۃ [illegible] لزماہ ولو قال دابۃ علیہا سرج لزمہ الدابۃ وحدھا ولو قال لہ قفیز حنطۃ بل قفیز شعیر لزماہ ولو قال لہ ھذا الثوب بل ھذا الثوب لزماہ ولو قال لہ قفیز بل قفیزان لزمہ قفیزان ولو قال لہ درہم بل درہمان لزمہ درہمان [illegible]

مال کا اقرار کرے اور بیان کرے کہ زید کے علاوہ اوسکا کوئی وارث نہین ہو تو شخص مذکور پر ایک درہم کا
حوالہ زید کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف اذا جاء راس الشہر (زید کے مجھپر ہزار درہم
ہین جبکہ اول ماہ آجائے) تو اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اور اسیطرح اگر کہے اذا جاء راس الشہر فلہ
علی الف (جبکہ اول ماہ آجائے تو مجھپر زید کے ہزار درہم ہین) تب بھی اوسپر ہزار درہم لازم ہونگے اور
بعض علمار نے ان دونون عبارتون مین اسطرح فرق کیا ہو کہ جب مال کو مقدم کریگا تو اوسپر ہزار درہم
لازم ہونگے اسلیے کہ لہ علی الف کہنے سے اقرار کا تحقق ہوجاتا ہو پس اسکے بعد جو تعلیق وارد ہوگی
وہ اس اقرار کے ابطال کو مستلزم ہوگی لہذا اوسکا کوئی اعتبار نکیا جائیگا اور یہ فرق کچھ نہین ہو کیونکہ
تقدیم یا تاخیر سے معنی شرط مین تغیر نہین ہوتا اور مجموع عبارت ایک ہی کلام ہو بنا؍ علیہ دونون صورتون مین
اقرار مجمل کے قبیل سے ہونگی اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے بعتک اباک (مین نے تجھے تیرے باپ کو
تیرے ہاتھ فروخت کیا ہی) اور غلام مذکور عدم شرار (خرید کرنا) پر حلف کرے تو اوسپر قیمت لازم نہوگی
اور مملوک آزاد ہوجائیگا اسلیے کہ آقا نے مملوک مذکور کو اوسکے بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنیکا اقرار کیا ہو
جو اوسکے آزاد ہوجانیکو مستلزم ہو اور اگر کوئی شخص کہے ملکت ھذہ الدار من فلان
(مین اس مکان کا زید سے مالک ہوا ہون) تو اس کلام مین زید کے لیے مکان کا اقرار ہوگا اور اسیطرح
اگر کہے غصبت ھذہ الدار من فلان (مین نے اس مکان کو زید سے غصب کیا ہی) تب بھی
یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر کہے قبضت ھذہ الدار من فلان (مین نے اس مکان پر زید سے
قبضہ کیا ہی) تب بھی مکان مذکور کا زید کیلیے اقرار ہوگا اسلیے کہ جملہ عبارتون سے ملک زید کے
منتقل ہونیکا دعوی مفہوم ہوتا ہی اور اصل بقاء ملک ہو جبتک کہ کوئی سبب ناقل موجود نہو ہان اگر
کوئی شخص تملکت ھذہ الدار علی ید فلان کہے تو داخل اقرار نہوگا اسلیے کہ اس عبارت مین
معنی اعانت کا بھی احتمال ہو (یعنی مین اس مکان کا باعانت زید مالک ہوا) اور اگر کوئی شخص کہے

[illegible] لزمه الالف ... انه استثنا في ...

الثاني في بيان الاقرار بالمبهم

كان لفلان علي الف (میرے ذمہ پر زید کے ہزار درہم تھے) تو اوسکو ہزار درہم کا اقرار لازم ہوگا اسلیے کہ اس عبارت مین استحقاق زید کے تقدم سے خبر دی ہو پس بدون بینہ اوسکے سقوط کا دعوی مسموع نہوگا

دوسرا مقصد اقرار مبہم کے بیان مین اور اوس مین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علی مال (زید کا میرے پاس مال ہی) تو اوسکو تفسیر کا الزام دیا جائیگا پس اگر ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جو متمول ہو تو اوسکی تفسیر مقبول ہوگی اگرچہ قلیل ہو اور اگر ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکے تمول پر عادت جاری نہین ہوئی (جیسے اخروٹ یا بادام کا چھلکا) تو مقبول نہوگی اسلیے کہ باعتبار عرف اوسپر مال کا صدق نہین ہوتا اور اسیطرح اگر کوئی مسلم دوسرے مسلم کے لیے ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا کہ وہ مالک نہین ہو سکتا اور نہ اوس سے کوئی نفع حاصل کر سکتا ہو (جیسے شراب اور خوک اور جلد میتہ) تب بھی اوسکی تفسیر مقبول نہوگی اسلیے کہ باعتبار عرف و شرع اوسپر مال کا صدق نہین ہوتا اور اسی طرح اگر ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا کوئی نفع نہو یا اوسکا کوئی شخص مالک نہو سکتا ہو (جیسے سرگین نجس اور کلب عقور) تب بھی مقبول نہوگی لیکن اگر کوئی شخص مال کی سنگساری یا سگ ماشیہ یا سگ زراعت کے ساتھ تفسیر کرے تو مقبول ہوگی اسلیے کہ سگہاے مذکورہ داخل مال ہین اور اونسے منفعت محللہ کا حصول ممکن ہی اور اگر کوئی شخص مال کی رد سلام کے ساتھ تفسیر کرے تو مقبول نہوگی اسلیے کہ رد سلام کے ثابت فی الذمہ ہونے کی خبر دینے پر عادت جاری نہین ہوئی (علاوہ برین رد سلام باعتبار عرف و لغت داخل مال نہین ہی) دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علی شیٔ (زید کی میرے ذمہ ایک شی ہی) بعد ازان جلد میتہ یا سرگین نجس کے ساتھ اوسکی تفسیر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ تفسیر مقبول ہوگی اسلیے کہ وہ دونون چیزین (جلد میتہ و سرگین نجس) داخل شی ہین اور اگر مقبول نہونیکے قائل ہون تو خوب ہو اسلیے کہ ان دونون مین سے کوئی شی ثابت فی الذمہ نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص له علی مال عظیم (اوسکا میرے پاس مال عظیم ہی) یا له علی مال خطیر یا مال نفیس کہے بعد ازان اوسکی تفسیر تو مقبول ہوگی

اگرچہ مال قلیل ہی کے ساتھ تفسیر کرے اسلیے کہ مال کی عظمت و منزلت وغیرہ ایسے امور ہین جو باختلاف اشخاص مختلف ہوتے ہین اور اگر کوئی شخص لہ علی مال کثیر (زید کا میرے ذمہ پر مال کثیر ہی) کہے تو شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہی کہ کثیر سے اسّی درہم مراد لیے جاینگے اور اس قول کا مستند روایت نذر ہی جسمین کثرت کی تفسیر اسّی درہم کے ساتھ وارد ہوئی ہی اور بعض اصحاب نے روایت مذکورہ کو موضع ورود کے ساتھ مخصوص فرمایا ہی اور یہ خوب ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص لہ علی مال عظیم جدا (زید کا میرے ذمہ پر ایسا مال ہی جو نہایت عظیم ہی) کہے تو اسکا بھی وہی حکم ہوگا جو فقط لہ علی مال عظیم کہنے کی صورت مین مذکور ہوا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ اگرچہ عظمت مال امر اضافی ہی جیسا کہ مذکور ہوا لیکن لفظ جدا مبالغہ پر دلالت کرتا ہی جو فقط عظیم مین حاصل نہین ہی لہذا اون دونون کا ایک حکم نہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی مال اکثر من مال عمرو (زید کا میرے ذمہ پر اوسقدر مال ہی جو عمرو کے مال سے زائد ہی) تو اوسپر اوسقدر مال لازم ہوگا جو مال عمرو سے کچھ زائد ہو اور تفسیر زیادتی مین مقر (اقرار کرنیوالا) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اگر مقر مذکور بیان کرے کہ مجھکو مال عمرو کا دس درہم ہونا مظنون تھا تو بنائے اقرار مین اوسکا قول مقبول ہوگا اگرچہ مال عمرو کا دس درہم سے زائد ہونا ثابت ہوا اسلیے کہ انسان اپنے وہم کی بناپر خبر دیتا ہی اور کبھی ایک شخص کا مال دوسرے پر مخفی رہتا ہی اور اگر کوئی شخص کسی سے مخاطب ہوکر غصبتک شیئا (مین نے تیری ایک شی غصب کی ہی) کہے بعد ازان بیان کرے کہ مین نے شیئا سے تیرے نفس کا قصد کیا تھا تو اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ حر پر غصب صادق نہین آتا علاوہ برین غصب کے دونون مفعولون کا متغائر ہونا ضرور ہی **تیسرا مسئلہ** جمع منکر کا صیغہ (جیسے لہ علی دراہم یا لہ علی دنانیر) تین عدد پر (جو معظم اصولیین کے نزدیک اقل جمع ہی) محمول کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص لہ علی ثلاثۃ آلاف (زید کے میرے ذمہ پر تین ہزار مین) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو بیان جنس مین اوسیکی طرف رجوع کیجائیگی بشرطیکہ ایسی شی کے ساتھ تفسیر کرے جسکا تملک (ملک مین لانا) صحیح ہو

چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے لہ علیّ الف ودرھم (زید کے لیے میرے ذمہ پر ہزار اور ایک درہم ہیں) تو ایک درہم اوسپر ثابت ہوگا اور تفسیر الف مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اسیطرح اگر کہے لہ علی الف ودرھمان (اوسکے میرے ذمہ پر ایکہزار اور دو درہم ہین) تب بھی دو درہم اوسپر لازم ہونگے اور تفسیر الف مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اسیطرح اگر کہے لہ علیّ ماۃ ودرھم یا لہ علی عشرۃ ودرھم تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر کوئی شخص کہے لہ علیّ ماۃ وخمسون درھما (اوسکے لیے مجھپر ایکسو اور پچاس درہم ہین) تو اس صورت مین لفظ ماۃ اور خمسین دونون سے درہم ہی مراد ہونگے بخلاف ماۃ ودرہم کے کہ وہان پر حرف عطف موجود ہی جو مغایرت کو مقتضی ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص لہ علیّ الف وثلاثۃ دراھم کہے تب بھی الف وثلاثۃ دونون سے درہم ہی مراد لیے جاوینگے اور اسیطرح اگر کہے لہ علیّ الف وماۃ درھم یا کہے لہ علیّ الف وثلثۃ وثلثون درھما تو ان دونون صورتون مین بھی مجموع الف وغیرہ سے درہم ہی مراد ہونگے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علیّ درھم والف (زید کے لیے میرے ذمہ ایک درہم اور ہزار ہین) تو اس صورت مین لفظ الف مجہول المعنی رہیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے لہ علیّ کذا (اوسکے لیے مجھپر اسقدر ہی) تو لفظ کذا کی تفسیر کرنیکا مقر کو اختیار ہوگا جسطرح کہ لہ علیّ شیٔ کہنے کی صورت مین تفسیر شیٔ کا اوسکو اختیار ہوتا ہی پس جو تفسیر کہ لفظ شیٔ مین مقبول ہو وہی لفظ کذا مین بھی مقبول ہوگی اور اگر کذا کی تفسیر مین لفظ درہم کو بنصب یا برفع بیان کرے تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو بیس درہم مراد لیے جاوینگے ایسلیے کہ اعداد مفردہ مین جب اقل عدد کا تمیز منصوب ہوتا ہو وہ عشرون (بیس) ہو اور اس مطلب کا وہی مراد لینا ممکن ہی جب قصد مقر پر اطلاع ہوگئی ہو کہ اوسنے لفظ کذا کو اوس عدد مفرد سے کنایہ کیا ہی جسکا تمیز منصوب ہو (جیسے عشرون و ثلثون تا تسعون) کہ اس صورت مین اقل عدد (عشرون) کا مراد ہونا معین ہو جائیگا کیونکہ قدر متیقن یہی ہو اور اگر لفظ درہم کو مجرور کرے تو بعض درہم کے اقرار کا احتمال ہوگا اور

تفسیر بعض مین مقر کی طرف رجوع کیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صورت مذکورہ مین سو درہم کا اقرار ہوگا
اسلیے کہ اعداد مفردہ مین جب اقل عدد کا ممیز مجرور ہو تو وہ ماۃ (سو) ہو تاکہ کسر درہم لازم نہ آئے
(بلکہ درہم کامل باقی رہے) اور مین نہین جانتا کہ اس شرط (درہم کا صحیح وکامل ہونا) کا منشا کیا ہو اور اگر شرط مذکور
تسلیم بھی کیجائے تو ایک درہم کامل کا مراد ہونا معین ہوگا اسلیے کہ وہ قدر متیقن ہو اور اگر کوئی شخص
لہ علی کذا کذا (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایسا ایسا ہی) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو تفسیر کذا کذا مین
اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر عبارت مذکورہ کے بعد لفظ درہم کو بھی بنصب یا برفع بیان کرے
تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو گیارہ درہم
مراد لیے جائینگے اسلیے کہ اعداد مرکبہ مع الغیر مین جب اقل عدد کا ممیز منصوب ہوتا ہو وہ احد عشر
(گیارہ) ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص لہ علی کذا کذا درہما کہے اور لفظ درہم کو منصوب یا مرفوع
واقع کرے تو اوسپر ایک درہم لازم ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر لفظ درہم کو نصب دیگا تو
اوسپر اکیس درہم لازم ہونگے اسلیے کہ جن دو عددون مین کہ ایک عدد کا دوسرے عدد پر عطف
کیا گیا ہو وہ احد وعشرون (اکیس) ہو اور قدر متیقن پر اقتصار کرنا موجہ نہین ہوتا وقتیکہ مقر کا ارادہ
معلوم ہو چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے ھذہ الدار لاحد ھذین (یہ مکان ان دونون مین سے
ایک کا مال ہو) تو اوسکو بیان کرنیکا الزام دیا جائیگا پس اگر اون دونون مین سے ایک کو معین کریگا
تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر مکان مذکور کا دوسرا شخص دعوی کریگا تو وہ دونون شخص باہم خصم
قرار دیے جائینگے اور عدم بینہ کی صورت مین مقر لہ (جسکے لیے مکان کا اقرار کیا گیا ہو) کی تقدیم کیجائیگی
اسلیے کہ وہ ذو الید ہو اور اگر دوسرا شخص (وہ مدعی جسکے لیے مقر نے اقرار نہین کیا) مقر (اقرار کنندہ)
کے علم کا دعوی کریگا تو اوسکو مقر کا قسم دینا جائز ہوگا اسلیے کہ وہ منکر ہو اور اگر مقر مذکور اوسی مکان کا
مدعی کیلیے اقرار کریگا تو اوسکے لیے مکان مذکور کے مثل یا قیمت کا ضامن ہوگا اور مقر لہ سے مکان مذکور کا

البیان فان عین قبل ولو ادعاها الآخر کانا خصمین ولو ادعی علی المقر العلم کان لہ احلافہ ولو اقر للآخر لزمہ الضمان

انتزاع صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکا حق مقر کے اقرار اول کے موافق ثابت ہوچکا ہو اور اگر اون دونون
مین سے ایک کی تعیین نکرے اور اپنی لاعلمی ظاہر کرے تو مکان مذکور اون دونون کے حوالہ
کیاجائیگا اور وہ دونون خصم قرار دیے جائینگے بعدازان حاکم شرع اپنی تحقیق کے موافق
عمل کریگا اور اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص علم مقر کا دعوی کرے تو نفی علم مین اوسکا
قول مع قسم مقبول ہوگا **ساتوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص (یعنی مقر) کہے ھذا الثوب
او ھذا العبد لزید (یہ کپڑا یا یہ غلام زید کا مال ہی) اور اون دونون (کپڑا اور غلام)
مین سے ایک کو معین کرے تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ ذو الید (قابض) ہو اور
اگر مقرلہ (جسکیلیے اقرار کیا گیا ہی) انکار کرے تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور حاکم شرع کو
مال مقربہ (جسکا اقرار کیا جاے) کے منتزع کر لینے یا اوسی کے پاس باقی رکھنے کا
اختیار ہوگا **آٹھوان مسئلہ** جب کہ کوئی شخص کہے لزید علی الف (زید کے میرے مجہپر
ہزار درہم ہین) بعدازان ہزار درہم زید کے حوالہ کرے اور کہے کہ یہ ہزار درہم جنکا مین نے اقرار
کیا ہو میرے پاس ودیعت تھے اور مقرلہ انکار کرے اور مدعی ہو کہ یہ ہزار درہم ودیعت تھے
اور انکے علاوہ تیرے ذمہ پر میرے ہزار دینار ہین تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا لفظ علی کا مدلول
ثبوت مافی الذمہ مین منحصر نہین ہو بلکہ عین مال کو بھی شامل ہو خصوصا جبکہ مال ودیعت کا
بوجہ تعدی ضامن ہوگیا ہو اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی الف (تیرے لیے
میرے ذمہ پر ہزار درہم ہین) بعدازان اوسکو لے آئے اور بیان کرے کہ وہ ہزار درہم جن کا
مین نے اقرار کیا ہو مال ودیعت تھا اور یہ ہزار درہم جو مین لایا ہون اوسکا بدل ہو تب بھی مقر ہی کا قول
مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ لفظ ذمتی اگرچہ مال ودیعت پر صادق نہین آتا لیکن اوسکے بدل پر صادق
آتا ہو لہذا رفع منافات کے لیے مقدر کانی ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے لک فی ذمتی الف بعدازان ہزار درہم

اوسکے حوالہ کرے اور مدعی ہو کہ ہزار درہم جنکا مین نے اقرار کیا ہو میرے پاس ودیعت سے تھے تو
اوسکا قول مقبول نہوگا اسلیے کہ مانی الذمۃ ودیعت نہین ہو سکتا اور یہ مسئلہ پہلے اور دوسرے
مسئلہ کی مثل نہین ہو بلکہ ان تینون مسئلون مین فرق بین موجود ہو جیسا کہ بیان ہوا اور اگر کوئی شخص کہے
لہ علی الف بعد ازان ہزار درہم مقر لہ کے حوالہ کرے اور بیان کرے کہ یہ ہزار درہم مال ودیعت ہو جسکا باقی ہونا
مجھکو مظنون تھا اور اوسکا اقرار کرنے کے قبل بدون تعدی وتفریط تلف ہونا ظاہر ہوا تو اوسکا قول
مقبول نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکے اقرار اول کی تکذیب کرتا ہو کیونکہ لفظ علی مال مذکور کے مضمون ہونے پر
دلالت کرتا ہو اور اوسکا قبل اقرار بدون تعدی وتفریط تلف ہوجانا اوسکی عدم ضمانت کو مقتضی ہو
لیکن اگر بعد اقرار اوسکے تلف ہونے کا دعوی کرے تو مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ دعوی اوسکے اقرار اول کی
تکذیب نہین کرتا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے لہ فی ہذہ الدار مائۃ (زید کے لیے اس مکان میں سو ہین)
تو تفسیر کیفیت مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی اور اگر مقر لہ اوسکی تفسیر مین سے کسی امر کا انکار کرے تو قول مقر
مع قسم مقبول ہوگا مثلاً اگر مقر بیان کرے کہ لفظ مائۃ سے مکان مذکور کا وہ جزء مراد ہو جسکی قیمت
سو درہم ہو تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اگر مقر لہ اسکا انکار کریگا تو مقر کو قسم دیجائیگی **دسوان مسئلہ**
اگر کوئی شخص کہے لہ فی میراث ابی مائۃ (زید کے لیے میرے باپ کی میراث مین سو درہم ہین) یا کہے
لہ من میراث ابی مائۃ (زید کے لیے میرے باپ کی میراث سے سو درہم ہین) تو یہ قول داخل اقرار ہوگا
اسواسطے کہ اوسکے باپ کا زید کے لیے اپنے ترکہ مین سے سو درہم کی وصیت کردینا یا زید کا اوسکے ترکہ
مین بذریعہ دین سو درہمون کا مستحق ہونا محتمل ہو اور اگر کوئی شخص کہے لہ فی میراثی من ابی مائۃ
(زید کے لیے میری اوس میراث مین جو مجھکو میرے باپ سے حاصل ہوئی ہو سو درہم ہین) یا کہے لہ من میراثی
من ابی مائۃ (زید کے لیے میری اوس میراث سے جو مجھکو میرے باپ کی حاصل ہوئی ہو سو درہم ہین) تو
ان دونون صورتون مین اقرار نہوگا بلکہ وعدۂ ہبہ وغیرہ کے قبیل سے ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے

لہ من ھذہ الدار کذا (زید کے لیے اس مکان مین سے فلان مقدار کا استحقاق ہی) تو اقرار
صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے قبول سے کوئی مانع نہین ہی اور اگر کہے لہ من داری کذا (زید کے لیے میرے
مکان مین سے فلان مقدار کا استحقاق ہی) تو اقرار نہوگا اسلیے کہ اضافت الی نفسہ سے مکان مذکور کا
اوسکی ملک مین داخل ہونا معلوم ہوتا ہی اور زید کے لیے اوسکی ملک کا اقرار کرنا اوسکے منافی ہی لہذا
مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر کہے لہ فی مالی الف (زید کے لیے میرے مال مین ہزار درہم ہین) تب بھی
مقبول نہوگا جسکی وجہ ابھی مذکور ہوئی اور بعض علمار نے لہ فی داری مین اسطرح فرق کیا ہی کہ بعض مالک
بھی صادق آتا ہی لہذا صورت اولی مین اقرار صحیح ہوگا اور تفسیر بعض مین مقر کی طرف رجوع کیجائیگی اور
بعض مکان پر مکان صادق نہین آتا لہذا صورت ثانیہ مین اقرار صحیح نہوگا اور اگر ان مسائل مین لفظ
بحق وجب یا بسبب صحیح وغیرہ کا بھی اضافہ کر دے تو جملہ صورتون مین اقرار صحیح ہوگا اسلیے کہ
یہ الفاظ اضافت کے بادنی ملابست مستعمل ہونے پر قرینہ ہونگے **تسیر المقصد** اوس اقرار کے بیان مین
جو جواب سے مستفاد ہو پس اگر کوئی شخص کسی سے مخاطب ہوکر کہے لی علیک الف (میرے تجھپر ہزار
درہم ہین) اور وہ جواب مین کہے ردد تھا (مین نے اونکو واپس کر دیا ہی) یا قبضتھا
(تو اونپر قبضہ کر چکا ہی) تو یہ کلام داخل اقرار ہوگا اسلیے کہ اونکا رد کرنا فرع ثبوت ہی پس اونکا ثبوت
اوسکے قول سے ہو جاتا ہی اور دعوائے رد بدون بینہ مقبول نہوگا کیونکہ اصل عدم رد ہی اور اگر
جواب مین کہے زنھا (تو اونکا وزن کرلے) تو اقرار نہوگا اسلیے کہ اسمین احتمال استہزاء وتخریہ کا بعلت جمل ہی
اور باعتبار اوسپر اقرار صادق نہین آتا اور اگر جواب مین کہے نعم یا اجل یا بلی تو اقرار ہوگا اسلیے کہ
جب حروف مذکورہ کسی چیز مثبت کے بعد واقع ہوتے ہین تو اوسکی تصدیق پر دلالت کرتے ہین اور
اگر جواب مین کہے انا مقر بہ (مین اوسکا معترف ہون) تو اقرار لازم ہوگا اور اگر جواب مین
فقط مقر کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو لازم نہوگا اسلیے کہ اسمین احتمال خلاف باقی رہتا ہی کیونکہ اسمین

مال مقربہ کا ذکر نہین ہو پس ہوسکتا ہو کہ اوس سے بطلان دعوی مراد لیا ہو یعنے مجھکو تیرے دعوے کے
باطل ہونیکا اقرار ہو اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے اشتریت منی (تونے فلان مال کو مجھسے خرید کیا ہو)
یا کہے استوھبت منی (تو نے مجھسے فلان مال کو بذریعہ ہبہ لیا ہی) اور وہ جواب مین نعم
(ہان) کہے تو شرا (خرید کرنا) وہبہ کا اقرار ہوگا اور لوازم شرا (جیسے قیمت کا مطالبہ کرنا)
وہبہ (جیسے رجوع کا جائز ہونا) مترتب ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی سے کہے الیس لی علیک کذا
(آیا تجھپر میرا فلان مال نہین ہی) اور وہ جواب مین بلی (ہان) کہے تو اقرار ہوگا اسلیے کہ کلمہ بلی لغت
کی بنا پر ابطال نفی اور اثبات منفی مین مستعمل ہوتا ہو اور اگر جواب مین نعم (ہان) کہیگا تو اقرار نہوگا اسلیے کہ
کلمہ نعم اثبات نفی اور ابطال منفی کے لیے آتا ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ باعتبار عرف (جو لغت پر مقدم ہو)
دونون حرفون (بلی و نعم) کا استعمال اثبات منفی مین شائع ہو بلکہ بعض اہل عربیت نے تصریح کی ہو کہ
لغت مین بھی لفظ نعم کلمہ بلی کیطرح تقریر منفی اور ابطال نفی کے لیے آتا ہو چوتھا مقصد صیغ استثنا
کے بیان مین اور اوسکے تین قاعدے مذکور ہوتے ہین پہلا قاعدہ جو استثنا کہ کلام مثبت مین
واقع ہوتا ہو (جیسے لہ علی عشرۃ الا درھما) وہ نفی حکم کو مفید ہوتا ہو اور جو استثنا کہ
کلام منفی مین واقع ہوتا ہو (جیسے ما لہ عندی عشرۃ الا درھم) وہ اثبات حکم کا فائدہ دیتا ہو
دوسرا قاعدہ ہم جنس سے استثنا کرنا اتفاقاً جائز ہو (جیسے لہ علی عشرۃ دراھم الا درھما)
اور اسیطرح غیر جنس سے بھی استثنا کرنا جائز ہو (جیسے لہ علی الف دراھم الا دینارا) اور اسمین
تردد ہو تیسرا قاعدہ صحت استثنا مین کسی بقیہ کا بعد استثنا باقی رکھنا کافی ہو خواہ قلیل ہو (جیسے لہ علی
عشرۃ الا تسعۃ) یا کثیر ہو (جیسے لہ علی عشرۃ الا واحد) قاعدہ اولی پر تفریع
جبکہ کوئی شخص کہے لہ علی عشرۃ الا درھما (فلان شخص کے مجھپر ایک درہم کے سوا دس درہم ہین) تو
نو درہمون کا اقرار اور ایک درہم کی نفی ہوگی اور اگر لہ علی عشرۃ الا درھم کہے تو دس

كان اقرارا بالعشرة

درہمون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین الا درہم صفت عشرۃ واقع ہوگی ور استثنا نہوگا والا لفظ درہم کو نصب نہ رفع ہوتا اور اگر کوئی شخص کہے مالہ عندی شئی الا درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سوا کچھ نہین ہی) تو ایک درہم کا اقرار ہوگا اور اسیطرح اگر کہے مالہ عندی عشرۃ الا درہم (زید کے لیے میرے پاس ایک درہم کے سوا دس درہم نہین ہین) تب بھی ایک درہم کا اقرار ہوگا اور اگر کہے مالہ عندی عشرۃ الا درہما تو کسی شی کا بھی اقرار نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین حرف نفی (لفظ ما) کا مجموع لہ عندی عشرۃ الا درہما پر داخل ہونا بھی محتمل ہی پس گویا کہ قائل نے اولا لہ عندی عشرۃ الا درہما کے ساتھ جو کلام مثبت ہی تلفظ کیا جسکا آل لہ عندی تسعۃ ہوا بعد ازان تسعۃ پر حرف نفی کو داخل کیا اور اسکی بھی نفی ہوگئی اور کچھ باقی نرہا بخلاف اول کے کہ وہان یہ احتمال جاری نہین ہو سکتا کیونکہ اگر حرف نفی کو مجموع پر داخل کرتے ہین تو رفع درہم کی کوئی وجہ نہین اسلیے کہ کلام مثبت مین مستثنی کا منصوب ہونا ضرور ہی اور اگر کوئی شخص کہے لہ عندی خمسۃ الا اثنین الا واحدا (زید کے لیے میرے پاس دو اور ایک کے سوا پانچ درہم ہین) تو دو درہم کا اقرار ہوگا اور اگر کہے لہ علی عشرۃ الا خمسۃ الا ثلثۃ (زید کے لیے میرے پاس تین کم پانچ درہمون کے سوا دس درہم ہین) تو آٹھ درہمون کا اقرار ہوگا اسلیے کہ لہ علی عشرۃ کلام مثبت ہی اور منفی دس پانچ باقی ہی اور ثلثۃ مثبت ہی لہذا خمسہ باقیہ کے ساتھ منضم کیے گئے اور مجموع آٹھ درہم ہوے اور جبکہ استثنا اخیر بقدر اول ہو تو وہ دونون مستثنی منہ (جس سے استثنا کیا جاوے) کی طرف راجع ہونگے جیسے لہ عشرۃ الا واحدا الا واحدا (زید کے لیے ایک درہم اور ایک درہم کے سوا دس درہم ہین) اب وہ دونون استثنا جملہ اولی سے ساقط کیے جاوینگے اور اگر کوئی شخص کہے لفلان ھذا الثوب الا ثلثہ یا کہے لفلان ھذہ الدار الا البیت یا کہے لفلان ھذا الخاتم الا الفص تو صحیح ہوگا اسلیے کہ ہمارے نزدیک استثنائے اعیان بھی اسیطرح صحیح ہی جسطرح استثنائے اعداد صحیح ہی

کیونکہ ان دونون (اعیان و اعداد) مین بحیثیت استثنا کوئی فارق نہین ہو بلکہ بیانیہ استثنا کا تحقق نسبت عدد کے اظہر ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ھذہ الدار لفلان و البیت لی (یہ مکان زید کا ہو اور حجرہ میرا ہو) یا کہے ھذا الخاتم لزید و الفص لی (یہ انگشتری زید کی ہو اور نگینہ میرا ہو) تب بھی صحیح ہوگا بشرطیکہ کلام مذکور مین اتصال ہو اور اگر کوئی شخص کہے ھذہ العبید لزید الا واحدا (یہ جملہ غلام ایک غلام کے سوا زید کا مال ہو) تو صحیح ہوگا اور مقر کو بیان کی تکلیف دیجائیگی پس اگر معین کریگا تو صحیح ہوگا اور اگر مقر لہ انکار کریگا تو قول مقر مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہو اور اسیطرح اگر ایک غلام مرجائے اور وہ غلام میت ہی کو معین کرے تب بھی اوسکا قول مقبول ہوگا اور صورت نزاع مین مقر کا قول مع قسم معتبر ہوگا قاعدۂ ثانیہ پر تفریع جبکہ کوئی شخص کہے لہ علی الف الا درھما (زید کے لیے مجھپر ایک درہم کے سوا ہزار ہین) پس اگر ہم غیر جنس سے استثنا کرنے کو منع کرین تو صورت مذکورہ مین نوسو ننانوے درہم کا اقرار ہوگا اور اگر اوسکو تجویز کرین تو تفسیر الف مین مقر کی طرف رجوع کیجائیگی پس اگر اوسکی تفسیر من جنس (یعنے دراہم) کو بیان کرے تو اسمین کوئی بحث نہین ہو اور اگر غیر جنس (جیسے اخروٹ یا بادام) کو بیان کرے اور اوسمین سے قیمت درہم کا وضع کرنا ممکن ہو (مثلاً ہزار اخروٹ کی قیمت چار درہم فرض کیجائے) تو صحیح ہوگا اور اگر درہم مین اوسکا استیعاب ہوجائے اور کچھ باقی نرہے (مثلاً ہزار اخروٹ کی قیمت ایک درہم قرار پائے) تو یہ تفسیر صحیح نہوگی اور آیا استثنا باطل ہوگا یا نہین اسمین اختلاف ہو پس بعض علماء نے فرمایا ہو کہ باطل ہوگا کیونکہ اوسنے اقرار کے بعد ایسے امر کو بیان کیا ہو جس سے اوسکا ابطلان لازم آتا ہو بناءً علیہ اوسکا اقرار صحیح اور مبطل اقرار باطل ہوگا اور پھر اوس مثل کا حوالہ مقر کرنا لازم ہوگا جسکو کہ تفسیر الف مین بیان کیا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکا اقرار اول باطل نہوگا اور اوسکو تفسیر الف مین ایسے امر کے بیان کرنے کی تکلیف دیجائیگی جس سے قیمت درہم کے وضع کرنے کے بعد

کچھ مال باقی ہے اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی الف درھم الا ثوبا (زید کے لیے میرے ذمہ پر ایک
کپڑے کے سوا ہزار درہم ہیں) اور ہمجنس ہونے کا اعتبار کیا جائے تو استثنا باطل ہوگا اور اگر اوسکا
اعتبار نکیا جائے تو مقر کو قیمت ثوب (کپڑا) کے بیان کرنے کی تکلیف دیجائیگی پس اگر قیمت ثوب کے بعد
ہزار درہموں میں سے کچھ مال باقی رہیگا تو صحیح ہوگا والا وہ دونوں وجہیں جو ابھی مذکور ہوئیں
(اول یہ کہ استثنا باطل ہوگا دوم یہ کہ مقر کو قیمت ثوب میں اوس مقدار کے بیان کی تکلیف دیجائیگی
جسکے بعد ہزار درہموں میں سے کچھ باقی رہے) یہاں جاری ہونگی اور اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں
مجہول ہوں جیسے لہ علی الف الا شیئا (زید کے لیے میرے ذمہ ایک شی کے سوا ہزار ہیں) تو مقر کو
اون دونوں کے بیان کی تکلیف دیجائیگی اور اون دونوں میں وہی بحث کیجائیگی جو قبل ازیں
مذکور ہوئی پس اگر دونوں کی ہمجنس کے ساتھ تفسیر کرے (مثلاً کہے کہ الف سے ہزار درہم اور عشرہ سے
دس درہم مراد ہیں) تو اسمیں کوئی کلام نہوگا اور اگر مختلف بیان کرے (مثلاً کہے کہ الف سے
ہزار اخروٹ مراد ہیں اور شی سے ایک درہم مراد ہے) تو ہمجنس سے استثنا کے جواز و عدم جواز پر بنا کیجائیگی
قاعدہ ثالثہ پر تفریع اگر کوئی شخص لہ علی درہم الا درہما (زید کے لیے مجھپر
ایک درہم کے سوا ایک درہم ہے) کہے تو یہ استثنا مقبول نہوگا اسلیے کہ استیعاب مستثنیٰ منہ اور انکار بعد اقرار
لازم آتا ہے اور اگر کہے لہ علی درہم و درہم الا درہما پس اگر قائل ہوں کہ استثنا دونوں جملوں
کیطرف راجع ہوتا ہے تو ایک درہم کا اقرار ہوگا جسکی وجہ وضح ہے اور اگر قائل ہوں کہ فقط جملہ اخیرہ
کیطرف رجوع کرتا ہے تو دو درہموں کا اقرار ہوگا اور استثنا باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت میں
استیعاب مستثنیٰ منہ لازم آتا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے دوسرا رکن مقر کے بیان میں مقر کا مکلف
(بالغ و عاقل) اور حر (آزاد) اور صاحب اختیار اور جائز التصرف ہونا صحت اقرار میں شرط ہے اور
اوسکی صحت میں اوسکے عادل ہونے کا اعتبار نہیں ہے پس اقرار طفل مقبول نہوگا اگرچہ اوسکے ولی کی

اجازت سے واقع ہو لیکن اگر کوئی طفل غیر بالغ اوس شے کا اقرار کرے جسکا بجا لانا اوسکو صحیح ہو
(جیسے وصیت کرنا) تو مقبول ہوگا اور اگر مجنون اقرار کرے تو صحیح نہوگا اور اسی طرح سکران
(جسکی عقل بوجہ نشہ زائل ہوگئی ہو) اور مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) کا اقرار بھی صحیح نہین ہے اور جو شخص کہ
بوجہ سفاہت محجور علیہ (تصرف کرنے سے ممنوع) ہو اور کسی مال کا اقرار کرے تو مقبول نہوگا ہان اگر
مال کے علاوہ کسی شے کا اقرار کریگا تو مقبول ہوگا جیسے طلاق دینا یا خلع کرنا اور اگر کوئی محجور علیہ سرقہ کا
اقرار کرے تو فقط اجرائے حد مین مقبول ہوگا اور مال مین مقبول نہوگا اسلیے کہ یہ تصرف مالی ہے اور اگر کوئی
مملوک (غلام یا کنیز) کسیکے لیے مال کا اقرار کرے تو تا بقائے رقیت مقبول نہوگا ہان آزاد ہونے کے بعد
اوس سے مال مقر بہ کا مطالبہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کوئی مملوک کسی حد یا ایسی جنایت کا اقرار کرے
جو موجب ارش (دیت) یا قصاص ہو تب بھی مقبول نہوگا اسلیے کہ خود مملوک اپنے آقا کا مال ہے پس اوسکا
جو اقرار ہوگا وہ ضرراً آقا پر مشتمل ہوگا اور اگر کوئی غلام اپنے آقا کی طرف سے تجارت کرنے مین ماذون
(اجازت یافتہ) ہو اور ایسے امر کا اقرار کرے جو متعلق بتجارت ہو (جیسے قرض لینا) تو مقبول ہوگا
اسلیے کہ مملوک مذکور اس صورت مین مالک تصرف ہے لہذا اقرار کا بھی مالک ہوگا اور مقر بہ کا اوس
مال مین سے اخذ کرنا صحیح ہوگا جو اوسکے پاس موجود ہے اور اگر اوس سے زائد ہوگا تو اوسکا آقا
ضامن نہوگا بلکہ قدر زائد کا مملوک مذکور سے اوسکے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائیگا اور اگر
کوئی مفلس (جس شخص کو حاکم شرع نے بوجہ دیون اوسکے مال مین تصرف کرنے سے ممانعت کی ہو) کسی دین سابق کا
اقرار کرے تو مقبول ہوگا اور آیا مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہو) اوسکے باقی غرما (قرضخواہان) کا
شریک کیا جائیگا یا اپنے حق کو فاضل سے اخذ کریگا اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکے مال سے حق غرما
متعلق ہوچکا ہے لہذا مال مقر بہ کا فاضل سے اخذ کرنا چاہیے اور چونکہ اوسکا اقرار بمنزلہ بیّنہ ہے لہذا
شریک غرما ہونیکا بھی احتمال ہے اور مریض کی وصیت اوسکے ثلث متروکہ مین مقبول ہے اگرچہ ورثہ

وهل يشارك المقر له الغرماء او يأخذ حقه من الفاضل فيه تردد ويقبل وصية المريض في الثلث وان ش

اجازت نہین ورثہ اسیطرح اگر کوئی مریض اقرار کرے تو علی اظہر القولین وہ اوسکے ثلث ترکہ مین مقبول ہوگا
خواہ وارث کے لیے اقرار کرے یا کسی اجنبی کے لیے بشرطیکہ محل تہمت ہو اور اگر کوئی شخص کسی امر مبہم کا
اقرار کرے تو مقبول ہوگا اور مقر پر اوسکا بیان کرنا لازم ہوگا پس اگر انکار کریگا تو اوسوقت تک
اوسکا محبوس کرنا اور اوسپر تنگی کرنا جائز ہوگا جبتک کہ بیان نکرے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ
صورت انکار مین صرف کہا جائیگا کہ اگر تو بیان نکریگا تو ناکل قسم (قسم کا رد کرنیوالا) کا حکم تجھپر جاری کیا جائیگا
(یعنے مقر لہ کیطرف قسم راجع کردیجائیگی) پس اگر اپنے انکار پر اصرار کریگا تو مقر لہ کو قسم دیجائیگی اور اگر کوئی
طفل اپنے بالغ ہونیکا اقرار (یعنے اوسکا دعوی) کرے تو اوسوقت تک مقبول نہوگا جبتک کہ اوسکا
سن ایسی حد تک نہ پہونچے جس مین اوسکے بالغ ہونے کا احتمال حاصل ہو **رکن ثالث** مقر لہ (جسکے لیے
اقرار کیا جائے) کے بیان مین اور مقر لہ کو اہلیت تملک (مالک ہونے کی قابلیت) کا حاصل ہونا نفوذ اقرار
مین شرط ہو پس اگر کوئی شخص کسی بہیمہ (چوپایہ) کے لیے اقرار کریگا تو مقبول نہوگا لیکن اگر کہے علی کذا بسببہا
(زید کے لیے مجھپر فلان چوپایہ کے سبب سے پانچسو درہم ہین) تو صحیح ہوگا اور یہ اقرار مالک بہیمہ کے لیے
واقع ہوگا اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ کبھی بہیمہ کے سبب سے وہ امور واجب ہوتے ہین جنکا استحقاق
مالک بہیمہ کو نہین ہوتا جیسے ارش جنایت کا (جو بہیمہ سے واقع ہوئی ہو) سائق یا راکب بہیمہ پر متعلق ہو
اور اگر کوئی شخص کسی غلام کے لیے اقرار کرے تو صحیح ہوگا اور مال مقر بہ (جس مال کے ساتھ اقرار کیا ہو)
کا آقائے غلام کو استحقاق ہوگا اسلیے کہ غلام مین اہلیت تصرف حاصل ہو اور اگر کوئی شخص کسی حمل کے لیے
اقرار کرے تو صحیح ہوگا خواہ اطلاق کرے (سبب کو بیان نکرے) یا کوئی ایسا سبب بیان کرے جسکا
احتمال ہو جیسے ارث یا وصیت اور اگر اقرار مذکور کو کسی ایسے سبب کیطرف منسوب کرے جسکا بطلان
معلوم ہو (مثلاً کہے کہ فلان حمل کا مجھپر اوس جنایت کے سبب سے اسقدر مال ہو جو مجھسے اوسپر
صادر ہوئی ہو یا کہے فلان حمل کے لیے مجھپر اوس مال کی قیمت لازم ہو جسکو مین نے اوس سے خرید کیا ہو)

تب بھی اوسکا صحیح ہونا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ اوّل اقرار کے مقبول ہونے سے کوئی مانع نہین ہو اور ضمیمہ مذکورہ
چونکہ مبطل اقرار ہو لہذا مسموع نہوگا جسطرح کہ دیگر مقامات پر مذکور ہوا اور حمل مذکور مال مقر بہ کا اپنے زندہ
موجود ہونے کے بعد مالک ہوگا اور اگر حمل مذکور حالتِ موت مین ساقط ہو جائے تو مقر کو تفسیر کی
تکلیف دیجائیگی پس اگر مال مقر بہ کی تفسیر مین میراث کو بیان کرے تو وہ باقی ورثہ کیطرف رجوع کریگا
اور اگر وصیت کو بیان کرے تو ورثہ موصی (وصیت کرنیوالا) کیطرف رجوع کریگا اور اگر اجمال کرے
تو اوس سے بیان کا مطالبہ کیا جائیگا اور جو مال بیان کریگا اوسکا استحقاق حمل مذکور کو وقت اقرار سے
چھ مہینے کے اندر اپنے زندہ پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوگا اور اگر اقصائے حمل کے بعد پیدا ہو تو اوسکا
استحقاق باطل ہو جائیگا اور اگر حمل مذکور ما بین اقل و اکثر مدت (یعنے چھ اور نو مہینے کے اثنا مین) پیدا ہو
اور اوسکی ماں کے لیے کوئی شوہر یا مالک نہو یا ہو لیکن اوسکا وطی کرنا ممکن نہو تو مال مقر بہ کا اوسکو استحقاق ہوگا
اسلیے کہ اوسکا وقت اقرار حالت حمل مین موجود ہونا متحقق ہوگیا اور اگر اوسکی ماں کے لیے شوہر یا آقا ہو
اور اوسکا زن مذکورہ سے وطی کرنا ممکن ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ حمل کے لیے مال مقر بہ کا حکم
(یعنے شوہر یا آقا کا)
نکیا جائیگا اسواسطے کہ اس صورت مین وقت اقرار اوسکے موجود ہونیکا یقین نہین ہو سکتا اور اگر قائل ہون
کہ حمل مذکور کو مال مقر بہ کا استحقاق ہوگا تو خوب ہو اسلیے کہ غالب عادت کی بنا پر نو مہینے سے کم مین
ولادت نہین ہوتی اور اگر حمل مذکور دو لڑکے (یا دو لڑکیان) ہون تو مال مقر بہ مین وہ دونون
مساوی شریک ہونگے اور اگر اون دونون مین سے ایک مولود مردہ پیدا ہوگا تو مال مقر بہ کا دوسرے مولود کو
(جو زندہ ہی) استحقاق ہوگا اسلیے کہ مولود مردہ معدوم کا حکم رکھتا ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی مولود کا
اقرار کرے تو مادرِ مولود کی زوجیت کا اقرار نہوگا اگرچہ حریت و عفت کے ساتھ مشہور رہو اسلیے کہ
وطی بالشبہ کا بھی احتمال ہو

دوسرا مطلب لواحق اقرار کے بیان مین اور اس مین کئی مقصد ہین

پہلا مقصد اقرار بعد اقرار کے بیان مین جبکہ کسی شخص کے قبضہ مین کوئی مکان ہو اور مقتضائے قبضہ

سلہ مخفی نرہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے
اس کتاب کے دو امروں میں نظر کرنے پر بنا کی تھی **اوّل** ارکان اقرار
دوم لواحق اقرار بعد ازاں عدد ارکان چار قرار دیے تھے جسکی تفصیل بطرح ہے
صیغہ۔ مقر۔ مقرلہ۔ مقربہ بناءً علیہ مصنف علیہ الرحمہ کو امر اوّل میں چار رکنوں کا
بیان کرنا ضرور تھا اور امر دوم میں لواحق اور اوسکے اقسام وغیرہ کا بیان مناسب تھا لیکن
مصنف علیہ الرحمہ نے رکن اوّل کی النظر الاول سے ابتدا فرمائی جسکا ظاہر یہی ہے
کہ اس سے رکن اوّل مراد ہو بعد ازاں رکن دوم کی جگہ پر النظر الثانی فرمایا ہو اور بظاہر رکن ثانی
مناسب تھا اور رکن سوم کے مقام پر النظر الثالث فرمایا ہو اور بظاہر رکن ثالث لکھنا چاہیے تھا [illegible]
مصنف رح نے رکن کی جگہ نظر اوّل وثانی وغیرہ استعمال فرمایا لیکن اس بنا پر رکن چہارم کی جگہ نظر رابع بیان کرتے اور رکن
مقربہ کا ذکر فرماتے کیونکہ رکن رابع یہی ہو لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے رکن رابع یعنی مقربہ کے لیے کوئی عنوان مثل باقی ارکان کے علیحدہ
مقرر نہیں کیا بلکہ اوسکو بھی مباحث میں ضمناً بیان کیا ہو اور نظر رابع میں لواحق اقرار کا بیان کیا ہو حالانکہ لواحق کا نظر دوم میں
بیان کرنا مناسب تھا جیسا کہ صدر کتاب سے معلوم ہو چکا تھا بنا بریں علیہ ترجمہ میں صدر کتاب کا عنوان
ملحوظ رکھا گیا ہو اور اصل کتاب کی بنا دو مطلبوں پر کی ہو **اوّل** ارکان **دوم** لواحق جس سے
کہ نظر رابع دو مطلب لکھا گیا ہو اور رکن چہارم ساقط کر دیا ہو اسلیے کہ مصنف
اوسکا ذکر ہی نہیں کیا اور جو عنوان کہ ترجمہ میں ملحوظ رکھا گیا ہو اوسکو خود مصنف علیہ الرحمہ نے مختصر نافع میں
ملحوظ فرمایا ہو یعنی ابتداء ہی کتاب دو امرات پر قرار دی ہو **ارکان۔ لواحق** بعد ازاں امر اوّل میں
چاروں رکن مستقلاً بیان فرمائے ہیں اور امر دوم میں لواحق کو بیان کیا ہو اور اوسکی تین قسمیں کی ہیں جسکا حق
توفیقی یہی ہو و معہذا الامر سہل اذ لا ثمرۃ علیہ فی دلالۃ الشیء فلیس
فی ذاک بتبدیل وتغییر لما ہو تقدیم وتاخیرہ

اوسکا بظاہر مالک ہو اور کہے ہٰذہ لفلان بل لفلان (یہ مکان زید کا بلکہ عمرو کا مال ہی) تو مکان مذکور
اوّل (زید) کا مال قرار دیا جائیگا اور مقر ثانی (عمرو) کے لیے اوسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا اسلیے کہ وہ
ثانی و مکان مین حائل اور اوسکے قبضہ و تسلط سے مانع ہوا ہی پس صورت مذکورہ مین مقر پر متلف (تلف کرنیوالے)
کا حکم (مال تلف شدہ کی قیمت کا دلانا) جاری کیا جائے گا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے غصبتہا من فلان
بل من فلان (یعنی اس مکان کو زید سے بلکہ عمرو سے غصب کیا ہو) تب بھی یہی حکم ہوگا (یعنی اصل مکان کا
زید کا اور اوسکی قیمت کا عمرو کے حوالہ کرنا لازم ہوگا) اسلیے کہ غصب کرنا قبضہ مغصوب منہ پر دلالت
کرتا ہی جو بظاہر اوسکے مالک ہونے کو مقتضی ہی اور مقر کا اوس سے عدول کرنا مسموع نہوگا اور دوسرے
مغصوب منہ کو مکان کی قیمت دلوائی جائیگی جسکی وجہ بھی مذکور ہوئی لیکن اگر کوئی شخص کہے غصبتہا
من فلان وھی لفلان (یعنی اس مکان کو زید سے غصب کیا ہو اور وہ دراصل عمرو کا مال ہی)
تو اوسپر مکان مذکور کا مغصوب منہ (زید) کے سپرد کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ غصب کرنا ملک مغصوب منہ کو
مقتضی ہی بعد ازان مقر لہ (عمرو) کے لیے اوسکا ضامن نہوگا کیونکہ شاید عبارت وھی لفلان سے مکان مذکور کو
مقر لہ کیطرف بواسطہ ارث وغیرہ رجوع کرنا مقصود ہو اور مکان مذکور پر مقر لہ (عمرو) کی ملک کا حکم
کیا جائیگا کیونکہ دعوے ثانی اقرار اول کے منافی اور ملک مالک کے زائل ہونے کو مقتضی ہی جسطرح کہ کسی کا
زید کا قبضہ فرض کیا جائے بعد ازان کوئی شخص خارج (اجنبی) مکان مذکور کا عمرو کے لیے اقرار کرے
اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے ہٰذہ لزید غصبتہا من عمرو (یہ مکان زید کا مال ہی جسکو مینے عمرو سے غصب کیا ہی)
تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی غلام پر اسطرح قبضہ رکھتا ہو جو بظاہر اوسکے مالک ہونے پر دلالت کرتا ہو
بعد ازان غلام مذکور کا کسی دوسرے شخص کے لیے اقرار کرے اور مقر لہ اپنے مالک ہونیکا انکار کرے
تو شیخ الطائفہ نے فرمایا ہی کہ وہ غلام محکوم بحریت ہوگا اسلیے کہ مقر اور مقر لہ مین سے ہر ایک شخص
اوسکی ملکیت کا انکار کرتا ہو لہذا اوسکا کوئی مالک نہوگا کیونکہ اصل حریت ہی اور اگر قائل ہون کہ غلام

اوس غلام کے احکام جاری کیے جائین جبکا مالک مجہول ہو تو خوب ہو اسلیے کہ وہ بظاہر محکوم بحریت تھا
پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور فقیکا کوئی ایسا سبب متحقق نہو جو اوسکی حریت کو مقتضی ہو اور مجہولیت مالک
اون اسباب مین داخل نہین ہو جو حریت کو مقتضی ہین اور اگر کوئی شخص اقرار کرے کہ فلان غلام کو اوسکے
آقا نے آزاد کر دیا ہو اور بعد اقرار اوسکے خرید کرنے کا قصد کرے تو شیخ الطائفہ رح نے فرمایا ہو کہ اوسکا
خرید کرنا صحیح ہوگا اور اگر قائل ہون کہ یہ معاملہ از قبیل استنقاذ (رہا کرنا) ہو اور داخل شرا نہین ہو تو خوب ہو
پس غلام مذکور پر احکام حریت جاری کیے جائینگے اسلیے کہ بوجہ شرا اوس سے ملک اول کے جملہ حقوق
ساقط ہو گئے اور اگر غلام مذکور مر جائے تو مشتری کو اوسکے ترکہ مین سے مقدار قیمت کا من باب المقاصہ
(کسی مال کا بعوض مال اخذ کرنا) اخذ کر لینا جائز ہوگا اسلیے کہ اگر مشتری صادق ہو تو حق ولا اوسکے آقا کو
حاصل ہوگا بشرطیکہ آقا کے سوا غلام مذکور کا کوئی وارث نہو اور اگر کاذب ہو تو جو متروکہ کہ غلام مذکور نے
چھوڑا ہو اوسمین سے مشتری کو مقدار قیمت کا یقینا استحقاق حاصل ہوگا اور باقی مال غلام مذکور کے
آزاد ہونے یا نہونے کی تحقیق پر موقوف رہیگا دوسرا مقصد اوسمین اون امور کے احکام کا ذکر
کیا جاتا ہو جنکا بعد اقرار وارد ہونا بظاہر ابطال اقرار کا مقتضی ہوتا ہو اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ یہ
جبکہ کوئی شخص کہے لہ عندی ودیعۃ وقد ھلکت (فلان شخص کا مال میرے پاس ودیعت ہو اور وہ
تلف ہو گیا) تو اوسکا اقرار صحیح اور دعوائے ہلاک باطل ہوگا اسلیے کہ لفظ لہ عندی وقت کلام
اوسکے وجود کو مقتضی ہو پس دعوائے تلف (جو اوسکے منافی ہو) مقبول نہوگا لیکن اگر کوئی شخص کہے
کان لہ عندی ودیعۃ وقد ھلکت (فلان شخص کا مال میرے پاس ودیعت تھا اور وہ تلف ہو گیا)
تو اوسکا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین مابین اقرار و دعوائے ہلاک منافات نہین ہو اور
مستودع (جسکے پاس کوئی مال ودیعت رکھا جائے) کا قول رد ودیعت و تلف ودیعت مین مقبول ہوتا ہو
اور اگر کوئی شخص کہے لہ علی مال من ثمن خمر (میرے پاس قیمت شراب کے عوض فلان شخص کا مال ہو) تو اوسکا

اقرار مقبول اور اوسکے ذمہ پر مال ثابت ہوگا اور ضمیمہ مذکورہ لغو ہوگا اسلیے کہ لفظ علی سے مال مقر بہا کا اوسکے
ذمہ پر ثابت ہونا مفہوم ہوتا ہے جسکے مقبول ہونیکا کوئی مانع نہین ہے اور ضمیمہ اوسکے ابطال کو مقتضی ہے
کیونکہ شریعت اسلام مین قیمت شراب کا عوض کسی مسلم کے ذمہ پر نہین ہو سکتا لہذا باطل ہوگا اور اسیطرح اگر
لہ علی مال من ثمن خنزیر (خوک) کہے تب بھی یہی حکم ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے
لہ علی الف (فلان شخص کیلیے مجھپر ہزار درہم ہین) کہنے کے بعد سکوت کرے بعد ازان کہے من ثمن
مبیع لم اقبضہ (جو ایسے مال مبیع کی قیمت کا عوض ہے جسپر مینے قبضہ نہین کیا) تو اقرار کے موافق اوسپر
ہزار درہم لازم ہونگے اور ضمیمہ مذکورہ باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین دوسرا کلام (من ثمن
مبیع لم اقبضہ) پہلے کلام (لہ علی الف) کے منافی ہے اور چونکہ اوسکو بعد تلفظ بیان کیا ہے لہذا ان دونون
کلامون پر جملہ واحدہ کا حکم جاری نکیا جائیگا بلکہ انکار بعد اقرار کے قبیل سے ہوگا اور اگر وصل کرے
اور کہے لہ علی الف من ثمن مبیع (فلان شخص کے لیے میرے ذمہ پر قیمت مبیع کے عوض ہزار درہم ہین)
بعد ازان سکوت کرے اور کہے لم اقبضہ (مینے اوس مبیع پر قبضہ نہین کیا) تو اوسکا قول مقبول ہوگا
خواہ مال مبیع کو معین کرے یا نکرے اسلیے کہ اس صورت مین لفظ من ثمن مبیع کا اقرار کے ساتھہ تلفظ بھی
کیا ہے لہذا اون دونون پر جملہ واحدہ کا حکم جاری کیا جائیگا اور لفظ لم اقبضہ کا اگرچہ بعد سکوت
تلفظ کیا ہے مگر وہ اقرار اول کے منافی نہین ہے کیونکہ مال مبیع کبھی مقبوض ہوتا ہے اور کبھی غیر مقبوض لیکن ان
دونون صورتون کے حکم کا مساوی ہونا (یعنی دونون کا از قبیل انکار بعد اقرار ہونا) بھی محتمل ہے اور
شاید کہ یہی اشتباہ ہو بناءً علیہ دونون صورتون مین اوسکا اقرار مقبول اور ضمیمہ مذکورہ مردود ہوگا
تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کہے ابتعت بخیار (مینے فلان شی کو بشرط خیار خرید کیا ہے) یا کفلت بخیار
(مینے فلان شخص کی بشرط خیار کفالت کی ہے) یا ضمنت بخیار (مین نے فلان مال کی بشرط خیار ضمانت کی ہے)
تو ان جملہ صورتون مین اوسکا اقرار بالعقد مقبول ہوگا اور دعوی خیار ثابت نہوگا اسلیے کہ کلام مذکور

او خنزیر لزمہ المال
الثانیۃ اذا
قال لہ علی الف
وقطع ثم قال من
ثمن مبیع لم اقبضہ
لزمہ الالف ولو
وصل فقال لہ
علی الف من
ثمن مبیع
وقطع ثم قال
لم اقبضہ قبل
سواء عین المبیع
او لم یعینہ وجہ
احتمال التسویۃ
بین الصورتین
ولعلہ اشتباہ
الثالثۃ لو قال
ابتعت بخیار
او کفلت بخیار
او ضمنت بخیار
لزمہ ...

باعتبار عرف ایک قرار اور ایک دعویٰ (جو منافی اقرار ہی) مفہوم ہوتا ہی پس اوسکا اقرار مسموع اور

دعویٰ غیر مسموع ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے له علی دراهم ناقصة (فلان کے لیے کچھ

دراہم ناقصہ میرے ذمہ پر لازم ہین) تو صحیح ہوگا بشرطیکہ لفظ ناقصہ استثنا کی طرح متصل با قرار ہو اور مقدار

نقیصہ مین اوسکی طرف رجوع کیجائیگی ویسطرح اگر کوئی شخص کہے له علی دراهم زیوف

(فلان کے لیے کچھ دراہم مغشوشہ میرے ذمہ پر لازم ہین) تب بھی بشرط مذکور صحیح ہوگا اور دراہم زیف

کے بیان مین ایسے درہمون کے ساتھ تفسیر کرنا مقبول ہوگا جنمین نقرہ بھی موجود ہو تاکہ اسم درہم کا

مصداق باقی رہے پس اگر ایسے درہمون کے ساتھ تفسیر کرے جنمین نقرہ کی شرکت نہو تو مقبول نہوگی

پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے له علی عشرة لابل تسعة (فلان شخص کے لیے دس درہم نہین

بلکہ نو درہم میرے ذمہ پر لازم ہین) تو اوسپر دس درہم لازم ہونگے اسلیے کہ لفظ لابل استثنا باعتبار عرف

داخل رجوع ہی جو مقبول نہین ہو سکتا اور اگر کوئی شخص کہے له علی عشرة الا واحدا تو اوسپر دس درہم

لازم نہونگے (بلکہ فقط نو درہم لازم ہونگے) اسلیے کہ عبارت مذکورہ پر باعتبار عرف جملۂ واحدہ کا

حکم جاری کیا جاتا ہی پس قول اُمکو انکار بعد اقرار کی قبیل سے نہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے اقرار کے ساتھ

کسی مال کے فروخت کرنے اور اوسکی قیمت پر قبضہ پانے کی شہادت دلائے بعد ازان قبضہ پانیکا

انکار کرے اور مجرائے عادت کی بنا پر وثیقۂ بیع کے تحریر ہونے کی غرض سے شہادت دلانے کا

اور درحقیقت قبضہ نہ پانے کا مدعی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکا دعویٰ مقبول نہوگا اسلیے کہ

وہ اپنے اقرار کی تکذیب کرتا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسنے ایسے

امر کا دعویٰ کیا ہو جسکی عادت جاری ہو اور یہی قول اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہی کیونکہ وہ

اپنے اقرار کی تکذیب نہین کرتا بلکہ امر آخر کا دعویٰ کرتا ہی پس مشتری کو عدم مواطات (موافق کرنا)

پر قسم دیجائیگی اسلیے کہ وہ منکر ہو اور اگر ایقاع بیع اور مشاہدۂ قبض کی دو عادل شہادت دیں تو اوسکا

انکار مقبول نہوگا اور مشتری پر قسم بھی متوجہ نہوگی اسلیے کہ اوسکے انکار سے بینہ کی تکذیب لازم آتی ہے

تیسرا مقصد اقرار بالنسب کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** کسی ولد صغیر (خواہ ذکر ہو یا انثی) کے نسب کا اقرار اوسوقت تک ثابت نہوگا جبتک کہ شرائط ذیل موجود نہون **اول** بنوت (ولادت) کا ممکن ہونا **دوم** مقربہ (جسکا اقرار کیا جائے) کا مجہول النسب ہونا **سوم** اوسکے بارہ مین مقر کے ساتھہ کسیکا نزاع نکرنا یہ تین قیدین ایسی ہین جنکا تحقق اقرار بالنسب کی صحت مین شرط ہے پس اگر ولادت کا تحقق ممکن نہو تو اقرار مقبول نہوگا مثلاً کوئی انسان ایسے شخص کی بنوت کا دعوی کرے جو از راہ سن اوس سے بڑا یا اوسکے برابر ہو یا اسقدر چھوٹا ہو جس مین امثال مقر سے اوسکی ولادت پر عادت جاری نہو (مثلاً پانزدہ سالہ کسی طفل دہ سالہ کی بنوت کا مدعی ہو) یا کسی ایسی عورت کے مولود کی بنوت کا دعوی کرے جو مسافت بعیدہ پر رہتی ہو اور مدت العمر زن مذکورہ کے پاس اوسکا پہونچنا ممکن نہو اور اسیطرح اگر کوئی طفل معلوم النسب ہو تو اوسکی بنوت کا اقرار بھی مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر کسی طفل کی بنوت کے اقرار مین مقر سے کوئی شخص نزاع کرے تو اوسکا اقرار بھی مقبول نہوگا اور صغیر کی تصدیق کرنے کا کوئی اعتبار نہین ہے اور آیا تصدیق کبیر کا بھی اعتبار ہے یا نہین پس کتاب نہایہ مین شیخ علیہ الرحمہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی تصدیق کا بھی اعتبار نہین ہے اور کتاب مبسوط مین فرمایا ہے کہ اوسکی تصدیق معتبر ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اسلیے کہ نسب کا اقرار کرنا حق غیر مین اقرار کرنیکو متضمن ہے پس اگر کوئی کبیر انکار کرے تو نسب ثابت نہوگا اور غیر ولد (جیسے بھائی یا چچا وغیرہ) مین نسب ثابت نہین ہوتا تاوقتیکہ مقربہ تصدیق نکرے اور جبکہ کوئی شخص ولد صلبی کے علاوہ کسی اور اولاد کے نسب کا اقرار کرے (جیسے پوتا یا نواسا) اور اوسکے لیے وارثہ معروفین موجود ہون اور مقربہ اوسکی تصدیق کرے تو اون دونون مین سے ہر ایک شخص دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ توارث اون دونون کے علاوہ اونکے انساب مین سے

کسی اور شخص کیطرف متعدی نہوگا اور اگر مقر بہ کے لیے ورثہ معروفین موجود ہون تو دربارہ نسب
اوسکا اقرار بدون بینہ مقبول نہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار سے ورثہ مشہورین کا ضرر لازم آتا ہی کیونکہ
میراث کا استحقاق شریعتِ مطہرہ مین فقط ورثہ معروفین کو حاصل ہوتا ہی **دوسرا مسئلہ**
جبکہ کوئی شخص کسی ولد صغیر کا اقرار کرے اور اوسکا نسب ثابت ہوجائے اور صغیر مذکور اپنے بالغ ہونیکے بعد
انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اسلیے کہ قبل انکار اوسکا نسب متحقق ہوچکا ہی
پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کسی میت (زید) کا مولود (عمرو) اوسکے لیے
کسی دوسرے مولود (خالد) کا اقرار کرے بعد ازان وہ دونون مولود (عمرو خالد) میت مذکور
(زید) کے لیے کسی تیسرے مولود (حامد) کا اقرار کرین تو تیسرے مولود (حامد) کا نسب ثابت ہوجائیگا
بشرطیکہ وہ دونون (عمرو خالد) عادل ہون اسلیے کہ اس صورت مین بینہ حاصل ہی جسکے قول سے
نسب کا ثبوت ہوجاتا ہی اور اگر تیسرا مولود (حامد) دوسرے مولود (خالد) کا (جو مولود اول کے اقرار سے
ثابت ہوا تھا) انکار کرے تو دوسرے مولود (خالد) کا نسب ثابت نہوگا بشرطیکہ وہ دونون (عمرو خالد)
معلوم النسب نہون پس تیسرے مولود (حامد) کو میتِ مذکور (زید) کے نصف متروکہ کا استحقاق
حاصل ہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار کے موافق فقط مولود اول (عمرو) شریکِ میراث ہی اور پہلے مولود
(عمرو) کو ثلث متروکہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اوسکے اقرار کے موافق دوسرا (خالد) اور تیسرا (حامد)
مولود بھی شریکِ میراث ہی اور دوسرے مولود (خالد) کو (جسکے نسب کا مولود اول نے اقرار
اور مولود ثالث نے انکار کیا ہی) سدس متروکہ کا استحقاق ہوگا جو مولود اول (عمرو) کے نصیب کا
تکملہ ہی اسلیے کہ اوسکا فقط مولود اول (عمرو) نے اقرار کیا ہی پس اوسکے اقرار کے موافق اوسی کے حصہ
(ثلث متروکہ) مین دوسرا مولود (خالد) بھی بالسویہ شریک ہوگا جسکی مقدار سدس متروکہ ہوتی ہی
اور اگر وہ دونون مولود (عمرو خالد) معلوم النسب ہون اور میتِ مذکور (زید) کے لیے کسی تیسرے مولود

(حامد) کا اقرار کرین تو اوسکا نسب ثابت ہوجائیگا بشرطیکہ عادل ہون اور اگر مولود ثالث (حامد)
اون دونون (عمرو خالد) مین سے کسی کا انکار کریگا تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اور میت مذکور کا
ترکہ اون تینون (عمرو خالد و حامد) مین اثلاثا تقسیم کیا جائیگا (یعنے ہر ایک کو ثلث متروکہ دیا جائیگا) **چوتھا مسئلہ**
اگر کسی میت کے اخوت (برادران) اور زوجہ ہون بعد ازان میت مذکور کے لیے اوسکی زوجہ کسی
مولود کا اقرار کرے تو اوسکو اپنے اقرار کے موافق ثمن متروکہ کا استحقاق ہوگا پس اگر اخوۂ بھی زوجہ کی
(صغیر ہو یا کبیر) (یعنے زوجہ کو) (آٹھوان حصہ)
تصدیق کرین تو باقی متروکہ (تین ربع اور ایک ثمن متروکہ) مولود مقربہ کے حوالہ کیا جائیگا اور اخوۂ میت کو
اوسکے متروکہ مین سے کچھ نہ دیا جائیگا اور اسیطرح جو شخص کہ بظاہر کسی میت کا وارث ہو اور اوسکے لیے
ایسے وارث کا اقرار کرے جو باعتبار درجہ اقرب ہو (مثلاً میت کا چچا اوسکے لیے کسی شخص کے بھائی ہونیکا
اقرار کرے) تو مجموع متروکہ مقربہ کے حوالہ کیا جائیگا اور اگر ایسے وارث کا اقرار کرے جو باعتبار درجہ
اوسکا مساوی ہو تو مقر کے نصیب مین سے مقربہ کو اوس نسبت کے ساتھ حصہ دیا جائیگا جو اوسکے نصیب کو
سہام ورثہ سے حاصل ہوگی مثلاً اگر احد الاخوین ایک اخت کا اقرار کرے تو مقر کو اپنے نصیب (نصف ترکہ)
(سے یہ)
کا پانچوان حصہ اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اخوۂ میت اوس مولود کا انکار کرین جسکا کہ زوجہ
اقرار کیا ہو تو اونکو متروکہ کے تین ربع اور زوجہ کو ایک ثمن دیا جائیگا اور حصۂ زوجہ کا باقی مال (ثمن متروکہ)
ولد مقربہ کے حوالہ کیا جائیگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی طفل مجہول النسب وفات پائے اور کوئی انسان اوسکی
بنوت کا اقرار کرے تو اوسکا نسب ثابت ہوجائیگا خواہ طفل مذکور صغیر ہو یا کبیر اور خواہ اوسکے لیے
کچھ مال ہو یا نہو اور اوسکی میراث کا مقر کو استحقاق ہوگا اور تہمت مقر کا احتمال اوسکے اقرار کی صحت مین
قادح نہوگا جسطرح کہ طفل کے زندہ اور صاحب مال ہونیکی صورت مین احتمال مذکور قادح نہین ہوتا اور
جانب میت مین اوسکی تصدیق کا اعتبار ساقط ہو اگرچہ کبیر ہو اسلیے کہ بعد وفات وہ بمنزلہ طفل صغیر کا
حکم رکھتا ہو کیونکہ طفل صغیر کیطرح اوسکی تصدیق بھی غیر ممکن ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مجنون کا اقرار کرے

تو اوسکی تصدیق کا بھی اعتبار ساقط ہو گا اسلیے کہ اوسکے کلام پر کوئی حکم نہین ہوسکتا چھٹا مسئلہ جبکہ کسی کنیز کی ولادت ہوا ور آقائے کنیز اوسکے مولود کی بنوت کا اقرار کرے تو اوس سے ملحق کیا جائیگا اور محکوم بحریت ہوگا بشرطیکہ کنیز مذکورہ کے لیے کوئی شوہر ایسا نہو جس سے مولود مذکور کا تولد ممکن ہو اور اگر کوئی شخص اپنی دو کنیزون مین سے ایک کنیز کے مولود کا اقرار کرے اور اوسکو معین کر دے تو وہ مولود اوس سے ملحق ہوگا اور اگر دوسری کنیز اپنے مولود کے مقربہ ہونے کا دعوی کرے تو مقر کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر اوسکو معین نکرے اور قبل تعیین وفات پائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکے وارث کو معین کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر اوسکا وارث بوجہ جہل وغیرہ اوسکی تعیین سے انکار کرے تو اون دونون مین قرعہ ڈالا جائیگا اور وفات مقر کے بعد استعمال قرعہ کا مطلقا (خواہ اوسکا وارث تعیین کرے یا نکرے) قائل ہونا خوب ہے اسلیے کہ قول وارث کے قبول کرنے پر کوئی دلیل قائم نہین ہے علاوہ برین اوسکا قول اقرار فی حق الغیر کے قبیل سے ہے ساتوان مسئلہ اگر کسی شخص کی کنیز سے تین مولود ہون اور اونمین سے ایک مولود کی بنوت کا اقرار کرے پس جس مولود کو کہ خود مقر معین کریگا وہ محکوم بحریت ہوگا اور باقی دونون مولود محکوم برقیت ہونگے اور اگر مولود مین شتبہ ہوجائے یا قبل تعیین مقر کا انتقال ہوجائے تو اوسکا قرعہ سے استخراج کیا جائیگا آٹھوان مسئلہ بذریعہ شہادت نسب کے ثابت ہونے مین جلیلین عدلین کی شہادت کے علاوہ کسی اور شہادت کا اعتبار نہین ہے پس ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت کا اعتبار نہین ہے پس ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت اوسکے ثبوت مین علی الاظہر کافی نہوگی اور اسیطرح اوسکی ثبوت مین مرد کی شہادت اور قسم بھی کافی نہوگی اور اسیطرح دو فاسقون کی شہادت سے بھی نسب ثابت نہین ہوتا اگرچہ وہ دونون وارث ہون نوان مسئلہ اگر میت کے دو بھائی موجود ہون اور دونون عادل ہون اور اوسکے لیے کسی مولود کی بنوت کی شہادت دین تو مولود مذکور کا نسب اور میراث ثابت ہوگی اور شہادت مذکورہ سے میراث مولود کے ثابت ہونمین

دور لازم نہ آئیگا اسلیے کہ میراث مولود کا ثبوت قول بینہ من حیث ہو بینہ سے ہوا ہر چند یہ اونکا وارث ہونا
جز سبب نہین ہو اسلیے کہ قول بینہ مطلقاً معتبر ہو خواہ وارث ہو یا نہو نا کہ اشکال دور لازم آئے کہ
اخوین کا وارث ہونا مولود کے لیے ثبوت میراث کا سبب ہے تو مولود اونکا حاجب ہوگا جو اونکے وارث
ہونے کو مستلزم ہو اور اونکا وارث نہونا اونکے قول کے مقبول نہونیکو مقتضی ہو پس میراث کا ثبوت
اوسکے نفی کو مستلزم ہوگا علاوہ برین اگر میت کے دونون بھائیون کو فاسق بھی فرض کرین اور محض
وراثت کو مولود کے لیے ثبوت میراث کا سبب مستقل قرار دین تب بھی اشکال دور لازم نہ آئیگا اسلیے
صحت اقرار مین اونکا بظاہر وارث میت اور اوسکے مال پر صاحب ید ہونا معتبر ہو اور اونکے وارث نفس الامری
ہونیکا اعتبار نہین ہو پس اونکی وراثت ظاہری سے جو وقت اقرار مفروض ہو مولود کے لیے میراث کا
ثبوت ہوگا اور مولود کا حاجب اخوین ہونا اونکی وراثت ظاہریہ عند الاقرار کے منافی نہوگا اور اگر
میت کے دونون بھائی فاسق ہون تو اونکے اقرار سے مولود کا نسب ثابت نہوگا لکن متروکہ میت کے
پانیکا مستحق ہوگا اور میت کے دونون بھائیون کو اوسکی میراث کا استحقاق نہوگا **دسوان مسئلہ**
اگر کوئی شخص کسی میت کا بحسب ظاہر وارث ہو (مثلاً اوسکا چچا یا ماموں ہو) اور اوسکے لیے ایسے
دو وارثون کا اقرار کرے جو میراث مین اقرب ہون (مثلاً میت کے بھائی یا دادی کا اقرار کرے)
تو اونکا نسب ثابت نہوگا اور میراث ثابت ہوگی اور میت کا مجموع ترکہ اون دونون کے حوالہ کیا جائیگا
اور اگر اون دونون وارثون مین سے کوئی شخص دوسرے کا انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات
نکیا جائیگا اسلیے کہ اون دونون کو میراث کا استحقاق وقت واحد مین حاصل ہوا ہو لہذا بحیثیت قرار
اونمین سے کسی کو ترجیح نہ دیجائیگی ہان اگر بینہ وغیرہ سے اوسکے انکار کا صحیح ہونا معلوم ہوجائے تو اوسکے موافق
حکم کیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کسی میت کا بظاہر وارث ہو (مثلاً اوسکا چچا ہو) اور اوسکے لیے
ایسے وارث کا اقرار کرے جو اوس سے اقرب ہو (مثلاً میت کے لیے اوسکے بھائی کا اقرار کرے)

بعد ازان کسی دوسرے وارث کا اقرار کرے جو اون دونون (مقر اور میت کا بھائی) سے اوسے ہو (مثلاً اوسکے لیے کسی مولود کا اقرار کرے) پس اگر پہلا مقر لہ (میت کا بھائی) اوسکی تصدیق کرے تو میت کا مجموع ترکہ دوسرے مقر لہ (مولود میت) کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر اوسکی تکذیب کرے تو مقر پر میت کے ترکہ کا پہلے مقر لہ (برادر میت) کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اوسکی قیمت کا دوسرے مقر لہ (مولود میت) کے لیے ضامن ہوگا اسلیے کہ شخص مقر اس صورت مین دوسرے مقر لہ (مولود میت) کے مال کا متلف (ضائع کرنیوالا) قرار پائیگا جسطرح کہ ایک مال کی بہ نسبت دو شخصون کے لیے یکے بعد دیگرے اقرار کرنے کی صورت مین مال مقر بہ کا اول کے اور اوسکی قیمت کا ثانی کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے چنانچہ قبل ازین مذکور ہوا اور اگر دوسرا مقر لہ پہلے مقر لہ کے مساوی ہو اور پہلا مقر لہ اوسکی تصدیق نکرے تو مقر پر اوس مال کے نصف کا دوسرے مقر لہ کے حوالہ کرنا لازم ہوگا جو پہلے مقر لہ کو حاصل ہوا ہے جسطرح کہ کوئی شخص ایک مال کی نسبت کسیکے لیے اقرار کرے بعد ازان دوسرے شخص کو بھی مال مذکور مین اوسکا شریک مساوی قرار دے (مثلاً کہے ھذا المال لزید اور اسکے بعد کہے ھو لہ ولعمرو) تو اوسپر مال مذکور کا پہلے مقر لہ (زید) کے حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے اور اوسکے نصف کا دوسرے مقر لہ (عمرو) کے لیے ضامن ہوتا ہے **گیارھوان مسئلہ** اگر کسی زن مردہ کا وارث (مثلاً اوسکا بیٹا) اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے اور زن مذکورہ ذات الولد ہو تو مقر پر اپنے نصیب کی ربع (چوتھائی) کا اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر ذات الولد نہو تو اوسپر اپنے نصیب کے نصف کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مقر مذکور اوسکے لیے دوسرے شوہر کا اقرار کرے تو مقبول نہوگا اور اگر اپنے پہلے اقرار کی تکذیب کریگا تو دوسرے شوہر کے لیے بھی اوسیقدر مال کا ضامن ہوگا جسقدر کہ پہلے شوہر کو حاصل ہوا ہے اور اگر کسی میت کا وارث اوسکے لیے زوجہ کا اقرار کرے اور میت مذکور صاحب ولد ہو تو مقر پر اپنے نصیب کے ثمن (آٹھوان حصہ) کا زوجہ مقر بہا کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر میت مذکور صاحب ولد نہو تو اوسپر اپنے نصیب کے ربع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا پس اگر میت مذکور

متعلق صفحہ ۱۶۲

سلہ مخفی نرہے کہ اس حکم کو مصنف رح نے اس کتاب اور مختصر نافع مین اور
دیگر علما (علامہ و شہید اول وغیرہما) کی طرح علی الطلاق بیان فرمایا ہے جو خالی از اشکال و دقت
نہین ہے جیسے شہید ثانی نے مسالک و روضہ بہیہ مین اور صاحب مدارک نے شرح مختصر نافع مین اور
صاحب کفایہ وغیرہ نے تنبیہ فرمائی ہے اسلیے کہ اگر زن مردہ ذات الولد ہے تو اوسکا وارث جو اوسکے لیے شوہر کا
اقرار کرے وہ اولاد (ذکور ہون یا اناث) اور ابوین (مان باپ) کے سوا اور کوئی شخص نہین ہو سکتا پس اگر زن مذکورہ کے
دو بیٹے موجود ہون اور اون مین سے ایک بیٹا اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے تو مقر پر اپنے نصیب (نصف متروکہ) کے ربع مال کا شوہر کے
حوالہ کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ اوسکے پاس قدر فاضل کی یہی مقدار ہے اور اسیطرح اگر زن مذکورہ کے ایک ہی بیٹا ہو اور اوسکے لیے
شوہر کا اقرار کرے تب بھی اوسکو اپنے نصیب (مجموع ترکہ) کے ربع کا اوسکے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور بنت واحدہ و زائد مین بھی یہی
حکم جاری ہوگا اور ان صورتون مین مقر پر اپنے نصیب کے ربع کا حوالہ شوہر کرنا بلا اشکال صحیح ہوگا جیسا کہ مصنف رح نے ذکر فرمایا ہے
اور اگر زن مذکورہ کے لیے ابوین یا احدہما موجود ہو اور وہ دونون یا اون مین سے ایک شخص اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے پھر اگر زن کو کوئی
مولود ذکر ہو تو مقر پر اپنے نصیب مین سے کسی حصہ کا شوہر کے حوالہ کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسکا نصیب متغیر نہین ہوتا خواہ شوہر موجود
یا نہو اور اگر زن مذکورہ کا مولود انثی ہو تو جو مقدار کہ مقر پر فضل نکلتی ہے اور اوسکا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوتا ہے وہ [illegible]
کم ہوتی ہے اسلیے کہ ابوین کا نصیب فقدان شوہر کی صورت مین دو خمس اور وجود شوہر کی صورت مین دو سدس
ہوتا ہے اور اسیطرح اگر احد الابوین کے ساتھ زن مذکورہ کی لڑکی مجتمع ہو اور اوسکے لیے شوہر کا اقرار کرے
تب بھی یہی کیفیت ہے پس ان صورتون مین جو حکم کہ مصنف وغیرہ نے فرمایا ہے تمام نہوگا اور اگر زن مذکورہ
غیر ذات الولد ہو اور اوسکے باپ نے شوہر کا اقرار کیا ہے تو بس حکم کا مصنف نے ذکر کیا ہے وہ
درست ہوگا اور اگر اوسکی مان نے اقرار کیا ہے تو اوسپر اپنے نصیب مین سے
کسی حصہ کا بھی حوالہ شوہر کرنا لازم نہوگا خواہ اوسکے لیے کوئی
حاجب ہو یا نہو اسلیے کہ ثلث کا اقتضا یہ ہے
شوہر کو اوسکے فرض سے

کے لیے کسی دوسری زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے لیئے وہ مقدار کے نصف کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو بشرطیکہ پہلی زوجہ نے اوسکی تصدیق نکی ہو اور اگر تیسری زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے لیئے وہ مقدار کے ثمن کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو اور اگر چوتھی زوجہ کا بھی اقرار کرے تو اوسکے وہ مقدار کے ربع کا ضامن ہوگا جو پہلی زوجہ کو حاصل ہوا ہو اور اگر پانچوین زوجہ کا بھی اقرار کرے اور پہلی چارون زوجاؤن مین سے کسی زوجہ کا انکار کرے تو اوسکے انکار کیطرف التفات نکیا جائیگا اور پانچوین زوجہ کے لیئے وہ مقدار کا ضامن ہوگا جسقدر کہ منجملہ ازواج اربعہ ایک زوجہ کو استحقاق ہو پس اگر میت مذکور صاحب ولد ہو تو ثمن نصیب کا ربع اور اگر صاحب ولد نہو تو ربع نصیب کا ربع مقر پر اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا

کتاب الجعالہ جعالہ سے عرف فقہا مین عوض معین کا کسی عمل محلل پر بصیغہ معتبرہ التزام کرنا مراد ہے اور اسمین تین مطلب قابل ذکر ہین **پہلا مطلب** ایجاب جعالہ کے بیان مین پس ایجاب سے ہر وہ لفظ مراد جو معنی جعالہ پر دلالت کرتا ہو جیسے من رد عبدی فلہ کذا (جو شخص میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو فلان عوض دیا جائیگا) یا من رد ضالتی فلہ کذا (جو شخص میرے حیوان گم شدہ کو واپس لائیگا اوسکو دس درہم دیئے جائینگے) یا من فعل کذا فلہ کذا (جو شخص فلان کام کریگا اوسکو پانچ درہم کا استحقاق ہوگا) الی غیر ذلک اور تحقق جعالہ مین قبول کی احتیاج نہین ہے اور ہر عمل محلل پر جو مقصود عقلا ہو (یعنی ایسا فعل ہو جو نظر عقلا مین داخل سفاہت ہو جیسے کسی مقام تاریک یا خوفناک پر از راہ عبث جانا) جعالہ کرنا صحیح ہے اور اوسمین عمل مشروط کا مجہول ہونا بھی صحیح ہے اسلیے کہ وہ مضاربت کی طرح عقد جائز (جسکے فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہو) ہے کیونکہ اصل مقصود اوسکی مشروعیت سے اعمال مجہولہ کی تحصیل ہے جیسے غلام گریختہ یا حیوان گم شدہ کا واپس ہونا جسکی مسافت معلوم نہین ہوتی لیکن عوض جعالہ کا کیل (ناپنا) یا وزن (تولنا) یا عدد (شمار کرنا) کے ساتھ معلوم ہونا اوسکی صحت مین شرط ہے بشرطیکہ اوسکے شمار کرنے کی عادت جاری ہو اور اگر عوض جعالہ مجہول ہو مثلاً کوئی شخص کہے من رد عبدی فلہ ثوب (جو کوئی میرے غلام کو واپس لائیگا اوسکو ایک کپڑا دیا جائیگا) یا کہے من رد عبدی فلہ دابۃ (جو شخص میرے غلام کو واپس لائے اوسکو

ایک چوپایہ کا استحقاق ہوگا) تو ردّ غلام (اوسکا واپس لے آنا) کی صورت مین عامل کو اجرۃ المثل کا استحقاق
ہوگا اور رجاعل (جعالہ کرنیوالا) مین اہلیت استیجار (اجیر کرنا) کا حاصل ہونا معتبر ہو پس طفل و مجنون
و محجور علیہ و مکرہ وغیرہ کا جعالہ کرنا صحیح نہوگا اور رعامل (عمل کرنیوالا) مین تحصیل عمل کا امکان معتبر ہو پس اگر
غلام کو طفل ممیز یا محجور علیہ واپس لے آئیگا تو عوض جعالہ کا مستحق ہوگا اور اگر عوض جعالہ کو کسی خاص شخص کے لیے
معین کرے اور اوسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص غلام کو واپس لائے تو اوسکا عمل ضائع (برباد) ہوگا اور اوسکو
اجرۃ کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ اوسنے تبرع کی ہو اور اگر کوئی اجنبی کسی دوسرے شخص کیطرف سے عوض جعالہ
کے بذل مین تبرع کرے تو اوسپر ردّ غلام کے بعد عوض معین کا عامل کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور عامل کو
عوض جعالہ کا اوسوقت استحقاق ہوگا جب غلام کو اوسکے مالک کے سپرد کردے پس اگر اوسکو فقط
بلد جاعل مین لے آئے اور وہ بھاگ جائے تو عوض کا مستحق نہوگا اور رجعالہ اوسوقت تک طرفین سے عقد جائز ہو
(جاعل و عامل مین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہو) جبتک کہ عامل نے عمل کے بجالانے مین اشتغال
نکیا ہو اور اشتغال کرنے کے بعد فقط عامل کیطرف سے عقد جائز رہتا ہو اور رجاعل کیطرف سے
لازم ہو جاتا ہو (یعنی جاعل کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار باقی نہین رہتا) تاوقتیکہ عامل کے اوسقدر عمل کی
اجرت اوسکے حوالہ نکرے جسکو کہ وہ بجا لاچکا ہو اور جبکہ کوئی شخص کسی عمل معین پر جعالہ کرے اور اوسکے بعد
دوسرے جعالہ کو بیان کرے مثلاً کہے من ردّ عبدی فلہ مائۃ درہم (جو شخص میرے غلام کو واپس لائے
اوسکو سو درہمون کا استحقاق ہوگا) بعد ازان کہے من ردّہ فلہ خمسون (جو اوسکو واپس لائیگا پچاس
درہم پائیگا) تو پہلا جعالہ فسخ ہو جائیگا اور دوسرے جعالہ پر عمل کرنا معین ہوگا خواہ عوض کو
زائد کرے یا ناقص **دوسرا مطلب** احکام جعالہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین
پہلا مسئلہ عامل کو اجرت کا اوس صورت مین استحقاق ہوگا جبکہ مالک نے قبل عمل اوسکو مقرر کیا ہو
اور اگر کوئی حیوان گم شدہ یا غلام گریختہ عوض کے مقرر ہونے سے قبل کسی انسان کے قبضہ مین آجائے تو

قابض ہو او سکا مالک کے سپرد کرنا لازم ہوگا اور اوسکو اجرت کا استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص
کسیکے غلام گریختہ وغیرہ کی تحصیل مین از راہ تبرع (احسان) سعی کرے تب بھی یہی حکم ہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ حیوان گم شدہ وغیرہ کا مالک عوض جعالہ کو مقرر اور معین کرے تو اوس صورت مین مال مذکور کا
حوالہ عامل کرنا لازم ہوگا اور اگر معین نکرے تو صورت مذکورہ مین اجرۃ المثل کا عامل کے حوالہ کرنا واجب ہوگا
مگر خصوص غلام گریختہ کے بارہ مین ابو سیار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے غلام گریختہ کے واپس لانے مین ایک دینار کو مقرر فرمایا ہے بشرطیکہ وہ
اپنے شہر سے گرفتار کیا جائے اور اگر اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر سے گرفتار کیا جائے تو اوسکے
واپس لانے کی اجرت چار دینار قرار دی ہے اور شیخ الطائفہ رح نے مبسوط مین فرمایا ہے کہ جو اجرت اس روایت
مین منقول ہوئی ہے اوسکا عامل کے حوالہ کرنا افضل ہے اور فقط اجرۃ المثل کا حوالہ کرنا واجب ہے لیکن ہمارے
نزدیک روایت مذکورہ پر عمل کرنا متعین ہے اسلیے کہ شرائط قبولیت (عمل اصحاب شہرۃ قدیمہ وحدیثہ
الی غیر ذالک اوسمین موجود ہین) اگرچہ عوض مذکور فی الروایت سے غلام کی قیمت کم ہو کیونکہ شارع علیہ السلام
کی طرف سے اوسکی تعیین مطلقاً ہوچکی ہے اور جعل شرعی نقصان قیمت مین کوئی منافات نہین ہے اور
بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بغیر گم شدہ کے رد مین بھی یہی حکم ہوگا اور اس قول کے لیے کوئی مستند خاص معلوم نہین ہوا
اور اگر کوئی شخص اپنے غلام گریختہ یا حیوان گم شدہ کے آزاد کرنے کی کسی سے استدعا کرے اور کسی اجرت کا
التزام نکرے تو مالک پر صورت مذکورہ مین کسی عوض کا عامل کے حوالہ کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ اوسنے اپنے عمل مین
تبرع کی ہے تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے من رد عبدی فلہ دینار (جو شخص میرے غلام کو واپس لائیگا
اوسکو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) اور اوسکے واپس لانے مین ایک جماعت شریک ہو تو وہ دینار
(جو عوض جعالہ مقرر کیا گیا ہے) اون سب پر بالسویہ تقسیم کیا جائیگا اسلیے کہ عمل مذکور ہر واحد سے حاصل نہین ہوا
بلکہ مجموع من حیث ہو مجموع سے حاصل ہوا ہے لیکن اگر کوئی شخص کہے من دخل داری فلہ دینار

فدخلها جماعة كان لكل واحد دينار ولو كان العمل حصل من كل واحد **فروع الاول** لو جعل لكل واحد من ثلاثة شخص جعلا ازيد من الاخر فجاؤا به جميعا كان لكل واحد ثلث ما جعل له ولو كانوا اربعة كان له الربع او خمسة فالخمس وكذا لو ساوى بينهم في الجعل **الثاني** لو جعل لبعض الثلاثة جعلا معلوما ولبعضهم مجهولا فجاؤا به جميعا كان لصاحب المعلوم ثلث ما جعل له وللمجهول ثلث اجرة مثله **الثالث** لو جعل لواحد جعلا على الرد فشاركه آخر في الرد كان للمجعول له نصف الاجرة لانه عمل نصف العمل وليس للاخر شي لانه متبرع وقال الشيخ يستحق نصف اجرة المثل

(جو شخص میرے مکان مین داخل ہوگا اوسکو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) بعد ازان اوسکے مکان مین ایک جماعت داخل ہو تو اون مین سے ہر ایک شخص کو ایک دینار کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ عمل مذکور (دخول مکان) ہر واحد سے حاصل ہوا ہے اور اسمقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **فرع اوّل** اگر کوئی شخص رد غلام کے مقابل مین تین شخصون مین سے ہر ایک کے لیے اوس قدر عوض کو مقرر کرے جو دوسرے کے عوض سے زائد ہو (مثلاً زید کے لیے ایک دینار کو اور عمرو کے لیے دو دینارون کو اور بکر کے لیے تین دینارون کو معین کرے) بعد ازان غلام مذکور کو وہ تینون شخص واپس لائین تو اون مین سے ہر ایک کو اوس عوض کے ثلث (تہائی) کا استحقاق حاصل ہوگا جو اوسکے لیے مقرر کیا گیا ہو (پس زید کو ثلث دینار کا اور عمرو کو دو ثلث دینار کا اور بکر کو ایک دینار کا استحقاق ہوگا) اور اگر چار شخصون مین سے ہر ایک کے لیے اوس قدر عوض مقرر کیا جائے جو دوسرے کے عوض سے زائد ہو بعد ازان وہ چارون شخص اوسکو واپس لائین تو ہر ایک کو اوس عوض کی ربع (چوتھائی) کا استحقاق ہوگا جو اوسکے لیے معین کیا گیا ہو اور اگر پانچ شخصون کے لیے بطور مذکور کوئی عوض معین کیا جائے تو ہر ایک کو اپنے عوض معین کے خمس (پانچوان حصہ) کا استحقاق ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کئی شخصون مین سے ہر ایک کے لیے عوض مساوی کو مقرر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا پس اگر چار شخصون مین سے ہر ایک کے لیے ایک دینار کو مقرر کرے بعد ازان اوسکو وہ چارون شخص واپس لائین تو ہر ایک کو ربع دینار کا استحقاق ہوگا **فرع دوم** اگر کوئی شخص تین شخصون مین سے بعض کے لیے عوض معین کو اور بعض کے لیے عوض مجہول کو مقرر کرے بعد ازان وہ تینون شخص اوسکے غلام کو لے آئین تو جس شخص کا عوض کہ معین ہوگا اوسکو اوسکے ثلث کا اور جسکا کہ مجہول ہوگا اوسکو اپنے عمل کی اجرة المثل کا استحقاق ہوگا **فرع سوم** اگر غلام گریختہ کا مالک اوسکے واپس لانے کے عوض مین کسی شخص معین کے لیے کچھ مال مقرر کرے بعد ازان اوسکو دو شخص واپس لائین تو جس شخص کے واسطے کہ مالک نے عوض جعالہ کو مقرر کیا تھا اوسکو عوض معین کے نصف کا استحقاق ہوگا اور دوسرے شخص کو اجرت کا بالکل استحقاق نہوگا اسلیے کہ اوسنے تبرع کی ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اوسکو اپنے عمل کی اجرة المثل کے نصف کا استحقاق ہوگا

اور یہ قول بعید ہے اسلیے کہ دوسرے شخص کو صورت استقلال مین بھی بالاتفاق کوئی استحقاق نہوا پس صورت شرکت مین بدرجۂ اولیٰ استحقاق نہوگا **فرع چہارم** اگر کوئی شخص کسی مسافت معینہ (مثلاً دس میل) سے اپنے غلام کے واپس لانے کے لیے کوئی عوض معین (بیس درہم) مقرر کرے بعد ازان کوئی شخص اوسکو بعض مسافت (پانچ میل) سے واپس لائے تو اوسکو عوض معین مین سے اپنے عمل کی اجرت کا اوس نسبت کے ساتھ استحقاق ہوگا جو بعض مسافت کی اجرۃ المثل کو مجموع مسافت کی اجرۃ المثل سے حاصل ہوگی (پس صورت مذکورہ مین چونکہ اوس مسافت کی اجرت کو مجموع مسافت کی اجرت سے نسبت نصفیت حاصل ہے لہٰذا اوسکو دس درہمون کا استحقاق ہوگا) **تیسرا مطلب** لواحق جعالہ کے بیان مین جو نزاع جاعل وعامل سے متعلق ہین اور وہ تین مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مالک غلام سے کہے شارطتنی (تونے رد غلام کے عوض مین میرے لیے فلان مال کو مقرر کیا تھا) اور مالک غلام اوسکے جواب مین لم اشارطک (مین نے تیرے لیے کوئی عوض مقرر نہین کیا) کہے تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسکا قول اصل عدم کے موافق ہے اور اسیطرح اگر کسی شخص کے دو غلام بھاگ جائین بعد ازان کوئی شخص اون دونون مین سے ایک غلام کو واپس لائے اور مدعی ہو کہ تونے فلان عوض کو اسی غلام کے واپس لانے کے مقابل معین کیا تھا اور مالک اسکا انکار کرے تب بھی مالک ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر عوض جعالہ کی مقدار یا جنس مین مابین جاعل (جعالہ کرنیوالا) وعامل (عمل کرنیوالا) اختلاف ہو تو جاعل کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اسلیے کہ زیادت مقدار وجنس معین مین اصل عدم ہے جو قول جاعل کے موافق ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صورت مذکورہ مین عامل کو اجرۃ المثل کا استحقاق ہوگا اور اگر قائل ہون کہ اوسکو اجرۃ المثل اور قدر مدعیٰ (وہ مقدار جسکا کہ عامل دعویٰ کرتا ہے) مین سے اقل الامرین کا استحقاق ہوگا (یعنے اوس امر کا استحقاق ہوگا جو اون دونون مین کم ہو) تو خوب ہے اسلیے کہ اگر اقل الامرین وہی مقدار ہو جسکا کہ عامل نے دعویٰ کیا ہے تو اوسکو اوسکے قول کے موافق زیادتی کا استحقاق نہین ہے اور اگر اقل الامرین اجرۃ المثل ہو تو اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل

زائد کا استحقاق نہین ہو اور ہمارے بعض معاصرین (شیخ نجیب الدین بن نما اور شاہ و مصنف علیہما الرحمہ) صورت مذکورہ مین
قسم جاعل کے بعد عامل کے لیے اوس مقدار کا استحقاق ثابت فرماتے تھے جبکہ جاعل نے دعوی کیا ہو اسلیے کہ
اون دونون کا احد الغرضین (اون دونون مضمون مین ایک مضمون جسکا جاعل و عامل نے دعوی کیا ہی) پر اتفاق ہو پس جبکہ
قسم جاعل سے دعوائے عامل باطل ہو گیا تو دعوائے جاعل ثابت ہوا اور یہ قول خطا ہی اسلیے کہ قسم منکر
(جاعل) کا فائدہ یہ ہی کہ دعوائے مدعی (عامل) ساقط ہو جائے اور اوسکا فائدہ یہ نہین ہی کہ جو مدعا حالف
(حلف کنندہ یعنے جاعل جو منکر ہی) تھا وہ ثابت ہو جائے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکے غلام گریختہ
کو واپس لائے اور مدعی ہو کہ مین اوسکو تقرر عوض کے بعد واپس لایا ہون اور مالک غلام اسکا انکار کرے اور مدعی ہو کہ
تو اوسکو تقرر عوض کے قبل واپس لایا ہی لہذا تجھکو عوض کا استحقاق نہین ہی تو مالک کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ
عوض جعالہ کا استحقاق نہونا اصل عدم کے موافق ہی

کتاب الایمان

لفظ ایمان جمع یمین ہی جس سے عرف فقہا مین کسی فعل کے بجا لانے یا ترک کرنے پر اسمائے مختصہ الہیہ کے ساتھ
حلف کرنا مراد ہو اور اوسمین چار امر قابل بیان ہین **پہلا امر** اون اسما کے بیان مین جنسے کہ یمین منعقد ہوتی
پس جن اسما سے کہ یمین منعقد ہوتی ہی اونکی تین قسمین ہین **پہلی قسم** اللہ تعالی کے ساتھ حلف کرنا جس سے
اون صفات کا ذکر کرنا مراد ہی جو ذات واجب تعالی کے ساتھ اختصاص رکھتی ہون اور اوسکی ذات مقدسہ کے علاوہ
کسی اور ذات پر صادق نہ آسکتی ہون جیسے ومقلب القلوب والابصار اور والذی نفسی بیدہ
(اوس ذات مقدسہ کی قسم ہی جسکے قبضۂ قدرت مین میرا نفس ہی) اور والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ
(اوس ذات مقدسہ کی قسم ہی جسنے دانہ کو شگافتہ اور انسان کو پیدا کیا) **دوسری قسم** اسمائے الہیہ مین سے
اون اسما مقدسہ کے ساتھ حلف کرنا جو اوس سے مختص ہون اور ذات واجب کے علاوہ کسی ذات پر اونکا
اطلاق صحیح نہو جیسے واللہ والرحمن والاول الذی لیس قبلہ شیء (اوس اول کی قسم ہی جسکے قبل
کوئی شی نہ تھی) **تیسری قسم** اون اسما کے ساتھ حلف کرنا جنکا ذات واجب کے علاوہ اور کسی ذات پر بھی

اطلاق صحیح ہو لیکن اونسے صورت اطلاق مین ذات واجب ہی مفہوم ہوتی ہو جیسے والرب والخالق والبادی۔ والرازق اور اقسام ثلثہ مین سے قسم کے ساتھ یمین کا انعقاد ہوتا ہو بشرطیکہ قصد حلف بھی متحقق ہو اور ان اسمار کے ساتھ منعقد نہین ہوتی جنسے صورت اطلاق مین ذات واجب ہی مفہوم نہین ہوتی جیسے موجود اور حی اور سمیع اور بصیر) اگرچہ اونکے ساتھ قصد حلف بھی متحقق ہو اسلیے کہ اسماے مذکورہ مابین واجب وممکن مشترک ہین پس اونکے لیے حرمت قسم ثابت نہوگی اور اگر کوئی شخص کہے وقدرۃ اللہ وعلم اللہ اور لفظ علم وقدرت سے اوس وصف زائد کا قصد کرے جسکی تعبیر اصطلاح اشاعرہ مین حال (وہ صفت ہی جو قائم بموجود ہو لیکن نہ موجود ہو نہ معدوم) کے ساتھ [علی الذات] کیجاتی ہو تو یمین منعقد نہوگی اسلیے کہ حلف بغیر اللہ ہی جو منعقد نہین ہوتا اور اگر لفظ علم وقدرت سے حقتعالی کے عالم اور قادر ہونے کا ارادہ کرے تو منعقد ہو گی اسلیے کہ اس صورت مین علم وقدرت کے ساتھ حلف کرنا حلف باللہ القادر العالم کے قائم مقام ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے وجلال اللہ۔ وعظمۃ اللہ۔ وکبریاء اللہ تب بھی حلف صحیح ہوگا اور ان جملہ صورتون مین تردد ہو اسلیے کہ الفاظ مذکورہ (علم وقدرت وجلال وعظمت وکبریا) سے اگرچہ ذات مقدسہ کا قصد کیا جائے لیکن اونکے مشترک ہونے کیوجہ سے انعقاد یمین کا حکم خالی از اشکال نہین ہو اور اگر کوئی شخص کہے اقسم باللہ یا احلف باللہ تو یہ قول داخل یمین ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے قسمت باللہ یا حلفت باللہ تو یہ قول بھی داخل یمین ہوگا ہان اگر وہ شخص مدعی ہو کہ مین نے اس قول مین حلف گذشتہ سے خبر دینے کا قصد کیا ہو تو اوسکے دعوی مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسنے اپنی نیت کی خبر دی ہو اور اگر کوئی شخص فقط حلفت یا اقسمت پر اقتصار کرے اور لفظ جلالہ (لفظ اللہ) کے ساتھ تلفظ نکرے تو اوسکی یمین منعقد نہوگی اگرچہ اوسکی اضمار کا قصد کیا ہو اسلیے کہ اس صورت مین قول مذکور پر حلف باللہ صادق نہین آتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص فقط اشہد پر اقتصار کرے اور لفظ باللہ کے ساتھ تلفظ نکرے تب بھی یمین نہوگا اور اگر اشہد باللہ

تو اوسکی قسم منعقد ہو جائیگی اسلیے کہ آیہ شریفہ اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد الخ مین لفظ شہادت سے قسم مراد ہو اور شیخ علیہ الرحمہ کے ہمقام پر دو قول ہین پس کتاب مبسوط مین فرمایا ہو کہ اگر قول مذکور سے قسم کا ارادہ کیا جائے تو داخل یمین ہوگا و الا نہوگا اور کتاب خلاف مین اوسکو مطلقاً یمین سے خارج کیا ہو خواہ قسم کا ارادہ کرے یا نکرے اور اگر کوئی شخص کہے عزمت باللہ تو یہ قول داخل یمین نہوگا اسلیے کہ لفظ مذکور الفاظ قسم مین معدود نہین ہو اور اگر کوئی شخص کہے لعمر اللہ تو داخل قسم ہوگا اور اوسکے ساتھ یمین کا انعقاد ہو جائیگا اور لفظ طلاق و عتاق و تحریم و ظہار و حرم و کعبہ و مصحف و قرآن و ابوین کے ساتھ قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح نبی صلی اللہ علیہ و آلہ او ر ائمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ بھی قسم منعقد نہین ہوتی اسلیے کہ منجملہ اسماء الہیہ کسی اسم مختص یا غالب کا متعلق یمین ہونا اوسکے انعقاد مین شرط ہو جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا اور اسیطرح وحق اللہ کہنے سے بھی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ قول مذکور اوسکے حق کی قسم ہو اور خود ذات واجب کی قسم نہین ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ منعقد ہوگی اسلیے کہ عرف مین قول مذکور سے حلف باللہ ہی مفہوم ہوتا ہو اور یہ قول بعید ہو کیونکہ لفظ مذکور کا معانی کثیرہ (جیسے عبادات واجبہ و قرآن مجید و وصف ذات) پر اطلاق کیا جاتا ہو اور انعقاد یمین مین قصد کا متحقق ہونا ترتب احکام (جیسے کفارہ کا لازم ہونا) کے لیے شرط ہو اور اگر کوئی شخص صیغہ یمین کا بدون قصد تلفظ کرے تو منعقد نہوگی خواہ صیغہ مذکور صریح ہو جیسے واللہ یا کنایہ ہو جیسے والسمیع بلکہ یہ قول یمین لغو (جس قسم مین کچھ فائدہ نہو) مین داخل ہوگا اور یمین کا مشیت کے ساتھ استثنا کرنا (قسم کے بعد انشاء اللہ کہنا) انعقاد قسم سے مانع ہوتا ہو بشرطیکہ استثنائے مذکور متصل یمین واقع ہو یا مابین یمین و استثنائے مذکور اوسقدر فاصلہ متحقق ہو جسقدر کلام مین واقع ہونے کی عادت جاری ہو اور اوسکی غرض حالف (قسم کھانیوالا) کا ذکر استثنا کے قبل تمام ہونا معلوم ہو پس اس صورت مین مخالفت قسم کا کفارہ واجب نہوگا اسلیے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہوا ہو حلف علی یمین فقال انشاء اللہ لم یحنث

جو شخص اپنے یمین پر حلف کرے اور اوسکے بعد انشاء اللہ کہے تو حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) نہوگا
اور اگر اپنی یمین و استثنائے مذکور اوسکے درمیان فاصلہ بدون عذر متحقق ہو جسکے کلام واحد مین واقع ہونے پر عادت
جاری نہو تو انعقاد یمین کا حکم کیا جائیگا اور استثنائے مذکور لغو و باطل ہوگا اور ایک روایت مین وارد ہوا کہ
صورت نسیان مین قسم کا چالیس روز تک مشیت کے ساتھ استثنا کرنا صحیح ہو اور اس روایت پر عمل متروک ہو
اور انتفائے حنث (مخالفت قسم کے مواخذہ کا دور ہونا) مین استثنائے مذکور کا تلفظ کرنا شرط ہو اور محض نیت
کافی نہین ہو اسلیے کہ عموم اول سے فقط تلفظ استثنا کا خارج ہونا قدر متیقن ہو پس عدم تلفظ کی صورت
داخل عموم رہیگی اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلن الدار ان شاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان
ہونگا اگر زید نے چاہا) تو قول مذکور مین مشیت زید پر قسم کے معلق ہونیکا حکم کیا جائیگا پس اگر زید اپنی
مشیت کا اظہار کریگا تو قسم منعقد ہوگی اسلیے کہ وجود شرط اپنے مشروط کے موجود ہونے کو مقتضی ہو پس
صورت ترک مین مخالفت قسم لازم آئیگی اور اگر اپنی مشیت کا اظہار نکریگا تو منعقد نہوگی اسلیے کہ شرط کا
مفقود ہونا مشروط کے مفقود ہونے کو مستلزم ہو اور اسیطرح اگر اوسکا حال وفات پانے یا غائب ہونیکی وجہ سے
مجہول ہو تب بھی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ اوسکی شرط مفقود ہو اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلن
الدار الا ان یشاء زید (قسم بخدا کہ مین داخل مکان ہونگا مگر یہ کہ زید کی مشیت میرے داخل مکان
نہونیسے متعلق ہو) تو اوسکی قسم منعقد ہو جائیگی اور اوسکو دخول مکان کے ساتھ مشیت زید کے
متعلق ہونے سے قبل اپنی یمین کا حل کرنا (کھولدینا) صحیح ہوگا خواہ بعد ازان اوسکی مشیت متعلق
ہوا اسلیے کہ مقتضائے یمین (دخول مکان) کے بجالانے سے اوسکو حل قسم کا اختیار حاصل ہوا اور اگر
دخول مکان کے قبل اوسکی مشیت داخل مکان نہونیسے متعلق ہوا اور زید نے کہا شئت ان لا تدخل
(مین نے تیرے داخل مکان نہونے کو چاہا) تو اوسکی یمین منحل (کشادہ) ہو جائیگی کیونکہ جب کلام مشیت مین
استثنا واقع ہوتا ہو تو نفی کو مقتضی ہوتا ہو اور چونکہ صورت مذکورہ مین محلوف علیہ (جسپر قسم کھائی ہو)

ولو تراخی عن ذلک من غیر عذر لزم حکم الیمین ولغا الاستثناء وفیه روایة بجوازه ولابد من النطق ولا تکفی النیة ولو قال واللہ لادخلن الدار ان شاء زید فقد علق الیمین علی مشیئته فان قال شئت انعقدت الیمین وان قال لم اشأ لم تنعقد وکذا لو جهل حاله بموت او غیبة ولو قال لادخلن الدار الا ان یشاء زید فقد عقد الیمین

[illegible]

اثبات دخول تھا تو معنی استثنا عدم دخول قرار پایگا اور جبکہ عدم دخول سے زید کی مشیت متعلق ہوگی
تو اوسکی قسم منحل ہوجائیگی اور جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت الدار الا ان یشاء زید
(قسم بخدا کہ مین داخل مکان نہونگا مگر یہ کہ زید کی مشیت میرے داخل مکان ہونے سے متعلق ہو) اور زید کہے
قد شئت ان تدخل (مین نے تیرا داخل مکان ہونا چاہا) تو حکم قسم ساقط ہوجائیگا کیونکہ جب کلام منفی مین
استثنا واقع ہوتا ہے تو اثبات کو مقتضی ہوتا ہے اور مشیت حقتعالی کا استثنا قسم کے علاوہ اور کسی عقد یا ایقاع
(جیسے طلاق اور عتاق وغیرہ) مین بطلان حکم کا سبب نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے
انت طالق انشاء اللہ تعالی یا اپنے مملوک سے انت حر انشاء اللہ تعالی کہے تو طلاق وعتق
واقع ہوگا اور استثنائے مذکور پر کوئی حکم مترتب نہوگا اور آیا اقرار مین بھی استثنائے مذکور پر کوئی حکم
مترتب ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اور اوسپر کسی حکم کا مترتب نہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے
پس اگر کوئی شخص کہے لہ علی عشرۃ انشاء اللہ تعالی تو قول مذکور سے دس درہمون کا اقرار سمجھا جائیگا
اور استثنائے مذکور باطل ہوگا اسلیے کہ وہ تعقیب الاقرار بما ینافیہ (اقرار کے بعد ایسے امر کا واقع کرنا
جو اوسکے منافی ہو) کے قبیل سے ہے جسکا مقبول نہونا قبل ازین مذکور ہوچکا ہے اور جن کلمات کے ساتھ
کہ قسم کھائی جاتی ہے وہ تین حرف ہین اول باء ہے جو اسمائے ظاہرہ (خواہ لفظ جلالہ ہو جیسے باللہ یا نحو
جیسے برب الکعبۃ اور بالرحمن اور خواہ اسم واجب تعالی ہو جیسا کہ مذکور ہوا یا اور کوئی اسم ہو جیسے
بالنجم والعصر الی غیر ذلک) اور اسمائے مضمرہ (جیسے بہ یا بک لافعلن کذا) دونون پر داخل ہوتا ہے
اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ حروف قسم مین یہی حرف اصل ہے دوم واو ہے جو فقط اسمائے ظاہرہ
(خواہ لفظ جلالہ ہو جیسے واللہ یا نحو جیسے والرحمن اور ورب الکعبۃ و خواہ منجملہ اسمائے باری تعالی ہو
جیسا کہ مذکور ہوا یا اور کوئی اسم ہو جیسے والعصر الی غیر ذلک) پر داخل ہوتا ہے اور اسم مضمر پر
داخل نہین ہوتا سوم تا ہے جو اسم مضمر پر مطلقاً داخل نہین ہوتا اور اسمائے ظاہرہ مین فقط لفظ جلالہ (اللہ)

ولو قال لا دخلت الا ان یشاء فلان فقال فلان قد شئت ان تدخل فقد سقط حکم الیمین لان الاستثناء من النفی اثبات ... وتعم الیمین وهل یدخل فی الاقرار فیه تردد والاشبه انه لا یدخل والحروف التی یقسم بها الباء والواو والتاء

داخل ہوتا ہو جیسے تاللہ تفتؤا تذکر یوسف یا تاللہ لاکیدن اصنامکم اور لفظ جلالہ کے علاوہ کسی
اسم پر داخل نہیں ہوتا اور ترب الکعبہ یا تالرحمن داخل ہوا ہو جسپر قیاس کرنا صحیح نہین ہو پس جبکہ کوئی شخص باللہ یا
واللہ یا تاللہ لافعلن کذا کہیگا تو اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص ارادہ قسم کے ساتھ
حرف قسم کا تلفظ نکرے (جیسے اللہ لافعلن کذا) بلکہ حرف قسم کو محذوف اور لفظ اللہ کو مجرور یا منصوب کرے
تب بھی اوسکی قسم منعقد ہوجائیگی اسلیے کہ لغت عرب سے کیفیت مذکورہ کے ساتھ حلف کرنیکی تجویز ثابت ہی
اور کلام حضرت رسالتمآب مین بھی وارد ہوا ہو وکان اللہ ما اردت الا واحدۃ اور اسمین تردد ہو
اسلیے کہ کیفیت مذکورہ کے ساتھ حلف کرنے پر عادت جاری نہین ہوئی بلکہ اوسکو خاص لوگون کے سوا کوئی جانتا بھی
نہین ہو اور اصل برأت ذمہ اور عدم تعلق احکام ہو لیکن باینہمہ قول مذکور سے یمین کا منعقد ہوجانا
اشبہ ہو اسلیے کہ استعمال مذکور صحیح ہو اور عموم ادلہ اوسکو شامل ہو اور اگر کوئی شخص لاھا اللہ فعلت
کہے تو داخل قسم ہوگا اسلیے کہ لغت مین عنوان مذکور کے ساتھ حلف کرنا صحیح و شائع ہو جسکی تقدیر
لا واللہ فعلت ہو اور لفظ ہا کلمہ تنبیہ ہو جو حرف قسم کے محذوف ہونے کی صورت مین اوسکے مقام پر
داخل کیا جاتا ہو اور آیا ایمن اللہ کہنے سے قسم منعقد ہوتی ہو یا نہین اسمین تردد ہو اسلیے کہ لفظ مذکور کے
تبع یمین ہونیکا احتمال ہو جیسا کہ کوفیین نے اختیار کیا ہو لہذا اوسی کی قسم ہوگی اور اسم حقتعالے کے ساتھ
نہوگی اور قبل ازین مذکور ہوچکا ہو کہ حلف باللہ کے سوا قسم منعقد نہین ہوتی اور شاید کہ قسم کا منعقد ہوجانا
اشبہ ہو اسلیے کہ وہ عرف مین قسم کے لیے موضوع ہو اور اسیطرح ایم اللہ اور من اللہ اور م اللہ مین بھی کلام ہو
اور انعقاد قسم اشبہ ہو اسلیے کہ الفاظ مذکورہ کے ساتھ قسم کھانا متعارف و شائع ہو **دوسرا امر حالف**
(قسم کھانیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور کامل العقل اور صاحب اختیار اور صاحب ارادہ ہونا انعقاد قسم مین شرط ہو
پس طفل صغیر (ممیز ہو یا نہو وہ دس سالہ ہو یا نہو) کی قسم منعقد نہوگی اسیطرح مجنون و مکرہ اور سکران کی قسم بھی منعقد نہین ہوتی
اسلیے کہ ان لوگون کے قصد کا کوئی اعتبار نہین ہو اور اسیطرح اوس شخص کی قسم بھی منعقد نہین ہوتی جسکا قصد

وکذا لو خفض و نوی القسم منصوبا او مرفوعا اللطف تجوز القسم علی تردد اشبہہ الانعقاد ولو قال لاھا اللہ کان یمینا وفی ایمن اللہ تردد من حیث هو ... یمین ... الانعقاد اشبہ لانہ موضوع للقسم بالعرف وکذا لو قال ایمن اللہ و من اللہ و م اللہ الثانی فی الحالف ویعتبر فیہ البلوغ وکمال العقل والاختیار والقصد فلا تنعقد یمین الصغیر ولا المجنون

اوسکے غیظ و غضب کیوجہ سے مرتفع ہوجائے اور اپنے نفس کا مالک نہ رہے اور اگر کوئی شخص باوجود غیظ و غضب کے اپنے نفس کا مالک رہے تو اوسکی قسم منعقد ہوگی اور انعقاد یمین مین قصد یمین کا متحقق ہونا ضرور ہے باین معنی کہ صیغہ یمین کے تلفظ کا قصد کرنا اور اوسکو بارادہ قسم واقع کرنا اوسکے انعقاد مین شرط ہو بناءً علیہ انعقاد کے لیے دو ارادون کی حاجت ہے اور تنہا صیغہ یمین کا قصد و ارادہ سے واقع کرنا وجوب کفارہ اور دیگر احکام کے ترتب مین کافی نہین ہے تا وقتیکہ اوسکے علاوہ یمین کا قصد بھی حاصل نہو اور جسطرح کہ مسلم کی قسم صحیح ہے اسیطرح کافر کی قسم بھی صحیح ہے اسلیے کہ عموم ادلہ اوسکو شامل ہے اور مسلم کیطرح کفار بھی احکام فرعیہ کے ساتھ مخاطب ہین بناءً علیہ اوسے مخالفت قسم کا گناہ بھی متعلق ہوگا جسطرح کہ سائر احکام کی مخالفت کا عذاب اوسے متعلق ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف مین فرمایا ہے کہ کافر کی قسم صحیح نہوگی اسلیے کہ کافر کو معرفت خدا حاصل نہین ہوتی جو اوسکی قسم کے معتبر ہونے کو مقتضی ہے اور جبکہ قسم کافر کی صحت کے قائل ہون تو آیا وہ صورت مخالفت اوس سے کفارہ کا دینا صحیح ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ کفارہ مین نیت قربت شرط ہے جو حق کافر مین غیر متصور ہے اور قسم مولود کے منعقد ہونے مین اوسکے والد کی اجازت شرط ہے پس اگر کوئی مولود بدون اپنے باپ کی اجازت کے قسم کھائیگا تو منعقد نہوگی اور اسیطرح عورت کی قسم بدون اوسکے شوہر کی اجازت کے منعقد نہین ہوتی اور اسیطرح مملوک کی قسم بدون اوسکے مالک کی اجازت کے منعقد نہین ہوتی ہان اگر ان تینون (ولد ـ عورت ـ مملوک) مین سے کوئی شخص کسی فعل واجب کے بجالانے یا کسی فعل قبیح کے ترک کرنے کی قسم کھائے تو بدون اجازت بھی منعقد ہوجائیگی اور اگر ان اشخاص مین سے کوئی شخص فعل واجب یا ترک قبیح کے علاوہ کسی اور فعل کے بجالانے یا ترک کرنے پر قسم کھائے تو باپ اور شوہر اور مالک کو اونکی قسم کے فسخ کردینے کا اختیار حاصل ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص قسم کے صیغہ صریحیہ کے ساتھ حلف کرے اور بعد ازان مدعی ہو کہ مین نے قسم کا ارادہ نہین کیا تو ظاہرًا اوسکا قول مقبول ہوگا اور باطنًا اوسکی نیت پر چھوڑ دیا جائیگا اسلیے کہ سرائر و بواطن پر علام الغیوب کے سوا

ولا الغضبان لمن يملك نفسه فينعقد اليمين بالقصد ... اليمين من الكافر ... من المسلم ... منه لتوقف صحته على التقرب ... القرينة ولا ينعقد من الولد مع والده الا مع اذنه وكذا اليمين المرأة

والمملوك الا ان تكون اليمين في فعل واجب او ترك قبيح ولو حلف احد الثلاثة في غير ذلك كان للاب والزوج والمالك حل اليمين ولا كفارة ولو حلف بالصيغة الصريحة وقال لم ارد اليمين قبل منه ودين بنيته

* * * *

کسی شخص کو اطلاع نہین ہو سکتی **تیسرا امر متعلق یمین کے بیان مین** اور اوسمین کئی مطلب ہین **پہلا مطلب**
کسی امر گذشتہ پر حلف کرنے سے قسم منعقد نہین ہوتی خواہ کسی امر کی نفی پر حلف کیا جائے یا اثبات پر اور
ایسی کو یمین غموس بھی کہتے ہین اور اوسکی مخالفت سے کفارہ واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسمین از راہ عمد کذب کا
ارتکاب کیا جائے البتہ کسی امر آئندہ پر حلف کرنے سے قسم منعقد ہوتی ہے بشرطیکہ جس امر پر حلف کیا ہو یا
واجب ہو جیسے نماز فریضہ کا بجا لانا یا روزہ واجب کا رکھنا یا مندوب ہو جیسے نماز نافلہ یا اوسکے
روزہ کا بجا لانا یا ترک قبیح (فعل حرام کا چھوڑ دینا) ہو جیسے زنا و سرقہ وغیرہ یا ترک مکروہ ہو جیسے درخت میوہ دار
کے نیچے پیشاب کرنا یا ترک مباح ہو خواہ اوسکا فعل و ترک مساوی ہو یا اوسکے ترک کو فعل پر بحسب دنیا رجحان
(مزیت) حاصل ہو اور جبکہ بشرائط معتبرہ کسی شخص کی قسم منعقد ہو جائے تو وہ بصورت مخالفت گنہگار ہوگا
اور اوسپر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اوس مباح کے ترک پر حلف کرے جسکے فعل کو بحسب دین یا دنیا
رجحان حاصل ہو تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکی مخالفت مین کفارہ لازم نہوگا جیسے شوہر کا اپنی زوجہ کیلیے
ترک عقد یا ترک تسری (کنیز کا حرم بنانا) پر یا عورت کا ترک عقد پر حلف کرنا اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے
شوہر کے ساتھ خارج نہونے پر حلف کرے اور بعد ازان خارج ہونے کیطرف اوسکو احتیاج ہو تو اوسکی
قسم بھی منعقد نہوگی اور مخالفت مین کفارہ لازم نہوگا اور فعل غیر پر حلف کرنے سے قسم منعقد نہین ہوتی
مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے باللہ لتفعلنّ (قسم بخدا کہ تو فلان کام کریگا) تو مقسم علیہ
(جسے قسم دیگئی ہو) اور مقسم (قسم دینے والا) مین سے کسیکے حق مین بھی قسم منعقد نہوگی اور اس قسم کو
یمین مناشدہ کہتے ہین اور اسیطرح کسی امر محال پر بھی قسم منعقد نہین ہوتی جیسے واللہ لاصعدنّ السماء
(قسم بخدا کہ مین آسمان پر صعود کرونگا) بلکہ ایسی قسم لغو و باطل ہوگی البتہ امر ممکن الوقوع پر منعقد ہوتی ہے اور اگر
کوئی شخص کسی امر راجح پر حلف کرے بعد ازان اوسکے بجا لانے سے عاجز ہو جائے تو اوسکی قسم منحل (کشادہ)
ہو جائیگی مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لاحجنّ فی ہذہ السنۃ (قسم بخدا کہ مین اسی سال مین حج کرونگا) اور بعد ازان

اوسکو جج کے بجالانے پر قدرت نہ ہے تو اوس سے حکم قسم برطرف ہو جائیگا دوسرا مطلب
اوس قسم کے بیان مین جو ماکل (کھانے کی چیزین) و مشارب (پینے کی چیزین) سے متعلق ہوتی ہو اور اوس مین
کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی خاص گوسفند کے شیر یا گوشت کے نہ پینے یا نہ کھانے پر حلف کرے
تو اوسپر وفا کرنا لازم اور در صورت مخالفت کفارہ واجب ہوگا بشرطیکہ اوسکے ترک فعل مین تساوی کی
جانب قسم کو رجحان حاصل ہوا اور اگر وقت حلف اوسکی طرف احتیاج رکھتا ہو تو قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر
بعد حلف اوسکی طرف احتیاج حادث ہو تو حکم قسم برطرف ہو جائیگا اور گوسپند مذکور کی حرمت اوسکی اولاد مین
ساری نہوگی اسلیے کہ الفاظ قسم اوسکو شامل نہین ہین اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اوسکی اولاد مین بھی ساری
ہوگی اور اس قول کا مستند روایت عیسی بن عطیہ ہو جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو [97] قلت
لابی جعفر علیہ السلام انی الیت ان لا اشرب من لبن عنزی ولا اکل من لحمها فبعتها
وعندی من اولادها فقال لا تشرب من لبنها ولا تاکل من لحمها فانها منها اور اس
روایت کی سند بغایت ضعیف ہو اسیوجہ سے علمائے متاخرین نے اوسپر عمل نہین کیا پس اوسکا طرح کرنا یا
تاویل کرنا متعین ہو دوسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اوس طعام کے نہ کھانے پر حلف کرے جسکو زید نے خرید کیا ہو
تو اوس طعام کے کھا لینے مین حلف مذکور کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ زید و عمر دونون نے بشرکت خرید کیا
اسلیے کہ اس صورت مین طعام کو فقط زید نے خرید نہین کیا بلکہ ہر جز کے خرید کرنے مین عمرو بھی شریک رہا ہو اور
اگر وہ دونون طعام مذکور کو باہم تقسیم کر لین تب بھی یہی حکم ہوگا اسلیے کہ بعد تقسیم بھی ہر حصہ پر اون دونون کا
خرید کرنا صادق آتا ہو اور حصہ زید پر تقسیم ہونے کے بعد یہ صادق نہین آتا کہ اوسکو فقط زید نے خرید کیا ہو
اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ تقسیم مذکور مین ہر ایک زید کے بیچے ہوئے طعام کا دوسرے کے خرید کیے ہوئے طعام سے
تمیز دینا مقصود ہو پس اون دونون مین سے ہر ایک کو طعام مذکور کا جو حصہ حاصل ہوا ہو اوسپر فقط اوسی کے
خرید کیے ہوئے طعام کا اطلاق ہوتا ہو اور اگر زید و عمر مین سے ہر ایک شخص ایک طعام کو تنہا خرید کرے بعد ازان

المطلب الثاني في الايمان المتعلقة بالماكل والمشرب وفيه مسائل الاولى ... [illegible]

اوسکو باہم مخلوط کردین تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر دونون مین سے زائد از نصف کو کھائیگا تو حانث
(قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہو جائیگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ جبتک نصف طعام کو نکھائیگا اوسوقت تک
محلوف علیہ (جسکی ترک پر قسم کھائی ہو) کے ارتکاب کا علم حاصل نہوگا اور اگر کوئی شخص خرمائے معین کے کھانے پر
حلف کرے بعد ازان وہ خرما اور خرمون مین اسطرح مخلوط ہو جائے کہ تمیز باقی نرہے تو وہ اوسوقت تک حانث
نہوگا جبتک کہ جملہ خرمون کو نہ کھائے یا بالخصوص اوسی خرمہ کے کھانیکا یقین حاصل نہو جسکے ترک پر حلف کیا تھا
اسلیے کہ ان دونون صورتون کے علاوہ کسی صورت مین ارتکاب محلوف علیہ کا علم نہین ہو سکتا اور
اصل عدم ہو اور اگر اون خرمون مین سے بعض خرمے تلف ہو جائین تو باقی خرمون کے کھانے سے قسم کی
مخالفت لازم نہ آئیگی بشرطیکہ باقی خرمون مین خرمائے محلوف علیہ کے موجود ہونیکا علم نہو تیسرا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص حلف کرے کہ مین اس طعام کو کل کے روز کھاؤنگا بعد ازان طعام مذکور کو اوسی روز کھالیوے
تو حانث ہوگا اسلیے کہ قسم کی مخالفت متحقق ہو اور اوسپر بالفعل کفارہ واجب ہوگا اور اوسکے
وجوب مین دوسرے روز کا انتظار کرنا شرط نہوگا اور اگر دوسرے روز کے قبل یا اوسیکے اثنا مین خود
حالف کی جہت سے وہ طعام تلف ہو جائے تب بھی قسم کی مخالفت متحقق ہوگی اور کفارہ لازم ہوگا اور
اگر وہ طعام اوسکے علاوہ اور کسیوجہ سے تلف ہو جائے تو کفارہ لازم نہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کہے
واللہ لا شربت من ماء الفرات (یعنی خدا کی قسم مین آب فرات سے نپیونگا) تو آب فرات کے پینے سے قسم کی مخالفت
لازم آئیگی خواہ فرات پر دہن جھکا کر اوسمین سے پانی پیے یا چلو مین لیکر یا کسی ظرف مین بھر کر پیے اور بعض علما نے
فرمایا ہو کہ فقط دہن جھکا کر پینے کی صورت مین مخالفت لازم آئیگی لیکن قول اول پر عرف شاہد ہو بلکہ لغت سے بھی
اسی کی تائید ہوتی ہو اسلیے کہ لفظ من ماء الفرات مین کلمہ من ابتدا کے لیے ہو جس سے فرات کا مبدء شرب
ہونا مفہوم ہوتا ہو خواہ بواسطہ ہو یا بدون واسطہ بلکہ آیہ شریفہ ان اللہ مبتلیکم بنہر فمن شرب منہ ہو محمول حقیقی
الا من اغترف غرفۃ بیدہ سے بھی اسیکی تائید ہوتی ہو اسلیے کہ استثنا کا استثنائے متصل مین استعمال کرنا حقیقت ہو

پس اوسی پر محمول ہوگا بنا بر اعتبار عادت کا چہرہ مین سر پہنچا بھی نہ ہے پیچھے مین حقیقۃ داخل ہوگا اور اوسکا
استثنا نے منقطع پر محمول کرنا از قبیل مجاز کو مستلزم ہو پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت
رؤساً (قسم بخدا کہ مین سرون کو نکھاونگا) تو لفظ رؤس کا اطلاق اون سرون کیطرف متصرف ہوگا جسکے
تنہا کھانے پر بنا بر عادت جاری ہو جیسے سر گاو (گاے کی سری) یا سر گوسپند (بکری یا بھیڑی کی سری)
یا سر شتر (اونٹ کی سری) اور پرندون اور مچھلیون اور ٹڈیون کے سرون مین قسم کی مخالفت لازم
نہ آئیگی اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ لفظ رؤس لغت کے اعتبار سے جملہ رؤس مین حقیقت ہو اور شاید کہ
رؤس مذکورہ کیطرف اوسکے منصرف ہونیکا منشا اختلاف عادت ہو جو باختلاف زمان و مکان مختلف
ہوتی ہو اور اوسکا منشا حقیقت عرفیہ نہین ہو تاکہ حقیقت لغویہ پر مقدم کیجائے اوسیطرح اگر کوئی شخص
کہے واللہ لا اکلت لحماً (قسم بخدا کہ مین گوشت کو نکھاونگا) تو اس قول مین بھی وہی کلام جاری ہوگا جو
قول سابق مین جاری تھا لیکن بنا بر ہر ایک گوشت کے کھانے کا مخالفت قسم کو مستلزم ہونا قوت رکھتا ہو
اسلیے کہ لفظ گوشت کا ہر گوشت کو شامل ہونا باعتبار عرف و لغت واضح ہو بنا بر اعلیہ مچھلی اور ٹڈی وغیرہ کا
گوشت بھی محلوف علیہ مین داخل ہوگا اور اوسکے کھانے سے قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص کہے
واللہ لا اکلت شحماً (قسم بخدا کہ مین چربی کو نکھاونگا) تو شحم ظہر (وہ سفید چربی جو پشت کے گوشت سے ملی ہوئی
اور اوسکی پرت چڑھی رہے) تو محلوف نہین ہوتی اسکے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر قائل ہو
کہ باعتبار عادت کے اسمین قسم کی مخالفت لازم آئیگی تو خوب ہو اسلیے کہ اسم شحم اوسپر صادق آتا ہو اگرچہ
اوسکی صحت اطلاق پر صادق نہین آتا اور اگر کوئی شخص کہے لا ذقت شیئاً فلاناً (قسم بخدا کہ مین فلان
شی کو نچکھونگا) بعد ازان شی محلوف علیہ کو چباکر تھوک دیوے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ قسم کی مخالفت
لازم آئیگی اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ چبانے سے اوسکے ذوق (چکھنا) کا تحقق ہو جاتا ہو چھٹا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت سمناً (قسم بخدا کہ مین روغن کو نکھاونگا) بعد ازان اوسکو روٹی کے ساتھ

کھالیوے توحانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکے کھانیکا تحقق ہوجاتا ہو اور
اسیطرح اگر اوسکو طعام پگداختہ کرے اور اوسکو ہتیا زباقی ہے تب بھی قسم کی مخالفت لازم آویگی اسلیے کہ اوسپر کھانا
صادق آتا ہو ہان اگر بدون طعام اوسکو گداختہ کرکے پیجاوے تو مخالفت قسم کی لازم نہ آنیکا احتمال قوی ہو اسلیے کہ
اوسکے پینے پر کھانا صادق نہین آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لبنًا (قسم بخدا کہ مین دودھ کو نکھاونگا)
بعد ازان اوسکے پنیر یا روغن یا مسکہ کو کھالیوے توحانث نہوگا اسلیے کہ اشیاے مذکورہ پر لبن صادق
نہین آتا **ساتوان مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت من ھذہ الحنطۃ (قسم بخدا کہ مین اس
گیہون مین سے نکھاونگا) بعد ازان طعام مذکور کا آٹا پیواکر یا ستو بنواکر استعمال کرے توحانث نہوگا
اسلیے کہ محلوف علیہ کا وہ اسم باقی نہین رہتا جو عنوان قسم تھا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت دقیقًا
(قسم بخدا کہ مین آٹے کو نکھاونگا) بعد ازان اوسکی روٹی پکواکر کھالیوے تب بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آویگی
اسلیے کہ روٹی پر آٹا صادق نہین آتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت لحمًا (قسم بخدا کہ مین گوشت
کو نکھاونگا) اور الیہ گوسپند کو تناول کرے توحانث نہوگا اسلیے کہ وہ مصداق لحم سے باعتبار عرف
خارج ہو اور آیا قلب و جگر کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم آویگی یا نہین اسمین تردد ہو اسلیے کہ ان دونون پر
گوشت صادق آتا ہو اور اطلاق لحم اونکے علاوہ باقی لحوم کیطرف منصرف ہوتا ہو **اٹھوان مسئلہ**
اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت بسرًا (قسم بخدا کہ مین خرماے خام وغیر پختہ کو نکھاونگا) بعد ازان خرماے
منصف (جسکا نصف پختہ ہوجاوے اور نصف خام رہے) کو کھالیوے توحانث ہوگا اسلیے کہ خرماے مذکور
کے نصف پر بسر صادق آتا ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت رطبًا (قسم بخدا کہ مین خرماے پختہ
وغیر خام کو نکھاونگا) بعد ازان خرماے منصف کو کھالیوے تب بھی حانث ہوگا اسلیے کہ خرماے مذکور
کے نصف پر رطب صادق آتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ دونون صورتون مین خرماے منصف کے
کھانے سے قسم کی مخالفت لازم نہ آویگی اسلیے کہ خرماے رطب و بسر مین سے کوئی خرما اوسپر حقیقۃً صادق نہین آتا

وکذا لو اذابه حنث علی الطعام و دقه مضغه الا لو حلف لا یاکل لبنا فاکل جبنا او سمنا او زبدا لم یحنث السابع لو حلف فقال لا اکل من هذه الحنطة فطحنها دقیقا او سویقا او خبزا لم یحنث وکذا لو حلف لا یاکل الدقیق فخبزه واکله وکذا لو حلف لا یاکل لحما فاکل الیة لم یحنث وهل یحنث باکل الکبد والقلب فیه تردد الثامن لو حلف لا یاکل بسرا فاکل منصفا او لا یاکل رطبا فاکل منصفا حنث وفیه قول آخر

کیونکہ باعتبار عرف کے رطب سے وہی خرما متبادر ہوتا ہے جسکا مجموع پختہ ہوا اور بسر سے وہ خرما متبادر ہوتا ہے جسکا مجموع خام ہوا اور یہ قول ضعیف ہے اور تبادر مذکور مسلم نہین ہے **نواں مسئلہ** اسم فاکہہ ہر اوس میوہ پر واقع ہوتا ہے جو طعام کے قبل یا بعد عادۃً کھایا جاتا ہے جیسے انار اور انگور اور رطب وغیرہ (جیسے ناشپاتی) پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت فاکہۃً (قسم بخدا کہ مین میوہ کو نکھاؤنگا) بعد ازان میوہ ہاے مذکورہ مین سے کسی میوہ کو کھالیوے تو حانث ہوگا اور آیا بطیخ (خربزہ) بھی داخل فاکہہ ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور لفظ ادام (سالن وغیرہ) ہر اوس شے پر صادق آتا ہے جو عادۃً روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہو اگرچہ نمک ہو خواہ مائع (رقیق) ہو جیسے شوربہ خرما وغیرہ یا غیر مائع ہو جیسے گوشت **دسواں مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماء ھذا الکوز (قسم بخدا کہ مین اس کوزہ کے پانی کو نہ پیونگا) تو اوس وقت تک حانث نہوگا جبتک کہ اوسکے کل پانی کو نہ پیوے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماءہ (قسم بخدا کہ مین اوسکے پانی کو نہ پیونگا) کہے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت ماء ھذا البئر (قسم بخدا کہ مین اس کنوئین کا پانی نہ پیونگا) تو بعض آب کے پینے مین قسم کی مخالفت لازم آویگی ایسلئے کہ درصورت تعین لفظ ماء نہر یا بئر کا کل آب کے ارادہ کرنے کیطرف منصرف کرنا ممکن نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بعض آب کے پینے کیوجہ سے قسم کی مخالفت لازم نہ آویگی اور یہ قول خوب ہے اسلیے کہ کل آب کے ارادہ کا ممکن نہونا بعض آب کے ارادہ کو مقتضی نہین ہے کیونکہ اسمین ظاہر لفظ کی مخالفت لازم آتی ہے غایۃ الامر یہ کہ حلف مذکور از قبیل واللہ لاصعدن السماء (قسم بخدا کہ مین آسمان پر ضرور چڑھونگا) ہوگا جو قسم کے عدم انعقاد کو مستلزم ہے **گیارھواں مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت ھذین الطعامین (قسم بخدا کہ مین ان دونون طعامون کو نکھاؤنگا) تو ایک طعام کے کھانے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آویگی جیسا کہ ظاہر ہے اسلیے کہ الطعامین سے مجموعہ طعامین متبادر ہین اور جو کہ عرف مین متعلق قسم ہے اور اصالت عدم صورت زائد کو مقتضی ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اکلت ھذا الخبز و ھذا الادام (قسم بخدا کہ مین اس روٹی کو اور اس مچھلی کو نکھاؤنگا) تب بھی اوسوقت تک قسم کی مخالفت لازم نہ آویگی جبتک

اون دونون (روٹی اور مچھلی) کو نکھائے اسلیئے کہ واو عاطفہ جمع کیواسطے آتی ہی جو الف تثنیہ کا حکم رکھتی ہی
اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیداً وعمراً (قسم بخدا کہ مین زید اور
عمرو سے کلام نکرونگا) بعد ازان اون دونون مین سے ایک شخص کے ساتھ کلام کیے تو حانث ہوگا
اسلیئے کہ واو عاطفہ فعل کے قائم مقام ہی پس گویا کہ قائل نے صورت مذکورہ مین لا کلمت زیداً
ولا کلمت عمراً کے ساتھ تلفظ کیا ہی لیکن قول اول صحیح تر ہی **بارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ
لا آکل خلاً (قسم بخدا کہ مین سرکہ نکھاؤنگا) بعد ازان اوسکو نان خورش قرار دے (یعنی اوسکو روٹی کے ساتھ کھائے)
تو حانث ہوگا اسلیئے کہ اس صورت مین کھانا صادق ہی جسطرح کہ اوسکے تنہا کھانے پر صادق آتا ہی اور اگر
سرکہ کو کسی طعام پختہ مین اسطرح شریک کردے کہ اوسکا اسم زائل ہوجائے تو حانث نہوگا خواہ اوسکے
اوصاف (ترشی وغیرہ) باقی رہین یا نرہین اسلیئے کہ اس صورت مین اوسپر سرکہ کا کھانا صادق نہین آتا
تیرھوان مسئلہ اگر کوئی شخص کہے واللہ لا شربت لک ماءً من عطش (قسم بخدا کہ مین تیری تشنگی
تیرا پانی نہ پیونگا) تو قول مذکور سے تحریم آب کا مراد لینا حقیقت ہی اور آیا قول مذکور سے تحریم طعام
بھی مراد ہوگی یا نہین پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مراد ہوگی کیونکہ اسپر عرف دلالت کرتی ہی جو لغت پر
مقدم ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مراد نہوگی اسلیئے کہ وہ فقط تحریم آب مین حقیقت ہی اور تحریم طعام
کے ارادہ کو باعتبار لغت شامل نہین ہی اور انعقاد قسم مین فقط ارادہ کافی نہین ہی **تیسرا مطلب**
اون مسائل کے بیان مین جو بیت (حجرہ) اور دار (مکان) سے مختص ہین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ**
جبکہ کوئی شخص کسی فعل (جیسے خرید و فروخت یا زراعت) کے بجالانے پر حلف کرے تو اوسمین ابتدا کرنے سے
حانث (قسم کی مخالفت کرنیوالا) ہوگا اسلیئے کہ اوسپر اسم محلوف علیہ صادق آتا ہی اور اوسکی استدامت
(مستمر اور باقی رکھنا) سے حانث نہوگا اسلیئے کہ استدامت پر اسم محلوف علیہ صادق نہین آتا بنا بر اوسکے اگر
کسی شخص نے قبل حلف اپنا مکان کرایہ پر دیا ہو اور بعد حلف اوسکا اجارہ کو فسخ نکرے تو حانث نہوگا البتہ

الواو العاطفة للجمع بالجملة لان فهي كالف التثنية فلو قال لا كلمت زيدا وعمرا فكلم احدهما حنث لان الواو تنوب مناب الفعل والاول اصح الحادية عشرة اذا حلف لا آكل خلا فاصطبغ به حنث ولو جعله في طبيخ فزال عنه التسمية لم يحنث الثالثة عشرة لو قال لا شربت لك ماء من عطش حقيقة في تحريم الماء وهل يتعدى الى الطعام [illegible] قيل نعم [illegible] المطلب الثالث في المسائل المتعلقة بالبيت والدار المسألة الاولى اذا حلف على فعل

اگر کوئی فعل کسی مدت کیطرف منسوب ہوتا ہو جیسے سکنۃ مرۃ (مین فلان مکان مین فلان مدت تک ساکن رہا)
یا رکبتہ مرۃ (مین فلان چوپایہ پر فلان زمانہ تک سوار رہا) تو اوسکی استدامت مین بھی اسیطرح حانث ہوگا
جسطرح کہ اوسکی ابتدا مین حانث ہوتا ہو پس جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا اجرت ھذہ الدار
(قسم بخدا کہ مین اس مکان کو اجارہ پر نہ دونگا) یا کہے واللہ لا بعت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس
مکان کو فروخت نکرونگا) یا کہے واللہ ما وھبت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان کو ہبہ نکرونگا)
تو ان جملہ صورتون مین اوسکی قسم ابتدائے فعل سے متعلق ہوگی اور اوسکی استدامت سے متعلق نہوگی اسلیے
اوسپر فعل محلوف علیہ صادق نہین آتا لکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا سکنت ھذہ الدار
(قسم بخدا کہ مین اس مکان مین سکونت نکرونگا) اور وہ مکان محلوف علیہ مین ساکن ہو یا کہے واللہ
ما اسکنت زیدا (قسم بخدا کہ مین فلان مکان مین زید کو ساکن نکرونگا) حالانکہ زید اوسی مکان مین ساکن ہو
تو استدامت سکنی (مکان مین رہنا) اور استمرار اسکان (مکان مین رکھنا) سے بھی حانث ہوگا اسلیے کہ
ان دونون (سکنی و اسکان) کی استدامت و استمرار پر بھی اسم محلوف علیہ اوسیطرح صادق آتا ہے جسطرح کہ
اوسکی ابتدا پر صادق آتا ہو پس بعد حلف اوس مکان سے خارج ہونے مین قسم کی موافقت حاصل ہوگی
اور اگر سکنی کے علاوہ اور کسی غرض سے (جیسے اسباب کا نقل کرنا) مکان محلوف علیہ کیطرف عود کریگا تو
حانث نہوگا اسلیے کہ اوسپر سکنی صادق نہین آتا اور استدامت لبس (پہننا) و رکوب (سوار ہونا) مین بھی یہی بحث
جاری ہوگی پس اگر کوئی شخص کسی کپڑے کے نہ پہنے یا کسی چوپایہ پر سوار نہونے کی قسم کھائے تو اوسکی استدامت
و ابتدا مین کوئی فرق نہوگا اسلیے کہ وہ دونون (رہنا سوار ہونا) اون افعال مین داخل ہین جو مدت کیطرف منسوب
ہوتے ہین جیسے لبستہ شہرا اور رکبتہ شہرا اور اگر فعل تطیب (خوشبو لگانا) کی ابتدا و استدامت کا
بھی یہی حکم ہوگا یا نہین تردد ہو اسلیے کہ یہ فعل مدت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور تطیب شہرا یا لبستہ کہنا
صحیح نہین ہو بلکہ تطیب منذ شہر یا لبستہ کہنا صحیح ہو پس اوسکی استدامت پر حکم ابتدا جاری نہونا محتمل ہو اور

چونکہ اوسپر بعد حلف بھی اسم تطیب صادق آتا ہو اور اسیوجہ سے احرام مین اوسکی استدامت حرام ہو بعد استدامت پر
حکم ابتدا کے جاری ہونیکا احتمال ہو اور شاید کہ اوسکی استدامت سے مخالفت قسم کا لازم نہ آنا اشبہ ہو اسلیے کہ استدامت کی صورت
مین اوس سے تطیب کا سلب صحیح ہو اور احرام مین استدامت کے حرام ہونیکا بھی احتمال ہو پس اوسکا قسم پر قیاس کرنا
صحیح نہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلت دارا (قسم بخدا کہ مین داخل مکان نہونگا) تو ابتدائے دخول سے
حانث ہوگا اور اوسکی استدامت سے نہوگا اسلیے کہ اوسکی استدامت پر دخول مکان صادق نہین آتا اگرچہ
تا دیر اوسمین مقیم رہے بنا برآن علیہ اگر کوئی شخص قبل حلف کسی مکان مین موجود ہو بعد ازان اوسمین داخل نہونے پر
حلف کرے اور بعد حلف اوسمین ٹھیرا رہے تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے
واللہ لادخلت ھذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان اوسمین یا اوسکے
کسی حجرہ یا غرفہ (بالاخانہ) مین داخل ہو تو حانث ہوگا اگرچہ حانث سطح سے اوسمین نازل ہو اسلیے کہ ان جملہ صورتون مین
اسم دخول صادق ہو لیکن اگر کسی دوسرے مکان کی دیوار سے مکان محلوف علیہ کی سطح پر نازل ہو تو حانث نہوگا
اگرچہ مکان محلوف علیہ کی دیوارون نے اوسکا احاطہ کیا ہو اسلیے کہ اس صورت مین دخول مکان صادق
نہین آتا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لادخلت بیتاً (قسم بخدا کہ مین داخل حجرہ نہونگا) بعد ازان اوسکے
غرفہ مین داخل ہو تو حانث نہوگا اسلیے کہ اسم بیت اوسکو شامل نہین ہو اور دخول مکان اوسوقت
صادق آئیگا کہ جب اوسکی طرف مجموع بدن بطرح منتقل ہو کہ اگر اوسکا دروازہ بند کر دیا جائے تو اوسکے پیچھے
واقع ہو پس تنہا ہاتھ یا پاؤن کا داخل ہونا مخالفت قسم کا باعث نہوگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص حضری
(شہری) کہے واللہ لادخلت بیتاً (قسم بخدا کہ مین داخل حجرہ نہونگا) تو اوس حجرہ کے داخل ہونیمین
قسم کی مخالفت لازم آئیگی جسکو اہل حضر (شہری لوگ) بناتے ہین مٹی اور اینٹ اور پتھر اور لکڑی وغیرہ سے
بنایا جاتا ہو اسلیے کہ اونکے محاورات و اطلاقات مین لفظ بیت سے یہی حجرہ بنا در ہوتا ہو اور اوس حجرہ کے
داخل ہونیمین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جسکو کہ اہل بادیہ (صحرا نشین اور دیہاتی) بناتے ہین اور حیوانات کے بال اور

الثالثۃ اذا حلف لا دخلت بیتاً حنث بدخول بیت لحاضرۃ ولا یحنث بدخول بیت من شعر او ادم +

کمال وغیرہ سے بنایا جاتا ہو اسلیے کہ اونکے محاورات مین لفظ بیت اس حجرہ کو شامل نہین ہوتا البتہ اگر
کوئی بدوی (صحرا نشین) یا وہ شخص اپنے دخل بیت نہونے پر حلف کرے جسکو اہل بادیہ کے حجرون مین سکونت
کرنے کی عادت ہو تو دونون حجرون کے دخل ہونے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ اونکے محاورات
واطلاقات مین لفظ بیت اون دونون کو شامل ہو اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زید یا
(قسم بخدا کہ مین مکان زید مین دخل نہونگا) یا کہے واللہ لا کلمت زوجتہ (قسم بخدا کہ مین زید کی زوجہ
سے کلام نہ کرونگا) یا کہے واللہ لا استخدمت عبدہ (قسم بخدا کہ مین غلام زید سے خدمت نہ لونگا)
تو ان تینون صورتون مین فعل محلوف علیہ کی حرمت ملک زید کی تابع ہوگی پس اگر بجملہ اشیائے مذکورہ کوئی شی
ملک زید سے خارج ہوجائے (مثلاً زید اپنے مکان کو فروخت کردے یا زوجہ کو طلاق دیدے یا غلام کو
آزاد کردے) تو افعال محلوف علیہا جن امور کے ترک پر حلف کیا ہی کی حرمت زائل ہوجائیگی لیکن اگر
کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دار زید ہذہ (قسم بخدا کہ مین زید کے اس مکان مین داخل نہونگا)
تو اس مکان سے حرمت متعلق ہوگی اگرچہ اوسکی ملک سے خارج بھی ہوجائے اسلیے کہ لفظ ہذہ سے محلوف علیہ
کی تعیین ہوجاتی ہو لہذا اوسی کا اعتبار کیا جائیگا اور اضافت زید کا لحاظ ساقط ہوگا اور بعض علما ان تینون صورتون
مین بھی اسی حکم کے قائل ہوئے ہین اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ لفظ مذکور مین دو قیدون (اضافت وتعیین) کا
اجتماع ہوتا ہو اور یہ مجموعہ اس صورت مین باقی نہین رہتا جبکہ مکان مذکور اوسکی ملک سے خارج ہوجائے کیونکہ فقط
تعیین باقی رہتی ہو اور اضافت زائل ہوجاتی ہو اور انتفائے مجموع مین احد جزو مرکب کا باطل ہونا کافی ہو بنا بران مکان مع
ملک زید کے زائل ہونیکے بعد داخل ہونے سے بصورت سابقہ بطریق قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی چوتھا مسئلہ
جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت دارا (قسم بخدا کہ مین کسی مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان کسی خالی
زمین مین داخل ہو جسپر قبل ازین کوئی مکان بنا ہوا تھا تو حانث نہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم دار (مکان)
صادق نہین آتا لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت ہذہ الدار (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین داخل نہونگا) بعد ازان

وبعضہا بیت بہا
البدوی ومن لہ عادۃ
السکنا او لو حلف لا دخلت
دار زید ابدا او لا کلمت
زوجتہ او لا استخدمت
عبدہ فان الحرمۃ تتبع الملک
فمتی خرج شیء من
ذلک عن ملکہ زال التحریم
اما لو قال لا دخلت دار
زید ہذہ تعلق التحریم
بالعین ولو زال الملک وفیہ
قول آخر بالمساواۃ وہو حسن
الرابعۃ اذا حلف لا دخلت
دارا فدخل براحا کان دارا
وبعضہم اما لو لا دخلت
ہذہ الدار فصارت
براحا قال الشیخ لا یحنث
وفیہ اشکال من حیث
تعلق الیمین بالعین فان
اعتبار بالوصف ولو حلف
لا دخلت ہذہ الدار من
ہذا الباب

وہ مکان منہدم ہوجائے اور خالی زمین (بےمکان) باقی رہجائے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکے داخل ہونے مین بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ بالفعل وہ پر اسم دار صادق نہین آتا اور آسمین اشکال ہو اسلیے کہ تعریف کے مین اوسکی قسم مین جو متعلق ہو جسپر لفظ بیت دلالت کرتا ہو پس وصف مکانیت کا اعتبار نکیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلت ہذہ الدار من ہذا الباب (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین فلان دروازہ سے داخل نہونگا) بعدازان اوسی دروازہ سے داخل مکان ہو تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر اوس دروازہ (بازو اور چوکھٹ وغیرہ) کو اوکھاڑ کر مکان مذکور کے کسی دوسرے منفذ کیطرف منتقل کردے اور دروازہ اول کے منفذ سے داخل مکان ہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ حانث ہوگا اسلیے کہ جس دروازہ کو کہ اوسکی قسم شامل تھی (یعنے پہلے دروازہ کا منفذ) وہ بحالہ باقی ہو اور خشب موضوع (بازو اور چوکھٹ وغیرہ جو منفذ مین نصب کی جاتی ہو) کا کوئی اعتبار نہین ہو اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ اسم باب سے عرفاً فقط وہ منفذ مفہوم ہوتا ہو جسکی طرف دخول مکان مین احتیاج ہوتی ہو اور مجموع منفذ وخشب یا تنہا خشب اوسکے مفہوم عرفی سے خارج ہو اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخلت ہذہ الدار من بابہا (قسم بخدا کہ مین اس مکان مین اوسکے دروازہ کی راہ سے داخل نہونگا) بعدازان مکان مذکور کے لیے کوئی دروازہ جدید بناکر اوسکی راہ سے داخل مکان ہو تو حانث ہوگا اسلیے کہ مکان مذکور کیطرف اوسکی نسبت متحقق ہو کیونکہ جدید پر بھی اوسکے دروازہ صادق آتا ہو پانچوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا دخلت (قسم بخدا کہ مین فلان مقام مین داخل نہونگا) یا کہے واللہ لا اکلت (قسم بخدا کہ مین فلان شے کو کھاؤنگا) یا کہے واللہ لا لبست (قسم بخدا کہ مین فلان پارچہ کو نہ پہنونگا) تو حلف مذکور فعل محلوف علیہ کے دائمی ہونے کو مقتضی ہوگا اسلیے کہ حالت اطلاق مین لفظ نفی کا سلب ماہیت پر حمل کرنا لازم ہو جو بدون دوام حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ اسی بنا پر نہی کا مقتضی تکرار ہونا فن اصول مین ثابت ہوا ہو پس اگر صاحب حلف مدعی ہو کہ مینے افعال مذکورہ کے تا مدت معینہ ترک کرنیکا قصد کیا ہو تو باعتبار ظاہر اوسکا قول مقبول ہوگا اور باعتبار باطن ...

ان دخلها بعد ما
حنث ولو تحول الى
عنها الى باب حادث
لا يحنث لان الباب
الذي تناوله اليمين
باق على حاله ولا
اعتبار بالخشب
الموضوع ولو عين
ولو قال لا ادخلت
هذه الدار من بابها
فدخلها من باب
حادث
حنث لان
الانتساب
متحققة
الخامس مسئلة
اذا حلف لا دخلت
او لا اكلت او لا
لبست اقتضى
...

چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل علی زید بیتاً (قسم بخدا کہ مین زید پر کسی حجرہ مین داخل نہونگا)
بعد ازان زید و عمرو کسی حجرہ مین مجتمع ہون اور اوسکو زید کا حجرہ مین موجود ہونا مجہول ہو اور اون
دونون پر داخل ہونا اوسکو زید کا اوسمین موجود ہونا معلوم ہو لیکن از راہ نسیان (بھولکر) اون دونون پر
وارد ہو تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ صورت جہل و نسیان مین حکم یمین باطل ہوجاتا ہو اور اگر
اوسکو زید کا اوسمین موجود ہونا معلوم ہوا اور باوجود تذکر (یاد ہونا) قسم کے اون دونون پر داخل ہوتو حانث
ہوگا خواہ اوسنے خصوص عمرو پر داخل ہونیکا قصد کیا ہو یا نکیا ہو اسلیے کہ زید پر داخل ہونا صادق آتا ہو کیونکہ
دخول حقیقت واحدہ ہو جو اختلاف مقاصد سے مختلف نہین ہوسکتی اور شیخ علیہ الرحمہ نے اسطرح تفصیل کی ہو کہ
اگر اوسنے اپنے داخل ہونیمین فقط عمرو پر داخل ہونیکا قصد کیا ہو اور زید کا اپنے قلب مین استثنا کر دیا ہو تو
قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اور اگر اوسنے زید کا استثنا نہین کیا تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے
دخول بھی قول کیطرح قابل تخصیص ہو اور اگر زید پر مسجد یا کعبۂ معظمہ مین داخل ہو تو آیا قسم کی مخالفت لازم آئیگی
یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ لازم نہ آئیگی اسلیے کہ صورت اطلاق مین باعتبار عرف کے مسجد خانۂ کعبہ مین
لفظ بیت شامل نہین ہو اور اسمین اشکال ہو وجود دعوائے عرف کی ممانعت ہو سکتی ہو یعنے ہم تسلیم نہین کرتے کہ نظر عرف مین
اسم بیت اون دونون کو شامل نہین ہو لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا کلمت زیداً (قسم بخدا کہ مین زید سے
ہمکلام نہونگا) بعد ازان اوس جماعت پر سلام کرے جسمین زید بھی موجود ہو اور اوسکا اپنے نیت سے استثنا کرلے
تو صحیح ہوگا اور اگر استثنا نکریگا تو قسم کی مخالفت لازم آئیگی بشرطیکہ اوسکو جماعت مذکورہ مین زید کے
موجود ہونیکا علم حاصل ہو اور باوجود تذکر یمین کے سلام کیا ہو چھٹا مسئلہ شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو
کہ کعبۂ معظمہ اور حمام پر اسم بیت واقع نہین ہوتا اسلیے کہ بیت سے وہ حجرہ مراد ہو جو مقابل سکنی (بغرض بود و باش)
بنایا گیا ہو اور اسمین اشکال ہو جو حق سبحانہ وتعالے ولیطوفوا بالبیت العتیق وغیرہ (جیسے ﷲ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع) سے معلوم ہوتا ہو اور حدیث مین وارد ہوا ہو نعم البیت الحمام

اور نیز شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اسیطرح دہلیز (وہ مقام ہو جو دروازہ اور مکان کے درمیان داخل ہوتا ہی)
اور صفہ (وہ مکان مرتفع ہو جو بیرون عمارت بنایا جاتا ہو جسکو چبوترہ بھی کہتے ہین) پر بھی اسم بیت
صادق نہین آتا اسلیے کہ یہ دونون مقام بغرض سکنی بنا نہین کیے جاتے اور جو شخص کہ اون دونون مین سے
کسی مقام پر کھڑا ہوتا ہو اوسکو کہتے ہین کہ داخل بیت نہین ہوتا ان دونون کا باعتبار عرف اجزاے دار مین شامل ہو
چوتھا مطلب مسائل عقود کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** لفظ عقد عرف فقہا مین
ایجاب و قبول کا نام ہو (یعنے عقد کا ایجاب و قبول دونون مین استعمال کرنا حقیقت ہو اور تنہا ایجاب مین مجاز ہی)
پس اوسکے تحقق مین ان دونون (ایجاب و قبول) کا حاصل ہونا ضرور ہو بنا برین اگر کوئی شخص کہے واللہ
لابیعن (قسم بخدا کہ مین عقد بیع کو واقع کرونگا) تو اوسوقت تک قسم کی موافقت حاصل نہو گی جبتک کہ
ایجاب و قبول کا تحقق نہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لاھبن (قسم بخدا کہ مین عقد ہبہ کو واقع کرونگا)
تو اوسکے تحقق مین بھی ایجاب و قبول کا حاصل ہونا ضرور ہوگا اور تنہا ایجاب کافی نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ کی
ہبہ مین دو قول ہین ان دونون مین سے ایک قول یہ ہو کہ موافقت قسم کے حاصل ہونے مین تنہا ایجاب کا تحقق
ہونا کافی ہوگا اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو اسلیے کہ ہبہ بھی بیع کی طرح داخل عقود ہو جسمین قبول کا حاصل ہونا
بھی ضرور ہو **دوسرا مسئلہ** عقد کا اطلاق عقد صحیح کیطرف منصرف ہوتا ہو اور عقد فاسد کو شامل نہین ہوتا
پس اگر کوئی شخص عقد بیع کے واقع کرنے پر حلف کرے تو موافقت قسم کے حاصل ہونے مین بیع صحیح کا واقع ہونا
ضرور ہوگا اور بیع فاسد کا واقع کرنا کافی نہوگا اور اسیطرح بیع کے علاوہ باقی عقود مین بھی یہی حکم ہوگا
تیسرا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ لفظ ہبہ سے ہر وہ عطیہ مراد ہو جسمین تبرع (کسی شی کا بدون عوض
حوالہ کرنا) کی گئی ہو جیسے ہبہ (کسی شی کا بطور تحفہ دینا) اور نحلہ (کسی شی کا بخشش دینا) اور عمری (کسیکو مکان کی
سکونت کا تاحیات عطا کرنا) اور وقف (اصل کا باقی رکھنا اور اوسکے منافع کا دواما مباح کرنا) اور صدقہ
(کسی شی کا قربۃ الی اللہ عطا کرنا) اور ہم بھی حکم اسم ہبہ کا اشیائے مذکورہ کو شامل ہونا لکھدیا ہو ر نظر مین شیخ

اسلیے کہ یہ دونون (عمریٰ و نحلہ) فقط عطائے منفعت کو شامل ہین اور لفظ ہبہ فقط عطائے عین کو متناول
(شامل) ہے اور وقف و صدقہ کے دخل ہبہ مین ہونیمین تردد ہے جسکا منشا یہ ہے کہ عرف مین ہر ایک کیلیے ایک اسم علحدہ
مقرر ہے چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے ترک کرنے پر حلف کرے تو اوسوقت تک حانث نہوگا
جبتک کہ اوسکی مباشرت (خود بجا لانا) نکرے پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ابیع ولا اشتری (قسم بخدا کہ مین
بیع و شرا نکرونگا) بعد ازان کسی شخص کو اوسمین وکیل کردے تو قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ مباشرت
مفقود ہے لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا بنیت بیتا (قسم بخدا کہ مین کسی حجرہ کو نہ بناؤنگا) بعد ازان اوسکے
حکم کرنے کے موافق یا اوسکے استیجار (اجیر کرنا) کرنے کے بعد مزدور لوگ اوسکی بنا کرین تو بعض علمانے فرمایا کہ
حانث ہوگا اسلیے کہ مکان وغیرہ کے بنانے مین باعتبار عرف مباشرت کا اعتبار نہین ہوتا بلکہ مزدورون کا
فعل اوسی کا فعل شمار کیا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ حکم کا اعتبار ہوتا ہے اور یہ ارادہ اگرچہ مجازی ہے لیکن شائع اور
متعارف ہے جسپر عند الاطلاق حمل کرنا متعین ہے لیکن صورت مذکورہ مین اوسکا حانث نہونا بوجہ تعین ہے
اسلیے کہ وہ مباشر نہین ہے اور اوسوقت تعارض معنی شائع کا معنی حقیقی پر مقدم ہونا مسلم نہین ہے اوسیطرح
اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ضربت (قسم بخدا کہ مین ضرب نہ لگاؤنگا) بعد ازان کسیکو ضرب کا حکم کرے تو
حانث نہوگا اسلیے کہ وہ مباشر نہین ہے اور اگر عدم ضرب پر کوئی بادشاہ حلف کرے اور خود مباشر ضرب نہو
تو آیا قسم کی مخالفت لازم آئیگی یا نہین اسمین تردد ہے لیکن مخالفت قسم کا بدون مباشرت لازم نہ آنا اصل
قاعدہ کے موافق ہے اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لا استخدم زیداً (قسم بخدا کہ مین زید سے کام نہ لونگا) بعد
بعد ازان زید بدون اجازت اوسکی خدمت کرے تو حانث نہوگا اسلیے کہ باب استفعال کا طلب فعل مین استعمال کرنا
حقیقت ہے جو بصورت فرض مفقود ہے اور اگر کوئی شخص بیع و شرا (خرید و فروخت) نکرنے پر حلف کرے
بعد ازان کسی دوسرے شخص کیطرف سے بیع و شرا کرنے مین وکیل ہو تو آیا حانث ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے
لیکن اوسکا حانث ہونا اقرب ہے اسلیے کہ بیع و شرا متحقق ہو رہے لفظ بیع و مشتری مشتق ہوتا ہے کیونکہ لفظ

بیع وشراء کا مصداق مطلق خرید وفروخت ہی خواہ مشتری اوسکو اپنے لیے واقع کرے یا کسی دوسرے کے لیے **پانچواں مسئلہ** اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعنّ الخمر (قسم بخدا کہ مین شراب فروخت کرونگا) بعد ازان اوسکو فروخت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حانث نہوگا اسلیے کہ لفظ بیع سے بیع صحیح کا متبادر ہوتا ہی جو صورت فرض مین متعذر (دشوار) ہی اور اگر حانث ہونیکے قائل ہون تو خوب ہو اسلیے کہ ایسی صورت مین اوسکی قسم کا صورت بیع پر حمل کیا جائیگا اور اوسکا کلام از قبیل عبث نہوگا گویا کہ اوسنے صورت بیع کے واقع نکرنے پر حلف کیا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعنّ مال زید قہراً (قسم بخدا کہ مین زید کے مال کو قہراً فروخت نکرونگا) تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لابیعنّ الخمر (قسم بخدا کہ مین شراب کو فروخت کرونگا) تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اسلیے کہ شراب کا فروخت کرنا حرام ہی جسپر حلف کرنا صحیح نہین ہی کیونکہ متعلق یمین کا راجح یا مساوی ہونا اوسکے انعقاد مین شرط ہی جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا **پانچوان مطلب** مسائل متفرقہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی فعل کے واقع کرنے پر حلف کرے اور کسی وقت کو معین نکرے تو اوس وقت تک قسم کی مخالفت لازم نہین آتی جبتک کہ اوسکو اپنی وفات کا ظن غالب حاصل نہو یا مدت مذکورہ سے قبل اوسکا اوتنے زمانے مین واقع کرنا معین ہوگا جسمین کہ واقع ہوسکتا ہو مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لاقضینّ حقّہ (قسم بخدا کہ مین اوسکے حق کو ادا کرونگا) یا واللہ لاعطینہ شیئاً (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کو ایک شی عطا کرونگا) یا واللہ لاصومنّ (قسم بخدا کہ مین روزہ رکھونگا) یا واللہ لاصلینّ (قسم بخدا کہ مین نماز پڑھونگا) الی غیر ذلک **دوسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاضربنّ عبدی مائۃ سوط (قسم بخدا کہ مین اپنے غلام کو سو درے لگاؤنگا) تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ سو دُرّون کے عوض ایسی رسّی کی ایک ضرب کا لگانا کافی ہوگا جو سو شاخون پر مشتمل ہو اور اسکو ضغث بھی کہتے ہین لیکن قسم مذکور کا آلہ معتادہ (جسکی عادت جاری ہو) کے ساتھ ضرب لگانے کیطرف منصرف ہونا بعید نہین ہی جیسے سوط (کوڑا) اور خشب (لکڑی) ہان اگر آلہ معتادہ کے ساتھ ضرب لگانے مین

کوئی ضرر ہو مثلاً نفس مضروب کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو بجائے سو ضرب ضغث بھی کافی ہوگی یہ کلام
اوس صورت مین جاری ہوگا جبکہ حالف نے کسی مصلحت دینیہ کیوجہ سے اپنے غلام پر ضرب لگانیکا حلف کیا ہو
جیسے اقامت حدود یا تعزیر ماموربہ کے واقع کرنے پر حلف کرنا اور اگر کسی مصلحت دنیوی یعنی تادیب کرنے کے لیے
حلف کیا ہو تو عفو کرنا اولی ہے اور کفارہ بھی واجب ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکی قسم منعقد نہین ہوئی
کیونکہ متعلق یمین کا رجح یا مساوی ہونا شرط ہے جو محل فرض مین مقصود ہے اور اگر سو دُرون کے عوض ضرب ضغث
پر اکتفا کرنے کے قائل ہون تو جسم مضروب پر اوسمین ہر شاخ کے پہونچنے کا اعتبار کرنا شرط ہوگا اسلیے کہ بدون
اسکے ضرب ضغث صادق نہ آئیگا اور ہر شاخ کے پہونچنے مین حصول ظن کافی ہوگا اسلیے کہ ہر شاخ کے دفعۃً
پہونچنے مین علم کا حاصل ہونا خالی از دقت نہین ہے اور اوسکا جسم مضروب پر اسطرح واقع کرنا کافی ہوگا کہ اوسپر
نظر عرف مین ضرب لگانا صادق آئے اور فاعل کو ضارب کہنا درست ہو پس شاخون کا اوسکے جسم پر رکھدینا
کافی نہوگا اسلیے کہ اوسکو ضرب نہین کہتے تیسرا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا رکبت دابۃ العبد
(قسم بخدا کہ مین غلام کے چوپایہ پر سوار نہونگا) بعد ازان اوسپر سوار ہو تو حانث نہوگا اسلیے کہ اضافت کے
معنی حقیقی ملک ہین اور چوپایہ غلام در اصل اوسکی ملک نہین ہے اور اوسکا غلام کیطرف مضاف ہونا مجازی ہے
لیکن اگر کوئی شخص کہے واللہ لا رکبت دابۃ المکاتب (قسم بخدا کہ مین غلام مکاتب کے چوپایہ پر سوار نہونگا)
تو اوسکے چوپایہ پر سوار ہونے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اسلیے کہ آقا کا تصرف اوسکے مال سے بوجہ کتابت
منقطع ہو جاتا ہے اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اوسکی ملک کو استقرار نہین ہوا چوتھا مسئلہ لفظ بشارت
اوس خبر اول کے لیے موضوع ہے جو کسی مسرور کنندہ امر سے متعلق ہو پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا اعطین
من بشرنی بقدوم زید (قسم بخدا کہ مین اوس شخص کو فلان مال عطا کرونگا جو زید کے سفر سے واپس آنے کی
مجھکو بشارت دے) بعد ازان اوسکو قوم زید کی ایک جماعت دفعۃً بشارت دے تو اون سبکو استحقاق
حاصل ہوگا اور اگر اون مین سے ہر ایک شخص یکے بعد دیگرے بشارت دے تو عطیہ کا فقط مبشر اول کو استحقاق ہوگا

اسلیے کہ لفظ اوسکی خبر پر بشارت صادق آتی ہو اور اگر کوئی شخص کہے واللہ لاعطین من اخبرنی بقدوم زید
(قسم بخدا کہ مین اوس شخص کو فلان مال عطا کرونگا جو مجھکو زید کے سفر سے واپس آنے کی خبر دیگا) بعد ازان کئی شخص
یکے بعد دیگرے قدوم زید کی خبر دین تو ہر ایک کو عطیہ کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین مخبر ثانی
کی خبر بھی مخبر اول کیطرح مصداق خبر ہو اور یہ واضح ہو **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے اول من دخل
داری فلہ (جو شخص کہ میرے مکان مین ابتداءً داخل ہوگا اوسکو فلان مال کا استحقاق ہوگا) اور بعد قسم اوسکے
مکان مین ایک شخص داخل ہو تو اوسکو مال معین کے پانیکا استحقاق حاصل ہوگا اگرچہ اوسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص
داخل نہو اسلیے کہ اول سے وہ شخص مراد ہو جسکے قبل کوئی شخص داخل نہو خواہ اوسکے بعد کوئی شخص داخل ہو
یا نہو اور اگر کوئی شخص کہے اخر من یدخل داری فلہ کذا (جو شخص کہ میرے مکان مین سب کے بعد داخل ہو
تو اوسکو فلان مال کا استحقاق ہوگا) تو مال معین کے پانیکا اوس شخص کو استحقاق ہوگا جسکے بعد تا حیات حالف
(قسم کھانیوالا) کوئی شخص اوسکے مکان مین داخل نہو بشرطیکہ اوسکے قبل کوئی شخص داخل ہوا ہو اسلیے کہ صورت اطلاق
(اوسکا کسی وقت کے ساتھ معین نکرنا) صفت (جیسے دخل مکان ہونا) کا تا حال حیات موجود ہونا فرض لیا جائیگا
چھٹا مسئلہ جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لا شربت الماء (قسم بخدا کہ مین پانی نہ پیونگا) یا واللہ لا کلمت الناس
(قسم بخدا کہ مین لوگون سے کلام نکرونگا) تو جنس آب اور جنس انسان کی ہر فرد کو اوسکا حلف شامل ہوگا
ساتوان مسئلہ اسم مال ہر اوس شے پر واقع ہوتا ہو جو محل ملک ہو خواہ عین ہو یا دین اور خواہ
دین حال (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت نہو) ہو یا دین مؤجل جسکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) ہو اسلیے
لفظ مال باعتبار عرف ولغت ان تینون (عین - دین حال - دین مؤجل) کو شامل ہو پس جبکہ کوئی شخص کہے واللہ
لاتصدقن بمالی (قسم بخدا کہ مین اپنے کل مال کے ساتھ تصدق کرونگا) تو اوسوقت تک قسم کی موافقت
حاصل نہوگی جبتک کہ مجموع مال کے ساتھ تصدق نکریگا **اٹھوان مسئلہ** قرآن مجید پر اسم کلام واقع ہوتا ہو
اسلیے کہ کلام کا باعتبار عرف ولغت اون الفاظ پر اطلاق کیا جاتا ہو جو حروف ہجائیہ سے مرکب ہون بنا بر علیہ

اگر کوئی شخص ترک کلام پر حلف کرے تو قرآن شریف کی قرأت کرنے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ قرآن مجید پر عرفاً اسم کلام واقع نہین ہوتا اور اس قول مین اشکال ہو اسلیے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہو حتی یسمع کلام اللہ ہان اگر کوئی شخص ترک کلام پر حلف کرے تو لکھنے یا اشارہ کرنے مین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ یہ دونون (لکھنا۔ اشارہ کرنا) عرفاً اور لغۃً مصداق کلام سے خارج ہین **نوان مسئلہ** اسم حلی (زیور) ہر اوس زیور پر واقع ہوتا ہو جو باعتبار عادت زینت وغیرہ کی غرض سے پہنا جاتا ہو (جیسے سوار خلخال وغیرہ) بناءً علیہ خاتم (انگشتری) اور لولو (مروارید) پر بھی واقع ہوگا پس اگر کوئی شخص کہے واللہ لا البس الحلی (قسم بخدا کہ مین زیور کو نہ پہنونگا) تو اون دونون (خاتم۔ لولو) مین سے ہر ایک کے پہننے مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی **دسوان مسئلہ** لفظ تسری سے وطی کنیز مراد ہو اور آیا اوسکی مصداق مین وطی کے علاوہ تخدیر (چشم مردم سے پوشیدہ کرنا) کا بھی اعتبار ہو یا نہین اسمین نظر (بحث) ہو **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کہے واللہ لاقضین دین فلان (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کا دین ایک مہینہ تک ادا کرونگا) تو لفظ شہر باعتبار عرف اداے دین کے لیے غایت (انتہا) واقع ہوگا بناءً علیہ اوسکا انقضاے ماہ کے قبل ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص لفظ شہر کی جگہ لفظ الی حین یا الی زمان کا استعمال کرے مثلاً کہے واللہ لاقضین دین فلان الی حین (قسم بخدا کہ مین فلان شخص کا دین ایک وقت تک ادا کرونگا) تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ لفظ حین اور زمان کا اوس مدت پر حمل کیا جائیگا جسپر کہ اوسکا نذر صیام مین حمل کیا جاتا ہو پس لفظ حین کا چھ مہینے پر اور زمان کا پانچ مہینے پر حمل کیا جائیگا اسلیے کہ یہ عرف شرعی ہو جو وضع لغوی پر مقدم ہو اور اسمین اشکال ہو اسلیے کہ حمل مذکور مین موضع نقل اور مورد نص سے تعدی لازم آتی ہو اور قیاس کرنا ہمارے مذہب مین صحیح نہین ہو اور لفظ حین و زمان کی مدت مذکور مین حقیقت شرعیہ ہونا مسلم نہین ہو بناءً علیہ اگر لفظ مذکور سے موضع نقل کے علاوہ بواسطہ قرینت وغیرہ کسی مدت معینہ کا مراد ہونا معلوم ہو جائے فبہا و الا اوسپر لفظ مبہم (جسکی تعیین ہو سکتی ہو) کا حکم جاری کیا جائیگا اور تاوقت فوات اخیر زمین قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی اسلیے کہ اصل برات ذمہ ہو **بارھوان مسئلہ**

جو حنث (قسم کی مخالفت) کہ موجب کفارہ ہو وہ اپنے اختیار سے قسم کی مخالفت کرنے مین متحقق ہوتا ہو خواہ اوسی کے
فعل سے حاصل ہو یا کسی دوسرے کے مثلاً اگر کوئی شخص کہے واللہ لا ادخل بلداً (قسم بخدا کہ مین داخل بلد نہونگا)
بعد ازان اوسمین داخل ہوجائے یا اپنے اختیار سے اوس کشتی مین بیٹھ جائے جو اوسکو داخل بلد کردے یا حالت اختیار
مین کسی چوپایہ پر سوار ہوکر داخل بلد ہو یا کوئی شخص اوسکو اوسکی اجازت سے اپنی پشت پر لاد کر داخل بلد کرے تو
ان چارون صورتون مین قسم کی مخالفت لازم آئیگی و صورت اکراہ (مجبور کرنا) اور نسیان (بھول جانا) مین قسم کی
مخالفت لازم نہ آئیگی اور اسیطرح اوس صورت مین بھی قسم کی مخالفت لازم نہ آئیگی جبکہ محلوف علیہ (جسپر حلف
کیا جائے) کا علم نہو **چوتھا امر** لواحق یمین کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جملہ ایمان صادقہ
مکروہ ہین اور علی الخصوص یمین غموس مین کراہت شدید ہو بشرطیکہ مال قلیل پر واقع ہو ہان اگر کوئی شخص اوسکو
دفع مظلمہ کی غرض سے واقع کرے تو بدون کراہت جائز ہوگا اور بسا اوقات اوسکا واقع کرنا واجب ہوتا ہو
اگرچہ ارتکاب دروغ کو مستلزم ہو (مثلاً کسی نفس محترمہ کا استنقاذ اوسپر موقوف ہو) لیکن اس صورت مین حالف کو توریہ
(لفظ سے معنی غیر ظاہر کا ارادہ کرنا) کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ اوسکو جانتا ہو اسلیے کہ ارتکاب دروغ سے حتی الامکان
اجتناب واجب ہو اور اگر توریہ کو نجانتا ہو یا کسیوجہ سے (جیسے حاکم کا تعجیل کرنا) خصوص مقام پر توریہ کرنا
ممکن نہو تو اوسکو قسم دروغ کا ارتکاب کرنا جائز ہوگا اور بعوض دروغ حلفی اوس سے گناہ یا کفارہ متعلق نہوگا
مثلاً کسی انسان کے نفس یا مال یا آبرو سے بذریعہ حلف کسی ظالم کا دفع کرنا مطلوب ہو **دوسرا مسئلہ**
اگر کوئی شخص خدا تعالی یا اوسکے رسول سے برات (بیزاری) کرنے پر حلف کرے تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور وقوع مخالفت
سے کفارہ واجب نہوگا ہان گنہگار رہیگا اگرچہ اپنی قسم مین صادق بھی ہووے اسلیے کہ اخبار کثیرہ مین اوسکی ممانعت
اور شدت عقوبت مذکور ہوئی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ صفت مذکور کیوجہ سے صورت مخالفت مین
کفارہ ظہار لازم ہوگا اور قول ثانی کی کوئی شاہد معتبر نہین پایا اور توقیع حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مین
(جو محمد بن یحیی کے پاس صادر ہوئی ہی) وارد ہوا ہو کہ دس مسکینون کا کھانا کھلانا اور استغفار کرنا لازم ہوگا

النظر الرابع في اللواحق وفيه مسائل الاولى الايمان الصادقة كلها مكروهة وتتاكد الكراهة في الغموس على اليسير من المال

اور اگر کوئی شخص کہے انا یہودی ان کان کذا یا کہے انا نصرانی ان کان کذا (مین یہودی یا نصرانی ہون اگر
فلان امر واقع کرون) تو اوسکی قسم منعقد نہوگی اور اوسکا یہ قول لغو قرار پائیگا **تیسرا مسئلہ** کفارہ یمین
اوسوقت تک لازم نہین ہوتا جبتک کہ اوسکی مخالفت نکرے اور اگر قبل مخالفت کوئی شخص کفارہ کو ادا کریگا
تو کافی نہوگا اسلیے کہ وہ عبادت ہے جسکا قبل وقت واقع کرنا مجزی نہین ہے **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی قسم کے
کفارہ کو کسی قریب ایسے شخص کے حوالہ کرے جسکا نفقہ اوسپر واجب ہو اور اوسکے قریب واجب النفقہ ہونیکا علم رکھتا ہے
تو کافی نہوگا اور اگر علم نرکھتا ہو اور بعد اجتہاد (دریافت احوال مین سعی کرنا) اوسکے حوالہ کرے اور پھر اوسکا
قریب واجب النفقہ ہونا ظاہر ہو تو اوسپر کفارہ کا دوبارہ ادا کرنا لازم نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنی قسم کے
کفارہ کو کسی ایسے شخص کے حوالہ کرے جسکا فقیر ہونا اوسکو مظنون ہو بعد ازان اوسکا غنی (مالدار) ہونا
ظاہر ہو تب بھی کفارہ کا دوبارہ ادا کرنا واجب نہوگا اسلیے کہ احوال باطنہ پر مطلع ہونا عسیر (مشکل) ہے
پانچوان مسئلہ تکفیر بالکسوۃ (کپڑے کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا) مین وسی پارچہ کا حوالہ مستحق کرنا کافی ہوگا جسپر
اسم ثوب (پارچہ) صادق آئے (جیسے کرتہ پائجامہ عمامہ قبا چادر ردا وغیرہ وغیرہ) پس اگر کوئی شخص بعوض کفارہ
کوئی ٹوپی یا موزہ کسی مستحق کے حوالہ کرے تو ادائے کفارہ مین کافی نہوگا اسلیے کہ اوسپر اسم کسوت صادق نہین آتا اور
ادائے کفارہ مین پارچہ شستہ کا حوالہ کرنا بھی کافی ہے اسلیے کہ اسم ثوب کسوت اوسکو شامل ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص
وفات پائے اور اوسپر کفارہ مرتبہ لازم ہوا اور اوسکی نسبت وصیت نکرے تو بعوض کفارہ اوسکے ترکہ مین سے
ایسے اقل کے آزاد کرنے پر اقتصار کرنا لازم ہوگا جو ادائے کفارہ کے لیے کافی ہو اور اسم رقبہ اوسکو شامل ہو تو کہ وارث
کی حق تلفی بھی نہونے پائے اور اگر کوئی شخص بعوض کفارہ اوسقدر قیمت کے ساتھ وصیت کرے جو اقل رقبہ سے
زائد ہو اور اوسکے ورثہ اجازت دین تو قدر مجزی (کافی) کی قیمت اصل متروکہ سے اور قدر زائد کی ثلث
سے خارج کیجائیگی اور اگر اوسکے ذمہ پر کوئی کفارہ مخیرہ لازم ہو تو خصال کفارہ مین سے اوس خصلت کے ساتھ
کفارہ دینے پر اقتصار کرنا واجب ہوگا جسکی قیمت بہ نسبت باقی خصال کے کمتر ہو اور اگر کوئی شخص کسی اعلیٰ قیمت

کے ساتھ وصیت کرے اور اوسکے ورثہ اجازت نہین او ثلث متروکہ مین قدر تفاوت کے خارج ہونے کی گنجائش ہو
تو ہمین کوئی کلام نہین ہو والا اقل خصلہ کی قیمت کا اصل متروکہ سے خارج کرنا اور باقی متروکہ کے ثلث کا اخذ کرنا متعین ہوگا
پس اگر یہ دونون مقدارین (اقل خصلہ کی قیمت اور باقی ترکہ کا ثلث) اوسکی وصیت کے لیے کافی ہوا تو اوسکا
انفذ کرنا لازم ہوگا والا فقط اقل خصلہ پر اقتصار کیا جائیگا اور قدر زائد مین وصیت باطل ہوگی **ساتوان مسئلہ**
جبکہ کسی غلام کی قسم منعقد ہوجائے بعد ازان اپنے رقیق ہونے کی حالت مین اوسکی مخالفت کرے تو بجہۃ کفارت
مین فقط روزہ رکھنا اوسکا فرض ہوگا خواہ کفارات مخیرہ ہون یا مرتبہ اور اگر روزہ کے علاوہ کفی دوسری شی
(جیسے کسی رقبہ کا آزاد کرنا یا کسی فقیر کو لباس کا دینا یا کسی مسکین کو کھانا کھلا دینا) کے ساتھ اپنے کفارہ کو ادا کرے
اور اوسکے آقا نے اجازت نہ دی ہو تو کافی نہوگا اور اگر اوسکے آقا نے اجازت دی ہو تو کافی ہوگا اور بعض علما نے
فرمایا ہو کہ اجازت آقا کے بعد بھی کافی نہوگا اسلیے کہ وہ بعد تملیک (مالک کرنا) بھی کسی مال کا مالک نہین ہوتا ہو اور
قول اول صحیح تر ہو اور اسیطرح اگر غلام مذکور کا آقا اوسکی طرف سے اوسکی اجازت کے بعد کسی غلام کو آزاد کردے
تب بھی کافی اور صحیح ہوگا **آٹھوان مسئلہ** غلام کی قسم اوسوقت تک منعقد نہین ہوتی جبتک کے اوسکا آقا اجازت
نہ دے پس اگر کوئی غلام بدون اجازت آقا حلف کرے تو اوسپر کفارہ لازم نہوگا اگرچہ اپنی قسم کی مخالفت بھی کرے
خواہ آقا نے اوسکو مخالفت قسم کی اجازت دی ہو یا نہ دی ہو اسلیے کہ صورت مذکورہ مین اوسکی قسم منعقد نہین ہوئی ہے
لہذا اوسکی مخالفت پر کفارہ اور گناہ بھی مترتب نہوگا لیکن اگر غلام کو اوسکا آقا حلف کرنے کی اجازت دے تو اوسکی
قسم منعقد ہوگی پس اگر بعد ازان وہ غلام بغیر آقا کی اجازت کے قسم کی مخالفت کرے اور کفارہ کو روزہ
رکھنے کے ساتھ ادا کرے تو آقا کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا اور اگر بدون اجازت اوسکی مخالفت کرے تو آقا کو
اوسکے منع کرنے کا اختیار ہوگا اگرچہ روزہ رکھنے سے اوسکا کوئی ضرر نہو جسطرح کہ باقی روزون مین اوسکو
منع کرنا صحیح ہو اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ کفارہ کا ادا کرنا منجملہ لوازم قسم ہو اور ملزوم کی اجازت اجازت لوازم کو مستلزم ہو
علاوہ برین روزہ رکھنا حق خالق ہو اطاعت مخلوق کی وجہ سے متروک نہین ہو سکتا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی غلام

اپنے آزاد ہوجانے کے بعد قسم کی مخالفت کرے تو اوسپر کفارہ کا بعض حریکطرح ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ وہ عبادت ہی جسمین وقت ادا کا اعتبار کیاجاتا ہی اور اسیطرح اگر مخالفت قسم کے بعد اور ادا کفارہ کے قبل آزاد ہوجائے تب بھی وقت ادا کا اعتبار کیاجائیگا اور وقت وجوب کا اعتبار نکیاجائیگا پس اگر موسر (مالدار) ہوگا تو اوسپر عتق مملوک یا لباس فقرا یا مساکین کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا معین ہوگا اور اوسکو روزہ رکھنے کے ساتھ کفارہ کا ادا کرنا اوسوقت تک کافی نہوگا جبتک کہ اطعام مساکین سے عاجز نہو یہ کلام کفارہ مرتبہ مین کہاگیا اور اگر مخیرہ ہو تو اوسکے خصال مین سے ہر ایک خصلت کے ساتھ کفارہ کے ادا کرنے مین مخیر ہوگا جسکو چاہے ادا کرے

کتاب النذر

نذر سے عرف فقہا مین کسی فعل (بجالانا) یا ترک (کسی ذریعہ یا ثمرہ وصدقہ کرنا تو وہ معلق ہو یا نہو) (چھوڑنا) کا بوجہ مخصوص التزام کرنا مراد ہی جسکا مشروع ہونا اجماع مسلمین اور سنت متواترہ کے علاوہ خصوص آیۂ شریفہ ولیوفوا نذورہم اور یوفون بالنذر سے ثابت ہی اور اس کتاب مین چار امر قابل ذکر ہین **پہلا امر** ناذر (نذر کرنیوالا) کے بیان مین اور اوسکا بالغ اور عاقل اور مسلم ہونا صحت نذر مین شرط ہی پس طفل و مجنون کی نذر صحیح نہوگی اور اسیطرح کافر کی نذر بھی صحیح نہوگی اسلیے کہ اوسکے حق مین نیت قربت متعذر (دشوار) ہی حالانکہ نیت قربت کا متحقق ہونا صحت نذر مین شرط ہی لیکن اگر کوئی کافر نذر کرنے کے بعد اسلام لے آئے تو اوسکو اپنی نذر پر وفا کرنا مستحب (سنت) ہوگا اور جبکہ کوئی عورت امور مستحبہ کے بجالانے کی نذر کرے تو اوسکی صحت مین اوسکے شوہر کی اجازت کا حاصل ہونا شرط ہوگا اور اسیطرح نذر مملوک کی صحت اوسکے آقا کی اجازت پر موقوف ہی پس اگر بدون اجازت اوسنے نذر کرنیکی مبادرت کریگا تو منعقد نہوگی اگرچہ تلفظ صیغہ کے بعد آزاد بھی ہوجائے اسلیے کہ وہ در اصل فاسد واقع ہوئی ہی اور اگر اوسکا آقا اجازت دیگا تو آیا صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن لزوم نذر شبہ ہی اور صحت نذر مین قصد کا متحقق ہونا بھی شرط ہی پس نذر مکرہ (جسکو مجبور کیا ہو) اور سکران (جسکی عقل نشہ کیوجہ سے زائل ہوگئی ہو) صحیح نہوگی اور اسیطرح اوس شخص کی نذر بھی صحیح نہوگی جسکا قصد بوجہ غیظ و غضب کے برطرف ہوجائے **دوسرا امر** صیغۂ نذر کے بیان مین نذر کی دو قسمین ہین **قسم اول** جو کسی شرط پر معلق ہو اور اوسکی بھی دو قسمین ہین **پہلی قسم** نذر بر وطاعت ہی جو کبھی نعمت کے شکریہ مین واقع ہوتی ہی جیسے ان اعطیت مالا فللہ علی کذا (اگر مجھکو مال کی فلان مقدار حاصل ہوجائے تو خدا تعالی کے لیے میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہی) و اما ان اعطیت فللہ علی کذا

اگر مجھکو فرزند پیدا ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہے) یا ان قدم المسافر فللہ علی کذا
(اگر فلان شخص سفر سے واپس آئے تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر فلان عبادت لازم ہے) اور کبھی دفع بلا کے شکریہ مین
واقع ہوتی ہے جیسے ان برئ المریض فللہ علی کذا (اگر فلان بیمار کو شفا ہو جائے تو حق تعالے کے لیے
میرے ذمہ پر دو رکعت نماز ہے) یا ان تخلصنی من المکروہ فللہ علی کذا (اگر فلان مکروہ مجھسے دور ہو جائے
تو حقتعالے کے لیے مجھپر فلان عبادت لازم ہے) اور اسکو نذر مجازاۃ بھی کہتے ہین **دوسری قسم** نذر زجر و لجاج
(کسی فعل سے نفس کا باز رکھنا) ہے جیسے ان فعلت کذا فللہ علی (اگر مین فلان فعل کا مرتکب ہون تو حق تعالے
کے لیے مجھپر فلان مال کا تصدق کرنا لازم ہے) یا ان لم افعل کذا فللہ علی کذا (اگر مین فلان کام نکرون تو
حقتعالی کے لیے مجھپر فلان امر لازم ہے) **قسم دوم** جو کسی شرط پر معلق نہو اور اسکو نذر تبرع (کسی شی کا ابتداءً
التزام کرنا) کہتے ہین جیسے للہ علی کذا (حق تعالی کے لیے مجھپر فلان عبادت کا بجا لانا واجب ہے) اور
پہلی دونون قسمون (نذر بر اور نذر زجر) کے ساتھ نذر کے منعقد ہونے مین بالاتفاق کوئی شک نہین ہے ہان تیسری قسم
(نذر تبرع) کے ساتھ نذر کے واقع ہونے مین بین العلماء اختلاف ہے بعض فقہانے اوسکے منعقد ہونے کو اختیار فرمایا ہے
اسلیے کہ مشروعیت نذر کے جو ادلہ ہین وہ محل فرض کو بھی شامل ہین اور بعض فقہانے عدم انعقاد کو اختیار کیا ہے اسلیے کہ
لفظ نذر کا مدلول لغت عرب مین فقط وعدہ مشروط ہے جو صورت فرض مین مفقود ہے لیکن قول اول نذر کا منعقد ہونا
صحیح تر ہے اور نذر کا مدلول لغوی مطلق وعدہ ہے مشروط ہو یا نہو اور صحت نذر مین صیغہ کے علاوہ نیت قربت کا متحقق ہونا
بھی شرط ہے پس اگر کوئی شخص بوجہ نذر اپنے نفس کے باز رکھنے کا بدون قربت قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اور
جبکہ نذر معلق مین اوسے شکر کا قصد کیا جائے تو اوسکی صحت کے لیے شرط کا سائغ (جسپر شکر واجب اور مستحسن ہو)
ہونا لابد (ضرور) ہوگا اور اسیطرح نذر (معلق ہو یا نہو) مین جزا کا طاعت (عبادت) ہونا بھی اوسکی صحت کے لیے
ضرور ہے اور ہمارے نزدیک طلاق زوجہ کے ساتھ (جیسے زوجتی طالق ان فعلت کذا) نذر منعقد نہین ہوتی اور
میری زوجہ پر طلاق ہے اگر مین ایسا کرون
اسیطرح اعتاق مملوک (بندہ کا آزاد کرنا) کے ساتھ (جیسے عبدی حر ان فعلت کذا) بھی منعقد نہین ہوتی
میرا غلام آزاد ہے اگر مین فلان کام کرون

وأما متعلق النذر

اور اسیکو نذر غضب و لجاج بھی کہتے ہین تیسرا امر متعلق نذر کے بیان مین متعلق نذر کا طاعت (عبادت) اور مقدور نادر (جسکے بجا لانے پر نذر کنندہ کو باعتبار عادت قدرت حاصل ہو گرچہ بالفعل اوسپر قادر نہو) ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو بنا بر اعلیہ متعلق نذر کو فقط عبادت سے اختصاص ہوگا جیسے حج۔ صوم۔ صلوۃ۔ ہدی (کسی چیز کا خانہ کعبہ وغیرہ کے لیے ہدیہ کرنا) صدقہ۔ عتق (آزاد کرنا) وغیرہ وغیرہ پس متعلق نذر کی تفصیل کے لیے چھ مطلب بیان کیے جاتے ہین **پہلا مطلب** اون مسائل کے بیان مین جو نذر حج سے متعلق ہین پس اگر کوئی شخص پیادہ حج کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان برئت من المرض فللہ علی ان احج ماشیا تو نذر منعقد ہوگی اور اوسے حج کے لیے بلد نذر سے مشی (پیادہ چلنا) کرنا متعین ہوگا اسلیے کہ لفظ ماشیا سے باعتبار عرف مجموع طریق مین مشی کرنا مفہوم ہوتا ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ میقات (وہ مقام معہود ہو جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اہل آفاق کے لیے معین فرمایا ہو) سے مشی کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ لفظ ماشیا ضمیر حج کا حال واقع ہوا ہو لہذا مشی کرنا حج کی صفت ہوگی اور چونکہ لفظ حج عرف شرعی مین مجموع مناسک کا نام ہو لہذا حج کے علاوہ اور کسی وقت مین مشی کرنا واجب نہوگا اور اگر صورت مفروضہ مین باوجود قدرت علی المشی (پیادہ چلنے پر قادر ہونے) کے حالت رکوب (سوار ہونا) مین حج کریگا تو کافی نہوگا اور اوسکا حالت مشی مین اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر بعض افعال کو حالت رکوب مین و بعض دیگر کو حالت مشی مین بجا لائے تب بھی اعادہ کرنا لازم ہوگا لیکن نہ حج مین فقط اون افعال کا حالت مشی مین ادا کرنا واجب ہوگا جنکو حج اول مین بحالت رکوب ادا کیا تھا اور اوسکے مجموع افعال کا حالت مشی مین بجا لانا لازم نہوگا تاکہ دونون دفعہ کے حجون سے مرکب حج کرا یک حج حالت مشی مین متحقق ہو اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ اگر اوسکی نذر مطلق ہوگی (کسی سال مخصوص کے ساتھ مقید نہو) تو حالت مشی مین حج کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر معین ہوگی (کسی سال مخصوص کے ساتھ مقید ہو) تو اوسپر حالت نذر کا کفارہ واجب ہوگا لیکن قول اول منقول بھی ہو اور اگر صاحب نذر مشی کرنے سے عاجز ہو جائے تو اوسپر حج کا حالت رکوب مین واقع کرنا متعین ہوگا اور آیا بعوض مشی اوسپر سیاق بدنہ (وہ اونٹ جو کہ مکہ معظمہ مین قربانی کیا جاتا ہی) بھیجنا

بسنۃ ... کفارۃ خلف النذر والاول مروی ولو عجز الناذر عن المشی حج راکبا وھل یجب علیہ سیاق بدنۃ [illegible]

یا نہیں پس بعض علماء نے فرمایا ہی کہ واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا اور یہی قول
اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ صورت عجز مین اصل مشی ساقط ہو جاتی ہی لہذا اوسکا بدل بھی واجب
نہوگا علاوہ برین بحالت عدم بھی عدم وجوب کو مقتضی ہی اور اگر کوئی شخص حالت سواری مین حج کرنیکی
نذر کرے مثلاً کہے ان برئت فلله علی ان احج راکبا اگر مجھکو شفا ہووے تو حقتعالے کے لیے مجھپر حالت رکوب مین
حج کرنا لازم ہی بعد ازان اوسکو حالت مشی مین بجالائے تو مقتضائے نذر کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر کوئی شخص
مشی کرنیکی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اوسپر کشتی مین قائم رہنا واجب ہوگا اسلیے کہ قائم (کھڑا رہنیوالا)
کو ماشی (چلنے والا) سے زیادہ مشابہت ہی لیکن اوسکا مستحب ہونا بوجہ ضعیف ہی اسلیے کہ کشتی مین مشی کرنا عادۃً
ساقط ہو جاتا ہی اور ناذر مشی سے طواف النساء کے بعد اوسکا وجوب برطرف ہو جاتا ہی اسلیے کہ طواف مذکور
کے بعد افعال حج تمام ہو جاتے ہین اور اسمقام پر چند فروع مذکور ہوتے ہین اگر کوئی شخص کہے ان برئت من المرض
فلله علی ان امشی الی بیت الله الحرام اگر مجھکو مرض سے شفا ہووے تو حقتعالے کے لیے مجھپر
بیت الله حرام تک مشی کرنا لازم ہی تو یہ اطلاق حقتعالی کے اوس خانہ معظمہ کیطرف منصرف ہوگا جو کہ شہر مکہ
مین موجود ہی اسلیے کہ اوسکے علاوہ کوئی دوسرا مقام وصف حرام کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اور اسیطرح
اگر کوئی شخص فقط لله علی ان امشی الی بیت الله پر اقتصار کرے اور لفظ حرام کے ساتھ تلفظ نکرے
تب بھی وہی خانہ معظم مراد لیا جائیگا اسلیے کہ لفظ بیت الله سے عند الاطلاق بالخصوص اوسیکا تبادر ہوتا ہی
اور اسمقام پر بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ نذر منعقد نہوگی تاوقتیکہ حرام کا بھی قصد نکرے اسلیے کہ بیت الله
ہونے مین جملہ مساجد شریک ہین اور خود ناذر نے اونمین سے کسی خاص بیت الله کی تعیین نہین کی اور اگر
کوئی شخص کہے لله علی ان امشی الی بیت الله لا احج ولا اعتمر اگر حقتعالے کے لیے مجھپر بیت الله تک
بدون حج وعمرہ مشی کرنا لازم ہی تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکی نذر منعقد ہو جائیگی اسلیے کہ صدر کلام
سے حج وعمرہ ایکا ارادہ مفہوم ہوتا ہی اور ضمیمہ مذکورہ لا احج ولا اعتمر اوسکی نفی کو مقتضی ہی لہذا

وہ لغو ٹہرایا جائیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکی نذر ساقط ہوگی اسلیے کہ بیت اللہ مین جانا بدون حج
یا عمرہ داخل ہونا داخل معصیت ہو حالانکہ متعلق نذر کا از قبیل طاعت ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو اور اس
قول مین اشکال ہو اسلیے کہ بیت اللہ کا قصد کرنا فی نفسہ عبادت ہو اگرچہ حج یا عمرہ نرکھتا ہو بنابرآن علیہ اوسکی نذر
کے منعقد ہونیکا کوئی مانع نہین ہو اور وجوب حج یا عمرہ اوسکی نذر سے خارج ہوگا اور اگر کوئی شخص فقط للہ علی
ان امشی (حقتعالی کے لیے مجھپر مشی کرنا لازم ہو) پر اقتصار کرے پس اگر کسی مقام معین کی (جیسے مسجد مین جانا یا
عیادت مریض کے لیے حرکت کرنا الی غیر ذلک) طرف مشی کرنیکا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور مقام مقصود
تک مشی کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی مقام معین کا قصد نکرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ مشی من حیث ہو مشی
فی نفسہ داخل طاعت نہین ہو تاوقتیکہ کسی عبادت کا مقدمہ واقع نہو اور اگر کوئی شخص کہے ان رزقت ولداً فللہ
علی ان احج بہ (اگر مجھکو فرزند کرامت ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر اوسکا حج کیواسطے جانا واجب ہو)
یا کہے ان رزقت ولداً فللہ علی ان احج عنہ (اگر مجھکو فرزند عنایت ہو تو حقتعالے کے لیے میرے ذمہ پر
اوسکی طرف سے حج کرنا لازم ہو) بعد ازان والد کا انتقال ہوجائے تو اوسکی اصل مال سے مولود کا حج کرانا یا اوسکی طرف
سے کسیکو حج کرنے کے لیے روانہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص حج کرنے کی نذر کرے اور اوسکے پاس
مال ہو بعد ازان کسی دوسرے کیطرف سے حج کو بجالائے تو دونون حجون (حج نذر و حج نیابت) کے ادا ہونے کے لیے
کافی ہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ مین اوسکا حج کرنا صادق آتا ہو اور بعض تردد ہو اسلیے کہ اوسنے اپنے ذمہ پر
ایسے حج مستقل کو لازم کیا تھا جسکے ادا ہونیمین دوسرے کیطرف سے حج کرنا کافی نہین ہو

دوسرا مطلب

اون مسائل کے بیان مین جو نذر صوم (روزہ) سے متعلق ہین اگر کوئی شخص ایام معدودہ کے روزہ کی
نذر کرے (جیسے دس روزہ) تو اوسکو تتابع (پے درپے رکھنا) اور تفریق (جدا جدا رکھنا) مین اختیار ہوگا ہان اگر تتابع کی
شرط کرے تو روزہ کا پے درپے رکھنا متعین ہوگا اور متفرق رکھنا کافی نہوگا اور صورت اطلاق مین
ایام منذورہ کیطرف مبادرت (سرعت) کرنا افضل ہو اگرچہ تاخیر کرنا جائز ہو اور نذر صوم وقت معین

اجزاء عنہما علی تردد مسائل الصوم لو نذر صوم ایام معدودة کان مخیرا بین التتابع والتفریق الا اذا شرط التتابع

منعقد نہوگی جبتک کہ وہ طاعت (عبادت) نہو پس اگر کوئی شخص عیدین (عید فطر و عید قربانی) یا احدہما
(عید فطر و عید قربانی مین سے ایک) کے روزہ کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ عید کو روزہ
رکھنا حرام ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص منی (مکہ معظمہ مین ایک مقام ہو جہان قربانی کیجاتی ہو) مین ایام تشریق
(یوم نحر کے بعد تین تاریخین) کے روزہ رکھنے کی نذر کرے تب بھی منعقد نہوگی اسلیے کہ منی مین ایام مذکورہ کا
روزہ رکھنا ممنوع ہو اور متعلق نذر کا رائج ہونا اوسکی صحت مین شرط ہو اور اسیطرح اگر کوئی عورت اپنے
حیض کے زمانے مین روزہ رکھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر بھی منعقد نہوگی اسلیے کہ ایام حیض کا روزہ صحیح نہین ہو
اور اسیطرح اوس صورت مین بھی نذر منعقد نہین ہوتی جہان صوم منذور کے بجا لانے پر قدرت حاصل نہو
مثلاً اگر کوئی شخص اوس یوم کے روزہ کی نذر کرے جس مین کہ زید سفر سے واپس آئے تو اوسکی یہ نذر
صحیح نہوگی خواہ رات کو واپس آئے یا دن کو پس رات کو صوم منذور کے بجا لانے پر اسلیے قدرت نہین ہو کہ
اس صورت مین شرط معدوم ہو کیونکہ یوم کا اطلاق فقط باعتبار عرف و لغت طلوع فجر سے غروب آفتاب تک
ہوتا ہو علاوہ برین رات کا روزہ رکھنا مطلقاً صحیح نہین ہو اور اوسکا دن کو بجا لانا اسلیے صحیح نہین ہو
کہ اس صورت مین یوم منذور کے صوم پر قدرت حاصل نہین ہو کیونکہ بعض یوم کا منقضی ہو جانا مفروض ہو
اور بعض باقی یوم منذور کا مصداق نہین ہو اسلیے کہ اوس سے مجموع یوم مراد ہو علاوہ برین بعض یوم کا
روزہ مشروع (جائز) بھی نہین ہو کیونکہ اوسکی صحت کے لیے مجموع یوم درکار ہو اور ہمین ایک وجہ
(احتمال) اور ہو جسکا محصل یہ ہو کہ اگر زید نے سفر سے قبل زوال مراجعت کی ہو اور ناذر نے کسی مفطر کا
استعمال نکیا ہو تو اوسکی نذر منعقد ہو جائیگی اسلیے کہ اسقدر زمانہ مین روزہ مستحب بلکہ بعض وجوہ پر
روزہ واجب کو واقع ہونے کی صلاحیت حاصل ہو لہذا انعقاد نذر کا کوئی مانع نہین ہو اور اگر کوئی شخص
کہے للہ علی ان اصوم یوم قدوم زید (یعنی) خدا تعالی کے لیے مجھپر زید کے سفر سے واپس آنے کے
دن کا روزہ رکھنا لازم ہی تو اوس روز کا روزہ ساقط ہوگا جس روز کہ زید واپس آئے اور

ولا ينعقد نذر الصوم الا ان يكون طاعة فلو نذر صوم العيدين او احدهما لا ينعقد وكذا لو نذر صوم ايام التشريق وكذا لو نذرت المرأة صوم ايام حيضها لا ينعقد وكذا لا ينعقد اذا لم يكن متمكنا فلو نذر يوم قدوم زيد سواء قدم ليلا او نهارا اما ليلا فلعدم الشرط واما نهارا فلعدم التمكن من صيام اليوم المنذور وفيه وجه

اوسکے علاوہ اوسی روز کا روزہ ہمیشہ کے لیے واجب ہوگا بناءً علیہ اگر قدوم زید کا روز پنجشنبہ فرض کیا جائے تو اوس روز کا روزہ ساقط ہوگا اور بعد ازان ہر پنجشنبہ کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر وہ روز ماہِ مبارک رمضان مین واقع ہو تو فقط ماہِ مبارک کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اور نذر ساقط ہوگی اسلیے کہ ماہِ رمضان مین غیرِ رمضان کا روزہ مشروع نہین ہو پس وہ محل مستثنیٰ ہو اور اوسکی قضا بھی نکریگا جسکی وجہ واضح ہو اور اگر وہ روز اتفاق سے روزِ عید (فطر یا قربان) واقع ہو تو اوسکا افطار کرنا اجماعاً لازم ہوگا اور آیا اوسکی قضا بھی واجب ہوگی یا نہین ہمین بین العلماء اختلاف ہو لیکن اوسکی قضا کا واجب نہونا اشبہ اور اصولِ مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ اصل عدم وجوب ہو علاوہ برین یومِ عید مین شب کیطرح روزہ کی صلاحیت نہین ہو اور قضا فرعِ ادا ہو۔ یا فرضِ جدید کی محتاج ہو جو محلِ بحث مین مفقود ہو اور اگر ناذر مذکور (جسنے کہ قدوم زید کے دن کے روزہ رکھنے کی نذر کی ہی) پر کسی کفارہ مرتبہ (جیسے ظہار کا کفارہ) مین شہرین متتابعین (پے درپے دو مہینے) کا روزہ واجب ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ خطاب کفارہ کو خطاب نذر پر مقدم کرنا واجب ہو پس اولاً کفارہ کے دو مہینون مین سے تحصیلِ تتابع (پے درپے رکھنا) کیلیے ماہِ اول کے روز دن کو ادا کرنا معین ہوگا اور جبکہ ماہِ دوم کے بعض ایام (مثلاً ایک روز) کا روزہ رکھےگا تو ایامِ باقیہ مین روزۂ نذر کا بجالانا لازم ہوگا اسلیے کہ ماہِ اول کے کل روزے اور ماہِ دوم کے بعض روزے ادا ہو چکنے کے بعد حکمِ تتابع ساقط (برطرف) ہو جاتا ہو اور بعض متاخرین (ابن ادریس علیہ الرحمہ) نے فرمایا ہو کہ خطابِ نذر کو خطابِ کفارہ پر مقدم کرنا واجب ہوگا اور صومِ کفارہ کی تکلیف ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ صورتِ مفروضہ مین تتابع ممکن نہین ہو جو صومِ کفارہ کی صحت مین شرط ہو اور عدمِ شرط کو انتفاءِ مشروط لازم ہو پس صومِ کفارہ کا فرض طعام کیطرف منتقل ہوگا اور یہ قول کچھ نہین ہو نہایت ضعیف ہو کیونکہ اسمین اولۂ شرعیہ کی مخالفت لازم آتی ہو اور صومِ نذر کا مسقطِ تکلیف یا تتابع مین قادح ہونا مسلم نہین ہو اور یومِ مذکور مین روزۂ نذر کا معین ہونا

(اگرچہ مکرر ہو) بوجہ نہین ہو پس روزۂ نذر کے بعد صومِ کفارہ کو ادا کریگا اور اوسکی وجہ سے ماہِ اوّل یا
ماہِ دوم مین تتابع ساقط نہوگی اسلیے کہ وہ (روزۂ نذر) ایسا عذر ہو جس سے احتراز کرنا ممکن نہین ہو اور اس
حکم مین وجوب تکفیر (کفارہ دینا) کا نذر پر مقدم یا اوس سے موخر ہونا مساوی ہو اسلیے کہ یوم مذکور مین
صومِ منذور کے ادا کرنے کی تعیین اون ادلۂ شرعیہ سے ہو چکی ہو جنسے ہر زمانے مین نذر کے واقع کرنیکی
مشروعیت (جو لفظ) مستفاد ہوئی ہو اور وجوب کفارہ کا مقدم ہونا اوسکے منعقد ہونے اور قطعِ تتابع
ہونے کے منافی نہین ہو اور جبکہ کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے اور اوسکی مقدار کو معین نکرے تو
روزہ کی اقل مقدار جو ادائے نذر مین کافی ہو وہ ایک روز ہو اسلیے کہ ہمارے نزدیک ایک روز سے
کم کا روزہ صحیح نہین ہو سکتا اور اسیطرح اگر کوئی شخص تصدق کرنے کی نذر کرے اور مقدار صدقہ کو معین
نکرے تو ادائے نذر کے لیے مال کے اقل اوس مقدار کا تصدق کرنا کافی ہوگا جسکو اسم صدقہ شامل ہو اور
اگر کوئی شخص کسی بلدِ معین مین روزہ رکھنے کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ اوسکو ہر مکان کا
روزہ رکھنا ادائے نذر کے لیے کافی ہوگا اسلیے کہ مکان مخصوص کو باقی مکانون پر کوئی ترجیح نہین ہو
لہذا ہر مکان مساوی ہوگا اور اسمین تردد ہو اسلیے کہ اوسنے روزہ مکان مخصوص کے ساتھ مقید
کیا ہو پس اوسکے علاوہ کسی دوسرے کا روزہ رکھیگا تو ایام باقیہ مین منعقاد نذر کے لیے فقط
اصل صوم کا راجح ہے اور ماہِ دوم کے بعض روزے ادا ہونے مکان مخصوص کو باقی مکانون پر
فی نفسہ کوئی مزیت متاخرین (ابن ادریس علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ خصوصیات مقتضائے کے لیے مجیب
ایک زمانہ بطور صوم کفارہ کی تکلیف ساقط ہو جائیگی اسلیے کہ صورت روزہ واجب ہوگا اور اگر
کوئی شخص کسی ایسی صحت مین نذر صوم حیناً اقتضائے کے لیے پس جب تک روزہ رکھنا لازم ہو تو اوسپر چھ مہینے کے
روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ حضرت امیر المومنین سلام اللہ علیہ نے
صوم زمان و حین کی نذر مین ارشاد فرمایا ہو الزمان خمسۃ اشھر والحین ستۃ اشھر (زمان سے پانچ مہینے اور

تعدد من نذر ان یصوم زمانا کان خمسۃ اشھر

صین سے چھ مہینے مراد ہین) اور اگر ناذر نے لفظ زمان وحین سے صیغۂ نذر کے وقت کسی دوسرے معنی
رجیسے ایک روز یا دو مہینے کا قصد کیا ہو تو اوسی پر عمل کرنا لازم ہوگا اسلیے کہ نذر مین بھی قسم کیطرح نیت کا
اعتبار ہو اور لفظ مذکور کا باعتبار عرف ولغت زمان قلیل وکثیر دونون پر اطلاق ہوتا ہی تیسرا مطلب
اون مسائل کے بیان مین جو نذر صلوۃ (نماز) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص نماز کی نذر کرے اور اوسکی
رکعتون کو معین کرے تو اداے نذر کے لیے کم سے کم دو رکعتون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور ایک رکعت کا
ادا کرنا کافی نہوگا اسلیے کہ نمازہاے معہودہ اور غالبہ مین کوئی نماز دو رکعتون سے کم نہین ہو اور ایک رکعت
کی نماز بنہایت نادر ہو اور نماز وتر کے سوا کسی نماز مین مشروع نہین ہو اور بعض علما (ابن ادریس علیہ الرحمہ)
نے فرمایا ہو کہ ایک رکعت بھی ادا مین کافی ہوگی اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ ایک رکعت کی نماز اگرچہ نادر ہو
لیکن اوسکی شرعیت ثابت ہو جو انعقاد نذر کے لیے کافی ہو اور اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان افعل قربۃ
(حقتعالی کے لیے مجھپر ایسے فعل کا بجا لانا واجب ہو جس سے تقرب حاصل ہو) اور کسی خاص فعل کی تعیین کرے
تو اوسکو اداے نذر کے لیے کسی عبادت کا بجا لانا کافی ہوگا خواہ روزہ رکھے یا کچھ مال تصدق کرے
یا دو رکعت نماز بجا لائے اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اداے نذر کے لیے ایک رکعت کا بجا لانا بھی کافی ہوگا
اور اگر کوئی شخص کسی مسجد معین مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور نماز منذور کا
بجا لانا واجب ہوگا اسلیے کہ یہ (نماز کا مسجد معین مین بجا لانا) عبادت ہو اور اسیطرح اگر مسجد کے کسی
مکان معین مین نماز پڑھنے کی نذر کرے تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن اگر کوئی شخص ایسے مکان مین نماز
پڑھنے کی نذر کرے جسمین عبادت کرنے کو باقی مکانون پر کوئی فوقیت (فضیلت) نہو تو بعض علمانے
فرمایا ہو کہ اوسکی نذر منعقد نہوگی باین معنی کہ اوسپر نماز کا مکان مذکور مین بجا لانا معین نہوگا بلکہ فقط نماز کا
ادا کرنا لازم ہوگا جس مکان مین چاہے ادا کرے اسلیے کہ نفس نماز کو رجحان حاصل ہو اور اس قول مین
تردد ہو اسلیے کہ اوصاف منذور کے راجح ہونے کا اعتبار ثابت نہین ہوا بلکہ نفس منذور کا راجح ہونا

ولو نذر حینا کان ستة اشهر ولو نوی غیرہ اتبع ما نواہ
مسائل الصلوۃ
اذا نذر صلوۃ فاقل ما یجزیه رکعتان وقیل رکعة وهو حسن وکذا لو نذر ان یفعل قربة ولم یعینها کان مخیرا ان شاء صام وان شاء تصدق بشیء وان شاء صلی رکعتین وقیل تجزیه رکعة ولو نذر الصلوۃ فی مسجد معین او مکان معین من المسجد لزم لانه طاعة اما لو نذر الصلوۃ فی مکان لا مزیة فیه للطاعة قیل لا یلزم وقیل یتعین الصلوۃ ویجزی ایقاعها فی کل مکان وفیه تردد ؎

انعقاد نذر کے لیے کافی ہو جیسا کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہو اور اگر کوئی شخص کسی وقت مخصوص مین نماز پڑھنے
کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور نماز کا اوسی زمان مخصوص مین بجا لانا لازم ہوگا **چوتھا مطلب**
اون مسائل کے بیان مین جو نذر عتق (آزاد کرنا) سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص کسی غلام مسلم کے آزاد کرنے
کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور غلام موصوف کا آزاد کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کافر غیر معین
کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو منعقد نہوگی اور اگر کافر معین کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو آیا اوسکی نذر
منعقد ہوگی یا نہین اسمین بین العلماء اختلاف ہو لیکن اوسکا منعقد اور لازم نہونا اشبہ ہو اور اگر کوئی شخص
عتق رقبہ (مملوک کا آزاد کرنا) کی نذر کرے تو اوسکو ادائے نذر کے لیے کسی مملوک (غلام یا کنیز) کا آزاد
کر دینا کافی ہوگا صغیر ہو یا کبیر صحیح ہو یا معیب (جسمین کوئی عیب ہو) بشرطیکہ کوئی ایسا عیب نہو جو موجب حریت ہو
(جیسے اوسکا زمین گیر ہونا) ورنہ کافی نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ محکوم بحریت ہو اور اگر کوئی شخص
کسی مملوک کی بیع نکرنے کی نذر کرے مثلاً کہے للہ علیّ ان لا ابیع مملوکی فلاناً (خدا کے لیے مجھپر اپنے فلان
مملوک کا فروخت نکرنا لازم ہو) تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر بعد ازان اوسکے
فروخت کرنیکی طرف مضطر ہو تو آیا اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہین بعض علماء (شیخ الطائفہ
قاضی ابن براج وغیرہ) نے فرمایا ہو کہ جائز نہوگا اسلیے کہ انعقاد نذر کے بعد اوسکا فروخت کرنا حرام ہو گیا تھا
پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا لیکن وقت ضرورت اوسکی بیع کا جائز ہونا بوجہ نہین ہو اسلیے کہ اس صورت مین
متعلق نذر مرجوح ہو اور اوسکا حکم باطل ہوجاتا ہو اور اگر کوئی شخص اپنے ہر غلام قدیم کے آزاد کرنے کی نذر کرے تو
اوسکو ادائے نذر کے لیے ہر اوس غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا جسپر اوسکی ملک مین چھ مہینے یا زیادہ گذر چکے ہون
جیسا کہ مرسل داؤد مین حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہو **پانچوان مطلب** اون مسائل کے
بیان مین جو نذر صدقہ سے متعلق ہین جبکہ کوئی شخص تصدق کرنے کی نذر کرے اور اسی پر اقتصار کرے
تو اوسپر اوس قدر مال کا تصدق کرنا لازم ہوگا جسپر اسم صدقہ صادق آتا ہو اگرچہ قلیل ہو (جیسے ایک درہم) اور اگر

مسائل العتق

مسائل الصدقة

مال تصدق کے لیے کوئی مقدار بھی معین کرے تو اوسی کا تصدق کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص مال کثیر کے تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے ان عوفیت فللّٰہ علیّ ان اتصدق بمالٍ کثیرٍ (اگر مجھکو فلاں مرض سے صحت حاصل ہوئی تو خدا تعالیٰ کے لیے مجھپر مال کثیر کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہے) تو اوس سے اسی درہم مراد لیے جائینگے جیسا کہ ابوبکر حضرمی کی روایت مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ حضرت نے صورت مفروضہ مین ارشاد فرمایا یتصدق ثمانین درھما فانہ یجزیہ وذالک بینہ فی کتاب اللّٰہ اذ یقول لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ والکثیرۃ فی کتاب اللّٰہ ثمانین اور اگر کوئی شخص مال خطیر یا جلیل کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے (مثلاً کہے ان عوفیت فللّٰہ علیّ ان اتصدق بمالٍ خطیرٍ یا کہے بمال الجلیل) تو لفظ مذکور سے اوس نے جس مقدار کا ارادہ کیا ہوگا اوسیکے ساتھ تفسیر کریگا اور اگر موت وغیرہ کی وجہ سے اوسکی تفسیر کا معلوم ہونا متعذر (دشوار) ہوجائے تو اوسکے ولی (وارث) کیطرف رجوع کیجائیگی اور اوسکی تفسیر پر عمل کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مقام معین مین تصدق کرنے کی نذر کرے تو اوسکو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اگر مال صدقہ کو کسی دوسرے مقام پر صرف کریگا تو اوسپر مقام منذور مین اوسیقدر صدقہ کا اعادہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنے جمیع مال کے ساتھ تصدق کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے (للّٰہ علیّ ان اتصدق بجمیع ما املکہ (خداتعالیٰ کے لیے مجھپر اپنے کل مال کے ساتھ تصدق کرنا لازم ہے) تو اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اوسپر عمل کرنا لازم ہوگا پس اگر جمیع مال کے ساتھ تصدق کر نہین سکتا یا اوسکے عیال کو ضرر ہو تو اپنے کل مال کی قیمت کو مشخص کرے بعد ازان بدفعات تصدق کرے تا اینکہ اوسکو قدر واجب کے ساتھ تصدق کرنیکا علم حاصل ہو اور اگر کوئی شخص اپنے بعض مال کے فی سبیل الخیر (وہ امر خیر جسکا بجالانا باعث قربت ہو) تصدق کرنیکی نذر کرے تو اوسکو مال مذکور کا فقرا مومنین یا حج یا زیارت یا مومنین کی کسی دوسری مصلحت مین تصدق کرنا برائت ذمہ کے لیے کافی ہوگا اور کسی خاص مصلحت مین تصدق کرنا معین نہوگا

چھٹا مطلب

اون مسائل کے بیان مین جو نذر ہدی (کسی شی کو خانۂ کعبہ کے لیے ہدیہ کرنا) سے متعلق مین جبکہ کوئی شخص ہدی یعنی
(ناقہ یعنی مال کا ہدیہ کرنا) کی نذر کرے اور کسی مقام کو معین نکرے تو یہ اطلاق خصوص خانۂ کعبہ کیطرف منصرف
ہوگا اسلیے کہ عرف شرع مین استعمال ظاہری ہے اور اگر کوئی شخص مزدلفہ مین مقام منی کا قصد کرے تو
اوسکی نذر منعقد ہوگی اور اوسکے موافق عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص اون دونون مقامون
(خانۂ کعبہ و منی) کے سوا کسی مقام مین ہدی بھیجنے کی نذر کرے تو منعقد نہوگی اسلیے کہ یہ طاعت نہین ہے
کیونکہ ہدی کا غیر موضعین مین مشروع ہونا ثابت نہین ہوا اور اگر کوئی شخص فقط نذر ہدی پر اقتصار
کرے (مثلاً کہے لله علی ان اهدی) اور کسی شی کو معین نکرے تو اوسکا اطلاق خصوص انعام
(گوسپند۔ گاو و شتر) کیطرف منصرف ہوگا اسلیے کہ لفظ ہدی سے عرف شرع مین یہی مراد ہے لیکن ناذر کو
ادائے نذر کے لیے منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسکو اسم ہدی شامل ہو اگرچہ ہدی
جج کے شرائط اوسمین موجود نہون اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صورت اطلاق مین خصوص انعام کا
ہدیہ کرنا معین نہوگا بلکہ اوسکو ہر ایسی شی کا ہدیہ کرنا کافی ہوگا جسپر اسم مالیت صادق آئے اگرچہ ایک بیضہ ہو
اسلیے کہ اسم ہدی کا ہر مال پر اطلاق کیا جاتا ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صورت مفروضہ مین ناذر کو
منجملہ انعام اوس حیوان کا ہدیہ کرنا لازم ہوگا جو باب اضحیہ (قربانی) مین کافی ہے اور فقط مسماے ہدی
کا ہدیہ کافی نہوگا اور یہ قول اقل اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے اور اگر کوئی شخص انعام کے سوا
کسی اور مال کے ہدیہ بیت اللہ کرنے کی نذر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ
مشروعیت ہدی فقط انعام سے مختص ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نذر منعقد ہوگی اور مال منذور
فروخت کیا جائیگا اور خانۂ کعبہ کے مصالح مین صرف کیا جائیگا اسلیے کہ مال مذکور کو اگرچہ اسم ہدی
شامل ہو لیکن وہ نذر صدقہ مین داخل ہے پس اگر کوئی شخص اپنے غلام یا کنیز یا چوپایہ کے ہدیہ کرنے کی نذر
کرے تو اوسکا فروخت کرنا اور اوسکی قیمت کا خانۂ کعبہ یا اوس شہر کے مصالح مین جسکے لیے کہ اوسنے

نذر کی ہو اور اعانت حاج یا زوار مین صرف کرنا معین ہوگا اور اگر کوئی شخص مکہ معظمہ مین نحر ہدی (منجملہ انعام کسی
حیوان کا قربانی کرنا) کی نذر کرے تو مقتضائے نذر پر عمل کرنا واجب ہوگا اسلیے کہ وہ داخل طاعت ہے
اور آیا مکہ معظمہ کے فقرا و مساکین پر اوسکے گوشت کا تقسیم کرنا بھی واجب ہوگا یا نہین پس شیخ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہے کہ واجب ہوگا اسلیے کہ یہ موافق احتیاط ہے کیونکہ اسمین برائت ذمہ کا یقین حاصل ہے اور فقط اوسکے
نحر پر اقتصار کرنے مین برائت ذمہ مشکوک ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص منی مین نحر کرنے کی نذر کرے تب بھی
یہی کلام ہوگا اور اگر کوئی شخص ان دونون مقامون (خانہ کعبہ و منی) کے سوا کسی اور مقام (جیسے شہر کوفہ)
مین نحر ہدی کی نذر کرے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ اسکا از قبیل طاعت
(عبادت) ہونا ثابت نہین ہوا جو متعلق نذر مین شرط ہے لیکن نذر مذکور کا منعقد ہونا اقوی ہے اسلیے کہ
صورت مذکورہ مین ناذر نے بقعہ کے فقرا و مساکین پر تصدق کرنیکا قصد کیا ہے جسکا از قبیل طاعت ہونا
واضح ہے اور اگر کوئی شخص اہدائے ہدیہ کی نذر کرے اور اوس سے ناقہ کا قصد کرے تو اوسکی نذر منعقد
ہوگی اور اسیطرح اگر فقط اوسکے ہدیہ کرنے کی نذر پر اقتصار کرے اور اوسکے مدلول سے کسی خاص حیوان کا
قصد نکرے تب بھی اوسکی نذر منعقد ہوگی اور خصوص ناقہ مراد لیا جائیگا اسلیے کہ یہ عرفا اور لغۃ اوس شتر
سے عبارت ہے اور جس شخص پر کسی نذر کیوجہ سے بدنہ کا ہدیہ یا نحر کرنا واجب ہوا اور اوس پر قادر نہو تو
اوسکو ہدیہ کے عوض گاؤ کا ہدیہ یا نحر کرنا لازم ہوگا اور اگر اوس سے بھی عاجز ہو تو اوس پر سات گوسفند کا
ہدیہ یا نحر کرنا معین ہوگا **چوتھا امر** لواحق نذر کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** نذر
کی مخالفت کرنے مین کفارہ یمین لازم ہوتا ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ وہ کفارہ لازم ہوتا ہے جو روزہ رمضان
افطار کرنے مین لازم ہوتا ہے لیکن قول اول اشہر ہے اور کفارہ نذر اوس وقت تک لازم نہین ہوتا جبتک کہ نذر کی
مخالفت از راہ عمد و اختیار صادر نہو **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی کسی سال معین کے روزون کی نذر کرے
تو اوسپر مجموع سال مین روزہ رکھنا واجب ہوگا البتہ اس حکم سے فقط دو زمانے مستثنی ہین **اول**

(فطر و اضحیٰ) کا روزہ **دوم** ایام تشریق کا روزہ اوس شخص کے لیے جو منی مین موجود ہو اور جسطرح کہ ایام مذکورہ (عیدین و ایام تشریق) کا روزہ رکھنا صحیح نہین ہے اسیطرح اونکے روزون کی قضا بھی ساقط ہے اسلیے کہ یہ ایام نذر سے خارج ہین اور اگر ناذر مذکور منی کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر موجود ہو تو اوسکو ایام تشریق کا روزہ رکھنا بھی لازم ہوگا اور اگر اثنائے سال مین کسی دن کے روزہ کو بدون عذر از راہ عمد افطار کرے گا تو اوسکا قضا کرنا لازم ہوگا پس اگر ناذر مذکور نے اپنی نذر مین تتابع صوم کی شرط لگی ہو تو اوسکو بنا کرنا (یعنے جس دن کے روزہ کو افطار کیا ہو اوسی دن سے روزہ رکھنا) جائز نہوگا اور حلف نذر کا کفارہ دینا لازم ہوگا اور اگر تتابع صوم کو بھی شرط کیا ہو تو استیناف کرنا متعین ہوگا اور بعض اصحاب نے فرمایا ہو کہ اگر اوسنے نصف سال کے بعد روزہ کو افطار کیا ہو تو اوسکو بنا کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ تجاوز نصف کیوجہ سے حکم استیناف باطل ہوجاتا ہو اگرچہ اوسنے عمدًا تفرقہ کیا ہو اور اگر نصف سال کے قبل روزہ کو افطار کیا ہو تو بنا کرنا جائز نہوگا بلکہ استیناف کرنا متعین ہوگا اور یہ قول از قبیل تحکم (بے دلیل) ہو اور اگر ناذر مذکور نے روزہ کو کسی عذر (جیسے بیمار ہونا یا خون حیض یا نفاس کا موجود ہونا) کیوجہ سے افطار کیا ہو تو اوسکو دونون صورتون (خواہ تتابع کو شرط کیا ہو یا نکیا ہو) مین بنا کرنا صحیح ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص صوم دہر کی نذر کرے تو اوسکی نذر صحیح ہوگی و عیدین (فطر و اضحیٰ) ساقط ہوگا اور اسیطرح ایام تشریق کا روزہ بھی اوس شخص کے لیے ساقط ہوگا جو منی مین موجود ہو اور ناذر مذکور کو سفر مین افطار کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح زن حائضہ کو ایام حیض مین افطار کرنا لازم اور روزہ رکھنا حرام ہوگا اور اون دونون (مسافر و حائض) پر قضا کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ صورت مفروضہ (صوم دہر) مین قضا کرنے کے لیے کوئی وقت نہین ہو اور سفر ضروری (جسکے ترک مین کسی نفس محترمہ یا مال محترم وغیرہ کے تلف ہونیکا خوف ہو) بھی مثل عذر ہو جسکی وجہ سے تتابع صوم منقطع نہین ہوتی ہان سفر اختیاری (غیر ضروری) کیوجہ سے تتابع صوم منقطع ہوجاتی ہو اور اگر کوئی شخص کسی سال غیر معین کے روزون کی نذر کرے اور تتابع صوم کی شرط نکرے تو اوسکو تتابع اور تفرقہ مین اختیار ہوگا اور اوسکو واسطے نذر کے بارہ مہینے کا روزہ رکھنا

کافی ہوگا اگرچہ تفریق سے اور اگر تتابع کی بھی شرط کی ہو تو اوسکو بیدرون فاصلہ بارہ مہینون کے روزون کا
ادا کرنا لازم ہوگا اور مہینے سے باعتبار عرف وہ مدت مراد ہو جو بین الہلالین (دو چاندون کے درمیان)
واقع ہو خواہ اوتیس روز ہون یا تیس روز بشرطیکہ انکسار نہو اور اگر انکسار ہو تو اوس سے پورے
تیس روز مراد لیے جائینگے پس اگر ناذر مذکور ماہ شوال کو روزہ رکھے اور وہ ناقص (اونتیسا) ہو تو بعض علما
نے فرمایا ہو کہ اوسکو ماہ مذکور کا بعوض عید ایک روزہ کے ساتھ کامل کرنا کافی ہوگا اسلیے کہ اوسپر مہینہ صادق
آ گیا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکا دو روزے کے ساتھ کامل کرنا لازم ہوگا اور یہ قول خوب ہو اسلیے کہ
ماہ شوال مین روز عید کیوجہ سے انکسار موجود ہو لہذا تحقق ماہ کے لیے پورے تیس روز کا روزہ رکھنا
واجب ہوگا اور فقط مقدار انکسار کا قضا کر دینا کافی نہوگا اوسیطرح اگر ناذر مذکور ایام تشریق مین بمقام منی
موجود ہو اور ماہ ذیحجہ کو روزہ رکھے اور وہ کامل (تیسا) ہو تو اوسپر روز عید اور ایام تشریق کے
عوض مین چار روزون کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر ناقص (اونتیسا) ہو تو اوسکو پانچ روز کا ادا کرنا
واجب ہوگا جسکی وجہ بھی مذکور ہوئی اور اگر کوئی شخص ایک سال کے روزون کی نذر کرے اور ایکسال کے روزے رکھے تو
اوسکو ماہ رمضان اور عیدین (فطر و اضحی) کے عوض مین اوسکا بتیس روزون کے ساتھ کامل کرنا لازم ہوگا اور ایام مذکورہ
(رمضان و عیدین) کیوجہ سے تتابع منعدم نہوگا اسلیے کہ اوسکو ایام مذکور سے احتراز کرنا ممکن نہین ہو اور اگر ناذر مذکور منی مین موجود ہو
تو اوسپر ایام تشریق کے عوض کا ادا کرنا بھی لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مہینے کے روزون کی بشرط تتابع نذر کرے تو
اوسپر ادائے نذر کے لیے ایسے مہینہ کا اختیار کرنا واجب ہو کہ جسمین تتابع ممکن ہو اور قبل اوسکا اختیار کرنا ناذر مذکور پر لازم نہوگا
یعنی جسمین ایام روزون کا ادا کرنا ممکن نہو مثلاً ماہ ذیحجہ کو اختیار کریگا تو جائز نہوگا اسلیے کہ اوسمین روز عید کیوجہ سے تتابع منقطع
ہوجاتی ہو تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزے کی نذر کرے تو اوسکی نذر منعقد نہوگی اسلیے کہ وہ روزہ
اصل شرع سے بدون نذر بھی واجب ہو پس اوسکا بذریعہ نذر لازم کرنا از قبیل تحصیل حاصل ہو اور تحصیل اسلیے کہ اوس روزہ کا
اصل شرع سے واجب نا بجا لانا گرو واجب ہو یعنی ماننا نہین ہو جسطرح کسی معصیت (گناہ) کی نذر منعقد نہین ہوتی اور اوسپر

کفارہ بھی واجب نہیں ہے تو مثلاً کوئی شخص کسی آدمی کے ذبح کرنے کی نذر کرے خواہ باپ یا ماں یا فرزند ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو خواہ اسی ہو یا اجنبی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کہے للہ علیّ ان اقتل زیداً ظلماً (حقتعالے کے لیے مجھپر زید کا ازراہ ظلم قتل کرنا لازم ہی) یا کہے للہ علیّ ان اشرب خمراً (حقتعالی کے لیے مجھپر شراب کا پینا لازم ہی) یا کہے للہ علیّ ان ارتکب محظوراً (حقتعالے کے لیے مجھپر کسی فعل حرام کا بجالانا لازم ہی) یا کہے للہ علیّ ان اترک فرضاً (حقتعالی کے لیے مجھپر کسی فعل واجب کا ترک کرنا لازم ہی) تو ان سب صورتوں مین اوسکی نذر منعقد نہوگی بلکہ لغو و مہمل قرار پائیگی اور اگر کوئی شخص چار ہاتھ پاؤن پر طواف کرنے کی نذر کرے مثلاً کہے للہ علیّ ان اطوف علی اربع (حقتعالے کے لیے مجھپر چار ہاتھ پاؤن کے ساتھ طواف کرنا لازم ہی) تو اس مسئلہ کا حکم باب حج مین مذکور ہو چکا ہو اور اقرب یہ ہو کہ نذر مذکور منعقد نہوگی اسلیے کہ یہ ہیئت شرع کے خلاف ہو پانچوان مسئلہ جبکہ ناذر اپنی نذر کے ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو اوسکا فرض ساقط ہوجائیگا پس اگر کوئی شخص کسی سال معین مین حج کرنے کی نذر کرے اور اوسکو کوئی شی مانع ہوجائے تو اوسکی نذر ساقط ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے بعد ازان اوسکے ادا کرنے مین عاجز ہوجائے تب بھی اوسکی نذر ساقط ہوجائیگی لیکن اسصورت مین محمد بن منصور نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے بعوض ہر یوم ایک مد طعام (گندم) کے ساتھ تصدق کرنے کو روایت کیا ہو چھٹا مسئلہ عہد کا بھی وہی حکم ہو جو یمین کا حکم ہو اور اوسکی صورت یہ ہو عاہدت اللہ انہ متی کان کذا فعلیّ کذا (مین نے خدا سے عہد کیا کہ جب فلان امر ہو تو مجھپر فلان کام لازم ہی) یا علیّ عہد اللہ انہ متے کان کذا فعلیّ کذا (مجھپر خدا کا عہد ہو کہ جب فلان امر ہو تو مجھپر فلان کام لازم آتا ہی) پس اگر فعل معاہد علیہ (وہ کام جسپر کہ عہد کیا تہا) واجب یا مندوب یا ترک مکروہ یا اجتناب محرم (فعل حرام سے پرہیز کرنا) ہو تو عہد لازم ہوگا اور اگر بالعکس ہو (فعل واجب یا مندوب کے ترک کرنے یا فعل حرام یا مکروہ کے بجالانے پر عہد کیا جائے) تو لازم نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی فعل مباح کا عہد کرے تو مثل یمین (قسم) لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کے ترک پر عہد کرے جسکا بجالانا

بھتر ہو یا کسی ایسے فعل کے بجا لانے پر عہد کرے جسکا ترک کرنا اولیٰ ہو تو وسکو اولی کا اختیار کرنا سزاوار ہوگا اور
وسکی مخالفت پر کفارہ لازم نہوگا اسلیے کہ لزوم کفارہ مین متعلق عہد کا راجح ہونا شرط ہو جسکا فقدان محل بحث
مین مفروض ہو اور مخالفت عہد کا کفارہ بعینہٖ وہی ہو جو مخالفت یمین کا کفارہ ہو اور ایک روایت مین وارد
ہوا ہو کہ مخالفت عہد کا وہ کفارہ ہو جو ماہ رمضان مین ایک روزہ کے افطار کرنے سے لازم ہوتا ہو اور
یہی روایت اشہر ہو **ساتوان مسئلہ** نذر اور عہد نطق صیغہ کے ساتھ اتفاقاً منعقد ہوتے ہین اور آیا
بدون نطق محض ضمیر و اعتقاد کے ساتھ بھی منعقد ہوتے ہین یا نہین پس بعض اصحاب نے فرمایا ہو کہ منعقد ہوتے ہین
اسلیے کہ وہ دونون داخل عبادت ہین جنمین دراصل اعتقاد کا اعتبار ہو کیونکہ حضرت نے ارشاد فرمایا انما الاعمال بالنیات لکن اون دونون کا بدون نطق منعقد ہونا بیوجہ نہین ہو اسلیے کہ نظر عرف مین
محض اعتقاد پر عہد و نذر صادق نہین آتا اور اخبار کثیرہ سے اون دونون کے منعقد ہونے مین تلفظ صیغہ کا
شرط ہونا مستفاد ہوتا ہو اور عبادات لفظیہ مین تنہا نیت کافی نہین ہو ؂

تمام ایقاعات تمام ہوئی والحمد للہ اولاً و آخراً و باطناً و ظاہراً
کتبہ العاصی سید محمد تقی خورشید رقم

غلطنامہ کتاب روائع الاحکام جلد ثالث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۲	ہی	بھی	۵۷	۱۴	وطی پانیگا	وطی پانیگا
۲۰	۱۰	اور یہ	اور یہ	۵۸	۱	ستکال	اشکال
۲۱	۱	کتاب النکاح	کتاب الطلاق	۴۴	۱۲	اثار	اظہار
۳۵	۲	غزاۃ	غزاۃ	۴۳	۲	صبر لازم	صبر کا لازم
۶	۸	غزاۃ	غزاۃ	۴۸	۱۰	انکا	انکار
۵۱	۱۸	باامت	امت	۸۲	۱۳	زمانہ	زمانہ
۵۰	۱۹	ایک ہر زوجہ کے	ہر ایک زوجہ کے	۹۳	۱۸	کا	کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲	کنعانی	[illegible]
۹۳	۱۷	سائنه	سائبه
〃	〃	(زیر سطر)	سائبه
۹۴	۱۳	اسلیئے	اسلیئے کر
۹۵	۱۱	بوبہ	بوجہ
۹۶	۱۷	ہنوگا	ہوگا
۱۰۶	۱۱	تمبر	مدبر
حاشیہ ۱۰۶	۰	کذاب العتق	کتاب التدبیر
۱۰۹	۱۹	آزادا	آزاد
۱۱۱	۱۹	حصۂ مدبرہ	حصہ مدبرہ
۱۲۲	۱۷	دوتون	دونون
۱۲۹	۳	آقار	آقا
〃	۱۳	اقوت	اخوات
۱۳۸	۱۹	عتی	علی
۱۴۱	۱۹	مجردو	مجرور
۱۵۳	۲	مقر	مقرلہ
〃	۳	ثانی دمکان	ثانی سکان
۱۶۲	۱۵	مقبول ہوگا	مقبول نہوگا
۱۶۳	۱۵	مشروثیت	مشروعیت
۱۷۰	۱۹	انشاءواللہ	انشاءاللہ
۱۷۳	۱۲	ابتی	ایمن
۱۸۴	۱	سطیبت	تطیب
۱۸۶	۳	بمین	عین
۱۹۶	۴	الیس	الیس
۱۹۷	۸	عموص	غموص
۱۹۸	۴	تھدی	مجزی
۲۰۰	۱۹	بلدان اعطیت	ان اعطیت ولدا
۲۰۳	۱۹	نحدوج	تجاوج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		(حاشیہ اردو)	
۹۳	۳۶	حزم	بجزم
۱۰۵	۲۴	رتفادر	انقاد
۱۰۵	۵۴	مجبول	محمول
〃	۳۵	سن	بین
〃	۴۴	مع ولدہ	مع والدہ
۱۲۳	۳۹	ہم	تم
۱۳۶	۵	پر	بر
		(حاشیہ عربی)	
۸۴	۳۳	جار	جاز
〃	۴۵	مولودک	مولودلہ
۸۵	۹	فال قامت	فان قامت
۸۹	۵	تقفت	النفقت
〃	۱۲	سنیفاء	استیفاء
〃	۳۹	الاحکام	الاحکام
〃	۴۳	زلو	دلو
۹۴	۱۴	الاشبادۃ	الاشارۃ
〃	۴۲	اغتق	اعتق
۹۵	۴	زلک	ذلک
۹۹	۳۲	مطالبۃ	مطالبہ
۹۹	۸	الحوابۃ	الحزبۃ
۱۰۳	۳۹	ورہث	ورث
〃	۴۶	لتعتق	لعتق
۱۰۴	۱۱	حسما	احدھما
۱۰۹	۱۲	ندبیرا	تدبیر
〃	۴۷	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۱۱۱	۵	موت	یموت
۱۱۲	۴۹	نستغرمہ	تستغرقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۴۴	بعثہ	بعد
۱۱۴	۱۰	دبرہ شم	دبرہ
۱۱۷	۴۳	خامۃ	خدمۃ
۱۲۰	۲۱	اما	ما
۱۵۲	۳۴	لوجودہ	بوجودہ
〃	۷	النظرثانی	النظر الثانی
۱۵۹	۴۳	الکادبلاع	اسباع
۱۶۳	۹	فی الایجاد قبول	فی الایجاب
۱۶۴	۳۷	تبذبھا	بذلھا
۱۶۸	۳۵	النیمۃ	النسمۃ
۱۷۶	۳۷	مستجیل	مستعجل
۱۸۱	۷	والادم	والادام
۱۸۴	۱۴	ولوخلف	ولوحلف
۱۹۱	۱۰	والعرف	العرف
۱۲۱	۷	باملک	بالملک
۱۲۲	۱۳	المہابات	المہایات
۱۲۷	۵	تفسا	نفسا
۱۳۳	۸	بینھا	وبینھا
۱۳۴	۱۹	ثثثہ	ثلثہ
۱۴۹	۱۱	کلفتا	کلفتا
۱۵۰	۹	للنعہ	للسفہ
۱۵۱	۳۲	سابقھا	سائقھا

واضح ہو کہ

روائح الاحکام کی جلد معاملات مین صفحہ ۲۳۲ سطر ۱۲ پر بجائے عبارت (اور اگر کوئی شخص زن شوہردار سے یا عدہ رجعیہ مین زنا کرے) یہ عبارت لکھی گئی ہے (اور اگر زن شوہردار زنا کرے یا عدہ رجعیہ مین عقد کرے)

تقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی سید مصطفی صاحب المعروف بجناب میر آغا صاحب ادام اللہ ظلالہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین متقین و متقین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ ہوگا کہ کتاب مستطاب جامع الاحکام جو مبین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی و مشہور و مستند کتاب ہے نافع افاضل و طلاب ہے) زبان اردو میں بامحاورہ ترجمہ اور اسکے عبارات مشکلہ و مطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اسکے حواشی پر مسائل ہے بھی جامع متانت کے تسہیل کیگئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بنا بر اعلیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب کو ہر طرح خرید فرمائیں و اس سے نفع اٹھائیں

حررہ السید مصطفی المدعو بہ میر آغا عفی عنہ

امامیہ سید مصطفی بن محمد

تقریظ مجتہد العصر و الزمان حاوی علوم معقول و منقول کاشف معضلات فروع و اصول قبلہ و کعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب المعروف بجناب سید علن صاحب ادام اللہ ظلالکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین متدینین مقتفین آثار ائمہ طاہرین پر مخفی نہ ہے کہ کتاب مستطاب جامع الاحکام جو مبین اصل کتاب شرائع الاسلام کا (جو مذہب اثنا عشری کی درسی و مشہور و مستند کتاب ہے نافع افاضل و طلاب ہے) زبان اردو میں بامحاورہ ترجمہ اور اسکے بعض مشکلہ اور عبارات دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ و مرغوب کیا گیا ہے اور اسکے حواشی پر معضلات مسائل کی بادلہ ساطعہ براہین قاطعہ بغایت متانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے حضرات مومنین کے لیے عموماً اور طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہے بنا بر اعلیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق و سزاوار ہے کہ اس کتاب کو خرید فرمائیں اور اس سے نفع اٹھائیں

۱۳۰۹ھ

لا الہ الا اللہ الملک الحق

محمد حسین النقوی

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی مادامت الایام واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین مقتفین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نرہے کہ
کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمۂ لقاعات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ
اثنا عشریہ کی درسی اور مشہور ومستند کتاب ہی اور مرجع فضلا وعلما اطیاب ہی بعض مواضع
متفرقہ اسکے نظر قاصر فاتر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ وخوب و
حل عبارات مشکلہ ومواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب وعنوان مرغوب کیا گیا ہی حضرات
مومنین کے لیئے عموماً اور طلبہ علم دین کے لیئے خصوصاً جہت نافع ومفید ہی البتہ
جمیع حضرات مومنین کو سزاوار ومناسب ہی کہ
بشوق ورغبت تمام اسے خرید فرمائیں
اور اسکے فوائد سے
منتفع ہوں فقط۔

لا الٰہ الا اللہ الملک القوی
عبدہ محمد باقر بن
محمد علی الرضوی

صورت ما فصلتہ انامل الحبر العلامۃ والنحریر الفہامۃ کشاف معضلات تحقیق بموجز بیانہ
وموردغوامض التدقیق بمختصر تبیانہ فخر المدرسین ومنتجع الناقدین قدوۃ المصطفین مولانا
ومقتدانا جناب المولوی السید ظہور الحسین دامت برکاتہ وتمت افاداتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین وقرائح صافیہ ارباب علم ویقین پر واضح ہو کہ مجلد ثالث کتاب مستطاب ودائع الاحکام
حسبین فضائل مآب کمالات اکتساب عمدۃ الاخیار الاطیاب وصفوۃ الابرار الانجاب الاخ الاسعد والولی الارشد
البدر الوضی والقمر المضی الخلیل الوائق والصدیق الموافق کریم المحاتد والمعارق المولوی السید محمد صادق
ابقاہ اللہ ما ذر شارق واومض بارق نجل العالم العامل الفاضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرۃ جبہۃ المفاخر
المنتقل الی جوار رحمۃ ربہ الغافر مولانا السید محمد باقر قدس اللہ سرہ ونور ضریحہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام
(جو مذہب اثناعشری کی درسی اور مشہور و مستند کتاب اور معتمد علیہ بین جمہور اولی الالباب ہو) کے
الفاظات کا با محاورہ ترجمہ اور اُسکے عبائر دقیقہ کا حل سلوب شائستہ وعنوان بائستہ کیا ہر من اولہ
الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور راحقر العباد نے مزید اطمینان کے لیے اوسکو اصل کتاب سے حرف بحرف
مطابق کیا درحقیقت مترجم ممدوح نے اصل کتاب کے مقامات مونیقہ کو بہت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ
سہل وآسان اور مؤید بہ برہان کیا ہو جسکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد مفہوم ہو سکتا ہو اور
اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک اور جواہر الکلام وغیرہ شروح حواشی
سے ماخوذ ہین) انجابیت تنقیح وتوضیح بخشی کیا ہو فی الواقع زبان اُردو مین ایسی جامع ومفید کتاب جسمین
ابواب فقہ ہی شرح وبسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی یہ کتاب مومنین کو عموماً اور
طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً بہت نافع ہو بنا برآن علیہ جملہ مومنین اخیار اور متقیان آثار ائمہ اطہار سلام اللہ علیہم اجمعین ادام اللیل
والنہار کو لائق وسزاوار ہو کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اُسکے فوائد و مطالب سے منتفع ہون

حررہ الاحقر ظہور حسین

۱۳۰۹ھ
سید ظہور الحسین البارہوی

عفی عنہ

فہرست کتب واقع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	نام کتاب	خلاصہ مضمون
۳	کتاب الطلاق	اسمین طلاق دینے اور قید نکاح کے زائل کرنیکے احکام و شرائط تفصیلا بیان کیے گئے ہین
۳۹	کتاب الخلع	اسمین بعوض مال طلاق دینے کے احکام و شرائط کا بیان ہے۔
۵۱	کتاب الظہار	اسمین وہ احکام و شرائط مذکور ہین جو زوجہ سے ظہار کرنے پر مترتب ہوتے ہین۔
۷۳	کتاب الایلاء	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو ترک وطی پر قسم کھانے سے متعلق ہوتے ہین۔
۸۱	کتاب اللعان	اسمین وہ احکام مذکور ہین جنسے لعان ثابت ہوتی ہو اور زوجہ سے تہمت زنا برطرف ہوتی ہو
۹۳	کتاب العتق	اسمین غلام یا کنیز کے آزاد کرنے کے احکام و شرائط کا بیان ہو۔
۱۰۶	کتاب التدبیر والمکاتبۃ والاستیلاد	ان کتب مین مملوک کے ان احکام کا بیان ہو جو آزاد کرنے کی وصیت کرنے اور اس سے بعوض مال اوسکی آزادی پر معاملہ کرنے اور کنیز کے ذات الولد ہونے پر متفرع ہوتے ہین۔
۱۳۵	کتاب الاقرار	اسمین کسی شخص کے اپنے مشغول الذمہ ہونے کی خبر دینے کا بیان ہو اور اسکے احکام مفصلہ مذکور ہین
۱۶۳	کتاب الجعالہ	اسمین وہ احکام مذکور ہین جو کسی شی گم شدہ کے واپس لانے پر مترتب ہوتے ہین
۱۶۸	کتاب الایمان	اسمین قسم کھانے کے احکام و شرائط مفصلہ بیان کیے گئے ہین
۲۰۰	کتاب النذر	اسمین نذر کے احکام و شرائط مذکور ہین